Machine Translated by Google

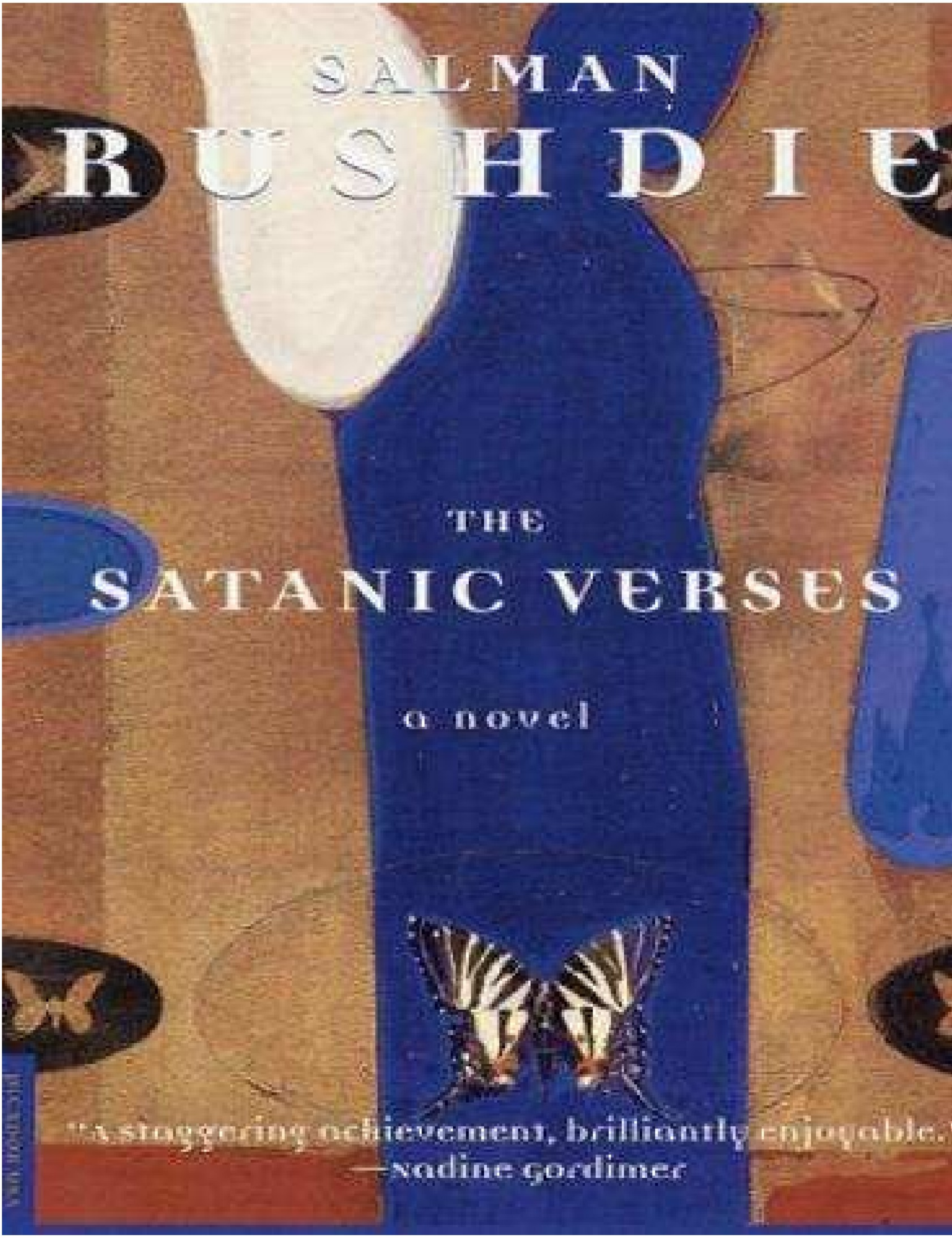

Machine Translated by Google

کاپی رائٹ سلمان رشدی، 1988جملہ حقوق محفوظ ہیں۔
وائکنگ

پینگوئن گروپ وائکنگ پینگوئن انکارپوریشن، 40ویسٹ 23سٹریٹ، نیو یارک، نیویارک USA ،10010کے ذریعہ شائع

Ontario, Canada L3R 1B4 Penguin Books (NZ) Ltd, 182-190, Wairau Road, Auckland ro, New Zealand Penguin Books Ltd,
Penguin Books Australia Ltd. Ringwood, Victoria, Australia Penguin Books Canada Ltd, 2801 John Street, Markham,
Harmondsworth, Middlesex, England 1989 رجسٹرڈ دفاتر: Penguin Books Ltd, 27 Wrights Lane, London W8 5TZ, England
میں Viking Penguin Incکے ذریعہ شائع کیا گیا۔

ماریان کے لیے

Machine Translated by Google

مشمولات

میں فرشتہ جبریل

IIمہاؤنڈ

IIIایلوین ڈیووین

IVعائشہ

VAشہر نظر آتا ہے لیکن نظر نہیں آتا

VIجاہلیہ کی طرف لوٹنا

VIIفرشتہ عزرائیل

ہشتم بحیرہ عرب کا جدا ہونا

IXایک حیرت انگیز لیمپ

Machine Translated by Google

شیطان، اس طرح ایک آوارہ گردی، آوارہ، غیر متزلزل حالت میں محدود ہو کر، کوئی خاص ٹھکانہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگرچہ اس کی فرشتی فطرت کے نتیجے میں، مائع فضلہ یا ہوا میں ایک قسم کی سلطنت ہے، لیکن یہ یقینی طور پر اس کی سزا کا حصہ ہے، کہ وہ ہے۔ . . بغیر کسی مقررہ جگہ، یا جگہ کے، اسے اپنے پاؤں کے تلوے پر آرام کرنے کی اجازت دی۔

ڈینیئل ڈیفو، _شیطان کی تاریخ_

Machine Translated by Google

میں فرشتہ جبریل

"دوبارہ جنم لینے کے لیے،" جبریل فرشتہ نے آسمانوں سے گرتے ہوئے گایا، "پہلے آپ کو مرنا ہوگا، ہوجی! ہوجی! بوسیدہ زمین پر اترنے کے لیے، سب سے پہلے اڑنے کی ضرورت ہے۔ پھر سے مسکراؤ، اگر پہلے تم نہیں روؤ گے؟

آہ بھرے بغیر پیارے کی محبت کیسے جیتی جائے؟ بابا اگر آپ دوبارہ جنم لینا چاہتے ہیں۔ . سردیوں کی ایک صبح طلوع ہونے سے پہلے، نئے سال کا دن یا اس کے آس پاس، دو حقیقی، مکمل بالغ، زندہ آدمی، انتیس ہزار دو فٹ کی بلندی سے انگلش چینل کی طرف، پیراشوٹ یا پروں کے بغیر گرے۔ ایک صاف آسمان سے باہر.

"میں آپ کو بتاتا ہوں، آپ کو مرنا ہوگا، میں آپ کو بتاتا ہوں، میں آپ کو بتاتا ہوں،" اور یوں اور اسی طرح ایک چاند کے نیچے سے ایک بلند آواز رات گزر گئی، "اپنی دھنوں کے ساتھ شیطان کو"، الفاظ میں کرسٹل لائن لٹک رہے تھے۔ آئسڈ وائٹ نائٹ، "فلموں میں آپ نے صرف پلے بیک گلوکاروں کی نقل کی ہے، لہذا اب مجھے ان شیطانی شوروں سے بچائیں۔"

جبریل، بے آواز سولوسٹ، چاندنی کی روشنی میں جھوم رہا تھا جب اس نے اپنی بے ساختہ غزل گائی، ہوا میں تیراکی، بٹر فلائی اسٹروک، بریسٹ اسٹروک، خود کو گیند میں جکڑ لیا، اپنے آپ کو تقریباً طلوع فجر کی لامحدودیت کے خلاف پھیلاتے ہوئے، اپنایا۔ ہیرالڈک آسن، بے تحاشا، کُوچنٹ، کشش ثقل کے خلاف لیویٹی۔ اب وہ خوشی سے لڑھک کر طنزیہ آواز کی طرف بڑھا۔ "اوہ، سلاد بابا، یہ آپ بہت اچھے ہیں۔ کیا ہو، پرانا چمچ۔" جس پر دوسرے، سرمئی رنگ کے سوٹ میں سب سے پہلے سرمئی رنگ کے سوٹ میں گرنے والا ایک تیز رفتار سایہ جس نے جیکٹ کے تمام بٹن اوپر کیے ہوئے تھے، اپنے بازوؤں سے، اس کے سر پر باؤلر ہیٹ کے امکان کو سمجھتے ہوئے، ایک عرفی نفرت کرنے والے کا چہرہ کھینچ لیا۔ "ارے، سپونو،"

جبریل نے ایک دوسری الٹی جھنجھلاہٹ کرتے ہوئے چیخ کر کہا، "مناسب لندن، بھائی! ہم آ گئے ہیں! وہاں نیچے ان کمینوں کو پتہ نہیں چلے گا کہ انہیں کس چیز نے مارا، الکا یا بجلی یا خدا کا انتقام۔ پتلی ہوا سے باہر، بچے۔ کیسا داخلہ ہے، یار۔ میں قسم کھاتا ہوں۔"

پتلی ہوا سے باہر: ایک بڑا دھماکا، اس کے بعد گرتے ہوئے ستارے۔ ایک عالمگیر آغاز، وقت کی پیدائش کی ایک چھوٹی بازگشت۔ . .
جمبو جیٹ بوستان، فلائٹ AI 420، بغیر کسی وارننگ کے، عظیم، سڑتے ہوئے، خوبصورت، برف سے سفید، روشن شہر، مہاگونی،
بابل، الفاوِل سے بلندی پر اڑا دیا۔ لیکن جبریل نے اس کا نام پہلے ہی رکھ دیا ہے، مجھے مداخلت نہیں کرنی چاہیے: پرپر لندن، ولایت کا دارالحکومت، آنکھ جھپکتے ہوئے رات میں سر ہلایا۔ جب ہمالیہ کی اونچائی پر ایک مختصر اور قبل از وقت سورج پاؤڈر جنوری کی ہوا میں پھٹ گیا، ریڈار اسکرینوں سے ایک جھٹکا غائب ہوگیا، اور پتلی ہوا جسموں سے بھری ہوئی تھی، جو تباہی کے ایورسٹ سے سمندر کے دودھیا پیلے پن تک اتر رہی تھی۔

میں کون ہوں؟
وہاں اور کون ہے؟
ہوائی جہاز آدھے حصے میں ٹوٹ گیا، ایک بیج کی پھلی اس کے بیضوں کو چھوڑ رہی ہے، ایک انڈا جو اس کے اسرار کو ظاہر کرتا ہے۔ دو اداکاروں، جبریل اور بٹنی کو چیختے ہوئے، مسٹر صلاح الدین چمچا کا تعاقب کرتے ہوئے، ٹوٹے ہوئے پرانے سگار سے تمباکو کے چھلکوں کی طرح گرے۔ اوپر، پیچھے، ان کے نیچے خالی جگہ پر ٹیک لگائے ہوئے سیٹیں، سٹیریو فونک ہیڈسیٹ، ڈرنکس ٹرالیاں، حرکت میں تکلیف کے رسیپٹیکلز، اترنے کے کارڈ، ڈیوٹی-

Machine Translated by Google

مفت ویڈیو گیمز، لٹ کیپ، کاغذ کے کپ، کمبل، آکسیجن ماسک۔ اس کے علاوہ --کیونکہ وہاں پر چند سے زیادہ تارکین وطن سوار تھے، ہاں، کافی تعداد میں بیویاں جنہیں معقول، کام کرنے والے اہلکاروں نے اپنے شوہروں کے جنسی اعضاء پر چھچھوں کی لمبائی اور فرق کے بارے میں گھیر لیا تھا۔ وہ بچے جن کی قانونی حیثیت پر برطانوی حکومت نے اپنے لاجواب شکوک و شبہات کا اظہار کیا تھا --جہاز کی باقیات کے ساتھ گھل مل کر، یکساں طور پر بکھرے ہوئے، یکساں طور پر مضحکہ خیز، وہاں روح کا ملبہ، ٹوٹی ہوئی یادیں، کٹی ہوئی خودی، منقطع مادری زبانیں، رازداری کی خلاف ورزی، ناقابل ترجمہ لطیفے، بجھے ہوئے مستقبل، کھوئے ہوئے پیار، کھوکھلے کے بھولے ہوئے معنی، بڑھتے ہوئے الفاظ، _زمین_، _تعلق_، _گھر_۔

دھماکے سے تھوڑا سا بے وقوف ہو کر جبریل اور صلاح الدین ایسے گرے جیسے کچھ لاپرواہی سے کھلی چونچ والے سارس نے گرا دیا ہو، اور چونکہ چمچا پہلے سر سے نیچے جا رہا تھا، بچوں کے پیدائشی نہر میں داخل ہونے کے لیے تجویز کردہ حالت میں، اس نے ہلکی جلن محسوس کرنا شروع کر دی۔ دوسرے کے انکار پر سادہ انداز میں گرنا۔ صلاح الدین نے ناک میں دم کیا جب فرشتہ نے ہوا کو گلے لگایا، اسے اپنے بازوؤں اور ٹانگوں سے گلے لگایا، ایک بھڑکتا ہوا، بے قابو اداکار۔ نیچے، بادل سے ڈھکے ہوئے، ان کے داخلے کا انتظار کر رہے ہیں، انگلش آستین کی آہستہ جمی ہوئی دھاریں، ان کے آبی جنم کا مقررہ زون۔

"او، میرے جوتے جاپانی ہیں،" جبریل نے پرانے گیت کا انگریزی میں ترجمہ کرتے ہوئے گایا، نیم ہوش میں میزبان قوم کے لیے، "یہ پتلون انگلش، اگر آپ چاہیں، میرے سر پر، سرخ روسی ٹوپی؛ میرا دل ہندوستانی ہے۔ اس سب کے لیے۔" بادل ان کی طرف بلبلا رہے تھے، اور شاید یہ کمولس اور کمولو-نمبس کے اس عظیم اسرار کی وجہ سے تھا، صبح کے وقت ہتھوڑوں کی طرح کھڑے طاقتور گرجتے گرجتے، یا شاید یہ گانا تھا (ایک پرفارم کرنے میں مصروف، دوسرا کارکردگی کو بڑھاوا دینا) یا ان کا دھماکا --ڈیلیریم جس نے انہیں آسنن کے بارے میں مکمل آگاہی بخشی۔ . . لیکن کسی بھی وجہ سے، دو آدمی، جبریل صلاح الدین فرشتہچمچہ، اس نہ ختم ہونے والے بلکہ شیطانی شیطانی زوال کے خاتمے کی مذمت کرتے ہیں، اس لمحے سے واقف نہیں تھے جس سے ان کی تبدیلی کا عمل شروع ہوا تھا۔

اتپریورتن؟
یسسر، لیکن بے ترتیب نہیں. وہاں ہوائی فضا میں، اس نرم، ناقابل فہم میدان میں جو صدی سے ممکن ہوا اور جس نے اس کے بعد صدی کو ممکن بنایا، اس کے متعین مقامات میں سے ایک، نقل و حرکت اور جنگ کی جگہ، سیارے کو سکڑنے والا۔ اور پاور ویکیوم، سب سے زیادہ غیر محفوظ اور زونز کا عارضی، خیالی، منقطع، میٹامورفک، --کیونکہ جب آپ ہر چیز کو ہوا میں پھینک دیتے ہیں تو کچھ بھی ممکن ہو جاتا ہے --ویسے بھی، کسی بھی قیمت پر، دلفریب اداکاروں میں تبدیلیاں رونما ہوئیں جو خوش ہو جائیں گی۔ پرانے مسٹر لیمارک کا دل: انتہائی ماحولیاتی دباؤ میں، خصوصیات حاصل کی گئیں۔

کون سی خصوصیات؟ سست؛ آپ کو لگتا ہے کہ تخلیق جلدی میں ہوتی ہے؟ تو پھر، نہ ہی وحی آتی ہے۔ . . ان کی جوڑی پر ایک نظر ڈالیں.
کچھ غیر معمولی نوٹس؟ صرف دو بھورے آدمی، مشکل سے گر رہے ہیں، کوئی نئی بات نہیں۔

Machine Translated by Google

اس کے بارے میں، آپ سوچ سکتے ہیں؛ بہت اونچے چڑھ گئے، اپنے اوپر چڑھ گئے، سورج کے بہت قریب اڑ گئے، کیا یہ ہے؟

ایسا نہیں ہے۔ سنیں: جناب صلاح الدین چمچہ، جبریل فرشتہ کے منہ سے نکلنے والی آوازوں سے گھبرا گئے، انہوں نے اپنی ہی آیات کا مقابلہ کیا۔ فرشتہ نے جو نا ممکن رات کے آسمان پر لہراتا ہوا سنا وہ بھی ایک پرانا گانا تھا، جس کے بول مسٹر کے ہیں۔

جیمز تھامسن،پر سترہ سو سے سترہ اڑتالیس۔ "
آسمانی حکم، "چمچا ہونٹوں سے سردی کی وجہ سے بے وقوفانہ طور پر سرخ سفید نیلا ہو گیا، "آوازور مین سے آرو۔" فرشتہ، خوفزدہ، جاپانی جوتے، روسی ٹوپیاں، برصغیر کے دلوں کی بے ہنگم آوازوں کے ساتھ مزید بلند آواز میں گایا، لیکن پھر بھی سلاد کو دوبارہ نہیں روک سکا۔ : "اور سرپرست aaaaangels نے تناؤ گایا۔"

آئیے اس کا سامنا کریں: یہ ناممکن تھا کہ ان کے لیے ایک دوسرے کو سنا، بہت کم بات چیت کی اور گانے میں اس طرح مقابلہ کیا۔ کرہ ارض کی طرف تیزی، فضا ان کے گرد گرجتی، وہ کیسے؟ لیکن آئیے اس کا بھی سامنا کریں: انہوں نے کیا۔

وہ نیچے گر رہے تھے، اور سردی کی سردی ان کی پلکوں کو ٹھنڈا کر رہی تھی اور ان کے دلوں کو منجمد کرنے کی دھمکی دے رہی تھی کہ وہ انہیں ان کے سحر انگیز دن کے خواب سے بیدار کر رہے تھے، وہ گانے کے معجزے سے واقف ہونے والے تھے، اعضاء کی بارش اور بچوں کی بارش۔ وہ ایک حصہ تھے، اور تقدیر کی دہشت نیچے سے ان پر دوڑتی تھی، جب وہ ٹکراتے تھے، بھیگ جاتے تھے اور فوری طور پر بادلوں کے ابلتے ہوئے صفر سے بھیگ جاتے تھے۔

وہ اس میں تھے جو ایک لمبی، عمودی سرنگ دکھائی دیتی تھی۔ چمچہ، پرائم، سخت، اور ابھی تک الٹا، جبریل فرشتہ کو اپنی جامنی رنگ کی بش شرٹ میں تیرتے ہوئے اس بادل کی دیواروں سے اس کی طرف آتے ہوئے دیکھا، اور چیخا، "دور رہو، مجھ سے دور ہو جاؤ"، سوائے اس کے کہ کچھ نہ کچھ۔ اس کی آنتوں میں ہلکی سی پھڑپھڑانے والی چیخنے والی چیز نے اسے روکا تو اس نے انکار کے الفاظ کہنے کے بجائے اپنے بازو کھول دیے اور فرشتہ ان میں تیرتی رہی یہاں تک کہ وہ سر سے دم تک گلے لگ گئے اور ان کے تصادم کی طاقت نے انہیں گرا دیا۔ آخر کے آخر میں، اپنے جیمینیٹ کارٹ وہیلز کو پورے راستے پر اور اس سوراخ کے ساتھ جو ونڈر لینڈ تک گیا تھا۔ سفید رنگ سے باہر نکلنے کے دوران بادلوں کی شکلیں یکے بعد دیگرے سامنے آئیں، متواتر میٹامورفوز، دیوتا بیلوں میں، خواتین مکڑیوں میں، مرد بھیڑیوں میں۔ ہائبرڈ بادل مخلوق ان پر دبائے ہوئے، انسانی چھاتیوں کے ساتھ بڑے بڑے پھول گوشت دار ڈنٹھل، پروں والی بلیاں، سینٹور اور چمچہ اس کے نیم ہوش میں اس خیال سے محو ہو گئے کہ اس نے بھی بادل کی کیفیت حاصل کر لی ہے، میٹامورفک ہو گیا ہے۔ ، ہائبرڈ، گویا وہ اس شخص میں بڑھ رہا ہے جس کا سر اب اس کی ٹانگوں کے درمیان بسا ہوا ہے اور جس کی ٹانگیں اس کی لمبی، سرپرست گردن کے گرد لپٹی ہوئی ہیں۔

تاہم اس شخص کے پاس اس طرح کے "اعلیٰ غلط فہمیوں" کے لیے کوئی وقت نہیں تھا۔ درحقیقت، ہر گز ناکامی کے قابل نہیں تھا۔ ابھی دیکھا ہے، بادلوں کے چکر سے نکلتے ہوئے، ایک خاص عمر کی دلکش عورت کی شکل، سبز اور سونے کی بروکیڈ ساڑھی پہنے، اس کی ناک میں ہیرا اور لاکھ اس کا دفاع کر رہی ہے۔

Machine Translated by Google

ان اونچائیوں پر ہوا کے دباؤ کے خلاف اونچے کنڈلی ہوئے بال، جب وہ اڑتے ہوئے قالین پر یکساں طور پر بیٹھی تھی۔ "ریکھا مرچنٹ،" جبریل نے اسے سلام کیا۔
"آپ کو جنت کا راستہ نہیں مل سکا یا کیا؟" مردہ عورت سے بات کرنے کے لیے بے حس الفاظ! لیکن اس کی متضاد، گرنے والی حالت تخفیف میں پیش کی جا سکتی ہے۔ . . چمچہ نے ٹانگیں پکڑ کر ناقابل فہم سوال کیا: "کیا بات ہے؟"

"کیا تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو؟" جبریل نے آواز لگائی۔ "آپ کو اس کا بوکھرا قالین نظر نہیں آرہا؟"

نہیں، نہیں، گیبو، اس کی آواز نے اس کے کانوں میں سرگوشی کی، اس سے تصدیق کی توقع نہ کریں۔
میں سختی سے صرف تمہاری آنکھوں کے لیے ہوں، شاید تم پاگل ہو رہے ہو، تم کیا سوچتے ہو، نامقول، تم سور کے اخراج کا ٹکڑا، میری محبت۔ موت کے ساتھ ایمانداری آتی ہے، میرے پیارے، لہذا میں آپ کو آپ کے حقیقی ناموں سے پکار سکتا ہوں۔

ابر آلود ریکھا نے کچھ بھی نہیں بڑبڑایا، لیکن جبریل نے پھر چمچا کو پکارا: "اسپونو؟ تم اسے دیکھتے ہو یا نہیں؟"

صلاح الدین چمچہ نے کچھ نہیں دیکھا، کچھ نہیں سنا، کچھ نہیں کہا۔ جبریل نے تنہا اس کا سامنا کیا۔ "تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا،" اس نے اسے نصیحت کی۔ "نہیں جناب، گناہ۔
اتنی سی چیز۔"
اوہ اب تم مجھے لیکچر دے سکتے ہو، وہ ہنس دی۔ آپ اعلیٰ اخلاقی لہجے والے ہیں، یہ اچھی بات ہے۔ یہ آپ ہی تھے جنہوں نے مجھے چھوڑ دیا، اس کی آواز نے اس کے کانوں کو یاد دلایا، گویا وہ گوب میں گھونپ رہا تھا۔ یہ تو ہی تھا میری خوشی کے چاند، جو بادل کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ اور میں اندھیرے میں، اندھا، کھو گیا، محبت کے لیے۔

وہ خوف زدہ ہو گیا۔ "تم کیا چاہتی ہو؟ نہیں بتاؤ نہیں، بس جاؤ۔"
جب تم بیمار تھے تو میں تمہیں نہیں دیکھ سکتا تھا، تمھیں معلوم تھا کہ میں نہیں کر سکتا، تمہاری خاطر میں دور رہا، لیکن بعد میں تم نے سزا دی، تم نے اسے چھوڑنے کا بہانہ بنایا، اپنے بادل کو پیچھے چھپانے کے لیے۔ وہ، اور وہ بھی، آئس ویمن۔ حرامزادہ. اب جب میں مر گیا ہوں تو معاف کرنا بھول گیا ہوں۔ میں تجھ پر لعنت بھیجتا ہوں، میرے جبرئیل، تیری زندگی جہنم ہو۔ جہنم، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں تم نے مجھے بھیجا ہے، تم پر لعنت ہو، تم کہاں سے آئے ہو، شیطان، تم کہاں جا رہے ہو، چوسنے والے، خونی ڈپ سے لطف اندوز ہوں۔ ریکھا کی لعنت؛ اور اس کے بعد، اس زبان میں آیات جو اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں، تمام سختیاں اور لغزشیں، جن میں اس نے سوچا کہ اس نے بنا دیا ہے، لیکن شاید نہیں، بار بار نام _اللاط_۔

اس نے چمچہ کو پکڑ لیا۔ وہ بادلوں کے نیچے سے پھٹ جاتے ہیں۔
رفتار، رفتار کا احساس، اپنے خوفناک نوٹ کو سیٹی بجاتے ہوئے واپس آگیا۔ بادل کی چھت اوپر کی طرف اڑ گئی، پانی کا فرش قریب ہوا، ان کی آنکھ کھل گئی۔ ایک چیخ، وہی چیخ جو اس کی ہمت میں پھڑپھڑاتی تھی جب جبریل آسمان پر تیرتے تھے، چمچے کے ہونٹوں سے پھٹ پڑی۔ سورج کی روشنی کے ایک شافٹ نے اس کے کھلے منہ کو چھید کر اسے آزاد کر دیا۔ لیکن وہ بادلوں، چمچہ اور فرشتہ کی تبدیلیوں سے گزر چکے تھے، اور ان کے کناروں پر ایک روانی، ایک غیر واضح پن تھا، اور جیسے ہی سورج کی روشنی چمچہ سے ٹکراتی تھی، اس نے شور سے زیادہ آواز نکالی تھی:
"اڑنا،" چمچہ نے جبریل کی طرف چیخ کر کہا۔ . "اُڑنا شروع کرو، اب۔" اور اس کے ماخذ کو جانے بغیر، دوسرا حکم شامل کیا: "اور گاؤ۔"

دنیا میں نیا پن کیسے آتا ہے؟ یہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟

Machine Translated by Google

یہ کن فیوژن، ترجمے، کنجوائننگ سے بنا ہے؟
یہ کیسے زندہ رہتا ہے، انتہائی اور خطرناک جیسا کہ یہ ہے؟ تباہ کرنے والے عملے، تباہ کرنے والے فرشتے، گیلوٹین کو روکنے کے لیے اسے کیا سمجھوتہ، کیا ڈیل، اپنی خفیہ نوعیت کی کونسی دھوکہ دہی کرنی چاہیے؟

کیا پیدائش ہمیشہ زوال ہے؟
کیا فرشتوں کے پر ہیں؟ کیا مرد اڑ سکتے ہیں؟
جب جناب صلاح الدین چمچہ انگلش چینل پر بادلوں سے باہر گرے تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے دل کو ایک ایسی طاقت نے جکڑ لیا ہے کہ وہ سمجھ گئے کہ ان کے لیے مرنا ناممکن ہے۔ اس کے بعد جب اس کے پاؤں ایک بار پھر زمین پر مضبوطی سے جم گئے تو وہ اس پر شک کرنے لگیں گے، اس کی نقل مکانی کی غلط فہمیوں کو دھماکے سے اس کے تصورات کے ٹوٹنے سے منسوب کرنے کے لیے، اور اپنی بقا، اس کے اور جبرئیل کے، اندھے ہونے کی وجہ بتانا شروع کر دیں گے۔ , گونگا قسمت. لیکن اس وقت اسے کوئی شک نہیں تھا۔ جس چیز نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا وہ زندہ رہنے کی خواہش تھی، بے جا، ناقابل تلافی، خالص، اور اس نے سب سے پہلے اسے یہ بتانا تھا کہ اس کا اس کی قابل رحم شخصیت سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، اس کی نقل اور آوازوں کے نصف از سر نو تشکیل شدہ معاملہ، اس کا ارادہ تھا۔ اس سب کو نظر انداز کر دیا، اور اس نے خود کو اس کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے پایا، ہاں، آگے بڑھو، جیسے کہ وہ اپنے دماغ میں، اپنے ہی جسم میں ایک تماشائی ہو، کیونکہ یہ اس کے جسم کے بالکل مرکز سے شروع ہوا اور باہر پھیل گیا، اس کا خون بدل گیا۔ استری کرنا، اس کے گوشت کو فولاد میں بدلنا، سوائے اس کے کہ یہ بھی ایک مٹھی کی طرح محسوس ہوا جس نے اسے باہر سے لپیٹ لیا، اسے اس طرح سے پکڑ لیا جو ناقابل برداشت حد تک تنگ اور ناقابل برداشت حد تک نرم تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے مکمل طور پر فتح کر لیا اور اس کے منہ، انگلیاں، جو بھی اس نے چاہا، کام کر سکتا تھا، اور جب اسے اس کے غلبہ کا یقین ہو گیا تو یہ اس کے جسم سے باہر پھیل گیا اور جبریل فرشتہ کو گیندوں سے پکڑ لیا۔

"اڑو" اس نے جبریل کو حکم دیا۔ "گاو۔"
چمچا نے جبریل کو تھام لیا جبکہ دوسرا شروع ہوا، پہلے آہستہ آہستہ اور پھر تیزی اور طاقت کے ساتھ، اپنے بازو پھڑپھڑانے کے لیے۔ سخت سے سخت وہ پھڑپھڑاتا گیا، اور جیسے ہی اس نے پھڑپھڑاتے ہوئے اس کے اندر سے ایک گانا پھٹ پڑا، اور ریکھا مرچنٹ کے تماشے کے گانے کی طرح اسے اس زبان میں گایا گیا جسے اس نے کبھی نہیں سنا تھا۔ جبریل نے معجزہ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ چمچہ کے برعکس، جس نے اسے وجود سے نکالنے کی کوشش کی، اس نے یہ کہنے سے کبھی باز نہیں آیا کہ غزل آسمانی تھی، کہ گانے کے بغیر پھڑپھڑانا بے کار تھا، اور بغیر پھڑپھڑانے کے یہ یقینی بات تھی کہ وہ غزل کو ٹکر دیتے۔ چٹانوں کی طرح لہریں یا کیا اور سمندر کے سخت ڈرم سے رابطہ کرنے پر ٹکڑوں میں پھٹ جاتی ہیں۔ جبکہ اس کے بجائے وہ سست ہونے لگے۔ جبریل جتنی زور سے پھڑپھڑاتا اور گاتا، گاتا اور پھڑپھڑاتا، اتنی ہی سستی واضح ہوتی، یہاں تک کہ وہ دونوں ہوا کے جھونکے میں کاغذ کے ٹکڑوں کی طرح چینل پر تیرتے رہے۔

وہ صرف ملبے سے بچ گئے، صرف وہی جو _بوستان_ سے گرے اور زندہ رہے۔ وہ ساحل سمندر پر نہلائے ہوئے پائے گئے۔ دونوں میں سے زیادہ قابل، جامنی رنگ کی قمیض میں ایک نے، اپنی جنگلی جھڑپوں میں قسم کھائی کہ وہ پانی پر چل پڑے ہیں، کہ لہروں نے انہیں آہستہ سے ساحل تک پہنچایا ہے۔ لیکن دوسرا، جس کے سر پر گیلے گیند باز کی ٹوپی جادو سے چمٹی ہوئی تھی، اس کی تردید کی۔ "خدا، ہم خوش قسمت تھے،" انہوں نے کہا. "آپ کتنے خوش قسمت ہوسکتے ہیں؟"

Machine Translated by Google

میں سچ جانتا ہوں، ظاہر ہے۔ میں نے سارا معاملہ دیکھا۔ جہاں تک ہمہ گیریت اور طاقت کا تعلق ہے، میں فی الحال کوئی دعویٰ نہیں کر رہا ہوں، لیکن مجھے امید ہے کہ میں اس کا انتظام کر سکتا ہوں۔ چمچہ نے وصیت کی اور فرشتہ نے جو مرضی کی۔

کون سا معجزہ کار تھا؟

فرشتہ کا گانا کس قسم کا تھا -فرشتہ، شیطانی ؟-

میں کون ہوں؟

آئیے اسے اس طرح رکھیں: کس کے پاس بہترین دھنیں ہیں؟

یہ وہ پہلے الفاظ تھے جو جبریل فرشتہ نے سنوبند انگلش ساحل پر اس کے کان سے ستارے کی مچھلی کے امکان کے ساتھ بیدار ہونے پر کہے تھے: "دوبارہ پیدا ہوا، سپونو، آپ اور میں۔ سالگرہ مبارک ہو، مسٹر، آپ کو سالگرہ مبارک ہو۔"

اس پر صلاح الدین چمچہ نے کھانس لیا، پھڑپھڑا کر آنکھیں کھولیں، اور ایک نوزائیدہ بچے کی طرح بے وقوفانہ آنسوؤں میں پھوٹ پڑے۔

2

جبریل کے لیے تناسخ ہمیشہ سے ایک بڑا موضوع رہا، پندرہ سال تک ہندوستانی فلموں کی تاریخ کا سب سے بڑا اسٹار، اس سے پہلے کہ اس نے فینٹم بگ کو "معجزانہ طور پر" شکست دی جس کے بارے میں ہر کوئی یقین کرنے لگا تھا کہ اس کے معاہدے ختم ہو جائیں گے۔ تو شاید کسی کو پیشن گوئی کرنے کے قابل ہونا چاہئے تھا، صرف کسی نے نہیں کیا، کہ جب وہ اٹھے گا تو وہ کامیاب ہو جائے گا جہاں جراثیم ناکام ہو گئے تھے اور اپنی چالیسویں سالگرہ کے ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی پرانی زندگی سے ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گے، غائب ہو جائیں گے !، ایک چال کی طرح، پتلی ہوا میں۔

سب سے پہلے جن لوگوں نے اس کی غیر موجودگی کو دیکھا وہ اس کے فلم اسٹوڈیو وہیل چیئر ٹیم کے چار افراد تھے۔ اپنی بیماری سے بہت پہلے اس نے تیز رفتار، بھروسہ مند کھلاڑیوں کے اس گروپ کے ذریعے عظیم ڈی ڈبلیو راما لاٹ پر سیٹ سے دوسرے سیٹ تک لے جانے کی عادت بنا لی تھی، کیونکہ ایک آدمی جو گیارہ فلمیں "sy-multaneous"بناتا ہے اسے اپنی توانائیاں محفوظ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ . سلیشوں، دائروں اور نقطوں کے ایک پیچیدہ کوڈنگ سسٹم کی رہنمائی میں جو جبریل کو اپنے بچپن سے ہی بمبئی کے مشہور لنچ رنرز کے درمیان یاد تھا (جس میں مزید بعد میں)، کرسی والوں نے اسے ایک کردار سے دوسرے کردار تک پہنچایا، اسے وقت کی پابندی اور بے توجہی کے طور پر پہنچایا۔ جیسا کہ ایک بار اس کے والد نے دوپہر کا کھانا دیا تھا۔ اور ہر ایک لینے کے بعد جبریل واپس کرسی پر جا بیٹھا اور تیز رفتاری سے اگلے سیٹ کی طرف گامزن ہو جائے گا، دوبارہ ملبوسات پہننے، میک اپ کرنے اور اپنی لائنیں دینے کے لیے۔ اس نے اپنے وفادار عملے کو بتایا، "بمبئی ٹاکیز میں کیریئر، وہیل چیئر ریس کی طرح ہے جس میں راستے میں ایک سے دو گڑھے کھڑے ہوتے ہیں۔"

بیماری کے بعد، گھوسٹلی جراثیم، پراسرار بیماری، بگ، وہ کام پر واپس آیا تھا، اپنے آپ کو آسانی سے، ایک وقت میں صرف [illegible]
کے ایگزیکٹوز غصے میں اُن پر اترتے تھے: جی، وہ بیمار ہوں گے، وہ ہمیشہ وقت کی پابندی کے لیے مشہور رہے ہیں، نہیں، کیوں تنقید کریں، مہاراج، بڑے فنکاروں کو وقتاً فوقتاً وقت کے لیے ان کے مزاج، ،naاور کے لیے اجازت دی جائے۔

Machine Translated by Google

ان کا احتجاج وہ فرشتہ کے نامعلوم بی-پریسٹو کا پہلا جانی نقصان بن گیا، گولی چلائی گئی، چار تین دو ایک، یکدمجلدی، سٹوڈیو کے دروازوں سے اس طرح نکالی گئی کہ ایک وہیل چیئر چھوڑ دی گئی اور چورا کے ساحل کے گرد پینٹ شدہ کوکو ہتھیلیوں کے نیچے دھول اکٹھی کرنے لگی۔

جبریل کہاں تھے؟ فلم کے پروڈیوسرز، سات جھڑپوں میں رہ گئے، مہنگے گھبرا گئے۔ دیکھیں، وہاں، ولنگڈن کلب کے گولف لنکس پر --آج کل صرف نو سوراخ ہیں، فلک بوس عمارتیں دیگر نو میں سے بڑے گھاس پھوس کی طرح پھوٹ پڑی ہیں، یا یوں کہہ لیں کہ پرانے شہر کی پھٹی ہوئی لاش پڑی ہوئی جگہوں کو نشان زد کرنے والے مقبروں کی طرح --وہاں، وہیں، اعلیٰ سطح کے ایگزیکٹوز، سادہ ترین پوٹس سے محروم ہیں۔ اور، اوپر دیکھو، پریشان بالوں کے ٹکڑے، بزرگوں کے سروں سے پھٹے ہوئے، اونچی سطح کی کھڑکیوں سے نیچے جھک رہے ہیں۔ پروڈیوسروں کی اشتعال انگیزی کو سمجھنا آسان تھا، کیونکہ ان دنوں میں سامعین کی کمی اور ٹیلی ویژن نیٹ ورک کے ذریعے تاریخی صابن اوپیرا اور عصری صلیبی گھریلو خواتین کی تخلیق کے دوران، صرف ایک ہی نام تھا جسے تصویر کے عنوان کے اوپر رکھا جائے تو وہ اب بھی رہ سکتا تھا۔ الٹرا ہٹ، سمیشیشن کی یقینی طور پر، صد فیصد گارنٹی پیش کرتے ہیں، اور مذکورہ نام کا مالک، اوپر، نیچے یا بغل میں چلا گیا تھا، لیکن یقینی طور پر اور غیر یقینی طور پر . ۔vamoosed

.

پورے شہر میں، ٹیلی فون کے بعد، موٹر سائیکل سواروں، پولیس والوں، مینڈکوں اور ٹرالروں نے اس کی لاش کے لیے بندرگاہ تک گھسیٹنے کی بھرپور کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، تاریک ستارے کی یاد میں تصنیفات بولے جانے لگے۔ راما اسٹوڈیو کے سات نامرد مراحل میں سے ایک پر، مس پمپل بلیموریا، تازہ ترین مرچ اور مسالوں کا بم --وہ کوئی فلیبرٹی-گیبرٹی میمزل نہیں ہے!، بلکہ ایک ہلچل-گمشدہ-سر بنڈلا ڈائنامائٹ۔ --مندر میں پہنی ہوئی ہے۔ --رقاصہ نے پردہ کیا اور گتے کے نیچے چندیلا دور کی تانترک شخصیتوں کی نقل و حرکت کی نمائندگی کی، --اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا بڑا منظر نہیں ہونا چاہیے تھا، اس کا بڑا وقفہ ٹکڑوں میں پڑا ہوا تھا --نے سامعین کے سامنے ایک نفرت انگیز الوداع پیش کیا۔ ساؤنڈ ریکارڈسٹ اور الیکٹریشن اپنی گھٹیا بیڈیاں پی رہے ہیں۔ ایک گونگے پریشان آیت کے ساتھ حاضری، تمام کہنیوں، پمپل نے طعنہ دینے کی کوشش کی۔ "خدا، قسمت کا کیا جھٹکا، پیٹ کی خاطر،" وہ روئی۔ "میرا مطلب ہے کہ آج یہ محبت کا منظر تھا، چھی چھی، میں اندر ہی اندر مر رہا تھا، یہ سوچ رہا تھا کہ کاکروچ کے سڑے ہوئے گوبر کی سانس کے ساتھ اس موٹے منہ کے قریب کیسے جاؤں؟" گھنٹی سے بھاری پازیب جیسے ہی اس نے مہر لگائی۔ "اس کے لیے بہت اچھا ہے کہ فلموں میں خوشبو نہیں آتی، یا اسے کوڑھی کے طور پر ایک کام بھی نہیں ملے گا۔" یہاں پمپل کی گفتگو فحاشی کے اس طوفان میں عروج پر پہنچی کہ بیڑی پینے والے پہلی بار اٹھ کر بیٹھ گئے اور پمپل کے الفاظ کا موازنہ بدنام زمانہ ڈاکو ملکہ پھولن دیوی سے کرنا شروع کر دیا جس کی قسمیں صحافیوں کی رائفلوں کو پگھلا دیتی ہیں ایک trice میں.

پمپل سے باہر نکلیں، روتے ہوئے، سنسر، کٹنگ روم کے فرش پر ایک سکریپ۔ اس کے آنسوؤں کی عکس بندی کرتے ہوئے اس کی
[illegible] Rhinestones [illegible]
--جب اس کی واضح بیوہ کی چوٹی اور کالے سیاہ بالوں کے ساتھ لیا گیا تھا --ایک ہوا زیادہ زحل کی

haloedکے مقابلے میں، اس کے قدیم نام کے باوجود۔ اس کے لاپتہ ہونے کے بعد کہا گیا کہ اسے ڈھونڈنا آسان ہونا چاہیے تھا، بس آدھے راستے کی مہذب ناک تھی۔ . اور اس کے ٹیک آف کرنے کے ایک ہفتہ بعد، پمپل بلیموریا سے زیادہ المناک ایگزٹ نے شیطانی [illegible] ہیں۔

_ہم ہوا کی مخلوق ہیں، خوابوں میں ہماری جڑیں اور بادل، پرواز میں دوبارہ جنم لیتے ہیں۔
خدا حافظ_۔ پولیس کو جبریل فرشتہ کے پینٹ ہاؤس میں دریافت کیا گیا خفیہ نوٹ، جو مالابار ہل پر ایورسٹ ولاس فلک بوس عمارت کی اوپری منزل پر واقع ہے، جو شہر کی بلند ترین زمین پر بلند ترین عمارت میں سب سے اونچا گھر ہے، ان ڈبل وسٹا اپارٹمنٹس میں سے ایک ہے جہاں سے آپ میرین ڈرائیو کے شام کے ہار کے پار اس طرح دیکھ سکتے ہیں یا اسکینڈل پوائنٹ اور سمندر کی طرف نکلنے کا راستہ، اخبار کی سرخیوں کو ان کی کیکوفونیوں کو طول دینے کی اجازت دیتا ہے۔ فرشتہ ڈائیوس انڈر گراؤنڈ، نے _Blitz_کو کسی حد تک مکروہ انداز میں رائے دی، جبکہ _The Daily_میں Busybeeنے GIBREEL FLIES coopکو ترجیح دی۔ اس من گھڑت رہائش گاہ کی بہت سی تصاویر شائع کی گئیں جن میں فرانسیسی داخلہ ڈیکوریٹروں نے پرسیپولیس میں کیے گئے کام کے لیے رضا پہلوی کی طرف سے تعریفی خطوط لکھے ہوئے تھے کہ اس بلندی پر ایک بدوئی خیمے کے اثر کو دوبارہ بنانے کے لیے ایک ملین ڈالر خرچ کیے تھے۔ ایک اور وہم جو اس کی غیر موجودگی سے پیدا ہوا؛ جبریل اسٹرائیکس کیمپ، شہ سرخیوں میں چیخیں، لیکن کیا وہ اوپر گیا تھا یا نیچے یا کنارے؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔ زبانوں اور سرگوشیوں کے اس شہر میں، تیز ترین کانوں نے بھی کوئی قابل اعتماد بات نہیں سنی۔ لیکن محترمہ ریکھا مرچنٹ نے تمام کاغذات پڑھے، ریڈیو کی تمام نشریات سنیں، دوردرشن ٹی وی کے پروگراموں سے چپکے رہیں، فرشتہ کے پیغام سے کچھ حاصل کیا، ایک نوٹ سنا جو باقی سب کو نظر انداز کر دیا، اور اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کو لے کر چلی گئیں۔ اپنے اونچے گھر کی چھت پر چلنا۔ اس کا نام ایورسٹ ولاس تھا۔

اس کا پڑوسی؛ حقیقت کے طور پر، براہ راست اس کے اپنے نیچے اپارٹمنٹ سے. اس کا پڑوسی اور اس کا دوست؛ میں مزید کیوں کہوں؟ یقیناً شہر کے سکینڈل کی طرف اشارہ کرنے والے بددیانت رسالوں نے اپنے کالموں کو اشارے اور نکتہ چینی سے بھرا ہے، لیکن یہ ان کی سطح پر ڈوبنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب اس کی ساکھ کو داغدار کیوں؟

وہ کون تھی؟ امیر، یقیناً، لیکن پھر ایورسٹ ولاس بالکل کرلا میں ایک مکان نہیں تھا، ہاں؟ شادی شدہ، یاسر، تیرہ سال، بال بیرنگ میں بڑے شوہر کے ساتھ۔ انڈیپنڈنٹ، اس کے قالین اور قدیم چیزوں کے شو رومز اپنے کولابا کے اہم مقامات پر پھل پھول رہے ہیں۔ وہ اپنے قالینوں کو _klims_اور _kleens_کہتی تھی اور قدیم نوادرات _anti-queues_تھے۔ ہاں، اور وہ شہر کے آسمانی گھروں کے نایاب مکینوں کے سخت، چمکدار انداز میں خوبصورت، خوبصورت تھی، اس کی ہڈیوں کی جلد کی کرنسی سب اس غریب، بھاری، کھنچتی ہوئی زمین سے اس کی طویل طلاق کی گواہی دے رہی تھی۔ سب نے اس بات سے اتفاق کیا کہ وہ ایک مضبوط شخصیت کی حامل ہے، اس نے لالک کرسٹل سے _ایک مچھلی کی طرح_ پیا اور اپنی ٹوپی _بے شرم_ چولا نٹراج پر لٹکا دی اور جانتی تھی کہ وہ کیا چاہتی ہے اور اسے کیسے حاصل کرنا ہے، جلدی۔ شوہر پیسے والا چوہا تھا اور اسکواش کی اچھی کلائی تھی۔ ریکھا

Machine Translated by Google

مرچنٹ نے اخبارات میں جبریل فرشتہ کا الوداعی نوٹ پڑھا، اپنا ایک خط لکھا، اپنے بچوں کو اکٹھا کیا، لفٹ طلب کی، اور اپنی منتخب قسمت سے ملنے کے لیے آسمان کی طرف (ایک منزلہ) چڑھ گیا۔

"کئی سال پہلے،" اس کے خط میں لکھا تھا، "میں نے بزدلی کی وجہ سے شادی کی تھی۔ اب آخر کار، میں کچھ بہادری کر رہی ہوں۔" اس نے اپنے بستر پر ایک اخبار چھوڑا جس میں جبریل کا پیغام سرخ رنگ میں گردش کر رہا تھا اور بہت زیادہ انڈر سکور کیا گیا تھا --تین سخت لکیریں، جن میں سے ایک غصے میں صفحہ کو چیر رہی تھی۔ تو فطری طور پر کتیا جرنلز شہر گئے اور یہ سب پیاری محبت کی چھلانگ تھی، اور ٹوٹے دل کی خوبصورتی نے آخری غوطہ لگایا۔ لیکن: شاید اسے بھی دوبارہ جنم لینے کا مسئلہ تھا، اور جبریل، استعارے کی خوفناک طاقت کو نہیں سمجھ رہا تھا۔ اس نے پرواز کی سفارش کی تھی۔ _دوبارہ جنم لینے کے لیے، پہلے آپ کو یہ کرنا پڑے گا_ اور وہ آسمان کی مخلوق تھی، اس نے لالیک شیمپین پیا، وہ ایورسٹ پر رہتی تھی، اور اس کے ساتھی اولمپیئن میں سے ایک نے پرواز کی تھی؛ اور اگر وہ کر سکتا تھا، تو وہ , بھی، پنکھوں میں جا سکتا ہے، اور خوابوں میں جڑ سکتا ہے۔

وہ نہیں بنا۔ لالہ جو ایورسٹ ولاس کمپاؤنڈ کے گیٹ کیپر کے طور پر ملازم تھا اس نے دنیا کو اپنی دو ٹوک گواہی پیش کی۔ "میں یہاں، یہاں، کمپاؤنڈ میں ہی چل رہا تھا، جب ایک آواز آئی، _tharaap_ -میں مڑ گیا۔

یہ سب سے بڑی بیٹی کی لاش تھی۔ اس کی کھوپڑی مکمل طور پر کچل چکی تھی۔ میں نے اوپر دیکھا تو لڑکا گرتا ہوا دیکھا اور اس کے پیچھے چھوٹی لڑکی۔ کیا کہنے، انہوں نے تقریباً مجھے مارا جہاں میں کھڑا تھا۔ میں منہ پر ہاتھ رکھ کر ان کے پاس آیا۔ نوجوان لڑکی آہستہ سے رو رہی تھی۔ پھر میں نے کچھ دیر اوپر دیکھا تو بیگم آ رہی تھیں۔ اس کی ساڑھی ایک بڑے غبارے کی طرح تیر رہی تھی اور اس کے سارے بال ڈھیلے تھے۔ میں نے اس سے نظریں ہٹا لی تھیں کیونکہ وہ گر رہی تھی اور اس کے کپڑوں کے اندر دیکھنا قابل احترام نہیں تھا۔

ریکھا اور اس کے بچے ایورسٹ سے گرے۔ کوئی زندہ نہیں بچا. سرگوشیوں نے جبریل کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ آئیے اسے اسی پر چھوڑ دیں۔ اوہ: مت بھولنا: اس نے اسے مرنے کے بعد دیکھا تھا۔ اس نے اسے کئی بار دیکھا۔ لوگوں کو یہ سمجھنے میں کافی وقت گزر چکا تھا کہ وہ عظیم انسان کتنا بیمار ہے۔ جبریل، ستارہ۔ جبریل، جس نے بے نام بیماری کو شکست دی۔ جبریل، جو نیند سے ڈرتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد اس کے چہرے کی ہر جگہ تصویریں گلنے لگیں۔ اس دیو قامت رنگین ہورڈنگز پر جہاں سے اس نے عوام کو دیکھا تھا، اس کی سست پلکیں پھڑپھڑانے لگیں اور گرنے لگیں، مزید اور مزید جھکنے لگیں، یہاں تک کہ اس کی آب و تاب بادلوں یا اس کی لمبی پلکوں کی نرم چھریوں سے کٹے ہوئے دو چاندوں کی طرح نظر آنے لگی۔ آخر کار پلکیں گر گئیں، اس کی پینٹ آنکھوں کو ایک جنگلی، ابھارا ہوا نظر آیا۔ بمبئی کے تصویری محلوں کے باہر جبریل کے گتے کے بڑے مجسمے سڑتے اور فہرست میں نظر آئے۔

اپنے پائیدار سہاروں پر لٹکتے ہوئے، وہ بازو کھو بیٹھے، مرجھا گئے، گردن سے کٹ گئے۔ فلمی میگزینوں کے سرورق پر ان کے پورٹریٹ نے موت کی ہلچل، آنکھ کے بارے میں ایک خالی پن، کھوکھلا پن حاصل کیا۔ آخر کار اس کی تصاویر چھپے ہوئے صفحہ سے بالکل مٹ گئیں، تاکہ _ytirbeleC_ اور _yteicoS_ اور _Illustrated Weekly_ کے چمکدار سرورق بک اسٹالوں پر خالی پڑے اور ان کے پبلشرز نے پرنٹرز کو برطرف کردیا اور سیاہی کے معیار کو مورد الزام ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ خود سلور اسکرین پر، اندھیرے میں اپنے پرستاروں سے اونچا، کہ قیاس لافانی فزیوگنومی نے گڑبڑ، چھالے اور

Machine Translated by Google

بلیچ جب بھی وہ گیٹ سے گزرتا تھا تو پروجیکٹر غیر ذمہ دارانہ طور پر جام ہوجاتے تھے، اس کی فلمیں رک جاتی تھیں، اور پروجیکٹرز کی خرابی نے اس کی سیلولائڈ میموری کو جلا دیا تھا: ایک ستارہ سپرنووا چلا گیا، جس میں بھسم کرنے والی آگ باہر کی طرف پھیل رہی تھی، جیسا کہ مناسب تھا۔ اس کے ہونٹ.

یہ خدا کی موت تھی۔ یا اس کی طرح کچھ؛ کیوں کہ کیا مصنوعی سینما کی رات میں اپنے عقیدت مندوں پر معلق وہ بڑا چہرہ کسی مافوق الفطرت ہستی کی طرح چمکا نہیں تھا جس کا وجود بشر اور الہی کے درمیان کم از کم آدھا راستہ تھا؟ آدھے راستے سے زیادہ، بہت سے لوگوں نے دلیل دی ہوگی، کیونکہ جبریل نے اپنے منفرد کیریئر کا بڑا حصہ مکمل یقین کے ساتھ، برصغیر کے ان گنت دیوتاؤں کو "تھیولوجیکل" کے نام سے مشہور فلموں میں صرف کیا تھا۔ یہ ان کی شخصیت کے جادو کا حصہ تھا کہ وہ بغیر کسی جرم کے مذہبی حدود کو عبور کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ نیلی چمڑی کے کرشنا کی طرح اس نے خوبصورت گوپیوں اور ان کی تھن والی گایوں کے درمیان ہاتھ میں بانسری لے کر ناچ لیا۔ اُلٹی ہوئی ہتھیلیوں کے ساتھ، پر سکون، اس نے سٹوڈیو کے بودھی درخت کے نیچے انسانیت کی تکالیف پر (گوتم کے طور پر) دھیان کیا۔ ان شاذ و نادر مواقع پر جب وہ آسمان سے اترے تو وہ کبھی زیادہ دور نہیں گئے، کھیلتے ہوئے، مثال کے طور پر، عظیم مغل اور اس کے مشہور زمانہ ہوشیار وزیر اکبر اور بیربل۔ ڈیڑھ دہائی سے زائد عرصے تک اس نے اس ملک کے کروڑوں مومنین کی نمائندگی کی جس میں، آج تک، انسانی آبادی الہی کو تین سے ایک سے بھی کم، سب سے زیادہ قابل قبول، اور فوری طور پر پہچاننے کے قابل، چہرہ ہے۔ سپریم اس کے بہت سے مداحوں کے لیے، اداکار اور اس کے کرداروں کو الگ کرنے والی حد بہت پہلے ختم ہو چکی تھی۔

شائقین، ہاں، اور؟ جبریل کے بارے میں کیا خیال ہے؟
وہ چہرہ. حقیقی زندگی میں، زندگی کے سائز کو کم کر کے، عام انسانوں کے درمیان سیٹ کیا گیا، یہ عجیب طور پر غیر ستاروں کے طور پر سامنے آیا۔ وہ جھکی ہوئی پلکیں اسے تھکی ہوئی نظر دے سکتی تھیں۔ ناک میں بھی کچھ کھردرا تھا، منہ اتنی اچھی طرح سے گوشت سے بھرا ہوا تھا کہ وہ مضبوط نہ ہو، کان لمبے لمبے جوان، کٹے ہوئے کٹے ہوئے پھلوں کی طرح تھے۔ سب سے زیادہ ناپاک چہرے، سب سے زیادہ حساس چہرے۔ جس میں، دیر سے، اس کی حالیہ، قریب قریب مہلک بیماری کی وجہ سے کھدائی کی گئی سیون کو نکالنا ممکن ہو گیا تھا۔ اور پھر بھی، بے حیائی اور کمزوری کے باوجود، یہ ایک ایسا چہرہ تھا جس میں تقدس، کمال، فضل: خدا کا سامان شامل تھا۔ ذوق کا حساب نہیں، بس۔ بہر حال، آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ایسے اداکار کے لیے (کسی بھی اداکار کے لیے، شاید چمچا کے لیے بھی، لیکن سب سے زیادہ اس کے لیے) اوتار کے بارے میں مکھی رکھنا، جیسا کہ بہت زیادہ میٹامورفوزڈ وشنو، ایسا نہیں تھا۔ بہت حیران کن. دوبارہ جنم: یہ بھی خدا کا سامان ہے۔

یا، لیکن، پھر دوبارہ۔ . . ہمیشہ نہیں. سیکولر تناسخ بھی ہیں۔
جبریل فرشتہ کی پیدائش اسمٰعیل نجم الدین پونا، برطانوی پونا میں سلطنت کے آخری دور میں، رجنیش وغیرہ کے پونے سے بہت پہلے ہوئی تھی۔ ابراہیم اور نجم الدین کی قربانی، ایمان کا ستارہ_ جب اس نے فرشتہ لیا تو اس نے کافی نام چھوڑ دیا تھا۔

اس کے بعد جب طیارہ_بوستان_ہائی جیکرز کی گرفت میں تھا اور مسافر اپنے مستقبل کے خوف سے اپنے ماضی میں لوٹ رہے تھے،

Machine Translated by Google

جبریل نے صلاح الدین چمچہ کو بتایا کہ اس کے تخلص کا انتخاب اس کا اپنی مری ہوئی ماں کی یاد کو خراج عقیدت پیش کرنے کا طریقہ تھا، "میری ممی جی، اسپونو، میرا واحد مامو، کیونکہ یہ اور کون تھا جس نے فرشتوں کا سارا کاروبار شروع کیا، اس کا ذاتی فرشتہ، اس نے مجھے _فرشتہ_ کہا، کیونکہ بظاہر میں بہت پیاری تھی، یقین کرو یا نہ کرو، میں خدا کی طرح اچھی تھی۔"

پونا اسے تھام نہیں سکتا تھا۔ اسے بچپن میں ہی کتیا شہر لے جایا گیا، اس کی پہلی ہجرت۔ اس کے والد کو مستقبل کے وہیل چیئر کوارٹیٹس، دوپہر کے کھانے والے پورٹرز یا بمبئی کے ڈبّاوالوں کے درمیان کام ملا۔

اور اسماعیل فرشتہ تیرہ سال کی عمر میں اپنے والد کے نقش قدم پر چل پڑا۔
جبریل، AI-420 پر اسیر، قابل معافی ہنگاموں میں ڈوب گیا، چمچا کو اپنی چمکتی ہوئی آنکھ سے ٹھیک کرتا، دوڑنے والوں کے کوڈنگ سسٹم کے اسرار کو بیان کرتا، سیاہ سواستیکا سرخ دائرہ پیلا سلیش ڈاٹ، اس کے دماغ کی آنکھ میں گھر سے دفتر تک کا پورا ریلے چلتا رہا۔ ڈیسک، وہ نا ممکن نظام جس کے ذریعے روزانہ دو ہزار ڈبّاوالوں نے ایک لاکھ سے زائد دوپہر کے کھانے کے پیالے پہنچائے، اور برے دن، سپونو، شاید پندرہ گمراہ ہو گئے، ہم ان پڑھ تھے، زیادہ تر، لیکن نشانیاں ہماری خفیہ زبان تھیں۔

بوستان نے لندن کا چکر لگایا، گینگ ویز پر بندوق بردار گشت کر رہے تھے، اور مسافروں کے کیبن کی لائٹس بند کر دی گئی تھیں، لیکن جبریل کی توانائی نے اداسی کو روشن کر دیا۔ گندی فلمی اسکرین پر جس پر، سفر کے شروع میں، والٹر میتھاؤ کی پرواز کی ناگزیریت گولڈی ہان کے ہوائی ہر جگہ پر ٹھوکر کھا گئی تھی، وہاں پر سائے حرکت کر رہے تھے، جو یرغمالیوں کی پرانی یادوں سے پیش کیے گئے تھے، اور ان میں سے سب سے زیادہ واضح طور پر بیان کیا گیا تھا۔ کیا یہ نوعمر نوجوان تھا، اسماعیل نجم الدین، گاندھی ٹوپی میں ماں کا فرشتہ، پورے شہر میں ٹفن چلا رہا تھا۔ نوجوان ڈبّا والا سائے کے ہجوم میں سے بے تکلفی سے چلا گیا، کیونکہ وہ ایسے حالات کا عادی تھا، سوچو، اسپونو، تصویر، اپنے سر پر لکڑی کی لمبی ٹرے میں تیس چالیس ٹفن، اور جب لوکل ٹرین رکتی ہے تو آپ کے پاس شاید ایک منٹ ہوتا ہے۔ دھکا لگانا یا بند کرنا، اور پھر گلیوں میں دوڑنا، فلیٹ آؤٹ، یار، ٹرکوں کے ساتھ بسوں کے ساتھ اسکوٹر سائیکل اور کیا سب، ایک دو، ایک دو، لنچ، لنچ، ڈبوں کو ضرور گزرنا چاہیے، اور مون سون میں ریلوے لائن کے نیچے دوڑتے ہوئے جب ٹرین ٹوٹی، یا کسی سیلابی گلی میں کمر تک پانی میں ڈوبا، اور وہاں ٹولے تھے، سلاد بابا، واقعی ڈبہ چوری کرنے والوں کے منظم گروہ، یہ بھوکا شہر ہے، بچے، کیا بتاؤں؟ لیکن ہم انہیں سنبھال سکتے تھے، ہم ہر جگہ موجود تھے، سب کچھ جانتے تھے، چور ہماری آنکھوں اور کانوں سے کیا بچ سکتے ہیں، ہم کبھی کسی پولیس کے پاس نہیں گئے، ہم نے اپنا خیال رکھا۔

رات کے وقت باپ بیٹا سانتا کروز کے ہوائی اڈے کے رن وے سے تھکے ہارے اپنے جھونپڑے میں واپس لوٹتے تھے اور جب اسماعیل کی والدہ اسے قریب آتے دیکھتی تھیں، روانہ ہونے والے جیٹ طیاروں کے سبز سرخ پیلے رنگ سے روشن ہوتی تھیں، تو وہ کہتی تھیں کہ صرف اس پر نظر ڈالنا ہی سب کچھ ہو گیا ہے۔ اس کے خواب پورے ہوتے ہیں، جو اس بات کا پہلا اشارہ تھا کہ جبرئیل کے بارے میں کوئی خاص بات تھی، کیونکہ شروع سے ہی ایسا لگتا تھا کہ وہ لوگوں کی خفیہ خواہشات کو پورا کر سکتا ہے، اس کا کوئی اندازہ نہیں کہ اس نے یہ کیسے کیا۔ ان کے والد نجم الدین سینئر کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ ان کی بیوی کی آنکھیں صرف اپنے بیٹے کے لیے ہیں۔

Machine Translated by Google

لڑکے کے پاؤں رات کو دبانے لگے جب کہ والد کے اسٹروک نہیں تھے۔ بیٹا ایک نعمت ہے اور نعمت کے لیے نعمت کا شکر ادا کرنا پڑتا ہے۔
نعیمہ نجم الدین کا انتقال ہوگیا۔ ایک بس نے اسے ٹکر ماری اور وہ یہ کہ جبریل زندگی بھر اس کی دعاؤں کا جواب دینے کے لیے آس پاس نہیں تھے۔ نہ باپ بیٹے نے کبھی غم کی بات کی۔ خاموشی سے، جیسا کہ یہ رواج اور متوقع تھا، انہوں نے اپنی اداسی کو اضافی کام کے نیچے دفن کر دیا، ایک غیر واضح مقابلہ میں مصروف، کون سب سے زیادہ ڈباس اپنے سر پر اٹھا سکتا ہے، کون ہر مہینے سب سے زیادہ نئے ٹھیکے لے سکتا ہے، کون تیزی سے دوڑ سکتا ہے۔ اگرچہ زیادہ محنت زیادہ محبت کی نشاندہی کرے گی۔ جب اس نے رات کو اپنے باپ کو دیکھا، اس کی گردن میں ٹوٹی ہوئی رگیں اور اس کے منڈیروں میں ابلتی ہوئی رگیں، اسماعیل نجم الدین کو سمجھ میں آئے گا کہ بوڑھے نے اس سے کتنی ناراضگی ظاہر کی ہے، اور باپ کے لیے بیٹے کو شکست دینا اور دوبارہ حاصل کرنا کتنا ضروری تھا۔ اس نے اپنی مردہ بیوی کے پیار میں برتری حاصل کر لی۔ ایک بار جب اسے اس کا احساس ہوا، نوجوان آرام کر گیا، لیکن اس کے والد کا جوش بے لگام رہا، اور بہت جلد اسے ترقی مل رہی تھی، اب وہ محض دوڑنے والا نہیں تھا بلکہ منتظمین میں سے ایک تھا۔ جب جبریل انیس سال کے تھے، نجم الدین سینئر لنچ رنرز گلڈ، بمبئی ٹفن کیریئرز ایسوسی ایشن کے رکن بن گئے، اور جب جبریل بیس سال کے تھے، ان کے والد کی موت ہو گئی، ایک جھٹکے سے ان کی پٹریوں پر رک گئے جس نے انہیں تقریباً اڑا دیا۔ گلڈ کے جنرل سکریٹری، بابا صاحب مہاترے نے خود کہا، "وہ صرف خود کو زمین میں دوڑا۔ "وہ غریب کمینے، اس کی بھاپ ختم ہو گئی۔" لیکن یتیم بہتر جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے والد نے آخر کار اتنی محنت اور لمبا دوڑ لگا دی ہے کہ وہ جہانوں کے درمیان سرحدوں کو ختم کر سکے، وہ اپنی جلد سے باہر اور اپنی بیوی کے بازوؤں میں بھاگ گیا تھا، جس پر اس نے ثابت کر دیا تھا، ایک بار اور ہمیشہ کے لیے۔ اس کی محبت کی برتری کچھ تارکین وطن روانگی پر خوش ہیں۔

باباصاحب مہاترے بھولبلیبا بازار کے اوپر سبز دروازے کے پیچھے ایک نیلے دفتر میں بیٹھے تھے، ایک شاندار شخصیت، مہاتما بدھ، شہر کی ایک بڑی متحرک قوتوں میں سے ایک، اپنے کمرے سے کبھی نہ ہٹنے، بالکل خاموش رہنے کا جادوئی تحفہ رکھتے تھے، اور پھر بھی ہر جگہ اہم ہونا اور بمبئی میں اہمیت رکھنے والے ہر شخص سے ملنا۔ جس دن اسماعیل کے والد نعیمہ کو دیکھنے کے لیے سرحد پار بھاگے، بابا صاحب نے نوجوان کو اپنی موجودگی میں بلایا۔ "تو؟ پریشان یا کیا؟" نم آنکھوں سے جواب دیا: جی، شکریہ بابا جی، میں ٹھیک ہوں۔ "اپنا چہرہ بند کرو،" بابا صاحب مہاترے نے کہا۔ "آج سے تم میرے ساتھ رہتی ہو؟" بٹ بٹ، بابا جی... "لیکن مجھے کوئی نہیں، میں نے پہلے ہی اپنی گڈ وائف کو آگاہ کر دیا ہے۔ میں بول چکا ہوں۔" بابا جی معاف کیجئے گا لیکن کیسے کیوں؟ "میں نے بات کی ہے۔"

جبریل فرشتہ کو کبھی یہ نہیں بتایا گیا کہ باباصاحب نے ان پر ترس کھانے اور انہیں سڑکوں کی بے مستقبلی سے نکالنے کا فیصلہ کیوں کیا، لیکن تھوڑی دیر بعد انہیں خیال آنے لگا۔ مسز مہاترے ایک دبلی پتلی عورت تھیں، جیسے ربڑ بابا صاحب کے پاس پنسل کی طرح، لیکن وہ ماں کی محبت سے اس قدر بھری ہوئی تھیں کہ انہیں آلو کی طرح موٹی ہونا چاہیے تھی۔ جب بابا گھر آیا تو اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ میں مٹھائی ڈالی، اور راتوں کو گھر میں نووارد بی ٹی سی اے کے عظیم جنرل سکریٹری کو احتجاج کرتے ہوئے سنا، بیوی مجھے جانے دو، میں اپنے کپڑے اتار سکتا ہوں۔ ناشتے میں وہ چمچ

Machine Translated by Google

مہاترے کو مالٹے کی بڑی مدد سے کھلایا، اور کام پر جانے سے پہلے اس نے اس کے بالوں کو صاف کیا۔ وہ ایک بے اولاد جوڑے تھے، اور نوجوان نجم الدین نے سمجھا کہ بابا صاحب چاہتے ہیں کہ وہ بوجھ بانٹیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیگم نے اس نوجوان کے ساتھ بچپن جیسا سلوک نہیں کیا۔ "تم نے دیکھا، وہ ایک بڑا آدمی ہے،" اس نے اپنے شوہر سے کہا جب غریب مہاترے نے التجا کی، "لڑکے کو مالٹے کا پھٹا ہوا چمچ دے دو۔" جی ہاں، ایک بڑا ساتھی، "ہمیں اس کا ایک آدمی بنانا چاہیے، شوہر، اس کے لیے کوئی بچہ نہیں ہے۔" "تو پھر لعنت ہو اس پر،" بابا صاحب پھٹ پڑے، "تم میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو؟" مسز مہاترے رو پڑیں۔ "لیکن تم میرے لیے سب کچھ ہو،" وہ رو پڑی، "تم میرے باپ ہو، میرے پیارے ہو، میرا بچہ بھی ہو۔

تُو میرا رب اور میرا دودھ پیتا بچہ ہے۔ اگر میں آپ کو ناراض کروں تو میری زندگی نہیں ہے۔"

بابا صاحب مہاترے نے ہار قبول کرتے ہوئے مالٹے کا چمچ نگل لیا۔
وہ ایک مہربان آدمی تھا، جس کا بھیس بدل کر وہ توہین اور شور مچاتا تھا۔ یتیم نوجوانوں کو تسلی دینے کے لیے وہ بلیو آفس میں اس سے دوبارہ جنم لینے کے فلسفے کے بارے میں بات کرتا، اسے یہ باور کراتا کہ اس کے والدین کو پہلے ہی کہیں دوبارہ داخلے کے لیے مقرر کیا جا رہا ہے، بشرطیکہ ان کی زندگیاں اتنی مقدس نہ ہوں کہ وہ حاصل کر چکے ہوں۔ آخری فضل. تو یہ مہاترے ہی تھے جنہوں نے فرشتہ کو صرف تناسخ ہی نہیں بلکہ پورے تناسخ کے کاروبار پر شروع کیا۔

باباصاحب ایک شوقیہ نفسیاتی، میز کی ٹانگوں کو ٹیپ کرنے والے اور شیشوں میں روح لانے والے تھے۔ "لیکن میں نے اسے ترک کر دیا،" اس نے اپنے حامی سے کہا، بہت سے مناسب میلو ڈرامیٹک انفلیکشنز، اشاروں، بھونچالوں کے ساتھ، "میں اپنی خونی زندگی کا خوف محسوس کرنے کے بعد۔"

ایک بار (مہاترے نے بیان کیا) شیشے کے پاس روحوں کا سب سے زیادہ تعاون کرنے والا ، اتنا دوستانہ ساتھی ، دیکھو ، تو میں نے اس سے کچھ بڑے سوالات کرنے کا سوچا۔ کیا کوئی خدا ہے، اور وہ شیشہ جو چوہے کی طرح چکر لگا رہا تھا یا ابھی مر گیا، میز کے بیچ میں، مروڑ نہیں، بالکل پھٹ، کپٹ۔ تو، پھر، ٹھیک ہے، میں نے کہا، اگر آپ جواب نہیں دیں گے تو اس کی بجائے اسے آزمائیں، اور میں فوراً اس کے ساتھ آیا، _کیا کوئی شیطان ہے_؟

اس کے بعد گلاس --باپریباپ! -کانپنے لگا -کان پکڑو! --پہلے آہستہ، پھر تیز --تیز، جیلی کی طرح، جب تک کہ وہ چھلانگ نہ لگا دے! -- !ai-hai --میز سے اوپر، ہوا میں، اس کی طرف نیچے گرا، اور --او ہو! -ایک ہزار اور ایک ٹکڑوں میں، توڑ دیا۔ یقین نہ کرو، بابا صاحب مہاترے نے اپنا الزام بتایا، لیکن وہاں میں نے اپنا سبق سیکھا: مہاترے، جس چیز کو تم نہیں سمجھتے، اس میں مداخلت نہ کرو۔

اس کہانی نے نوجوان سامع کے شعور پر گہرا اثر ڈالا کیونکہ ماں کی موت سے پہلے ہی وہ مافوق الفطرت دنیا کے وجود کا قائل ہو چکا تھا۔ کبھی کبھی جب وہ اپنے اردگرد دیکھتا، خاص طور پر دوپہر کی گرمی میں جب ہوا چکنی ہو جاتی تھی، تو نظر آنے والی دنیا، اس کے خدوخال اور باشندے اور چیزیں گرم برف کے تودوں کی طرح فضا میں چپکی ہوئی دکھائی دیتی تھیں، اور اسے خیال آتا تھا کہ سب کچھ سوپی ہوا کی سطح کے نیچے جاری تھا: لوگ، موٹر کاریں، کتے، فلم کے بل بورڈز، درخت، ان کی حقیقت کا نو دسواں حصہ اس کی آنکھوں سے پوشیدہ تھا۔ وہ پلکیں جھپکائے گا، اور وہم ختم ہو جائے گا، لیکن اس کے احساس نے اسے کبھی نہیں چھوڑا۔ وہ خدا، فرشتوں، شیاطین پر یقین رکھتے ہوئے پلا بڑھا،

Machine Translated by Google

آفریٹس، جن، حقیقت میں گویا وہ بیل گاڑیاں یا لیمپ پوسٹ ہیں، اور اس نے اسے اپنی نظر میں ناکامی کے طور پر دیکھا کہ اس نے کبھی بھوت نہیں دیکھا تھا۔ وہ ایک جادوئی آپٹومیٹریسٹ کو دریافت کرنے کا خواب دیکھے گا جس سے وہ سبز رنگ کے چشموں کا ایک جوڑا خریدے گا جو اس کے افسوسناک مایوپیا کو درست کرے گا، اور اس کے بعد وہ گھنی، اندھی ہوا کے ذریعے نیچے کی شاندار دنیا کو دیکھ سکے گا۔

اپنی والدہ نعیمہ نجم الدین سے اس نے پیغمبر کی بہت سی کہانیاں سنی تھیں، اور اگر ان کے نسخوں میں غلطیاں پیدا ہوتیں تو وہ یہ جاننے میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے کہ وہ کیا ہیں۔ "کیا آدمی ہے!" اس نے سوچا. "کون سا فرشتہ اس سے بات نہیں کرنا چاہے گا؟" بعض اوقات، اگرچہ، وہ اپنے آپ کو گستاخانہ خیالات پیدا کرنے کے عمل میں گرفتار ہوا، مثال کے طور پر جب وہ بغیر کسی مطلب کے، مہاترے کی رہائش گاہ پر اپنی چارپائی پر سونے کے لیے چلا گیا، تو اس کی بے سکونی نے اپنی حالت کا موازنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت جب، یتیم ہونے اور فنڈز کی کمی کے باعث، اس نے امیر بیوہ خدیجہ کے بزنس مینیجر کے طور پر اپنی ملازمت میں بڑی کامیابی حاصل کی، اور اس سے شادی بھی کر لی۔ جب وہ نیند میں پھسل گیا تو اس نے اپنے آپ کو گلاب کے پھولوں والی ڈائس پر بیٹھا دیکھا، ساڑھی پلّو کے نیچے شرماتے ہوئے جو اس نے اپنے چہرے پر رکھی تھی، جب کہ اس کے نئے شوہر، بابا صاحب مہاترے، کپڑے ہٹانے کے لیے اس کی طرف پیار سے پہنچے، اور اس کی گود میں رکھے آئینے میں اس کی خصوصیات کو دیکھیں۔ باباصاحب سے شادی کے اس خواب نے اسے بیدار کر دیا، شرم سے تڑپ اٹھی، اور اس کے بعد اسے اپنے میک اپ کی نجاست کے بارے میں فکر ہونے لگی جو اس طرح کے خوفناک نظارے پیدا کر سکتی ہے۔

تاہم، زیادہ تر، اس کا مذہبی عقیدہ ایک کم اہم چیز تھی، اس کا ایک حصہ جس پر کسی دوسرے سے زیادہ خاص توجہ کی ضرورت نہیں تھی۔ جب باباصاحب مہاترے اسے اپنے گھر لے گئے تو اس نے نوجوان کو اس بات کی تصدیق کر دی کہ وہ دنیا میں اکیلا نہیں ہے، کوئی چیز اس کی دیکھ بھال کر رہی ہے، اس لیے جب باباصاحب نے اسے صبح سویرے بلیو آفس میں بلایا تو وہ بالکل حیران نہیں ہوا۔ اس کی اکیسویں سالگرہ اور اپیل سننے کے لیے تیار کیے بغیر اسے برطرف کر دیا۔

"تمہیں نوکری سے نکال دیا گیا ہے،" مہاترے نے زور دیتے ہوئے کہا۔ "کیشئرڈ، آپ کے پاس چپس ہیں۔
Dis-_miss_"
"لیکن چچا"
"منہ بند کرو۔"
پھر باباصاحب نے یتیم کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا تحفہ دیتے ہوئے بتایا کہ اس کے لیے لیجنڈ فلم میگنیٹ مسٹر ڈی ڈبلیو راما کے اسٹوڈیوز میں ایک ملاقات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ایک آڈیشن باباصاحب نے کہا کہ یہ صرف ظاہری شکل کے لیے ہے۔ "راما میری اچھی دوست ہے اور ہم نے بات چیت کی ہے، ایک چھوٹا سا حصہ شروع کرنا ہے، پھر یہ آپ پر منحصر ہے، اب میری نظروں سے دور ہو جاؤ اور ایسے عاجز چہروں کو کھینچنا بند کرو، یہ سوٹ نہیں کرتا۔"

"لیکن چچا"
"تم جیسا لڑکا بہت اچھا لگتا ہے کہ وہ ساری زندگی سر پر ٹفن لے کر چل سکے۔
اب جاؤ، جاؤ، ہم جنس پرست فلمی اداکار بنو۔ میں نے آپ کو پانچ منٹ پہلے ہی نکال دیا تھا۔"

"لیکن چچا"

Machine Translated by Google

"میں نے بات کر دی ہے۔ آپ کے خوش قسمت ستاروں کا شکریہ۔"
وہ جبریل فرشتہ بن گیا، لیکن چار سال تک وہ ستارہ نہیں بن سکا، ایک ہے در ہے معمولی کامک حصوں میں اپنی اپرنٹس شپ کی خدمت کرتا رہا۔
وہ پرسکون، بے ہنگم رہا، گویا کہ وہ مستقبل کو دیکھ رہا تھا، اور اس کی خواہش کی ظاہری کمی نے اسے صنعتوں کی اس سب سے زیادہ خود غرضی میں ایک بیرونی شخص بنا دیا۔ اسے احمق یا مغرور یا دونوں سمجھا جاتا تھا۔

اور جنگل کے چار سالوں میں وہ ایک بھی عورت کو منہ پر چومنے میں ناکام رہا۔

اسکرین پر، اس نے گرے ہوئے آدمی کا کردار ادا کیا، بیوقوف جو خوبصورتی سے پیار کرتا ہے اور یہ نہیں دیکھ سکتا کہ وہ ہزار سالوں میں اس کے لیے نہیں جائے گی، مضحکہ خیز چچا، غریب رشتہ، گاؤں کا بیوقوف، نوکر، نااہل بدمعاش، ان میں سے کوئی بھی اس قسم کا حصہ نہیں جو کبھی بھی محبت کے منظر کی درجہ بندی کرتا ہو۔ خواتین نے اسے لاتیں ماریں، اسے تھپڑ مارا، اسے چھیڑا، اس پر ہنسی، لیکن کبھی بھی، سیلولائڈ پر، اس کی طرف نہیں دیکھا، اس کے لیے گانا گایا یا ان کی آنکھوں میں سنیما کی محبت کے ساتھ اس کے ارد گرد رقص نہیں کیا۔

آف اسکرین، وہ اسٹوڈیوز کے قریب دو خالی کمروں میں اکیلا رہتا تھا اور یہ تصور کرنے کی کوشش کرتا تھا کہ خواتین بغیر کپڑوں کے کیسی لگتی ہیں۔ اپنے دماغ کو محبت اور خواہش کے موضوع سے دور کرنے کے لیے، اس نے مطالعہ کیا، ایک ہمہ خور خود بخود بن گیا، یونان اور روم کے میٹامورفک افسانوں کو کھا گیا، مشتری کے اوتار، لڑکا جو پھول بن گیا، مکڑی والی عورت، سرس، سب کچھ؛ اور اینی بیسنٹ کا نظریہ، اور متحد فیلڈ تھیوری، اور پیغمبر کے ابتدائی کیریئر میں شیطانی آیات کا واقعہ، اور فتح کے ساتھ مکہ واپسی کے بعد محمد کے حرم کی سیاست؛ اور اخبارات کی حقیقت پسندی، جس میں تتلیاں نوجوان لڑکیوں کے منہ میں اڑ سکتی تھیں، کھانے کے لیے کہہ رہی تھیں، اور بچے جن کے چہرے نہیں تھے، اور نوجوان لڑکوں نے پہلے کے اوتاروں کی ناممکن تفصیل میں خواب دیکھا، مثال کے طور پر ایک سنہری قلعے میں قیمتی پتھر. اس نے اپنے آپ کو خدا جانے کیا سے بھر لیا، لیکن وہ اپنی بے خوابی کی راتوں کے چھوٹے گھنٹوں میں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ایسی چیز سے بھرا ہوا تھا جو کبھی استعمال نہیں کیا گیا تھا، کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے استعمال کرنا کیسے شروع کیا جائے، یعنی، محبت. اس کے خوابوں میں اسے ناقابل برداشت مٹھاس اور خوبصورتی والی خواتین نے اذیت دی تھی، اس لیے اس نے بیدار رہنے کو ترجیح دی اور اپنے عام علم کے کچھ حصے کی مشق کرنے پر مجبور کیا تاکہ معمول سے زیادہ صلاحیت کے حامل ہونے کے المناک احساس کو ختم کیا جا سکے۔ محبت کے لیے، زمین پر کسی ایک شخص کے بغیر اسے پیش کرنے کے لیے۔

اس کا بڑا وقفہ مذہبی فلموں کے آنے کے ساتھ آیا۔ ایک بار جب پرانوں پر مبنی فلمیں بنانے اور گانوں، ناچوں، مضحکہ خیز ماموں وغیرہ کا حسب معمول مرکب شامل کرنے کا فارمولہ ختم ہو گیا تو پینتین کے ہر دیوتا کو ستارہ بننے کا موقع ملا۔ جب ڈی ڈبلیو راما نے گنیش کی کہانی پر مبنی ایک پروڈکشن کا شیڈول بنایا، تو اس وقت کے باکس آفس کے معروف ناموں میں سے کوئی بھی ہاتھی کے سر کے اندر چھپائی ہوئی پوری فلم کو خرچ کرنے کو تیار نہیں تھا۔ موقع ملتے ہی جبریل نے چھلانگ لگا دی۔ یہ ان کی پہلی ہٹ فلم تھی، _گنپتی بابا_، اور اچانک وہ ایک سپر اسٹار بن گئے، لیکن صرف تنے اور کانوں کے ساتھ۔ ہاتھی کے سر والے دیوتا کا کردار ادا کرنے والی چھ فلموں کے بعد اسے موٹا، لٹکا ہوا، سرمئی ماسک اتارنے اور اس کی بجائے ایک لمبی، بالوں والی دم پہننے کی اجازت دی گئی، تاکہ ایڈونچر فلموں کے سلسلے میں بندر بادشاہ ہنومان کا کردار ادا کیا جا سکے۔

Machine Translated by Google

ہانگ کانگ سے نکلنے والی ایک خاص سستی ٹیلی ویژن سیریز کا زیادہ واجب الادا ہے جتنا اس نے رامائن سے کیا تھا۔ یہ سلسلہ اتنا مقبول ثابت ہوا کہ بندر کی دم شہر کے نوجوانوں کے لیے اس قسم کی پارٹیوں میں ڈی ریگوئر بن گئی جس میں کانونٹ کی لڑکیاں اکثر "فائرکریکر" کے نام سے مشہور ہوتی ہیں کیونکہ ان کی دھوم مچانے کی تیاری ہوتی ہے۔

ہنومان کے بعد جبریل کو کوئی روکنے والا نہیں تھا، اور اس کی غیر معمولی کامیابی نے ایک محافظ فرشتہ پر اس کے یقین کو مزید گہرا کردیا۔ لیکن یہ بھی ایک زیادہ افسوسناک ترقی کی قیادت کی.

(میں دیکھ رہا ہوں کہ مجھے، آخر کار، ریکھا کی ناقص پھلیاں اگلنی ہوں گی۔)
جعلی دم سے جھوٹے سر کی جگہ لینے سے پہلے ہی وہ خواتین کے لیے ناقابل برداشت حد تک پرکشش بن چکا تھا۔ اس کی شہرت کے بہکاوے اس قدر بڑھ چکے تھے کہ ان میں سے کئی نوجوان خواتین نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ محبت کرتے وقت گنیش کا ماسک پہنیں گے، لیکن اس نے دیوتا کے وقار کے احترام سے انکار کر دیا۔ اپنی پرورش کی معصومیت کی وجہ سے وہ اس وقت مقدار اور معیار میں فرق نہ کرسکا اور اسی مناسبت سے ضائع شدہ وقت کو پورا کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس کے اتنے زیادہ جنسی ساتھی تھے کہ اس کے کمرے سے نکلنے سے پہلے ہی ان کے نام بھول جانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

وہ نہ صرف بدترین قسم کا پرہیزگار بن گیا، بلکہ اس نے تخریب کاری کا فن بھی سیکھ لیا، کیونکہ جو شخص دیوتاؤں کا کردار ادا کرتا ہے اسے ملامت سے بالاتر ہونا چاہیے۔ اس نے اتنی ہنر مندی سے اپنی زندگی کو چھپایا کہ اس کے پرانے سرپرست باباصاحب مہاترے نے ایک دہائی کے بعد بستر مرگ پر پڑے ہوئے ایک نوجوان ڈبّا والا کو وہم، کالے دھن اور ہوس کی دنیا میں بھیج کر اس سے شادی کرنے کی منت کی۔ ثابت کرو کہ وہ ایک آدمی تھا. "خدا کی قسم، جناب،" بابا صاحب نے التجا کی، "جب میں نے آپ سے کہا تھا کہ جا کر ہومو بنو، میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ آپ مجھے سنجیدگی سے لیں گے، آخر کسی کے بڑوں کا احترام کرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔" جبریل نے ہاتھ اٹھا کر قسم کھائی کہ وہ ایسی کوئی ذلیل چیز نہیں ہے اور جب صحیح لڑکی ساتھ آئے گی تو یقیناً وصیت کے ساتھ شادی کر لے گا۔ "تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ آسمان سے کوئی دیوی؟

گریٹا گاربو، گریسکالی، کون؟" بوڑھے آدمی نے کھانستے ہوئے خون کو پکارا، لیکن جبریل نے اسے ایک ایسی مسکراہٹ کے ساتھ چھوڑ دیا جس نے اس کا دماغ مکمل طور پر آرام کیے بغیر مرنے کا موقع دیا۔

جنس کے برفانی تودے میں جبریل فرشتہ پھنسے ہوئے تھے، اپنی عظیم ترین صلاحیتوں کو اس قدر گہرائی میں دفن کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ شاید وہ آسانی سے ہمیشہ کے لیے ضائع ہو جائے، ان کا ہنر، یعنی سچی، دل کی گہرائیوں سے اور بغیر روکے محبت کرنے کا، وہ نادر اور نازک تحفہ جو اس نے دیا تھا۔ ملازمت کرنے کے قابل نہیں تھا. اپنی بیماری کے وقت تک وہ سب کچھ بھول چکا تھا لیکن محبت کی تڑپ کی وجہ سے وہ اس اذیت کو بھول گیا تھا جو جادوگر کی چھری کی طرح اس کے اندر مڑ گئی تھی۔ اب، ہر جمناسٹک رات کے اختتام پر، وہ آرام سے اور طویل عرصے تک سوتا تھا، جیسے وہ کبھی خوابوں کی عورتوں سے دوچار نہ ہوا ہو، جیسے اس نے کبھی اپنے دل کے ہارنے کی امید ہی نہ کی ہو۔

"آپ کی پریشانی،" ریکھا مرچنٹ نے اس سے کہا جب وہ بادلوں سے باہر نکلی، "کیا سب نے ہمیشہ آپ کو معاف کیا، خدا جانے کیوں، آپ کو ہمیشہ چھوڑ دیا گیا، آپ قتل سے بچ گئے، آپ نے جو کیا اس کے لیے آپ کو کبھی کسی نے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ "وہ بحث نہیں کر سکتا تھا۔ "خدا کا تحفہ،" وہ اس پر چیخ کر بولی، "خدا

Machine Translated by Google

جانتا ہے کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، گٹر سے چھلانگ لگائی ہو، خدا جانے تم کیا بیماریاں لے کر آئے ہو۔"

لیکن عورتیں یہی کرتی تھیں، ان دنوں اس کا خیال تھا، یہ وہ برتن ہیں جن میں وہ خود کو ڈال سکتا ہے، اور جب وہ آگے بڑھے گا تو وہ سمجھیں گی کہ یہ اس کی فطرت ہے، اور معاف کردیتی ہے۔ اور یہ سچ تھا کہ کسی نے اسے چھوڑنے کا الزام نہیں لگایا، اس کی ہزار ایک سوچ کے ٹکڑوں کے لیے، کتنے اسقاط حمل، ریکھا نے بادلوں کے سوراخ میں مانگے، کتنے ٹوٹے ہوئے دل۔ ان تمام سالوں میں وہ خواتین کی لامحدود سخاوت کا فائدہ اٹھانے والا تھا، لیکن وہ اس کا شکار بھی تھا، کیونکہ ان کی معافی نے سب سے گہری اور میٹھی بدعنوانی کو ممکن بنایا، یعنی یہ خیال کہ وہ کچھ غلط نہیں کر رہے تھے۔

ریکھا: وہ اس کی زندگی میں اس وقت داخل ہوئی جب اس نے ایورسٹ ولاس پر پینٹ ہاؤس خریدا اور اس نے ایک پڑوسی اور کاروباری خاتون کے طور پر اسے اپنے قالین اور نوادرات دکھانے کی پیشکش کی۔ اس کا شوہر سویڈن کے گوتھن برگ میں بال بیرنگ بنانے والوں کی ایک عالمی کانگریس میں تھا اور اس کی غیر موجودگی میں اس نے جبریل کو جیسلمیر سے پتھر کی جالیوں والے اپنے اپارٹمنٹ میں مدعو کیا اور کرلان محلات سے لکڑی کے ہینڈریل کھدی ہوئی اور ایک پتھر مغل چھتری یا کپولا میں تبدیل ہوا۔ بھنور غسل؛ جب اس نے اسے فرانسیسی شیمپین انڈیل دیا تو وہ سنگ مرمر کی دیواروں سے ٹیک لگا کر پتھر کی ٹھنڈی رگوں کو اپنی کمر پر محسوس کرنے لگی۔ جب اس نے شیمپین کا گھونٹ پیا تو اس نے اسے چھیڑا، یقیناً دیوتاؤں کو شراب نہیں پینی چاہیے، اور اس نے ایک سطر کے ساتھ جواب دیا جو اس نے ایک بار آغا خان کے انٹرویو میں پڑھا تھا، او، تم جانتے ہو، یہ شیمپین صرف ظاہری نمائش کے لیے ہے، اس لمحے یہ میرے ہونٹوں کو چھوتا ہے یہ پانی میں بدل جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے اس کے ہونٹوں کو چھونے اور اس کی بانہوں میں گھسنے میں دیر نہیں لگی۔ جب اس کے بچے اس آیت کے ساتھ اسکول سے واپس آئے تو وہ بے عیب لباس میں ملبوس تھی، اور اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی، قالین کے کاروبار کے رازوں سے پردہ اٹھاتی تھی، اس بات کا اعتراف کرتی تھی کہ آرٹ ریشم مصنوعی نہیں آرٹسٹک کے لیے کھڑا ہے، اس سے کہتا ہے کہ ایسا نہ ہو۔ اس کے بروشر کے ذریعے بے وقوف بنایا گیا جس میں ایک قالین کو موہکانہ انداز میں بیان کیا گیا تھا کہ وہ بھیڑ کے بچے کے گلے سے اُون کی بنی ہوئی ہے، جس کا مطلب ہے، آپ دیکھتے ہیں، صرف _کم درجے کی اون_، اشتہار، کیا کرنا ہے، ایسا ہی ہے۔

وہ اس سے پیار نہیں کرتا تھا، اس کا وفادار نہیں تھا، اس کی سالگرہ بھول گیا تھا، اس کے فون کالز واپس کرنے میں ناکام رہا تھا، جب اس کے گھر میں رات کے کھانے کے مہمانوں کی بال بیئرنگ کی دنیا سے موجودگی کی وجہ سے اسے سب سے زیادہ تکلیف ہوئی تھی، اور باقی سب کی طرح اس نے بھی اسے معاف کر دیا۔ لیکن اس کی معافی وہ خاموشی نہیں تھی جو اسے دوسروں سے ملی تھی۔ ریکھا نے پاگلوں کی طرح شکایت کی، اس نے اسے جہنم دے دیا، اس نے اسے باہر نکالا اور اسے ایک بیکار لفانگا اور حرام زادہ اور صلاح کے لیے اور یہاں تک کہ انتہا پسندی میں، اس بہن کو چودنے کے ناممکن کارنامے کے مجرم ہونے کے لیے اس پر لعنت بھیجی۔ اس نے اس پر فلم کی سکرین کی طرح سطحوں کی مخلوق ہونے کا الزام لگاتے ہوئے اسے کچھ نہیں بخشا، اور پھر اس نے آگے بڑھ کر اسے معاف کر دیا اور اسے اپنے بلاؤز کو کھولنے کی اجازت دی۔ جبریل ریکھا مرچنٹ کی آپریٹک معافی کے خلاف مزاحمت نہیں کرسکا، جو کہ اس کی اپنی پوزیشن میں موجود خامی، گیند اٹھانے والے بادشاہ کے ساتھ اس کی بے وفائی کی وجہ سے اور بھی بڑھ رہی تھی، جس کا جبریل نے ذکر کرنے سے منع کیا،

Machine Translated by Google

ایک آدمی کی طرح اس کی زبانی پٹائی کرنا۔ اس لیے جہاں اسے اس کی باقی عورتوں سے معافی ملی تھی اس نے اسے ٹھنڈا چھوڑ دیا تھا اور وہ ان کے کہنے کے لمحے انہیں بھول گیا تھا، وہ ریکھا کے پاس واپس آتا رہا، تاکہ وہ اسے گالی دے اور پھر اسے تسلی دے کیونکہ صرف وہی جانتی تھی۔

پھر وہ تقریباً مر گیا۔

وہ ایشیا کے بالکل سرے پر کھڑے کنیا کماری میں فلم بنا رہے تھے، کیپ کومورین کے اس مقام پر سیٹ کیے گئے لڑائی کے ایک منظر میں حصہ لے رہے تھے جہاں ایسا لگتا ہے کہ تین سمندر واقعی ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ لہروں کے تین سیٹ مغرب مشرق سے جنوب کی طرف لپکے اور پانی بھرے ہاتھوں کی زوردار تالیوں میں ٹکرا گئے جس طرح جبریل نے جبڑے پر ایک مکا مارا، بالکل درست وقت پر، اور وہ سہ رخی سمندری اسپم میں پیچھے کی طرف گرتے ہوئے موقع پر ہی نکل گیا۔ وہ نہیں اٹھا۔ سب کے ساتھ شروع کرنے کے لئے دیو ہیکل انگلش اسٹنٹ مین یوسٹیس براؤن کو مورد الزام ٹھہرایا، جس نے پنچ دیا تھا۔ اس نے شدید احتجاج کیا۔ کیا وہ وہی ساتھی نہیں تھا جس نے چیف منسٹر این ٹی راما راؤ کے مد مقابل اپنے بہت سے مذہبی فلمی کرداروں میں کام کیا تھا؟ کیا اس نے بوڑھے آدمی کو بغیر کسی چوٹ کے لڑائی میں اچھا دکھانے کا فن کمال نہیں کیا تھا؟ کیا اس نے کبھی شکایت کی تھی کہ این ٹی آر نے کبھی بھی اس کے مکے نہیں کھینچے تھے، جس کی وجہ سے وہ، یوسٹیس، ہمیشہ سیاہ اور نیلے رنگ کا ہو گیا، اسے ایک چھوٹے بوڑھے آدمی نے بیوقوف بنا کر مارا جسے وہ _toast_پر ناشتے میں کھا سکتا تھا، اور کیا وہ کبھی، یہاں تک کہ ایک بار، اس کا غصہ کھو دیا؟ تو پھر؟ کوئی کیسے سوچ سکتا تھا کہ وہ لافانی جبریل کو تکلیف دے گا؟ --انہوں نے بہرحال اسے برطرف کر دیا اور پولیس نے اسے لاک اپ میں ڈال دیا۔

لیکن یہ وہ گھونسہ نہیں تھا جس نے جبریل کو چپٹا کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے دستیاب ایئر فورس کے جیٹ میں ستارے کو بمبئی کے بریچ کینڈی اسپتال پہنچانے کے بعد؛ مکمل ٹیسٹ کے بعد تقریبا کچھ بھی نہیں آیا تھا؛ اور جب وہ بے ہوش پڑا، مر رہا تھا، خون کی گنتی کے ساتھ جو اس کے عام پندرہ سے ایک قاتلانہ چار پوائنٹ ٹو پر گر گیا تھا، ہسپتال کے ترجمان نے بریچ کینڈی کے وسیع سفید قدموں پر قومی پریس کا سامنا کیا۔ "یہ ایک عجیب معمہ ہے،" اس نے کہا۔ "اگر آپ چاہیں تو اسے خدا کا عمل کہیں۔"

جبریل فرشتہ کو بغیر کسی ظاہری وجہ کے اس کے پورے اندر سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا اور اس کی جلد کے اندر سے خون بہہ رہا تھا۔ بدترین لمحے میں اس کے ملاشی اور عضو تناسل سے خون بہنے لگا اور ایسا لگتا تھا کہ کسی بھی وقت اس کی ناک اور کانوں سے اور آنکھوں کے کونوں سے بہہ نکلے گا۔ سات دن تک اس نے خون بہایا، اور خون بہایا، اور طبی سائنس کو معلوم ہر جمنے والا ایجنٹ، جس میں چوہے کے زہر کی ایک مرتکز شکل بھی شامل ہے، اور اگرچہ علاج کے نتیجے میں معمولی بہتری آئی، ڈاکٹروں نے اسے کھو جانے کے لیے چھوڑ دیا۔

پورا ہندوستان جبریل کے پلنگ پر تھا۔ ہر ریڈیو بلیٹن پر اس کی حالت اہم تھی، یہ قومی ٹیلی ویژن نیٹ ورک پر ہر گھنٹے کی خبروں کا موضوع تھا، اور وارڈن روڈ پر جمع ہونے والا ہجوم اتنا زیادہ تھا کہ پولیس کو لاٹھی چارج اور آنسوگیس سے منتشر کرنا پڑا۔ گیس، جسے انہوں نے استعمال کیا حالانکہ ڈیڑھ ملین سوگواروں میں سے ہر ایک پہلے ہی آنسوؤں اور نوحہ کناں تھا۔ وزیراعظم نے اسے منسوخ کر دیا۔

Machine Translated by Google

ملاقاتیں کیں اور اس سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اس کا بیٹا ایئر لائن پائلٹ فرشتہ کے بیڈروم میں اداکار کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ قوم پر خوف کا ماحول چھا گیا، کیونکہ اگر خدا نے اپنے سب سے مشہور اوتار کے خلاف ایسا انتقام لیا تھا تو باقی ملک کے لیے اس کے پاس کیا تھا؟ اگر جبریل مر گیا تو کیا ہندوستان بہت پیچھے رہ سکتا ہے؟ ملک کی مساجد اور مندروں میں بھرے اجتماعات نے نہ صرف مرنے والے اداکار کی زندگی کے لیے بلکہ مستقبل کے لیے بھی دعائیں مانگیں۔

ہسپتال میں جبریل کی عیادت کس نے نہیں کی؟ کس نے کبھی نہیں لکھا، کوئی ٹیلی فون نہیں کیا، کوئی پھول نہیں بھیجے، گھر کے مزیدار کھانا پکانے کے ٹفن نہیں بھیجے؟
جب کہ بہت سے محبت کرنے والوں نے بے شرمی کے ساتھ اسے گیٹ ویل کارڈز اور لیمب پاسنڈاس بھیجے، جو اس سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے، اس کی گیند سے بے نیاز ہو کر خود کو اپنے پاس رکھا۔
-شوہر کی پرورش؟ ریکھا مرچنٹ نے اپنے دل کے گرد لوہا لگایا، اور اپنی روزمرہ کی زندگی کی حرکات سے گزرتی، اپنے بچوں کے ساتھ کھیلتی، اپنے شوہر کے ساتھ گپ شپ کرتی، ضرورت پڑنے پر اس کی میزبان کے طور پر کام کرتی، اور کبھی نہیں، ایک بار نہیں، اس کی روح کی تاریک تباہی کا انکشاف کیا۔

وہ صحت یاب ہو گیا۔
صحت یابی بیماری کی طرح پراسرار اور اتنی ہی تیز تھی۔ اسے بھی (ہسپتال، صحافیوں، دوستوں کی طرف سے) سپریم کا ایک عمل کہا گیا۔ قومی تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ زمین کے اوپر اور نیچے آتش بازی کی گئی۔ لیکن جب جبریل نے اپنی طاقت دوبارہ حاصل کی، تو یہ واضح ہو گیا کہ وہ بدل گیا ہے، اور حیران کن حد تک، کیونکہ وہ اپنا ایمان کھو چکا تھا۔

جس دن اسے ہسپتال سے ڈسچارج کیا گیا اس دن وہ پولیس کی نگرانی میں اس بے پناہ ہجوم میں سے گزرا جو اس کے ساتھ ساتھ اس کی اپنی نجات کا جشن منانے کے لیے جمع تھا، اپنی مرسڈیز میں چڑھ گیا اور ڈرائیور سے کہا کہ تعاقب کرنے والی تمام گاڑیوں کو پرچی دے، جس میں سات گاڑیاں لگیں۔ گھنٹے اور اکیاون منٹ، اور پینتریبازی کے اختتام تک اس نے کام کر لیا کہ کیا کرنا تھا۔ وہ تاج ہوٹل کی لیموزین سے باہر نکلا اور بائیں یا دائیں دیکھے بغیر سیدھا کھانے کے عظیم کمرے میں چلا گیا جس کی بوفے ٹیبل ممنوعہ کھانوں کے بوجھ تلے کراہ رہی تھی، اور اس نے اپنی پلیٹ اس سب کے ساتھ لوڈ کی، اس میں سے سور کا گوشت ولٹ شائر اور کیورڈ یارک ہیمس اور دی ریشرز آف بیکن فار گاڈنوزوئیر؛ اس کے کفر اور سیکولرازم کے پگ ٹروٹرس کے ساتھ۔ اور پھر، وہیں ہال کے وسط میں کھڑا، جب کہ فوٹوگرافر کہیں سے پاپ اپ ہو رہے تھے، اس نے جتنی جلدی ممکن ہو کھانا شروع کر دیا، اس تیزی سے مردہ خنزیروں کو اپنے چہرے میں بھرنا شروع کر دیا کہ بیکن ریشرز اس کے منہ کے اطراف سے لٹک گئے۔

اپنی بیماری کے دوران اس نے شعور کا ہر لمحہ خدا کو پکارتے ہوئے گزارا تھا۔ اے اللہ جس کے بندے کا خون بہہ رہا ہے اتنی دیر تک تندور دیکھنے کے بعد اب مجھے نہ چھوڑنا۔ یا اللہ مجھے کوئی نشانی دکھا، تیرے احسان کا کوئی چھوٹا سا نشان کہ میں اپنے اندر اپنی بیماریوں کا علاج کرنے کی طاقت پا سکوں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے سب سے زیادہ رحم کرنے والے خدا، میری اس مشکل وقت میں، میری سب سے زیادہ سخت ضرورت میں میرے ساتھ ہو. پھر اسے یہ خیال آیا کہ اسے سزا دی جا رہی ہے، اور ایک وقت کے لیے اس تکلیف کو سہنا ممکن ہوا، لیکن کچھ عرصے بعد وہ غصے میں آ گیا۔ بہت ہو گیا، خدا، اس کے بے ساختہ الفاظ

Machine Translated by Google

مطالبہ کیا کہ میں کیوں مروں جب میں نے قتل نہیں کیا، تم انتقام ہو یا محبت ہو؟ خدا کا غصہ اسے ایک اور دن تک لے گیا، لیکن پھر وہ ختم ہو گیا، اور اس کی جگہ ایک خوفناک خالی پن، تنہائی آ گئی، جیسے ہی اسے احساس ہوا کہ وہ _پتلی ہوا_ سے بات کر رہا ہے، کہ وہاں کوئی بھی نہیں ہے، اور پھر اسے محسوس ہوا۔ اپنی زندگی میں پہلے سے زیادہ بے وقوف، اور وہ خالی پن میں التجا کرنے لگا، یا اللہ، بس ہو، لعنت ہو، بس۔ لیکن اس نے کچھ محسوس نہیں کیا، کچھ بھی نہیں، اور پھر ایک دن اس نے محسوس کیا کہ اسے محسوس کرنے کے لیے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی۔ میٹامورفوسس کے اس دن بیماری بدل گئی اور اس کی صحتیابی شروع ہوگئی۔ اور اپنے آپ کو خدا کی عدم موجودگی ثابت کرنے کے لیے اب وہ شہر کے سب سے مشہور ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کھڑا تھا جس کے چہرے سے خنزیر گر رہے تھے۔

اس نے اپنی پلیٹ سے اوپر دیکھا کہ ایک عورت اسے دیکھ رہی ہے۔ اس کے بال اتنے سفید تھے کہ تقریباً سفید ہو چکے تھے، اور اس کی جلد کا رنگ اور شفافیت پہاڑی برف کی طرح تھی۔ وہ اسے دیکھ کر ہنسا اور منہ پھیر لیا۔

"تمہیں سمجھ نہیں آتی؟" اس نے منہ کے کونوں سے ساسیج کے ٹکڑے اُگلتے ہوئے اس کے پیچھے چلایا۔ "کوئی گرج نہیں۔ یہی بات ہے۔"
وہ واپس آکر اس کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ "تم زندہ ہو،" اس نے اسے بتایا۔ "تم نے اپنی زندگی واپس لے لی۔ یہی بات ہے۔"

اس نے ریکھا سے کہا: جس لمحے وہ مڑ کر واپس چلنے لگی مجھے اس سے پیار ہو گیا۔ الیلویا کون، پہاڑوں کی کوہ پیما، ایورسٹ کی فاتح، سنہرے بالوں والی یاہودان، آئس کوئین۔ اس کا چیلنج، _اپنی زندگی بدل دو، یا آپ نے اسے کچھ بھی نہیں واپس کر دیا_، میں مزاحمت نہیں کر سکتی تھی۔

"تم اور تمہارا جنم کا فضول،" ریکھا نے اسے خوش کیا۔ "اس طرح کی بکواس سر، تم ہسپتال سے باہر آتے ہو، موت کے دروازے سے واپس آؤ، اور یہ تمہارے سر میں جائے گا، پاگل لڑکے، ایک ہی وقت میں تمہارے پاس کوئی نہ کوئی چیز بچ جائے گی، اور وہ وہاں ہے، ارے پریسٹو، سنہرے بالوں والی مامی۔ مجھے نہیں لگتا کہ تم کیسی ہو گیبو، تو اب کیا، تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں یا کیا؟"

کوئی ضرورت نہیں، اس نے کہا۔ اس نے ریکھا کا اپارٹمنٹ چھوڑ دیا (اس کی مالکن فرش پر منہ کے بل روئی)؛ اور پھر کبھی داخل نہیں ہوا۔
ناپاک گوشت سے بھرے منہ کے ساتھ اس سے ملنے کے تین دن بعد ایلی ہوائی جہاز میں بیٹھا اور چلا گیا۔ ڈسٹرب نہ کرنے کے نشان کے پیچھے تین دن گزر گئے، لیکن آخر میں وہ اس بات پر متفق ہوئے کہ دنیا حقیقی ہے، جو ممکن تھا وہ ممکن تھا اور جو ناممکن تھا وہ ناممکن تھا-، مختصر ملاقات، بحری جہاز جو گزرتے ہیں، محبت ٹرانزٹ لاؤنج. اس کے جانے کے بعد، جبریل نے آرام کیا، اس کے چیلنج پر کان بند کرنے کی کوشش کی، اپنی زندگی کو معمول پر لانے کا عزم کیا۔ صرف اس لیے کہ اس نے اپنا یقین کھو دیا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنا کام نہیں کر سکتا، اور ہیم کھانے کی تصاویر کے اسکینڈل کے باوجود، اس کے نام کے ساتھ جوڑنے والا پہلا اسکینڈل، اس نے فلم کے معاہدوں پر دستخط کیے اور کام پر واپس چلا گیا.

اور پھر، ایک صبح، ایک وہیل چیئر خالی کھڑی تھی اور وہ چلا گیا تھا۔ ایک داڑھی والا مسافر، ایک اسماعیل نجم الدین، لندن جانے والی فلائٹ AI-420 میں سوار ہوا۔
747 کا نام جنت کے باغات میں سے ایک کے نام پر رکھا گیا تھا، گلستان نہیں بلکہ _بوستان_۔ "دوبارہ پیدا ہونے کے لیے،" جبریکل فرشتہ نے بہت بعد میں صلاح الدین چمچہ سے کہا، "پہلے تمہیں مرنا ہے۔ میں، میری صرف آدھی میعاد ختم ہوئی، لیکن میں نے یہ دو مواقع پر کیا، ہسپتال اور ہوائی جہاز، اس لیے اس میں اضافہ ہوتا ہے، یہ شمار ہوتا ہے۔ اور اب، سپونو مائی

Machine Translated by Google

دوست، یہاں میں آپ کے سامنے مناسب لندن میں کھڑا ہوں، ولایت، دوبارہ پیدا ہوا، ایک نئی زندگی کے ساتھ ایک نیا آدمی۔
سپونو، کیا یہ خونی ٹھیک چیز نہیں ہے؟"
وہ کیوں چلا گیا؟
اس کی وجہ سے اس کا چیلنج، نیا پن، ان دونوں کا اکٹھے ہونے کا شدید پن، ایک ناممکن چیز کی بے بسی جو اس کے بننے کے حق پر اصرار کر رہی تھی۔

اور، یا، ہو سکتا ہے: کیونکہ اس کے خنزیر کھانے کے بعد عذاب شروع ہوا، رات کا بدلہ، خوابوں کی سزا۔ 3ایک بار جب لندن کی فلائٹ اڑان بھری تو ہر ہاتھ کی انگلیوں کے دو جوڑے کو عبور کرنے اور انگوٹھوں کو گھمانے کی اس کی جادوئی چال کی بدولت، وہ تنگ، چالیس سالہ آدمی جو ایک غیر سگریٹ نوشی والی کھڑکی والی سیٹ پر بیٹھ کر اپنی پیدائش کا شہر دیکھ رہا تھا۔
پرانی سانپ کی چمڑی کی طرح اس سے دور اس کے چہرے پر کچھ دیر کے لیے راحت بخش تاثرات گزرنے دیتا۔ یہ چہرہ قدرے کھٹے، پٹریشین انداز میں خوبصورت تھا، لمبے، گھنے، گھٹے ہوئے ہونٹوں کی طرح ایک نفرت آمیز ٹربوٹ، اور پتلی بھنویں آنکھوں پر تیزی سے جھک رہی تھیں جو دنیا کو ایک طرح کی چوکنا حقارت سے دیکھتی تھی۔ جناب صلاح الدین چمچہ نے اس چہرے کو بہت احتیاط سے بنایا تھا --اسے ٹھیک ہونے میں کئی سال لگے تھے --اور اب کئی سالوں سے وہ اسے صرف اپنا ہی سمجھتے تھے --درحقیقت وہ بھول چکے تھے کہ اس کے پاس کیا تھا اس سے پہلے کی طرح لگ رہا تھا. مزید برآں، اس نے اپنے آپ کو چہرے کے ساتھ جانے کے لیے ایک آواز کی شکل دی تھی، ایک ایسی آواز جس کی سست، تقریباً سست آوازیں تلفظ کی کری ہوئی اچانک پن سے متضاد تھیں۔ چہرے اور آواز کا امتزاج ایک طاقتور تھا۔ لیکن، اپنے آبائی شہر کے حالیہ دورے کے دوران، پندرہ برسوں میں ان کا پہلا ایسا دورہ (جبریل فرشتہ کی فلمی اسٹارڈم کی عین مدت، مجھے مشاہدہ کرنا چاہیے)، عجیب اور تشویشناک پیش رفت ہوئی تھی۔ بدقسمتی سے یہ معاملہ تھا کہ اس کی آواز (سب سے پہلے جانے والی) اور اس کے بعد، خود اس کا چہرہ، اسے نیچا دکھانے لگا تھا۔

یہ شروع ہوا --چمچا نے انگلیوں اور انگوٹھے کو آرام دینے کی اجازت دی اور کچھ شرمندگی کے عالم میں امید کی کہ اس کی آخری باقی ماندہ توہم پر اس کے ساتھی مسافروں کی طرف سے توجہ نہیں دی گئی، اس نے آنکھیں بند کر لیں اور خوف کی ایک نازک سی لرزش کے ساتھ یاد کیا --مشرق کی پرواز پر کچھ ہفتے پہلے وہ خلیج فارس کی ریگستانی ریت سے اونچے اونچے اونچے اونچے اونچے نیند کی نیند سو گیا تھا، اور خواب میں اسے ایک عجیب اجنبی، شیشے کی کھال والا ایک آدمی ملا، جس نے اس کے پورے حصے کو ڈھانپنے والی پتلی، ٹوٹی پھوٹی جھلی کے خلاف ماتم کے ساتھ اپنی انگلیوں کو ریپ کیا۔ جسم اور صلاح الدین سے درخواست کی کہ وہ اس کی مدد کرے، اسے اس کی جلد کی قید سے رہا کرے۔ چمچہ نے ایک پتھر اٹھایا اور شیشے پر مارنے لگا۔ ایک دم اس اجنبی کے جسم کی پھٹی ہوئی سطح سے خون کی ایک جالی بہنے لگی اور چمچے نے ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو اٹھانے کی کوشش کی تو دوسرا چیخنے لگا کیونکہ اس کے گوشت کے ٹکڑے شیشے کے ساتھ دور جا رہے تھے۔ اس موقع پر ایک ایئر سٹیورڈس سوئے ہوئے چمچے پر جھکی اور اپنے قبیلے کی بے رحم مہمان نوازی کے ساتھ مطالبہ کیا: _کچھ پینے کو ہے جناب؟ ایک مشروب؟ ،_اور صلاح الدین، خواب سے نکلتے ہوئے، اپنی تقریر کو بمبئی کے لِٹ میں غیر ذمہ دارانہ طور پر تبدیل کیا ہوا پایا۔

Machine Translated by Google

اتنی تندہی سے (اور اتنا عرصہ پہلے!) بغیر بنا۔ "اچھا، کیا مطلب؟" وہ بڑبڑایا.
"شرابی مشروب یا کیا؟" اور، جب ملازمہ نے اسے تسلی دی، جو آپ چاہیں، جناب، تمام مشروبات مفت ہیں، اس نے ایک بار پھر اپنی غدار آواز سنی: "تو، ٹھیک ہے، بی بی، صرف ایک وہسکی سوڈا دو۔"

کیا ایک گندی حیرت ہے! وہ ایک جھٹکے سے بیدار ہوا تھا، اور شراب اور مونگ پھلی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی کرسی پر سختی سے بیٹھ گیا۔ ماضی کیسے بلبلا ہوا تھا، ٹرانسموگریفائیڈ سروں اور حرفوں میں؟ آگے کیا؟ کیا وہ اپنے بالوں میں ناریل کا تیل ڈالے گا؟ کیا وہ اپنے نتھنوں کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان نچوڑنے، شور سے اڑانے اور گوبر کا ایک چپچپا چاندی کا قوس نکالے گا؟ کیا وہ پیشہ ورانہ ریسلنگ کا دیوانہ بن جائے گا؟ مزید کیا، شیطانی ذلتیں ذخیرہ میں تھیں؟ اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ _گھر_ جانا غلطی تھی، اتنے عرصے بعد، یہ رجعت کے سوا کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ ایک غیر فطری سفر تھا۔ وقت کا انکار؛ تاریخ کے خلاف بغاوت؛ پوری چیز ایک تباہی کا پابند تھا.

میں خود نہیں ہوں، اس نے سوچا جیسے اس کے دل کے قرب و جوار میں ایک دھندلی لہر شروع ہو گئی۔ لیکن اس کا کیا مطلب ہے، ویسے بھی، اس نے تلخی سے کہا۔
سب کے بعد، "اداکار لوگ نہیں ہیں"، جیسا کہ عظیم ہیم فریڈرک نے _Les Enfants du Paradis_ میں وضاحت کی تھی۔ اچانک ننگی خون کے بغیر کھوپڑی تک ماسک کے نیچے ماسک.

سیٹ بیلٹ کی لائٹ آگئی، کیپٹن کی آواز نے ایئر ٹربولنس سے خبردار کیا، وہ ہوا کی جیبوں سے اندر اور باہر گر گئے۔ ان کے نیچے ریگستان چھا گیا اور تارکین وطن مزدور جو قطر میں سوار ہوا تھا اس کے بڑے ٹرانسسٹر ریڈیو کو پکڑ کر دوبارہ جھکنے لگا۔ چمچا نے دیکھا کہ اس شخص نے اپنی پٹی نہیں باندھی تھی، اور اپنے آپ کو ایک ساتھ کھینچ لیا، اور اس کی آواز کو انگریزی کی انتہائی گھمنڈ میں واپس لایا۔ "یہاں دیکھو کیوں نہیں..." اس نے اشارہ کیا، لیکن بیمار آدمی، کاغذ کے تھیلے میں پھٹنے کے درمیان، جو صلاح الدین نے عین وقت پر اسے دیا تھا، سر ہلایا، کندھے اچکا کر جواب دیا: "صاحب، کس لیے؟ اگر اللہ نے مجھے مرنا چاہا تو میں مر جاؤں گا۔ اگر وہ نہیں کرتا تو میں نہیں کروں گا، پھر حفاظت کا کیا فائدہ؟

لعنت ہو تم پر، ہندوستان، صلاح الدین چمچہ نے خاموشی سے لعنت بھیجی، واپس اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
آپ کے ساتھ جہنم میں، میں بہت پہلے آپ کے چنگل سے بچ گیا تھا، آپ دوبارہ مجھ میں اپنے کانٹے نہیں لگائیں گے، آپ مجھے واپس نہیں کھینچ سکتے۔
ایک زمانے میں --ایسا تھا اور ایسا نہیں تھا، جیسا کہ پرانی کہانیوں میں کہا جاتا تھا، _ایسا ہوا اور ایسا کبھی نہیں ہوا_ --ہو سکتا ہے، پھر، یا نہیں ہو سکتا، بمبئی کے سکینڈل پوائنٹ سے ایک دس سالہ لڑکا ملا۔ ایک پرس اس کے گھر کے باہر گلی میں پڑا ہے۔ وہ اسکول سے گھر جا رہا تھا، ابھی اسکول کی بس سے اترا تھا جس پر وہ شارٹس میں ملبوس لڑکوں کے چپکتے پسینے کے درمیان دب کر بیٹھنے اور ان کے شور سے بہرا ہونے پر مجبور ہو گیا تھا، اور اس لیے کہ ان دنوں بھی وہ ایک شخص تھا۔ جو ہچکچاہٹ، ہچکچاہٹ اور اجنبیوں کے پسینے سے پیچھے ہٹ گیا تھا، وہ گھر کی لمبی، گڑبڑ سواری سے متلی محسوس کر رہا تھا۔ تاہم، جب اس نے سیاہ چمڑے کے بل فولڈ کو اپنے پاؤں پر پڑا دیکھا، تو متلی ختم ہوگئی، اور اس نے پرجوش انداز میں جھک کر اسے پکڑا، --کھولا، --اور اسے خوشی ہوئی کہ اس میں نقدی بھری ہوئی تھی --اور نہیں صرف روپے، لیکن حقیقی رقم، قابل تبادلہ

Machine Translated by Google

بلیک مارکیٹوں اور بین الاقوامی تبادلے پر، --پاؤنڈز! پاؤنڈ سٹرلنگ، کالا پانی اور بہت دور ولایت کے افسانوی ملک میں مناسب لندن سے۔ غیر ملکی کرنسی کے موٹے ڈنڈے سے حیران، لڑکے نے اپنی آنکھیں اٹھا کر اس بات کا یقین کر لیا کہ اس کا مشاہدہ تو نہیں ہوا، اور ایک لمحے کے لیے اسے ایسا لگا کہ آسمان سے ایک قوس قزح اس پر اتر آئی ہے، ایک قوس قزح جیسے فرشتے کی سانس، ایک جواب شدہ دعا کی طرح، جس جگہ پر وہ کھڑا تھا اس کا اختتام ہوا۔ اس کی انگلیاں کانپنے لگیں جب وہ پرس میں، شاندار ذخیرہ کی طرف پہنچیں۔

"دو۔" بعد کی زندگی میں اسے ایسا لگتا تھا کہ اس کے والد بچپن میں اس کی جاسوسی کرتے رہے ہیں، اور اگرچہ چنگیز چمچہ والا ایک بڑا آدمی تھا، یہاں تک کہ ایک دیو ہیکل، اپنی دولت اور عوامی حیثیت کے بارے میں کچھ نہیں کہتا تھا، پھر بھی اس کے پاس ہمیشہ ہلکا پن تھا۔ پاؤں اور اپنے بیٹے کے پیچھے چپکے سے جاکر جو کچھ وہ کر رہا تھا اسے خراب کرنے کا مائل، رات کو نوجوان صلاح الدین کے بیڈ شیٹ کو کوڑے مارتے ہوئے پکڑے ہوئے ہاتھ میں شرمناک عضو تناسل کو ظاہر کرنا۔ اور وہ سو ایک میل دور سے پیسوں کو سونگھ سکتا تھا، یہاں تک کہ کیمیکلز اور کھاد کی بدبو سے بھی جو اس کے ارد گرد ہمیشہ لٹکی رہتی تھی کیونکہ وہ زرعی سپرے اور سیال اور مصنوعی گوبر کا ملک کا سب سے بڑا کارخانہ دار ہے۔ چنگیز چمچہ والا، مخیر، انسان دوست، زندہ لیجنڈ، قوم پرست تحریک کی سرکردہ روشنی، اپنے گھر کے گیٹ وے سے اپنے بیٹے کے مایوس ہاتھ سے ایک ابلا ہوا بٹوہ چھیننے کے لیے نکلا۔ "چ ٹیچ،" اس نے پاؤنڈ سٹرلنگ جیب میں ڈالتے ہوئے نصیحت کی، "آپ کو سڑک سے چیزیں نہیں اٹھانی چاہئیں۔ زمین گندی ہے، اور پیسہ ویسے بھی گندا ہے۔"

چنگیز چمچہ والا کے ساگوان سے بنے مطالعے کے شیلف پر، عربی نائٹس کے رچرڈ برٹن کے ترجمے کے دس جلدوں کے سیٹ کے ساتھ، جو کتابوں کے خلاف گہرے بیٹھے ہوئے تعصب کی وجہ سے آہستہ آہستہ پھپھوندی اور کتابی کیڑا کھاتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے چنگیز کی ملکیت بن گئی۔ ہزاروں نقصان دہ چیزوں کو بغیر پڑھے سڑنے کے لیے چھوڑ کر ان کی تذلیل کرنے کے لیے، وہاں ایک جادوئی چراغ کھڑا تھا، ایک چمکدار پالش شدہ تانبے اور پیتل کا علاءالدین کے اپنے جنی کنٹینر کا اوتار: ایک چراغ جو رگڑنے کی بھیک مانگ رہا تھا۔ لیکن چنگیز نے نہ تو اسے رگڑا اور نہ ہی اسے رگڑنے کی اجازت دی، مثال کے طور پر، اس کا بیٹا۔ "ایک دن،" اس نے لڑکے کو یقین دلایا، "یہ تم اپنے لیے رکھو گے۔ پھر جتنا چاہو رگڑو اور دیکھو کہ تمہیں کیا نہیں آتا۔ ابھی، لیکن، یہ میرا ہے۔" جادوئی چراغ کے وعدے نے ماسٹر صلاح الدین کو اس خیال سے متاثر کیا کہ ایک دن اس کی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اور اس کی باطنی خواہشات پوری ہو جائیں گی، اور اسے بس اس کا انتظار کرنا تھا۔ لیکن پھر بٹوے کا وہ واقعہ پیش آیا جب قوس قزح کا جادو اس کے والد کے لیے نہیں بلکہ اس کے لیے کام کر گیا تھا اور چنگیز چمچہ والا نے سونے کا کراک چرا لیا تھا۔ اس کے بعد بیٹے کو یقین ہو گیا کہ اس کا باپ اس کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دے گا بشرطیکہ وہ بھاگ نہ جائے، اور اسی لمحے سے وہ اس عظیم انسان اور اپنے آپ کے درمیان سمندروں کو چھوڑنے، فرار ہونے کے لیے بے چین ہو گیا۔

صلاح الدین چمچہ والا اپنے تیرھویں سال میں سمجھ گئے تھے کہ ان کا مقدر اس ٹھنڈے ولایت کے لیے ہے جو پاؤنڈز کے کرکرا وعدوں سے بھرا ہوا ہے۔

Machine Translated by Google

جس کا جادو بل فولڈ نے اشارہ کیا تھا، اور وہ دھول، بے حیائی، شارٹس میں پولیس والے، ٹرانسویسٹائٹس، مووی فینز، فٹ پاتھ سلیپرز اور گرانٹ روڈ کی افواہ گانے والی کسبیوں سے بے چین ہو گیا جنہوں نے کرناٹک میں یلما فرقے کے عقیدت مندوں کے طور پر آغاز کیا تھا۔ لیکن یہاں گوشت کے زیادہ پراسیک مندروں میں رقاص کے طور پر ختم ہوا۔ وہ ٹیکسٹائل کے کارخانوں اور لوکل ٹرینوں اور اس جگہ کی تمام تر الجھنوں اور کثرت سے تنگ آچکا تھا اور اس خواب و ولایت کا آرزو مند تھا جو اسے رات دن اپنے جنون میں مبتلا کرتا تھا۔ اس کی پسندیدہ کھیل کے میدان کی نظمیں وہ تھیں جو غیر ملکی شہروں کے لیے تڑپتی تھیں: kitchy-con kitchy-ki kitchy-con stanty-eye kitchy-ople kitchy-cople kitchyCon-stanti nople۔اور اس کا پسندیدہ کھیل دادی کے قدموں کا ورژن تھا جس میں، جب وہ ہوتا تھا، وہ ایک منتر کی طرح، کسی جادو کی طرح، اپنے خواب کے چھ حروف -شہر، _ellowen deeoven_کو باہر نکالنے کے لیے پلے پلے کے ساتھیوں سے منہ موڑ لیتا تھا۔ اپنے خفیہ دل میں، وہ خاموشی سے لندن کی طرف لپکا، خط بہ خط، بالکل اسی طرح جیسے اس کے دوست اس کے پاس آتے ہیں۔ _ایلوین دیوین لندن_

صلاح الدین چمچہ والا کا صلاح الدین چمچہ میں تبدیلی شروع ہوئی، یہ پرانے بمبئی میں دیکھا جائے گا، اس سے بہت پہلے کہ وہ ٹرافلگر کے شیروں کی دھاڑ سننے کے لیے کافی قریب پہنچے۔ جب انگلینڈ کی کرکٹ ٹیم نے بریبورن اسٹیڈیم میں ہندوستان کے خلاف کھیلا تو اس نے انگلینڈ کی فتح کے لیے دعا کی، کھیل کے تخلیق کاروں کے لیے مقامی اپ اسٹارٹس کو شکست دینے کے لیے، چیزوں کی مناسب ترتیب کو برقرار رکھنے کے لیے۔ (لیکن بربرن اسٹیڈیم کی وکٹ کی پرکھوں والی نیند کی وجہ سے کھیل ہمیشہ ڈرا ہوئے تھے؛ عظیم مسئلہ، تخلیق کار بمقابلہ تقلید، نوآبادیات کے خلاف نوآبادیاتی، حل نہ ہونے پر مجبور تھا۔)

اپنے تیرہویں سال میں وہ اسکینڈل پوائنٹ پر چٹانوں پر کھیلنے کے لیے کافی بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کی آیت کستوربا کی طرف سے دیکھے بغیر۔ اور ایک دن (ایسا ہی تھا، ایسا نہیں تھا)، وہ گھر سے باہر ٹہلتا ہوا، پارسی طرز کی وہ وسیع، خستہ حال، نمکین عمارت، تمام کالم اور شٹر اور چھوٹی بالکونیاں، اور اس باغ میں سے جو اس کا تھا۔ والد کا فخر اور خوشی اور جو شام کی ایک خاص روشنی میں لامحدود ہونے کا تاثر دے سکتی تھی (اور جو کہ ایک پُراسرار بھی تھی، ایک حل نہ ہونے والی پہیلی، کیونکہ کوئی بھی نہیں، اس کا باپ، نہ باغبان، اسے زیادہ تر پودوں کے نام نہیں بتا سکتا تھا۔ اور درخت)، اور مرکزی گیٹ وے سے باہر، ایک عظیم الشان حماقت، سیپٹیمیئس سیویرس کے رومن فاتحانہ محراب کی تولید، اور گلی کے جنگلی پاگل پن کے پار، اور سمندر کی دیوار کے اوپر، اور اسی طرح آخر کار وسیع وسعت تک۔ چمکدار سیاہ چٹانوں کے ان کے چھوٹے جھینگے والے تالابوں کے ساتھ۔ کرسچن لڑکیاں فراکس پہنے ہنس رہی تھیں، چھتریاں والے مرد خاموش کھڑے نیلے افق پر کھڑے تھے۔ کالے پتھر کے ایک کھوکھلے میں صلاح الدین نے دھوتی پہنے ایک آدمی کو تالاب پر جھکتے دیکھا۔ ان کی آنکھیں ملیں، اور آدمی نے اسے ایک انگلی سے اشارہ کیا جسے اس نے پھر اپنے ہونٹوں پر رکھا۔ ،_Shh_اور پتھروں کے تالابوں کے اسرار نے لڑکے کو اجنبی کی طرف متوجہ کیا۔ وہ ہڈیوں کی مخلوق تھی۔

ہاتھی دانت کے بنے ہوئے چشمے اُس کی انگلی گھماؤ، گھماؤ، جیسے بَیٹڈ ہک، آو۔ جب صلاح الدین نیچے آیا تو دوسرے نے پکڑ لیا۔

Machine Translated by Google

اس نے اس کے منہ کے گرد ایک ہاتھ رکھا اور اپنے جوان ہاتھ کو بوڑھے اور بے گوشت ٹانگوں کے درمیان مجبور کیا کہ وہ وہاں گوشت کی ہڈی کو محسوس کرے۔ دھوتی ہواؤں کے لیے کھلتی ہے۔
صلاح الدین کبھی نہیں جانتے تھے کہ کیسے لڑنا ہے۔ اس نے وہی کیا جو اسے کرنے پر مجبور کیا گیا تھا، اور پھر دوسرے نے اس سے منہ موڑ لیا اور اسے جانے دیا۔
اس کے بعد صلاح الدین کبھی سکینڈل پوائنٹ پر پتھروں پر نہیں گئے۔ اور نہ ہی اس نے کسی کو بتایا کہ کیا ہوا ہے، اعصابی بحران کو جانتے ہوئے یہ اس کی ماں میں جنم لے گا اور اس پر شک ہے کہ اس کے والد کہیں گے کہ یہ اس کی اپنی غلطی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ ہر وہ چیز جو وہ اپنے آبائی شہر پر طعنہ دینے کے لیے آیا تھا، اجنبی کے گلے لگنے میں اکٹھا ہو گیا تھا، اور اب جب کہ وہ اس شیطانی ڈھانچے سے بچ گیا تھا، اسے بھی بمبئی سے فرار ہو جانا چاہیے، ورنہ مر جانا چاہیے۔ اس نے اس خیال پر پوری توجہ مرکوز کرنا شروع کی، ہر وقت اس پر اپنی مرضی کو درست کرنا، سوتے ہوئے کھانا کھاتے ہوئے، اپنے آپ کو یہ باور کرانا شروع کر دیا کہ وہ اس معجزے کو اپنے والد کے چراغ کے بغیر بھی انجام دے سکتا ہے۔ اس نے خواب میں اپنے بیڈ روم کی کھڑکی سے باہر اڑتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ وہاں، اس کے نیچے، تھا --بمبئی نہیں --بلکہ پرپر لندن ہی ہے، بگبین نیلسن کالم لارڈسٹاورن بلڈی ٹاور کوئین۔ لیکن جب وہ عظیم شہر پر تیرتا گیا تو اس نے محسوس کیا کہ اس نے اپنا قد کم کرنا شروع کر دیا ہے، اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ اس نے ہوا میں تیرنے کے لیے کتنی ہی سخت جدوجہد کی، وہ آہستہ آہستہ نیچے زمین کی طرف گھومتا رہا، پھر تیز، پھر تیز تر، یہاں تک کہ وہ چیخ رہا تھا۔ سب سے پہلے شہر کی طرف، سینٹ پالز، پڈنگلین، تھریڈ نیڈلسٹریٹ، لندن میں ایک بم کی طرح زیرو۔

اوو

جب نا ممکن ہوا اور اس کے والد نے اسے انگلش کی تعلیم کی پیشکش کی کہ _مجھے راستے سے ہٹا دیں_ تو اس نے سوچا، _ورنہ کیوں، یہ تو ظاہر ہے، لیکن تحفے کے گھوڑے اور آگے نہ لگیں_، اس کی ماں نسرین۔ چمچا والا نے رونے سے انکار کر دیا، اور رضاکارانہ طور پر، اس کے مشورے سے فائدہ اٹھایا۔ "ان انگریزوں کی طرح گندا نہ ہو،" اس نے اسے تنبیہ کی۔ "وہ اپنی مکھیوں کی ٹی ای ایم ایس کو صرف کاغذ سے صاف کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، وہ ایک دوسرے کے گندے نہانے کے پانی میں داخل ہو جاتے ہیں۔" ان گھٹیا طعنوں نے صلاح الدین پر ثابت کر دیا کہ اس کی والدہ اسے جانے سے روکنے کے لیے اس کے ساتھ بدتمیزی کر رہی ہیں، اور ان کی باہمی محبت کے باوجود اس نے جواب دیا، "امی، آپ جو کہتے ہیں، یہ ناقابل فہم ہے، انگلستان ایک عظیم تہذیب ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ , "bunk."

اس نے اپنی ہلکی سی اعصابی مسکراہٹ مسکرائی اور کوئی بحث نہیں کی۔ اور، بعد میں، ایک گیٹ وے کے فاتحانہ محراب کے نیچے خشک آنکھوں کے ساتھ کھڑا تھا اور اسے رخصت کرنے کے لیے سانتا کروز ایئرپورٹ نہیں جائے گا۔ اس کا اکلوتا بچہ۔ اس نے اس کے گلے میں مالا ڈالے یہاں تک کہ اسے ماں کی محبت کی خوشبو سے چکر آنے لگے۔

نسرین چمچہ والا عورتوں میں سب سے ہلکی سی، سب سے زیادہ نازک تھی، اس کی ہڈیاں تنکوں کی طرح، لکڑی کے پتلے کی طرح۔ اپنی جسمانی اہمیت کو پورا کرنے کے لیے اس نے کم عمری میں ہی ایک خاص اشتعال انگیز، ضرورت سے زیادہ جذباتی لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس کی ساڑھی -پیٹرن شاندار، یہاں تک کہ دلکش تھے: بڑے بروکیڈ ہیروں سے مزین لیموں کا ریشم، سیاہ اور سفید اوپی آرٹ کے چکر، چمکیلی سفید زمین پر لپ اسٹک کے بڑے بوسے۔ لوگوں نے اسے اس کا لذیذ ذائقہ معاف کر دیا کیونکہ اس نے اندھے ہوجانے والے کپڑے اتنی معصومیت کے ساتھ پہن رکھے تھے۔ کیونکہ

Machine Translated by Google

اس ٹیکسٹائل کیکوفونی سے نکلنے والی آواز بہت چھوٹی اور ہچکچاہٹ اور مناسب تھی۔ اور اسکی وجہ سے۔

نسرین اپنی ازدواجی زندگی کے ہر جمعہ کو چمچہ والا کی رہائش گاہ کے ہالوں کو بھر دیتی تھی، وہ عام طور پر تنگ کمرے جیسے بڑے کھوکھلے قبرستانوں کی طرح، روشن روشنی اور ٹوٹی پھوٹی سہیلیوں سے۔ جب صلاح الدین چھوٹا لڑکا تھا تو اس نے ڈور مین کھیلنے پر اصرار کیا تھا، اور زیورات سے لدے مہمانوں کا استقبال بڑی سنجیدگی کے ساتھ کرتا تھا، انہیں اجازت دیتا تھا کہ وہ اس کے سر پر تھپکی دیں اور اسے _cuteso_اور _chweetie-pie_کہیں۔ جمعہ کے دن گھر میں شور ہوتا تھا۔ وہاں موسیقار، گلوکار، رقاص، ریڈیو سیلون پر سنی جانے والی تازہ ترین مغربی فلمیں، کٹھ پتلی شوز، جس میں پینٹ مٹی کے بادشاہ کٹھ پتلیوں پر سوار تھے، نقوش اور لکڑی کی تلواروں سے دشمن کے مریونیٹ کا سر قلم کرتے تھے۔ تاہم، باقی ہفتے کے دوران، نسرین احتیاط سے گھر کا چکر لگاتی، ایک عورت کا کبوتر اندھیرے میں ٹپکے ہوئے پیروں پر چل رہا تھا، جیسے وہ چھائی ہوئی خاموشی کو پریشان کرنے سے ڈرتی ہو۔ اور اس کے بیٹے نے، اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، اپنے قدموں کو ہلکا کرنا بھی سیکھ لیا، ایسا نہ ہو کہ وہ جو بھی گوبلن یا آفریٹ انتظار میں پڑا ہو اسے جگا دے۔

لیکن: نسرین چمچا والا کی احتیاط ان کی جان بچانے میں ناکام رہی۔ وحشت نے اسے اس وقت پکڑا اور قتل کر دیا جب وہ خود کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھتی تھی، سستے اخبار کی تصویروں اور سرخیوں میں چھپی ساڑھی میں ملبوس، فانوس کی روشنی میں نہا رہی تھی، اپنے دوستوں سے گھری ہوئی تھی۔

اوو

تب تک ساڑھے پانچ سال گزر چکے تھے کہ نوجوان صلاح الدین، ہار پہنائے اور تنبیہ کرتے ہوئے، ڈگلس ڈی سی-8 میں سوار ہوا اور مغرب کی طرف سفر کیا۔ اس سے آگے، انگلینڈ؛ اس کے ساتھ، اس کے والد، چنگیز چمچا والا؛ اس کے نیچے، گھر اور خوبصورتی. نسرین کی طرح مستقبل کے صلاح الدین کو بھی رونا آسان نہیں تھا۔

اس پہلے ہوائی جہاز پر اس نے بین سیاروں کی نقل مکانی کی سائنس فکشن کہانیاں پڑھیں: عاصموف کی _فاؤنڈیشن_، رے بریڈبری کی_مارٹین کرانیکلز_ اس نے تصور کیا کہ DC-8ایک مادر جہاز ہے، جو چنے ہوئے، خدا کے منتخب کردہ اور انسان کو لے کر، ناقابل تصور فاصلوں پر، نسلوں تک سفر کرتا ہے، eugenicallyافزائش کرتا ہے، کہ ان کا بیج ایک دن ایک بہادر نئی دنیا میں جڑ پکڑ سکتا ہے۔ پیلا سورج. اس نے اپنے آپ کو درست کیا: ماں نہیں بلکہ باپ جہاز، کیونکہ وہ، سب کے بعد، عظیم آدمی، ابو، والد تھے۔ تیرہ سالہ صلاح الدین، حالیہ شکوک و شبہات کو ایک طرف رکھتے ہوئے، ایک بار پھر اپنے والد کی بچکانہ عقیدت میں داخل ہو گیا، کیونکہ اس نے ان کی پرستش کی تھی، وہ اس وقت تک ایک عظیم باپ تھا جب تک کہ آپ نے اپنے ذہن کی نشوونما شروع نہیں کی۔ اور پھر اس سے بحث کرنا اس کی محبت میں خیانت کہلاتا تھا لیکن اس بات کی کوئی بات نہیں کہ اب میں اس پر الزام لگاتا ہوں کہ وہ اپنا سب سے اعلیٰ ہستی بن گیا تو جو ہوا وہ ایمان کے نقصان کے مترادف تھا۔ . . جی ہاں، باپ جہاز، ایک ہوائی جہاز اڑتا ہوا رحم نہیں تھا بلکہ ایک دھاتی فالوس تھا، اور مسافر اسپرمیٹوزوا کے پھٹنے کا انتظار کر رہے تھے۔

ٹائم زون کے ساڑھے پانچ گھنٹے؛ بمبئی میں اپنی گھڑی کو الٹا کریں اور آپ لندن میں وقت دیکھیں۔ _میرے باپ_، چمچہ سوچے گا، برسوں بعد، اپنی تلخیوں کے بیچ۔ _میں اس پر الزام لگاتا ہوں کہ وہ وقت الٹتا ہے_

Machine Translated by Google

وہ کتنی دور اڑ گئے؟ کوے کے طور پر ساڑھے پانچ ہزار۔ یا: ہندوستانیت سے انگریزی تک، ایک بے حد فاصلہ۔ یا، بہت دور نہیں، کیونکہ وہ ایک عظیم شہر سے اٹھے، دوسرے میں گرے۔ شہروں کے درمیان فاصلہ ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے۔ ایک دیہاتی، شہر تک سو میل کا سفر کرتے ہوئے، خالی، تاریک، زیادہ خوفناک جگہ سے گزرتا ہے۔

ہوائی جہاز کے اڑان بھرتے وقت چنگیز چمچا والا نے کیا کیا: اپنے بیٹے کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے، اس نے ہر ہاتھ پر انگلیوں کے دو جوڑے عبور کیے، اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو گھمایا۔

اور جب وہ ٹائبرن کے درخت کے قدیم مقام کے چند فٹ کے فاصلے پر ایک ہوٹل میں نصب کیے گئے تو چنگیز نے اپنے بیٹے سے کہا: "لو، یہ تمہارا ہے۔" اور بازو کی لمبائی پر، ایک سیاہ بل فولڈ جس کی شناخت میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی تھی۔ "اب تم مرد ہو، لے لو۔"

ضبط شدہ پرس کی واپسی، اس کی تمام کرنسی کے ساتھ، چنگیز چمچا والا کے چھوٹے پھندوں میں سے ایک ثابت ہوئی۔ صلاح الدین ساری زندگی ان کے دھوکے میں رہا۔ جب بھی اس کا باپ اسے سزا دینا چاہتا تو وہ اسے تحفہ، امپورٹڈ چاکلیٹ کا ایک بار یا کرافٹ پنیر کا ایک ٹن پیش کرتا اور پھر جب وہ اسے لینے آتا تو اسے پکڑ لیتے۔ "گدھا"

چنگیز نے اپنے شیر خوار بیٹے کو لعن طعن کیا۔ "ہمیشہ، ہمیشہ، گاجر آپ کو میری چھڑی کی طرف لے جاتی ہے۔"

لندن میں صلاح الدین نے مردانگی کا تحفہ قبول کرتے ہوئے پیش کردہ پرس لے لیا۔ اس پر ان کے والد نے کہا: "اب جب کہ تم مرد ہو، تمہارے لیے یہ ہے کہ ہم لندن میں رہتے ہوئے اپنے بوڑھے باپ کی دیکھ بھال کریں۔ تم سارے بل ادا کرو۔"

جنوری، ۔1961ایک سال آپ الٹا ہو سکتے ہیں اور یہ پھر بھی، آپ کی گھڑی کے برعکس، وہی وقت بتائے گا۔ یہ موسم سرما تھا؛ لیکن جب صلاح الدین چمچہ والا اپنے ہوٹل کے کمرے میں کانپنے لگے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنی عقل سے آدھے راستے سے خوفزدہ تھے۔ اس کا سونے کا کراک اچانک جادوگر کی لعنت میں بدل گیا تھا۔

لندن میں اپنے بورڈنگ اسکول جانے سے پہلے کے وہ دو ہفتے نقد رقم اور حساب کتاب کے ڈراؤنے خواب میں بدل گئے، کیونکہ چینجز کا مطلب بالکل وہی تھا جو اس نے کہا اور کبھی بھی اپنی جیب میں ہاتھ نہیں ڈالا۔

صلاح الدین کو اپنے کپڑے خریدنے تھے، جیسے کہ ڈبل بریسٹڈ بلیو سرج میکنٹوش اور سات نیلی اور سفید دھاری دار وین ہیوزن قمیضیں جن کو الگ کیا جا سکتا ہے نیم سخت کالروں کے ساتھ جو چینج اسے ہر روز پہننے کے لیے تیار کرتا تھا، اور صلاح الدین کو ایسا لگا جیسے اس کے نئے ٹوٹے ہوئے آدم کے سیب کے بالکل نیچے ایک کند چھری دھکیل دی جا رہی ہو؛ اور اسے یہ یقینی بنانا تھا کہ ہوٹل کے کمرے اور ہر چیز کے لیے کافی ہے، تاکہ وہ اس سے پوچھنے سے گھبرا گیا۔ ابا اگر وہ کسی فلم میں جا سکتے ہیں، ایک بھی نہیں، یہاں تک کہ _The Pure Hell of St Trinians_بھی نہیں، یا باہر کھانے کے لیے، ایک بھی چینی کھانا نہیں، اور بعد کے سالوں میں انہیں اپنے پیارے ایلوین ڈیوین میں اپنے پہلے پندرہ دن کا کچھ بھی یاد نہیں ہوگا۔ پاؤنڈ شلنگ پینس کے علاوہ، فلسفی بادشاہ چانکیہ کے شاگرد کی طرح جس نے اس عظیم انسان سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے کہ کوئی بھی دنیا میں رہ سکتا ہے اور اس میں بھی نہیں رہ سکتا، اور جسے کہا گیا تھا کہ ایک کنارہ بھرا گھڑا اٹھائے چھٹیوں کے ہجوم کے ذریعے بغیر چھلکے پانی

Machine Translated by Google

ایک قطرہ، موت کے درد پر، تاکہ جب وہ واپس آیا تو وہ اس دن کی خوشیوں کو بیان کرنے سے قاصر تھا، ایک اندھے کی طرح تھا، اس کے سر پر صرف جگ دیکھا تھا۔

چنگیز چمچہ والا ان دنوں بہت ساکت ہو گیا تھا، ایسا لگتا تھا کہ اس نے کھایا پیا یا کوئی برا کام کیا اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی، وہ ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا ٹیلی ویژن دیکھ کر خوش ہوتا تھا، خاص طور پر جب فلنسٹون چل رہا تھا، کیونکہ، اس نے اپنے بیٹے سے کہا، کہ ولیمہ بی بی نے اسے نسرین کی یاد دلائی۔ صلاح الدین نے اپنے والد کے ساتھ روزے رکھ کر اسے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ ایک آدمی ہے، لیکن وہ اس پر قابو نہیں پا سکا، اور جب تکلیف بہت بڑھ گئی تو وہ ہوٹل سے نکل کر قریبی سستے جوائنٹ پر چلا گیا جہاں سے آپ کھانا خرید سکتے تھے۔ دور روسٹ مرغیاں جو کھڑکی میں چکنائی سے لٹکی ہوئی تھیں، اپنے تھوکوں پر آہستہ آہستہ مڑ رہی تھیں۔ جب وہ چکن کو ہوٹل کی لابی میں لے کر آیا تو وہ شرمندہ ہوا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ عملہ دیکھے، اس لیے اس نے اسے ڈبل بریسٹڈ سرج کے اندر بھرا اور لفٹ میں تھوکتے ہوئے اوپر چلا گیا -روسٹ، اس کا میکنٹوش ابھر رہا تھا، اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ مرغی کی چھاتی میں ڈوگروں اور لفٹ والوں کی نظروں کے نیچے اس نے اس ناقابل تسخیر غصے کی پیدائش کو محسوس کیا جو اس کے اندر ایک چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے تک جلتا رہے گا۔ جو اس کے بچپن کی باپ کی عبادت کو ختم کر دے گا اور اسے ایک سیکولر آدمی بنا دے گا، جو اس کے بعد، کسی بھی قسم کے خدا کے بغیر زندگی گزارنے کی پوری کوشش کرے گا۔ جس سے شاید اس کے عزم کو تقویت ملے گی کہ وہ وہ چیز بن جائے جو اس کے والد کبھی نہیں ہو سکتے تھے، یعنی ایک اچھے اور مناسب انگریز۔ ہاں، ایک انگریز، چاہے اس کی ماں پوری طرح ٹھیک رہی ہو، چاہے بیت الخلاء میں صرف کاغذ ہی نہ ہو اور نرم، ورزش کرنے کے بعد قدم رکھنے کے لیے مٹی اور صابن سے بھرے پانی کا استعمال کیا، چاہے اس کا مطلب زندگی بھر سردیوں میں ہی گزر جائے۔ --ننگے درخت جن کی انگلیاں مایوسی کے ساتھ چند، ہلکی ہلکی پانی والی، فلٹر کی ہوئی روشنی میں جکڑی ہوئی تھیں۔ سردیوں کی راتوں میں وہ، جو کبھی ایک چادر سے زیادہ نیچے نہیں سویا تھا، اون کے پہاڑوں کے نیچے لیٹا تھا اور ایک قدیم افسانہ میں ایک شخصیت کی طرح محسوس کرتا تھا، جس کی دیوتاؤں نے اس کے سینے پر پتھر دبانے کی مذمت کی تھی۔ لیکن کوئی بات نہیں، وہ انگریز ہی ہوگا، یہاں تک کہ اگر اس کے ہم جماعت اس کی آواز پر ہنستے اور اسے اپنے رازوں سے نکال دیتے، کیونکہ ان اخراج نے اس کے عزم کو بڑھایا، اور یہ وہ وقت تھا جب اس نے کام کرنا شروع کیا، ماسک ڈھونڈنے کے لیے جسے یہ ساتھی پہچان سکیں، پیلیفیس ماسک، مسخرے کے ماسک، جب تک اس نے انہیں یہ سوچنے میں بے وقوف نہیں بنایا کہ وہ _ٹھیک ہے، وہ _لوگوں جیسا_ہم_تھا۔

اس نے انہیں اس طرح بے وقوف بنایا جس طرح ایک حساس انسان گوریلوں کو اسے اپنے خاندان میں قبول کرنے، پیار کرنے اور پیار کرنے اور اس کے منہ میں کیلے بھرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

(جب وہ آخری بل طے کر چکا تھا، اور جو پرس اسے ایک بار قوس قزح کے سرے پر ملا تھا وہ خالی تھا، اس کے والد نے اس سے کہا: "اب دیکھو، تم اپنا راستہ ادا کرو۔ میں نے تم سے ایک آدمی بنا دیا ہے۔" لیکن کیا آدمی؟ یہ وہی ہے جو باپوں کو کبھی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ پہلے سے نہیں؛ جب تک کہ بہت دیر نہ ہوجائے۔)

ایک دن اسکول جانے کے فوراً بعد وہ ناشتہ کرنے کے لیے نیچے آیا تاکہ اس کی پلیٹ میں ایک کیپر ملا۔ وہ وہیں بیٹھا اسے گھورتا رہا، نہ جانے کہاں سے شروع کرے۔ پھر اس نے اس میں کاٹا، اور ایک منہ بھری چھوٹی ہڈیاں نکال لیں۔ اور ان سب کو نکالنے کے بعد، ایک اور منہ بھری، مزید ہڈیاں۔ اس کے ساتھی شاگرد

Machine Translated by Google

اسے خاموشی سے تکلیف میں دیکھا ان میں سے کسی نے نہیں کہا، یہاں، میں آپ کو دکھاتا ہوں، آپ اسے اس طرح کھاتے ہیں۔ اسے مچھلی کھانے میں نوے منٹ لگے اور جب تک یہ نہ ہوجائے اسے میز سے اٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس وقت تک وہ کانپ رہا تھا اور اگر وہ رونے کے قابل ہوتا تو ایسا کر لیتا۔ پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اسے ایک اہم سبق سکھایا گیا ہے۔

انگلستان ایک عجیب چکھنے والی تمباکو نوشی کی مچھلی تھی جو اسپائکس اور ہڈیوں سے بھری ہوئی تھی، اور کوئی اسے کبھی نہیں بتاتا تھا کہ اسے کیسے کھایا جائے۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ ایک خونخوار شخص ہے۔ "میں ان سب کو دکھاؤں گا،" اس نے قسم کھائی۔ "تم دیکھو اگر میں نہ کروں۔"

کھایا ہوا کیپر اس کی پہلی فتح تھی، انگلستان پر اس کی فتح کا پہلا قدم۔

کہا جاتا ہے کہ ولیم فاتح نے انگلش ریت کا منہ بھر کر آغاز کیا۔

اوو

پانچ سال بعد وہ اسکول چھوڑنے کے بعد گھر واپس آیا، انگریزی یونیورسٹی کی مدت شروع ہونے تک انتظار کیا، اور ولایتی میں اس کی تبدیلی اچھی طرح سے آگے بڑھ چکی تھی۔ "دیکھو وہ کتنی اچھی شکایت کرتا ہے" نسرین نے اسے اپنے باپ کے سامنے چھیڑا۔ "ہر چیز کے بارے میں اس کی اتنی بڑی بڑی تنقیدیں ہیں، پنکھے بھی ٹھیک ہیں۔ چھت پر ڈھیلے پڑیں گے اور نیند میں ہمارے سروں کے ٹکڑے کرنے کے لیے گر جائیں گے، وہ کہتے ہیں، اور کھانا بہت فربہ ہے، ہم کچھ کیوں نہیں پکاتے؟ وہ جاننا چاہتا ہے، اوپر کی منزل کی بالکونیاں غیر محفوظ ہیں اور پینٹ چھلکا ہے، ہم اپنے اردگرد کے ماحول پر کیوں فخر نہیں کر سکتے، کیا ایسا نہیں ہے، اور باغ بہت زیادہ ہو گیا ہے، ہم صرف جنگل کے لوگ ہیں، وہ ایسا سوچتا ہے، اور دیکھو ہماری فلمیں کتنی موٹی ہیں، اب اسے مزہ نہیں آتا، اور اتنی بیماری ہے کہ تم نل کا پانی بھی نہیں پی سکتے، میرے خدا، اس نے واقعی تعلیم حاصل کی، شوہر، ہمارا چھوٹا سالو، انگلینڈ --واپس آئے، اور بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں۔"

وہ شام کو لان میں چہل قدمی کر رہے تھے، سورج کو سمندر میں غوطہ لگاتے دیکھ رہے تھے، ان بڑے پھیلے ہوئے درختوں کے سائے میں گھوم رہے تھے، کوئی سانپ کوئی داڑھی والا، جو صلاح الدین (جو اب انگلش سکول کے فیشن کے بعد خود کو صلاح الدین کہتے ہیں، لیکن ابھی کچھ دیر چمچہ والا ہی رہے گا، یہاں تک کہ ایک تھیٹر ایجنٹ نے تجارتی وجوہات کی بنا پر اپنا نام چھوٹا کر دیا تھا)، جیک فروٹ، برگد، جیکرانڈا، جنگل کا شعلہ، طیارہ نام رکھنا شروع کر دیا تھا۔ چھوٹی چھوٹی چھوئی-موئی چھوئے-می-نہ پودے اپنی زندگی کے درخت کے دامن میں اگے، اخروٹ کا وہ درخت جو چنگیز نے بیٹے کی آمد کے دن اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا۔ پیدائشی درخت پر باپ اور بیٹا دونوں ہی عجیب و غریب تھے، نسرین کے نرم مزے کا صحیح جواب دینے سے قاصر تھے۔ صلاح الدین کو اس غمگین تصور نے اپنی گرفت میں لے لیا تھا کہ باغ کے نام جاننے سے پہلے یہ ایک بہتر جگہ تھی، کہ کچھ کھو گیا تھا جسے وہ دوبارہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ اور چنگیز چمچہ والا نے محسوس کیا کہ اب وہ اپنے بیٹے کو آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ جو تلخی اس نے دیکھی وہ اس کے دل کو جمانے کے قریب پہنچ گئی۔ جب وہ اٹھارہ سالہ اخروٹ سے منہ موڑ کر بولا جس میں کبھی کبھی ان کی طویل جدائیوں کے دوران اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کی روح کے رہنے کا تصور کیا تھا تو الفاظ غلط نکلے اور اسے سخت سرد شخصیت کی طرح آواز دی۔ اسے امید تھی کہ وہ کبھی نہیں بن پائے گا، اور ڈر تھا کہ وہ بچ نہیں سکتا۔

Machine Translated by Google

"اپنے بیٹے سے کہو،" چنگیز نے نسرین پر جھنجھلاہٹ کی، "کہ اگر وہ اپنی ذات کی توہین سیکھنے کے لیے بیرون ملک چلا گیا، تو اس کی ذات اس کے لیے طعنے کے سوا کچھ محسوس نہیں کر سکتی۔ وہ کیا ہے؟ ایک فانٹلرائے، ایک عظیم الشان پنجندرم؟ کیا یہ ہے؟ میری قسمت: ایک بیٹا کھونا اور ایک پاگل تلاش کرنا؟"

"میں جو کچھ بھی ہوں، والد محترم،" صلاح الدین نے بوڑھے آدمی سے کہا، "میں یہ سب آپ کا مقروض ہوں۔"

یہ ان کی آخری فیملی چیٹ تھی۔ نسرین کی ثالثی کی تمام کوششوں کے لیے موسم گرما کے اس سارے جذبات میں اضافہ ہوتا رہا، _آپ کو اپنے والد سے معافی مانگنی چاہیے، پیارے، غریب آدمی شیطان کی طرح تکلیف میں ہے لیکن اس کا غرور اسے آپ کو گلے لگانے نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ آیت کستوربا اور اس کے شوہر ولبھ نے بھی ثالثی کی کوشش کی لیکن نہ باپ اور نہ ہی بیٹا جھکے۔ کستوربا نے نسرین سے کہا، "ایک ہی مواد کا مسئلہ ہے۔" "ڈیڈی اور سونی، ایک ہی مواد، ایک جیسے۔"

جب پاکستان کے ساتھ جنگ شروع ہوئی تو ستمبر میں نسرین نے ایک طرح کی نافرمانی کے ساتھ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی جمعہ کی جماعتیں منسوخ نہیں کریں گی، "یہ دکھانے کے لیے کہ ہندو-مسلمان محبت کے ساتھ ساتھ نفرت بھی کر سکتے ہیں،" انہوں نے نشاندہی کی۔ چنگیز نے اس کی آنکھوں میں ایک نظر دیکھی اور اس نے بحث کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ نوکروں کو تمام کھڑکیوں پر بلیک آؤٹ پردے لگانے کے لیے مقرر کیا۔ اس رات، آخری بار، صلاح الدین چمچہ والا نے انگلش ڈنر جیکٹ میں ملبوس ڈور مین کا اپنا پرانا کردار ادا کیا، اور جب مہمان آئے -وہی پرانے مہمان، جو عمر کے سرمئی پاوڈر سے دھول جھونک رہے تھے، ورنہ وہی - -انہوں نے اسے وہی پرانے تھپکی اور بوسے عطا کیے، جو اس کی جوانی کی پرانی یادیں تھیں۔ "دیکھو کتنا بڑا ہو گیا ہے" وہ کہہ رہے تھے۔ "بس اے ڈارلنگ، کیا کہوں۔" وہ سب اپنے جنگ کے خوف کو چھپانے کی کوشش کر رہے تھے، _فضائی حملوں کا خطرہ_، ریڈیو نے کہا، اور جب انہوں نے صلاح الدین کے بالوں کو جھنجھوڑا تو ان کے ہاتھ کچھ زیادہ ہی لرز رہے تھے، یا متبادل طور پر بہت زیادہ کھردرے تھے۔

اس شام کے آخر میں سائرن گائے گئے اور مہمان بستروں کے نیچے، الماریوں میں، کہیں بھی چھپے چھپنے کے لیے بھاگے۔ نسرین چمچا والا نے خود کو کھانے سے لدی ہوئی میز کے پاس اکیلا پایا، اور اپنی نیوز پرنٹ ساڑھی میں وہیں کھڑی مچھلی کے ٹکڑے کو اس طرح چبا کر کمپنی کو یقین دلانے کی کوشش کی جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔ تو یہ ہوا کہ جب وہ اپنی موت کی مچھلی کی ہڈی پر دم گھٹنے لگی تو اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں تھا، وہ سب آنکھیں بند کیے کونوں میں جھک رہے تھے۔ یہاں تک کہ صلاح الدین، kippersکے فاتح، انگلینڈ کے صلاح الدین اوپری ہونٹ واپس آئے، اس کے اعصاب کھو چکے تھے۔ نسرین چمچا والا گر گئی، مروڑ پڑیں، ہانپیں، مر گئیں، اور جب سب کچھ صاف ہو گیا تو مہمانوں نے بھیڑ بھڑک کر کھانے کے کمرے کے بیچ میں اپنی میزبان کو ناپید ہونے والے فرشتے، خلی-پیلی خلاس، کے ذریعے چوری کر لیا تھا۔ بمبئی -بات ہوئی ہے، بغیر کسی وجہ کے ختم ہو گئی ہے، اچھی طرح چلی گئی ہے۔

نسرین چمچا والا کی موت کے ایک سال سے بھی کم عرصے کے بعد، اس کے غیر ملکی تعلیم یافتہ بیٹے کی طرح مچھلی کی ہڈیوں پر فتح حاصل کرنے میں ناکامی کے بعد، چنگیز نے کسی کو خبردار کیے بغیر دوبارہ شادی کی۔ صلاح الدین کو اپنے انگلش کالج میں اپنے والد کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں اسے چنگیز ہمیشہ استعمال کرنے والے پریشان کن اور متروک فقرے میں لکھتا تھا۔

Machine Translated by Google

خط و کتابت میں، خوش ہونا۔ "خوشی مناؤ،" خط نے کہا، "کیونکہ جو کھو گیا ہے وہ دوبارہ پیدا ہوتا ہے۔" اس قدرے خفیہ جملے کی وضاحت ایروگرام میں نیچے آئی اور جب صلاح الدین کو معلوم ہوا کہ اس کی نئی سوتیلی ماں کو بھی نسرین کہا جاتا ہے تو اس کے دماغ میں کچھ گڑبڑ ہو گئی اور اس نے اپنے والد کو ظلم اور غصے سے بھرا ایک خط لکھا جس کا تشدد تھا۔ اس قسم کی جو صرف باپ اور بیٹوں کے درمیان ہوتی ہے، اور جو بیٹیوں اور ماؤں کے درمیان اس سے مختلف ہوتی ہے کہ اس کے پیچھے حقیقی، جبڑے توڑنے والی مٹھی بھر کا امکان چھپا ہوتا ہے۔ Changezنے پوسٹ کی واپسی کے ذریعے لکھا؛ ایک مختصر خط، قدیم بدسلوکی کی چار سطریں، کیڈ روٹر باؤنڈر بدمعاش ورلیٹ بوریسن روگ۔ "براہ کرم تمام خاندانی رابطوں کو ناقابل تلافی طور پر ختم کرنے پر غور کریں،" اس نے نتیجہ اخذ کیا۔ "آپ کی ذمہ داری کے نتائج۔"

ایک سال کی خاموشی کے بعد، صلاح الدین کو ایک اور مواصلت موصول ہوئی، معافی کا ایک خط جسے تمام تفصیلات میں لینا پہلے سے زیادہ مشکل تھا۔ "جب تم باپ بن جاؤ گے، اے میرے بیٹے"

چنگیز چمچا والا نے اعتراف کیا، "تو کیا آپ کو ان لمحات کا پتہ چل جائے گا --آہ!
بہت میٹھا! -جب، محبت کے لیے، کوئی اپنے گھٹنے کے بل بونی بیب کو ڈانڈی کرتا ہے۔ اس پر، بغیر انتباہ یا اشتعال کے، بابرکت مخلوق -کیا میں صاف کہہ سکتا ہوں؟ --یہ ایک گیلا ہے شاید ایک لمحے کے لیے گھاٹی کو اٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے، غصے کی لہر خون کے اندر پھیل جاتی ہے --لیکن پھر جیسے ہی آئی تھی، مر جاتی ہے۔ کیا ہم بڑوں کے طور پر یہ نہیں سمجھتے کہ چھوٹے کا قصور نہیں ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کرتا ہے۔"

پیشاب کرنے والے بچے سے موازنہ کرنے پر سخت ناراض، صلاح الدین نے اس بات کو برقرار رکھا کہ وہ ایک باوقار خاموشی کی امید کر رہا تھا۔ اپنی گریجویشن کے وقت تک اس نے برطانوی پاسپورٹ حاصل کر لیا تھا، کیونکہ وہ قوانین کے سخت ہونے سے پہلے ہی ملک میں پہنچ چکے تھے، اس لیے وہ چنگیز کو ایک مختصر نوٹ میں بتانے میں کامیاب ہو گئے کہ وہ لندن میں سکونت اختیار کرنے اور کام تلاش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک اداکار کے طور پر۔

چنگیز چمچا والا کا جواب ایکسپریس میل کے ذریعے آیا۔ "ممکن ہے کہ یہ ایک پریشان کن گگولو بھی ہو۔ یہ میرا یقین ہے کہ کوئی شیطان آپ میں داخل ہو گیا ہے اور آپ کی عقل کو تبدیل کر دیا ہے۔ آپ جسے بہت کچھ دیا گیا ہے: کیا آپ محسوس نہیں کرتے کہ آپ کسی کے بھی مقروض ہیں؟ اپنے ملک کے لئے؟ آپ کی یادوں کے لئے؟ پیاری امی جان؟

اپنے دماغ کو؟ کیا آپ اپنی زندگی جگمگاتے ہوئے اور روشن روشنیوں میں جھومتے ہوئے گزاریں گے، سنہرے بالوں والی عورتوں کو اجنبیوں کی نظروں میں بوسہ دیں گے جنہوں نے آپ کی شرمندگی دیکھنے کے لیے ادائیگی کی ہے؟ تم میرا کوئی بیٹا نہیں بلکہ ایک _غول_، _بوش_، جہنم سے اٹھنے والا شیطان ہو۔ ایک اداکار! مجھے اس کا جواب دو: میں اپنے دوستوں کو کیا بتاؤں؟"

اور ایک دستخط کے نیچے، قابل رحم، پیٹولنٹ پوسٹ اسکرپٹ۔ "اب جب کہ آپ کی اپنی بری جننی ہے، یہ مت سوچیں کہ آپ جادو کے چراغ کے وارث ہوں گے۔"

اوو

اس کے بعد، چنگیز چمچہ والا نے اپنے بیٹے کو وقفے وقفے سے لکھا، اور ہر خط میں وہ بدروحوں اور قبضے کے موضوع کی طرف لوٹتا ہے: "ایک آدمی جو اپنے آپ سے جھوٹا ہے وہ دو ٹانگوں والا جھوٹ بن جاتا ہے، اور ایسے درندے شیطان کا بہترین کام ہیں۔" مزید جذباتی انداز میں لکھا: "میرے بیٹے، یہاں اس اخروٹ کے درخت میں میں نے تمہاری روح کو محفوظ رکھا ہے۔ شیطان کے پاس صرف تمہارا جسم ہے۔

Machine Translated by Google

جب آپ اس سے آزاد ہو جائیں تو واپس آ جائیں اور اپنی لافانی روح کا دعویٰ کریں۔ یہ باغ میں پھلتا پھولتا ہے۔"

ان خطوط میں لکھاوٹ برسوں کے دوران بدلتی گئی، پھولدار اعتماد سے بدلتی رہی جس نے اسے فوری طور پر قابل شناخت بنا دیا تھا اور تنگ، غیر سجاوٹ، پاکیزہ بن گیا تھا۔ آخرکار خطوط بند ہو گئے، لیکن صلاح الدین نے دوسرے ذرائع سے سنا کہ اس کے والد کا مافوق الفطرت کے بارے میں مشغلہ بدستور گہرا ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ آخر کار وہ ایک گوشہ نشین ہو گیا، شاید اس دنیا سے بچنے کے لیے جس میں شیاطین اس کے اپنے بیٹے کی لاش چرا سکتے ہیں، ایک دنیا۔ سچے مذہبی عقیدے کے آدمی کے لیے غیر محفوظ۔

اس کے والد کی تبدیلی نے اتنے بڑے فاصلے پر بھی صلاح الدین کو پریشان کر دیا۔ اس کے والدین بمبئیوں کے بے پروا، ہلکے انداز میں مسلمان تھے۔ چنگیز چمچہ والا اپنے شیر خوار بیٹے کے لیے کسی بھی اللہ سے کہیں زیادہ خدا جیسا لگ رہا تھا۔ یہ باپ، یہ ناپاک دیوتا (اگرچہ اب بدنام ہو چکا ہے) بڑھاپے میں گھٹنوں کے بل گر گیا اور مکہ کی طرف جھکنا شروع کر دینا اس کے بے دین بیٹے کے لیے قبول کرنا مشکل تھا۔

"میں اس چڑیل کو مورد الزام ٹھہراتا ہوں،" اس نے بیان بازی کے مقاصد کے لیے منتروں اور گوبلنز کی اسی زبان میں گرتے ہوئے خود کو بتایا جسے اس کے والد نے استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ "وہ نسرین ٹو۔ کیا یہ میں ہی ہوں جو شیطان کا نشانہ بنی ہوں، کیا میں ہی ہوں؟ یہ میری ہینڈ رائٹنگ نہیں ہے جو بدلی ہے۔"

خط اب نہیں آئے۔ برس بیت گئے؛ اور پھر صلاح الدین چمچہ، اداکار، خود ساختہ آدمی، پراسپیرو پلیئرز کے ساتھ بمبئی واپس آئے، جارج برنارڈ شا کی _The Millionaires_ میں ہندوستانی ڈاکٹر کے کردار کی تشریح کرنے کے لیے۔ اسٹیج پر، اس نے اپنی آواز کو حصے کے تقاضوں کے مطابق بنایا، لیکن وہ لمبے عرصے سے دبے ہوئے مقامات، وہ رد کیے گئے حروف اور تلفظ، تھیٹر سے بھی اس کے منہ سے نکلنے لگے۔ اس کی آواز اسے دھوکہ دے رہی تھی۔ اور اس نے دریافت کیا کہ اس کے اجزاء دیگر غداری کے قابل بھی ہیں۔

اوو

ایک آدمی جو اپنے آپ کو بنانے کے لیے نکلتا ہے، چیزوں کو دیکھنے کے ایک انداز کے مطابق، خالق کا کردار ادا کر رہا ہے۔ وہ غیر فطری ہے، توہین کرنے والا ہے، مکروہات کا مکروہ ہے۔ ایک اور زاویے سے، آپ اس میں پیتھوس، اس کی جدوجہد میں بہادری، خطرے کی رضامندی میں دیکھ سکتے ہیں: تمام اتپریورتی زندہ نہیں رہتے۔ یا، سماجی طور پر اس پر غور کریں: زیادہ تر تارکین وطن سیکھتے ہیں، اور بھیس بدل سکتے ہیں۔ ہمارے بارے میں ایجاد کردہ جھوٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہماری اپنی جھوٹی وضاحتیں، جو ہمارے خفیہ نفسوں کی حفاظت کے لیے چھپاتے ہیں۔

ایک آدمی جو خود ایجاد کرتا ہے اسے کسی ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو اس پر یقین کرے، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس نے اس کا انتظام کیا ہے۔ خدا کو دوبارہ کھیلنا، آپ کہہ سکتے ہیں۔ یا آپ چند نشانوں سے نیچے آ سکتے ہیں، اور ٹنکر بیل کے بارے میں سوچ سکتے ہیں۔ اگر بچے تالیاں نہ بجائیں تو پریوں کا وجود نہیں۔ یا آپ سیدھے سادے کہہ سکتے ہیں: یہ بالکل ایک آدمی ہونے کی طرح ہے۔
نہ صرف اس پر یقین کرنے کی ضرورت ہے بلکہ دوسرے پر یقین کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ آپ کو مل گیا ہے: محبت۔

صلاح الدین چمچا نے پامیلا لیولیس سے 1960 کی دہائی کے اختتام سے ساڑھے پانچ دن پہلے ملاقات کی، جب خواتین اب بھی اپنے بالوں میں بندنا پہنتی تھیں۔ وہ ٹراٹسکی اداکاراؤں سے بھرے کمرے کے بیچ میں کھڑی ہو گئی اور اسے آنکھوں سے دیکھا

Machine Translated by Google

روشن، بہت روشن. اس نے ساری شام اس پر اجارہ داری قائم کی اور اس نے کبھی مسکرانا نہیں چھوڑا اور وہ دوسرے آدمی کے ساتھ چلی گئی۔ وہ اس کی آنکھوں اور مسکراہٹ، اس کی پتلی پن، اس کی جلد کے خواب دیکھنے گھر چلا گیا۔ اس نے دو سال تک اس کا تعاقب کیا۔
انگلینڈ ہچکچاہٹ کے ساتھ اپنے خزانے حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی استقامت سے حیران ہوا، اور سمجھ گیا کہ وہ اس کی تقدیر کی محافظ بن گئی ہے، کہ اگر اس نے باز نہ آیا تو اس کی میٹامورفوسس کی پوری کوشش ناکام ہو جائے گی۔ "مجھے جانے دو،" اس نے اس سے منت کی، اس کے سفید قالین پر شائستگی سے کشتی لڑتے ہوئے جو اسے آدھی رات کے بس اسٹاپوں پر، مجرمانہ فلف میں ڈھکے چھوڑ گیا تھا۔ "یقین کرو۔ میں وہی ہوں۔"

ایک رات، _نیلے سے_ باہر، اس نے اسے جانے دیا، اس نے کہا کہ اسے یقین ہے۔ اس نے اس سے پہلے کہ وہ اپنا ارادہ بدل سکے اس سے شادی کر لی، لیکن اس کے خیالات کو پڑھنا کبھی نہیں سیکھا۔ جب وہ ناخوش ہوتی تو وہ خود کو سونے کے کمرے میں بند کر لیتی جب تک کہ وہ بہتر نہ ہو جائے۔ "یہ تمہارا کوئی کام نہیں ہے،" اس نے اسے بتایا۔ "میں نہیں چاہتا کہ جب میں ایسا ہوں تو کوئی مجھے دیکھے۔" وہ اسے کلیم کہتا تھا۔ "کھول جاؤ،" اس نے اپنی زندگی کے تمام بند دروازوں پر ایک ساتھ ہتھوڑا مارا، پہلے تہہ خانے، پھر میزونیٹ، پھر حویلی۔ "میں تم سے پیار کرتا ہوں، مجھے اندر آنے دو۔" اسے اس کی بہت ضرورت تھی، اپنے وجود کا یقین دلانے کے لیے، کہ اس نے کبھی اس کی چمکیلی، مستقل مسکراہٹ میں مایوسی کو، اس چمک میں دہشت کو جس کے ساتھ اس نے دنیا کا سامنا کیا، یا اس کی وجوہات کو نہیں سمجھا جب وہ چھپ نہیں سکا۔ بیم کا انتظام کریں.
صرف اس وقت جب بہت دیر ہو چکی تھی اس نے اسے بتایا کہ اس کے والدین نے ایک ساتھ خودکشی کر لی تھی جب وہ ابھی ماہواری شروع ہوئی تھی، جوئے کے قرضوں میں ان کے سروں پر، اس نے اسے ایک سنہری لڑکی کے طور پر نشان زد کرنے والی آواز کی بوکھلاہٹ کے ساتھ چھوڑ دیا تھا، حسد کرنے والی عورت، جبکہ درحقیقت وہ لاوارث تھی، کھوئی ہوئی تھی، اس کے والدین کو انتظار کرنے اور اسے بڑا ہوتا دیکھنے کی زحمت بھی نہیں دی جا سکتی تھی، اس سے_کتنی_محبت تھی، اس لیے یقیناً اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا، اور ہر لمحہ وہ دنیا میں گھبراہٹ سے بھری ہوئی تھی، اس لیے وہ مسکراتی اور مسکراتی اور شاید ہفتے میں ایک بار دروازہ بند کر کے ہلاتی اور اسے بھوسی، خالی مونگ پھلی کے خول کی طرح، بغیر نٹ کے بندر کی طرح محسوس کرتی۔

وہ کبھی بھی بچے پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس نے خود کو الزام لگایا. دس سال کے بعد صلاح الدین نے دریافت کیا کہ اس کے اپنے کروموسوم میں کچھ معاملہ ہے، دو چھڑیاں بہت لمبی ہیں یا بہت چھوٹی، اسے یاد نہیں تھا۔

اس کی جینیاتی وراثت؛ بظاہر وہ خوش قسمت تھا کہ وہ وجود رکھتا تھا، خوش قسمت تھا کہ وہ کسی قسم کا بگڑا ہوا پاگل نہیں تھا۔ یہ اس کی ماں تھی یا اس کا باپ کس سے تھا؟
ڈاکٹر یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ اس نے الزام لگایا، یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ کون سا، آخر کار، یہ مردہ کے بارے میں برا سوچنا نہیں کرے گا۔
وہ حال ہی میں نہیں مل رہے تھے.
اس نے اپنے آپ کو بتایا کہ بعد میں، لیکن اس کے دوران نہیں۔
اس کے بعد، اس نے خود سے کہا، ہم پتھروں پر تھے، شاید یہ گمشدہ بچے تھے، شاید ہم ایک دوسرے سے دور ہو گئے، شاید یہ، شاید وہ۔
اس دوران، اس نے تمام تناؤ، تمام خراشوں، تمام لڑائیوں سے دور دیکھا جو کبھی ختم نہیں ہوئے، اس نے آنکھیں بند کیں اور اس کی مسکراہٹ واپس آنے تک انتظار کیا۔ اس نے خود کو اس مسکراہٹ پر یقین کرنے کی اجازت دی، خوشی کے اس شاندار جعلی پر۔

Machine Translated by Google

اس نے ان کے لیے ایک خوش کن مستقبل ایجاد کرنے کی کوشش کی، اسے بنا کر اور پھر اس پر یقین کر کے اسے سچ کر دکھایا۔ ہندوستان جاتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کتنا خوش قسمت ہے کہ وہ اسے حاصل کر رہا تھا، میں خوش قسمت ہوں ہاں میں یہ بحث نہیں کرتا کہ میں دنیا کا سب سے خوش قسمت کمینے ہوں۔ اور: اس کے سامنے برسوں کا پھیلا ہوا، سایہ دار راستہ، اس کی نرمی کی موجودگی میں بوڑھے ہونے کا امکان کتنا شاندار تھا۔

اس نے اتنی محنت کی تھی اور اپنے آپ کو ان گھٹیا افسانوں کی سچائی پر یقین دلانے کے اتنے قریب پہنچ گئے تھے کہ جب وہ بمبئی پہنچنے کے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر زینی وکیل کے ساتھ سونے کے لیے گئے تو سب سے پہلا کام اس نے کیا، یہاں تک کہ ان کے پیار کرنے سے پہلے ہی، بے ہوش ہوجانا، سردی ختم ہوجانا، کیونکہ اس کے دماغ تک پہنچنے والے پیغامات ایک دوسرے سے اس قدر شدید اختلاف میں تھے، جیسے اس کی دائیں آنکھ نے دنیا کو بائیں طرف جاتے دیکھا جبکہ بائیں آنکھ نے اسے دائیں جانب کھسکتے دیکھا۔

اوو

زینی پہلی ہندوستانی خاتون تھی جس سے اس نے محبت کی تھی۔ وہ _The Millionaires_کی پہلی رات کے بعد اپنے آپریٹک بازوؤں اور اپنی کنکر آواز کے ساتھ اس کے ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی، جیسے اسے برسوں نہیں گزرے ہوں۔ _سال_ "یار، کیا مایوسی ہوئی، میں قسم کھا کر بیٹھا ہوں، بس تمھیں پیٹر سیلرز کی طرح "گڈنیس گریشس می" گاتے ہوئے سننے کے لیے بیٹھا تھا، میں نے سوچا، چلو پتہ لگاتے ہیں کہ اس آدمی نے نوٹ مارنا سیکھا ہے، تمہیں یاد ہے جب تم نے اپنے اسکواش ریکیٹ کے ساتھ ایلوس کی نقالی کی، ڈارلنگ، بہت مزاحیہ، مکمل طور پر کریک۔ لیکن یہ کیا ہے؟ گانا ڈرامے میں نہیں ہے، جہنم، سنو، کیا تم ان تمام محلوں سے بچ کر ہمارے ساتھ نکل سکتے ہو؟ شاید تم بھول گئے ہو؟ یہ کیسا ہے؟"

اس نے اسے یکطرفہ کوانٹ ہیئر اسٹائل میں ایک نوعمر لڑکی کی چھڑی کے اعداد و شمار کے طور پر یاد کیا اور ایک مساوی لیکن مخالفانہ مسکراہٹ۔ ایک ددورا، بری لڑکی۔ ایک بار اس کے لیے وہ فاک لینڈ روڈ پر ایک بدنام زمانہ اڈہ، ایک غوطہ میں چلی گئی، اور وہاں بیٹھ کر سگریٹ پیتی اور کوک پیتی رہی یہاں تک کہ جوائنٹ چلانے والے دلالوں نے اس کا چہرہ کاٹنے کی دھمکی دے دی، کسی بھی فری لانس کی اجازت نہیں تھی۔ اس نے انہیں گھورا، سگریٹ ختم کیا اور چلی گئی۔ بے خوف. شاید پاگل۔ اب تیس کی دہائی میں وہ بریچ کینڈی ہسپتال میں کنسلٹنسی کے ساتھ ایک قابل ڈاکٹر تھی، جو شہر کے بے گھر لوگوں کے ساتھ کام کرتی تھی، جو اس وقت بھوپال گئی تھی جب اس غیر مرئی امریکی بادل کی خبر آئی جس نے لوگوں کی آنکھیں اور پھیپھڑے کھا لیے۔ وہ ایک آرٹ نقاد تھیں جن کی صداقت کے محدود افسانوں پر کتاب، وہ لوک کلورسٹک اسٹریٹ جیکٹ جسے اس نے تاریخی طور پر توثیق شدہ انتخابی اخلاقیات سے تبدیل کرنے کی کوشش کی، کیونکہ پوری قومی ثقافت اس اصول پر مبنی نہیں تھی کہ جو بھی لباس مناسب لگے اسے ادھار لینے کے اصول پر مبنی تھا، آرین۔ ،مغل،برطانوی،--سب سے-بہترین-اور--چھوڑ-باقی؟ --نے ایک قابل قیاس بدبو پیدا کی تھی، خاص طور پر اس کے عنوان کی وجہ سے۔ اس نے اسے _The Only Good Indian_کہا تھا۔ "مطلب، ایک مردہ ہے،" اس نے چمچا کو ایک کاپی دیتے ہوئے کہا۔ "وگ ہونے کا ایک اچھا، صحیح طریقہ کیوں ہونا چاہئے؟

یہ ہندو بنیاد پرستی ہے۔ دراصل، ہم سب برے ہندوستانی ہیں۔ کچھ دوسروں سے بدتر۔"

Machine Translated by Google

وہ اپنی خوبصورتی میں پوری طرح آچکی تھی، لمبے لمبے بال ڈھیلے رہ گئے تھے، اور ان دنوں وہ کوئی چھڑی نہیں تھی۔ اس کے ڈریسنگ روم میں داخل ہونے کے پانچ گھنٹے بعد وہ بستر پر تھے، اور وہ باہر چلا گیا۔ جب وہ بیدار ہوا تو اس نے وضاحت کی "میں نے آپ کو مکی فن پھسلایا۔" اس نے کبھی کام نہیں کیا کہ آیا وہ سچ کہہ رہی تھی یا نہیں۔

زینت وکیل نے صلاح الدین کو اپنا پروجیکٹ بنایا۔ "کی بحالی،" اس نے وضاحت کی۔
"مسٹر، ہم آپ کو واپس لانے جا رہے ہیں۔" بعض اوقات اس نے سوچا کہ وہ اسے زندہ کھا کر یہ مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس نے محبت کو ایک کینبل کی طرح بنایا اور وہ اس کا لمبا سور کا گوشت تھا۔ "کیا تم جانتی ہو،" اس نے اس سے پوچھا، "سبزی پرستی اور انسان کھانے کے جذبے کے درمیان اچھی طرح سے قائم تعلق کے بارے میں؟" زینی نے اپنی ننگی ران پر لنچ کرتے ہوئے سر ہلایا۔ "بعض انتہائی صورتوں میں،" انھوں نے آگے کہا، "بہت زیادہ سبزیوں کا استعمال نظام میں بائیو کیمیکلز کو چھوڑ سکتا ہے جو کہ کینبل فنتاسیوں کو جنم دیتے ہیں۔" اس نے نظریں اٹھا کر اپنی ترچھی مسکراہٹ کو دیکھا۔ زینی، خوبصورت ویمپائر۔ "اسے اتارو،" وہ بولی۔ "ہم سبزی خوروں کی قوم ہیں، اور ہماری ایک پرامن، صوفیانہ ثقافت ہے، ہر کوئی جانتا ہے۔"

اسے، اپنے حصے کے لیے، احتیاط سے ہینڈل کرنے کی ضرورت تھی۔ پہلی بار جب اس نے اس کی چھاتیوں کو چھوا تو اس نے بھینس کے دودھ کے رنگ اور مستقل مزاجی پر گرم حیرت انگیز آنسو نکالے۔ اس نے اپنی ماں کو رات کے کھانے کے لیے پرندے کی طرح مرتے دیکھا تھا، پہلے بائیں چھاتی پھر دائیں، اور پھر بھی کینسر پھیل چکا تھا۔

اپنی ماں کی موت کو دہرانے کے اس کے خوف نے اس کے سینے کو حد سے دور کر دیا۔ نڈر زینی کی خفیہ دہشت گردی۔ اس کے ہاں کبھی کوئی بچہ نہیں ہوا تھا لیکن اس کی آنکھیں دودھ روتی تھیں۔
ان کی پہلی محبت کے بعد وہ اس کے ساتھ ہی آنے لگی تھی، آنسو اب بھول گئے تھے۔ "آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا ہیں، میں آپ کو بتاؤں گا، آپ کا انگریز لہجہ آپ کے گرد جھنڈے کی طرح لپٹا ہوا ہے، اس سے زیادہ انگریز کیا ہے، اور اسے اتنا پرفیکٹ مت سمجھو، یہ پھسل جاتا ہے، بابا، جھوٹی مونچھوں کی طرح۔ "

"کچھ عجیب ہو رہا ہے،" وہ کہنا چاہتا تھا، "میری آواز،" لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے ڈالا جائے، اور اپنی زبان پکڑ لی۔

"تم جیسے لوگ" اس نے اس کے کندھے کو چومتے ہوئے کہا۔ "تم اتنے عرصے بعد واپس آؤ اور خدا جانے اپنے بارے میں سوچو۔ اچھا بچہ، ہمیں تمہارے بارے میں کم رائے ہے۔" اس کی مسکراہٹ پامیلا سے زیادہ روشن تھی۔ "میں دیکھتا ہوں،" اس نے اس سے کہا، "زینی، تم نے اپنی بناکا مسکراہٹ نہیں کھوئی۔"

بیناکا یہ کہاں سے آیا، طویل عرصے سے بھولے ہوئے ٹوتھ پیسٹ کا اشتہار؟ اور حرف آواز، واضح طور پر ناقابل اعتبار۔ خبردار چمچا اپنے سائے کو دیکھ۔ وہ سیاہ فام ساتھی پیچھے رینگ رہا ہے۔

دوسری رات وہ دو دوستوں کے ساتھ تھیٹر پہنچی، ایک نوجوان مارکسسٹ فلمساز جس کا نام جارج مرانڈا تھا، ایک آدمی کی وہیل جس میں کرتہ آستینیں، ایک پھڑپھڑاتا ہوا واسکٹ جس میں قدیم داغ تھے، اور حیرت انگیز طور پر فوجی مونچھیں تھیں۔ موم پوائنٹس کے ساتھ؛ اور بھوپین گاندھی، شاعر اور صحافی، جو وقت سے پہلے سرمئی ہو گئے تھے لیکن جن کا چہرہ معصومانہ تھا جب تک کہ اس نے اپنی چالاک، قہقہے لگاتے ہوئے قہقہے نہ لگائے۔ "آؤ سلاد بابا" زینی نے اعلان کیا۔ "ہم تمہیں شہر دکھانے جا رہے ہیں۔" وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئی۔ "ان _ایشیائی_ غیر ملکیوں کو کوئی شرم نہیں آئی،" اس نے اعلان کیا۔ "صلاح الدین، خونی لیٹش کی طرح، میں تم سے پوچھتا ہوں۔"

Machine Translated by Google

"کچھ دن پہلے یہاں ایک ٹی وی رپورٹر تھا،" جارج مرانڈا نے کہا۔ "گلابی بال۔ اس نے کہا کہ اس کا نام کیرلیڈا ہے۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔"

"سنو، جارج بہت غیر دنیاوی ہے،" زینی نے مداخلت کی۔ "وہ نہیں جانتا کہ تم لوگ کن پاگلوں میں بدل رہے ہو۔ وہ مس سنگھ، غضبناک۔ میں نے اس سے کہا، خالدہ کا نام ہے، ڈیری، ڈالڈا کے ساتھ گامزن ہے، یہ کھانا پکانے کا میڈیم ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکی۔ اس کا اپنا نام۔ مجھے اپنے لیڈر کے پاس لے چلو۔ تمہاری قسموں کا کوئی کلچر نہیں ہے۔ بس اب جھنجھلاہٹ ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے؟" اس نے مزید کہا، اچانک ہم جنس پرست اور گول آنکھوں والی، ڈرتی ہے کہ وہ بہت دور چلی جائے گی۔ ”اسے دھونس دینا بند کرو، زینت،“ بھوپین گاندھی نے اپنی دھیمی آواز میں کہا۔ اور جارج، عجیب سے، بڑبڑا کر بولا: "کوئی جرم نہیں، یار۔ جوک شاک۔"

چمچا نے مسکرانے اور پھر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ "زینی،" اس نے کہا، "زمین ہندوستانیوں سے بھری ہوئی ہے، آپ جانتے ہیں کہ، ہم ہر جگہ ملتے ہیں، ہم آسٹریلیا میں ٹنکر بن جاتے ہیں اور ہمارے سر ایدی امین کے فریج میں ختم ہوجاتے ہیں۔ کولمبس ٹھیک کہتا تھا، شاید؛ دنیا انڈیز سے بنی ہے۔ مشرق، مغرب، شمال، آپ کو ہم پر، ہماری کمپنی پر، جس طرح سے ہم سرحدوں کے خلاف دباؤ ڈالتے ہیں، پر فخر کرنا چاہیے۔

صرف یہ ہے کہ ہم آپ کی طرح ہندوستانی نہیں ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ ہماری عادت ڈالیں۔ آپ نے جو کتاب لکھی اس کا نام کیا تھا؟"

"سنو" زینی نے اپنا بازو اس کے ہاتھ سے لگایا۔ "میری سلاد کو سنو۔ اچانک وہ اپنی زندگی سفید ہونے کی کوشش میں گزار کر ہندوستانی بننا چاہتا ہے۔ سب کچھ کھو نہیں گیا، تم نے دیکھا۔ وہاں کچھ اب بھی زندہ ہے۔" اور چمچا نے اپنے آپ کو لرزتے ہوئے محسوس کیا، الجھن بڑھتی ہوئی محسوس کی۔ بھارت; اس نے چیزوں کو گڑبڑ کر دیا۔

"پیٹ کی خاطر،" اس نے اسے بوسہ دیتے ہوئے مزید کہا۔ "_چمچا_۔ میرا مطلب ہے، بھاڑ میں جاؤ۔ تم نے اپنا نام مسٹر ٹوڈی رکھا ہے اور تم سے توقع ہے کہ ہم ہنسیں گے۔"

اوو

زینی کے مارے ہوئے ہندوستان میں، ایک نوکر کلچر کے لیے بنائی گئی کار، پچھلی سیٹ اگلی سیٹ سے بہتر تھی، اس نے محسوس کیا کہ رات ایک ہجوم کی طرح اس پر بند ہوتی ہے۔ بھارت، اسے اس کی بھولی ہوئی وسعت، اس کی سراسر موجودگی، پرانے حقیر کی جانے والی خرابی کے خلاف ناپ رہا ہے۔ ایک Amazonicہجرہ ایک ہندوستانی ونڈر وومن کی طرح اٹھی، جو چاندی کے ترشول کے ساتھ مکمل تھی، ٹریفک کو اپنے ایک بازو سے روکے ہوئے، ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ چمچا نے اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھا۔ جبریل فرشتہ، فلمی ستارہ جو غیر ذمہ دارانہ طور پر نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا، ہورڈنگز پر سڑ گیا۔ ملبہ، کوڑا، شور۔ سگریٹ کے اشتہارات تمباکو نوشی ماضی: کینچی --ایکشن کے آدمی کے لیے، اطمینان۔ اور، زیادہ ممکنہ طور پر: پانامہ -- عظیم ہندوستانی منظر کا حصہ۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" رات نے سبز نیون پٹی -لائٹنگ کا معیار حاصل کر لیا تھا۔ زینی نے گاڑی کھڑی کی۔ "تم کھو چکے ہو،" اس نے اس پر الزام لگایا۔ "آپ بمبئی کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ آپ کا اپنا شہر، صرف یہ کبھی نہیں تھا۔ آپ کے لیے یہ بچپن کا خواب ہے۔ اسکینڈل پوائنٹ پر بڑا ہونا چاند پر رہنے کے مترادف ہے۔

وہاں کوئی بستی نہیں، کوئی سری نہیں، صرف نوکروں کے کوارٹر ہیں۔ کیا شیوسینا کے عناصر وہاں فرقہ وارانہ فساد کرنے آئے تھے؟ کیا آپ کے پڑوسی ٹیکسٹائل ہڑتال میں بھوکے مر رہے تھے؟ کیا دتا سامت نے آپ کے بنگلوں کے سامنے ریلی نکالی تھی؟

جب آپ ٹریڈ یونینسٹ سے ملے تو آپ کی عمر کتنی تھی؟ آپ کی عمر پہلی بار کتنی ہے؟

Machine Translated by Google

ڈرائیور کے ساتھ گاڑی کی بجائے لوکل ٹرین میں سوار ہو گئے؟ وہ بمبئی نہیں تھا، ڈارلنگ، معاف کیجئے گا۔ وہ ونڈر لینڈ، پرستان، کبھی نہیں، اوز تھا۔"
"اور آپ؟" صلاح الدین نے اسے یاد دلایا۔ "تم پھر کہاں تھے؟"
"وہی جگہ" اس نے سختی سے کہا۔ "دیگر تمام خونی منچکنز کے ساتھ۔"
پچھلی گلیاں۔ ایک جین مندر کو دوبارہ پینٹ کیا جا رہا تھا اور تمام سنتوں کو ٹپکنے سے بچانے کے لیے پلاسٹک کے تھیلوں میں رکھا گیا تھا۔ ایک فٹ پاتھ میگزین فروش نے خوف سے بھرے اخبارات دکھائے: ریلوے کی تباہی۔ بھوپچن گاندھی نے ہلکی سی سرگوشی میں بات شروع کی۔ اس نے کہا کہ حادثے کے بعد، زندہ بچ جانے والے مسافر تیر کر ساحل پر پہنچے (ٹرین ایک پل سے گر گئی تھی) اور مقامی دیہاتیوں نے ان سے ملاقات کی، جنہوں نے انہیں پانی کے نیچے دھکیل دیا یہاں تک کہ وہ ڈوب گئے اور پھر ان کی لاشیں لوٹ لیں۔

"اپنا چہرہ بند کرو۔" زینی نے اس پر چلایا۔ "آپ اسے ایسی باتیں کیوں کہہ رہے ہیں؟ وہ پہلے ہی سوچتا ہے کہ ہم وحشی ہیں، ایک ادنی شکل ہے۔"
ایک دکان قریبی کرشنا مندر میں جلنے کے لیے چندن کی لکڑیاں بیچ رہی تھی اور انامیلڈ گلابی اور سفید کرشنا کے سیٹ -آنکھوں نے سب کچھ دیکھا۔ "دیکھنے کے لیے بہت زیادہ،" بھوپین نے کہا۔ "یہ معاملہ کی حقیقت ہے۔"

اوو

ایک پرہجوم ڈھابے میں جہاں جارج نے فلمی مقاصد کے لیے، شہر کے گوشت کی تجارت کرنے والے داداوں یا مالکوں کے ساتھ رابطہ کرتے وقت اکثر جانا شروع کر دیا تھا، ایلومینیم کی میزوں پر سیاہ رم کھائی جاتی تھی اور جارج اور بھوپین نے ہلکی سی بدتمیزی سے، جھگڑا شروع کر دیا تھا۔ . زینی نے تھمس اپ کولا پیا اور اپنے دوستوں کو چمچا کی مذمت کی۔ "پینے کے مسائل، دونوں، پرانے برتنوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں، وہ دونوں اپنی بیویوں سے بدتمیزی کرتے ہیں، غوطے میں بیٹھتے ہیں، اپنی بدبودار زندگی برباد کرتے ہیں، تعجب کی بات نہیں کہ میں آپ کے لیے گر گیا، شوگر، جب مقامی پروڈکٹ اتنی کم گریڈ کی ہوتی ہے تو آپ کو سامان پسند آتا ہے۔ غیر ملکی سے۔"

جارج زینی کے ساتھ بھوپال گیا تھا اور تباہی کے موضوع پر اس کی نظریاتی تشریح کرتے ہوئے شور مچا رہا تھا۔ "امریکہ ہمارے لیے کیا ہے؟" اس نے مطالبہ کیا۔ "یہ کوئی حقیقی جگہ نہیں ہے۔ طاقت اپنی خالص ترین شکل میں، بکھری ہوئی، پوشیدہ۔ ہم اسے نہیں دیکھ سکتے لیکن یہ ہمیں مکمل طور پر بھگا دیتی ہے، کوئی فرار نہیں۔"

اس نے یونین کاربائیڈ کمپنی کا موازنہ ٹروجن ہارس سے کیا۔ "ہم نے کمینوں کو اندر بلایا۔" انہوں نے کہا کہ یہ چالیس چوروں کی کہانی کی طرح تھا۔ اپنے امفوروں میں چھپ کر رات کا انتظار کرتے ہیں۔ "ہمارے پاس کوئی علی بابا نہیں تھا، بدقسمتی سے،" اس نے روتے ہوئے کہا۔ "ہمارے پاس کون تھا؟ مسٹر راجیو جی۔"

اس موقع پر بھوپین گاندھی اچانک، بے ترتیبی سے کھڑے ہو گئے، اور گویا ان پر کوئی روح موجود تھی، گواہی دینے لگے۔ "میرے لیے،" انہوں نے کہا، "مسئلہ غیر ملکی مداخلت کا نہیں ہو سکتا۔ ہم ہمیشہ باہر والوں، امریکہ، پاکستان، کسی بھی جگہ پر الزام لگا کر اپنے آپ کو معاف کر دیتے ہیں۔ جارج، معاف کیجئے گا، لیکن میرے لیے یہ سب واپس آسام میں چلا جاتا ہے، ہمیں اس کے ساتھ شروع کریں."

بے گناہوں کا قتل عام۔ بچوں کی لاشوں کی تصویریں، پریڈ میں فوجیوں کی طرح صفوں میں صفائی سے ترتیب دی گئی ہیں۔ انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا، پتھروں سے مارا گیا تھا، ان کی گردنیں چھریوں سے آدھی کاٹ دی گئی تھیں۔ موت کی وہ صاف ستھری صفیں، چمچہ یاد آیا۔ گویا صرف وحشت ہی ہندوستان کو نظم و ضبط میں ڈال سکتی ہے۔

Machine Translated by Google

بھوپین بغیر کسی ہچکچاہٹ یا توقف کے انتیس منٹ تک بولتا رہا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب آسام کے قصوروار ہیں۔ "ہم میں سے ہر فرد جب تک اور جب تک ہم اس کا سامنا نہیں کرتے کہ بچوں کی موت ہماری غلطی تھی، ہم خود کو مہذب قوم نہیں کہہ سکتے۔" بولتے بولتے اس نے جلدی سے رم پی لی، اور اس کی آواز بلند ہو گئی، اور اس کا جسم خطرناک حد تک جھکنے لگا، لیکن کمرے میں خاموشی چھا جانے کے باوجود کوئی اس کی طرف نہیں بڑھا، کسی نے اسے بات کرنے سے روکنے کی کوشش نہیں کی، کسی نے اسے شرابی نہیں کہا۔ ایک جملے کے بیچ میں، _روزمرہ کے بلائنڈنگ، یا گولی باری، یا بدعنوانی، ہم کس کو سوچتے ہیں ہم_، وہ بھاری ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے شیشے میں گھورنے لگا۔

اب جوائنٹ کے ایک دور کونے میں ایک نوجوان کھڑا ہوا اور پیچھے سے بحث کی۔
آسام کو سیاسی طور پر سمجھنا تھا، وہ رو پڑا، معاشی وجوہات تھیں، اور ایک اور ساتھی جواب دینے کے لیے اس کے قدموں میں آگیا، نقدی کے معاملات اس بات کی وضاحت نہیں کرتے کہ ایک بوڑھا آدمی ایک چھوٹی بچی کو کیوں موت کے گھاٹ اتارتا ہے، اور پھر دوسرے ساتھی نے کہا، اگر آپ یہ سوچو کہ تم کبھی بھوکے نہیں رہے، صلاح، کتنا خونی رومانوی تصور کرنا ہے کہ معاشیات انسانوں کو حیوان نہیں بنا سکتی۔

شور کی سطح بڑھتے ہی چمچہ اپنے شیشے سے چمٹ گیا، ہوا گاڑھی ہوتی دکھائی دے رہی تھی، اس کے چہرے پر سونے کے دانت چمک رہے تھے، کندھے اس کے ساتھ رگڑ رہے تھے، کہنیوں کو ٹکا ہوا تھا، ہوا سوپ میں بدل رہی تھی، اور اس کے سینے میں بے ترتیب دھڑکنیں شروع ہو گئی تھیں۔ جارج نے اسے کلائی سے پکڑا اور گھسیٹ کر باہر گلی میں لے گیا۔ "تم ٹھیک ہو یار۔ تم سبز ہو رہے تھے۔" صلاح الدین نے شکریہ ادا کرتے ہوئے سر ہلایا، رات بھر میں ہانپتا ہوا پرسکون ہوگیا۔ "رم اور تھکن،" اس نے کہا۔ "مجھے شو کے بعد اپنے اعصاب حاصل کرنے کی عجیب عادت ہے۔ اکثر میں ڈوب جاتا ہوں۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے تھا۔" زینی اسے دیکھ رہی تھی اور اس کی آنکھوں میں ہمدردی سے زیادہ کچھ تھا۔ ایک چمکدار نظر، فاتحانہ، سخت۔ _تمہارے پاس کچھ ہوا_، اس کا اظہار خوش ہو گیا۔

خونی وقت کے بارے میں۔
ٹائیفائیڈ سے صحت یاب ہونے کے بعد، چمچا نے ظاہر کیا، آپ دس سال یا اس سے زیادہ عرصے تک اس بیماری سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن کچھ بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہے۔ آخر کار آپ کے خون سے اینٹی باڈیز ختم ہو جاتی ہیں۔ اسے اس حقیقت کو قبول کرنا پڑا کہ اس کے خون میں اب وہ مدافعتی ایجنٹ نہیں تھے جو اسے ہندوستان کی حقیقت کو بھگتنے کے قابل بناتے۔ رم، دل کی دھڑکن، روح کی بیماری۔ سونے کا وقت.

وہ اسے اپنی جگہ پر نہیں لے جائے گی۔ ہمیشہ اور صرف ہوٹل، سونے کے تمغوں والے نوجوان عربوں کے ساتھ آدھی رات کی راہداریوں میں ممنوعہ وہسکی کی بوتلیں پکڑے گھومتے ہیں۔ وہ بستر پر اپنے جوتوں کے ساتھ لیٹ گیا، اس کا کالر اور ٹائی ڈھیلی پڑی، اس کا دایاں بازو اس کی آنکھوں کے پار جھک گیا۔ وہ، ہوٹل کے سفید غسل خانے میں، اس کے اوپر جھکی اور اس کی ٹھوڑی کو چوما۔ "میں تمہیں بتاؤں گی کہ آج رات تمہیں کیا ہوا"۔ "آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے آپ کا خول توڑ دیا ہے۔"

وہ غصے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ "ٹھیک ہے، یہ اندر کی بات ہے۔" وہ اس کی طرف لپکا۔ "انگلش میڈیم میں ایک ہندوستانی کا ترجمہ۔ جب میں ان دنوں ہندوستانی زبان کی کوشش کرتا ہوں تو لوگ شائستہ نظر آتے ہیں۔ یہ میں ہوں۔" اپنی گود لی ہوئی زبان کے سحر میں پھنس کر، اس نے ہندوستان کے بابل میں، ایک منحوس تنبیہ سننا شروع کر دی تھی: دوبارہ واپس نہ آنا۔ جب آپ نظر آنے والے شیشے سے گزرتے ہیں تو آپ اپنے خطرے سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ آئینہ آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے۔

Machine Translated by Google

"مجھے آج رات بھوپین پر بہت فخر تھا،" زینی نے بستر پر لیٹتے ہوئے کہا۔ "کتنے ممالک میں آپ کسی بار میں جا کر اس طرح
کی بحث شروع کر سکتے ہیں؟
جذبہ، سنجیدگی، احترام۔ تم اپنی تہذیب رکھو، توڈجی۔ مجھے یہ بہت اچھا لگتا ہے۔"

"مجھے چھوڑ دو،" اس نے اس سے منت کی۔ "میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ مجھے بغیر وارننگ کے دیکھیں، میں سات کے اصول
بھول گیا ہوں- ٹائل اور کبڈی، میں اپنی نمازیں نہیں پڑھ سکتا، مجھے نہیں معلوم کہ نکاح کی تقریب میں کیا ہونا چاہیے، اور
اس شہر میں جہاں میں پلا بڑھا ہوں اگر میں اکیلے ہوں تو میں کھو جاتا ہوں۔ یہ گھر نہیں ہے۔ یہ مجھے چکرا دیتا ہے کیونکہ یہ
گھر جیسا محسوس ہوتا ہے اور نہیں ہے۔ اس سے میرا دل کانپ جاتا ہے اور میرا سر چکرا جاتا ہے۔"

"تم ایک بیوقوف ہو" وہ اس پر چلائی۔ "ایک بیوقوف، واپس بدلو! بے وقوف!
یقیناً آپ کر سکتے ہیں۔" وہ ایک بھنور تھی، ایک سائرن تھی، جو اسے اس کے پرانے نفس کی طرف مائل کر رہی تھی۔
لیکن یہ ایک مردہ نفس، ایک سایہ، ایک بھوت تھا، اور وہ پریت نہیں بنے گا۔ لندن کا واپسی کا ٹکٹ تھا۔ اس کے بٹوے
میں، اور وہ اسے استعمال کرنے جا رہا تھا۔

اوو

"تم نے کبھی شادی نہیں کی،" اس نے کہا جب وہ دونوں چھوٹے گھنٹے میں نیند سے محروم ہو گئے۔
زینی نے کہا۔ "تم واقعی میں بہت لمبے عرصے تک چلے گئے ہو۔ کیا تم مجھے نہیں دیکھ سکتے؟ میں ایک سیاہ فام ہوں۔" اس
کی پیٹھ کو آرک کرنا اور اس کی آلائشوں کو دکھانے کے لیے چادر کو پھینکنا۔ جب ڈاکو ملکہ پھولن دیوی ہتھیار ڈالنے اور تصویر
کھنچوانے کے لیے گھاٹیوں سے نکلی تو اخبارات نے فوراً ہی اس کے افسانوی حسن کا اپنا افسانہ کھول دیا۔ وہ _سادہ، ایک عام
مخلوق، ناخوشگوار_ بن گئی جہاں وہ دانتوں والی_ رہی تھی۔ شمالی ہندوستان میں سیاہ جلد۔ "میں اسے نہیں خریدتا،" صلاح
الدین نے کہا۔ "آپ مجھ سے اس بات کی توقع نہیں کریں گے۔"

وہ ہنسی. "اچھا، تم ابھی مکمل بیوقوف نہیں ہو۔ کس سے شادی کرنی ہے؟ مجھے کام کرنا تھا۔"

اور کچھ توقف کے بعد اس نے اپنا سوال واپس اس کی طرف پھینک دیا۔ _تو پھر. اور تم؟ _نہ صرف شادی شدہ، بلکہ امیر۔ "تو
بتاؤ نا۔ تم کیسے رہتے ہو، تم اور میم۔" ناٹنگ ہل میں پانچ منزلہ حویلی میں۔ وہ وہاں دیر سے خود کو غیر محفوظ محسوس کرنے
لگا تھا، کیونکہ چوروں کی حالیہ کھیپ نے نہ صرف معمول کی ویڈیو اور سٹیریو بلکہ ولف ہاؤنڈ گارڈ کتے کو بھی چھین لیا تھا۔
یہ ممکن نہیں تھا، وہ محسوس کرنے لگا تھا، ایک ایسی جگہ رہنا جہاں جرائم پیشہ عناصر جانوروں کو اغوا کرتے ہیں۔ پامیلا نے
اسے بتایا کہ یہ ایک پرانا مقامی رواج تھا۔ پرانے دنوں میں، اس نے کہا (تاریخ، پامیلا کے لیے، قدیم دور، تاریک دور، قدیم ایام،
برطانوی سلطنت، جدید دور اور حال میں تقسیم تھی)، پیٹنیپنگ اچھا کاروبار تھا۔ غریب امیروں کی کینین چوری کرتے، انہیں ان
کے نام بھولنے کی تربیت دیتے، اور پورٹوبیلو روڈ پر دکانوں میں اپنے غمزدہ، بے بس مالکان کو واپس بیچ دیتے۔ پامیلا کی مقامی
تاریخ ہمیشہ مفصل اور اکثر ناقابل اعتبار تھی۔ "لیکن، میرے خدا،" زینی وکیل نے کہا، "آپ کو فوری طور پر فروخت کرنا چاہئے
اور منتقل ہونا چاہئے۔ میں ان انگریزوں کو جانتا ہوں، ایک جیسے، رف راف اور نوابوں کو۔ آپ ان کی خونی روایات کا مقابلہ نہیں
کر سکتے۔"

Machine Translated by Google

میری بیوی، پامیلا لولیس، چینی مٹی کے برتن کی طرح کمزور، غزالوں کی طرح خوبصورت، اسے یاد آیا۔ _میں ان عورتوں میں جڑیں ڈالتا ہوں جن سے میں محبت کرتا ہوں_ بے وفائی کی حرامیاں۔ اس نے انہیں دور رکھا اور اپنے کام کے بارے میں بات کی۔
جب زینی وکیل کو پتہ چلا کہ صلاح الدین چمچہ نے اپنا پیسہ کیسے کمایا، تو اس نے چیخوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا جس سے ایک تمغہ یافتہ عرب نے دروازے پر دستک دی تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ اس نے ایک خوبصورت عورت کو بستر پر بیٹھتے ہوئے دیکھا جو اس کے چہرے پر بھینس کے دودھ کی طرح دوڑ رہی تھی اور اس کی ٹھوڑی سے ٹپک رہی تھی، اور چمچا سے مداخلت کے لیے معافی مانگتے ہوئے وہ عجلت سے پیچھے ہٹ گیا، _معذرت، کھیل، ارے، تم ہو؟ کچھ خوش قسمت آدمی_

"تم غریب آلو،" زینی نے ہنسی کے چھلکوں کے درمیان ہانپ لیا۔ "وہ انگریز کمینے۔ انہوں نے واقعی آپ کو بگاڑ دیا۔"

تو اب اس کا کام مضحکہ خیز تھا۔ "میرے پاس لہجے کا تحفہ ہے۔" اس نے تکبر سے کہا۔
"مجھے ملازمت کیوں نہیں کرنی چاہئے؟"
'"مجھے ملازمت کیوں نہیں کرنی چاہئے؟ "'_اس نے اس کی نقل کرتے ہوئے اس کی ٹانگیں ہوا میں ماریں۔
"مسٹر اداکار، آپ کی مونچھیں پھر سے پھسل گئیں۔"
یا اللہ.
مجھے کیا ہو رہا ہے؟
کیا شیطان؟
مدد.
کیونکہ اس کے پاس یہ تحفہ تھا، واقعی اس نے کیا، وہ ایک ہزار آوازوں اور آواز کا آدمی تھا۔ اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آپ کی کیچپ کی بوتل کو اس کے ٹیلی ویژن کمرشل میں کس طرح بات کرنی چاہیے، اگر آپ کو یقین نہیں تھا کہ لہسن کے ذائقے والے کرسپس کے اپنے پیکٹ کے لیے مثالی آواز ہے، تو وہ آپ کا ہی آدمی تھا۔ اس نے گودام کے اشتہارات میں قالینوں کو بولا، اس نے مشہور شخصیات کی نقالی، سینکی ہوئی پھلیاں، منجمد مٹر کیا۔ ریڈیو پر وہ سامعین کو قائل کر سکتا تھا کہ وہ روسی، چینی، سسلین، ریاستہائے متحدہ کے صدر ہیں۔ ایک بار، سینتیس آوازوں کے لیے ایک ریڈیو ڈرامے میں، اس نے ہر ایک حصے کی مختلف تخلصوں سے تشریح کی اور کبھی کسی نے اس پر کام نہیں کیا۔ اپنی خاتون مساوی، ممی مامولیان کے ساتھ، اس نے برطانیہ کی فضائی لہروں پر راج کیا۔ ان کے پاس وائس اوور ریکیٹ کا اتنا بڑا ٹکڑا تھا کہ، جیسا کہ ممی نے کہا، "بہتر ہے کہ لوگ ہمارے اردگرد اجارہ داری کمیشن کا ذکر نہ کریں، یہاں تک کہ مذاق میں بھی نہیں۔"

اس کی حد حیران کن تھی؛ وہ کسی بھی عمر میں، دنیا میں کہیں بھی، ووکل رجسٹر پر کسی بھی نقطہ پر، فرشتہ جولیٹ سے شیطانی مای ویسٹ کر سکتی ہے۔ "ہمیں کسی وقت شادی کر لینی چاہیے، جب تم آزاد ہو،" ممی نے ایک بار اسے مشورہ دیا۔ "آپ اور میں، ہم اقوام متحدہ بن سکتے ہیں۔"

"تم یہودی ہو،" اس نے اشارہ کیا۔ "میں یہودیوں کے بارے میں خیالات رکھنے کے لیے پالا گیا تھا۔"
"تو میں یہودی ہوں،" اس نے کندھے اچکائے۔ "تم وہ ہو جس کا ختنہ ہوا ہے۔ کوئی بھی کامل نہیں ہے۔"

ممی تنگ گھرے curlsکے ساتھ چھوٹی تھی اور مشیلین پوسٹر کی طرح لگ رہی تھی۔ بمبئی میں، زینت وکیل نے کھینچا اور جمائی اور دوسری خواتین کو اپنے خیالات سے نکال دیا۔ "بہت زیادہ" وہ اس پر ہنسی۔ "وہ آپ کو ان کی نقل کرنے کے لیے ادائیگی کرتے ہیں، جب تک کہ انھیں آپ کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی آواز مشہور ہو جاتی ہے لیکن وہ آپ کا چہرہ چھپاتے ہیں۔ آپ کو کوئی خیال آیا کیوں؟ آپ کی ناک پر مسے، کراس-

Machine Translated by Google

آنکھیں، کیا؟ کچھ ذہن میں آیا، بچے؟ آپ لیٹش دماغ، میں قسم کھاتا ہوں۔"

یہ سچ تھا، اس نے سوچا۔ صلاح الدین اور ممی ایک طرح کے لیجنڈز تھے، لیکن معذور لیجنڈز، تاریک ستارے تھے۔ ان کی صلاحیتوں کے کشش ثقل نے ان کی طرف کام کیا، لیکن وہ پوشیدہ ہی رہے، آوازیں لگانے کے لیے لاشیں بہاتے رہے۔ ریڈیو پر، ممی بوٹیسیلی وینس بن سکتی ہے، وہ اولمپیا، منرو، کوئی بھی ایسی عورت ہو سکتی ہے جس سے وہ خوش ہوں۔ وہ جس طرح سے نظر آرہی تھی اس کے بارے میں اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ اس کی آواز بن چکی تھی، وہ ایک ٹکسال کے قابل تھی، اور تین نوجوان عورتیں نا امیدی سے اس کی محبت میں گرفتار تھیں۔ اس کے علاوہ اس نے جائیداد بھی خریدی۔ "اعصابی سلوک،" وہ بے شرمی سے اعتراف کرے گی۔ "آرمینیائی -یہودی تاریخ کی ہلچل کی وجہ سے جڑوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ضرورت۔ آگے بڑھتے ہوئے سالوں کی وجہ سے کچھ مایوسی اور گلے میں چھوٹے پولپس کا پتہ چلا۔ جائیداد بہت آرام دہ ہے، میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔" وہ ایک نورفولک ویکراج، نارمنڈی میں ایک فارم ہاؤس، ٹسکن بیل ٹاور، بوہیمیا میں ایک سمندری ساحل کی مالک تھی۔ "سب پریشان ہیں،" اس نے وضاحت کی۔ جھنجھلاہٹ، چیخیں، قالینوں پر خون، راتوں میں عورتیں، کام۔ کوئی بھی بغیر لڑائی کے زمین نہیں دیتا۔

میرے علاوہ کوئی بھی نہیں، چمچا نے سوچا، ایک اداسی اس کی طرف لپکی جب وہ زینت وکیل کے پاس لیٹا تھا۔ شاید میں پہلے ہی بھوت ہوں۔ لیکن کم از کم ایک بھوت جس کا ایئر لائن ٹکٹ، کامیابی، پیسہ، بیوی۔ ایک سایہ، لیکن ٹھوس، مادی دنیا میں رہنا۔ _اثاثوں_ کے ساتھ۔ جی سر.

زینی نے اس کے کانوں پر جھکتے بالوں کو ٹکرایا۔ "کبھی کبھی، جب آپ خاموش ہوتے ہیں،" وہ بڑبڑائی، "جب آپ مضحکہ خیز آوازیں نہیں دے رہے ہوتے یا شاندار اداکاری نہیں کر رہے ہوتے، اور جب آپ بھول جاتے ہیں کہ لوگ دیکھ رہے ہیں، تو آپ بالکل خالی نظر آتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں؟ خالی سلیٹ، گھر میں کوئی نہیں یہ مجھے پاگل کر دیتا ہے، کبھی کبھی، میں تمہیں تھپڑ مارنا چاہتا ہوں، تمہیں دوبارہ زندگی میں ڈنک مارنے کے لیے، لیکن مجھے اس کا دکھ بھی ہوتا ہے، ایسا احمق تم، وہ بڑا ستارہ جس کے چہرے کا رنگ غلط ہے TVs، جس کو کسی دو بٹ کمپنی کے ساتھ ووگ لینڈ کا سفر کرنا ہے، اس کے اوپر بابو کا کردار ادا کرنا ہے، صرف ایک ڈرامے میں شامل ہونے کے لیے۔ وہ آپ کو لات مارتے ہیں اور پھر بھی آپ رہتے ہیں، آپ ان سے پیار کرتے ہیں، خونی غلام ذہنیت، میں قسم کھاتا ہوں۔ "اس نے اس کے کندھے پکڑ کر اسے ہلایا اور اسے اپنی حرام چھاتیوں کے ساتھ اس کے چہرے سے چند انچ کے فاصلے پر بٹھایا، "سلاد بابا، آپ خود کو جو بھی کہتے ہیں، پیٹ کی خاطر _گھر چلو_"

اس کا بڑا وقفہ، جو جلد ہی پیسہ کما سکتا تھا، اس نے اپنا مطلب کھو دیا، چھوٹے سے شروع کر دیا تھا: بچوں کا ٹیلی ویژن، ایک چیز جسے _دی ایلینز شو_ کہا جاتا ہے، _دی منسٹرز_ کا _اسٹار وارز_ سے _سیسم اسٹریٹ_ کے راستے۔ یہ پیارے سے لے کر سائیکو تک، جانوروں سے لے کر سبزیوں تک، اور معدنیات تک کے ماورائے دنیا کے ایک گروپ کے بارے میں ایک صورتحال کامیڈی تھی، کیونکہ اس میں ایک فنکارانہ جگہ تھی- چٹان جو اپنے خام مال کے لیے خود کو کھود سکتی تھی، اور پھر وقت کے ساتھ خود کو دوبارہ تخلیق کر سکتی تھی۔ اگلے ہفتے کی قسط؛ اس چٹان کا نام Pygmalien تھا، اور شو کے پروڈیوسرز کے مزاح کے کم احساس کی وجہ سے وہاں ایک موٹے، جھڑکنے والی مخلوق بھی تھی جیسے ایک پُکنگ کیکٹس جو وقت کے آخر میں صحرائی سیارے سے آئی تھی: یہ Matilda تھی، آسٹریلیائی، اور وہاں تین عجیب و غریب نیومیٹک، گانے والے خلائی سائرن تھے جنہیں ایلین کارنز کہا جاتا تھا، شاید اس لیے کہ آپ ان کے درمیان لیٹ سکتے تھے۔

Machine Translated by Google

ان میں، اور وینس کے ہپ ہاپرز اور سب وے سپرے پینٹرز اور روح برادران کی ایک ٹیم تھی جو اپنے آپ کو ایلین نیشن کہتے تھے، اور خلائی جہاز میں ایک بستر کے نیچے جو پروگرام کا مرکزی مقام تھا وہاں پر کیکڑے سے آنے والا دیوبیکل گوبر برنگ بگسی رہتا تھا۔ نیبولا جو اپنے والد سے بھاگ گیا تھا، اور مچھلی کے ٹینک میں آپ برینز کو ایک انتہائی ذہین دیو ہیکل اابالون تلاش کر سکتے تھے جو چینی کھانا پسند کرتا تھا، اور پھر وہاں رڈلے تھا، جو باقاعدہ کاسٹ میں سب سے زیادہ خوفناک تھا، جو فرانسس بیکن جیسا لگتا تھا۔ ایک بے نظیر پوڈ کے آخر میں لہراتے منہ بھرے دانتوں کی پینٹنگ، اور جسے اداکارہ سیگورنی ویور کا جنون تھا۔ شو کے ستارے، اس کے کرمٹ اور مس پگی، بہت فیشن ایبل، دبلے پتلے لباس میں ملبوس، شاندار بالوں والی جوڑی تھیں۔ ، میکسم اور مما ایلین، جو بننے کی خواہش رکھتے تھے --اور کیا؟ --ٹیلی ویژن کی شخصیات۔ ان کا کردار صلاح الدین چمچا اور ممی مامولیان نے ادا کیا، اور انہوں نے اپنے کپڑوں کے ساتھ ساتھ اپنی آوازیں بھی بدل دیں، اپنے بالوں کے بارے میں کچھ نہیں کہنے کے لیے، جو جا سکتا ہے۔ frشاٹس کے درمیان جامنی سے سندور، جو اپنے سر سے تین فٹ اوپر ترچھا کھڑا ہو سکتا ہے یا مکمل طور پر غائب ہو سکتا ہے۔ یا ان کی خصوصیات اور اعضاء، کیونکہ وہ ان سب کو تبدیل کرنے کے قابل تھے، ٹانگیں، بازو، ناک، کان، آنکھیں، اور ہر سوئچ نے ان کے افسانوی، پروٹین گلٹس سے مختلف لہجہ پیدا کیا۔

جس چیز نے شو کو کامیاب بنایا وہ اس میں کمپیوٹر سے تیار کردہ جدید ترین تصویروں کا استعمال تھا۔ تمام پس منظر نقلی تھے: خلائی جہاز، دیگر-دنیا کے مناظر، انٹرگالیکٹک گیم شو اسٹوڈیوز؛ اور اداکاروں کو بھی مشینوں کے ذریعے پروسیس کیا گیا، ہر روز چار گھنٹے جدید ترین مصنوعی میک اپ کے نیچے دبے رہنے پر مجبور کیا گیا، جس نے --ایک بار ویڈیو کمپیوٹر کام پر جانے کے بعد --انہیں بھی نقلی شکلوں کی طرح دکھا دیا۔ میکسم ایلین، خلائی پلے بوائے، اور ماما، ناقابل شکست کہکشاں کشتی چیمپئن اور یونیورسل آل کارنر پاستا کوئین، راتوں رات سنسنی خیز تھے۔

پرائم ٹائم نے اشارہ کیا امریکہ، یوروویژن، دنیا۔
جیسے جیسے _The Aliens Show_بڑا ہوتا گیا اس نے سیاسی تنقید کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا۔
قدامت پسندوں نے بہت خوفناک، بہت زیادہ جنسی طور پر واضح ہونے کی وجہ سے اس پر حملہ کیا (ریڈلی جب مس ویور کے بارے میں بہت سخت سوچتا تھا تو وہ مثبت طور پر کھڑا ہو سکتا تھا)، بھی _weird_بنیاد پرست مبصرین نے اس کے دقیانوسی تصورات پر حملہ کرنا شروع کر دیا، اس کے غیر ملکی کے خیال کو تقویت ملی، اس کی مثبت تصویروں کی کمی۔
چرنچا پر شو چھوڑنے کا دباؤ انکار کر دیا؛ ایک ہدف بن گیا. "جب میں گھر جاؤں تو انتظار کرنے میں پریشانی ہے،" اس نے زینی سے کہا۔ "لعنت کا شو کوئی تمثیل نہیں ہے۔ یہ ایک تفریح ہے۔ اس کا مقصد خوش کرنا ہے۔"

"کس کو خوش کرنے کے لیے؟" وہ جاننا چاہتی تھی. "اس کے علاوہ، اب بھی وہ آپ کو صرف اس وقت ہوا میں چھوڑتے ہیں جب وہ آپ کے چہرے کو ربڑ سے ڈھانپتے ہیں اور آپ کو سرخ وگ دیتے ہیں۔
بڑی ڈیل ڈیلکس، میں کہو۔"
"بات یہ ہے،" اس نے کہا جب وہ اگلی صبح بیدار ہوئے، "سلاد ڈارلنگ، تم واقعی اچھی لگ رہی ہو، کوئی شک نہیں، دودھ جیسی جلد، انگلینڈ واپس آ گئی۔
اب جب کہ جبریل نے ایک بنک کر لیا ہے، آپ اگلے نمبر پر ہو سکتے ہیں۔ میں سنجیدہ ہوں یار۔ انہیں ایک نئے چہرے کی ضرورت ہے۔ گھر آؤ اور تم اگلا بن سکتے ہو، بچن سے بڑا، فرشتہ سے بڑا۔ تمہارا چہرہ ان جیسا مضحکہ خیز نہیں ہے۔"

Machine Translated by Google

جب وہ جوان تھا، اس نے اسے بتایا، اس کی زندگی کا ہر مرحلہ، ہر ایک خود جس پر اس نے کوشش کی، یقین دہانی عارضی طور پر لگ رہا تھا۔ اس کی خامیوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا، کیونکہ وہ آسانی سے ایک لمحے کو دوسرے سے، ایک صلاح الدین کو دوسرے سے بدل سکتا تھا۔ تاہم اب تبدیلی تکلیف دہ محسوس ہونے لگی تھی۔ ممکن کی شریانیں سخت ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ "آپ کو یہ بتانا آسان نہیں ہے، لیکن میں اب شادی شدہ ہوں، اور صرف بیوی سے نہیں بلکہ زندگی سے۔" _لہجہ پھسلنا پھر سے۔ "میں واقعی میں ایک وجہ سے بمبئی آیا تھا، اور یہ ڈرامہ نہیں تھا۔ وہ اب ستر کی دہائی کے آخر میں ہے، اور میرے پاس زیادہ مواقع نہیں ہوں گے۔ وہ شو میں نہیں آیا ہے؛ محمد کو پہاڑ پر جانا چاہیے۔ "

میرے والد، چنگیز چمچہ والا، ایک جادوئی چراغ کے مالک_ "چنجیز چمچا والا، کیا تم مذاق کر رہے ہو، یہ مت سوچو کہ تم مجھے پیچھے چھوڑ سکتے ہو" اس نے تالیاں بجائیں۔ "میں بال اور ناخن چیک کرنا چاہتا ہوں۔" اس کے والد، مشہور وجدانی۔ بمبئی ری میکس کا کلچر تھا۔ اس کے فن تعمیر نے فلک بوس عمارت کی نقل کی، اس کے سنیما نے نہ ختم ہونے والے _Seven _The Magnificent اور _Love Story_ کو دوبارہ ایجاد کیا، جس نے اپنے تمام ہیروز کو کم از کم ایک گاؤں کو قاتل ڈاکوؤں سے بچانے اور اس کی تمام ہیروئنوں کو اپنے کیریئر میں کم از کم ایک بار لیوکیمیا سے مرنے پر مجبور کیا۔ شروع اس کے کروڑ پتیوں نے بھی اپنی زندگیوں کو درآمد کرنا شروع کر دیا تھا۔ چینجز کی پوشیدگی لاس ویگاس کے کروڑ پتی پینٹ ہاؤسڈ بدمعاش کا ایک ہندوستانی خواب تھا۔ لیکن خواب کوئی تصویر نہیں تھی، اور زینی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی۔ "اگر وہ خراب موڈ میں ہو تو وہ لوگوں کو منہ بناتا ہے،" صلاح الدین نے اسے خبردار کیا۔ "کوئی بھی اس پر یقین نہیں کرے گا جب تک کہ ایسا نہیں ہوتا، لیکن یہ سچ ہے۔ ایسے چہرے! گارگوئلز۔ اس کے علاوہ، وہ ایک ہوشیار ہے اور وہ آپ کو ٹارٹ کہے گا اور ویسے بھی میری اس سے لڑائی ہو سکتی ہے، یہ کارڈ پر ہے۔"

صلاح الدین چمچہ کس لیے ہندوستان آئے تھے: معافی۔ یہ اس کا اپنے پرانے آبائی شہر میں کاروبار تھا۔ لیکن دینا ہے یا لینا ہے، وہ کہہ نہیں پا رہا تھا۔

اوو

مسٹر چنگیز چمچا والا کے موجودہ حالات کے عجیب و غریب پہلو: اپنی نئی بیوی نسرین دوئم کے ساتھ، وہ ہر ہفتے پانچ دن ایک اونچی دیواروں والے احاطے میں رہتے تھے جسے پالی ہل ضلع میں لال قلعہ کا نام دیا جاتا ہے، جسے فلمی ستاروں کے محبوب ہیں۔ لیکن ہر ہفتے کے آخر میں وہ اپنی بیوی کے بغیر اسکینڈل پوائنٹ پر پرانے گھر میں واپس آتا تھا، تاکہ ماضی کی کھوئی ہوئی دنیا میں، پہلی اور مردہ نسرین کی صحبت میں آرام کے دن گزارے۔ مزید یہ کہ کہا گیا کہ اس کی دوسری بیوی نے پرانی جگہ پر قدم رکھنے سے انکار کر دیا۔ "یا اس کی اجازت نہیں ہے،" زینی نے کالے شیشے کی کھڑکیوں والی مرسڈیز لیموزین کے عقب میں قیاس کیا جسے چنگیز نے اپنے بیٹے کو جمع کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ جیسے ہی صلاح الدین نے پس منظر میں بھرنا ختم کیا، زینت وکیل نے تعریفی انداز میں سیٹی بجائی۔

"کریزی۔"

چمچا والا کھاد کے کاروبار، چینجز کی سلطنت آف ڈنگ، پر ٹیکس فراڈ اور امپورٹ ڈیوٹی کی چوری کی تحقیقات سرکاری کمیشن کے ذریعے کی جاتی تھی، لیکن زینی کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ "اب،" اس نے کہا، "میں یہ معلوم کروں گی کہ آپ واقعی کیسی ہیں۔"

Machine Translated by Google

سکینڈل پوائنٹ ان کے سامنے آ گیا۔ صلاح الدین نے ماضی کے رش کو ایک جوار کی طرح محسوس کیا، اسے غرق کر دیا، اس کے پھیپھڑوں کو اس کے بدلے ہوئے نمکین پن سے بھر دیا۔ ۔میں آج خود نہیں ہوں۔، اس نے سوچا۔ دل دھڑکتا ہے۔ زندگی جینے والوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی خود نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔

ان دنوں سٹیل کے دروازے تھے، جو اندر سے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلائے جاتے تھے، جو ٹوٹتی ہوئی فاتحانہ محراب کو سیل کر دیتے تھے۔ صلاح الدین کو کھوئے ہوئے وقت کی اس جگہ میں داخل کرنے کے لیے انہوں نے دھیمی سرسراہٹ کے ساتھ کھولا۔ جب اس نے اخروٹ کے درخت کو دیکھا جس میں اس کے والد نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کی روح رکھی گئی ہے تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ وہ حقائق کی غیرجانبداری کے پیچھے چھپ گیا۔ "کشمیر میں،" اس نے زینی کو بتایا، "آپ کا پیدائشی درخت ایک طرح کی مالی سرمایہ کاری ہے۔ جب کوئی بچہ بڑا ہو جاتا ہے، تو اگے ہوئے اخروٹ کا موازنہ ایک پختہ انشورنس پالیسی سے کیا جا سکتا ہے؛ یہ ایک قیمتی درخت ہے، اسے بیچا جا سکتا ہے، شادیوں کی ادائیگی کے لیے، یا زندگی کی شروعات کرنے کے لیے۔ بالغ اپنے بڑے ہونے کی مدد کے لیے اپنے بچپن کو کاٹ دیتا ہے۔

گاڑی داخلی پورچ کے نیچے آکر رکی تھی۔ زینی خاموش ہو گیا جب وہ دونوں چھ سیڑھیاں چڑھ کر سامنے والے دروازے پر پہنچے، جہاں ان کا استقبال سفید، پیتل کے بٹنوں والی لیوری میں ایک قدیم اور قدیم بیریئر نے کیا، جس کے سفید بالوں کے جھٹکے چمچا نے اچانک پہچان لیا، اور اسے دوبارہ سیاہ میں تبدیل کر دیا۔ ، اسی ولبھ کی ایال کے طور پر جس نے پرانے زمانے میں اس کے بڑے ڈومو کے طور پر گھر کی صدارت کی تھی۔ ”میرے خدا، ولبھ بھائی،“ اس نے سنبھالا اور بوڑھے کو گلے لگا لیا۔ نوکر مشکل سے مسکرایا۔ "میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں بابا، میں سوچ رہا تھا کہ آپ پہچان نہیں پائیں گے۔" اس نے انہیں حویلی کے کرسٹل بھاری گزرگاہوں سے نیچے لے جایا اور صلاح الدین نے محسوس کیا کہ تبدیلی کی کمی ضرورت سے زیادہ تھی، اور صاف طور پر جان بوجھ کر۔ یہ سچ تھا، ولبھ نے اسے سمجھایا کہ جب بیگم کا انتقال ہوا تو چنگیز صاحب نے قسم کھائی تھی کہ یہ گھر ان کی یادگار رہے گا۔ اس کے نتیجے میں اس کی موت کے دن سے کچھ بھی نہیں بدلا تھا، پینٹنگز، فرنیچر، صابن -پکوان، لڑنے والے بیلوں کے سرخ شیشے کے اعداد و شمار اور ڈریسڈن کے چائنا بیلرینا، سب اپنی صحیح پوزیشن پر رہ گئے، ایک ہی میزوں پر وہی رسالے، ردی کی ٹوکریوں میں کاغذ کی وہی ٹوٹی ہوئی گیندیں، گویا گھر بھی مر گیا ہو، اور اس میں خوشبو لگائی گئی ہو۔

"ممفائیڈ" زینی نے ہمیشہ کی طرح ناقابل بیان آواز میں کہا۔ "خدا، لیکن یہ ڈراونا ہے، نہیں؟" یہ اس وقت تھا، جب ولبھ اٹھانے والا نیلے رنگ کے ڈرائنگ روم کی طرف جانے والے دوہرے دروازے کھول رہا تھا، کہ صلاح الدین چمچا نے اپنی ماں کے بھوت کو دیکھا۔

اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور زینی اس کی ایڑی پر گھوم گئی۔ "وہاں،" اس نے دالان کے دور اندھیرے سرے کی طرف اشارہ کیا، "کوئی سوال نہیں، وہ نیوز پرنٹ والی ساڑھی، بڑی سرخیاں، جو اس نے اس دن پہنی تھی، وہ،" لیکن اب ولبھ نے اپنے بازو پھڑپھڑانا شروع کر دیے تھے۔ ایک کمزور، اڑتا ہوا پرندہ، آپ نے دیکھا، بابا، یہ صرف کستوربا تھی، آپ بھولے نہیں، میری بیوی، صرف میری بیوی۔

۔میری آیہ کستوربا جس کے ساتھ میں نے راک پول میں کھیلا تھا۔ یہاں تک کہ میں بڑا ہوا اور اس کے بغیر چلا گیا اور ایک کھوکھلے میں ہاتھی دانت کے شیشے والا آدمی۔ "پلیز بابا، کچھ نہیں کراس، جب بیگم کا انتقال ہوا تو چنگیز صاحب نے میری بیوی کو چند کپڑے عطیہ کیے، آپ کو اعتراض نہیں؟ آپ کی والدہ کتنی سخی خاتون تھیں، جب زندہ تھیں تو ہمیشہ کھلے ہاتھ سے دیں۔" چمچہ،

Machine Translated by Google

اپنے توازن کو بحال کرتے ہوئے، بے وقوف محسوس کر رہا تھا. "خدا کے لیے، ولبھ،" وہ بڑبڑایا۔ "خدا کے لیے۔ ظاہر ہے مجھے اعتراض نہیں ہے۔" ولبھ میں ایک پرانی سختی دوبارہ داخل ہو گئی۔ پرانے محافظ کے آزادی اظہار کے حق نے اسے سرزنش کرنے کی اجازت دی، "معاف کیجئے بابا، لیکن آپ کو توہین نہیں کرنی چاہیے۔"

زینی نے اسٹیج سے سرگوشی کی، "دیکھو اسے کیسا پسینہ آ رہا ہے۔" "وہ خوفزدہ سخت لگ رہا ہے۔"
کستوربا کمرے میں داخل ہوئیں، اور اگرچہ چمچا کے ساتھ اس کا دوبارہ ملاپ کافی گرم تھا، فضا میں اب بھی ایک غلطی تھی۔ ولبھ بیئر اور تھمس اپ لانے کے لیے روانہ ہوا، اور جب کستوربا نے بھی معذرت کی، زینی نے فوراً کہا: "کچھ مچھلی ہے۔ وہ ایسے چلتی ہے جیسے وہ ڈمپ کی مالک ہو۔ جس طرح سے اس نے خود کو پکڑ رکھا ہے۔ اور بوڑھا ڈر گیا، وہ دونوں اوپر ہیں۔
کسی چیز سے، میں شرط لگاتا ہوں۔" چمچہ نے معقول ہونے کی کوشش کی۔ "وہ یہاں زیادہ تر وقت اکیلے رہتے ہیں، شاید ماسٹر بیڈروم میں سوتے ہیں اور اچھی پلیٹیں کھاتے ہیں، یہ ان کی جگہ کی طرح محسوس کرنا چاہیے۔" لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ اس پرانی ساڑھی میں اس کی آیہ کستوربا کتنی حیرت انگیز طور پر اس کی ماں سے ملتی جلتی ہو گئی تھی۔

"اتنی دیر دور رہے،" اس کے پیچھے اس کے والد کی آواز آئی، "کہ اب تم اپنی جان سے جانے والی کوئی آیت نہیں بتا سکتے۔"

صلاح الدین ایک باپ کی اداس نظروں کو دیکھنے کے لیے مڑ گیا جو ایک پرانے سیب کی طرح سُک گیا تھا، لیکن جس نے اس کے باوجود اپنے عیش و عشرت کے مہنگے اطالوی سوٹ پہننے پر اصرار کیا۔ اب جب کہ وہ پوپے بازو اور بلوٹو پیٹ دونوں کھو چکا تھا، وہ اپنے کپڑوں کے اندر ایسے گھوم رہا تھا جیسے کوئی آدمی کسی ایسی چیز کی تلاش میں جس کی شناخت کرنے میں وہ بالکل کامیاب نہ ہو۔ وہ دروازے پر کھڑا اپنے بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا، اس کی ناک اور ہونٹ برسوں کے مرجھائے ہوئے جادو ٹونے سے، اس کے سابقہ اوگرے چہرے کی ایک کمزور شکل میں بدل گئے تھے۔ چمچہ نے بمشکل یہ سمجھنا شروع کیا تھا کہ اس کا باپ اب کسی کو ڈرانے کے قابل نہیں رہا، اس کا جادو ٹوٹ گیا ہے اور وہ قبر کی طرف جانے والا ایک بوڑھا بوڑھا ہے۔ جبکہ زینی نے کچھ مایوسی کے ساتھ نوٹ کیا تھا کہ چینج چمچا والا کے بال قدامت پسندانہ طور پر چھوٹے تھے، اور چونکہ اس نے انتہائی پالش شدہ آکسفورڈ لیس اپس پہن رکھے تھے، ایسا نہیں لگتا تھا کہ گیارہ انچ کے ناخن کی کہانی بھی سچ تھی۔ جب آیت کستوربا واپس آئی، سگریٹ پیتے ہوئے، اور ان تینوں، باپ بیٹے مالکن، کے پاس سے گزرتے ہوئے، نیلے رنگ سے ڈھکے ہوئے بٹن والے چیسٹرفیلڈ صوفے کی طرف بڑھی، جس پر اس نے اپنے جسم کو کسی بھی فلمی ستارے کی طرح جنسی طور پر ترتیب دیا، حالانکہ وہ برسوں میں ایک عورت تھی۔

جیسے ہی کستوربا نے اپنا چونکا دینے والا داخلہ مکمل کیا تھا کہ چنگیز اپنے بیٹے کے پاس سے نکل گیا اور خود کو سابقہ آیت کے پاس لگا دیا۔ زینی وکیل، اس کی آنکھیں چمکتی ہوئی روشنی کے طعنوں سے چمک رہی تھیں، چمچا سے بولی: "منہ بند کرو پیارے، یہ برا لگتا ہے۔" اور دروازے میں، بردار ولبھ، مشروبات کی ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے، بے حسی سے دیکھ رہا تھا جب کہ اس کے کئی سالوں کے آجر نے اس کی شکایت نہ کرنے والی بیوی کے گرد بازو باندھ رکھا تھا۔

جب پیدائشی، تخلیق کار شیطانی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، تو بچہ کثرت سے پرائم ہو جائے گا۔ چمچہ نے خود سے پوچھتے سنا:
"اور میری سوتیلی ماں، والد محترم؟ وہ خیریت سے ہیں؟"

Machine Translated by Google

بوڑھے نے زینی کو مخاطب کیا۔ "وہ تمہارے ساتھ اتنا اچھا نہیں ہے، مجھے امید ہے۔
یا آپ کے پاس کتنا افسوسناک وقت ہوگا؟" پھر اپنے بیٹے سے سخت لہجے میں۔ "آپ کو ان دنوں میری بیوی میں دلچسپی ہے؟
لیکن اس کا آپ میں کوئی نہیں ہے۔ وہ اب تم سے نہیں ملے گی۔ وہ کیوں معاف کرے؟ تم اس کے بیٹے نہیں ہو۔ یا، شاید، اب تک، میرے لیے۔"

_میں اس سے لڑنے نہیں آیا۔ دیکھو بوڑھا بکرا۔ مجھے لڑنا نہیں چاہیے۔ لیکن یہ، یہ ناقابل برداشت ہے۔ "میری ماں کے گھر میں،" چمچا اپنے آپ سے اپنی جنگ ہارتے ہوئے رویا۔ "ریاست کو لگتا ہے کہ آپ کا کاروبار کرپٹ ہے، اور یہاں آپ کی روح کی بدعنوانی ہے۔ دیکھو آپ نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے، ولبھ اور کستوربا، آپ کے پیسوں سے، کتنا خرچ ہوا؟ ان کی زندگیوں کو زہر دینے کے لیے۔ بیمار آدمی." وہ اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا، نیک غصے سے بھڑکتا ہوا تھا۔

ولبھ نے غیر متوقع طور پر مداخلت کی۔ "بابا عزت کے ساتھ معاف کر دیں لیکن آپ کو کیا معلوم۔ آپ تو چھوڑ کر چلے گئے اور اب آپ ہمیں جج کرنے آئے ہیں۔" صلاح الدین کو اپنے پیروں کے نیچے سے فرش نکلتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ آگ کو گھور رہا تھا۔ "یہ سچ ہے کہ وہ ہمیں ادائیگی کرتا ہے،" ولبھ نے آگے بڑھا۔ "ہمارے کام کے لیے، اور اس کے لیے بھی جو تم دیکھتے ہو۔ اس کے لیے۔" چنگیز چمچہ والا نے آیہ کے بے ساختہ کندھوں پر گرفت مضبوط کی۔ "کتنا؟" چمچہ چلایا۔ "ولبھ، تم دونوں آدمیوں نے کتنا فیصلہ کیا ہے؟ اپنی بیوی کو کتنا فاحشہ کرنا ہے؟"

"کتنا احمق ہے،" کستوربا نے حقارت سے کہا۔ "انگلستان کی تعلیم یافتہ اور کیا سب، لیکن پھر بھی سر سے بھرے ہوئے سر کے ساتھ۔ تم اتنی بڑی باتیں کرتے ہو -بڑی، _اپنی ماں کے گھر_ وغیرہ وغیرہ، لیکن شاید تم اس سے اتنی محبت نہیں کرتے تھے۔ لیکن ہم اس سے محبت کرتے تھے، ہم سب۔ ہم تین۔ اور اس طرح ہم اس کی روح کو زندہ رکھ سکتے ہیں۔"

"یہ پوجا ہے، تم کہہ سکتے ہو" ولبھ کی خاموش آواز آئی۔ "عبادت کا عمل۔"
"اور تم،" چنگیز چمچہ والا اپنے نوکر کی طرح نرمی سے بولا، "تم یہاں اس مندر میں آئے ہو، اپنی بے اعتنائی کے ساتھ۔ مسٹر، آپ کو اعصاب مل گئے ہیں۔"
اور آخر میں زینت وکیل کی غداری۔ "اسے اتارو، سلاد،" اس نے بوڑھے آدمی کے پاس چیسٹر فیلڈ کے بازو پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیوں اتنا کھٹا ہو؟ تم کوئی فرشتہ نہیں ہو بچے، اور لگتا ہے ان لوگوں نے کام ٹھیک کر لیا ہے۔"

صلاح الدین کا منہ کھلا اور بند ہوگیا۔ چینج نے زینی کے گھٹنے پر تھپکی دی۔ "وہ الزام لگانے آیا تھا، پیارے، وہ اپنی جوانی کا بدلہ لینے آیا تھا، لیکن ہم نے میزیں پلٹ دی ہیں اور وہ الجھا ہوا ہے۔ اب ہمیں اسے اس کا موقع دینا چاہیے، اور تم ریفری کرو۔ مجھے اس کی طرف سے سزا نہیں سنائی جائے گی، لیکن میں آپ سے بدترین کو قبول کریں گے۔"

کمینے بوڑھا کمینے۔ وہ چاہتا تھا کہ میں توازن نہ رکھوں، اور میں یہاں ہوں، ایک طرف کھٹکھٹایا۔ میں نہیں بولوں گا، کیوں نہ کروں، ایسی رسوائی "وہاں تھا،" صلاح الدین چمچہ نے کہا، "پاؤنڈز کا پرس تھا، اور ایک بھنا ہوا چکن تھا۔"

اوو

بیٹے نے باپ پر کیا الزام لگایا؟ ہر چیز میں سے: خود بچوں کی جاسوسی، اندردخش کے برتن چوری کرنا، جلاوطنی۔ اسے اس میں تبدیل کرنے کا جو اس کے پاس نہیں ہوسکتا ہے۔

Machine Translated by Google

بن ایک آدمی بنانے کا۔ میں اپنے دوستوں کو کیا بتاؤں گا۔ ناقابل تلافی بدمعاشی اور جارحانہ معافی کا۔ نئی بیوی کے ساتھ اللہ کی عبادت اور مرحوم کی زوجیت کی توہین۔ سب سے بڑھ کر، جادوئی چراغ پرستی کی، کھلی سیسمسٹ ہونے کا۔ ہر چیز اس کے پاس آسانی سے آ گئی تھی، دلکشی، عورت، دولت، طاقت، عہدہ۔ رگڑنا، پوف، جنی، خواہش، ایک دم ماسٹر، ارے پریسٹو۔ وہ ایک باپ تھا جس نے وعدہ کیا تھا، اور پھر روک دیا، ایک جادوئی چراغ۔

اوو

چنگیز، زینی، ولبھ، کستوربا اس وقت تک بے حرکت اور خاموش رہے جب تک کہ صلاح الدین چمچا شرمندہ، شرمندہ ہو کر رک گئے۔ چنگیز نے خاموشی کے بعد کہا۔ "بہت دکھ کی بات ہے۔ ایک چوتھائی صدی اور بیٹا اب بھی ماضی کے پیکاڈیلو کو جھنجوڑ رہا ہے۔ اے میرے بیٹے۔

تم مجھے طوطے کی طرح اپنے کندھے پر اٹھانا چھوڑ دو۔ میں کیا ہوں؟
ختم میں تمہارا اولڈ مین آف دی سی نہیں ہوں۔ اس کا سامنا کریں، مسٹر: میں آپ کو مزید وضاحت نہیں کرتا۔

کھڑکی سے صلاح الدین چمچہ نے ایک چالیس سال پرانا اخروٹ کا درخت دیکھا۔ "اسے کاٹ دو،" اس نے اپنے باپ سے کہا۔ "اسے کاٹ دو، بیچ دو، مجھے نقد بھیج دو۔"
چمچا والا اپنے پیروں پر کھڑا ہوا، اور اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا۔ زینی نے بھی اٹھتے ہوئے اسے رقاصہ کی طرح گلدستہ قبول کیا۔ ایک دم ولبھ اور کستوربا نوکروں میں ڈھل گئے، جیسے کسی گھڑی نے خاموشی سے کدو کا وقت بجایا ہو۔ "تمہاری کتاب" اس نے زینی سے کہا۔ "میرے پاس کچھ ہے جو آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔"

وہ دونوں کمرے سے نکل گئے۔ نامرد صلاح الدین، ایک لمحے کی لرزہ براندام کے بعد، ان کے جاگتے ہوئے پُرجوش انداز میں مہر ثبت کر گیا۔ "سورپس،" زینی نے خوشی سے اس کے کندھے پر بلایا۔ "چلو، اس سے باہر نکلو، بڑے ہو جاؤ۔"

چمچہ والا آرٹ مجموعہ، جو یہاں اسکینڈل پوائنٹ پر رکھا گیا ہے، اس میں افسانوی _حمزہ نامہ_ کپڑوں کا ایک بڑا گروپ شامل تھا، جو سولہویں صدی کے اس سلسلے کے ارکان تھے جو ایک ہیرو کی زندگی کے مناظر کی عکاسی کرتے تھے جو شاید حمزہ جیسا ہی ہو یا نہ ہو۔ مشہور ایک، محمد کے چچا جن کا جگر مکہ کی خاتون ہند نے کھا لیا تھا جب وہ میدان جنگ میں مرے تھے۔ "مجھے یہ تصویریں پسند ہیں،" چنگیز چمچا والا نے زینی کو بتایا، "کیونکہ ہیرو کو ناکام ہونے کی اجازت ہے۔ دیکھو اسے کتنی بار اپنی مشکلات سے بچانا پڑتا ہے۔" تصویروں نے ہندوستانی فنکارانہ روایت کی انتخابی، ہائبرڈائزڈ نوعیت کے بارے میں زینی وکیل کے مقالے کا فصیح ثبوت بھی فراہم کیا۔ مغلوں نے پینٹنگز پر کام کرنے کے لیے ہندوستان کے ہر حصے سے فنکار لائے تھے۔ انفرادی شناخت کو ڈوب کر ایک بہت سے سر والے، بہت سے برش والے اوور آرٹسٹ بنانے کے لیے ڈالا گیا، جو لفظی طور پر، ہندوستانی پینٹنگ کا نام تھا۔ ایک ہاتھ موزیک فرش کھینچے گا، دوسرا اعداد و شمار، تیسرا چینی نظر آنے والے ابر آلود آسمانوں کو پینٹ کرے گا۔ کپڑوں کی پشت پر وہ کہانیاں تھیں جو منظر کے ساتھ تھیں۔ تصویروں کو فلم کی طرح دکھایا جائے گا: جب کوئی ہیرو کی کہانی پڑھ رہا ہو تو اسے تھامے رکھا۔ _حمزہ نامہ_ میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فارسی چھوٹے چھوٹے کنڑ اور کیرالان پینٹنگ کے انداز کے ساتھ ملتے ہیں، آپ ہندو اور مسلم فلسفہ کو ان کی خصوصیت سے دیر سے تشکیل دیتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں -مغل ترکیب۔

Machine Translated by Google

ایک دیو گڑھے میں پھنس گیا تھا اور اس کے انسانی اذیت دینے والے اس کے ماتھے پر نیزے ڈال رہے تھے۔ ایک آدمی نے اپنے سر کے اوپر سے اس کی کمر تک عمودی طور پر کٹا ہوا تھا جب بھی وہ گرتا تھا اس نے اپنی تلوار تھام رکھی تھی۔ ہر طرف خون کی بوچھاڑ۔
صلاح الدین چمچہ نے خود کو سنبھال لیا۔ "وحشی،" اس نے اپنی انگریزی آواز میں اونچی آواز میں کہا۔ "درد کی سراسر وحشیانہ محبت۔"
چنگیز چمچہ والا نے اپنے بیٹے کو نظر انداز کیا، صرف زینی کی آنکھیں تھیں۔ جس نے سیدھا اپنے اندر دیکھا۔ "ہماری فلستیوں کی حکومت ہے، نوجوان عورت، کیا تم راضی نہیں ہو؟ میں نے یہ سارا مجموعہ مفت میں دیا ہے، کیا تم جانتے ہو؟ انہیں صرف یہ ٹھیک سے گھر بنانے دو، انہیں جگہ بنانے دو، کپڑے کی شرط نہیں ہے۔ ،1آپ نے دیکھا... وہ ایسا نہیں کریں گے، کوئی دلچسپی نہیں، اس دوران مجھے امریکا سے ہر ماہ آفرز آتی ہیں، کس سائز کی آفرز! آپ یقین نہیں کریں گے، میں نہیں بیچتا، ہمارا ورثہ، میرے پیارے ہر روز یو ایس اے اسے چھین رہا ہے۔ روی ورما کی پینٹنگز، چندیلا کانسی، جیسلمیر کی جالیاں، ہم خود بیچتے ہیں، ہے نا؟ وہ اپنے بٹوے زمین پر گرا دیتے ہیں اور ہم ان کے قدموں پر گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ ہمارے نندی بیل کچھ میں ختم ہو جاتے ہیں۔ ٹیکساس میں گیزبو۔ لیکن آپ یہ سب جانتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان آج ایک آزاد ملک ہے۔" وہ رک گیا، لیکن زینی نے انتظار کیا۔ آنے کے لئے مزید تھا. یہ آیا: "ایک دن میں بھی ڈالر لے لوں گا۔ پیسوں کے لیے نہیں۔ کسبی بننے کی خوشی کے لیے، کچھ نہ بننے کے لیے۔ کسی چیز سے کم نہیں۔" اور اب، آخر میں، اصل طوفان، الفاظ کے پیچھے الفاظ، _کم سے کم_ کچھ نہیں۔ چنگیز چمچہ والا نے زینی سے کہا، "جب میں مر جاؤں گا، تو میں کیا ہو گا؟ خالی جوتوں کا ایک جوڑا۔ یہ میری قسمت ہے، جو اس نے میرے لیے بنائی ہے۔ یہ اداکار، یہ دکھاوا، اس نے خود کو ایک نقل کرنے والا بنا لیا ہے۔ میرے پاس کوئی نہیں ہے جو میری پیروی کرے، جو کچھ میں نے بنایا ہے اسے دے۔

یہ اس کا بدلہ ہے: اس نے مجھ سے میری نسل چرا لی ہے۔" وہ مسکرایا، اس کا ہاتھ تھپتھپا کر اسے اپنے بیٹے کی دیکھ بھال میں چھوڑ دیا۔ "میں نے اسے بتا دیا ہے،" اس نے صلاح الدین سے کہا۔ "تم ابھی تک اپنا لے جا رہے ہو۔ چکن میں نے اسے اپنی شکایت بتا دی ہے۔ اب اسے فیصلہ کرنا ہوگا۔ یہی انتظام تھا۔"

زینت وکیل اپنے اوٹ سائز سوٹ میں بوڑھے کے پاس چلی گئی، اس کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔

اوو

جب زینت نے اسے اپنے والد کے بگاڑ کے گھر میں دھوکہ دیا، صلاح الدین چمچا نے اسے دیکھنے یا ان پیغامات کا جواب دینے سے انکار کر دیا جو وہ ہوٹل کی میز پر چھوڑ گئی تھیں۔ _کروڑ پتی_ اپنی دوڑ کے اختتام کو پہنچی؛ دورہ ختم ہو گیا تھا. گھر جانے کا وقت۔ اختتامی رات کی پارٹی کے بعد چمچا بستر کی طرف روانہ ہوا۔ لفٹ میں ایک نوجوان اور واضح طور پر سہاگ رات گزارنے والا جوڑا ہیڈ فون پر موسیقی سن رہا تھا۔ نوجوان نے اپنی بیوی سے بڑبڑایا: "سنو، بتاؤ، کیا میں اب بھی تمہیں کبھی کبھی اجنبی لگتا ہوں؟" لڑکی نے پیار سے مسکراتے ہوئے اپنا سر ہلایا، سن نہیں سکتا، ہیڈ فون ہٹا دیا۔ اس نے سنجیدگی سے دہرایا: "ایک اجنبی، آپ کو، کیا میں اب بھی کبھی کبھی نہیں لگتا؟" اس نے بے ساختہ مسکراہٹ کے ساتھ اس کے اونچے کھردرے کندھے پر ایک لمحے کے لیے اپنا گال رکھ دیا۔ "ہاں، ایک یا دو بار" اس نے کہا اور ہیڈ فون دوبارہ لگا دیا۔ اس نے بھی ایسا ہی کیا، بظاہر اس کے جواب سے پوری طرح مطمئن تھا۔ ان کے جسموں نے ایک بار پھر پلے بیک میوزک کی تالیں سمیٹ لیں۔ چمچا لفٹ سے باہر نکلا۔ زینی اس کے دروازے کے ساتھ پیچھے فرش پر بیٹھی تھی۔

Machine Translated by Google

کمرے کے اندر، اس نے اپنے آپ کو ایک بڑی وہسکی اور سوڈا ڈالا۔ "بچے کی طرح برتاؤ کرنا،" اس نے کہا۔ "تمہیں شرم آنی چاہیے"۔

اُس دوپہر اُسے اپنے والد کی طرف سے ایک پیکج ملا تھا۔ اس کے اندر لکڑی کا ایک چھوٹا ٹکڑا اور نوٹوں کی ایک بڑی تعداد تھی، روپے نہیں بلکہ سٹرلنگ پاؤنڈز: راکھ، تو بات کریں، اخروٹ کے درخت کی۔ وہ بے ساختہ احساس سے بھرا ہوا تھا اور چونکہ زینت سامنے آئی تھی وہ نشانہ بن گئی۔ "تمہیں لگتا ہے میں تم سے پیار کرتا ہوں؟" اس نے جان بوجھ کر شرارت سے کہا۔ "تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا؟ میں ایک شادی شدہ آدمی ہوں۔"

"میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میرے لیے ٹھہرو،" اس نے کہا۔ "کسی وجہ سے، میں یہ تمہارے لیے چاہتا تھا۔"

کچھ دن پہلے، وہ شرم کے موضوع پر سارتر کی ایک کہانی کا ہندوستانی ڈرامہ دیکھنے گیا تھا۔ اصل میں، ایک شوہر اپنی بیوی پر بے وفائی کا شک کرتا ہے اور اسے پکڑنے کے لیے ایک جال بچھاتا ہے۔ وہ کاروباری دورے پر جانے کا ڈرامہ کرتا ہے، لیکن چند گھنٹوں بعد اس کی جاسوسی کرنے کے لیے واپس آتا ہے۔ وہ گھٹنے ٹیک کر ان کے سامنے والے دروازے کے کی ہول میں سے دیکھ رہا ہے۔ پھر اسے اپنے پیچھے موجودگی کا احساس ہوتا ہے، بغیر اٹھے مڑ جاتا ہے، اور وہ وہاں ہے، اسے نفرت اور نفرت سے دیکھتا ہے۔ یہ جھانکی، وہ گھٹنے ٹیک کر، وہ نیچے دیکھ رہی ہے، سارٹرین آرکیٹائپ ہے۔ لیکن ہندوستانی ورژن میں گھٹنے ٹیکنے والے شوہر نے اپنے پیچھے کوئی موجودگی محسوس نہیں کی۔ بیوی کی طرف سے حیران تھا; برابری کی شرائط پر اس کا سامنا کرنے کے لیے کھڑا تھا؛ جھنجھلا کر چلایا۔ جب تک وہ رو نہیں رہی تھی، اس نے اسے گلے لگایا، اور ان میں صلح ہوگئی۔

"تم کہتے ہو مجھے شرم آنی چاہیے" چمچہ نے تلخی سے زینت سے کہا۔ "آپ، جو بے شرم ہیں۔ حقیقت میں، یہ ایک قومی خصوصیت ہوسکتی ہے۔
مجھے شک ہونے لگتا ہے کہ ہندوستانیوں میں المیے کے حقیقی احساس کے لیے ضروری اخلاقی تطہیر کا فقدان ہے، اور اس لیے وہ واقعی شرم کے خیال کو نہیں سمجھ سکتے۔"

زینت وکیل نے اپنی وہسکی ختم کی۔ "ٹھیک ہے، آپ کو مزید کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"
اس نے ہاتھ اٹھا لیے۔ "میں ہتھیار ڈال دیتا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ مسٹر صلاح الدین چمچا۔ میں نے سوچا کہ آپ ابھی تک زندہ ہیں، صرف، صرف، لیکن سانس لے رہے ہیں، لیکن میں غلط تھا۔
پتہ چلتا ہے کہ آپ ہر وقت مر چکے تھے۔"
اور دروازے سے دودھ کی آنکھوں میں جانے سے پہلے ایک اور چیز۔ "لوگوں کو آپ کے زیادہ قریب نہ آنے دیں جناب صلاح الدین۔
لوگوں کو آپ کے دفاع اور کمینوں کے ذریعے جانے دیں اور آپ کے دل میں چھری گھونپ دیں۔"

اس کے بعد رہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ ہوائی جہاز شہر کے اوپر اٹھا اور کنارے لگا۔ اس کے نیچے کہیں اس کا باپ ایک نوکر کو اپنی مردہ بیوی کا روپ دے رہا تھا۔ نئی ٹریفک اسکیم نے سٹی سینٹر کو جام کر دیا تھا۔ سیاست دان ملک بھر میں پیدل سفر، یاترا پر جا کر کریئر بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ گرافٹی تھی جس میں لکھا تھا: _سیاست کو مشورہ۔ صرف قدم اٹھانا ہے: پاد یاترا ٹو جہنم۔ یا، کبھی کبھی: _سے آسام_۔

اداکار سیاست میں گھل مل رہے تھے: ایم جی آر، این ٹی راما راؤ، بچن۔
درگا کھوٹے نے شکایت کی کہ ایک اداکاروں کی ایسوسی ایشن "ریڈ فرنٹ" ہے۔
فلائٹ 420 پر صلاح الدین چمچہ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور گہری راحت کے ساتھ محسوس کیا،

Machine Translated by Google

اس کے گلے میں ہونے والی تبدیلیوں اور بستیوں کی کہانی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی آواز اپنی مرضی سے اپنی قابل اعتماد، انگریزی کی طرف لوٹنے لگی ہے۔
اس فلائٹ میں مسٹر چمچا کے ساتھ پہلی پریشان کن بات یہ تھی کہ انہوں نے اپنے ساتھی مسافروں میں سے اپنے خوابوں کی عورت کو پہچان لیا۔

4

خواب دیکھنے والی عورت اصلی سے چھوٹی اور کم خوبصورت تھی، لیکن فوراً چمچہ نے اسے _بوستان_ کے راستوں پر سکون سے چلتے ہوئے دیکھا، اسے ڈراؤنا خواب یاد آگیا۔ زینت وکیل کے جانے کے بعد وہ ایک پریشان نیند میں گر گیا تھا، اور اس کی پیشین گوئی اس کے پاس آچکی تھی: ایک خاتون بمبار کا منظر جس میں تقریباً ناقابل سماعت نرم، کینیڈین لہجے والی آواز تھی جس کی گہرائی اور راگ نے اسے ایک سمندر کی طرح لمبے عرصے سے سنا تھا۔ دور. خواب دیکھنے والی عورت پر دھماکہ خیز مواد اس قدر لدا ہوا تھا کہ وہ بم جتنی بمبار نہیں تھی۔ گلیاروں پر چلنے والی عورت نے ایک بچے کو پکڑا جو لگتا تھا کہ بے آواز سو رہا ہے، ایک بچہ اس قدر مہارت سے لپٹا ہوا تھا اور چھاتی کے اتنا قریب تھا کہ چمچا کو نوزائیدہ بالوں کا تالا جتنا نظر نہیں آتا تھا۔ یاد کردہ خواب کے زیر اثر اس نے تصور کیا کہ بچہ درحقیقت بارود کی چھڑیوں کا ایک بنڈل ہے، یا کسی قسم کی ٹک ٹک کرنے والا آلہ ہے، اور جب وہ ہوش میں آیا اور اپنے آپ کو سختی سے نصیحت کرتا تو وہ رونے کے راستے پر تھا۔

یہ بالکل وہی توہم پرستی تھی جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ رہا تھا۔
وہ لندن جانے والے بٹن والے سوٹ میں ایک صاف ستھرا آدمی تھا اور ایک منظم، مطمئن زندگی تھی۔ وہ حقیقی دنیا کا رکن تھا۔

اس نے اکیلے ہی سفر کیا، پراسپیرو پلیئرز کے گروپ کے دیگر اراکین کی کمپنی سے بچتے ہوئے، جو فینسی-اے-ڈونلڈ ٹی شرٹس پہنے اکانومی کلاس کے کیبن میں بکھرے ہوئے تھے اور ناٹیم رقاصوں کے انداز میں اپنی گردنیں ہلانے کی کوشش کر رہے تھے اور بے ہودہ نظر آ رہے تھے۔ بنارسی ساڑیاں اور بہت زیادہ سستی ایئر لائن شیمپین پینا اور طعنوں سے لدی ان سٹیورڈیسز کو درآمد کرنا جو ہندوستانی ہونے کے ناطے یہ سمجھتی تھیں کہ اداکار سستے قسم کے لوگ ہیں۔ اور برتاؤ کرنا، مختصراً، نارمل تھیسپین نامناسب کے ساتھ۔ بچے کو پکڑنے والی عورت کے پاس پیلیفس کے کھلاڑیوں کو دیکھنے کا ایک طریقہ تھا، انہیں دھویں، گرمی کے سرابوں، بھوتوں میں تبدیل کرنے کا۔ صلاح الدین چمچہ جیسے آدمی کے لیے انگریزوں کی طرف سے انگریزوں کی بے عزتی ایک بہت تکلیف دہ چیز تھی۔ وہ اپنے اخبار کی طرف متوجہ ہوا جس میں بمبئی کا ایک "ریل روکو" مظاہرہ پولیس کے لاٹھی چارج سے توڑا جا رہا تھا۔ اخبار کے رپورٹر کا بازو ٹوٹ گیا۔ اس کا کیمرہ بھی توڑ دیا گیا۔

پولیس نے "نوٹ" جاری کیا تھا۔ _نہ تو رپورٹر اور نہ ہی کسی دوسرے شخص پر جان بوجھ کر حملہ کیا گیا_ چمچہ ایئر لائن کی نیند میں ڈوب گیا۔ کھوئی ہوئی تاریخوں، کٹے ہوئے درختوں اور غیر ارادی حملوں کا شہر اس کے خیالوں سے مٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کی دوسری تھی۔ حیرت انگیز سفر بیت الخلا کے راستے میں ایک آدمی اسے گزر رہا تھا۔ اس کی داڑھی تھی اور وہ سستے رنگ کے چشمے پہنے ہوئے تھے، لیکن چمچہ نے بہرحال اسے پہچان لیا: یہاں، فلائٹ A-1-420 کی اکانومی کلاس میں پوشیدہ سفر کرتے ہوئے، غائب ہونے والا سپر اسٹار، زندہ لیجنڈ، جبریل فرشتہ خود تھا۔

Machine Translated by Google

"اچھا سو گئے؟" اس نے محسوس کیا کہ سوال اس سے کیا گیا تھا، اور اس نے اپنے ساتھ بیٹھے اتنے ہی غیر معمولی نظارے کو دیکھنے کے لیے عظیم فلمی اداکار کی شکل سے منہ موڑ لیا، بیس بال کی ٹوپی، دھاتی- رم کے چشمے اور ایک نیون- سبز میں ایک ناممکن امریکی۔ جھاڑی -قمیض جس کے آر پار چینی ڈریگنوں کے جوڑے کی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی اور چمکیلی سنہری شکلیں تھیں۔ چمچا نے اپنے آپ کو پرائیویسی کے کوکون میں لپیٹنے کی کوشش میں اس ہستی کو اپنے وژن کے شعبے سے باہر ایڈٹ کیا تھا، لیکن پرائیویسی اب ممکن نہیں رہی تھی۔

"یوجین ڈمس ڈے آپ کی خدمت میں،" ڈریگن آدمی نے ایک بہت بڑا سرخ ہاتھ باہر نکالا۔ "تمہارے پاس، اور عیسائی گارڈ کے پاس۔"
نیند میں ڈوبے چمچے نے سر ہلایا۔ "تم فوجی آدمی ہو؟"
"ہا! ہا! ہاں، جناب، آپ کہہ سکتے ہیں۔ ایک عاجز پیدل سپاہی، صاحب، گارڈ اللہ کی فوج میں۔" اوہ، _اللہ_تعالیٰ_ محافظ، تم نے کیوں نہیں کہا؟ "میں سائنس کا آدمی ہوں، جناب، اور یہ میرا مشن رہا ہے، میرا مشن اور مجھے اپنے استحقاق کو شامل کرنے دیں، آپ کی عظیم قوم کا دورہ کرنے کے لیے اس سب سے زیادہ خطرناک شیطان سے لڑنے کے لیے جو لوگوں کے دماغوں کو گیندوں کے ذریعے حاصل کر چکے ہیں۔"

"میں پیروی نہیں کرتا۔"

ڈمسڈے نے آواز دھیمی کی۔ "میں یہاں بندر کی گھٹیا بات کر رہا ہوں، جناب، ڈارونزم۔
مسٹر چارلس ڈارون کی ارتقائی بدعت۔" اس کے لہجے نے یہ واضح کر دیا کہ غم زدہ، خدا سے متاثرہ ڈارون کا نام اتنا ہی ناگوار تھا جتنا کسی دوسرے فورک ٹیل کے شوقین، بیل زیبب، اسموڈیئس یا لوسیفر کا۔ "میں آپ کے ساتھی کو خبردار کر رہا ہوں۔
-مرد، "ڈمس ڈے نے اعتراف کیا،" مسٹر ڈارون اور ان کے کاموں کے خلاف۔ میری ذاتی پچپن سلائیڈ پریزنٹیشن کی مدد سے۔
میں نے حال ہی میں روٹری کلب، کوچین، کیرالہ کے عالمی یوم مفاہمت کی ضیافت میں بات کی تھی۔ میں نے اپنے ملک کی، اس کے نوجوانوں کی بات کی۔

میں انہیں کھوئے ہوئے دیکھ رہا ہوں جناب۔ امریکہ کے نوجوان: میں انہیں مایوسی کی حالت میں دیکھتا ہوں، منشیات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ میں ایک سادہ بولنے والا آدمی ہوں، ازدواجی تعلقات سے پہلے۔ اور میں نے یہ تب بھی کہا تھا اور اب تم سے کہتا ہوں۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میرے پردادا ایک چمپینزی ہیں، تو کیوں، میں خود بہت افسردہ ہو جاؤں گا۔"

جبریل فرشتہ کھڑکی سے باہر گھورتے ہوئے راستے میں بیٹھا تھا۔ انفلائٹ مووی شروع ہو رہی تھی، اور ہوائی جہاز کی روشنیاں مدھم ہو رہی تھیں۔
بچے کے ساتھ عورت اب بھی اپنے پیروں پر تھی، اوپر نیچے چل رہی تھی، شاید بچے کو خاموش رکھنے کے لیے۔ "یہ نیچے کیسے گیا؟" چمچا نے یہ محسوس کرتے ہوئے پوچھا کہ اس سے کچھ تعاون درکار ہے۔

ایک ہچکچاہٹ اس کے پڑوسی پر آ گئی۔ "مجھے یقین ہے کہ ساؤنڈ سسٹم میں کوئی خرابی تھی،" اس نے آخر میں کہا۔ "یہ میرا بہترین اندازہ ہوگا۔ میں نہیں دیکھ سکتا کہ وہ اچھے لوگ آپس میں کیسے بات کرتے اگر انہوں نے یہ نہ سوچا ہوتا کہ میں اس سے گزر رہا ہوں۔"

چمچا کو تھوڑا سا شرمندہ سا محسوس ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پرجوش ایمانداروں کے ملک میں یہ تصور کہ سائنس خدا کا دشمن ہے آسان اپیل کر سکتا ہے۔ لیکن کوچین کے روٹیرینز کی بوریت نے اسے دکھایا تھا۔ انفلائٹ فلم کی ٹمٹماتی روشنی میں، ڈمس ڈے نے ایک معصوم بیل کی آواز میں اپنے خلاف کہانیاں سنانا جاری رکھا۔

Machine Translated by Google

یہ جاننے کا اشارہ کہ وہ کیا کر رہا تھا۔ اس پر الزام لگایا گیا تھا، کوچین کی شاندار قدرتی بندرگاہ کے ارد گرد ایک کروز کے اختتام پر، جہاں واسکو ڈے گاما مسالوں کی تلاش میں آیا تھا اور اس نے مشرق و مغرب کی پوری مبہم تاریخ کو حرکت میں لایا تھا، ایک آرچن کے ذریعے۔ psstsاور ارے مسٹر -ٹھیک ہے۔ "ہیلو، ہاں! آپ کو چرس چاہیے، صاحب؟ ارے، مسٹرمیریکا۔

ہاں، انکلسم، آپ افیون، بہترین کوالٹی، اعلیٰ قیمت چاہتے ہیں؟ ٹھیک ہے، تمہیں _کوکین چاہیے؟"_

صلاح الدین بے بسی سے ہنسنے لگا۔ اس واقعے نے اسے ڈارون کے انتقام کے طور پر مارا: اگر ڈمس ڈے نے غریب، وکٹورین، نشاستہ دار چارلس کو امریکی منشیات کی ثقافت کا ذمہ دار ٹھہرایا، تو وہ کتنا لذیذ ہے کہ وہ خود کو پوری دنیا میں اس اخلاقیات کی نمائندگی کرنے کے طور پر دیکھا جائے جس کے خلاف اس نے اتنی جانفشانی سے جنگ لڑی۔

ڈمس ڈے نے اسے تکلیف دہ ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ دیکھا۔ بیرون ملک امریکی ہونا ایک مشکل قسمت تھا، اور یہ شک نہیں کہ آپ کو اتنا ناپسند کیوں کیا گیا۔
صلاح الدین کے ہونٹوں سے غیر ارادی ہنسی نکل جانے کے بعد، دمسڈے ایک اداس، زخمی نیند میں ڈوب گیا اور چمچا کو اپنے خیالات میں چھوڑ دیا۔ کیا انفلائٹ مووی کے بارے میں سوچا جانا چاہئے کہ وہ شکل کی ایک خاص طور پر بے ترتیب، بے ترتیب تبدیلی ہے، جو بالآخر قدرتی انتخاب کے ذریعہ ختم ہوجائے گی، یا وہ سنیما کا مستقبل تھے؟ اسکرو بال کیپر فلموں کا مستقبل جس میں شیلی لانگ اور شیوی چیس نے ہمیشہ اداکاری کی تھی اس پر غور کرنے کے لئے بہت گھناؤنا تھا۔ یہ جہنم کا نظارہ تھا۔

.چمچہ واپس نیند میں ڈوب رہا تھا جب کیبن کی لائٹس ٠
آگئیں۔ فلم رک گئی؛ اور سنیما کے وہم کی جگہ ٹیلی ویژن کی خبریں دیکھنے کے ایک نے لے لی، جب چار مسلح، چیختے ہوئے شخصیات گلیوں سے بھاگتی ہوئی آئیں۔

اوو

مسافروں کو ایک سو گیارہ دن تک ہائی جیک ہوائی جہاز میں رکھا گیا، ایک چمکتے ہوئے رن وے پر گھیرے ہوئے جس کے ارد گرد صحرا کی بڑی ریت کی لہریں ٹکرا گئیں، کیونکہ ایک بار چار ہائی جیکروں، تین مرد ایک عورت، نے پائلٹ کو زبردستی لینڈنگ پر مجبور کیا تھا۔ کوئی بھی اپنا ذہن نہیں بنا سکتا تھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے۔ وہ کسی بین الاقوامی ہوائی اڈے پر نہیں بلکہ ایک جمبو سائز کی لینڈنگ پٹی کی مضحکہ خیز حماقت پر اترے تھے جو مقامی شیخ کی خوشنودی کے لیے ان کے پسندیدہ صحرائی نخلستان میں بنائی گئی تھی، جس کی طرف اب چھ لین والی شاہراہ بھی بنتی ہے۔ اکیلے نوجوان مردوں اور عورتوں میں مقبول، جو کھڑکیوں سے ایک دوسرے کو گھورتے ہوئے سست کاروں میں اس کے وسیع خالی پن کے ساتھ سفر کریں گے۔ 420 یہاں اترے تھے، تاہم، ہائی وے بکتر بند گاڑیوں، فوجیوں کی نقل و حمل، جھنڈے لہرانے والی لیموزین سے بھری ہوئی تھی۔ اور جب سفارت کاروں نے ہوائی جہاز کی قسمت پر جھگڑا کیا، طوفان کرنا یا نہ کرنا، جب وہ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ آیا تسلیم کرنا ہے یا دوسرے لوگوں کی جانوں کی قیمت پر ثابت قدم رہنا ہے، ہوائی جہاز کے ارد گرد ایک زبردست خاموشی چھا گئی اور اللہکےزیادہ دیر نہیں گزری۔ معراج شروع ہو گئے۔

شروع میں ایونٹ کا ایک مسلسل بہاؤ رہا تھا، ہائی جیکنگ کوارٹیٹ بجلی سے بھرا ہوا، اچھلتا ہوا، محرک سے خوش تھا۔ یہ بدترین لمحات ہیں، چمچا نے سوچا جب بچے چیخ رہے تھے اور خوف ایک داغ کی طرح پھیل گیا تھا، یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم سب مغرب کی طرف جا سکتے ہیں۔ پھر وہ قابو میں تھے، تین

Machine Translated by Google

مرد ایک عورت، سب لمبے، ان میں سے کوئی بھی نقاب پوش، سب ہینڈسم، وہ اداکار بھی تھے، اب وہ ستارے تھے، شوٹنگ اسٹار یا گرتے ہوئے، اور ان کے اپنے اسٹیج کے نام تھے۔ دارا سنگھ بوٹا سنگھ مان سنگھ۔ وہ عورت تاولین تھی۔ خواب میں عورت گمنام تھی، جیسے چمچہ کی نیند میں تخلص کے لیے وقت ہی نہ تھا۔ لیکن، اس کی طرح، Tavleenنے ایک کینیڈین لہجے کے ساتھ، ہموار کناروں کے ساتھ بات کی، ان کے ساتھ گول O's۔

طیارہ الزمزم کے نخلستان میں اترنے کے بعد مسافروں کے لیے واضح ہو گیا تھا، جو اپنے اغوا کاروں کو ایک ٹرانس فکسڈ منگوز کی طرف سے دیے جانے والے کوبرا پر جنونی توجہ کے ساتھ دیکھ رہے تھے، کہ ان تینوں آدمیوں کی خوبصورتی میں کوئی چیز تھی، کچھ ان میں خطرے اور موت کی شوقیہ محبت جس نے انہیں ہوائی جہاز کے کھلے دروازوں پر کثرت سے نمودار کیا اور اپنے جسم کو پیشہ ور سپنروں کے سامنے جھنجھوڑا جو نخلستان کے کھجور کے درختوں کے درمیان چھپے ہوئے ہوں گے۔ عورت نے خود کو اس طرح کی حماقت سے دور رکھا اور اپنے تین ساتھیوں کو ڈانٹنے سے خود کو روک رہی تھی۔ وہ اپنی خوبصورتی سے بے حس لگ رہی تھی جس کی وجہ سے وہ ان چاروں میں سب سے زیادہ خطرناک تھی۔ اس نے صلاح الدین چمچہ کو مارا کہ نوجوان بہت زیادہ رنجیدہ، بہت نشہ آور، ان کے ہاتھوں پر خون نہیں چاہتے۔

انہیں مارنا مشکل ہو گا۔ وہ یہاں ٹیلی ویژن پر آنے کے لیے آئے تھے۔ لیکن تاولین یہاں کاروبار پر تھی۔ اس نے اس پر نظریں جمائے رکھی۔ مرد نہیں جانتے، اس نے سوچا۔ وہ اس طرح کا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں جس طرح انہوں نے ہائی جیکروں کو فلموں اور ٹی وی پر برتاؤ کرتے دیکھا ہے۔ وہ اپنی ایک خام تصویر کو حقیقت بنا رہے ہیں، وہ اپنی دم نگلنے والے کیڑے ہیں۔ لیکن وہ، عورت، _جانتی ہے_۔ . . جب دارا، بوٹا، مان سنگھ بڑبڑاتے اور قہقہے لگا رہے تھے، وہ خاموش ہو گئی، اس کی آنکھیں اندر کی طرف ہو گئیں، اور اس نے مسافروں کو خوفزدہ کیا۔

وہ کیا چاہتے تھے؟ کچھ نیا نہیں. ایک آزاد وطن، مذہبی آزادی، سیاسی قیدیوں کی رہائی، انصاف، تاوان کی رقم، اپنی پسند کے ملک میں محفوظ طرز عمل۔ بہت سے مسافر ان سے ہمدردی کے لیے آئے، حالانکہ انہیں پھانسی کی مسلسل دھمکی تھی۔ اگر آپ بیسویں صدی میں رہتے ہیں تو آپ کو خود کو ان لوگوں میں دیکھنا مشکل نہیں لگتا، جو خود سے زیادہ مایوس ہیں، جو اسے اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں۔

ان کے اترنے کے بعد ہائی جیکرز نے پچاس مسافروں کے علاوہ باقی تمام مسافروں کو چھوڑ دیا، یہ فیصلہ کر کے کہ پچاس وہ سب سے بڑی تعداد تھی جس کی وہ آرام سے نگرانی کر سکتے تھے۔ عورتیں، بچے، سکھ سب کو رہا کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ صلاح الدین چمچہ پراسپیرو پلیئرز کا واحد رکن تھا جسے اس کی آزادی نہیں دی گئی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو صورتحال کی ٹیڑھی منطق کے سامنے جھکتے ہوئے پایا، اور اسے برقرار رکھنے پر پریشان ہونے کے بجائے اپنے برے سلوک والے ساتھیوں کی پشت کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ برے کوڑے سے اچھی چھٹکارا، اس نے سوچا۔

تخلیقی سائنسدان یوجین ڈمسڈے اس احساس کو برداشت کرنے سے قاصر تھا کہ ہائی جیکرز اسے رہا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا، سمندری طوفان میں فلک بوس عمارت کی طرح اپنی اونچائی پر ڈولتا ہوا، اور پراسرار بے قاعدگیوں کا نعرہ لگانے لگا۔ اس کے منہ کے کونے سے ٹپکنے کی ندی نکل گئی۔ اس نے اسے اپنی زبان سے بخار سے چاٹا۔ _اب ذرا یہاں مضبوطی سے پکڑو

Machine Translated by Google

بسٹرز، اب بہت ہو گیا ہے ،ENO UGHکیا ہوا کہاں سے آئیڈیا آپ کر سکتے ہیں۔ اور آگے، اپنے جاگتے ہوئے ڈراؤنے خواب کی گرفت میں وہ آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ چاروں میں سے ایک، ظاہر ہے وہ عورت تھی، اوپر آئی، اسے جھول گیا۔ رائفل کا بٹ مارا اور اس کا پھڑپھڑاتا ہوا جبڑا توڑ دیا۔ اور اس سے بھی بدتر: کیونکہ ڈمسڈے اس کے ہونٹوں کو چاٹ رہا تھا جب اس کا جبڑا بند ہو گیا تھا، اس کی زبان کی نوک کٹ گئی اور صلاح الدین چمچا کی گود میں آ گئی۔ اس کے سابق مالک نے فوری طور پر پیروی کی۔ یوجین ڈمسڈے بے زبان ہو کر اداکار کے بازوؤں میں بے ہوش ہو گئے۔

یوجین ڈمس ڈے نے اپنی زبان کھو کر آزادی حاصل کی۔ قائل کرنے والا اپنا قائل کرنے کا آلہ ہتھیار ڈال کر اپنے اغوا کاروں کو منانے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ ایک زخمی آدمی کی دیکھ بھال نہیں کرنا چاہتے تھے، گینگرین کا خطرہ اور اسی طرح، اور اس لیے وہ جہاز سے خروج میں شامل ہو گئے۔ ان پہلی جنگلی گھڑیوں میں صلاح الدین چمچہ کے ذہن میں تفصیل کے سوالات اُڑتے رہے کہ کیا وہ خودکار رائفلیں ہیں یا سب مشین گنز، انہوں نے وہ تمام دھات کیسے اسمگل کر دی، جسم کے کن حصوں میں گولی لگنا ممکن ہے اور پھر بھی زندہ رہے؟ وہ کتنے خوفزدہ ہوں گے، ان میں سے چار، کتنی اپنی موت سے بھری ہوئی ہیں۔ . . ایک بار ڈمس ڈے چلا گیا، اس نے اکیلے بیٹھنے کی امید کی تھی، لیکن ایک آدمی آیا اور تخلیق کار کی پرانی نشست پر بیٹھ گیا، اور کہا کہ آپ کو کوئی اعتراض نہیں، یار، ایسے سرکس میں ایک آدمی کو کمپنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ فلم اسٹار جبریل تھا۔

اوو

زمین پر پہلے گھبراہٹ کے دنوں کے بعد، جس کے دوران تین پگڑی والے نوجوان ہائی جیکر خطرناک حد تک پاگل پن کے کناروں کے قریب چلے گئے، صحرا کی رات میں چیختے ہوئے _تم کمینے آؤ اور ہمیں لے آؤ_، یا متبادل طور پر، _اے خدا یا خدا وہ جا رہے ہیں۔ کمانڈوز بھیجنے کے لیے، مدر فکنگ امریکن، یار، بہن بھابھی برٹش_، -وہ لمحات جن کے دوران باقی یرغمالیوں نے آنکھیں بند کیں اور دعائیں کیں، کیونکہ وہ ہمیشہ سب سے زیادہ خوفزدہ رہتے تھے جب ہائی جیکرز کمزوری کے آثار دکھاتے تھے، -سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ جس میں معمول کی طرح محسوس ہونے لگا۔ دن میں دو بار ایک تنہا گاڑی کھانے پینے کی چیزوں کو _بوستان_ لے جاتی تھی اور اسے ترامک پر چھوڑتی تھی۔ یرغمالیوں کو کارٹن لانا پڑا جب کہ ہائی جیکر طیارے کی حفاظت سے انہیں دیکھتے رہے۔ اس روزمرہ کے دورے کے علاوہ بیرونی دنیا سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ ریڈیو مر چکا تھا۔ گویا اس واقعہ کو فراموش کر دیا گیا تھا، گویا یہ اتنا شرمناک تھا کہ اسے محض ریکارڈ سے ہی مٹا دیا گیا تھا۔ "کمینے ہمیں سڑنے کے لیے چھوڑ رہے ہیں،" مان سنگھ نے چیخ کر کہا، اور یرغمالیوں نے وصیت کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ "ہجرو!

چوٹیاس! بکواس!"

وہ گرمی اور خاموشی میں لپٹے ہوئے تھے اور اب ان کی آنکھوں کے کونوں سے تماشے چمکنے لگے تھے۔ یرغمالیوں میں سب سے زیادہ مضبوط، بکرے کی داڑھی اور گھنگریالے بالوں والا نوجوان، صبح کے وقت بیدار ہوا، خوف سے چیخ رہا تھا کیونکہ اس نے ٹیلوں کے پار اونٹ پر سوار ایک کنکال دیکھا تھا۔ دوسرے یرغمالیوں نے آسمان پر رنگ برنگے گلوب لٹکتے دیکھے، یا بڑے پروں کی پٹائی سنی۔ تینوں مرد ہائی جیکرز ایک گہری، مہلک اداسی میں گر گئے۔ ایک دن تاولین نے انہیں ہوائی جہاز کے بالکل آخر میں ایک کانفرنس میں بلایا۔ یرغمالیوں نے غصے کی آوازیں سنیں۔ "وہ بتا رہی ہے۔

Machine Translated by Google

انہیں الٹی میٹم جاری کرنا ہوگا،" جبریل فرشتہ نے چمچہ سے کہا۔
"ہم میں سے کسی کو مرنا ہے، یا ایسا۔" لیکن جب وہ لوگ واپس آئے تو تاولین ان کے ساتھ نہیں تھی اور ان کی آنکھوں میں مایوسی اب شرم کے مارے چھلک رہی تھی۔
"وہ اپنی ہمت کھو چکے ہیں،" جبریل نے سرگوشی کی۔ "نہیں کر سکتا۔ اب ہماری تولین بی بی کے لیے کیا بچا ہے؟ زیرو۔ کہانی فنتوش۔"
اس نے کیا کیا: اپنے اسیروں اور اپنے ساتھی قیدیوں کو یہ ثابت کرنے کے لیے کہ ناکامی یا ہتھیار ڈالنے کا خیال اس کے عزم کو کبھی کمزور نہیں کرے گا، وہ فرسٹ کلاس کاک ٹیل لاؤنج میں اپنے لمحاتی اعتکاف سے نکلی۔ ان کے سامنے حفاظتی طریقہ کار کا مظاہرہ کرنے والی ایک ملازمہ کی طرح کھڑے ہوں۔ لیکن لائف جیکٹ پہننے اور بلو ٹیوب وِسل وغیرہ کو پکڑنے کے بجائے، اس نے جلدی سے ڈھیلے کالے ڈیجلبہ کو اٹھایا جو اس کا واحد لباس تھا اور بالکل برہنہ ہو کر ان کے سامنے کھڑی ہو گئی، تاکہ وہ سب اس کے جسم کے ہتھیاروں، دستی بموں کو دیکھ سکیں۔ اضافی چھاتیوں کی طرح جیسے اس کی درار میں بسی ہوئی تھی، جیلنائٹ نے اس کی رانوں کے گرد ٹیپ کیا تھا، بالکل اسی طرح جیسے چمچا کے خواب میں ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنا لباس واپس پھسلایا اور اپنی مدھم سمندری آواز میں بولی۔ "جب کوئی عظیم خیال دنیا میں آتا ہے، ایک عظیم مقصد، اس سے کچھ اہم سوالات پوچھے جاتے ہیں،" وہ بڑبڑائی۔ "تاریخ ہم سے پوچھتی ہے: ہم کس وجہ سے ہیں؟ کیا ہم غیر سمجھوتہ کرنے والے، مطلق، مضبوط ہیں، یا کیا ہم خود کو ٹائم سرور ظاہر کریں گے، جو سمجھوتہ کرتے ہیں، تراشتے ہیں اور حاصل کرتے ہیں؟" اس کا جسم اسے مہیا کر چکا تھا۔

جواب

دن گزرتے رہے۔ اس کی اسیری کے بند، ابلتے ہوئے حالات نے، یک دم مباشرت اور دور، صلاح الدین چمچہ کو عورت سے بحث کرنے پر مجبور کر دیا، بے ڈھنگی پن بھی ہو سکتا ہے، وہ کہنا چاہتا تھا، یہ ظلم بھی ہو سکتا ہے، ٹوٹنے والا بھی، جب کہ کیا؟ لچکدار بھی انسانی ہو سکتا ہے، اور کافی مضبوط ہے۔ لیکن اس نے کچھ نہیں کہا، یقیناً وہ دنوں کے چکر میں پڑ گیا۔ جبریل فرشتہ نے اپنے سامنے والی سیٹ کی جیب سے ایک پمفلٹ دریافت کیا جس پر ڈمس ڈے کا لکھا ہوا تھا۔

اس وقت تک چمچا نے اس عزم کو دیکھا جس کے ساتھ فلم اسٹار نے نیند کے آغاز کے خلاف مزاحمت کی، لہذا اسے تخلیق کار کے کتابچے کی سطروں کو پڑھتے اور یاد کرتے ہوئے دیکھ کر کوئی تعجب کی بات نہیں ہوئی، جب کہ اس کی پہلے سے بھاری پلکیں نیچے سے نیچے جھک گئیں جب تک کہ وہ مجبور نہ ہو جائے۔ انہیں دوبارہ کھولنے کے لئے.

کتابچے میں دلیل دی گئی کہ سائنس دان بھی خدا کو دوبارہ ایجاد کرنے میں مصروف تھے، کہ ایک بار انہوں نے ایک واحد متحد قوت کا وجود ثابت کر دیا تھا جس کی برقی مقناطیسیت، کشش ثقل اور نئی طبیعیات کی مضبوط اور کمزور قوتیں سب محض پہلو، اوتار، ایک تھے۔ کہہ سکتے ہیں، یا فرشتے، تو پھر ہمارے پاس سب سے قدیم چیز کے سوا اور کیا ہوگا، ایک اعلیٰ ہستی جو تمام مخلوقات کو کنٹرول کرتی ہے۔ . . "آپ نے دیکھا، ہمارے دوست کا کیا کہنا ہے کہ، اگر آپ کو کسی قسم کی بے ساختہ قوت کے میدان اور حقیقی زندہ خدا میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے، تو آپ کس کے لیے جائیں گے؟ اچھی بات ہے، نہیں؟ آپ برقی رو سے دعا نہیں کر سکتے۔ جنت کی کنجی کے لیے لہر کی شکل مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔" اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر کھول دیں۔ "آل بلڈی بنک" اس نے سختی سے کہا۔

"مجھے بیمار کرتا ہے۔"

Machine Translated by Google

پہلے دنوں کے بعد چمچہ کو جبریل کی بدبو محسوس نہیں ہوئی، کیونکہ پسینے اور خوف کی اس دنیا میں کوئی بھی اس سے بہتر بو نہیں لے رہا تھا۔
لیکن اس کے چہرے کو نظر انداز کرنا ناممکن تھا، کیونکہ اس کی بیداری کے عظیم جامنی رنگ کے جھولے تیل کی طرح باہر کی طرف پھیل رہے تھے -اس کی آنکھوں سے پھسل رہے تھے۔ پھر بالآخر اس کی مزاحمت ختم ہوئی اور وہ صلاح الدین کے کندھے پر گرا اور چار دن تک ایک بار بھی جاگے بغیر سوتا رہا۔

جب وہ اپنے ہوش میں واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ چمچا نے چوہے کی طرح بکریوں کے یرغمال، ایک مخصوص جالندری کی مدد سے اسے سینٹر بلاک میں سیٹوں کی ایک خالی قطار میں لے جایا تھا۔ وہ گیارہ منٹ تک پیشاب کرنے بیت الخلا گیا اور اپنی آنکھوں میں حقیقی دہشت کے ساتھ واپس آیا۔ وہ پھر چمچے کے پاس بیٹھ گیا، لیکن ایک لفظ نہ بولا۔ دو راتوں کے بعد، چمچا نے اسے ایک بار پھر، نیند کے آغاز کے خلاف لڑتے ہوئے سنا۔ یا، جیسا کہ یہ نکلا: خوابوں کا۔

"دنیا کی دسویں بلند ترین چوٹی،" چمچا نے اسے بڑبڑاتے ہوئے سنا، "کیا ،Xixabangma Fengآٹھ اوہ ایک تین میٹر۔ اناپورنا نویں، "۔888یا وہ دوسرے سرے سے شروع کرے گا: "ایک، چومولنگما، آٹھ آٹھ چار آٹھ۔ دو، کے ٹو، چھیاسی گیارہ۔ کنچن جنگا، پچاسی انانوے، مکالو، دھولاگیری، مناسلو۔ نانگا پربت، میٹر آٹھ ہزار ایک۔ سو چھبیس۔"

"آپ سونے کے لیے آٹھ ہزار میٹر کی چوٹیوں کو گنتے ہیں؟" چمچا نے اس سے پوچھا۔
بھیڑوں سے بڑی، لیکن اتنی زیادہ نہیں۔ جبریل فرشتہ نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر سر جھکا لیا؛ ایک فیصلے پر آیا۔ "سونے کے لیے نہیں، میرے دوست، جاگتے رہنے کے لیے۔"

جب صلاح الدین چمچہ کو پتہ چلا کہ جبریل فرشتہ کو نیند سے ڈر کیوں لگتا ہے۔ ہر ایک کو کسی نہ کسی سے بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جبریل نے ناپاک خنزیروں کو کھانے کے بعد کیا ہوا اس کے بارے میں کسی سے بات نہیں کی تھی۔ خواب اسی رات شروع ہو گئے تھے۔ ان نظاروں میں وہ ہمیشہ موجود تھا، خود کے طور پر نہیں بلکہ اس کے نام کے طور پر، اور میرا مطلب کسی کردار کی ترجمانی کرنا نہیں ہے، سپونو، میں وہ ہوں، وہ میں ہوں، میں خونی فرشتہ ہوں، جبریل خود، خونی زندگی کی طرح بڑا۔

اسپونو زینت وکیل کی طرح جبریل نے بھی صلاح الدین کے مختصر نام پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ "بھئی، واہ۔ مجھے گدگدی ہے، سچ میں۔ گدگدی گلابی ہے۔ تو اگر آپ ان دنوں انگلش چمچے ہیں تو رہنے دیں۔ مسٹر سیلی سپون۔ یہ ہمارا چھوٹا مذاق ہوگا۔" جبریل فرشتہ نے لوگوں کو غصہ دلانے کا ایک طریقہ دیکھا۔ _چمچ، اسپونو، میرا پرانا چمچ_: صلاح الدین ان سب سے نفرت کرتا تھا۔ لیکن کچھ نہ کر سکے۔ سوائے نفرت کے۔

شاید یہ عرفی ناموں کی وجہ سے تھا، شاید نہیں، لیکن صلاح الدین نے جبریل کے انکشافات کو قابل رحم، مخالفانہ پایا، کیا عجیب بات تھی اگر اس کے خوابوں میں اسے فرشتہ کے طور پر دکھایا گیا ہو، خواب ہر قسم کے کام کرتے ہیں، کیا یہ واقعی ایک معمولی قسم سے زیادہ ظاہر کرتا ہے؟ ایگومینیا؟ لیکن جبریل خوف سے پسینہ آ رہا تھا: "پوائنٹ یہ ہے، سپونو،" اس نے التجا کی، "جب بھی میں سونے جاتا ہوں، خواب وہیں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے یہ رکا تھا۔ وہی خواب اسی جگہ پر۔ گویا کسی نے ویڈیو کو روک دیا جب میں چلا گیا۔ کمرے سے باہر۔ یا۔ یا۔ گویا وہ لڑکا ہے جو جاگ رہا ہے اور یہ خونی ڈراؤنا خواب ہے۔ اس کا خونی

Machine Translated by Google

خواب: ہم۔ یہاں. یہ سب۔" چمچا نے اسے گھورا۔ "پاگل، ٹھیک ہے،" اس نے کہا۔
"کون جانتا ہے کہ فرشتے بھی سوتے ہیں، خواب میں کوئی اعتراض نہیں۔ میں پاگل لگ رہا ہوں۔ کیا میں ٹھیک ہوں یا کیا؟"

"ہاں۔ تم پاگل لگ رہے ہو۔"
"تو پھر کیا بات ہے،" اس نے چیخ کر کہا، "میرے سر میں چل رہا ہے؟"

اوو

اس نے جتنا زیادہ وقت سوئے بغیر گزارا وہ اتنا ہی زیادہ باتونی ہوتا گیا، اس نے یرغمالیوں، ہائی جیکروں کے ساتھ ساتھ فلائٹ 420کے خستہ حال عملے کو، جو پہلے طعنہ دینے والی اسٹیورڈیسز اور فلائٹ ڈیک کے چمکتے عملے کو اب ماتم کے ساتھ کپڑے لگ رہے تھے، کو بحال کرنا شروع کر دیا۔ -ہوائی جہاز کے ایک کونے میں کھایا اور یہاں تک کہ رمی کے لامتناہی کھیلوں کے لئے اپنے پہلے کے جوش کو کھو دیا، --اپنے بڑھتے ہوئے سنکی تناسخ کے نظریات کے ساتھ، الزمزم کے نخلستان کے اس ہوائی پٹی پر ان کے قیام کا حمل کے دوسرے دور سے موازنہ کرتے ہوئے، ہر ایک کہ وہ سب دنیا کے لیے مردہ تھے اور دوبارہ پیدا ہونے کے عمل میں، نئے سرے سے بنائے گئے۔ اس خیال نے اسے کسی حد تک خوش کر دیا، حالانکہ اس نے بہت سے یرغمالیوں کو اس پر زور دینا چاہا، اور وہ یہ بتانے کے لیے ایک نشست پر اچھل پڑا کہ ان کی رہائی کا دن ان کے دوبارہ جنم کا دن ہوگا۔ امید جس نے اس کے سامعین کو پرسکون کیا۔

"عجیب مگر سچ!" وہ رویا. "وہ دن صفر ہوگا، اور کیونکہ ہم سب سالگرہ کا اشتراک کریں گے، ہم سب اس دن سے پوری زندگی کے لیے بالکل ایک ہی عمر کے ہوں گے۔ جب ایک ہی ماں سے پچاس بچے نکلیں تو آپ اسے کیسے کہتے ہیں؟ خدا جانتا ہے۔

تناسخ، جنونی جبریل کے لیے، ایک اصطلاح تھی جس کی ڈھال کے نیچے بہت سے تصورات اکٹھے ہوئے: راکھ سے فینکس، مسیح کا جی اٹھنا، ہجرت، موت کے فوراً بعد، دلائی لامہ کی روح کا جسم میں جانا۔ ایک نوزائیدہ بچہ. . . اس طرح کے معاملات وشنو کے اوتاروں کے ساتھ گھل مل گئے، مشتری کے میٹامورفوز، جنہوں نے بیل کی شکل اختیار کر کے وشنو کی نقل کی تھی۔ اور اسی طرح، جس میں یقیناً زندگی کے پے در پے دوروں کے ذریعے انسانوں کی ترقی، اب کاکروچ کی طرح، اب بادشاہوں کی حیثیت سے، واپسی کی خوشی کی طرف۔ _دوبارہ پیدا ہونے کے لیے پہلے مرنا پڑتا ہے۔ چمچہ نے اس بات پر احتجاج کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ جبریل نے اپنے کلام میں دی گئی زیادہ تر مثالوں میں میٹامورفوسس کو موت کی ضرورت نہیں تھی۔ نیا گوشت دوسرے دروازوں سے اندر داخل ہوا تھا۔ جبریل پوری پرواز میں، اس کے بازو شاہی پروں کی طرح لہراتے ہوئے، کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی۔
"پرانے کو مر جانا چاہیے، آپ کو میرا پیغام مل جائے، یا نیا کچھ نہیں ہو سکتا۔"

کبھی کبھی یہ طعنے آنسوؤں پر ختم ہوجاتے۔ فرشتہ اپنی تھکن سے باہر ہو کر اپنا کنٹرول کھو دیتی اور اپنا روتے ہوئے سر چمچے کے کندھے پر رکھ دیتی، جب کہ صلاح الدین --طویل اسیری قیدیوں کے درمیان کچھ ہچکچاہٹ کو ختم کر دیتی --اس کے چہرے پر ہاتھ مارتی اور اس کے سر کو چومتی، _وہاں، وہاں، وہاں_ . دوسرے موقعوں پر چمچا کی چڑچڑاپن اس سے بہتر ہو جاتا۔ ساتویں بار جب فرشتہ نے پرانے گرامسی شاہ بلوط کا حوالہ دیا تو صلاح الدین نے مایوسی سے چیخ کر کہا، شاید آپ کے ساتھ یہی ہو رہا ہے، آپ کا پرانا نفس مر رہا ہے اور آپ کا وہ خواب دیکھنے والا فرشتہ آپ کے جسم میں پیدا ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔

Machine Translated by Google

اوو

"کیا تم واقعی پاگل کی بات سننا چاہتے ہو؟" ایک سو ایک دن کے بعد جبریل نے چمچا کو مزید اعتماد کی پیشکش کی۔ "تم جاننا چاہتے ہو کہ میں یہاں کیوں ہوں؟"
اور بہرحال اس سے کہا: "ایک عورت کے لیے۔ ہاں، باس۔ میری خونی زندگی کی خونی محبت کے لیے۔ جس کے ساتھ میں نے کل تین پوائنٹ پانچ دن گزارے ہیں۔
کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ میں واقعی ٹوٹا ہوا ہوں؟ کیو ای ڈی، سپونو، پرانا چمچ۔"
اور: "آپ کو اس کی وضاحت کیسے کروں؟ اس کے ساڑھے تین دن، آپ کو یہ جاننے میں کتنا وقت لگے گا کہ سب سے اچھی چیز ہوئی ہے، سب سے گہری چیز، ہونا ہے-ہونا ہے؟ میں قسم کھاتا ہوں: جب میں اس کا بوسہ لیا وہاں ماں کی چنگاریں تھیں، یار، یقین نہ مانو، اس نے کہا کہ یہ قالین میں جامد بجلی ہے لیکن میں نے پہلے بھی ہوٹل کے کمروں میں چوزوں کو بوسہ دیا ہے اور یہ سب سے پہلے یقینی تھا، ایک یقینی اور- صرف خونی بجلی کے جھٹکے، یار، مجھے درد کے ساتھ واپس کودنا پڑا۔"

اس کے پاس الفاظ نہیں تھے کہ وہ اسے بیان کر سکے، اس کی پہاڑی برف کی عورت، یہ بیان کرنے کے لیے کہ اس لمحے کیسا گزرا تھا جب اس کی زندگی اس کے قدموں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی اور وہ اس کے معنی بن چکی تھی۔ "تم نہیں دیکھتے" اس نے ہار مان لی۔ "شاید آپ کسی ایسے شخص سے نہیں ملے جس کے لیے آپ دنیا کو پار کر چکے ہوں، جس کے لیے آپ سب کچھ چھوڑ دیں، واک آؤٹ کریں اور ہوائی جہاز لے جائیں۔ وہ ایورسٹ پر چڑھ گئی، یار۔ انتیس ہزار دو فٹ، یا شاید انتیس۔ چار ایک۔ سیدھے اوپر۔ آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسی عورت کے لیے جمبو جیٹ پر نہیں جا سکتا؟"

مشکل ترین جبریل فرشتہ نے پہاڑ کے ساتھ اپنے جنون کو سمجھانے کی کوشش کی۔
کوہ پیما الیلویا کون، صلاح الدین نے پامیلا کی یادوں کو جوڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ نہیں آئی۔ پہلے تو زینی ہو گی جو اس سے ملنے گئی تھی، اس کا سایہ، اور پھر کچھ دیر بعد وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ جبریل کا جذبہ غصے اور مایوسی کے ساتھ چمچے کو جنگلی بھگانے لگا، لیکن فرشتہ نے اس پر دھیان نہیں دیا، اس کی پیٹھ پر تھپڑ مارا، _خوش رہو، اسپونو، اب زیادہ دیر نہیں ہوگی۔

اوو

سو دسویں دن تاولین چھوٹی بکری کے یرغمال جالندری کے پاس چلی گئی اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے، اس نے اعلان کیا، ہم نے بار بار الٹی میٹم بھیجا جس کا کوئی جواب نہیں آیا، یہ پہلی قربانی کا وقت ہے۔ اس نے یہ لفظ استعمال کیا: قربانی۔ اس نے سیدھے جالندری کی آنکھوں میں دیکھا اور اسے سزائے موت سنادی۔ "پہلے تم۔ مرتد غدار کمینے۔" اس نے عملے کو ٹیک آف کے لیے تیار رہنے کا حکم دیا، وہ پھانسی کے بعد جہاز کے ہنگامے کا خطرہ مول لینے والی نہیں تھی، اور اپنی بندوق کی نوک سے اس نے جالندری کو سامنے والے کھلے دروازے کی طرف دھکیل دیا، جب وہ چیختا اور منت کرتا رہا۔ رحم کے لیے "اس کی آنکھیں تیز ہیں"

جبریل نے چمچہ سے کہا۔ "وہ ایک کٹ سرڈ ہے۔" جالندری پگڑی ترک کرنے اور بال کاٹنے کے اپنے فیصلے کی وجہ سے پہلا نشانہ بن گیا تھا، جس نے اسے اپنے عقیدے کا غدار بنا دیا، سردار جی کو کاٹا۔ _Cut-Sird_سات حرف مذمت؛ کوئی اپیل نہیں

جالندری گھٹنوں کے بل گر چکا تھا، اس کی پتلون کی سیٹ پر داغ پھیل رہے تھے، وہ اسے بالوں سے گھسیٹتی ہوئی دروازے تک لے جا رہی تھی۔ کوئی بھی منتقل نہیں ہوا۔ دارا بوٹا مان سنگھ نے ٹیبلو سے منہ موڑ لیا۔ وہ اس کے ساتھ گھٹنے ٹیک رہا تھا۔

Machine Translated by Google

کھلے دروازے پر واپس؛ اس نے اسے گھمایا، اس کے سر کے پچھلے حصے میں گولی مار دی، اور وہ ٹرمک پر گر گیا۔ تاولین نے دروازہ بند کر دیا۔
چوکڑی میں سب سے کم عمر اور کودنے والے مان سنگھ نے اس پر چیخ کر کہا: "اب ہم کہاں جائیں؟ کسی بھی لعنتی جگہ پر وہ کمانڈوز کو یقینی طور پر اندر بھیجیں گے۔
اب ہم جا چکے ہیں۔"
"شہادت ایک سعادت ہے،" اس نے آہستہ سے کہا۔ "ہم ستاروں کی طرح ہوں گے؛ سورج کی طرح۔"

اوو

ریت نے برف کو راستہ دیا۔ سردیوں میں یورپ، اس کے سفید، بدلتے قالین کے نیچے، اس کا بھوت سفید رات بھر چمکتا ہے۔ الپس، فرانس، انگلینڈ کی ساحلی پٹی، سفید چٹانیں سفید گھاس کے میدانوں کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ مسٹر.

صلاح الدین چمچہ نے متوقع گیند باز کی ٹوپی پر جام کیا۔ دنیا نے فلائٹ ،420-1 Aبوئنگ 747 _بوستان_ کو دوبارہ دریافت کیا تھا۔ ریڈار نے اسے ٹریک کیا۔ ریڈیو پیغامات پھٹ پڑے۔ _کیا آپ اترنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ _لیکن اجازت نہیں مانگی گئی۔ _بوستان_انگلینڈ کے ساحل پر ایک بہت بڑے سمندری پرندے کی طرح چکر لگاتا ہے۔ گل۔ Albatrossایندھن کے اشارے ڈوب گئے: صفر کی طرف۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو اس نے تمام مسافروں کو حیرت میں ڈال دیا، کیونکہ اس بار تینوں مرد ہائی جیکروں نے تاولین کے ساتھ کوئی بحث نہیں کی، ایندھن کے بارے میں کوئی شدید سرگوشیاں نہیں ہوئیں کہ _تم کیا کر رہے ہو_ لیکن صرف خاموشی سے کھڑے رہے۔ بند، وہ ایک دوسرے سے بات بھی نہیں کرتے تھے، جیسے انہوں نے امید چھوڑ دی ہو، اور پھر مان سنگھ ہی تھا جو ٹوٹ کر اس کے لیے چلا گیا۔ یرغمالیوں نے موت تک کی لڑائی دیکھی، اس میں ملوث ہونے کا احساس نہیں کر سکا، کیونکہ ہوائی جہاز پر حقیقت سے ایک متجسس لاتعلقی آ گئی تھی، ایک قسم کا غیر ضروری حادثہ، ایک قسمت پسندی، کوئی کہہ سکتا ہے۔ وہ فرش پر گر گئے اور اس کا چاقو اس کے پیٹ سے اوپر چلا گیا۔ بس اتنا تھا، اس کا اختصار اس کی بظاہر غیر اہمیت میں اضافہ کر رہا تھا۔ پھر جب وہ اٹھی تو یوں لگا جیسے سب جاگ اٹھیں، ان سب پر واضح ہو گیا کہ اس کا مطلب واقعی کاروبار ہے، وہ اس سے گزر رہی تھی، سارے راستے، اس نے اپنے ہاتھ میں وہ تار پکڑا ہوا تھا جس نے سب کو جوڑ دیا تھا۔ اس کے گاؤن کے نیچے تمام دستی بموں کے پن، وہ تمام مہلک چھاتیاں، اور اگرچہ اس وقت بوٹا اور دارا اس کی طرف لپکے، اس نے بہرحال تار کھینچ لیا، اور دیواریں گرتی چلی گئیں۔

نہیں، موت نہیں: پیدائش۔

Machine Translated by Google

IIمہاؤنڈ

1

جبریل جب ناگزیر کے سامنے سرتسلیم خم کرتا ہے، جب وہ اپنے فرشتے کے نظاروں کی طرف بھاری ڈھکنوں سے پھسلتا ہے، اپنی محبت کرنے والی ماں کے پاس سے گزرتا ہے جس کا اس کے لیے ایک مختلف نام ہے، شیطان، وہ اسے شیطان کی طرح بلاتی ہے، اس لیے کہ وہ اس کے لیے ایک ہی نام ہے۔ دفتری کارکنوں کے لنچ کے لیے شہر میں لے جانے والے ٹفنوں کے ساتھ بے وقوف بنا کر، شرارتی امپ، وہ اپنے ہاتھ سے ہوا کاٹتی ہے، بدمعاش مسلمانوں کے گوشت کے ڈبوں کو ہندو نان ویج ٹفن کیرئیر میں ڈال رہا ہے، گاہک بازوؤں پر ہیں۔ چھوٹا شیطان، وہ ڈانٹتا ہے، لیکن پھر اسے اپنی بانہوں میں جوڑ لیتا ہے، میری چھوٹی فرشتہ، لڑکے تو لڑکے ہوں گے، اور وہ اس کے پاس سے نیند میں گرتا ہے، وہ گرتا جاتا ہے اور گرتا ہوا اڑتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے، اس کی ماں کی آواز دور سے گونجتی ہے۔ بابا، دیکھو تم کیسے بڑھے، اینور_ماؤس_، واہ واہ، تالیاں۔ وہ بہت بڑا، پروں کے بغیر، افق پر اپنے پیروں اور سورج کے گرد اپنے بازوؤں کے ساتھ کھڑا ہے۔ ابتدائی خوابوں میں وہ ابتداء کو دیکھتا ہے، شیطان آسمان سے نیچے گرتا ہے، سب سے اونچی چیز کی شاخ کو پکڑتا ہے، عرش کے نیچے کھڑا سب سے سرے کا لاوٹ کا درخت، شیطان غائب، ڈوبتا، چھلکتا ہے۔ لیکن وہ زندہ رہا، مردہ نہیں ہو سکا، اس نے اپنی نرم دلکش آیات کے نیچے سے گایا۔

اے وہ میٹھے گیت جنہیں وہ جانتا تھا۔ اپنی بیٹیوں کے ساتھ اس کے شیطانی پشت پناہی کرنے والے گروہ کے طور پر، ہاں، وہ تینوں، لات منات عزہ، بے ماں لڑکیاں اپنے ابا کے ساتھ ہنس رہی ہیں، جبریل کے پاس ہاتھ کے پیچھے ہنس رہی ہیں، ہم نے آپ کے لیے کیا چال رکھی ہے، وہ ہنستے ہیں، آپ کے لیے اور پہاڑی پر اس تاجر کے لیے۔

لیکن تاجر سے پہلے اور بھی کہانیاں ہیں، یہاں وہ ہے، مہاراج جبریل، مصری ہاجرہ پر زمزم کے چشمے کو ظاہر کر رہا ہے تاکہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچے کے ساتھ صحرا میں چھوڑ دیا، وہ چشمے کا ٹھنڈا پانی پی سکے اور اس طرح زندہ رہے۔ . اور بعد میں، جب جرہم نے زمزم کو مٹی اور سنہری غزالوں سے بھر دیا، تاکہ وہ ایک وقت کے لیے کھو گیا، وہ پھر اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے، سرخ رنگ کے خیموں کا طالب، چاندی کے بالوں والے بچے کا باپ۔ جس نے، بدلے میں، تاجر پیدا کیا۔ تاجر: وہ آ گیا۔

کبھی کبھار جب وہ سوتا ہے تو جبریل کو ہوش آتا ہے، خواب کے بغیر، خود سوئے ہوئے ہیں، خود خواب دیکھ رہے ہیں، اپنے خواب کے بارے میں آگاہی، اور پھر ایک گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے، اے اللہ، وہ پکارتا ہے، اے اللہ، اللہ، میں نے اپنے خون آلود چپس کھا لیے ہیں۔ میں دماغ میں کیڑے ہیں، مکمل پاگل، ایک لونی دھن اور ایک غائب بابون۔ جیسا کہ اس نے، تاجر، نے محسوس کیا جب اس نے پہلی بار فرشتہ کو دیکھا: سوچا کہ وہ ٹوٹ گیا ہے، اپنے آپ کو ایک چٹان سے، ایک اونچی چٹان سے، اس چٹان سے نیچے پھینکنا چاہتا ہے جس پر ایک چھوٹا سا لاٹ کا درخت اگتا ہے، ایک چٹان۔ دنیا کی چھت کی طرح بلند

Machine Translated by Google

وہ آ رہا ہے: کونی ماؤنٹین پر غار تک اپنا راستہ بنا رہا ہے۔ سالگرہ مبارک: وہ آج 44سال کا ہے۔ لیکن اگرچہ اس کے پیچھے اور نیچے شہر تہوار کے ساتھ بھرا ہوا ہے، وہ اوپر چڑھتا ہے، اکیلا۔ اس کے لیے سالگرہ کا کوئی نیا سوٹ نہیں ہے، جو اس کے بیڈ کے دامن میں صفائی سے دبایا اور جوڑ دیا گیا ہے۔ ایک صاحب ذوق آدمی۔ (یہ کیسا عجیب انداز ہے تاجر کا؟)

سوال: ایمان کا مخالف کیا ہے؟
کفر نہیں۔ بہت حتمی، یقینی، بند۔ بذات خود ایک قسم کا عقیدہ۔
شک.

انسانی حالت، لیکن فرشتہ کا کیا؟ اللہ اور ہمساپ کے درمیان آدھے راستے پر، کیا انہوں نے کبھی شک کیا؟ انہوں نے کیا: خدا کی مرضی کو چیلنج کرتے ہوئے ایک دن وہ عرش کے نیچے گڑگڑاتے ہوئے چھپ گئے، ممنوعہ چیزیں پوچھنے کی ہمت: قدیم سوالات۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس پر بحث نہیں ہو سکتی تھی۔ آزادی، پرانی نوادرات۔ اس نے انہیں پرسکون کر دیا، قدرتی طور پر، انتظامی مہارتوں کو ایک لا گڈ میں استعمال کیا۔ ان کی خوشامد کی: آپ زمین پر میری مرضی کے آلات ہوں گے، انسان کی نجات کے، تمام معمول وغیرہ۔ اور ارے پریسٹو، احتجاج کا اختتام، ہالوز کے ساتھ، واپس کام پر۔ فرشتوں کو آسانی سے سکون ملتا ہے۔ انہیں آلات میں تبدیل کریں اور وہ آپ کی ہارپی دھن بجائیں گے۔ انسان سخت گری دار میوے ہیں، کسی بھی چیز پر شک کر سکتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی اپنی آنکھوں کا ثبوت۔ ان کی اپنی آنکھوں کے پیچھے۔ کیا، جب وہ بھاری ڈھکنوں سے ڈوبتے ہیں، بند جھانکنے والوں کے پیچھے منتقل ہوتے ہیں۔ . . فرشتے، ان کے پاس وصیت کی راہ میں زیادہ کچھ نہیں ہے۔

مرضی اختلاف کرنا ہے۔ جمع نہ کرنا؛ اختلاف کرنا
میں جانتا ہوں؛ شیطان کی بات شیطان جبریل کو روکتا ہے۔
مجھے؟

تاجر: ویسا ہی لگتا ہے جیسا کہ اسے چاہیے، اونچی پیشانی، ایگلنوز، کندھے چوڑے، کولہے میں تنگ۔ اوسط قد، بروڈنگ، سادہ کپڑے کے دو ٹکڑوں میں ملبوس، ہر ایک کی لمبائی میں چار، ایک اس کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی ہے، دوسرا اس کے کندھے پر۔ بڑی آنکھیں؛ لڑکی کی طرح لمبی کوڑے اس کی ٹانگیں بہت لمبی لگ سکتی ہیں، لیکن وہ ہلکے پاؤں والا آدمی ہے۔ یتیم حرکت پذیر اہداف بننا سیکھتے ہیں، تیز چھل قدمی، تیز رد عمل، اپنی زبان کو احتیاط سے پکڑنا سیکھتے ہیں۔ وہ کانٹے دار جھاڑیوں اور اوپوبلسم کے درختوں کے درمیان سے اوپر آتا ہے، پتھروں پر کھرچتا ہوا، یہ ایک فٹ آدمی ہے، کوئی نرم پیٹ سود خور نہیں ہے۔ اور ہاں، اسے دوبارہ بیان کرنے کے لیے: اکیلے رہنے کے لیے، ماؤنٹ کون کے اوپر، کبھی کبھی ایک مہینے تک جنگلوں میں جانے کے لیے ایک عجیب و غریب قسم کا کاروبار کرنا پڑتا ہے۔

اس کا نام: ایک خواب کا نام، بصارت سے بدل گیا۔ درست طریقے سے تلفظ، اس کا مطلب ہے کہ وہ-جس کے لیے-شکریہ- دیا جانا چاہیے، لیکن وہ یہاں اس کا جواب نہیں دے گا۔ اور نہ ہی، اگرچہ وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ وہ اسے کیا کہتے ہیں، نیچے جاہلیہ میں اس کے عرفی نام کے لیے --وہ جو-اوپر-اور-نیچے-بوڑھا-کونی۔ یہاں وہ نہ تو Mahometہے اور نہ ہی MocHammered؛اس کے بجائے، فرنگیوں کو اپنے گلے میں لٹکانے والے شیطانی ٹیگ کو اپنایا ہے۔ توہین کو طاقت میں بدلنے کے لیے، وِگس، ٹوریز، سیاہ فام سبھی نے فخر کے ساتھ وہ نام پہننے کا انتخاب کیا جو انہیں طعنے میں دیا گیا تھا۔ اسی طرح، ہمارا پہاڑ پر چڑھنے والا، نبی کی حوصلہ افزائی کرنے والا تنہا قرون وسطی کا بچہ ہونا ہے--ڈرانے والا، شیطان کا مترادف: مہاؤنڈ۔

وہ وہی ہے۔ مہاونڈ تاجر، حجاز میں اپنے گرم پہاڑ پر چڑھ رہا ہے۔ شہر کا سراب اس کے نیچے دھوپ میں چمکتا ہے۔

Machine Translated by Google

اوو

جاہلیہ شہر مکمل طور پر ریت سے بنا ہے، اس کے ڈھانچے صحرا سے بنتے ہیں جہاں سے یہ طلوع ہوتا ہے۔ یہ حیرت انگیز نظارہ ہے: دیواروں والا، چار دروازوں والا، یہ سارا ایک معجزہ اس کے شہریوں نے کام کیا، جنہوں نے ان چھوڑے ہوئے حصوں کے باریک سفید ٹیلے کی ریت کو تبدیل کرنے کی چال سیکھی ہے، --بے ترتیبی کا بہت بڑا سامان , --بے ترتیبی ، بدلاؤ ، غداری ، کمی --

آف-فارم، --اور اسے کیمیا کے ذریعے اپنے نئے ایجاد کردہ مستقل مزاجی کے تانے بانے میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہ لوگ محض تین یا چار نسلیں ہیں جو اپنے خانہ بدوش ماضی سے ہٹی ہوئی ہیں، جب وہ ٹیلوں کی طرح جڑوں سے خالی تھے، یا اس علم میں جڑے ہوئے تھے کہ سفر ہی گھر ہے۔

--جبکہ مہاجر مکمل طور پر سفر کے بغیر کر سکتا ہے۔ یہ ایک ضروری برائی سے زیادہ نہیں ہے۔ نقطہ پہنچنا ہے. .--

ابھی حال ہی میں، پھر، اور ان چالاک تاجروں کی طرح، جاہلیوں نے بڑے بڑے قافلوں کے راستوں کے چوراہے پر بسے، اور ٹیلوں کو اپنی مرضی سے جوڑا۔ اب ریت طاقتور شہری تاجروں کی خدمت کرتی ہے۔ کوبلوں میں پیٹا جاتا ہے، یہ جاہلیہ کی اذیت ناک گلیوں کو ہموار کرتا ہے۔ رات کے وقت، جلی ہوئی ریت سے سنہری شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔ کھڑکیوں میں شیشہ ہے، تجارتی محلوں کی لامحدود اونچی ریت کی دیواروں میں لمبے لمبے کٹے ہوئے کھڑکیوں میں۔ جاہلیہ کی گلیوں میں، گدھا گاڑی ہموار سلیکون پہیوں پر آگے بڑھ رہی ہے۔ میں، اپنی شرارت میں، کبھی کبھی ایک عظیم لہر کے آنے کا تصور کرتا ہوں، صحرا میں گرجتے ہوئے پانی کی ایک اونچی دیوار، ٹوٹتی ہوئی کشتیوں اور ڈوبتے ہتھیاروں سے بھری ایک مائع تباہی، ایک سمندری لہر جو ان بیکار ریت کے قلعوں کو کم کر دے گی، ان اناج کو جہاں سے وہ آئے تھے۔ لیکن یہاں کوئی لہریں نہیں ہیں۔ جاہلیت میں پانی دشمن ہے۔ مٹی کے برتنوں میں لے جایا جاتا ہے، اسے کبھی بھی نہیں پھینکا جانا چاہیے (تعزیرات کا ضابطہ مجرموں کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے)، کیونکہ جہاں یہ گرتا ہے شہر خطرناک حد تک گر جاتا ہے۔ سڑکوں میں گڑھے نظر آتے ہیں، مکانات جھک جاتے ہیں اور جھک جاتے ہیں۔ جاہلیت کے پانی کے بردار گھناؤنی ضرورتیں ہیں، جن کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اس لیے انہیں کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ جاہلیت میں کبھی بارش نہیں ہوتی۔ سلیکن باغات میں کوئی چشمہ نہیں ہے۔ چند کھجوریں بند صحن میں کھڑی ہیں، ان کی جڑیں نمی کی تلاش میں زمین کے نیچے دور دور تک سفر کرتی ہیں۔ شہر کا پانی زیر زمین ندیوں اور چشموں سے آتا ہے، ایسا ہی ایک زمزم ہے، جو مرکزی ریت کے مرکز میں ہے- شہر، حجر اسود کے ساتھ ہے۔ یہاں، زمزم پر، ایک بہشتی، ایک حقیر پانی--

کیریئر، اہم، خطرناک سیال کو ڈرائنگ. اس کا ایک نام ہے: خالد۔

تاجروں کا شہر، جاہلیہ۔ اس قبیلے کا نام _شارک_ ہے۔ اس شہر میں، تاجر سے نبی بنے، مہوند، دنیا کے عظیم مذاہب میں سے ایک بانی کر رہے ہیں۔ اور اس دن، اس کی سالگرہ، اس کی زندگی کے بحران پر پہنچا ہے۔ اس کے کان میں سرگوشی کی آواز آئی: _تمہارا کیسا خیال ہے؟ انسان یا چوہا؟ _ہم اس آواز کو جانتے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی ایک بار سنا ہے۔

اوو

جب مہاؤنڈ کونی پر چڑھتا ہے، تو جاہلیہ ایک مختلف سالگرہ مناتی ہے۔ قدیم زمانے میں بزرگ حضرت ابراہیم ہاجرہ کے ساتھ اس وادی میں آئے تھے۔

Machine Translated by Google

اسماعیل، ان کا بیٹا۔ یہاں، اس بے آب و گیاہ بیابان میں، اس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے اس سے پوچھا، کیا یہ خدا کی مرضی ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا، یہ ہے۔ اور چھوڑ دیا، کمینے۔
شروع سے ہی مردوں نے "خدا کا استعمال ناجائز کو درست ثابت کرنے کے لیے کیا۔ وہ پراسرار طریقوں سے آگے بڑھتا ہے: مرد کہتے ہیں۔ پھر حیرت کی بات ہے کہ عورتیں میری طرف متوجہ ہوئیں۔ لیکن میں بات پر قائم رہوں گا؛ ہاجرہ کوئی جادوگرنی نہیں تھی۔
وہ بھروسہ کر رہی تھی: _تو یقیناً وہ مجھے ہلاک نہیں ہونے دے گا_ ابراہیم کے جانے کے بعد اس نے بچے کو اپنی چھاتی سے دودھ پلایا یہاں تک کہ اس کا دودھ ختم ہو گیا، پھر وہ دو پہاڑیوں پر چڑھی، پہلے صفا پھر مروہ، ایک سے دوسری تک دوڑتی ہوئی اس کی مایوسی، ایک خیمہ، ایک اونٹ، ایک انسان کو دیکھنے کی کوشش میں، اس نے کچھ نہیں دیکھا، جب وہ جبرائیل علیہ السلام کے پاس آیا اور اسے زمزم کا پانی دکھایا، تو ہاجرہ بچ گئیں، لیکن اب حجاج کیوں جمع ہوتے ہیں؟ اس کی بقا کا جشن منانے کے لیے؟

نہیں نہیں. وہ اس اعزاز کا جشن منا رہے ہیں جو وادی کے دورے سے کیا گیا، آپ نے اندازہ لگایا ہے، ابراہیم۔ اس محبت کرنے والی ساتھی کے نام پر، وہ جمع کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔

جاہلیہ آج سب پرفیوم ہے۔ عربی کی خوشبو، _Arabia Odorifera_کی، ہوا میں معلق ہے: بلسم، کیسیا، دار چینی، لوبان، مرر۔ زائرین کھجور کی شراب پیتے ہیں اور عید ابراہیم کے عظیم میلے میں گھومتے ہیں۔ اور، ان میں سے، ایک گھومتا ہے جس کی کھال بھری پیشانی اسے خوش مزاج ہجوم سے الگ کرتی ہے: ڈھیلے سفید لباس میں ایک لمبا آدمی، وہ مہاونڈ سے تقریباً ایک پورا سر اونچا کھڑا ہوگا۔ اس کی داڑھی اس کے ترچھے، اونچی ہڈیوں والے چہرے کے قریب ہے۔ اس کی چال میں طاقت کی جان لیوا خوبصورتی شامل ہے۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ --خواب آخرکار اس کا نام ظاہر کرتا ہے۔ یہ بھی خواب سے بدل جاتا ہے۔ یہ ہے، کریم ابو سمبل، جاہلیہ کا عظیم، زبردست، خوبصورت ہند کا شوہر۔ شہر کی حکمران کونسل کا سربراہ، بے شمار دولت مند، شہر کے دروازوں پر منافع بخش مندروں کا مالک، اونٹوں کا مالدار، کارواں کا نگران، اس کی بیوی ملک کی سب سے بڑی خوبصورتی: ایسے آدمی کے یقین کو کیا ہلا سکتا ہے؟ اور پھر بھی، ابو سمبل کے لیے بھی، ایک بحران قریب آ رہا ہے۔ ایک نام اس کو گھورتا ہے، اور آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کیا ہے، مہاؤنڈ مہاؤنڈ۔

اے جاہلیت کے میدانوں کی رونق! یہاں وسیع خوشبودار خیموں میں مسالوں کی صفیں ہیں، سینہ کے پتوں کی، خوشبودار لکڑیاں۔ یہاں عطر فروشوں کو پایا جا سکتا ہے، جو حجاج کی ناک اور ان کے بٹوے کے لیے بھی مقابلہ کر رہے ہیں۔ ابو سمبل ہجوم میں سے اپنا راستہ دھکیل رہا ہے۔ سوداگر، یہودی، ،Monophysite، Nabataeanچاندی اور سونے کے ٹکڑوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں، ان کا وزن کرتے ہیں، جانے والے دانتوں سے سکے کاٹتے ہیں۔ مصر کا کتان اور چین کا ریشم۔ بصرہ سے، اسلحہ اور غلہ۔ جوا، شراب نوشی اور رقص ہے۔ فروخت کے لیے غلام ہیں، نیوبین، اناتولین، ایتھوپی۔

شارک کے قبیلے کے چار دھڑے میلے کے الگ الگ زونز کو کنٹرول کرتے ہیں، سرخ رنگ کے خیموں میں خوشبو اور مصالحے، جبکہ سیاہ خیموں میں کپڑا اور چمڑا۔ سلور ہیئرڈ گروپنگ قیمتی دھاتوں اور تلواروں کا انچارج ہے۔ تفریح --نرد، بیلی ڈانسر، کھجور کی شراب، چرس اور عفیم کا تمباکو نوشی --قبیلے کے چوتھے حصے، اونٹوں کے مالکان، جو غلاموں کی تجارت بھی چلاتے ہیں۔ ابو سمبل رقص کے خیمے میں دیکھ رہا ہے۔ حجاج اپنے بائیں طرف منی بیگ پکڑے بیٹھے ہیں۔

Machine Translated by Google

ہاتھ ہر بار ایک سکے کو تھیلے سے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں منتقل کیا جاتا ہے۔ رقاص ہلاتے اور پسینہ بہاتے ہیں، اور ان کی آنکھیں حاجیوں کی انگلیوں سے کبھی نہیں نکلتی ہیں۔ جب سکے کی منتقلی بند ہو جاتی ہے تو رقص بھی ختم ہو جاتا ہے۔ عظیم آدمی ایک چہرہ بناتا ہے اور خیمے کے فلیپ کو گرنے دیتا ہے۔

جاہلیہ کو کچے دائروں کی ایک سیریز میں بنایا گیا ہے، اس کے مکانات حجر اسود سے باہر کی طرف پھیلے ہوئے ہیں، تقریباً دولت اور مرتبے کے لحاظ سے۔ ابو سمبل کا محل پہلے دائرے میں ہے، سب سے اندرونی انگوٹھی؛ وہ شہر کے بہت سے سیرسوں سے گزرتے ہوئے گھومتی ہوئی، تیز ہواؤں والی شعاعی سڑکوں میں سے ایک پر اپنا راستہ بناتا ہے، جو یاتریوں کے پیسوں کے بدلے، چہچہاتے، قہقہے لگاتے، ہس رہے ہوتے ہیں، پرندوں، درندوں، سانپوں کے جنوں کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ ایک جادوگرنی، ایک لمحے کے لیے نظر اٹھانے میں ناکام رہتی ہے، اپنے راستے میں بیٹھ جاتی ہے: "میرے پیارے، ایک لڑکی کے دل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں؟ اپنے انگوٹھے کے نیچے دشمن چاہتے ہیں؟ مجھے آزمائیں؛ میری چھوٹی گرہیں آزمائیں!" اور اٹھاتی ہے، ایک گرہ دار رسی کو لٹکاتی ہے، انسانی جانوں کو پھنسانے والا --لیکن، اب یہ دیکھ کر کہ وہ کس سے بات کرتی ہے، اپنے مایوس بازو کو گرا دیتی ہے اور بڑبڑاتی ہوئی ریت میں گر جاتی ہے۔

ہر طرف شور و غوغا۔ شاعر خانوں پر کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں جبکہ حاجی اپنے پاؤں پر سکے پھینکتے ہیں۔ کچھ برڈ رجز آیات بولتے ہیں، ان کی چار-
لیجنڈ کے مطابق اونٹ کے چلنے کی رفتار سے سلیبل میٹر تجویز کیا گیا ہے۔ دوسرے قصیدہ بولتے ہیں، بے راہرو مالکن کی نظمیں، صحرائی مہم جوئی، اونجر کا شکار۔ ایک یا دو دن میں سالانہ شعری مقابلے کا وقت ہو جائے گا، جس کے بعد سات بہترین اشعار حجر اسود کی دیواروں پر کیلوں سے جکڑے جائیں گے۔ شاعر اپنے بڑے دن کے لیے شکل اختیار کر رہے ہیں۔ ابو سمبل ایک قبیلے کی طرف سے دوسرے کے خلاف، ایک قبیلے کے ذریعے اپنے پڑوسی کے خلاف شیطانی طنزیہ گانے گاتے ہوئے ہنستے ہیں۔ اور تسلیم کرتے ہوئے سر ہلاتا ہے کہ شاعروں میں سے ایک اس کے ساتھ قدم پر گرتا ہے، جوانی کی انگلیوں کے ساتھ ایک تیز تنگ نوجوان۔ یہ نوجوان چراغ باز پہلے ہی تمام جاہلیت میں سب سے زیادہ خوف زدہ زبان رکھتا ہے، لیکن ابو سمبل کے نزدیک وہ تقریباً قابل احترام ہے۔ "اتنی مصروفیت کیوں ہے، گرانڈی؟ اگر آپ اپنے بال نہیں جھاڑ رہے تھے تو میں آپ سے کہوں گا کہ اسے گرا دیں۔" ابو سمبل اپنی ڈھلوان مسکراہٹ "ایسی ساکھ،" وہ سوچتا ہے۔ "اتنی شہرت، تمہارے دودھ کے دانت گرنے سے پہلے ہی۔ باہر دیکھو ورنہ ہمیں تمہارے لیے وہ دانت نکالنے پڑیں گے۔" وہ چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے، ہلکا پھلکا بول رہا ہے، لیکن یہ ہلکا پن بھی اپنی طاقت کی وسعت کی وجہ سے خطرے سے دوچار ہے۔ لڑکا بے نیاز ہے۔ ابو سمبل کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے، اس نے جواب دیا: "ہر ایک کو جو تم باہر نکالو گے، ایک مضبوط بڑھے گا، گہرا کاٹتا ہوا، خون کی گرم لہریں کھینچتا ہے۔" گرانڈی، مبہم طور پر، سر ہلاتا ہے۔ "آپ کو خون کا ذائقہ پسند ہے،" وہ کہتے ہیں۔ لڑکا کندھے اچکاتا ہے۔ "ایک شاعر کا کام،" وہ جواب دیتا ہے۔ "بے نامی کا نام لینا، دھوکہ دہی کی طرف اشارہ کرنا، فریق لینا، دلائل شروع کرنا، دنیا کو شکل دینا اور اسے سونے سے روکنا۔" اور اگر اس کی آیات سے خون کی نہریں بہیں تو وہ اس کی پرورش کریں گی۔ وہ طنز نگار ہے، بعل۔

ایک پردہ دار کوڑا گزرتا ہے۔ شہر کی کچھ عمدہ خاتون، آٹھ اناطولیہ غلاموں کے کندھوں پر اٹھائے میلے کو دیکھنے نکلیں۔ ابو سمبل نوجوان بعل کو سڑک سے ہٹانے کے بہانے کہنی سے پکڑتا ہے۔ بڑبڑایا، "میں تمہیں ڈھونڈنے کی امید رکھتا تھا، اگر تم چاہو تو ایک لفظ۔" ہا! مہارت پر حیرت

Machine Translated by Google

گرینڈی کی. ایک آدمی کو تلاش کرتے ہوئے، وہ اپنی کان کو یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس نے شکاری کا شکار کیا ہے۔ ابو سمبل کی گرفت مضبوط کہنی کے ذریعے، وہ اپنے ساتھی کو شہر کے مرکز میں مقدس مقدس کی طرف لے جاتا ہے۔

گرانڈی کا کہنا ہے کہ "میرے پاس آپ کے لیے ایک کمیشن ہے۔ "ایک ادبی معاملہ۔ میں اپنی حدود کو جانتا ہوں؛ شاعرانہ بدتمیزی کی مہارت، میٹریکل طعنوں کے فن، میری طاقت سے بالکل باہر ہیں۔ تم سمجھتے ہو۔"

لیکن بعل، مغرور، مغرور ساتھی، سختی کرتا ہے، اپنے وقار پر قائم ہے۔ فنکار کے لیے ریاست کا خادم بننا درست نہیں۔ سمبل کی آواز نیچے آتی ہے، سلکیر تال حاصل کرتی ہے۔ "آہ، ہاں، جب کہ خود کو قاتلوں کے حوالے کرنا ایک مکمل اعزاز ہے۔" جے ابیلیا میں مرنے والوں کا ایک فرقہ چل رہا ہے۔ جب کوئی آدمی مرتا ہے تو سوگوار اپنے آپ کو پیٹتے ہیں، چھاتیاں نوچتے ہیں، بال نوچتے ہیں۔ ایک اونٹ کو مرنے کے لیے قبر پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اور اگر وہ شخص قتل کر دیا گیا ہو تو اس کا قریبی رشتہ دار عصمت دری کرتا ہے اور قاتل کا پیچھا کرتا ہے جب تک کہ خون کا بدلہ خون سے نہ لیا جائے۔ اس کے بعد جشن کی نظم لکھنے کا رواج ہے، لیکن چند بدلہ لینے والوں کو شاعری کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ بہت سے شاعر قاتلانہ گیت لکھ کر روزی کماتے ہیں، اور اس بات پر عام اتفاق ہے کہ ان خون کی تعریف کرنے والوں میں سب سے بہترین شاعر، بعل ہے۔ جس کا پیشہ ورانہ غرور اسے اب گرانڈی کے چھوٹے طعنے سے چوٹ پہنچنے سے روکتا ہے۔ "یہ ایک ثقافتی معاملہ ہے،" وہ جواب دیتا ہے۔ ابو سمبل اب بھی ریشم کی گہرائی میں ڈوب جاتا ہے۔ "شاید ایسا ہی ہے،" وہ حجر اسود کے دروازے پر سرگوشی کرتا ہے، "لیکن، بعل، مانتا ہے: کیا میرا تم پر کوئی چھوٹا سا دعویٰ نہیں ہے؟

ہم دونوں خدمت کرتے ہیں، یا تو میں نے سوچا، ایک ہی مالکن۔"
اب خون بعل کے گالوں سے نکلتا ہے۔ اس کا اعتماد ٹوٹ جاتا ہے، ایک خول کی طرح اس سے گرتا ہے۔ گرانڈی، بظاہر تبدیلی سے غافل، طنز نگار کو ایوان میں آگے بڑھاتا ہے۔

جابلیہ میں کہتے ہیں کہ یہ وادی زمین کی ناف ہے۔ کہ سیارہ، جب یہ بنایا جا رہا تھا، اس نقطے کے گرد گھوم رہا تھا۔ آدم نے یہاں آکر ایک معجزہ دیکھا: زمرد کے چار ستون جن پر ایک بڑا چمکتا ہوا یاقوت ہے، اور اس چھتری کے نیچے ایک بہت بڑا سفید پتھر ہے، جو اس کی روح کے نظارے کی طرح اپنی ہی روشنی سے چمک رہا ہے۔ اس نے رویا کے گرد مضبوط دیواریں بنائی تاکہ اسے ہمیشہ کے لیے زمین سے باندھ دیا جائے۔ یہ پہلا ایوان تھا۔ اسے کئی بار دوبارہ تعمیر کیا گیا --ایک بار ابراہیم کے ذریعہ، ہاجرہ اور اسماعیل کے فرشتے کی مدد سے زندہ رہنے کے بعد --اور آہستہ آہستہ صدیوں کے حجاج کے ذریعہ سفید پتھر کے لاتعداد چھونے نے اس کا رنگ سیاہ کر دیا۔ پھر بتوں کا زمانہ شروع ہوا۔ مہاونڈ کے وقت تک، تین سو ساٹھ پتھر کے دیوتا خدا کے اپنے پتھر کے گرد جمع ہو گئے۔

بوڑھے آدم نے کیا سوچا ہوگا؟ اس کے اپنے بیٹے اب یہاں موجود ہیں: ہبل کا کالوسس، جسے عمالیقیوں نے ہٹ سے بھیجا تھا، خزانے کے کنویں کے اوپر کھڑا ہے، حبل چرواہا، موم کا چاند۔ بھی، چمکنے والا، خطرناک کاہن۔ وہ ڈوبتا ہوا ہلال، لوہار اور موسیقار ہے۔ اس کے بھی اپنے عقیدت مند ہیں۔

ہبل اور کین گرانڈی اور شاعر کو ٹہلتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور ;Nabataean proto-Dionysus, He-of-Sharaصبح کا ستارہ، اورAstarte،

Machine Translated by Google

زحل نقروہ یہ ہے سورج دیوتا مناف! دیکھو، وہاں دیو نصر، عقاب کی شکل میں خدا! قزح کو دیکھو، جس نے قوس قزح کو تھام رکھا ہے... کیا یہ دیوتاؤں کا گلہ نہیں، ایک پتھر کا سیلاب ہے، جو حاجیوں کی بھوک مٹانے، ان کی ناپاک پیاس بجھانے کے لیے ہے۔ دیوتا، مسافروں کو لبھانے کے لیے، آتے ہیں --یاتریوں کی طرح --دور دور سے۔ بت، بھی، ایک قسم کے بین الاقوامی میلے کے مندوبین ہیں۔

یہاں ایک معبود ہے جسے اللہ کہتے ہیں (یعنی سیدھا معبود)۔ جاہلیوں سے پوچھیں تو وہ تسلیم کریں گے کہ اس ساتھی کے پاس کسی نہ کسی طرح کا مجموعی اختیار ہے، لیکن وہ زیادہ مقبول نہیں ہے: ماہر مجسموں کے دور میں ایک آل راؤنڈر۔

ابو سمبل اور نئے پسینے والے بعل جاہلیہ میں تین سب سے پیاری دیویوں کے ساتھ ساتھ رکھے ہوئے مزاروں پر پہنچے ہیں۔ وہ تینوں کے سامنے جھکتے ہیں: چمکدار چہرے کی عزا، خوبصورتی اور محبت کی دیوی؛ تاریک، غیر واضح منات، اس کا چہرہ ٹل گیا، اس کے مقاصد پراسرار، اپنی انگلیوں کے درمیان ریت چھانتے ہوئے --وہ تقدیر کی انچارج ہے --وہ قسمت ہے؛ اور سب سے آخر میں تینوں میں سب سے اونچی، ماں دیوی، جسے یونانی لاٹو کہتے تھے۔ الت، وہ اسے یہاں، یا زیادہ کثرت سے، ال لات کہتے ہیں۔ _دیوی_ یہاں تک کہ اس کا نام بھی اسے اللہ کا مخالف اور برابر بنا دیتا ہے۔ لات قادر مطلق۔ اس کا چہرہ اچانک راحت کو ظاہر کرتا ہے، بعل خود کو زمین پر اڑاتا ہے اور اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ ابو سمبل اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔

گرانڈی، ابو سمبل کا خاندان --یا، زیادہ واضح طور پر، اس کی بیوی ہند کا --شہر کے جنوبی دروازے پر لات کے مشہور مندر کو کنٹرول کرتا ہے۔ (وہ مشرقی دروازے پر منات مندر اور شمال میں عزہ کے مندر سے بھی آمدنی حاصل کرتے ہیں۔) یہ مراعات گرینڈی کی دولت کی بنیادیں ہیں، اس لیے وہ یقیناً، بعل کو سمجھتا ہے، لات کا خادم ہے۔

اور اس دیوی کے لیے طنز نگار کی عقیدت پوری جاہلیہ میں مشہور ہے۔
تو اس کا یہی مطلب تھا! راحت سے کانپتے ہوئے، بعل اپنی سرپرست خاتون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ ریز رہتا ہے۔ جو اُسے نرمی سے دیکھتا ہے۔ لیکن دیوی کے اظہار پر بھروسہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ بعل نے ایک سنگین غلطی کی ہے۔

انتباہ کے بغیر، گرانڈی شاعر کے گردے میں لات مارتا ہے۔ حملہ اس وقت ہوا جب اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ محفوظ ہے، با! چیختا ہے، لڑھکتا ہے، اور ابو سمبل لات مارتے ہوئے اس کا پیچھا کرتا ہے۔ پسلی کے پھٹنے کی آواز آتی ہے۔ "رنٹ،" گرانڈی نے ریمارکس دیے، اس کی آواز دھیمی اور اچھی طبیعت ہے۔ "چھوٹے خصیوں کے ساتھ اونچی آواز والی دلال۔ کیا آپ نے سوچا تھا کہ لات کے مندر کا ماسٹر صرف اس کے لیے آپ کے نوجوانی کے شوق کی وجہ سے آپ کے ساتھ کامریڈ کا دعوی کرے گا؟" اور مزید لاتیں، باقاعدہ، طریقہ کار۔ بعل ابو سمبل کے قدموں پر روتا ہے۔ کالا پتھر کا گھر خالی نہیں ہے، لیکن گرانڈی اور اس کے غضب کے درمیان کون آئے گا؟ اچانک، بعل کا اذیت دینے والا نیچے بیٹھ جاتا ہے، شاعر کو بالوں سے پکڑتا ہے، اس کا سر اوپر کرتا ہے، اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہے: "بعل، وہ مالکن نہیں تھی جس سے میرا مطلب تھا،" اور پھر بعل نے ایک خوفناک سائنسی ترس کی آواز نکالی، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی زندگی ختم ہونے والی ہے، ختم ہونے والی ہے جب اس کے پاس ابھی بہت کچھ حاصل کرنا ہے، غریب آدمی۔ گرانڈی کے ہونٹ اس کے کان پر برش کرتے ہیں۔ "ایک خوفزدہ اونٹ کی گندگی،" ابو سمبل نے سانس لیا، "میں جانتا ہوں کہ تم میرے ساتھ بھاڑ میں جاؤ

Machine Translated by Google

بیوی۔" وہ دلچسپی کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے کہ بعل نے ایک نمایاں تعمیر حاصل کر لی ہے، جو اس کے خوف کی ایک ستم ظریفی ہے۔

ابو سمبل، گرانڈس، کھڑا ہے، "اپنے پیروں پر" حکم دیتا ہے، اور بعل، گھبرا کر باہر اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اسماعیل اور ان کی والدہ ہاجرہ مصری کی قبریں شمال میں پڑی ہیں۔
ہاؤس آف دی بلیک سٹون کا مغربی چہرہ، ایک نچلی دیوار سے گھری ہوئی دیوار میں۔ ابو سمبل اس علاقے تک پہنچتا ہے، تھوڑے فاصلے پر رک جاتا ہے۔ دیوار میں مردوں کا ایک چھوٹا گروپ ہے۔ وہاں پانی پہنچانے والا خالد موجود ہے، اور سلمان کے نام سے فارس سے ایک قسم کا بوم ہے، اور اس غلاظت کی تثلیث کو مکمل کرنے کے لیے غلام بلال ہے، جسے مہوند آزاد کیا گیا ہے، ایک بہت بڑا سیاہ عفریت، یہ ایک، آواز اس کے سائز سے مماثل ہے۔ تینوں بیکار چاردیواری کی دیوار پر بیٹھے ہیں۔ ابو سمبل کا کہنا ہے کہ "رِف راف کا وہ گروپ۔ "یہ آپ کے ٹارگٹ ہیں۔ ان کے بارے میں لکھیں؛ اور ان کا لیڈر بھی۔"

،Baa!اس کی تمام تر دہشت کی وجہ سے، اپنے کفر کو چھپا نہیں سکتا۔ "دادی، وہ _گنڈے_ --وہ _جوکر؟ _آپ کو ان کے بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ وہ مہاونڈ کا ایک خدا آپ کے مندروں کو دیوالیہ کر دے گا؟ تین ساٹھ بمقابلہ ایک، اور ایک جیتتا ہے؟ نہیں کر سکتے۔ ہوتا ہے۔" وہ ہنستا ہے، ہسٹیریا کے قریب۔

ابو سمبل پرسکون رہتا ہے: "اپنی توہین کو اپنی آیات کے لیے رکھو۔" ہنستے ہوئے با! روک نہیں سکتا. "پانی کا انقلاب --برداروں، تارکین وطن اور غلاموں کا... واہ، گرانڈی۔ میں واقعی خوفزدہ ہوں۔" ابو سمبل بغور شاعر کو دیکھتا ہے۔

"ہاں،" وہ جواب دیتا ہے، "یہ ٹھیک ہے، تمہیں ڈرنا چاہیے۔ مہربانی کرکے لکھیں، اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ آیات تمہاری شاہکار ہوں گی۔" با!
crumples، whines.
"لیکن وہ میری، میری چھوٹی صلاحیتوں کا ضیاع ہیں۔" وہ دیکھتا ہے کہ اس نے بہت زیادہ کہا ہے۔

ابو سمبل کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ "جیسا تم سے کہا گیا ہے کرو"۔ "تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔"

اوو

گرانڈی اپنے سونے کے کمرے میں للکارتا ہے جبکہ لونڈیاں اس کی ضروریات پوری کرتی ہیں۔
ناریل -اس کے پتلے بالوں کے لیے تیل، اس کے تالو کے لیے شراب، اس کی خوشی کے لیے زبان۔
_لڑکا ٹھیک کہتا تھا۔ میں مہاونڈ سے کیوں ڈرتا ہوں؟ _وہ بے دھیانی میں حرمین گننا شروع کر دیتا ہے، پندرہ بجے اپنے ہاتھ کے تھپڑ سے بار دیتا ہے۔ _لڑکا. ہند اسے دیکھتی رہے گی، ظاہر ہے۔ اس کے پاس اس کی مرضی کے خلاف کیا موقع ہے؟ _یہ اس کی کمزوری ہے، وہ جانتا ہے، کہ وہ بہت زیادہ دیکھتا ہے، بہت زیادہ برداشت کرتا ہے۔

اس کی بھوک ہے، وہ کیوں نہ ہو؟ جب تک وہ سمجھدار ہے؛ اور جب تک وہ جانتا ہے. اسے معلوم ہونا چاہیے؛ علم اس کا نشہ ہے، اس کا نشہ ہے۔ وہ اسے برداشت نہیں کر سکتا جسے وہ نہیں جانتا اور اسی وجہ سے، اگر کوئی اور نہیں، مہوند اس کا دشمن ہے، مہاونڈ اپنے ریگل ٹیگل گینگ کے ساتھ، لڑکا ہنسنے میں حق بجانب تھا۔ وہ، گرانڈی، کم آسانی سے ہنستا ہے۔ اپنے مخالف کی طرح وہ ایک محتاط آدمی ہے، وہ اپنے پیروں کی گیندوں پر چلتا ہے۔ اسے بڑا، غلام، بلال یاد ہے: اس کے آقا نے اس سے، لات کے مندر کے باہر، دیوتاؤں کی گنتی کرنے کو کیسے کہا۔ "ایک،" اس نے اس بڑی میوزیکل آواز میں جواب دیا۔ توہین رسالت، سزائے موت۔ انہوں نے اسے میلے کے میدان میں اس کے سینے پر پتھر کے ساتھ پھیلا دیا۔ _کتنے کہا تم نے؟ _ایک،

Machine Translated by Google

اس نے دہرایا، ایک. پہلے میں ایک دوسرا پتھر شامل کیا گیا تھا۔ _ایک ایک ایک۔
مہاونڈ نے اپنے مالک کو بڑی قیمت ادا کی اور اسے آزاد کر دیا۔
نہیں، ابو سمبل عکاسی کرتا ہے، لڑکا بعل غلط تھا، یہ لوگ ہمارے وقت کے قابل ہیں۔ میں مہوند سے کیوں ڈرتا ہوں؟ اس کے لیے: ایک ایک، اس کی خوفناک انفرادیت۔ جبکہ میں ہمیشہ تقسیم ہوتا ہوں، ہمیشہ دو یا تین یا پندرہ۔ میں اس کا نقطہ نظر بھی دیکھ سکتا ہوں۔ وہ ہم میں سے کسی بھی کونسلر کی طرح امیر اور کامیاب ہے، لیکن چونکہ اس کے پاس صحیح قسم کے خاندانی روابط نہیں ہیں، اس لیے ہم نے اسے اپنے گروپ میں جگہ دینے کی پیشکش نہیں کی۔ تجارتی اشرافیہ سے اپنے یتیم ہونے کی وجہ سے، وہ محسوس کرتا ہے کہ اسے دھوکہ دیا گیا ہے، اسے اس کا حق نہیں ملا ہے۔ وہ ہمیشہ ایک پرجوش ساتھی تھا۔ مہتواکانکشی، لیکن تنہا بھی۔ آپ خود ہی کسی پہاڑی پر چڑھ کر چوٹی پر نہیں جاتے۔ جب تک کہ، شاید، آپ وہاں کسی فرشتے سے نہ ملیں۔ . . جی ہاں، یہ ہے. میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ مجھے نہیں سمجھے گا۔ _میں کیسا خیال ہوں؟ _ میں جھکتا ہوں۔ میں جھومتا ہوں۔

میں مشکلات کا حساب لگاتا ہوں، اپنے پال کو تراشتا ہوں، جوڑ توڑ کرتا ہوں، زندہ رہتا ہوں۔ اس لیے میں ہند پر زنا کا الزام نہیں لگاؤں گا۔ ہم ایک اچھی جوڑی ہیں، برف اور آگ۔ اس کی خاندانی ڈھال، من گھڑت سرخ شیر، کئی دانتوں والا مینٹیکور۔ اسے اپنے طنز نگار کے ساتھ کھیلنے دو۔ ہمارے درمیان یہ کبھی سیکس نہیں تھا۔ جب وہ ختم ہو جائے گی تو میں اسے ختم کر دوں گا۔

یہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے، سوچتا ہے کہ جاہلیہ کا عظیم الشان نیند میں ڈوب رہا ہے: قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہے۔

اوو

جاہلیہ شہر کی خوش قسمتی پانی پر ریت کی بالادستی پر بنی تھی۔ پرانے زمانے میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ سمندروں کے بجائے صحرا کے پار سامان پہنچانا زیادہ محفوظ سمجھا جاتا تھا، جہاں مون سون کسی بھی وقت حملہ کر سکتا تھا۔ ان دنوں موسمیات سے پہلے ایسے معاملات کی پیشین گوئی کرنا ناممکن تھا۔ اس وجہ سے کارا -وینسرائیز خوشحال ہوئے۔ دنیا کی پیداوار ظفر سے شیبہ تک پہنچی اور وہاں سے جاہلیہ اور یثرب کے نخلستان اور مدین تک جہاں موسیٰ رہتے تھے۔ وہاں سے عقبہ اور مصر کی طرف۔ جاہلیہ سے دوسرے راستے شروع ہوئے: مشرق اور شمال مشرق کی طرف، میسوپوٹیمیا اور عظیم فارسی سلطنت کی طرف۔ پیٹرا اور پالمیرا، جہاں کبھی سلیمان شیبا کی ملکہ سے محبت کرتا تھا۔ وہ موٹے دن تھے۔ لیکن اب جزیرہ نما کے ارد گرد پانیوں پر چلنے والے بحری بیڑے سخت ہو گئے ہیں، ان کا عملہ زیادہ ہنر مند، ان کے بحری آلات زیادہ درست ہیں۔ اونٹ ٹرینیں کشتیوں کے کاروبار کو کھو رہی ہیں۔ صحرائی جہاز اور سمندری جہاز، پرانی دشمنی، طاقت کے توازن میں جھکاؤ دیکھتی ہے۔ جاہلیہ کے حکمران پریشان ہیں، لیکن وہ بہت کم کر سکتے ہیں۔

بعض اوقات ابو سمبل کو شبہ ہوتا ہے کہ شہر اور اس کی بربادی کے درمیان صرف زیارت ہی کھڑی ہے۔ کونسل ریت کے شہر کی طرف نئے زائرین کو راغب کرنے کے لیے، اجنبی دیوتاؤں کے مجسموں کی دنیا میں تلاش کرتی ہے۔ لیکن اس میں بھی ان کے حریف ہیں۔ شیبا میں نیچے ایک عظیم مندر بنایا گیا ہے، جو کہ حجر اسود کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک مزار ہے۔ بہت سے حاجیوں کو جنوب کی طرف آزمایا گیا ہے، اور جاہلیہ میلوں کے میدانوں میں تعداد کم ہو رہی ہے۔

ابو سمبل کی سفارش پر جاہلیت کے حکمرانوں نے اپنے مذہبی رسومات میں بے حیائی کے دلکش مصالحوں کا اضافہ کیا۔ یہ شہر جوئے کے اڈے، کسبی خانہ، بدتمیز گانوں کی جگہ اور جنگلی، اونچی آواز میں موسیقی کی وجہ سے مشہور ہو گیا ہے۔ ایک موقع پر کچھ ارکان

Machine Translated by Google

شارک کے قبیلے کے لوگ حاجیوں کے پیسے کے لالچ میں بہت آگے نکل گئے۔ ایوان کے دربانوں نے تھکے ہوئے مسافروں سے رشوت کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ ان میں سے چار، جو کہ ایک پیسہ سے زیادہ نہ ملنے پر پریشان تھے، نے دو مسافروں کو سیڑھیوں کی بڑی، کھڑی پرواز سے نیچے اپنی موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ اس عمل نے واپسی کے دوروں کی حوصلہ شکنی کی۔ . . آج، خواتین حجاج کو اکثر تاوان کے لیے اغوا کر لیا جاتا ہے، یا اسے لونڈی بنا کر بیچ دیا جاتا ہے۔ نوجوان شارکوں کے گروہ شہر میں گشت کرتے ہوئے، اپنی نوعیت کا قانون رکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابو سمبل غنڈوں سے خفیہ ملاقات کرتا ہے اور ان سب کو منظم کرتا ہے۔ یہ وہ دنیا ہے جس میں مہاونڈ اپنا پیغام لے کر آیا ہے: ایک ایک، اتنی کثیریت کے درمیان، یہ ایک خطرناک لفظ لگتا ہے۔

گرانڈی اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور ایک ہی وقت میں لونڈیاں اپنی تیلیاں اور ہمواریاں دوبارہ شروع کرنے کے لیے پہنچ جاتی ہیں۔ وہ انہیں لہراتا ہے، تالیاں بجاتا ہے۔ خواجہ سرا داخل ہوتا ہے۔
ابو سمبل نے حکم دیا کہ "کہین مہوند کے گھر ایک قاصد بھیج دو۔" _ہم اسے تھوڑا سا امتحان دیں گے۔ ایک منصفانہ مقابلہ: ایک کے خلاف تین۔

اوو

پانی لے جانے والا تارکین وطن غلام: مہوند کے تین شاگرد زمزم کے کنویں پر نہا رہے ہیں۔ ریت کے شہر میں، پانی کے ساتھ ان کا جنون انہیں عجیب بنا دیتا ہے۔ وضو، ہمیشہ وضو، ٹانگیں گھٹنوں تک، بازو کہنیوں تک، سر نیچے گردن تک۔ خشک دھڑ، گیلے اعضاء اور نم سر، وہ کیسی سنکی لگتی ہیں! چھڑکاؤ، چھڑکاؤ، دھونا اور نماز پڑھنا۔ اپنے گھٹنوں کے بل، بازوؤں، ٹانگوں، سروں کو واپس ہر جگہ ریت میں دھکیلتے ہیں، اور پھر پانی اور دعا کا چکر دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ یہ بعل کے قلم کے لیے آسان ہدف ہیں۔ ان کا پانی سے پیار کرنا ایک طرح کی غداری ہے۔ اہل جاہلیہ ریت کی قدرت کو قبول کرتے ہیں۔ یہ ان کی انگلیوں اور انگلیوں کے درمیان رہتا ہے، ان کے پلکوں اور بالوں کو کیک کرتا ہے، ان کے سوراخوں کو بند کر دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو صحرا کی طرف کھولتے ہیں: آؤ، ریت، ہمیں خشکی میں دھو ڈالو۔ یہ اعلیٰ ترین شہری سے ادنیٰ سے ادنیٰ تک کا جاہلی طریقہ ہے۔ وہ سلکان کے لوگ ہیں، اور پانی سے محبت کرنے والے ان کے درمیان آئے ہیں۔

بعل انہیں محفوظ فاصلے سے گھیرتا ہے --بلال کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس کے ساتھ معمولی بات ہو --اور چیختا ہے۔ "اگر مہاؤنڈ کے آئیڈیاز کچھ بھی قابل قدر تھے، تو کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ صرف آپ جیسے کوڑے دان میں ہی مقبول ہوں گے؟"
سلمان نے بلال کو روکا: "ہمیں عزت کی جانی چاہئے کہ طاقتور بعل نے ہم پر حملہ کرنے کا انتخاب کیا ہے،" وہ مسکراتا ہے، اور بلال آرام کرتے ہیں، تھم جاتے ہیں۔ پانی بردار خالد اچھلتا ہے، اور جب وہ مہوند کے چچا حمزہ کی بھاری شخصیت کو قریب آتے دیکھتا ہے تو وہ بے چینی سے اس کی طرف دوڑتا ہے۔ ساٹھ سال کا حمزہ اب بھی شہر کا سب سے مشہور لڑاکا اور شیر شکاری ہے۔ اگرچہ سچائی تعریفوں سے کم شاندار ہے: حمزہ کئی بار لڑائی میں شکست کھا چکا ہے، دوستوں یا خوش قسمتی سے بچایا گیا، شیروں کے جبڑوں سے بچایا گیا۔ اس کے پاس ایسی چیزوں کو خبروں سے دور رکھنے کے لیے رقم ہے۔ اور عمر، اور بقا، ایک مارشل لیجنڈ کو ایک طرح کی توثیق عطا کرتی ہے۔ بلال اور سلمان، بعل کو بھول کر، خالد کی پیروی کرتے ہیں۔ تینوں نروس، جوان ہیں۔

حمزہ کی رپورٹ کے مطابق، وہ ابھی تک گھر نہیں ہے۔ اور خالد، پریشان: لیکن کئی گھنٹے ہو گئے، وہ کمینے اس کے ساتھ کیا کر رہا ہے، تشدد، انگوٹھا، کوڑے؟ سلمان، ایک بار پھر، پرسکون ہیں: یہ سمبل کا انداز نہیں ہے، وہ کہتے ہیں، یہ کچھ ہے

Machine Translated by Google

ڈرپوک، اس پر منحصر ہے. اور بلال نے وفاداری سے کہا: ڈرپوک ہو یا نہیں، میں اس پر، نبی پر ایمان رکھتا ہوں۔ وہ نہیں ٹوٹے گا۔ حمزہ نے ہلکی سی ڈانٹ ڈپٹ کی: اوہ بلال کتنی بار بتائے گا؟ اللہ کے لیے اپنا ایمان رکھیں۔ رسول صرف ایک آدمی ہے۔ خالد سے تناؤ پھٹ پڑا: وہ بوڑھے حمزہ کی طرف لپکا، مطالبہ کیا، کیا تم کہہ رہے ہو کہ رسول کمزور ہے؟ آپ اس کے چچا ہو سکتے ہیں۔ .

حمزہ نے سر کے کنارے پر موجود پانی کی گاڑی کو تھپتھپا دیا۔.

اسے اپنا خوف دیکھنے نہ دیں، وہ کہتا ہے، اس وقت بھی نہیں جب آپ آدھی موت سے خوفزدہ ہوں۔

مہاونڈ پہنچنے پر ان میں سے چار ایک بار پھر دھو رہے ہیں۔ وہ اس کے گرد جمع ہیں، کیوں؟ حمزہ واپس کھڑا ہو گیا۔ "بھتیجے، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے،" اس نے اپنے سپاہی کی بھونک ماری۔ "جب آپ کونی سے نیچے آتے ہیں تو آپ پر ایک چمک ہوتی ہے۔ آج کچھ اندھیرا ہے۔"

مہاونڈ کنویں کے کنارے بیٹھا اور مسکراتا ہے۔ "مجھے ایک معاہدے کی پیشکش کی گئی ہے."

_ابو سمبل کی طرف سے؟ _خالد چلایا۔ _ناقابل تصور۔ انکار_ وفادار بلال اسے نصیحت کرتے ہیں: رسول کو لیکچر نہ دو۔ یقیناً اس نے انکار کر دیا ہے۔

سلمان فارسی پوچھتا ہے: کس قسم کا سودا؟ مہوند پھر مسکرایا۔ "کم از کم آپ میں سے ایک جاننا چاہتا ہے۔"

"یہ ایک چھوٹا سا معاملہ ہے،" وہ دوبارہ شروع کرتا ہے. "ریت کا ایک دانہ۔ ابو سمبل اللہ سے دعا کرتا ہے کہ وہ اسے ایک چھوٹا سا فضل عطا کرے۔" حمزہ کو اس میں تھکن نظر آئی۔ جیسے وہ کسی بدروح سے کشتی کر رہا ہو۔ پانی کی ترسیل کرنے والا چیخ رہا ہے: "کچھ نہیں! ایک جوٹ نہیں!" حمزہ نے اسے چپ کر دیا۔

"اگر ہمارا عظیم خدا اپنے دل میں اقرار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے -اس نے وہ لفظ استعمال کیا، -- _concede_کہ گھر میں موجود تین سو ساٹھ بتوں میں سے صرف تین ہی عبادت کے لائق ہیں..."

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں!" بلال چیختا ہے۔ اور اس کے ساتھی اس میں شامل ہوتے ہیں: "یا اللہ!"

مہوند غصے میں لگ رہا ہے۔ "کیا مومن رسول کو سنیں گے؟" وہ اپنے پاؤں خاک میں ملاتے ہوئے خاموش ہو جاتے ہیں۔

"وہ اللہ سے لات، عزیٰ اور منات کی رضامندی مانگتا ہے، اس کے بدلے میں وہ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ ہمیں برداشت کیا جائے گا، یہاں تک کہ سرکاری طور پر تسلیم کیا جائے گا؛ جس کے نشان کے طور پر، میں جاہلیہ کی مجلس میں منتخب ہونے والا ہوں۔ یہی پیشکش ہے۔ "

سلمان فارسی کہتے ہیں: "یہ ایک جال ہے، اگر آپ کونی کے اوپر جائیں اور اس طرح کا پیغام لے کر نیچے آئیں، تو وہ پوچھے گا، آپ جبریل کو صحیح وحی کیسے فراہم کر سکتے ہیں؟ وہ آپ کو کریلٹن کہہ سکے گا ایک جعلی." مہوند نے سر ہلایا۔ سلمان تم جانتے ہو کہ میں نے سننا سیکھ لیا ہے۔ یہ سننا عام قسم کا نہیں ہے، یہ بھی ایک قسم کا پوچھنا ہے۔ اکثر جبریل آتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا ہے، یہ مجھے محسوس ہوتا ہے۔ اکثر اوقات، گویا وہ میرے دل کے اندر سے آتا ہے: میری گہری جگہوں کے اندر سے، میری روح سے۔"

"یا یہ ایک مختلف جال ہے،" سلمان برقرار رہتا ہے۔ "ہم کب سے اس عقیدے کی تلاوت کر رہے ہیں جو آپ ہمارے لائے ہیں؟ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر ہم اسے اب چھوڑ دیں تو ہم کیا ہیں؟ یہ ہمیں کمزور کرتا ہے، ہمیں بے ہودہ بنا دیتا ہے۔ ہم خطرناک ہونا چھوڑ دیتے ہیں، کوئی ہمیں دوبارہ سنجیدگی سے نہیں لے گا۔ "

مہاونڈ ہنستا ہے، حقیقی طور پر خوش ہوتا ہے۔ "شاید آپ یہاں کافی عرصے سے نہیں آئے ہیں،" وہ مہربانی سے کہتا ہے۔ "کیا آپ نے غور نہیں کیا؟ لوگ ہمیں نہیں لیتے

Machine Translated by Google

سنجیدگی سے جب میں بولتا ہوں تو سامعین میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوتے، اور ان میں سے نصف سیاح ہوتے ہیں۔ کیا تم ان چراغوں کو نہیں پڑھتے جو ہبل نے پورے شہر میں جلایا ہے؟" وہ پڑھتا ہے: _میسنجر، براہ کرم ایک _ _ _دھیان سے کان لگا دیں۔ آپ کا یک جہتی۔ _آپ کا ایک ایک، جاہلیہ کے لیے نہیں ہے۔

_بھیجنے والے کو واپس۔
"وہ ہر جگہ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، اور آپ ہمیں خطرناک کہتے ہیں،" اس نے پکارا۔
اب حمزہ پریشان لگ رہا ہے۔ "آپ نے پہلے کبھی ان کی رائے کی فکر نہیں کی۔
اب کیوں؟ سمبل سے بات کرنے کے بعد کیوں؟"
مہوند نے سر ہلایا۔ "کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے لیے یقین کرنا آسان بنانا چاہیے۔"

ایک بے چین خاموشی شاگردوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ وہ شکل بدلتے ہیں، اپنا وزن بدلتے ہیں۔ مہوند پھر چیختا ہے۔ "آپ سب جانتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔
جیتنے میں ہماری ناکامی تبدیل ہو جاتی ہے۔ لوگ اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ وہ نہیں کریں گے، نہیں" وہ کھڑا ہوا، ان سے دور ہٹ گیا، زمزم کے کنویں کے کنارے پر خود سے دھویا، نماز کے لیے گھٹنے ٹیکے۔

"لوگ تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں،" بلال ناخوشی سے کہتے ہیں۔ "لیکن وہ دیکھیں گے۔
وہ سنیں گے۔ خدا ایک ہے۔" ان چاروں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حتیٰ کہ حمزہ کو بھی پست کر دیا جاتا ہے۔ مہوند ہل گیا، اور اس کے پیروکار کانپ اٹھے۔
وہ کھڑا ہوتا ہے، جھکتا ہے، سسکیاں لیتا ہے، ان میں دوبارہ شامل ہونے کے لیے آتا ہے۔ "تم سب میری بات سنو،" وہ ایک بازو بلال کے کندھوں کے گرد اور دوسرا اپنے چچا کے کندھے کے گرد رکھتے ہوئے کہتا ہے۔ "سنو: یہ ایک دلچسپ پیشکش ہے۔"

بے نیاز خالد نے تلخی سے روکا: "یہ ایک _لالچائی_ڈیل ہے۔" دوسرے خوفزدہ نظر آتے ہیں۔ حمزہ بہت نرمی سے واٹر کیرئیر سے بولا۔
”کیا خالد تم ہی نہیں تھے جو ابھی مجھ سے لڑنا چاہتے تھے کیونکہ تم نے غلط اندازہ لگایا تھا کہ جب میں نے رسول کو مرد کہا تھا تو میں واقعی اسے کمزور کہہ رہا تھا؟

اب کیا؟ کیا اب میری باری ہے کہ میں تمہیں لڑائی کا چیلنج دوں؟"
مہاونڈ امن کی دعا کرتا ہے۔ "اگر ہم جھگڑتے ہیں تو کوئی امید نہیں ہے۔" وہ بحث کو مذہبی سطح تک بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔
"یہ تجویز نہیں ہے کہ اللہ ان تینوں کو اپنا مساوی مان لے، لات بھی نہیں۔ صرف یہ کہ ان کو کسی قسم کا درمیانی، کم درجہ دیا جائے۔"

"شیطانوں کی طرح،" بلال پھٹ پڑا۔
”نہیں،“ سلمان فارسی نے بات سمجھی۔ "مہربانوں کی طرح۔ گرانڈی ایک چالاک آدمی ہے۔"

"فرشتے اور شیطان،" مہاؤنڈ کہتے ہیں۔ "شیطان اور جبریل۔ ہم سب، پہلے ہی، خدا اور انسان کے درمیان آدھے راستے پر، ان کے وجود کو قبول کر چکے ہیں۔ ابو سمبل پوچھتا ہے کہ ہم اس عظیم کمپنی میں صرف تین اور داخل کریں، صرف تین، اور، وہ اشارہ کرتا ہے، تمام جاہلیہ کی روحیں ہماری ہوں گی۔"

"اور ایوان کو مجسموں سے پاک کر دیا جائے گا؟" سلمان پوچھتا ہے۔ مہاؤنڈ جواب دیتا ہے کہ اس کی وضاحت نہیں کی گئی تھی۔
سلمان نے سر ہلایا۔ "یہ تمہیں تباہ کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔" اور بلال نے مزید کہا: "خدا چار نہیں ہو سکتا۔" اور خالد، آنسوؤں کے قریب: "میسنجر، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ لات، منات، عزہ --وہ سب ہیں

Machine Translated by Google

_خواتین! _رحم کی خاطر! کیا اب ہمارے پاس دیوی ہیں؟ وہ پرانی کرینیں، بگلا، باگ؟"

مصائب کی تنگی تھکاوٹ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گہرائی تک اتری ہوئی تھی۔ جسے حمزہ، میدان جنگ میں ایک سپاہی کی طرح اپنے ایک زخمی دوست کو تسلی دے رہا ہے، اپنے ہاتھوں کے درمیان کپ۔ "ہم آپ کے لیے یہ حل نہیں کر سکتے، بھتیجے،" وہ کہتے ہیں۔ "پہاڑ پر چڑھ جاؤ۔ جا کر جبریل سے پوچھو۔"

اوو

جبریل: خواب دیکھنے والا، جس کا نقطہ نظر کبھی کیمرے کا ہوتا ہے اور دوسرے لمحات میں، تماشائی۔ جب وہ کیمرہ ہوتا ہے تو پیشاب اوہ وی ہمیشہ حرکت میں رہتا ہے، اسے جامد شاٹس سے نفرت ہے، اس لیے وہ ایک اونچی کرین پر تیرتا ہوا اداکاروں کی پیشین گوئی شدہ شخصیتوں کو دیکھ رہا ہے، یا وہ ان کے درمیان پوشیدہ طور پر کھڑا ہونے کے لیے نیچے جھپٹ رہا ہے، آہستہ آہستہ آن کر رہا ہے۔ اس کی ایڑی تین سو ساٹھ ڈگری پین حاصل کرنے کے لیے، یا ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ڈولی شاٹ آزمائے، بعل اور ابو سمبل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ٹریک کرے، یا اسٹیڈی کیم کی مدد سے ہاتھ سے پکڑ کر اس کی جانچ کرے گا۔ گرینڈی کے بیڈ چیمبر کے راز لیکن زیادہ تر وہ ماؤنٹ کون پر لباس کے دائرے میں ادائیگی کرنے والے گاہک کی طرح بیٹھتا ہے، اور جاہلیہ اس کی سلور اسکرین ہے۔ وہ کسی بھی فلمی پرستار کی طرح ایکشن کو دیکھتا اور اس کا وزن کرتا ہے، بے وفائیوں کے اخلاقی بحرانوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، لیکن حقیقی ہٹ کے لیے کافی لڑکیاں نہیں ہیں، یار، اور گاڈم گانے کہاں ہیں؟ انہیں فیئر گراؤنڈ کا وہ منظر تیار کرنا چاہیے تھا، شاید ایک شو ٹینٹ میں پمپل بلیموریا کے لیے ایک کیمیو رول، اس کے مشہور بازومز کو ہلاتے ہوئے۔

اور پھر، بغیر کسی انتباہ کے، حمزہ نے مہوند سے کہا: "جاؤ جبریل سے پوچھو،" اور وہ، خواب دیکھنے والا، محسوس کرتا ہے کہ اس کا دل خطرے کی گھنٹی میں اچھل رہا ہے، کون، میں؟ مجھے یہاں جوابات معلوم ہونے چاہئیں؟ میں یہاں بیٹھا یہ تصویر دیکھ رہا ہوں اور اب یہ اداکار مجھ پر انگلی اٹھاتا ہے، ایسا کس نے کبھی سنا ہے، کون کسی "مذہبی" کے خونخوار سامعین سے خونی سازش کا حل پوچھے؟ لیکن جیسے جیسے خواب بدلتا ہے، یہ ہمیشہ شکل بدلتا رہتا ہے، وہ، جبریل، اب محض تماشائی نہیں بلکہ مرکزی کھلاڑی، ستارہ ہے۔ بہت زیادہ کردار ادا کرنے کی اپنی پرانی کمزوری کے ساتھ: ہاں، ہاں،۔ وہ نہ صرف مہاراج کا کردار ادا کر رہا ہے بلکہ وہ، تاجر، میسنجر، مہاونڈ، جب آتا ہے تو پہاڑ پر چڑھتا ہے۔ اس دوہرے کردار کو ختم کرنے کے لیے نفٹی کٹنگ کی ضرورت ہے، ان دونوں کو کبھی بھی ایک ہی شاٹ میں نہیں دیکھا جا سکتا، ہر ایک کو خالی ہوا سے بات کرنی چاہیے، دوسرے کے تصور شدہ اوتار سے، اور گمشدہ وژن کو تخلیق کرنے کے لیے ٹیکنالوجی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ کینچی اور اسکاچ ٹیپ یا، زیادہ بیرونی طور پر، سفری چٹائی کی مدد سے۔ کسی جادوئی قالین کے ساتھ ہاہا الجھنے کی ضرورت نہیں۔

وہ سمجھ گیا ہے کہ وہ دوسرے سے ڈرتا ہے، تاجر، کیا یہ پاگل نہیں ہے؟ مہاراج فرشتہ فانی انسان کے سامنے کانپ رہا ہے۔ یہ سچ ہے، لیکن: جس طرح کا خوف آپ محسوس کرتے ہیں جب آپ پہلی بار کسی فلم کے سیٹ پر ہوتے ہیں اور وہاں اس کے داخلے کے لیے ہوتے ہیں، وہ سنیما کے زندہ لیجنڈز میں سے ایک ہے۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں خود کو رسوا کروں گا، میں سوکھ جاؤں گا، میں لاش کر دوں گا، تم پاگلوں کی طرح _قابل_ بننا چاہتے ہو۔ آپ کو اس کی ذہانت کے دھارے میں لے جایا جائے گا، وہ آپ کو ایک اونچی پرواز کرنے والے کی طرح اچھا دکھا سکتا ہے، لیکن آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اگر آپ اپنا وزن نہیں کھینچ رہے ہیں اور اس سے بھی بدتر تو کیا وہ جبریل کا خوف، نفس کا خوف۔ اس کا

Machine Translated by Google

خواب تخلیق کرتا ہے، اسے مہاونڈ کی آمد کے خلاف جدوجہد کرنے پر مجبور کرتا ہے، اسے ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن وہ اب آ رہا ہے، کوئی شک نہیں، اور مہاراج نے اپنی سانسیں روک رکھی ہیں۔

اسٹیج پر دھکیلنے کے وہ خواب جب آپ کا وہاں کوئی کاروبار نہیں ہے، آپ نہیں جانتے کہ کہانی نے کوئی سطر نہیں سیکھی ہے، لیکن ایک پورا گھر دیکھ رہا ہے، دیکھ رہا ہے: ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ یا شیکسپیئر میں سیاہ فام عورت کا کردار ادا کرنے والی سفید فام اداکارہ کی سچی کہانی۔ وہ اسٹیج پر گئی اور پھر محسوس کیا کہ اس کے پاس ابھی بھی اس کے شیشے ہیں، ایکک، لیکن وہ اپنے ہاتھ کالا کرنا بھول گئی تھی اس لیے وہ چشمی اتارنے کے لیے تک نہیں پہنچ سکی، ڈبل ایک: اس طرح بھی۔ _ماہاؤنڈ میرے پاس وحی کے لیے آتا ہے، مجھ سے توحید پرست اور ہینوتھیسٹ متبادل میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کو کہتا ہے، اور میں صرف ایک بیوقوف اداکار ہوں جس کو بھیانچود ڈراؤنا خواب آتا ہے، مجھے کیا معلوم، یار، آپ کو کیا بتاؤں، مدد کریں۔ مدد_۔

اوو

جاہلیہ سے ماؤنٹ کون تک پہنچنے کے لیے اندھیری گھاٹیوں میں چلنا پڑتا ہے جہاں ریت سفید نہیں ہوتی، سمندری ککڑیوں کے جسموں سے بہت پہلے چھاننے والی خالص ریت نہیں ہوتی، بلکہ سورج کی روشنی چوسنے والی کالی اور ڈور۔ کونی ایک خیالی درندے کی طرح آپ پر جھک رہا ہے۔ آپ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ساتھ چڑھتے ہیں۔

آخری درختوں کو چھوڑ کر، سفید -گھنے، دودھیا پتوں کے ساتھ پھولوں والے، آپ پتھروں کے درمیان چڑھتے ہیں، جو آپ کے اونچے ہوتے ہی بڑے ہوتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بڑی دیواروں سے ملتے جلتے ہیں اور سورج کو ختم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چھپکلی سائے کی طرح نیلی ہو جاتی ہے۔ پھر آپ چوٹی پر ہیں، آپ کے پیچھے جاہلیہ، آگے صحرا ہے۔ آپ صحرا کی طرف اترتے ہیں، اور تقریباً پانچ سو فٹ نیچے آپ غار تک پہنچ جاتے ہیں، جو سیدھا کھڑا ہونے کے لیے کافی اونچی ہے، اور جس کا فرش معجزاتی البینو ریت سے ڈھکا ہوا ہے۔ جب آپ چڑھتے ہیں تو آپ کو صحرائی کبوتروں کو آپ کا نام پکارتے ہوئے سنائی دیتی ہے، اور چٹانیں بھی آپ کو آپ کی اپنی زبان میں مہاونڈ، مہاؤنڈ پکارتے ہوئے سلام کرتی ہیں۔ جب آپ غار تک پہنچتے ہیں تو آپ تھک جاتے ہیں، آپ لیٹ جاتے ہیں، آپ سو جاتے ہیں۔

اوو

لیکن جب وہ آرام کر لیتا ہے تو وہ ایک مختلف قسم کی نیند میں داخل ہوتا ہے، ایک طرح کی نہیں-

نیند، وہ حالت کہ وہ اپنی _سننا_ کہتا ہے، اور وہ آنت میں گھسیٹتا ہوا درد محسوس کرتا ہے، جیسے کوئی چیز پیدا ہونے کی کوشش کر رہی ہو، اور اب جبریل، جو اوپر سے نیچے دیکھ رہا ہے، ایک الجھن محسوس کرتا ہے، _میں کون ہوں_، ان لمحوں میں ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ فرشتہ اصل میں پیغمبر کے اندر ہے، میں آنت میں گھسیٹنے والا ہوں، میں سونے والے کی ناف سے نکالا جانے والا فرشتہ ہوں، میں جبریل فرشتہ نکلتا ہوں، جب کہ میرا دوسرا نفس مہوند جھوٹ_سن رہا ہے۔ , ,entranced میں اس کا پابند ہوں، ناف سے ناف، روشنی کی چمکتی ڈوری سے، یہ کہنا ممکن نہیں کہ ہم میں سے کون دوسرے کو خواب دیکھ رہا ہے۔

ہم نال کے ساتھ ساتھ دونوں سمتوں میں بہتے ہیں۔

آج، مہاونڈ کی زبردست شدت کے ساتھ، جبریل اپنی مایوسی محسوس کرتا ہے: اس کے شکوک۔ یہ بھی کہ اس کی بہت ضرورت ہے، لیکن جبریل اب بھی اپنی لائنوں کو نہیں جانتا۔ . . وہ سننے کو سنتا ہے-جو-بھی-ایک-پوچھتا ہے۔

مہوند پوچھتا ہے: انہیں معجزے دکھائے گئے لیکن وہ یقین نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ تم میرے پاس آتے ہو، شہر کا مکمل نظارہ کرتے ہو، اور میرا سینہ کھولتے ہو، انہوں نے تمہیں زمزم کے پانی میں میرے دل کو دھو کر میرے جسم میں بدلتے دیکھا تھا۔

Machine Translated by Google

ان میں سے بہتوں نے یہ دیکھا، لیکن پھر بھی وہ پتھروں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور جب آپ رات کو آئے اور مجھے اڑا کر یروشلم لے گئے اور میں مقدس شہر کے اوپر منڈلا رہا تھا، تو کیا میں نے واپس آ کر اسے بالکل ٹھیک بیان نہیں کیا، آخری تفصیل تک بالکل درست؟ تاکہ معجزہ پر شک نہ ہو اور پھر بھی وہ لات کے پاس گئے۔

کیا میں نے پہلے ہی ان کے لیے چیزوں کو آسان بنانے کی پوری کوشش نہیں کی؟ جب آپ نے مجھے خود عرش تک پہنچایا اور اللہ نے مومنوں پر دن میں چالیس نمازوں کا بڑا بوجھ ڈالا۔ واپسی کے سفر میں موسیٰ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ بوجھ بہت زیادہ ہے، واپس جا کر کم کی درخواست کرو۔ چار بار میں واپس گیا، چار بار موسیٰ نے کہا، ابھی بھی بہت ہے، پھر واپس جاؤ۔ لیکن چوتھی بار اللہ نے فرض کم کر کے پانچ نمازوں تک پہنچا دیا اور میں نے واپسی سے انکار کر دیا۔ مجھے مزید بھیک مانگتے ہوئے شرم محسوس ہوئی۔ اپنے فضل میں وہ چالیس کی بجائے پانچ مانگتا ہے، اور پھر بھی وہ منات سے محبت کرتے ہیں، عزہ چاہتے ہیں۔ میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں کیا تلاوت کروں؟

جبریل خاموش رہا، جواب سے خالی، پیٹ کی خاطر، بھائی، مجھ سے پوچھنے مت جانا۔ مہاونڈ کی تکلیف خوفناک ہے۔ وہ پوچھتا ہے: کیا یہ ممکن ہے کہ وہ فرشتے ہوں؟ لات، منات، عزہ۔ . . کیا میں انہیں فرشتہ کہہ سکتا ہوں؟ جبریل، کیا تمہاری بہنیں ہیں؟ کیا یہ خدا کی بیٹیاں ہیں؟ اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے کہ اے میرے باطل میں مغرور آدمی ہوں، کیا یہ کمزوری ہے، کیا یہ محض اقتدار کا خواب ہے؟ کیا مجھے کونسل کی نشست کے لیے خود کو دھوکہ دینا چاہیے؟ کیا یہ سمجھدار اور عقلمند ہے یا یہ کھوکھلا اور خود پسند ہے؟ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ گرانڈی مخلص ہے یا نہیں۔ کیا وہ جانتا ہے؟ شاید وہ بھی نہیں۔ میں کمزور ہوں اور وہ مضبوط ہے، پیشکش اسے مجھے برباد کرنے کے کئی راستے دیتی ہے۔ لیکن مجھے بھی بہت کچھ حاصل کرنا ہے۔

شہر کی روحیں، دنیا کی، یقیناً وہ تین فرشتوں کے برابر ہیں؟ کیا اللہ اتنا بے نیاز ہے کہ نسل انسانی کو بچانے کے لیے تین اور گلے نہیں لگائے گا؟ --میں کچھ نہیں جانتا -

کیا خدا کو مغرور ہونا چاہئے یا عاجزی، شاندار یا سادہ، نتیجہ خیز یا غیر-؟ _وہ کیسا خیال ہے؟ میں کس قسم کا ہوں؟

اوو

آدھی نیند میں، یا آدھے جاگنے کے راستے میں، جبرئیل فرشتہ اکثر عدم ظہور کی وجہ سے ناراضگی سے بھر جاتے ہیں، اپنے اذیت ناک نظاروں میں، اس شخص کے بارے میں جس کے جوابات ہونے چاہئیں، وہ کبھی نہیں اٹھتا، وہ جو دور رہتا ہے جب میں مر رہا تھا، جب مجھے اس کی ضرورت تھی۔ جس کے بارے میں یہ سب ہے، اللہ رب العزت۔ ہمیشہ کی طرح غائب رہتے ہیں جب تک ہم اُس میں لرزتے اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔

نام

اللہ تعالیٰ دور رکھتا ہے۔ جو بار بار لوٹتا ہے وہ یہ منظر ہے، داخل ہوا نبی، اخراج، روشنی کی ڈوری، اور پھر جبریل اپنے دوہری کردار میں اوپر سے نیچے اور نیچے گھور رہے ہیں۔ اور وہ دونوں اس کی حد سے بڑھ کر اپنے دماغ سے خوفزدہ ہو گئے۔ جبریل نبی کی موجودگی سے، اس کی عظمت سے مفلوج محسوس کرتا ہے، سوچتا ہے کہ میں آواز نہیں نکال سکتا، میں اس قدر بے وقوف لگوں گا۔ حمزہ کی نصیحت: کبھی بھی اپنا خوف مت دکھائیں: مہاراج فرشتوں کو بھی اس طرح کے مشورے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی پانی لے جانے والے۔ ایک فرشتہ لازمی طور پر بنا ہوا نظر آتا ہے، اگر خدائے بزرگ و برتر اسٹیج سے خوفزدہ ہونے لگے تو نبی کیا سوچیں گے؟

ایسا ہوتا ہے: وحی۔ اس طرح: مہاونڈ، ابھی بھی اپنے نچلے حصے میں، سخت ہو جاتا ہے، اس کی گردن میں رگیں ابھرتی ہیں، وہ اپنے مرکز میں چپک جاتا ہے۔ نہیں، نہیں، مرگی کے مرض کی طرح کچھ بھی نہیں، اسے اتنی آسانی سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیا مرگی کبھی فٹ

Machine Translated by Google

جس کی وجہ سے دن رات میں بدل گیا، بادلوں کو سر پر بڑے پیمانے پر کرنے کا سبب بنا، ہوا کو سوپ میں گاڑھا کرنے کا سبب بنا، جب کہ ایک فرشتہ لٹکا ہوا، خوف زدہ، بے وقوف، شکار کے اوپر آسمان پر، سونے کے دھاگے پر پتنگ کی طرح اٹھا؟ گھسیٹنا پھر سے گھسیٹنا اور اب معجزہ شروع ہوتا ہے اس کی میری ہمت میں، وہ اپنی پوری طاقت سے کسی چیز پر دباؤ ڈال رہا ہے، کسی چیز کو مجبور کر رہا ہے، اور جبریل کو اس طاقت کا احساس ہونے لگتا ہے کہ وہ مجبور ہے، یہاں یہ _میرا اپنا جبڑا_ کام کر رہا ہے، کھول رہا ہے۔ بند کرنا اور طاقت، مہاؤنڈ کے اندر سے شروع ہو کر _میری آواز کی ہڈیوں تک پہنچتی ہے اور آواز آتی ہے۔

میری آواز نہیں میں ایسے الفاظ کبھی نہیں جانوں گا میں کوئی بہترین اسپیکر نہیں ہوں کبھی نہیں ہوں گا لیکن یہ میری آواز نہیں ہے یہ ایک آواز ہے۔

مہوند کی آنکھیں کھلی کی کھلی، وہ کسی طرح کا نظارہ دیکھ رہا ہے، اسے گھور رہا ہے، اوہ، یہ ٹھیک ہے، جبریل مجھے یاد ہے۔ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ میرے ہونٹ ہل رہے ہیں، حرکت کر رہے ہیں۔ کیا، کس کو؟ نہیں جانتا، کہہ نہیں سکتا۔ بہر حال، وہ یہاں ہیں، میرے منہ سے نکل رہے ہیں، میرے گلے کے اوپر، میرے دانتوں سے گزر رہے ہیں: الفاظ۔

خدا کا ڈاکیا بننا کوئی مزہ نہیں یار۔

بٹ بٹ: خدا اس تصویر میں نہیں ہے۔

خدا جانے میں کس کا ڈاکیہ رہا ہوں۔

اوو

جاہلیہ میں وہ کنویں کے کنارے مہوند کا انتظار کر رہے ہیں۔ واٹر کیریئر خالد، ہمیشہ کی طرح سب سے زیادہ بے صبرا، ایک نظر رکھنے کے لیے شہر کے دروازے کی طرف بھاگا۔

حمزہ، تمام پرانے سپاہیوں کی طرح جو اپنی کمپنی کو برقرار رکھنے کے عادی ہیں، خاک میں مل کر بیٹھ جاتا ہے اور کنکریوں سے کھیل کھیلتا ہے۔ عجلت کا کوئی احساس نہیں ہے۔ کبھی کبھی وہ دنوں، یہاں تک کہ ہفتوں تک دور رہتا ہے۔ اور آج شہر بالکل ویران ہے۔ ہر کوئی شاعروں کے مقابلے سننے کے لیے میلے کے میدان میں بڑے خیموں میں گیا ہے۔ خاموشی میں صرف حمزہ کے کنکروں کا شور ہے اور کوہ شنک سے آنے والے چٹان کبوتروں کے جوڑے کی آواز ہے۔

پھر وہ دوڑتے قدموں کو سنتے ہیں۔

خالد پہنچتا ہے، سانس پھولتا ہوا، ناخوش نظر آتا ہے۔ رسول واپس آ گیا ہے لیکن وہ زمزم پر نہیں آرہا ہے۔ اب وہ سب اپنے قدموں پر کھڑے ہیں، اس قائم شدہ عمل سے ہٹ جانے سے پریشان ہیں۔ ہتھیلیوں اور تالوں کے ساتھ انتظار کرنے والے حمزہ سے پوچھتے ہیں: پھر کوئی پیغام نہیں آئے گا؟ لیکن خالد پھر بھی اپنی سانسیں پکڑتا ہوا سر ہلاتا ہے۔ "میرا خیال ہے کہ وہاں ہو گا۔ جب کلام دیا گیا تھا تو وہ ویسا ہی نظر آتا ہے۔ لیکن اس نے مجھ سے بات نہیں کی اور بجائے میلے کے میدان کی طرف چل دیا۔"

حمزہ کمانڈ سنبھالتا ہے، بحث کو روکتا ہے، اور راہنمائی کرتا ہے۔ شاگرد --تقریباً بیس جمع ہو چکے ہیں --اس کے پیچھے شہر کے گوشت کی جگہوں پر چلے، جو پاکیزہ نفرت کے تاثرات پہنے ہوئے ہیں۔ حمزہ اکیلا میلے کا منتظر دکھائی دیتا ہے۔

ڈپلڈ اونٹوں کے مالکان کے خیموں کے باہر انہیں مہاونڈ نظر آتا ہے، وہ آنکھیں بند کیے کھڑا ہے، اور اپنے آپ کو اس کام کے لیے کھڑا کر رہا ہے۔ وہ فکر مند سوال پوچھتے ہیں؛ وہ جواب نہیں دیتا. چند لمحوں کے بعد وہ شاعری کے خیمے میں داخل ہوا۔

اوو

Machine Translated by Google

خیمے کے اندر، سامعین غیر مقبول پیغمبر اور ان کے بدحواس پیروکاروں کی آمد پر طنز کے ساتھ ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی مہاؤنڈ آگے بڑھتا ہے، اس کی آنکھیں مضبوطی سے بند ہوتی ہیں، بوس اور کیٹ کالز مر جاتے ہیں اور خاموشی چھا جاتی ہے۔
مہاونڈ ایک لمحے کے لیے بھی آنکھیں نہیں کھولتا، لیکن اس کے قدم یقینی ہیں، اور وہ ٹھوکریں کھائے یا ٹکرائے بغیر اسٹیج پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ روشنی میں چند سیڑھیاں چڑھتا ہے۔ اس کی آنکھیں اب بھی بند ہیں. اکٹھے ہوئے گیت شاعر، قتل و غارت گری کے موسیقار، داستان نگاری کرنے والے اور طنز نگار --بال یہاں ہے، یقیناً --تفریحی نظروں سے، لیکن تھوڑی بے چینی کے ساتھ، نیند میں چلتے ہوئے مہاؤنڈ پر۔ ہجوم میں اس کے شاگرد کمرے کے لیے جھڑکتے ہیں۔ فقیہ اُس کے قریب رہنے کے لیے لڑتے ہیں، جو کچھ وہ کہے اُسے اُتار دیں۔

گرانڈی ابو سمبل اسٹیج کے ساتھ لگے ریشمی قالین پر بولسٹرز کے خلاف ٹکا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ، سنہری مصری ہار پہننے والی، اس کی بیوی ہند ہے، جو اس کے جسم کی طرح لمبے سیاہ بالوں والی مشہور یونانی پروفائل ہے۔ ابو سمبل اٹھ کر مہاونڈ کو پکارتا ہے، "خوش آمدید۔" وہ ساری شہریت ہے۔ "خوش آمدید، مہوند، دیدار، کہین۔" یہ احترام کا عوامی اعلان ہے، اور یہ جمع شدہ ہجوم کو متاثر کرتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کو اب ایک طرف نہیں ہٹایا جاتا ہے بلکہ انہیں گزرنے دیا جاتا ہے۔ گھبرا کر، آدھی خوش ہو کر سامنے آتے ہیں۔ مہوند آنکھیں کھولے بغیر بولا۔

"یہ بہت سے شاعروں کا مجمع ہے،" وہ واضح طور پر کہتے ہیں، "اور میں ان میں سے ایک ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ لیکن میں رسول ہوں، اور میں یہاں جمع ہونے والے کسی سے بھی بڑے کی آیات لاتا ہوں۔"

سامعین کا صبر ختم ہو رہا ہے۔ مذہب مندر کے لیے ہے۔ جے اہلیان اور زائرین یکساں تفریح کے لیے یہاں موجود ہیں۔ ساتھی کو خاموش کرو! اسے باہر پھینک دو!
لیکن ابو سمبل پھر بولا۔ "اگر آپ کے خدا نے واقعی آپ سے بات کی ہے،" وہ کہتے ہیں، "تو تمام دنیا کو اسے سننا چاہیے۔" اور ایک ہی لمحے میں عظیم خیمے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔

"ستارہ۔،" مہاونڈ چیختا ہے، اور کاتب لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔
"اللہ کے نام سے، جو مہربان، رحم کرنے والا ہے!
"قسم ہے کہ جب وہ مقرر ہو جائیں: تمہارا ساتھی غلطی پر نہیں ہے اور نہ ہی وہ ہٹ رہا ہے۔

"اور نہ ہی وہ اپنی خواہشات سے بات کرتا ہے۔ یہ ایک وحی ہے جو نازل ہوئی ہے: ایک طاقتور نے اسے سکھایا ہے۔

"وہ اونچے افق پر کھڑا ہوا: طاقت کا مالک۔ پھر وہ قریب آیا، دو کمانوں کی لمبائی سے بھی زیادہ، اور اپنے بندے پر ظاہر کیا جو نازل ہوا ہے۔

جو کچھ دیکھا اس کو دیکھ کر بندے کا دل سچا تھا، تو کیا آپ میں یہ سوال کرنے کی ہمت ہے کہ جو دیکھا؟

"میں نے اسے لوٹے کے آخری سرے کے درخت پر بھی دیکھا، جس کے قریب آرام کا باغ ہے، جب وہ درخت اپنے اوڑھنے سے ڈھکا ہوا تھا، تو میری آنکھ نہ ٹکی، نہ میری نظریں بھٹکتی رہیں؛ اور میں نے ان میں سے کچھ کو دیکھا۔ رب کی سب سے بڑی نشانیاں۔"

اس مقام پر بغیر کسی ہچکچاہٹ یا شک کے وہ دو مزید تلاوت کرتا ہے۔

آیات

Machine Translated by Google

"کیا تم نے لات اور عزیٰ اور منات، تیسرے اور دوسرے پر غور کیا ہے؟" --پہلی آیت کے بعد، ہند اپنے قدموں پر آ جاتی ہے۔ جاہلیہ کا عظیم الشان پہلے ہی بالکل سیدھا کھڑا ہے۔ اور مہاونڈ، خاموش آنکھوں کے ساتھ، تلاوت کرتا ہے: "وہ اعلیٰ پرندے ہیں، اور ان کی شفاعت درحقیقت مطلوب ہے۔"

جیسے ہی شور، چیخیں، خوشامد، اسکینڈل، دیوی ال لات کی عقیدت کا رونا --پھول جاتا ہے اور مارکی کے اندر پھٹ جاتا ہے، پہلے ہی حیران کن جماعت نے گرانڈی ابو سمبل کا دوگنا سنسنی خیز تماشا دیکھا جو اس کے انگوٹھوں پر اپنے انگوٹھے رکھے کان، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہر نکال کر اونچی آواز میں فارمولا بولنا: "اللہ اکبر۔" جس کے بعد وہ گھٹنوں کے بل گرتا ہے اور جان بوجھ کر پیشانی کو زمین پر دباتا ہے۔

اس کی بیوی ہند فوراً اس کی قیادت کی پیروی کرتی ہے۔
واٹر کیرئیر خالد ان تمام تقریبات میں کھلے ٹینٹ فلیپ کے ساتھ رہا۔ اب وہ خوف زدہ نظروں سے دیکھتا ہے جب سب وہاں جمع تھے، خیمے میں موجود ہجوم اور اس کے باہر مردوں اور عورتوں کی بھرمار، گھٹنے ٹیکنے لگتی ہے، قطار در قطار، تحریک ہند اور گرینڈی سے باہر کی طرف لپکتی ہے گویا وہ کنکریاں پھینک رہے ہیں۔ ایک جھیل؛ یہاں تک کہ پورا مجمع خیمے کے باہر اور ساتھ ہی اندر ہوا میں گھٹنے ٹیکتا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھک جاتا ہے جس نے شہر کے سرپرست دیوتاؤں کو پہچان لیا ہے۔ رسول خود کھڑے رہتے ہیں، گویا اس کی عقیدت میں مجلس میں شامل ہونے کے لیے لتھڑے ہوئے ہیں۔ آنسوؤں میں پھٹتے ہوئے، پانی کی گاڑی ریت کے شہر کے خالی دل میں بھاگتی ہے۔ اس کے آنسوؤں کے قطرے، جیسے وہ بھاگتے ہیں، زمین میں سوراخ کر دیتے ہیں، جیسے ان میں کوئی سخت تیزاب ہے۔

مہاونڈ بے حرکت رہتا ہے۔ اس کی نہ کھلی آنکھوں کی پلکوں پر نمی کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

اوو

کافروں کے خیمے میں تاجر کی ویران فتح کی اس رات کچھ ایسے قتل ہوتے ہیں جن کا خوفناک بدلہ لینے کے لیے خاتون اول جاہلیت برسوں انتظار کرے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ اکیلے گھر جا رہے تھے، اس اداس فتح کی شام میں ان کا سر جھک گیا اور سرمئی ہو گیا، جب اس نے ایک دھاڑ سنی اور اوپر دیکھا تو ایک بہت بڑا سرخ رنگ کا شیر شہر کے اونچے میدانوں سے اس پر چھلانگ لگانے کے لیے تیار تھا۔ . وہ اس حیوان کو، اس افسانے کو جانتا ہے۔ _اس کے سرخ رنگ کے چھپے کی بے رونقیت صحرا کی ریت کی چمکتی ہوئی چمک میں گھل مل جاتی ہے۔

اپنے نتھنوں سے یہ زمین کے تنہا مقامات کی وحشت کو باہر نکالتا ہے۔ یہ وبا کو تھوک دیتا ہے، اور جب فوجیں صحرا میں داخل ہوتی ہیں، تو یہ انہیں پوری طرح کھا جاتی ہے۔ شام کی نیلی آخری روشنی کے ذریعے وہ حیوان پر چیختا ہے، تیاری کر رہا ہے، غیر مسلح، اپنی موت سے ملنے کے لیے۔ "چھلانگ لگاؤ، کمینے، مانٹیکور۔ میں نے اپنے وقت میں، اپنے ننگے ہاتھوں سے بڑی بلیوں کا گلا گھونٹ دیا ہے۔" جب میں چھوٹا تھا. جب میں جوان تھا.

اس کے پیچھے ہنسی ہے، اور دور دراز سے ہنسی گونج رہی ہے، یا ایسا لگتا ہے، لڑائیوں سے۔ وہ اپنے ارد گرد دیکھتا ہے؛ مینٹیکور دیواروں سے غائب ہو گیا ہے۔ وہ جاہلیوں کے ایک گروپ نے گھیرا ہوا ہے جو فینسی ڈریس میں ملبوس ہے، میلے سے واپس آرہا ہے اور ہنستا ہوا ہے۔ "اب جب کہ ان عرفان نے ہماری لات کو اپنا لیا ہے، انہیں ہر کونے میں نئے دیوتا نظر آ رہے ہیں، نہیں؟" حمزہ،

Machine Translated by Google

یہ سمجھ کر کہ رات دہشت سے بھری ہو گی، گھر لوٹا اور اپنی جنگی تلوار طلب کی۔ "دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر،" وہ کاغذی سرور پر گرجتا ہے جس نے 44سال تک جنگ اور امن میں اس کی خدمت کی ہے، "مجھے یہ تسلیم کرنے سے نفرت ہے کہ میرے دشمنوں کا کوئی فائدہ ہے۔ میں نے ہمیشہ سوچا ہے۔ اس کے بھتیجے کی طرف سے تبدیلی کے دن سے تلوار اپنے چمڑے کے کھردرے میں میان بنی ہوئی ہے، لیکن آج رات، اس نے سرور سے کہا، "شیر ڈھیلا ہے، امن کا انتظار کرنا پڑے گا۔"

یہ تہوار ابراہیم کی آخری رات ہے۔ جاہلیہ بہانہ اور جنون ہے۔ پہلوانوں کے تیل سے بھرے فربہ جسموں نے اپنی رونقیں مکمل کر لی ہیں اور سات اشعار حجر اسود کی دیواروں پر کیلوں سے جڑ گئے ہیں۔ اب شاعروں کی جگہ گانے والی کسبیوں نے لے لی ہے، اور ناچنے والی ویشیایں، جو کہ تیل دار جسموں کے ساتھ بھی کام کر رہی ہیں۔ رات کی کشتی دن کے وقت کی مختلف قسم کی جگہ لے لیتی ہے۔ درباری سنہری، پرندوں کی چونچ والے نقابوں میں ناچتے اور گاتے ہیں، اور سونا ان کے گاہکوں کی چمکتی آنکھوں میں جھلکتا ہے۔ سونا، ہر جگہ سونا، منافع خور جاہلیوں اور ان کے حرام خور مہمانوں کی ہتھیلیوں میں، بھڑکتی ریت میں، برزئیرز، رات کے شہر کی چمکتی ہوئی دیواروں میں۔

حمزہ سونے کی گلیوں میں بے دردی سے چل رہا ہے، ماضی کے زائرین جو بے ہوش پڑے ہیں جبکہ کٹ پرس اپنی روزی کماتے ہیں۔ وہ ہر سنہری چمکتے ہوئے دروازے سے شراب کی دھندلی آواز سنتا ہے، اور گانا اور چیختا ہوا قہقہہ اور سکوں کی جھنکار محسوس کرتا ہے جو اسے فانی توہین کی طرح تکلیف دیتا ہے۔ لیکن اسے وہ چیز نہیں ملتی جس کی وہ تلاش کر رہا ہے، یہاں نہیں، اس لیے وہ سونے کی روشنیوں سے دور ہو جاتا ہے اور شیر کی شکل کا شکار کرتے ہوئے سائے کو ڈنڈا مارنا شروع کر دیتا ہے۔

اور کئی گھنٹوں کی تلاش کے بعد، شہر کی بیرونی دیواروں کے ایک تاریک کونے میں، جس کا وہ جانتا تھا، انتظار کر رہا ہو گا، اس کی نظر کی چیز، دانتوں کی ٹرپل قطار کے ساتھ سرخ مینٹیکور۔ مینٹیکورک کی نیلی آنکھیں اور ایک منش چہرہ ہے اور اس کی آواز آدھی ترہی اور آدھی بانسری ہے۔ یہ ہوا کی طرح تیز ہے، اس کے ناخن کارک سکرو ٹیلون ہیں اور اس کی دم زہر اور لحاف پھینکتی ہے۔ یہ انسانی گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔ . . ایک جھگڑا ہو رہا ہے. چھریاں خاموشی میں سسکارتی ہیں، بعض اوقات دھات سے دھات کا تصادم۔ حمزہ حملہ آوروں کو پہچانتا ہے: خالد، سلمان، بلال۔ اب خود ایک شیر، حمزہ نے اپنی تلوار کھینچی، گرج کر خاموشی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، ساٹھ سال کی تیزی سے آگے دوڑا۔

پرانی ٹانگیں چلی جائیں گی۔ اس کے دوستوں کے حملہ آور ان کے ماسک کے پیچھے ناقابل شناخت ہیں۔
یہ ماسک کی رات رہی ہے۔ غضب زدہ جاہلانہ گلیوں میں چلتے ہوئے، اس کا دل پتوں سے بھرا ہوا، حمزہ نے مردوں اور عورتوں کو عقاب، گیدڑ، گھوڑے، گریفنز، سلامینڈر، وارٹ- سوروں، چٹانوں کے بھیس میں دیکھا ہے۔ گلیوں کی دھندلاہٹ سے نکلتے ہوئے دو سروں والے ایمفیسبینی اور پروں والے بیل آ گئے ہیں جنہیں Assyrian sphinxes کہا جاتا ہے۔ جن، حوریں، شیاطین اس شہر کو فانٹاسماگوریا اور ہوس کی رات میں آباد کرتے ہیں۔ لیکن صرف اب، اس تاریک جگہ میں، کیا اسے وہ سرخ ماسک نظر آتے ہیں جن کی وہ تلاش کر رہا تھا۔ مینلیون ماسک: وہ اپنی قسمت کی طرف بھاگتا ہے۔

Machine Translated by Google

خود کو تباہ کرنے والی ناخوشی کی گرفت میں تینوں شاگرد شراب پینے لگے تھے اور شراب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ جلد ہی نہ صرف نشہ میں ڈوب گئے بلکہ بیوقوف بھی تھے۔ وہ ایک چھوٹے سے پیازے میں کھڑے ہو گئے اور راہگیروں کو گالی دینا شروع کر دیے، اور تھوڑی دیر بعد پانی بردار خالد نے شیخی مارتے ہوئے اپنے پانی کی کھال کو داغ دیا۔ وہ شہر کو تباہ کر سکتا تھا، اس کے پاس حتمی ہتھیار تھا۔ پانی: یہ جاہلیہ کی گندگی کو صاف کرے گا، اسے دھو دے گا، تاکہ صاف شدہ سفید ریت سے ایک نئی شروعات کی جا سکے۔ یہ وہ وقت تھا جب شیروں نے ان کا پیچھا کرنا شروع کیا، اور طویل تعاقب کے بعد انہیں گھیر لیا گیا، ان کے خوف سے شراب ان کے اندر سے نکل رہی تھی، وہ موت کے سرخ ماسک کو گھور رہے تھے جب حمزہ عین وقت پر پہنچا۔

. . .جبریل شہر کے اوپر تیرتا ہوا لڑائی دیکھ رہا ہے۔ حمزہ کے جائے وقوعہ پر پہنچنے کے بعد یہ جلد ختم ہو گیا۔ دو نقاب پوش حملہ آور بھاگ گئے، دو مرے ہوئے ہیں۔
بلال، خالد اور سلمان کو کاٹ دیا گیا ہے، لیکن زیادہ بری طرح سے نہیں۔ ان کے زخموں سے بھی زیادہ سنگین خبر ہے شیر کے پیچھے -مردے کے نقاب۔ "ہند کے بھائیو"
حمزہ نے پہچان لیا۔ "ہمارے لئے چیزیں اب ختم ہو رہی ہیں۔"
مانٹیکورز کے قاتل، آبی دہشت گرد، مہوند کے پیروکار شہر کی دیوار کے سائے میں بیٹھ کر رو رہے ہیں۔

اوو

جہاں تک اس کا تعلق ہے، تاجر رسول: اس کی آنکھیں اب کھلی ہیں۔ وہ اپنے گھر، اپنی بیوی کے گھر کے اندرونی صحن کی طرف چلتا ہے، اور اس کے پاس نہیں جائے گا۔ اس کی عمر تقریباً ستر ہے اور وہ ان دنوں ایک ماں سے زیادہ محسوس کرتی ہے۔

وہ، ایک امیر عورت، جس نے اسے بہت پہلے اپنے قافلوں کو سنبھالنے کے لیے ملازم رکھا تھا۔
اس کی انتظامی صلاحیتیں پہلی چیزیں تھیں جو اسے اس کے بارے میں پسند تھیں۔ اور ایک وقت کے بعد، وہ محبت میں تھے۔ ایک ایسے شہر میں ایک شاندار، کامیاب عورت بننا آسان نہیں ہے جہاں دیوتا عورت ہیں لیکن عورتیں محض سامان ہیں۔ مرد یا تو اس سے ڈرتے تھے، یا اسے اتنا مضبوط سمجھتے تھے کہ اسے ان کے خیال کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ خوفزدہ نہیں ہوا تھا، اور اسے مستقل مزاجی کا احساس دلایا تھا جس کی اسے ضرورت تھی۔ جب کہ وہ، یتیم، اپنی کئی عورتوں میں ایک میں پایا: ماں بہن عاشق سبیل دوست۔ جب وہ خود کو پاگل سمجھتا تھا تو وہ وہی تھی جو اس کے خوابوں پر یقین رکھتی تھی۔
"یہ فرشتہ ہے،" اس نے اس سے کہا، "تمہارے سر سے کوئی دھند نہیں نکلی، یہ جبریل ہے، اور تم خدا کے رسول ہو۔"

وہ اب اسے نہیں دیکھ سکے گا۔ وہ اسے پتھریلی کھڑکی سے دیکھتی ہے۔ وہ چلنا نہیں روک سکتا، بے ہوش جیومیٹریوں کے بے ترتیب ترتیب میں صحن میں گھومتا ہے، اس کے قدم بیضوی، ٹریپیزیئم، رومبائڈز، بیضہ، انگوٹھیوں کی ایک سیریز کا پتہ لگاتے ہیں۔ جب کہ اسے یاد ہے کہ وہ راستے کے کنارے نخلستانوں میں سنی کہانیوں سے بھری کارواں کی پگڈنڈیوں سے کیسے واپس آئے گا۔ ایک نبی عیسیٰ، مریم نامی عورت سے پیدا ہوا، صحرا میں کھجور کے درخت کے نیچے کسی مرد سے پیدا نہیں ہوا۔ ایسی کہانیاں جنہوں نے اس کی آنکھوں کو چمکایا، پھر دوری میں ڈھل گیا۔ وہ اپنے جوش کو یاد کرتی ہے: وہ جذبہ جس کے ساتھ وہ ساری رات بحث کرتا تھا، اگر ضرورت پڑی تو، کہ پرانے خانہ بدوش کا زمانہ سونے کے اس شہر سے بہتر تھا جہاں لوگ اپنی بچیوں کو بیابان میں بے نقاب کرتے تھے۔ پرانے قبائل میں بھی غریب ترین یتیم کی دیکھ بھال کی جاتی تھی۔ خدا صحرا میں ہے، وہ کہے گا، یہاں کسی جگہ کے اسقاط میں نہیں۔ اور وہ جواب دیتی، کوئی بھی بحث نہیں کر رہا، میری محبت، دیر ہو چکی ہے، اور کل اکاؤنٹس ہیں۔

Machine Translated by Google

اس کے کان لمبے ہیں۔ لات، عزی، منات کے بارے میں جو کچھ کہا وہ پہلے ہی سن چکے ہیں۔
تو کیا؟ پرانے زمانے میں وہ جاہلیت کی بچیوں کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ وہ اللہ کی بیٹیوں کو بھی اپنے بازو کے نیچے کیوں نہ لے؟
لیکن خود سے یہ سوال پوچھنے کے بعد وہ اپنا سر ہلاتی ہے اور اپنی پتھر کی کھڑکی کے ساتھ والی ٹھنڈی دیوار پر بہت زیادہ ٹیک لگاتی ہے۔ اس کے نیچے رہتے ہوئے، اس کا شوہر پینٹاگون، متوازی علامتوں، چھ نکاتی ستاروں، اور پھر تجریدی اور تیزی سے بھولبلییا کے نمونوں میں چلتا ہے جس کے کوئی نام نہیں ہیں، گویا کوئی سادہ لکیر تلاش کرنے سے قاصر ہے۔

جب وہ کچھ لمحوں بعد صحن میں دیکھتی ہے، تاہم، وہ جا چکا تھا۔ اوو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ریشم کی چادروں کے درمیان جاگتے ہیں، سر میں درد کے ساتھ، ایک ایسے کمرے میں جو اس نے کبھی نہیں دیکھا۔ کھڑکی کے باہر سورج اپنے وحشی زینت کے قریب ہے، اور سفیدی کے خلاف سلیوٹ شدہ ایک سیاہ ہڈڈ چادر میں ایک لمبی شخصیت ہے، ایک مضبوط، دھیمی آواز میں آہستہ سے گا رہی ہے۔ گانا ایک ایسا ہے جس میں جاہلیہ کی خواتین مردوں کو جنگ کے لیے ڈھول بجاتی ہیں۔

آگے بڑھیں اور ہم آپ کو گلے لگاتے ہیں، _آپ کو گلے لگاتے ہیں، آپ کو گلے لگاتے ہیں_، _ایڈوانس اور ہم آپ کو گلے لگاتے ہیں_
_اور نرم قالین پھیلاتے ہیں۔

_پیچھے مڑو اور ہم تمہیں چھوڑ دیں گے، _ہم تمہیں چھوڑ دیں گے، تمہیں چھوڑ دیں گے_، _پیچھے ہٹیں گے اور ہم تم سے محبت نہیں کریں گے،
محبت کے بستر پر نہیں

وہ ہند کی آواز کو پہچانتا ہے، اٹھ بیٹھتا ہے، اور کریمی شیٹ کے نیچے خود کو برہنہ پاتا ہے۔ وہ اسے پکارتا ہے: "کیا مجھ پر حملہ ہوا؟" ہند مسکراتے ہوئے اس کی طرف مڑی۔ "حملہ کیا؟" وہ اس کی نقل کرتی ہے، اور ناشتے کے لیے تالیاں بجاتی ہے۔ منین داخل ہوتے ہیں، لاتے ہیں، خدمت کرتے ہیں، ہٹاتے ہیں، چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں۔ مہاؤنڈ کو سیاہ اور سونے کے ریشمی لباس میں مدد ملتی ہے۔ ہند، مبالغہ آرائی سے، اس کی نظریں ہٹاتی ہے۔ "میرے سر،" وہ دوبارہ پوچھتا ہے. "کیا مجھے مارا گیا تھا؟" وہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہے، اس کا سر جھکائے ہوئے ہے، بے وقوف نوکرانی کھیل رہی ہے۔ "اوہ، رسول، رسول،" وہ اس کا مذاق اڑاتی ہے۔ "یہ کیسا غیرت مند رسول ہے، کیا تم جان بوجھ کر، اپنی مرضی سے میرے کمرے میں نہیں آ سکتے تھے؟ نہیں، بالکل نہیں، میں تمہیں پیچھے ہٹاتا ہوں، مجھے یقین ہے۔" وہ اس کا کھیل نہیں کھیلے گا۔ "کیا میں قیدی ہوں؟" اس نے پوچھا، اور وہ دوبارہ اس پر ہنس پڑی۔ "بے وقوف مت بنو۔" اور پھر، کندھے اچکاتے ہوئے، جواب دیا: "میں کل رات نقاب پوش، تہواروں کو دیکھنے کے لیے شہر کی سڑکوں پر گھوم رہا تھا، اور میں تمہارے بے ہوش جسم کے سوا کیا ٹھوکر کھاؤں؟ گٹر میں نشے میں دھت کی طرح، مہاونڈ۔ میں نے اپنے نوکروں کو بھیجا کوڑا اور آپ کو گھر لے آیا۔ شکریہ کہو۔"

"شکریہ۔"
"مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو پہچانا گیا تھا،" وہ کہتی ہیں۔ "یا آپ مر جائیں گے، شاید۔
آپ جانتے ہیں کہ کل رات شہر کیسا تھا۔ لوگ اسے زیادہ کرتے ہیں۔ میرے اپنے بھائی ابھی تک گھر نہیں آئے۔"

Machine Translated by Google

یہ اب اس کے پاس واپس آتا ہے، بدعنوان شہر میں اس کی جنگلی بے چین چہل قدمی، ان روحوں کو گھورتے ہوئے جن کو اس نے سمجھا تھا، سمرگ کے مجسموں، شیطان کے ماسکوں، بیہومتھس اور ہپوگریفس کو دیکھ کر۔ اُس دن کی تھکاوٹ جس دن وہ ماؤنٹ کون سے نیچے چڑھا، پیدل شہر آیا، شاعری کے بازار میں ہونے والے واقعات کے تناؤ سے گزرا، اور اس کے بعد شاگردوں کا غصہ، شکوہ، اس نے اسے مغلوب کر دیا تھا۔ "میں بے ہوش ہو گیا تھا،" وہ یاد کرتا ہے۔

وہ آتی ہے اور بستر پر اس کے قریب بیٹھتی ہے، انگلی بڑھاتی ہے، اس کے لباس میں خالی جگہ پاتی ہے، اس کے سینے پر ہاتھ مارتی ہے۔ "بے ہوش" وہ بڑبڑائی۔ "یہ کمزوری ہے مہوند۔ کیا تم کمزور ہو رہے ہو؟"

اس کے جواب دینے سے پہلے وہ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ دیتی ہے۔ "کچھ مت کہو مہاونڈ۔ میں گرانڈی کی بیوی ہوں اور ہم میں سے کوئی بھی تمہارا دوست نہیں ہے۔
تاہم میرا شوہر ایک کمزور آدمی ہے۔ جاہلیہ میں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ چالاک ہے، لیکن میں بہتر جانتا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ میں محبت کرنے والوں کو لیتا ہوں اور وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں کرتا، کیونکہ مندر میرے خاندان کی دیکھ بھال میں ہیں۔ لات، عزہ، منات۔ کیا میں ان کو _مسجد کہوں گا؟ _تمہارے نئے فرشتوں کی؟" وہ اسے ڈش سے خربوزے کے کیوب پیش کرتی ہے، اسے اپنی انگلیوں سے کھلانے کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اسے پھل اپنے منہ میں نہیں ڈالنے دے گا، ٹکڑے لے لیتا ہے۔ اپنے ہاتھ سے کھاتی ہے۔ وہ آگے بڑھتی ہے۔ "میرا آخری عاشق لڑکا تھا، بعل۔" وہ اس کے چہرے پر غصہ دیکھتی ہے۔ "ہاں،" وہ اطمینان سے کہتی ہے۔
"میں نے سنا ہے کہ وہ تمہاری جلد کے نیچے آ گیا ہے۔ لیکن اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

نہ وہ اور نہ ابو سمبل تمہارے برابر ہیں۔ لیکن میں."
"مجھے جانا چاہیے،" وہ کہتے ہیں۔ "جلد ہی،" وہ کھڑکی کی طرف لوٹتے ہوئے جواب دیتی ہے۔
شہر کے احاطے میں وہ خیمے باندھ رہے ہیں، لمبے اونٹ۔
ٹرینیں روانہ ہونے کی تیاری کر رہی ہیں، گاڑیوں کے قافلے پہلے ہی صحرا کے پار جا رہے ہیں۔ کارنیول ختم ہو گیا ہے. وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔
"میں تمہارے برابر ہوں،" وہ دہراتی ہے، "اور تمہارا مخالف بھی۔ میں نہیں چاہتی کہ تم کمزور ہو جاؤ۔ تمہیں وہ نہیں کرنا چاہیے تھا جو تم نے کیا ہے۔"
"لیکن آپ کو فائدہ ہوگا،" مہاونڈ نے تلخی سے جواب دیا۔ "اب آپ کے مندر کی آمدنی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

"آپ کی بات یاد آتی ہے" وہ نرمی سے کہتی ہے، اس کے قریب آتی ہے، اس کا چہرہ اس کے بالکل قریب لاتی ہے۔ "اگر تم اللہ کے لیے ہو تو میں لات کے لیے ہوں۔ اور جب وہ اسے پہچان لیتا ہے تو وہ تمہارے خدا کو نہیں مانتی۔ اس کے خلاف اس کی مخالفت ناقابل معافی، اٹل، گھیرنے والی ہے۔ ہمارے درمیان جنگ صلح پر ختم نہیں ہو سکتی۔

اور کیا جنگ بندی ہے! تیرا سرپرست، رحم کرنے والا رب ہے۔ ال لات کو اپنی بیٹی بننے کی ذرا سی بھی خواہش نہیں ہے۔ وہ اس کی برابر ہے، جیسا کہ میں تمہاری ہوں۔ BaaI سے پوچھیں: وہ اسے جانتا ہے۔ جیسا کہ وہ مجھے جانتا ہے۔"

"لہذا گرانڈی اپنے عہد کو دھوکہ دے گا،" مہاؤنڈ کہتے ہیں۔
"کسے پتا؟" ہند کا مذاق اڑاتے ہیں۔ "وہ خود کو بھی نہیں جانتا۔ اسے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کمزور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔
اللہ اور تینوں کے درمیان کوئی صلح نہیں ہو سکتی۔ مجھے یہ نہیں چاہیے میں لڑائی چاہتا ہوں۔ موت تک؛ میں اس قسم کا خیال ہوں۔ تم کس قسم کے ہو؟"
"تم ریت ہو اور میں پانی ہوں،" مہاؤنڈ کہتے ہیں۔ "پانی ریت کو دھو دیتا ہے۔"
"اور صحرا پانی کو بھگو دیتا ہے،" ہند نے اسے جواب دیا۔ "اپنے ارد گرد دیکھو۔"

Machine Translated by Google

اس کے جانے کے فوراً بعد زخمی آدمی گرانڈی کے محل میں پہنچتے ہیں، اپنی ہمت کو پست کرکے ہند کو بتاتے ہیں کہ بوڑھے حمزہ نے اس کے بھائیوں کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن اس وقت تک رسول کہیں نہیں ملے گا۔ ایک بار پھر آہستہ آہستہ ماؤنٹ کون کی طرف بڑھ رہا ہے۔

اوو

جبریل، جب وہ تھک جاتا ہے، اپنی ماں کو اس لیے قتل کرنا چاہتا ہے کہ اسے اس قدر احمقانہ لقب دیا گیا، _فرشتہ_، کیا لفظ ہے، وہ پوچھتا ہے_کیا؟ کسے؟ _خواب سے بچایا جائے -ٹوٹتے ہوئے ریت کے قلعوں اور شیروں کا شہر تین ٹائر والے دانتوں سے، اب دل نہیں دھلایا جائے گا -انبیاء کی ہدایت یا تلاوت کی ہدایت یا جنت کے وعدے، الہامات کا خاتمہ ہو، ختم ہو جائے، ختم ہو جائے shudوہ کیا چاہتا ہے: کالی، بے خواب نیند۔ مادر پدر خواب، نسلِ انسانی کی تمام پریشانیوں کی وجہ، فلمیں بھی، اگر میں خدا ہوتا تو لوگوں کے تصورات کو ختم کر دیتا اور پھر شاید مجھ جیسے غریب کمینے کو رات کا آرام مل جاتا۔ نیند کے خلاف لڑتے ہوئے، وہ اپنی آنکھوں کو کھلی رہنے پر مجبور کرتا ہے، پلک جھپکتے نہیں، یہاں تک کہ بصری جامنی رنگ کے ریٹنا سے دھندلا جاتا ہے اور اسے اندھا بھیج دیتا ہے، لیکن وہ صرف انسان ہے، آخر میں وہ خرگوش کے سوراخ سے نیچے گرتا ہے اور وہ دوبارہ ونڈر لینڈ میں ہے۔ , پہاڑ پر، اور تاجر جاگ رہا ہے، اور ایک بار پھر اس کی خواہش، اس کی ضرورت، کام پر جاتی ہے، اس بار میرے جبڑے اور آواز پر نہیں، بلکہ میرے پورے جسم پر۔ وہ مجھے اپنے سائز میں کم کرتا ہے اور مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے، اس کا گرویٹیشنل فیلڈ ناقابل یقین ہے، اتنا ہی طاقتور ہے جتنا کہ ایک گڈڈم میگا اسٹار۔ . . اور پھر جبرئیل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کشتی لڑ رہے ہیں، دونوں برہنہ، باریک سفید ریت کے غار میں جو ان کے گرد پردے کی طرح اٹھی ہوئی ہے۔ _گویا وہ مجھے سیکھ رہا ہے، مجھے تلاش کر رہا ہے، گویا میں ہی امتحان سے گزر رہا ہوں_

ماؤنٹ کون کی چوٹی سے پانچ سو فٹ نیچے ایک غار میں، مہاونڈ نے مہاونڈ کے ساتھ کشتی لڑی، اسے ایک طرف پھینکا، اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ _ہر جگہ_ میں داخل ہو رہا ہے، اس کی زبان میرے کان میں اس کی مٹھی میری گیندوں کے گرد ہے، وہاں کبھی نہیں تھا۔ جس شخص میں اس قدر غصہ ہے، اسے جاننا ہوگا کہ اسے جاننا ہے اور میرے پاس اسے بتانے کے لیے کچھ نہیں ہے، وہ جسمانی طور پر میری نسبت دوگنا فٹ ہے اور کم سے کم علم کے لحاظ سے چار گنا، ہم دونوں نے خود کو سکھایا ہوگا۔ بہت سن رہا ہے لیکن جیسا کہ مدعی ہے وہ مجھ سے بھی بہتر سننے والا ہے۔ لہٰذا ہم کک سکریچ رول کرتے ہیں، وہ کافی حد تک کٹ رہا ہے لیکن یقیناً میری جلد بچپن میں ہموار رہتی ہے، آپ خونی کانٹے دار جھاڑی پر فرشتے کو نہیں چھین سکتے، آپ اسے پتھر پر نہیں چوٹ سکتے۔ اور ان کے سامعین ہیں، جن اور عفریٹس ہیں اور ہر طرح کے طوطے پتھروں پر لڑائی دیکھنے کے لیے بیٹھے ہیں، اور آسمان میں تین پروں والے جانور ہیں، جو بگلے یا ہنس یا صرف خواتین کی طرح نظر آتے ہیں جو روشنی کی چالوں پر منحصر ہیں۔ . . . مہاونڈ نے اسے ختم کیا۔ وہ لڑائی کو پھینک دیتا ہے۔

گھنٹوں یا ہفتوں تک کشتی لڑنے کے بعد مہاؤنڈ کو فرشتے کے نیچے لٹکا دیا گیا، یہ وہی ہے جو وہ چاہتا تھا، یہ اس کی مرضی تھی جو مجھے بھرتی تھی اور مجھے اسے تھامنے کی طاقت دیتی تھی، کیونکہ مہاونڈ اس طرح کی لڑائیاں نہیں ہار سکتے، ایسا ہوتا ٹھیک نہیں، ایسے چکروں میں صرف شیطانوں کی پٹائی ہوتی ہے، تو جیسے ہی میں اوپر پہنچا وہ خوشی سے رونے لگا اور پھر اس نے اپنا پرانا کام کیا۔

Machine Translated by Google

چال، زبردستی میرا منہ کھولا اور آواز دی، آواز، ایک بار پھر مجھ سے نکلی، اس پر تمام بیماروں کی طرح انڈیل دیا۔

اوو

عظیم فرشتہ جبریل کے ساتھ اپنے ریسلنگ میچ کے اختتام پر، نبی مہوند اپنی روایتی، تھکے ہوئے، بعد از انکشاف نیند میں گر جاتا ہے، لیکن اس موقع پر وہ معمول سے زیادہ تیزی سے زندہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہوش میں آتا ہے تو اس اونچے بیابان میں کوئی نظر نہیں آتا، کوئی پروں والا جانور پتھروں پر ٹیک نہیں لگاتا، اور اس کی خبر کی عجلت سے بھر پور اس کے قدموں پر چھلانگ لگا دیتا ہے۔ "یہ شیطان تھا،" وہ خالی ہوا سے بلند آواز میں کہتا ہے، اسے آواز دے کر سچ کرتا ہے۔ "آخری بار، یہ شیطان تھا۔" یہ جو اس نے اپنی_سننے_میں_سنا_ہے، کہ اسے فریب دیا گیا ہے، کہ شیطان فرشتہ کے بھیس میں اس کے پاس آیا، تاکہ اس نے جو آیات حفظ کر لیں، جو اس نے شعری خیمہ میں پڑھی، وہ اصل چیز نہیں تھیں۔ لیکن اس کا شیطانی مخالف، خدا پرست نہیں، بلکہ شیطانی ہے۔ وہ جتنی جلدی ہو سکے شہر لوٹتا ہے، گندھک اور گندھک کے گندھکنے والی گندی آیات کو ختم کرنے کے لیے، انہیں ہمیشہ کے لیے ریکارڈ سے ہٹانے کے لیے، تاکہ وہ پرانی روایات کے صرف ایک یا دو غیر معتبر مجموعوں میں زندہ رہیں۔ آرتھوڈوکس مترجم اپنی کہانی لکھنے کی کوشش کریں گے، لیکن جبریل، اپنے سب سے اونچے کیمرے کے زاویے سے منڈلاتے ہوئے دیکھتے ہیں، ایک چھوٹی سی تفصیل جانتے ہیں، بس ایک چھوٹی سی چیز جو یہاں ایک مسئلہ ہے، یعنی یہ کہ _یہ دونوں بار میں ہی تھا، بابا، میں پہلے۔ اور دوسرا میں بھی_ میرے منہ سے، بیان اور تردید دونوں، آیات اور گفتگو، کائنات اور الٹ، سب کچھ، اور ہم سب جانتے ہیں کہ میرے منہ نے کیسے کام کیا۔

"پہلے یہ شیطان تھا،" مہوند بڑبڑاتا ہے جب وہ جاہلیہ کی طرف بھاگتا ہے۔ "لیکن اس بار، فرشتہ، کوئی سوال نہیں، اس نے مجھے زمین پر کشتی کرائی۔"

اوو

شاگردوں نے اسے ماؤنٹ کون کے دامن کے قریب گھاٹیوں میں روکا تاکہ اسے ہند کے غصے سے خبردار کیا جا سکے، جس نے سفید ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں اور اپنے کالے بالوں کو ڈھیلے کر رکھا ہے، اسے طوفان کی طرح اپنے گرد اڑنے دیتا ہے، یا خاک میں پگڈنڈی، اس کے قدموں کو مٹا رہا ہے تاکہ وہ خود انتقام کے جذبے کا اوتار لگتا ہے۔ وہ سب شہر سے بھاگ گئے ہیں، اور حمزہ بھی نیچے پڑا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ابو سمبیل نے ابھی تک اپنی بیوی کی اس خون کی درخواست کو قبول نہیں کیا ہے جو خون کو بہا دیتا ہے۔ وہ ابھی بھی مہوند کے معاملے میں مشکلات کا حساب لگا رہا ہے اور مہوند دیوی اپنے پیروکاروں کے مشورے کے خلاف جاہلیہ واپس لوٹتے ہیں، سیدھے حجر اسود کی طرف جاتے ہیں۔ شاگرد خوف کے باوجود اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ایک ہجوم مزید اسکینڈل یا ٹوٹ پھوٹ یا ایسی کسی تفریح کی امید میں جمع ہوتا ہے۔ مہاؤنڈ انہیں مایوس نہیں کرتا۔

وہ تینوں کے مجسموں کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور ان آیات کو منسوخ کرنے کا اعلان کرتا ہے جو شیطان نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ یہ آیات حقیقی تلاوت _قرآن_سے خارج کردی گئی ہیں ان کی جگہ نئی آیات گرج رہی ہیں۔

"کیا اس کی بیٹیاں ہوں گی اور تمہارے بیٹے؟" مہوند تلاوت کرتا ہے۔ "یہ ایک اچھی تقسیم ہوگی!

Machine Translated by Google

"یہ صرف نام ہیں جن کا خواب تم نے اور تمہارے باپ دادا نے دیکھا ہے۔ اللہ ان پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔"

اس سے پہلے کہ کسی کو پہلا پتھر اٹھانے یا پھینکنے کا موقع ملے وہ گونگے گھر سے نکل جاتا ہے۔

اوو

شیطانی آیات کی تردید کے بعد، نبی مہوند گھر واپس آتے ہیں تاکہ ایک قسم کی سزا کا انتظار کیا جا سکے۔ ایک قسم کا انتقام --کس کا؟ روشنی یا تاریک؟ -- ؟Goodguy badguyبنایا گیا، جیسا کہ غیر معمولی نہیں ہے، معصوم پر۔ نبی کی بیوی، ستر سال کی، ایک پتھر کے پاؤں کے پاس بیٹھی ہے -جالی دار کھڑکی، اپنی پیٹھ دیوار کے ساتھ سیدھی بیٹھی ہے، مردہ۔

اپنے دکھ کی گرفت میں مہوند اپنے آپ کو اپنے پاس رکھتا ہے، ہفتوں تک مشکل سے ایک لفظ کہتا ہے۔ جاہلیہ کے عظیم الشان نے ظلم و ستم کی ایک ایسی پالیسی قائم کی ہے جو ہند کے لیے بہت آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہے۔ نئے مذہب کا نام _Submission_ہے؛ اب ابو سمبل نے حکم دیا ہے کہ اس کے پیروکاروں کو شہر کے سب سے بد حال، کھوکھلی سے بھرے کوارٹر میں الگ ہونے کے لیے پیش کرنا ہوگا۔ کرفیو کے لیے؛ ملازمت پر پابندی اور بہت سے جسمانی حملے ہوتے ہیں، دکانوں میں خواتین پر تھوکنا، نوجوان ترکوں کے گروہوں کے ذریعے وفاداروں کے ساتھ بدسلوکی جن کو گرانڈی خفیہ طور پر کنٹرول کرتا ہے، رات کو کھڑکی سے آگ پھینکی جاتی ہے تاکہ بے خبر سونے والوں کے درمیان اتر جائے۔ اور، تاریخ کے مانوس تضادات میں سے ایک کے مطابق، وفاداروں کی تعداد ایک فصل کی طرح بڑھ جاتی ہے جو مٹی اور آب و ہوا کے حالات خراب ہونے کے ساتھ ہی معجزانہ طور پر پھلتی پھولتی ہے۔

بدتر

نخلستان کے شہریوں کی طرف سے ایک پیشکش موصول ہوئی ہے -یثرب کی شمال میں آباد کاری: یثرب ان لوگوں کو پناہ دے گا -جو تسلیم کریں گے، اگر وہ جاہلیہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ حمزہ کی رائے ہے کہ انہیں جانا چاہیے۔ "تم اپنا پیغام یہاں کبھی ختم نہیں کرو گے، بھتیجے، میری بات مان لو۔ ہند اس وقت تک خوش نہیں ہوگی جب تک وہ تمہاری زبان نہیں پھاڑ دے گی، میری گیندوں کے بارے میں کچھ نہیں کہنا، مجھے معاف کرنا۔" مہاونڈ، اکیلا اور اس کے سوگوار گھر میں گونج سے بھرا ہوا، اس کی رضامندی دیتا ہے، اور وفادار اپنے منصوبے بنانے کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔ خالد پانی لے جانے والا پیچھے لٹک جاتا ہے اور کھوکھلی آنکھوں والا نبی اس کے بولنے کا انتظار کر رہا ہے۔ عجیب طور پر، وہ کہتا ہے: "میسنجر، مجھے آپ پر شک تھا۔ لیکن آپ ہمارے علم سے زیادہ سمجھدار تھے۔ پہلے ہم نے کہا، مہوند کبھی سمجھوتہ نہیں کریں گے، اور آپ نے سمجھوتہ کر لیا، پھر ہم نے کہا، مہوند نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا، لیکن آپ ہمارے سامنے ایک گہری سچائی لے کر آئے تھے۔ تم شیطان کو خود ہمارے پاس لائے تاکہ ہم شیطان کے کاموں اور حق کے ذریعے اس کا تختہ الٹنے کا مشاہدہ کرسکیں۔ تم نے ہمارے ایمان کو تقویت بخشی ہے۔ میں نے جو سوچا اس پر مجھے افسوس ہے۔"

مہاونڈ کھڑکی سے گرنے والی سورج کی روشنی سے دور ہو جاتا ہے۔ "جی ہاں."

کڑواہٹ، گھٹیا پن۔ "یہ ایک حیرت انگیز کام تھا جو میں نے کیا ہے۔ گہری سچائی۔ آپ کو شیطان لانا۔ ہاں، یہ میری طرح لگتا ہے۔"

اوو

کوہ شنک کی چوٹی سے، جبرئیل جاہلیہ کے وفادار فرار ہوتے ہوئے دیکھتا ہے، خشکی کے شہر کو ٹھنڈی کھجوروں اور پانی، پانی، پانی کی جگہ چھوڑتا ہے۔

چھوٹے گروہوں میں، تقریباً خالی ہاتھ، وہ سورج کی سلطنت کے پار منتقل ہوتے ہیں، وقت کے نئے آغاز پر پہلے سال کے اس پہلے دن،

Machine Translated by Google

جو خود دوبارہ پیدا ہوا ہے، جیسا کہ پرانا ان کے پیچھے مر جاتا ہے اور نیا آگے انتظار کرتا ہے۔ اور ایک دن مہاونڈ خود پھسل گیا۔ جب اس کے فرار ہونے کا پتہ چل جاتا ہے، بعل نے ایک تعزیتی نظم لکھی ہے: _آج کس قسم کا خیال_ _کیا "سبمشن" لگتا ہے؟ __خوف سے بھرا ہوا_۔

ایک خیال جو بھاگ جاتا ہے
مہوند اپنے نخلستان تک پہنچ گیا ہے۔ جبریل اتنا خوش قسمت نہیں ہے۔ اکثر، اب، وہ اپنے آپ کو ماؤنٹ کون کی چوٹی پر اکیلا پاتا ہے، سردی، گرتے ہوئے ستاروں سے دھویا جاتا ہے، اور پھر وہ رات کے آسمان سے اس پر گرتے ہیں، تین پروں والی مخلوق، لات عزّہ منات، اس کے سر کے گرد پھڑپھڑاتے ہوئے، پنجے مارتے ہیں۔ اس کی آنکھیں، کاٹ رہی ہیں، اسے اپنے بالوں، پروں سے مار رہی ہیں۔ وہ اپنی حفاظت کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے، لیکن ان کا انتقام انتھک ہے، جب بھی وہ آرام کرتا ہے، جب بھی وہ اپنے محافظ کو گراتا ہے، جاری رہتا ہے۔ وہ ان کے خلاف جدوجہد کرتا ہے، لیکن وہ تیز، فرتیلا، پروں والے ہیں۔

اس کے پاس انکار کرنے والا کوئی شیطان نہیں ہے۔ خواب دیکھ کر، وہ ان کی خواہش نہیں کر سکتا۔

Machine Translated by Google

IIIایلوین ڈیووین

1

میں جانتا ہوں کہ بھوت کیا ہوتا ہے، بوڑھی عورت نے خاموشی سے اثبات کی۔ اس کا نام روزا ڈائمنڈ تھا۔ وہ اٹھاسی سال کی تھی۔ اور وہ اپنے نمکین بیڈ روم کی کھڑکیوں سے چکنی چپکے چپکے پورے چاند کا سمندر دیکھ رہی تھی۔ اور میں جانتی ہوں کہ یہ کیا نہیں ہے، اس نے بھی آگے سر ہلایا، یہ کوئی اسکاریفیکیشن یا پھڑپھڑانے والی چادر نہیں ہے، اس لیے تمام _that_bunkum کے لیے پوہ اینڈ پش۔ بھوت کیا ہے؟

نامکمل کاروبار، کیا ہے. جس پر بوڑھی عورت، چھ فٹ لمبی، سیدھی--
پیچھے سے، اس کے بال کسی بھی مرد کی طرح چھوٹے ہوئے، مطمئن، ٹریجڈی ماسک پوٹ میں اس کے منہ کے کونوں کو نیچے کی طرف جھٹک دیا، ہڈیوں کے کندھوں کے گرد بُنی ہوئی نیلی شال کھینچی، --اور ایک لمحے کے لیے، اس کی بے خواب آنکھیں، بند ہو گئیں۔ ماضی کی واپسی کے لیے دعا کریں۔ چلو، آپ نارمن جہاز، اس نے منت کی: آئیے آپ کو لے آئیں، ولی-دی-کانک۔

نو سو سال پہلے یہ سب کچھ پانی کے نیچے تھا، یہ حصہ دار ساحل، یہ نجی ساحل، اس کی جھرجھری ان کے چھلکتے بوتھ ہاؤسز کے ساتھ فلیکی پینٹ ویلز کی چھوٹی قطار کی طرف بڑھ رہی تھی، جس میں ڈیک چیئرز، خالی تصویروں کے فریم، قدیم ٹک بکسوں کے بنڈلوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ربن میں بندھے خطوط، موتھ بالڈ سلک اور لیس لنگی، ایک بار کی آنسوؤں سے بھری پڑھنے والی لڑکیوں، لیکروس اسٹکس، اسٹامپ البمز، اور تمام دفن خزانہ -یادوں کے سینے اور کھوئے ہوئے وقت۔ ساحلی پٹی بدل گئی تھی، سمندر کی طرف ایک میل یا اس سے زیادہ کا فاصلہ طے کر چکی تھی، پہلے نارمن قلعے کو پانی سے بہت دور پھنسا ہوا تھا، جو اب دلدلی زمین کی گود میں ہے جو ہر طرح کے بھیانک اور دلدل سے دوچار ہے جو غریبوں کو اپنے لفظ _estates_ پر رہتے تھے۔ اس نے، بوڑھی عورت نے، قلعے کو ایک مچھلی کے کھنڈر کے طور پر دیکھا جسے قدیم زمانے کے جھرنے سے دھوکہ دیا گیا تھا، ایک سمندری عفریت کے طور پر جو وقت سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ نو سو سال! نو صدیوں پہلے، نارمن کا بحری بیڑا اس انگریز عورت کے گھر سے گزرا تھا۔ واضح راتوں میں جب چاند مکمل تھا، وہ اس کے چمکنے والے، بدلے ہوئے بھوت کا انتظار کرتی تھی۔

ان کو آتے دیکھنے کے لیے بہترین جگہ، اس نے خود کو یقین دلایا، گرینڈ اسٹینڈ ویو۔
تکرار اس کے قدیم زمانے میں ایک سکون بن گئی تھی۔ اچھی طرح سے پہنے ہوئے جملے، _نامکمل کاروبار، عظیم الشان منظر_، نے اسے ٹھوس، غیر متبدل، سیمپیٹرنل محسوس کرایا، بجائے اس کے کہ وہ اپنے آپ کو جانتی تھی۔ -جب پورا چاند غروب ہوتا ہے، طلوع فجر سے پہلے اندھیرا، یہ ان کا لمحہ ہوتا ہے۔ بحری جہاز کا بلو، اورز کی چمک، اور فاتح خود فلیگ شپ پر، لکڑی کے بریک واٹر اور چند الٹی ہوئی کھوپڑیوں کے درمیان ساحل سمندر پر سفر کرتا ہے۔ -اوہ، میں نے اپنے وقت میں چیزیں دیکھی ہیں، ہمیشہ تحفہ، پریت نظر آتا ہے۔ -فاتح اپنی نوکیلی دھاتی ناک والی ٹوپی میں، اس کے سامنے کے دروازے سے گزرتے ہوئے، کیک اسٹینڈز اور اینٹی میکاسریڈ صوفوں کے درمیان سے سرکتا ہوا، یادوں اور تڑپوں کے اس گھر میں گونجنے والی گونج کی طرح؛ پھر خاموش ہو جانا _قبر کی طرح_

Machine Translated by Google

--ایک بار بیٹل ہل پر ایک لڑکی کے طور پر، اسے دوبارہ گنتی کا شوق تھا، ہمیشہ ایک ہی وقت میں --پالش الفاظ میں، -- ایک بار ایک تنہا بچے کے طور پر، میں نے اپنے آپ کو، بالکل اچانک اور کسی عجیب و غریب احساس کے بغیر، بیچ میں پایا۔ ایک جنگ کے.
لانگ بوز، میسس، پائیکس۔ فلیکسن-سیکسن لڑکے، اپنی پیاری جوانی میں کٹ گئے۔ ہیرالڈ ارووی اور ولیم ریت سے بھرے منہ کے ساتھ۔ ہاں، ہمیشہ تحفہ، پریت نظر۔ --اس دن کی کہانی جس دن بچے روزا نے ہیسٹنگز کی جنگ کا نظارہ دیکھا تھا، بوڑھی عورت کے لیے، اس کے وجود کی نشانیوں میں سے ایک بن گئی تھی، حالانکہ یہ اتنی بار کہی جا چکی تھی کہ کوئی بھی نہیں، بتانے والا، اعتماد کے ساتھ قسم کھا سکتا ہے کہ یہ سچ ہے۔ _میں کبھی کبھی ان کے لیے ترستا ہوں_، روزا کے عملی خیالات کو دوڑایا۔ _لیس بیوکس جرس: پیارے، مردہ دن_۔ اس نے ایک بار پھر اپنی یاد دلانے والی آنکھیں بند کر لیں۔ جب اس نے انہیں کھولا تو اس نے دیکھا، پانی کے کنارے سے نیچے، اس سے انکار نہیں، کچھ حرکت کرنے لگا۔

اس نے اپنے جوش میں بلند آواز میں کیا کہا: "میں اس پر یقین نہیں کرتا!" --"یہ سچ نہیں ہے!"

--"وہ یہاں کبھی نہیں ہے! -- "_غیر مستحکم قدموں پر، سینے سے ٹکرانے کے ساتھ، روزا اپنی ٹوپی، چادر، چھڑی لیے چلی گئی۔ جب کہ، موسم سرما کے ساحل پر، جبریل فرشتہ بیدار ہوئے منہ سے بھرا ہوا، نہیں، ریت سے نہیں.

برف

اوو

Ptui!

جبریل تھوک؛ چھلانگ لگانا، گویا Expectoratedکیچڑ سے چلایا جاتا ہے۔ چمچا کی خواہش کی --جیسا کہ بتایا گیا ہے --دن کی بہت سی مبارک واپسی؛ اور جامنی آستینوں سے برف کو شکست دینا شروع کر دیا۔ "خدا، یار،" وہ چلایا، پاؤں سے پاؤں تک، "کوئی تعجب نہیں کہ یہ لوگ خونی برف کے دلوں کو بڑھاتے ہیں."

پھر، تاہم، اتنی مقدار میں برف میں گھرے ہونے کی خالص خوشی نے اس کی پہلی خباثت پر کافی حد تک قابو پالیا --کیونکہ وہ ایک اشنکٹبندیی آدمی تھا --اور اس نے اپنے ساتھی پر برف کے گولے بنانے اور انہیں پھینکنا شروع کر دیا۔ ، ایک سنو مین کا تصور کرنا، اور کیرول "جنگل بیلز" کا ایک جنگلی، جھپٹتا ہوا گانا۔ روشنی کا پہلا اشارہ آسمان پر تھا، اور اس آرام دہ سمندری ساحل پر صبح کا ستارہ لوسیفر رقص کرتا تھا۔

اس کی سانسوں کا ذکر کیا جانا چاہیے، کسی نہ کسی طرح مکمل طور پر بدبو آنا بند ہو گئی تھی۔ . .

"چلو، بچے،" ناقابل تسخیر جبریل نے پکارا، جس کے رویے میں قاری، غیر معقول طور پر، اس کے حالیہ زوال کے گمبھیر، منتشر اثرات کو سمجھ سکتا ہے۔ "رائز" این" شائن! آئیے اس جگہ کو طوفان سے لے جائیں۔" سمندر کی طرف پیٹھ پھیر کر، اگلی چیزوں کے لیے جگہ بنانے کے لیے بری یادوں کو مٹا کر، ہمیشہ کی طرح نئے پن کے لیے پرجوش، وہ ایک جھنڈا لگاتا (اگر اس کے پاس ہوتا)، یہ دعویٰ کرنے کے لیے کہ یہ سفید فام کون ہے؟ ملک، اس کی نئی ملی زمین۔ "اسپونو،" اس نے التجا کی، "شفٹ، بابا، یا تم خونی مر چکے ہو؟" جو کہنے سے بولنے والے کو (یا کم از کم اس کی طرف) ہوش آیا۔ وہ دوسرے کے سجدے کی شکل پر جھکا، چھونے کی ہمت نہ ہوئی۔ "ابھی نہیں، پرانے چمچ،" اس نے زور دیا۔ "نہیں جب ہم اتنی دور آئے تھے۔"

Machine Translated by Google

صلاح الدین: مرا نہیں تھا بلکہ رو رہا تھا۔ صدمے کے آنسو اس کے چہرے پر جم گئے۔
اور اس کا سارا جسم برف کی باریک جلد میں لپٹا ہوا، شیشے کی طرح ہموار، جیسے کوئی برا خواب پورا ہو۔ اس کے جسم کے کم درجہ حرارت کی وجہ سے پیدا ہونے والے نیم شعور میں اسے ڈراؤنا خواب تھا -ٹوٹنے کے خوف سے، برف کے ٹوٹنے سے اس کے خون کے بلبلے کو دیکھ کر، اس کا گوشت ٹکڑوں کے ساتھ دور آتا ہے۔ وہ سوالات سے بھرا ہوا تھا، کیا ہم واقعی، میرا مطلب ہے، آپ کے ہاتھ پھڑپھڑاتے ہوئے، اور پھر پانی، آپ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ مجھے بتانا چاہتے ہیں، جیسے فلموں میں، جب چارلٹن ہیسٹن نے اپنا عملہ بڑھایا، تاکہ ہم ہو سکتا ہے، سمندر کے اس پار، یہ کبھی نہیں ہوا، نہیں ہو سکتا، لیکن اگر نہیں تو کیسے، یا ہم کسی طرح پانی کے اندر، متسیانوں کے ذریعے، سمندر ہمارے درمیان سے ایسے گزرے جیسے ہم مچھلی یا بھوت ہوں، کیا یہ سچ تھا، ہاں یا نہیں، مجھے اس کی ضرورت ہے... لیکن جب اس کی آنکھ کھلی تو سوالوں نے خوابوں کی غیر واضح پن کو حاصل کر لیا، تاکہ وہ انہیں مزید سمجھ نہ سکے، ان کی دمیں اس کے سامنے ٹمٹمانے اور آبدوز کے پنکھوں کی طرح غائب ہو گئیں۔

وہ آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا، اور دیکھا کہ یہ مکمل طور پر غلط رنگ ہے، خون نارنجی سبز رنگ سے رنگا ہوا تھا، اور برف سیاہی کی طرح نیلی تھی۔ اس نے زور سے پلکیں جھپکیں لیکن رنگوں نے بدلنے سے انکار کر دیا، اس خیال کو جنم دیا کہ وہ آسمان سے کسی غلطی میں گرا ہے، کسی اور جگہ، انگلینڈ یا شاید انگلینڈ نہیں، کچھ جعلی زون، بوسیدہ بورو، بدلی ہوئی ریاست۔ شاید، اس نے مختصراً غور کیا: جہنم؟ نہیں، نہیں، اس نے خود کو یقین دلایا جیسے بے ہوشی کا خطرہ ہے، ایسا نہیں ہو سکتا، ابھی نہیں، تم ابھی مرے نہیں ہو؛ لیکن مر رہا ہے.

ٹھیک ہے پھر: ایک ٹرانزٹ لاؤنج۔
وہ کانپنے لگا۔ کمپن اتنی شدت سے بڑھ گئی کہ اس کے ذہن میں یہ محسوس ہوا کہ وہ دباؤ کے تحت، جیسے، ایک، ہوائی جہاز کی طرح ٹوٹ سکتا ہے۔
پھر کچھ بھی نہ رہا۔ وہ ایک باطل میں تھا، اور اگر اسے زندہ رہنا ہے تو اسے شروع سے ہر چیز کی تعمیر کرنی ہوگی، قدم اٹھانے سے پہلے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین کو ایجاد کرنا پڑے گا، بس اب ایسے معاملات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ یہاں اس کے سامنے ناگزیر تھا: موت کی لمبا، ہڈیوں کی شکل، چوڑی کناروں والی بھوسے کی ٹوپی میں، ایک سیاہ چادر ہوا کے جھونکے میں پھڑپھڑا رہی تھی۔ موت، زیتون کے سبز رنگ کے ویلنگٹن کے جوتے پہنے، چاندی کے سر والی چھڑی پر ٹیک لگا کر۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں تصور کرتے ہیں؟" موت جاننا چاہتی تھی۔
"یہ پرائیویٹ پراپرٹی ہے۔ کوئی نشانی ہے۔" عورت کی آواز میں کہا جو کچھ ہچکچاہٹ اور کچھ زیادہ پرجوش تھی۔

چند لمحوں بعد موت اس پر جھک گئی -_مجھے چومنے کے لیے_، وہ گھبرا کر خاموش ہوگیا۔ _میرے جسم سے سانس لینے کے لیے_ اس نے احتجاج کی چھوٹی، فضول حرکتیں کیں۔

"وہ بالکل زندہ ہے،" موت نے ریمارکس دیے، یہ کون تھا، جبریل۔ "لیکن میری جان۔
اس کی سانس: کیا پونگ ہے۔ اس نے آخری بار اپنے دانت کب صاف کیے؟"
اوو

ایک آدمی کی سانس میٹھی ہو گئی تھی، جب کہ دوسرے کی، برابر اور مخالف اسرار سے، کھٹی ہو گئی تھی۔ ان سے کیا توقع تھی؟ آسمان سے اس طرح گرنا: کیا انہوں نے سوچا تھا کہ کوئی مضر اثرات نہیں ہوں گے؟ اعلیٰ طاقتوں نے ایک لیا تھا۔

Machine Translated by Google

دلچسپی، یہ ان دونوں کے لیے واضح ہونا چاہیے تھا، اور ایسی طاقتیں (یقیناً، میں اپنے بارے میں بات کر رہا ہوں) مکھیوں کو گرانے کے لیے ایک شرارتی، تقریباً ایک بے ہودہ رویہ رکھتی ہیں۔ اور ایک اور بات، آئیے واضح ہو جائیں: زبردست فالس لوگوں کو بدل دیتے ہیں۔
آپ کو لگتا ہے کہ _وہ_ ایک طویل فاصلہ طے کر چکے ہیں؟ گڑبڑ کے معاملے میں، میں کسی بھی شخصیت کو فخر نہیں کرتا، چاہے وہ فانی ہو یا غیر۔ بادلوں سے راکھ تک، چمنی کے نیچے آپ کہہ سکتے ہیں، آسمانی روشنی سے جہنم کی آگ تک۔ . . ایک [illegible]

کیا؟ مجھے تبدیلیوں کی گنتی کرنی چاہئے؟
اچھی سانس / بدبو سانس۔
اور جبریل فرشتہ کے سر کے کناروں کے ارد گرد، جب وہ صبح تک اپنی پیٹھ کے ساتھ کھڑا تھا، روزا ڈائمنڈ کو ایسا لگتا تھا کہ اس نے ایک بیہوش، لیکن واضح طور پر سنہری، _گلو_ کو دیکھا۔

اور کیا وہ ٹکرانے، چمچا کے مندروں میں، اس کی دبی ہوئی اور جگہ جگہ بولر ٹوپی کے نیچے تھے؟

اور، اور، اور.

اوو

جب اس نے جبریل فرشتہ کی عجیب و غریب شخصیت پر نگاہ ڈالی اور برف میں ڈائونیسیاک کیا تو روزا ڈائمنڈ نے فرشتوں کے بارے میں نہیں سوچا۔ اسے اپنی کھڑکی سے، نمک کے ذریعے دیکھ رہا تھا- ابر آلود شیشے اور عمر--

ابر آلود آنکھیں، اس نے محسوس کیا کہ اس کا دل دو بار باہر نکلتا ہے، اتنا دردناک کہ اسے ڈر تھا کہ یہ رک جائے گا۔ کیونکہ اس غیر واضح شکل میں وہ اپنی روح کی سب سے گہری دفن خواہش کے اوتار کو سمجھتی تھی۔ وہ نارمن حملہ آوروں کو اس طرح بھول گئی جیسے وہ کبھی نہیں تھے، اور اپنے غیر عمر رسیدہ اعضاء کی حفاظت کے لیے بہت تیزی سے غدار کنکروں کی ڈھلوان سے لڑتے رہے، تاکہ وہ اپنی سرزمین پر تجاوز کرنے کے لیے ناممکن اجنبی کو ڈانٹنے کا بہانہ کر سکے۔

عام طور پر وہ ساحل کے اپنے پیارے ٹکڑے کے دفاع میں ناقابل تسخیر رہتی تھی، اور جب موسم گرما کے اختتام ہفتہ تیز لہر کی لکیر سے اوپر بھٹکتے تھے تو وہ ان پر اترتی تھی۔ جیسے تہہ پر بھیڑیے کی طرح_. اس کے لیے اس کا جملہ، وضاحت کرنے اور مطالبہ کرنے کے لیے: --یہ ہے میرا باغ، تم دیکھتے ہو؟ --اور اگر وہ ڈھٹائی سے بڑھے، --گیٹ آؤٹ آفٹسیلیولڈمو، استھسوڈنگ بیچ، --وہ گھر واپس آ کر ایک لمبی سبز باغ کی نلی نکال کر اپنے ٹارٹن کمبلوں اور پلاسٹک کے کرکٹ کے بلے اور سن-ٹین لوشن کی بوتلوں پر بے حسی سے پھیر دے گی۔ اپنے بچوں کے ریت کے قلعوں کو توڑ ڈالیں گے اور ان کے جگر کو بھگو دیں گے -ساسیج سینڈوچ، ہر وقت میٹھے انداز میں مسکراتے ہوئے: _اگر میں اپنے لان کو پانی دوں تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟ . . اوہ، وہ ایک تھی، گاؤں میں جانی جاتی تھی، وہ اسے کسی بوڑھے کے گھر میں بند نہیں کر سکتے تھے، جب انہوں نے تجویز کرنے کی ہمت کی تو اس کے پورے خاندان کو پیکنگ بھیج دیا، اس کی دہلیز پر کبھی اندھیرا نہ کرو، اس نے ان سے کہا، پورا کاٹ دو۔ ایک پیسہ کے بغیر یا آپ کی رخصت سے بہت کچھ۔ اب وہ خود ہی تھی، وہ ہفتے سے مبارک ہفتے تک کبھی بھی مہمان نہیں تھی، یہاں تک کہ ڈورا شفل بوتھم بھی نہیں جو اس کے لیے ان تمام سالوں میں گیا اور کیا کیا، ڈورا گزشتہ ستمبر میں گزر گئی، وہ آرام کرے، اب بھی اس کی عمر میں یہ حیرت کی بات ہے۔ پرانا ٹراؤٹ کس طرح ان تمام سیڑھیوں کا انتظام کرتا ہے،

Machine Translated by Google

وہ شہد کی مکھی کی طرح ہو سکتی ہے لیکن شیطان کو اس کا حق دے دو، بہت سے ایسے ہیں جو اکیلے ہونے کی وجہ سے بارمی ہو سکتے ہیں۔
جبرئیل کے لیے نہ تو نلی تھی اور نہ ہی اس کی زبان کا تیز سرہ۔
روزا نے ڈانٹ ڈپٹ کے ٹوکن الفاظ کہے، گرے ہوئے اور نئے گندھک والے صلاح الدین کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے نتھنے پکڑے (جس نے اس وقت اپنی گیند باز کی ٹوپی نہیں ہٹائی تھی)، اور پھر شرم و حیا کے ساتھ جس کا اس نے پرانی یادوں کے ساتھ استقبال کیا، ایک ہچکچاہٹ سے بولی۔ invitation، yyou bbetter your friend کو cccold سے باہر لے آئیں، اور کیتلی کو لگانے کے لیے شِنگل کو بیک اپ کریں، اس کے گالوں کو سرخ کرنے کے لیے سردیوں کی ہوا کے کاٹنے کا شکرگزار ہوں اور پرانے تسلی بخش فقرے میں، ._save_s_

اوو

ایک نوجوان کے طور پر صلاح الدین چمچہ کا چہرہ بہت ہی غیر معمولی معصومیت کا حامل تھا، ایسا چہرہ جس نے کبھی بدگمانی یا برائی کا سامنا نہیں کیا تھا، جس کی جلد شہزادی کی ہتھیلی کی طرح نرم اور ہموار تھی۔ اس نے خواتین کے ساتھ اس کے معاملات میں اس کی اچھی طرح سے خدمت کی تھی، اور حقیقت میں، ان کی ہونے والی بیوی پامیلا لولیس نے اس کے ساتھ محبت کرنے کی پہلی وجوہات میں سے ایک تھی۔ "اتنا گول اور کروبک" اس نے حیرت سے اپنے ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھے۔ "ربڑ کی گیند کی طرح۔"

وہ ناراض ہو گیا۔ "میرے پاس ہڈیاں ہیں،" اس نے احتجاج کیا۔ "ہڈی کا ڈھانچہ۔"
"وہاں کہیں" اس نے اعتراف کیا۔ "ہر کوئی کرتا ہے۔"
اس کے بعد اسے ایک وقت کے لیے اس تصور سے ستایا گیا کہ وہ ایک بے خصوصیت جیلی فش کی طرح لگتا ہے، اور اس احساس کو کم کرنے کے لیے اس نے تنگ، متکبرانہ رویے کو فروغ دینا شروع کر دیا جو کہ اب اس کے لیے دوسری فطرت تھی۔
اس لیے یہ کچھ نتیجہ خیز بات تھی جب ناقابل برداشت خوابوں کے ایک سلسلے سے بھری ہوئی لمبی نیند سے اٹھنے پر، جن میں زینی وکیل کی تصویریں نمایاں تھیں، ایک متسیانگنا میں تبدیل ہو کر ایک برفانی تودے سے اذیت بھرے لہجے میں اس کے لیے گانا گا رہی تھیں۔ مٹھاس، خشک زمین پر اس کے ساتھ شامل نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کرنا، اسے پکارنا، پکارنا؛ لیکن جب وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اپنے برف کے پہاڑ کے دل میں تیزی سے بند کر دیا، اور اس کا گانا فتح اور انتقام میں بدل گیا۔ . . میں کہتا ہوں، یہ ایک سنجیدہ معاملہ تھا جب صلاح الدین چمچا بیدار ہوا، اس نے نیلے اور سونے کے جاپانی لکیر میں بنے آئینے میں دیکھا، اور دیکھا کہ وہ پرانا کروبک چہرہ ایک بار پھر اسے گھور رہا ہے۔ جب کہ، اس کے مندروں میں، اس نے خوفناک طور پر رنگین سوجن کے تسمہ کا مشاہدہ کیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اپنی حالیہ مہم جوئی میں کسی موقع پر، چند زبردست ضربوں کا سامنا کیا ہوگا۔

اپنے بدلے ہوئے چہرے کو آئینے میں دیکھتے ہوئے چمچا نے خود کو یاد دلانے کی کوشش کی۔ میں ایک حقیقی آدمی ہوں، اس نے آئینہ کو بتایا، ایک حقیقی تاریخ اور ایک منصوبہ بند مستقبل کے ساتھ۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کے لیے کچھ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں: سختی، خود نظم و ضبط، عقل، اس پرانی بیساکھی کا سہارا لیے بغیر اس چیز کی جستجو، خدا۔ خوبصورتی کا آئیڈیل، بلندی کا امکان، دماغ۔ میں ہوں: ایک شادی شدہ آدمی۔ لیکن اس کے لیٹنی کے باوجود، ٹیڑھے خیالات نے اس سے ملنے پر اصرار کیا۔ مثال کے طور پر: کہ دنیا اس ساحل سے آگے وہاں موجود نہیں تھی، اور، اب، اس گھر۔ کہ اگر وہ محتاط نہ رہا، اگر اس نے معاملات میں جلدی کی، تو وہ کنارے سے، بادلوں میں گر جائے گا۔

Machine Translated by Google

چیزوں کو _بنانا_ پڑا۔ یا پھر: کہ اگر وہ اپنے گھر ٹیلی فون کرتا، ابھی، جیسا کہ اسے چاہیے، اگر وہ اپنی پیاری بیوی کو مطلع کرے کہ وہ مری نہیں ہے، درمیانی ہوا میں نہیں بلکہ یہیں، ٹھوس زمین پر، اگر اس نے یہ انتہائی سمجھدار کام کرنا تھا، فون کا جواب دینے والا اپنا نام نہیں پہچانے گا۔ یا تیسرا: یہ کہ اس کے کانوں میں قدموں کی آواز گونجتی ہے، دور قدموں کا لیکن قریب آتا ہے، یہ اس کے گرنے کی وجہ سے کوئی عارضی ٹنیٹس نہیں تھا، بلکہ کچھ قریب آنے والے عذاب کا شور تھا، حرف بہ حرف، ایلوین، دیوون، لندن۔ . _میں یہاں دادی کے گھر ہوں۔ اس کی بڑی آنکھیں، ہاتھ، دانت_

اس کے پلنگ کی میز پر ٹیلی فون کا ایکسٹینشن تھا۔ وہاں اس نے خود کو نصیحت کی۔ اسے اٹھائیں، ڈائل کریں، اور آپ کا توازن بحال ہو جائے گا۔ ایسی بدتمیزیاں: وہ آپ کی طرح نہیں ہیں، آپ کے لائق نہیں ہیں۔ اس کے غم کے بارے میں سوچو؛ اسے ابھی کال کرو۔

رات کا وقت تھا۔ اسے گھنٹے کا پتہ نہیں تھا۔ کمرے میں گھڑی نہیں تھی اور اس کی کلائی کی گھڑی لکیر کے ساتھ کہیں غائب ہو گئی تھی۔ کیا اسے نہیں کرنا چاہئے؟ اس نے نو نمبر ڈائل کیے ۔ چوتھی گھنٹی پر ایک آدمی کی آواز نے جواب دیا۔

"کیا بات ہے؟" نیند والا، ناقابل شناخت، مانوس۔
"معذرت،" صلاح الدین چمچہ نے کہا۔ "معاف کیجئے گا، رانگ نمبر۔"
ٹیلی فون کی طرف گھورتے ہوئے اسے اپنے آپ کو بمبئی میں دیکھا گیا ایک ڈرامہ پروڈکشن یاد آ گیا، جو ایک انگریزی اوریجنل پر مبنی ہے، اس کی کہانی، وہ ٹینیسن کے نام پر انگلی نہیں رکھ سکتا؟ نہیں نہیں. سومرسیٹ موگم؟ --اس کے ساتھ جہنم میں. -اصل اور اب ہے مصنف متن میں، ایک آدمی، طویل عرصے سے مردہ سوچ، کئی سالوں کی غیر موجودگی کے بعد، ایک زندہ پریت کی طرح، اپنے سابقہ ٹھکانے پر واپس آتا ہے۔ وہ رات کو اپنے سابقہ گھر کا دورہ کرتا ہے، چپکے سے، اور کھلی کھڑکی سے اندر دیکھتا ہے۔ اسے معلوم ہوا کہ اس کی بیوی، جو خود کو بیوہ سمجھتی ہے، نے دوبارہ شادی کر لی ہے۔ کھڑکی پر اسے ایک بچے کا کھلونا نظر آتا ہے۔ وہ اندھیرے میں کھڑا وقت گزارتا ہے، اپنے جذبات سے کشتی لڑتا ہے۔ پھر کنارے سے کھلونا چنتا ہے۔ اور اپنی موجودگی کو ظاہر کیے بغیر ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے۔

ہندوستانی ورژن میں، کہانی بالکل مختلف تھی۔ بیوی نے اپنے شوہر کے بہترین دوست سے شادی کر لی تھی۔ واپس لوٹنے والا شوہر دروازے پر پہنچا اور کچھ بھی نہ ہونے کی توقع رکھتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اپنی بیوی اور اپنے پرانے دوست کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھ کر وہ یہ سمجھنے میں ناکام رہے کہ وہ شادی شدہ ہیں۔ اس نے اپنی بیوی کو تسلی دینے پر اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن وہ اب گھر پر تھا، اور اس طرح سب ٹھیک تھا۔

شادی شدہ جوڑے کو معلوم نہیں تھا کہ اسے سچ کیسے بتانا ہے۔ یہ، آخر میں، ایک بندہ تھا جس نے کھیل کو چھوڑ دیا۔ شوہر، جس کی طویل غیر موجودگی بظاہر بھولنے کی بیماری کی وجہ سے تھی، نے شادی کی خبر پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اس نے بھی گھر سے طویل غیر موجودگی کے دوران یقیناً کسی موقع پر دوبارہ شادی کی ہوگی۔ بدقسمتی سے، تاہم، اب جب کہ اس کی سابقہ زندگی کی یادیں واپس آ گئی تھیں، وہ بھول گئے تھے کہ ان کے لاپتہ ہونے کے سالوں میں کیا ہوا تھا۔ وہ پولیس سے اپنی نئی بیوی کا پتہ لگانے کے لیے چلا گیا، حالانکہ اسے اس کے بارے میں کچھ یاد نہیں تھا، نہ اس کی آنکھیں، نہ اس کے وجود کی سادہ حقیقت۔

پردہ گر گیا۔

Machine Translated by Google

صلاح الدین چمچہ، اکیلے ایک انجان بیڈ روم میں نامعلوم سرخ اور سفید دھاری دار پاجامے میں، ایک تنگ بستر پر منہ کی طرف لیٹ گیا اور رونے لگا۔ "لعنت تمام ہندوستانیوں پر،" اس نے پلنگ کے کپڑوں میں لپکتے ہوئے کہا، اس کی مٹھیاں ہچکولے کھا رہی ہیں--
بیونس آئرس میں ہیروڈس سے تکیے کے کناروں کو اتنی شدت سے بنایا گیا کہ پچاس سال پرانے کپڑے کو چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ "_کیا جہنم_ _اس کی بے حیائی، _سود اس کی_ بے وقوفی _کیا جہنم_ _وہ کمینے، وہ کمینے، ان کے _کمینے_ ذائقے کی کمی ہے۔"

اسی وقت پولیس اسے گرفتار کرنے پہنچ گئی۔

اوو

جس رات وہ ان دونوں کو ساحل سمندر سے اندر لے گئی تھی، روزا ڈائمنڈ ایک بار پھر اپنی بوڑھی عورت کی بے خوابی کی رات کی کھڑکی پر کھڑی ہو کر نو سو سال پرانے سمندر پر غور کر رہی تھی۔ بدبودار اس وقت سے سو رہا تھا جب سے انہوں نے اسے بستر پر رکھا، گرم پانی کی بوتلیں اس کے گرد مضبوطی سے بھری ہوئی تھیں، اس کے لیے سب سے اچھی بات، اسے اپنی طاقت حاصل کرنے دو۔ اس نے انہیں اوپر کی منزل پر رکھا تھا، چمچا کو اسپیئر روم میں اور جبریل کو اپنے مرحوم شوہر کے پرانے مطالعہ میں، اور جب وہ سمندر کے بڑے چمکتے میدان کو دیکھ رہی تھی، تو وہ اسے وہاں اوپر کی طرف بڑھتے ہوئے سن سکتی تھی، پہلے کی آرنیتھولوجیکل پرنٹس اور پرندوں کی آواز کی سیٹیوں کے درمیان۔ ہینری ڈائمنڈ، بہت دور اور بہت پہلے لاس الاموس ایسٹانکیا کی بولس اور بل وہپ اور فضائی تصاویر، اس کمرے میں ایک آدمی کے قدم، انہیں کتنا اطمینان بخش محسوس ہوا۔ فرشتہ اپنی وجوہات کی بناء پر نیند سے گریز کرتے ہوئے اوپر نیچے ہو رہی تھی۔ اور اس کے قدموں کے نیچے روزا نے چھت کی طرف دیکھتے ہوئے اسے سرگوشی میں ایک لمبے نام سے پکارا۔

مارٹن نے کہا۔ اس کا آخری نام وہی ہے جو اس کے ملک کے سب سے مہلک سانپ، وائپر کا ہے۔ ویبورا، _ڈی لا کروز_

فوراً ہی اس نے ساحل سمندر پر شکلوں کو حرکت کرتے دیکھا، جیسے حرام نام نے مردہ کو جادو کر دیا ہو۔ دوبارہ نہیں، اس نے سوچا، اور اپنے اوپرا شیشے لینے چلی گئی۔ وہ سایوں سے بھرے ساحل کو تلاش کرنے کے لیے واپس لوٹی، اور اس بار وہ خوفزدہ تھی، کیونکہ جہاں نارمن کا بحری بیڑہ کشتی رانی کے لیے آیا تھا، جب وہ آیا، فخر سے اور کھلے عام اور بغیر کسی تخریب کاری کے، یہ سائے ڈرپوک تھے، جو دبے ہوئے نقوش خارج کر رہے تھے اور خوفناک، خاموش تھے۔ یاپس اور چھال، وہ بے سر، جھکائے ہوئے، بازو اور ٹانگیں -دیو، بغیر چھلکے والے کیکڑوں کی طرح لٹک رہے تھے۔ کھردرا، سائیڈ لانگ، شنگل پر کرنچتے ہوئے بھاری جوتے۔ ان میں سے بہت سے. اس نے انہیں اپنے بوتھ ہاؤس میں پہنچتے ہوئے دیکھا جس پر آنکھوں کے پٹے والے سمندری ڈاکو کی مٹتی ہوئی تصویر نے مسکرا کر ایک کٹلاس کو نشان زد کیا، اور یہ بہت زیادہ تھا، _میرے پاس نہیں ہے_، اس نے فیصلہ کیا، اور گرم کپڑوں کے لیے نیچے ٹھوکریں کھاتے ہوئے، وہ منتخب ہتھیار لے آئی۔ اس کا بدلہ: سبز باغ کی نلی کی ایک لمبی کنڈلی۔ اس کے سامنے والے دروازے پر اس نے صاف آواز میں پکارا۔ "میں آپ کو بالکل صاف دیکھ سکتا ہوں۔ باہر آؤ، باہر آؤ، تم جو بھی ہو۔"

انہوں نے سات سورجوں کو آن کیا اور اسے اندھا کر دیا، اور پھر وہ گھبرا کر، سات نیلی سفید فلڈ لائٹس سے روشن ہوئی، جس کے ارد گرد، فائر فلائیز یا سیٹلائٹ کی طرح، چھوٹی روشنیوں کی ایک بڑی تعداد گونج رہی تھی: لالٹینیں سگریٹ جلاتی ہیں۔

اس کا سر چکرا رہا تھا، اور ایک لمحے کے لیے وہ _پھر_اور_اب_میں تمیز کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھی تھی، اس نے گھبراہٹ کے عالم میں کہنے لگی کہ روشنی ڈالو، کیا تم نہیں جانتے کہ کوئی بلیک آؤٹ ہے، تم جیری کو نیچے رکھو گے۔

Machine Translated by Google

اگر آپ ایسا کرتے رہیں تو ہمیں۔ "میں بڑبڑا رہا ہوں،" اس نے بیزاری سے محسوس کیا، اور اپنی چھڑی کی نوک کو اپنے دروازے کی چوکھٹ پر ٹکرا دیا۔ اس کے بعد، گویا جادو کے ذریعے، پولیس اہلکار روشنی کے شاندار دائرے میں داخل ہو گئے۔

معلوم ہوا کہ ساحل سمندر پر کسی مشکوک شخص کی اطلاع کسی نے دی تھی، یاد ہے جب وہ ماہی گیری کی کشتیوں میں آتے تھے، غیر قانونی، اور اسی ایک گمنام ٹیلی فون کال کی بدولت اب ستاون وردی والے کانسٹیبل ساحل سمندر پر کنگھی کر رہے تھے، ان کی ٹارچ کی روشنیاں دیوانہ وار جھوم رہی تھیں۔ اندھیرے میں، بیسٹنگز ایسٹبورن بیکس ہیل اپون سی سے بہت دور سے کانسٹیبل، یہاں تک کہ برائٹن سے ایک ڈیپوٹیشن کیونکہ کوئی بھی اس مزے کو کھونا نہیں چاہتا تھا، پیچھا کے سنسنی کو۔ 57ساحل سمندر پر سوار تیرہ کتے ساتھ تھے، سبھی سمندر کی ہوا سونگھ رہے تھے اور پرجوش ٹانگیں اٹھا رہے تھے۔ گھر میں مردوں اور کتوں سے دور رہتے ہوئے، روزا ڈائمنڈ نے خود کو باہر نکلنے، سامنے کے دروازے، گراؤنڈ فلور کی کھڑکیوں، مجسمہ سازی کے دروازے کی حفاظت کرنے والے پانچ کانسٹیبلوں کی طرف دیکھا، اگر بدمعاش بدمعاش نے مبینہ طور پر فرار ہونے کی کوشش کی۔ اور سادہ لباس، سادہ کوٹ اور سادہ ٹوپیوں میں تین آدمیوں کے چہروں سے میل ملاپ۔ اور ان میں سے بہت سے لوگوں کے سامنے، اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں، نوجوان انسپکٹر لائم، اپنے پاؤں ہلا کر اور ناک رگڑ رہا تھا اور اپنے چالیس سال سے زیادہ بوڑھا اور خونخوار نظر آرہا تھا۔ اس نے اسے اپنی چھڑی کے سرے سے سینے پر تھپتھپا دیا، _رات کے اس وقت، فرینک، یو" کا مطلب کیا ہے_، لیکن وہ اسے اپنے ارد گرد باس نہیں ہونے دے گا، آج رات نہیں، یہاں کے مردوں کے ساتھ نہیں۔ امیگریشن اس کی ہر حرکت کو دیکھ رہی تھی، اس لیے اس نے خود کو کھینچ لیا اور اپنی ٹھوڑی میں کھینچ لیا۔

"آپ سے معافی کی درخواست ہے، مسز ڈی. --کچھ الزامات، --معلومات ہمارے سامنے رکھی گئی ہیں، --یقین کرنے کی وجہ --میرٹ کی تحقیقات، --آپ کی تلاش کے لئے ضروری ہے، --وارنٹ حاصل کر لیا گیا ہے۔"

"بیوقوف مت بنو، فرینک پیارے،" روزا نے کہنا شروع کیا، لیکن تبھی سادہ چہروں والے تین آدمیوں نے خود کو کھینچ لیا اور ایسا لگتا ہے کہ وہ سخت ہو گئے، ان میں سے ہر ایک کی ایک ٹانگ ہلکی سی اونچی تھی، جیسے اشارے والے کتوں۔ پہلے نے ایک غیر معمولی سسکاریاں نکالنا شروع کیں جو خوشی کی طرح لگ رہی تھی، جب کہ دوسرے کے ہونٹوں سے نرم آہ نکل گئی، اور تیسرے نے عجیب طرح سے مطمئن انداز میں آنکھیں گھمانا شروع کر دیں۔ پھر ان سب نے روزا ڈائمنڈ سے گزرتے ہوئے اس کے فلڈ لائٹ دالان کی طرف اشارہ کیا، جہاں مسٹر صلاح الدین چمچا کھڑے تھے، ان کا بایاں ہاتھ اپنا پاجامہ پکڑے ہوئے تھا کیونکہ جب اس نے خود کو اپنے بستر پر پھینکا تو ایک بٹن بند ہو گیا تھا۔ اپنے دائیں ہاتھ سے وہ ایک آنکھ کو رگڑ رہا تھا۔

"بنگو،" ہسنے والے آدمی نے کہا، جب کہ کراہنے والے نے اپنے ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے رکھے اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کہ اس کی تمام دعائیں قبول ہو گئی ہیں، اور آنکھوں کا رولر روزا ڈائمنڈ کے پاس سے گزر گیا، بغیر تقریب میں کھڑے ہوئے، سوائے اس کے کہ وہ بڑبڑاتا رہا، "میڈم مجھے معاف کر دیں۔"

پھر ایک سیلاب آیا، اور روزا کو پولیس ہیلمٹ کے اس تیز سمندر نے اپنے بیٹھنے کے کمرے کے ایک کونے میں جام کر دیا، تاکہ وہ مزید صلاح الدین چمچا کو نہ سن سکے اور نہ ہی سن سکے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ وہ کبھی نہیں

Machine Translated by Google

اسے _بوستان_ کے دھماکے کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے سنا -ایک غلطی ہوئی ہے، اس نے پکارا، میں تمھارے فشنگ بوٹ کے جوتوں میں سے نہیں ہوں، میں تمھارے یوگنڈوکینیاٹا میں سے نہیں ہوں۔ پولیس والے مسکرانے لگے، میں دیکھتا ہوں، جناب، تیس ہزار فٹ پر، اور پھر آپ تیر کر ساحل پر آگئے۔ آپ کو خاموش رہنے کا حق ہے، انہوں نے کہا، لیکن جلد ہی وہ ہنگامہ خیز گفاوں میں پھٹ پڑے، ہمیں یہاں ایک حق ملا ہے اور کوئی غلطی نہیں ہے۔ لیکن روزا صلاح الدین کے احتجاج کو ختم نہ کر سکی، ہنستے ہوئے پولیس والے راستے میں آ گئے، آپ کو مجھ پر یقین کرنا پڑے گا، میں برطانوی ہوں، وہ بھی رہائش کے حق کے ساتھ کہہ رہا تھا، لیکن جب وہ پیش نہ کر سکا۔ پاسپورٹ یا کوئی اور شناختی دستاویز دیکھ کر وہ خوشی سے رونے لگے، آنسو امیگریشن سروس کے سادہ لباس مردوں کے خالی چہروں پر بھی بہنے لگے۔ بالکل، مجھے مت بتاؤ، وہ ہنسے، وہ آپ کے گرنے کے دوران آپ کی جیکٹ سے گر گئے، یا سمندر میں متسیستریوں نے آپ کی جیب اٹھا لی؟ روزا یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ مردوں اور کتوں کے اس قہقہے میں، وردی والے بازو چمچا کے بازوؤں، یا اس کے پیٹ پر مٹھی، یا جوتے اس کی پنڈلیوں پر کیا کر رہے ہوں گے۔ اور نہ ہی وہ اس بات کا یقین کر سکتی تھی کہ یہ اس کی چیخنے کی آواز تھی یا صرف کتوں کے چیخنے کی آواز تھی۔ لیکن اس نے آخر کار، مایوسی بھری آواز میں اس کی آواز کو بلند کرتے ہوئے سنا: "کیا تم میں سے کوئی ٹی وی نہیں دیکھتا؟ کیا تم نہیں دیکھتے؟ میں میکسم ہوں، میکسم ایلین۔"

"تو آپ ہیں،" پوپیڈ افسر نے کہا۔ "اور میں کرمیٹ مینڈک ہوں۔"
جو صلاح الدین چمچا نے کبھی نہیں کہا، اس وقت بھی نہیں جب یہ واضح تھا کہ کچھ غلط ہو گیا ہے: "یہ لندن کا نمبر ہے،" اس نے گرفتار کرنے والے پولیس والوں کو مطلع کرنے میں کوتاہی کی۔ "لائن کے دوسرے سرے پر آپ کو، میری پیاری، گوری، انگریز بیوی، میں جو کہہ رہا ہوں اس کی سچائی کے لیے، میرے حق میں یقین دلانے کے لیے پائیں گے۔" نہیں جناب. _کیا بات ہے۔

روزا ڈائمنڈ نے اپنی طاقت جمع کی۔ "صرف ایک لمحہ، فرینک لائم،" اس نے گایا۔ ”تم یہاں دیکھو۔“ لیکن تینوں سادہ لوح آدمیوں نے ایک بار پھر ہنسنے کا اپنا عجیب و غریب معمول شروع کر دیا تھا، اور اس کمرے کی اچانک خاموشی میں آئی رولر نے کانپتی ہوئی انگلی چمچا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا، ”خاتون! اگر یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ اس کے پیچھے ہیں، تو آپ _those_سے بہتر کام نہیں کر سکتے۔"

صلاح الدین چمچا نے پوپائی کی انگلی کی لکیر پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھ ماتھے تک اٹھائے اور پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ انتہائی خوفناک خوابوں میں جاگ گیا ہے، ایک ایسا ڈراؤنا خواب جو ابھی شروع ہوا تھا، کیونکہ وہاں اس کے مندروں میں، لمبا ہو رہا تھا۔ وہ لمحہ، اور خون نکالنے کے لیے کافی تیز، دو نئے، بکرے کے، ناقابل بحث سینگ تھے۔

اوو

اس سے پہلے کہ پولیس والوں کی فوج صلاح الدین چمچہ کو اس کی نئی زندگی میں لے جائے، ایک اور غیر متوقع واقعہ پیش آیا۔ جبریل فرشتہ، روشنیوں کی چمک کو دیکھ کر اور قانون نافذ کرنے والے افسران کی دلفریب قہقہوں کو سن کر، ہینری ڈائمنڈ کی الماری سے چنے ہوئے میرون سگریٹ نوشی کی جیکٹ اور جودھ پور میں نیچے آیا۔ موتھ بالز کی ہلکی سی بو آ رہی تھی، وہ پہلی منزل کی لینڈنگ پر کھڑا ہوا اور بغیر کسی تبصرہ کے کارروائی کا مشاہدہ کیا۔ وہ وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ چمچا، ہتھکڑی لگائی اور بلیک ماریہ کی طرف نکلتے ہوئے، ننگے پاؤں، ابھی تک اپنے پاجامے کو پکڑے ہوئے، اس کی نظر پڑی اور پکارا، "جبریل، خدا کی محبت کے لیے بتاؤ کہ کیا ہے۔"

Machine Translated by Google

ہسر موئنر پوپے بے تابی سے جبریل کی طرف متوجہ ہوا۔ "اور یہ کون ہو سکتا ہے؟" انسپکٹر لائم نے استفسار کیا۔ "ایک اور اسکائی ڈائیور؟"
لیکن الفاظ اس کے ہونٹوں پر دم توڑ گئے کیونکہ اسی لمحے فلڈ لائٹس بند ہو چکی تھیں، ایسا کرنے کا حکم اس وقت دیا گیا جب چمچا کو ہتھکڑیاں لگا کر انچارج لیا گیا اور سات سورج کے بعد وہاں موجود سب پر واضح ہو گیا کہ تمباکو نوشی کی جیکٹ والے آدمی کی سمت سے ایک ہلکی، سنہری روشنی نکل رہی تھی، درحقیقت اس کے سر کے بالکل پیچھے ایک نقطہ سے نرمی سے باہر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ انسپکٹر لائم نے دوبارہ کبھی اس روشنی کا حوالہ نہیں دیا، اور اگر ان سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ بیسویں صدی کے آخر میں، ایک ہالہ، دوسری کو کھینچ کر کبھی ایسی چیز دیکھنے سے انکار کر دیتے۔

لیکن بہرحال جب جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ ”یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟“ تو وہاں موجود ہر آدمی اس کے سوال کا لفاظی، مفصل جواب دینے، ان کے راز افشا کرنے کی خواہش میں مبتلا ہو گیا، گویا وہ، لیکن نہیں، مضحکہ خیز، وہ ہفتوں تک سر ہلاتے رہیں گے، جب تک کہ وہ سب اپنے آپ کو قائل نہ کر لیں کہ انہوں نے بالکل منطقی وجوہات کی بنا پر ایسا ہی کیا ہے، وہ مسز تھیں۔

ہیرے کے پرانے دوست، ان دونوں نے بدمعاش چمچہ کو ساحل پر آدھا ڈوبا ہوا پایا تھا اور اسے انسانی وجوہات کی بنا پر اندر لے گئے تھے، روزا یا مسٹر فرشتہ کو مزید ہراساں کرنے کی کوئی کال نہیں، ایک زیادہ باوقار نظر آنے والا شریف آدمی جسے آپ دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ اس کی تمباکو نوشی کی جیکٹ میں اور اس کی، اس کی، اچھی طرح سے، سنکی پن کبھی بھی جرم نہیں تھا۔

"جبریل،" صلاح الدین چمچہ نے کہا، "مدد۔"
لیکن جبریل کی آنکھ روزا ڈائمنڈ نے پکڑ لی تھی۔ اس نے اس کی طرف دیکھا، اور دور نہیں دیکھ سکا۔ پھر اس نے سر ہلایا، اور واپس اوپر چلا گیا۔ اسے روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔

جب چمچہ بلیک ماریا کے پاس پہنچا تو اس نے غدار جبریل فرشتہ کو روزا کے بیڈ روم کے باہر چھوٹی بالکونی سے نیچے دیکھ کر دیکھا اور اس کمینے کے سر کے گرد کوئی روشنی نہیں تھی۔

2_کان عن ما کان / فی قدم الزمان_
. .ایسا نہیں تھا، ایک طویل عرصے میں بھول گیا تھا کہ
ارجنٹینا کی چاندی کی سرزمین میں ایک مخصوص ڈان اینریک ڈائمنڈ رہتا تھا، جو پرندوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا اور عورتوں کے بارے میں بہت کم، اور اس کی بیوی روزا، جو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ مرد لیکن محبت کے بارے میں ایک اچھا سودا. ایک دن یوں ہوا کہ جب سینورا باہر نکلی، سائڈ سیڈل پر بیٹھی اور پروں والی ٹوپی پہنے، وہ ایک شتر مرغ کو ڈھونڈنے کے لیے ڈائمنڈ ایسٹانکیا کے بڑے پتھر کے دروازے پر پہنچی، جو کہ خالی پمپس کے بیچ بے وقوفانہ طور پر کھڑا تھا۔ اس کی طرف جتنی مشکل سے ہو سکتا تھا بھاگنا، اپنی زندگی کے لیے بھاگنا، ان تمام چالوں اور تغیرات کے ساتھ جن کے بارے میں وہ سوچ سکتا ہے۔ کیونکہ شتر مرغ ایک چالاک پرندہ ہے جسے پکڑنا مشکل ہے۔ شتر مرغ کے پیچھے تھوڑا سا دھول کا بادل تھا جو شکار کے شور سے بھرا ہوا تھا، اور جب شتر مرغ اس کے چھ فٹ کے اندر تھا تو بادل نے بولاس کو بھیجا کہ اس کی ٹانگوں کے گرد لپیٹ کر اسے اپنی سرمئی گھوڑی کے قدموں سے ٹکرا کر زمین پر لے آئے۔ . پرندے کو مارنے کے لیے اترنے والے شخص نے کبھی روزا کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں۔ اس نے ایک سے چاندی کی چھری لی

Machine Translated by Google

اپنی پٹی پر کھردری اور اسے پرندے کے گلے میں ڈال دیا، پورے راستے تک، اور اس نے ایک بار بھی مرتے ہوئے شتر مرغ کی طرف دیکھے بغیر ایسا کیا، روزا ڈائمنڈ کی آنکھوں میں گھورتے ہوئے جب وہ وسیع زرد زمین پر گھٹنے ٹیک رہا تھا۔ اس کا نام مارٹن ڈی آئی کروز تھا۔

چمچہ کے لے جانے کے بعد، جبریل فرشتہ اکثر اپنے رویے کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس خواب جیسے لمحے میں جب وہ بوڑھی انگریز عورت کی نظروں میں پھنس گیا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی مرضی اب اس کی اپنی نہیں رہی تھی کہ کسی اور کی ضرورتیں پوری ہوں۔

حالیہ واقعات کی حیران کن نوعیت کی وجہ سے، اور جتنا ممکن ہو جاگتے رہنے کے اس کے عزم کی وجہ سے، اسے اپنی پلکوں کے پیچھے دنیا سے جو کچھ ہو رہا تھا، اس سے جوڑنے میں کچھ دن گزرے تھے، اور تب ہی اسے سمجھ آیا کہ اس کے پاس دور ہونے کے لیے، کیونکہ اس کے ڈراؤنے خوابوں کی کائنات اس کی جاگتی ہوئی زندگی میں آنا شروع ہو گئی تھی، اور اگر وہ محتاط نہ ہوتا تو وہ کبھی دوبارہ شروع کرنے کا انتظام نہیں کرتا، اس کے ذریعے، اس کے ساتھ دوبارہ جنم لینے کے لیے، الیلویا، جس نے اس کی چھت دیکھی تھی۔ دنیا.

وہ یہ جان کر حیران رہ گیا کہ اس نے ایلی سے رابطہ کرنے کی بالکل بھی کوشش نہیں کی۔ یا چمچا کی ضرورت کے وقت مدد کرنا۔ اور نہ ہی وہ صلاح الدین کے سر پر باریک نئے سینگوں کے جوڑے کی ظاہری شکل سے بالکل پریشان ہوا تھا، ایسی چیز جس سے یقیناً کچھ تشویش ہوئی ہو گی۔ وہ کسی طرح کے ٹرانس میں تھا، اور جب اس نے بوڑھے سے پوچھا کہ وہ اس سب کے بارے میں کیا سوچتی ہے تو وہ عجیب انداز میں مسکرائی اور اسے بتایا کہ سورج کے نیچے کوئی نئی چیز نہیں ہے، اس نے چیزیں دیکھی ہیں، سینگ والے ہیلمٹ والے مردوں کی شکلیں، انگلستان جیسی قدیم سرزمین میں نئی کہانیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی، ہر زمین پر پہلے ہی ایک لاکھ سے زیادہ بار چلایا جا چکا تھا۔ دن کے طویل عرصے تک اس کی باتیں گھمبیر اور الجھتی رہتی تھیں، لیکن دوسرے اوقات میں وہ اسے بھاری بھرکم کھانے پکانے پر اصرار کرتی رہتی تھی، چرواہے کی پائی، موٹی کسٹرڈ کے ساتھ روبرب کے ٹکڑے، موٹے -گرے ہوئے ہاٹ پاٹس، ہر طرح کے وزنی سوپ۔ اور ہر وقت وہ ناقابل فہم اطمینان کی ہوا پہنتی تھی، جیسے اس کی موجودگی نے اسے کسی گہرے، غیر نظر انداز میں مطمئن کر دیا ہو۔ وہ اس کے ساتھ گاؤں میں خریداری کرنے گیا تھا۔ لوگوں نے دیکھا اس نے ان کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی لاٹھی کو لہرا دیا۔ دن گزرتے گئے۔ جبرئیل نے نہ چھوڑا۔

"انگریزی میم،" اس نے خود سے کہا۔ "کچھ قسم کی ناپید انواع۔
میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟" لیکن ٹھہری ہوئی، نادیدہ زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھی۔ جب کہ اس نے، ہر موقع پر، ایک پرانا گانا گایا، ہسپانوی میں، اسے ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آیا۔ وہاں کوئی جادو؟ کچھ قدیم مورگن لی فے گانا ایک نوجوان مرلن اپنے کرسٹل غار میں؟ جبریل دروازے کی طرف بڑھا؛ روزا نے پائپ اٹھایا؛ وہ اپنی پٹریوں میں رک گیا۔ "کیوں نہیں، آخر،" اس نے کندھے اچکائے۔

"بوڑھی عورت کو صحبت کی ضرورت ہے۔ دھندلی شان، میں قسم کھاتا ہوں! دیکھو وہ یہاں کیا آئی ہے۔ بہرحال، مجھے باقی کی ضرورت ہے۔ اپنی فوجیں جمع کرو۔ بس ایک کپلا دن۔"

شام کو وہ چاندی کے زیورات سے بھرے اس ڈرائنگ روم میں بیٹھتے تھے، جس میں دیوار پر چاندی کا ایک مخصوص چاقو، ہنری ڈائمنڈ کے پلاسٹر بسٹ کے نیچے جو کونے کی الماری کے اوپر سے نیچے گھورتا تھا، اور جب دادا کی گھڑی۔ چھ مارا وہ دو ڈالے گا۔

Machine Translated by Google

شیری کے شیشے اور وہ باتیں کرنے لگیں، لیکن اس سے پہلے کہ وہ کہنے سے پہلے، گھڑی کے کام کی طرح، _دادا ہمیشہ چار منٹ لیٹ ہوتے ہیں، اچھے اخلاق کے لیے، وہ وقت کے زیادہ پابند رہنا پسند نہیں کرتے۔ پھر اس نے ایک بار کے وقت کی پرواہ کیے بغیر شروع کیا، اور چاہے یہ سب سچ تھا یا سب غلط، وہ اس شدید توانائی کو دیکھ سکتا تھا جو کہنے میں جا رہی تھی، اس کی خواہش کے آخری مایوس ذخائر جو وہ اپنی کہانی میں ڈال رہی تھی، _وہ واحد روشن وقت یاد کر سکتے ہیں_، اس نے اسے بتایا، تاکہ اس نے سمجھ لیا کہ یہ یادداشت کی گڑبڑ شدہ مواد کی تھیلی درحقیقت اس کا دل تھا، اس کی سیلف پورٹریٹ، جس طرح اس نے آئینے میں دیکھا جب کمرے میں کوئی اور نہیں تھا، اور وہ ماضی کی چاندی کی زمین اس کا پسندیدہ ٹھکانہ تھا، یہ خستہ حال گھر نہیں جس میں وہ مسلسل چیزوں سے ٹکراتی رہتی تھی، -کافی ٹیبلوں پر دستک دیتی، دروازے کی دستکوں پر خود کو کچلتی -آنسوؤں میں پھوٹ پڑتی، اور پکارتی تھی: _سب کچھ سکڑ گیا_

جب وہ لاس الاموس کے اینگلو-ارجنٹائن ڈان اینریک کی دلہن کے طور پر 1935میں ارجنٹائن کے لیے روانہ ہوئی تو اس نے سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، یہی پامپا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر نہیں بتا سکتے کہ یہ کتنا بڑا ہے۔ آپ کو اس میں سے گزرنا ہے، بے تبدیلی، دن بہ دن۔ کچھ حصوں میں ہوا ایک مٹھی کی طرح تیز ہے، لیکن یہ مکمل طور پر خاموش ہے، یہ آپ کو کھٹکھٹا دے گی لیکن آپ کو کبھی کچھ سنائی نہیں دے گا۔ کوئی درخت کیوں نہیں ہے: اومبی نہیں، چنار نہیں، ناڈا۔ اور ویسے بھی آپ کو اومبی پتیوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ مہلک زہر۔ ہوا تمہیں نہیں مارے گی لیکن پتوں کا رس مار سکتا ہے۔ اس نے بچوں کی طرح تالیاں بجائیں: سچ میں، ہنری، خاموش ہوائیں، زہریلے پتے۔ آپ اسے ایک پریوں کی کہانی کی طرح آواز دیتے ہیں۔ ہنری، صاف بالوں والا، نرم جسم، چوڑی آنکھوں والا اور سوچنے والا، خوف زدہ نظر آیا۔ _اوہ، نہیں_، اس نے کہا۔ _یہ اتنا برا نہیں ہے_

وہ آسمان کے اس لامحدود نیلے والٹ کے نیچے اس وسعت میں پہنچی، کیوں کہ ہنری نے سوال پوپ کیا اور اس نے واحد جواب دیا جو ایک چالیس سالہ اسپنسٹر دے سکتا تھا۔ لیکن جب وہ پہنچی تو اس نے خود سے ایک بڑا سوال پوچھا: وہ اس ساری جگہ میں کس قابل تھی؟ اس میں ہمت کس چیز کی تھی، وہ کیسے پھیل سکتی تھی؟ ہمارے پڑوسی ڈاکٹر جارج بیبنگٹن، اس نے جبریل سے کہا، مجھے کبھی پسند نہیں آیا، تم جانتے ہو، وہ مجھے جنوبی امریکہ میں انگریزوں کی کہانیاں سنائے گا، ہمیشہ ایسے ہی ہم جنس پرستوں کے بلیڈ، اس نے حقارت سے کہا، جاسوس اور ڈاکو اور لٹیرے۔ _کیا تم اپنے سرد انگلستان میں ایسے غیر ملکی ہو؟ _اس نے اس سے پوچھا، اور اپنے ہی سوال کا جواب دیا، _سینورا، مجھے ایسا نہیں لگتا۔ ایک جزیرے کے اس تابوت میں گھس کر، آپ کو ان خفیہ نفسوں کے اظہار کے لیے وسیع تر افق تلاش کرنا ہوں گے۔

روزا ڈائمنڈ کا راز محبت کے لیے اس قدر عظیم تھا کہ یہ جلد ہی واضح ہو گیا کہ اس کا ناقص شاعر ہنری اسے کبھی پورا نہیں کرے گا، کیونکہ اس جیلی فریم میں جو بھی رومانس تھا وہ پرندوں کے لیے مخصوص تھا۔ مارش باکس، چیخنے والے، snipe. مقامی لگوناس پر ایک چھوٹی سی کشتی میں اس نے اپنی آنکھوں پر کھیت کے شیشوں کے ساتھ بیروشوں کے درمیان اپنے خوشگوار ترین دن گزارے۔ ایک بار بیونس آئرس جانے والی ٹرین میں اس نے روزا کو ڈائننگ کار میں اپنے پسندیدہ پرندوں کی کال کا مظاہرہ کرتے ہوئے شرمندہ کر دیا، اپنے ہاتھ اپنے منہ کے گرد باندھے: سلیپی بیڈ برڈ، واندوریا آئیبس، ٹرپیئل۔ تم مجھ سے اس طرح پیار کیوں نہیں کر سکتی، وہ

Machine Translated by Google

پوچھنا چاہتا تھا. لیکن کبھی نہیں کیا، کیونکہ ہنری کے لیے وہ ایک اچھی قسم کی تھی، اور جذبہ دوسری نسلوں کا ایک سنکی پن تھا۔ وہ آبائی گھر کی عام سیمو بن گئی، اور اپنی شریر خواہشات کو دبانے کی کوشش کی۔ رات کو وہ باہر نکل کر پمپا میں چلی جاتی اور اپنی پیٹھ کے بل لیٹی اوپر کی کہکشاں کو دیکھنے لگتی، اور کبھی کبھی، خوبصورتی کے اس روشن بہاؤ کے زیر اثر، وہ ہر طرف کانپنے لگتی، گہری خوشی سے کانپنے لگتی، اور ایک نامعلوم دھن کو گونجنے کے لیے، اور یہ اسٹار میوزک اتنا ہی قریب تھا جتنا کہ وہ خوشی میں آئی تھی۔

جبریل فرشتہ: محسوس کیا کہ اس کی کہانیاں اس کے گرد جال کی طرح گھوم رہی ہیں، اسے اس کھوئی ہوئی دنیا میں پکڑے ہوئے ہیں جہاں 50_روزانہ رات کے کھانے پر بیٹھتے ہیں، وہ کیا آدمی ہیں، ہمارے گاؤچوس، وہاں کوئی بھی خدمتگار نہیں، بہت سخت اور قابل فخر، بہت۔ خالص گوشت خور؛ آپ اسے تصاویر میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی بے خوابی کی لمبی راتوں کے دوران اس نے اسے پمپا پر آنے والی گرمی کے کہرے کے بارے میں بتایا کہ چند درخت جزیروں کی طرح کھڑے ہو گئے اور ایک سوار کسی افسانوی مخلوق کی طرح سمندر کی سطح پر سرپٹ دوڑتا دکھائی دیا۔ _یہ سمندر کا بھوت تھا_ اس نے اسے کیمپ فائر کی کہانیاں سنائیں، مثال کے طور پر ملحد گاؤچو کے بارے میں جس نے جنت کو غلط ثابت کیا، جب اس کی ماں مر گئی، اس کی روح کو واپس آنے کے لیے پکار کر، ہر رات سات راتوں تک۔ آٹھویں رات اس نے اعلان کیا کہ اس نے واضح طور پر اسے نہیں سنا، یا وہ اپنے پیارے بیٹے کو تسلی دینے ضرور آئی ہوگی۔ اس لیے موت کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

اس نے اسے ان دنوں کی تفصیل میں پھنسایا جب پیرون کے لوگ سفید سوٹ پہن کر آتے تھے اور بال کاٹتے تھے اور چپراسیوں نے ان کا پیچھا کیا تھا، اس نے اسے بتایا تھا کہ کس طرح انگلوس نے اپنے اسٹینشیا کی خدمت کے لیے ریل روڈ بنائے تھے، اور ڈیم بھی، کہانی، مثال کے طور پر، اس کی دوست کلاڈیٹ کی، "ایک حقیقی دل توڑنے والی، میری عزیز، نے گرینجر کے ایک انجینئر چیپ نام سے شادی کی، آدھے ہرلنگھم کو مایوس کیا۔ اسے اڑانے آ رہے تھے۔

گرینجر مردوں کے ساتھ ڈیم کی حفاظت کے لیے گیا، کلوڈیٹ کو نوکرانی کے ساتھ اکیلا چھوڑ کر، اور کیا آپ نہیں جانتے، چند گھنٹوں بعد، نوکرانی دوڑتی ہوئی آئی، señora، ees one hombreدروازے پر، lees as beeg as a house. اور کیا؟ ایک باغی کپتان۔ -"اور آپ کی شریک حیات، میڈم؟" --"ڈیم پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں، جیسا کہ اسے ہونا چاہیے۔" --"پھر چونکہ اس نے آپ کی حفاظت کے لیے موزوں نہیں دیکھا، اس لیے انقلاب آئے گا۔" اور اس نے گارڈز کو گھر کے باہر چھوڑ دیا، میرے عزیز، کافی بات۔

لیکن لڑائی میں دونوں آدمی مارے گئے، شوہر اور کپتان اور کلاڈیٹ نے مشترکہ جنازے پر اصرار کیا، دونوں تابوتوں کو ساتھ ساتھ زمین میں جاتے دیکھا، ان دونوں کے لیے ماتم کیا۔ اس کے بعد ہم جانتے تھے کہ وہ ایک خطرناک جگہ ہے، _trop fatale_، ہاں؟ کیا؟ "._Trop_jolly_fatale_خوبصورت کلاؤڈیٹ کی لمبی کہانی میں جبریل نے روزا کی اپنی آرزوؤں کی موسیقی سنی۔ ایسے لمحات میں وہ اسے اپنی آنکھوں کے کونوں سے اسے دیکھتا ہوا دیکھتا اور اسے محسوس ہوتا۔ اس کی ناف کے علاقے میں گھسیٹتے ہوئے جیسے کوئی چیز باہر آنے کی کوشش کر رہی ہو۔پھر اس نے نظریں ہٹائیں اور سنسنی ختم ہو گئی۔شاید یہ تناؤ کا صرف ایک ضمنی اثر تھا۔

اس نے ایک رات اس سے پوچھا کہ کیا اس نے چمچا کے سر پر سینگ بڑھتے ہوئے دیکھے ہیں، لیکن وہ بہری ہوگئی اور جواب دینے کے بجائے اسے بتایا کہ وہ لاس الاموس میں گیلپن یا بیل پین کے کیمپ کے اسٹول پر کیسے بیٹھے گی اور انعام ملے گا۔

Machine Translated by Google

بیل اوپر آتے اور اپنے سینگ والے سر اس کی گود میں رکھتے۔ ایک دوپہر اوروہ ڈیل سول نامی لڑکی، جو مارٹن ڈی لا کروز کی منگیتر تھی، ایک تلخ تبصرہ چھوڑتی ہے: میں نے سوچا کہ انہوں نے صرف یہ کیا ہے کہ کنواریوں کی گود میں، اس نے اپنے ہنستے ہوئے دوستوں سے سرگوشی کی، اور روزا اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ پیار سے اور جواب دیا، پھر شاید، میرے عزیز، آپ کوشش کرنا چاہیں گے؟ اُس وقت سے اوروہ ڈیل سول، ایسٹانکیا کی سب سے بہترین رقاصہ اور تمام چپراسی خواتین کی سب سے زیادہ پسندیدہ، سمندر کے اوپر سے بہت لمبے، بہت ہڈیوں والی عورت کی جان لیوا دشمن بن گئی۔

روزا ڈائمنڈ نے کہا، "آپ بالکل اس کی طرح نظر آتے ہیں،" روزا ڈائمنڈ نے کہا جب وہ اس کی رات کے وقت کھڑکی کے ساتھ ساتھ کھڑے سمندر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ "اس کا ڈبل۔ مارٹن ڈی لا کروز۔" چرواہے کے نام کے ذکر پر جبرئیل کو اپنی ناف میں درد، کھینچنے والا درد، ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پیٹ میں کانٹا پھنسا دیا ہو، کہ اس کے ہونٹوں سے چیخ نکل گئی۔ روزا ڈائمنڈ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ "دیکھو،" وہ خوشی سے پکارا، "وہاں۔"

مارٹیلو ٹاور اور چھٹی والے کیمپ کی سمت میں آدھی رات کے ساحل کے ساتھ دوڑتے ہوئے، -پانی کے کنارے کے ساتھ اس طرح دوڑتے ہوئے کہ آنے والی لہر نے اس کے قدموں کے نشانات کو دھو ڈالا، -اپنی زندگی کے لیے دوڑتے ہوئے اور دوڑتے ہوئے، ایک بھرا ہوا آیا، بڑے --جیسا --زندگی شتر مرغ ساحل کے نیچے وہ بھاگ گیا، اور جبریل کی آنکھیں حیرت سے اس کا پیچھا کرتی رہیں، یہاں تک کہ وہ اندھیرے میں اسے باہر نہ نکال سکے۔

اوو

اگلی بات گاؤں میں ہوئی۔ وہ ایک کیک اور شیمپین کی بوتل لینے شہر گئے تھے، کیونکہ روزا کو یاد تھا کہ یہ اس کی 98ویں سالگرہ تھی۔ اس کے خاندان کو اس کی زندگی سے نکال دیا گیا تھا، اس لیے وہاں کوئی کارڈ یا ٹیلی فون کال نہیں ہوئی تھی۔ جبریل نے اصرار کیا کہ انہیں کسی قسم کا جشن منانا چاہیے، اور اسے اپنی قمیض کے اندر کا راز دکھایا، جو کہ بمبئی چھوڑنے سے پہلے بلیک مارکیٹ میں حاصل کی گئی پاؤنڈز سٹرلنگ سے بھری موٹی منی بیلٹ تھی۔ "اس کے علاوہ کریڈٹ کارڈ بھی بہت زیادہ ہیں،" انہوں نے کہا۔

"میں کوئی غریب آدمی نہیں ہوں۔ آؤ، چلیں، میرا علاج۔" وہ اب روزا کی داستانی جادوگری پر اتنا گہرا تھا کہ اسے دن بہ دن شاید ہی یاد تھا کہ اس کے پاس جانے کے لیے کوئی زندگی تھی، اس کے زندہ ہونے کی سادہ سی حقیقت سے حیران ہونے والی عورت، یا ایسی کوئی چیز۔ نرمی سے اس کے پیچھے پیچھے، اس نے مسز کو اٹھایا۔

ہیرے کے شاپنگ بیگ۔

وہ گلی کے ایک کونے پر روٹی کھا رہا تھا جب روزا نے نانبائی سے بات کی جب اس نے محسوس کیا کہ ایک بار پھر وہ ہک اپنے پیٹ میں گھسیٹتا ہے، اور وہ لیمپ پوسٹ سے گرا اور ہوا کے لیے ہانپ گئی۔ اس نے کلپ کی آواز سنی، اور پھر کونے کے آس پاس ایک قدیم ٹٹو ٹریپ آیا، جو نوجوانوں سے بھرا ہوا تھا، جو پہلی نظر میں فینسی ڈریس لگ رہا تھا: تنگ سیاہ پتلون میں مرد چاندی کے بٹنوں سے بچھڑے پر جڑے ہوئے تھے، ان کے سفید قمیض تقریباً کمر تک کھلتی ہے۔ جھاڑیوں اور تہوں اور روشن رنگوں، سرخ رنگ، زمرد، سونے کے چوڑے اسکرٹ میں خواتین۔ وہ ایک غیر ملکی زبان میں گا رہے تھے اور ان کے جوش و خروش نے گلی کو مدھم اور تاریک بنا دیا تھا، لیکن جبریل نے محسوس کیا کہ کچھ عجیب سا ہو رہا ہے، کیونکہ گلی میں موجود کسی اور نے پونیٹریپ کا ذرا بھی نوٹس نہیں لیا۔ پھر روزا نانبائی سے کیک کے ڈبے کے ساتھ نکلی۔

Machine Translated by Google

اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اس کے ربن سے لٹکا کر کہا: "اوہ، وہ وہاں ہیں، رقص کے لیے پہنچ رہے ہیں۔ ہم ہمیشہ رقص کرتے تھے، آپ جانتے ہیں، انہیں یہ پسند ہے، یہ ان کے خون میں ہے۔" اور، ایک توقف کے بعد: "یہی وہ رقص تھا جس پر اس نے گدھ کو مارا۔"

یہ وہ رقص تھا جس پر ایک مخصوص جوآن جولیا نے، جسے اس کی موت کی وجہ سے گدھ کا نام دیا گیا تھا، بہت زیادہ پیا اور اروره ڈیل سول کے اعزاز کی توہین کی، اور اس وقت تک نہیں رکی جب تک مارٹن کے پاس لڑنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، _ارے مارٹن، آپ کو اس کے ساتھ کیوں مزہ آتا ہے، میں نے سوچا کہ وہ بہت سست ہے۔ مارٹن نے کہا، "چلو ہم رقص سے دور چلتے ہیں، اور تاریکی میں، ڈانس فلور کے اردگرد درختوں سے لٹکی ہوئی پریوں کی روشنیوں کے خلاف، دونوں آدمیوں نے اپنے بازوؤں کے گرد پونچوں کو لپیٹ لیا، چھریاں کھینچیں، چکر لگائے، لڑے۔ . جوآن مر گیا۔ مارٹن ڈی آئی کروز نے مردہ آدمی کی ٹوپی اٹھائی اور اسے اروره ڈیل سول کے پاؤں پر پھینک دیا۔ اس نے ٹوپی اٹھائی اور اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

ننانوے سال کی روزا ڈائمنڈ نے چاندی کے لمبے لباس میں ایک دستانے والے ہاتھ میں سگریٹ کا ہولڈر اور اس کے سر پر چاندی کی پگڑی کو سبز شیشے کے مثلث سے جن اور گناہ پیا اور پرانے دنوں کی کہانیاں سنائیں۔ "میں ناچنا چاہتی ہوں،" اس نے اچانک اعلان کیا۔ "یہ میری سالگرہ ہے اور میں نے ایک بار بھی ڈانس نہیں کیا۔"

اوو

اس رات کی مشقت جس پر روزا اور جبریل نے طلوع فجر تک رقص کیا، بوڑھی خاتون کے لیے بہت زیادہ ثابت ہوا، جو اگلے دن ہلکے بخار کے ساتھ بستر پر گر پڑی جس نے مزید دلدوز صورتوں کو جنم دیا: جبریل نے مارٹن ڈی لا کروز اور اروره ڈیل سول کو رقص کرتے دیکھا۔ ڈائمنڈ ہاؤس کی ٹائلڈ اور گیبل والی چھت پر فلیمینکو، اور سفید سوٹوں میں پیرونیسٹاس بوتھ ہاؤس پر مستقبل کے بارے میں چپراسیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرنے کے لیے کھڑے تھے: "پیرون کے تحت یہ زمینیں ضبط کر کے لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ برطانوی ریل روڈ بھی ریاست کی ملکیت بن جائیں، ان چوروں، ان پرائیویٹرز کو باہر نکال دیں..." ہنری ڈائمنڈ کا پلاسٹر بسٹ درمیانی ہوا میں لٹکا ہوا، اس منظر کو دیکھ رہا تھا، اور ایک سفید پوش مشتعل نے اس کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا۔ پکارا، یہ وہی ہے، تمہارا ظالم۔ دشمن ہے. جبریل کے پیٹ میں اتنا درد تھا کہ اسے اپنی جان کا اندیشہ تھا، لیکن عین اس وقت جب اس کا عقلی دماغ السر یا اپینڈسائٹس کے امکان پر غور کر رہا تھا، اس کے دماغ کے باقی حصوں نے حقیقت کو سرگوشی میں ڈال دیا، وہ یہ تھا کہ اسے قیدی بنایا جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ہیرا پھیری کی گئی۔ روزا کی مرضی کے زور سے، جس طرح فرشتہ جبریل کو نبی مہوند کی شدید ضرورت سے بات کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔

"وہ مر رہی ہے،" اس نے محسوس کیا۔ "جانے میں بھی زیادہ دیر نہیں ہے۔" بخار کی لپیٹ میں اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے روزا ڈائمنڈ اومبی زہر اور اپنے پڑوسی ڈاکٹر بیبنگٹن کی دشمنی کے بارے میں بڑبڑاتی رہی، جس نے ہنری سے پوچھا، کیا آپ کی بیوی شاید جانوروں کی زندگی کے لیے کافی پرسکون ہے، اور جس نے اسے (ٹائفس سے صحت یاب ہونے کے لیے تحفہ کے طور پر دیا)) Amerigo Vespucci کے اپنے سفروں کے اکاؤنٹ کی ایک کاپی۔ بیبنگٹن نے مسکراتے ہوئے کہا، "وہ شخص یقیناً ایک بدنام زمانہ فنتاسیسٹ تھا، لیکن فنتاسی حقیقت سے زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے؛ آخر کار، اس کے نام براعظم تھے۔

Machine Translated by Google

اس کے بعد۔" جیسے جیسے وہ کمزور ہوتی گئی اس نے اپنی باقی طاقت کا زیادہ سے زیادہ حصہ ارجنٹائن کے اپنے خواب میں ڈالا اور جبریل کی ناف کو ایسا لگا جیسے اس میں آگ لگ گئی ہو۔ وڈ ونڈ کی موسیقی نے ہوا کو بھر دیا، اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ساحل سے بالکل دور ایک چھوٹا سا سفید جزیرہ نمودار ہوا، جو لہروں پر بیڑے کی طرح ٹہل رہا تھا؛ یہ برف کی طرح سفید تھا، سفید ریت کے جھرمٹ تک ڈھل رہی تھی۔ البینو درخت، جو سفید، چاک--سفید، کاغذ--سفید، اپنے پتوں کے بالکل سرے تک تھے۔

سفید جزیرے کی آمد کے بعد جبریل گہری سستی کا شکار ہو گیا۔
مرنے والی عورت کے بیڈ روم میں ایک کرسی پر لیٹ گئی، اس کی پلکیں جھک رہی تھیں، اسے اپنے جسم کا وزن بڑھتا ہوا محسوس ہوا یہاں تک کہ تمام حرکتیں ناممکن ہو گئیں۔ پھر وہ ایک اور بیڈروم میں تھا، تنگ سیاہ پتلون میں، بچھڑوں کے ساتھ چاندی کے بٹن اور کمر پر چاندی کا ایک بھاری بکسوا تھا۔ _تم نے مجھے بلایا، ڈان اینریک_، وہ سفید پلاسٹر کے ٹوٹے جیسے چہرے والے نرم، بھاری آدمی سے کہہ رہا تھا، لیکن وہ جانتا تھا کہ اسے کس نے مانگا ہے، اور اس نے کبھی اس کے چہرے سے نظریں نہیں ہٹائیں، یہاں تک کہ جب اس نے اسے دیکھا۔ اس کی گردن کے گرد سفید جھروکے سے رنگ اٹھتا ہے۔

ہنری ڈائمنڈ نے حکام کو مارٹن ڈی لا کروز کے معاملے میں ملوث ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا، _یہ لوگ میری ذمہ داری ہیں_، اس نے روزا سے کہا،_یہ عزت کا سوال ہے۔ اس کے بجائے وہ قاتل، ڈی لا کروز پر اپنے مسلسل اعتماد کا مظاہرہ کرنے کے لیے کچھ حد تک گیا تھا، مثال کے طور پر اسے اسٹینشیا پولو ٹیم کا کپتان بنا کر۔ لیکن جب مارٹن نے گدھ کو مار ڈالا تو ڈان اینریک واقعی پہلے جیسا نہیں تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ آسانی سے تھک گیا تھا، اور پرندوں میں بھی بے رغبتی، بے دلچسپی ہو گیا تھا۔

لاس الاموس میں چیزیں الگ ہونے لگیں، پہلے تو غیر محسوس طور پر، پھر زیادہ واضح طور پر۔ سفید سوٹ والے مرد واپس آئے اور ان کا پیچھا نہیں کیا گیا۔
جب روزا ڈائمنڈ کو ٹائفس ہوا تو ایسٹانکیا میں بہت سے لوگ ایسے تھے جنہوں نے اسے پرانی اسٹیٹ کے زوال کی تمثیل کے طور پر لیا۔
میں یہاں کیا کر رہا ہوں، جبریل نے بڑے خطرے سے سوچا، جب وہ رینچر اسٹڈی میں ڈان اینریک کے سامنے کھڑا تھا، جب کہ ڈونا روزا پس منظر میں شرماتے ہوئے بولا، _یہ کسی اور کی جگہ ہے۔ -آپ پر بڑا اعتماد، ہنری کہہ رہا تھا، انگریزی میں نہیں لیکن جبریل پھر بھی سمجھ سکتا تھا۔ --میری بیوی کو صحت یابی کے لیے موٹر ٹور کرنا ہے، اور آپ کریں گے۔ لاس الاموس میں ذمہ داریاں مجھے ساتھ جانے سے روکتی ہیں۔ ساتھ .

اب مجھے بولنا چاہیے، کیا کہوں، لیکن جب اس کا منہ کھلا تو اجنبی الفاظ نکلے، یہ میرے اعزاز کی بات ہوگی، ڈان اینریک، ایڑیوں کا کلک، کنڈا، باہر نکلنا۔
روزا ڈائمنڈ اپنی پچاسی سال کی کمزوری میں اپنی کہانیوں کے خواب دیکھنے لگی تھی، جس کی اس نے نصف صدی سے زیادہ حفاظت کی تھی، اور جبریل اپنے ہسپانو سوئیزا کے پیچھے گھوڑے پر سوار تھا، ایستانشیا سے ایستانکیہ تک گاڑی چلا رہا تھا۔
آریانہ کے درختوں کی لکڑی کے ذریعے، اونچے کورڈیلیرا کے نیچے، سکاٹش قلعوں یا ہندوستانی محلات کی طرز پر بنائے گئے عجیب و غریب گھروں میں پہنچ کر، مسٹر کیڈوالڈر ایونز کی سرزمین کا دورہ کرتے ہوئے، وہ ان سات بیویوں میں سے جو صرف ایک رات گزارنے پر خوش تھے۔ ہر ہفتے ڈیوٹی، اور بدنام زمانہ میک سوین کا علاقہ جو اس سے متاثر ہو چکا تھا۔

Machine Translated by Google

جرمنی سے ارجنٹائن پہنچنے والے خیالات، اور اُڑنا شروع کر دیے تھے، اس کے اسٹینشیا کے فلیگ پول سے، ایک سرخ جھنڈا جس کے دل پر ایک ٹیڑھی سیاہ صلیب سفید دائرے میں رقص کرتی تھی۔ یہ میکسوین ایسٹانکیا پر تھا کہ وہ جھیل کے اس پار پہنچے، اور روزا نے پہلی بار اپنی قسمت کا سفید جزیرہ دیکھا، اور پکنک لنچ کے لیے باہر نکلنے پر اصرار کیا، اس کے ساتھ نہ تو نوکرانی تھی اور نہ ہی ڈرائیور، صرف مارٹن ڈی لا کو لے کر جاتی تھی۔ کروز کشتی کو قطار میں کھڑا کرنے اور سفید ریت پر سرخ رنگ کا کپڑا پھیلانے اور گوشت اور شراب کے ساتھ اس کی خدمت کرنے کے لئے۔

برف کی طرح سفید اور خون کی طرح سرخ اور آبنوس کی طرح سیاہ جب وہ کالے اسکرٹ اور سفید بلاؤز میں ٹیک لگائے سرخ رنگ کے کپڑے پر لیٹی تھی جو خود سفید پر لیٹی تھی، جب کہ اس نے (سیاہ اور سفید بھی پہنا ہوا تھا) اس کے سفید دستانے والے ہاتھ میں گلاس میں سرخ شراب انڈیل دی تھی، اور پھر، خود ہی حیران رہ گئی۔ _خونی خدا، جیسے ہی اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور چومنے لگا، --کچھ ہوا، منظر دھندلا ہوگیا، ایک منٹ میں وہ سرخ رنگ کے کپڑے پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر اس طرح لڑھک رہے تھے کہ پنیر اور ٹھنڈے کٹے اور سلاد اور پیٹے اپنی خواہش کے بوجھ تلے کچلے گئے، اور جب وہ ہسپانو سوئیزا واپس آئے تو ان کے کپڑوں پر کھانے کے دھبوں کی وجہ سے ڈرائیور یا نوکرانی سے کچھ چھپانا ناممکن تھا، جبکہ اگلے ہی لمحے وہ اس سے پیچھے ہٹ رہی تھی، نہیں بے دردی سے لیکن اداسی کے عالم میں، اس کا ہاتھ کھینچ کر سر کا ایک چھوٹا سا اشارہ کیا، نہیں، اور وہ کھڑا ہوا، جھک گیا، پیچھے ہٹ گیا، اسے خوبی اور لنچ کے ساتھ چھوڑ دیا، -دونوں امکانات بدلتے رہے، مرتے ہوئے روزا نے اس پر اچھال دیا۔ بستر، کیا-اس نے نہیں کیا-اس نے، لا بنانا اس کی زندگی کی کہانی کا پہلا ورژن، یہ فیصلہ کرنے سے قاصر ہے کہ وہ کیا سچ بننا چاہتی ہے۔

اوو

"میں پاگل ہو رہا ہوں،" جبریل نے سوچا۔ "وہ مر رہی ہے، لیکن میں اپنا دماغ کھو رہا ہوں۔"

چاند نکل چکا تھا، اور روزا کی سانس لینے کی کمرے میں واحد آواز تھی: جب وہ سانس لے رہی تھی تو خراٹے لے رہی تھی اور بہت زیادہ سانس خارج کر رہی تھی، چھوٹی گھنگریالے آوازوں کے ساتھ۔

جبریل نے اپنی کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی، اور پایا کہ وہ نہیں کر سکا۔ ان رویوں کے درمیان کے وقفوں میں بھی اس کا جسم ناممکن طور پر بھاری رہا۔ جیسے اس کے سینے پر پتھر رکھ دیا گیا ہو۔ اور تصاویر، جب وہ آئیں، الجھن کا شکار رہیں، تاکہ ایک لمحے میں وہ لاس الاموس کے ایک ہیلافٹ میں تھا، اس سے پیار کر رہا تھا جب کہ وہ بار بار اس کا نام گنگناتی رہی، _مارٹن آف دی کراس_، --اور اگلے ہی لمحے وہ دن کے اجالے میں اسے ایک مخصوص اوروہ ڈیل سول کی نگاہوں کے نیچے نظر انداز کر رہی تھی، تاکہ یادداشت کو خواہشات سے الگ کرنا ممکن نہ ہو، یا اعترافی سچائیوں سے قصورواروں کی تشکیل نو ممکن نہ ہو، کیونکہ اس کی موت بستر پر بھی روزا ڈائمنڈ تھی۔ نہیں جانتی تھی کہ اس کی تاریخ کو آنکھوں میں کیسے دیکھنا ہے۔

چاندنی کمرے میں پھیل گئی۔ جیسے ہی یہ روزا کے چہرے سے ٹکرا رہا تھا، یہ بالکل اس کے پاس سے گزرتا ہوا دکھائی دیا، اور واقعی جبریل اپنے تکیے پر فیتے کی کڑھائی کا نمونہ بنانے کے قابل ہونے لگا تھا۔ پھر اس نے ڈان اینریک اور اس کے دوست، پیوریٹینیکل اور نامنظور ڈاکٹر بیبنگٹن کو بالکونی میں کھڑے دیکھا، جتنا آپ چاہ سکتے تھے۔ اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ جیسے جیسے ظاہری شکلیں واضح ہوتی جارہی ہیں روزا دھندلا اور دھندلا ہوتا گیا

Machine Translated by Google

دور، جگہوں کا تبادلہ، کوئی کہہ سکتا ہے، بھوتوں کے ساتھ۔ اور اس لیے کہ وہ یہ بھی سمجھ چکا تھا کہ ظہور اس کے معدے پر منحصر ہے۔
درد، اس کا پتھر- جیسے وزن، اسے اپنی جان کا بھی خوف ستانے لگا۔
"آپ چاہتے تھے کہ میں جوآن جولیا کے ڈیتھ سرٹیفکیٹ کو جھوٹا بناؤں،" ڈاکٹر بیبنگٹن کہہ رہے تھے۔ "میں نے اپنی پرانی دوستی کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔ لیکن ایسا کرنا غلط تھا؛ اور میں اس کا نتیجہ اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ تم نے ایک قاتل کو پناہ دی ہے اور شاید یہ تمہارا ضمیر تمہیں کھا رہا ہے۔ گھر جاؤ، اینریک۔ گھر جاؤ، اور اپنی اس بیوی کو لے جاؤ، اس سے پہلے کہ کچھ خراب ہو جائے۔"

"میں گھر ہوں،" ہنری ڈائمنڈ نے کہا۔ "اور میں تم سے اپنی بیوی کے ذکر سے مستثنیٰ ہوں۔"

"انگریز جہاں بھی آباد ہوتے ہیں، وہ انگلستان کو کبھی نہیں چھوڑتے،" ڈاکٹر بیبنگٹن نے چاند کی روشنی میں مدھم ہوتے ہوئے کہا۔ "جب تک، ڈونا روزا کی طرح، وہ محبت میں نہیں پڑ جاتے۔"
ایک بادل چاندنی کے اس پار سے گزرا، اور اب جب کہ بالکونی خالی تھی جبریل فرشتہ نے بالآخر خود کو کرسی سے ہٹا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ چلنا ایک گیند اور زنجیر کو فرش پر گھسیٹنے کے مترادف تھا، لیکن وہ کھڑکی تک پہنچ گیا۔ ہر سمت، اور جہاں تک وہ دیکھ سکتا تھا، ہوا کے جھونکے میں دیو ہیکل جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ جہاں سمندر تھا وہاں اب جھنڈوں کا ایک سمندر تھا، جو افق تک پھیلا ہوا تھا، جھونکے ایک بڑے آدمی کی طرح اونچے تھے۔ اس نے اپنے کان میں ڈاکٹر بیبنگٹن کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنی: "پچاس سالوں سے تھرسٹلز کا پہلا طاعون۔ ماضی، ایسا لگتا ہے، لوٹ آیا ہے۔" اس نے ایک عورت کو دیکھا جو گھنے، پھڑپھڑاتے ہوئے، ننگے پاؤں، ڈھیلے سیاہ بالوں کے ساتھ بھاگ رہی تھی۔ "اس نے یہ کیا۔" روزا کی آواز اس کے پیچھے صاف بولی۔ "اسے گدھ کے ساتھ دھوکہ دینے اور اسے قاتل بنانے کے بعد۔

اس کے بعد وہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ اوہ، اس نے یہ سب ٹھیک کیا۔ بہت خطرناک، وہ ایک۔ بہت۔" جبریل نے جھنڈوں میں اوروہ ڈیل سول کی نظر کھو دی؛ ایک سراب نے دوسرے کو دھندلا دیا۔

اس نے محسوس کیا کہ کوئی چیز اسے پیچھے سے پکڑے گی، اسے گھما کر اس کی پیٹھ پر لپیٹ میں لے آئی ہے۔ وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا، لیکن روزا ڈائمنڈ بیڈ پر سیدھا سیدھا بیٹھا تھا، اسے بڑی نظروں سے گھور رہا تھا، جس سے وہ سمجھ رہا تھا کہ اس نے زندگی سے چمٹے رہنے کی امید چھوڑ دی ہے، اور اسے آخری انکشاف مکمل کرنے میں اس کی مدد کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے خوابوں کے تاجر کی طرح، وہ بے بس، جاہل محسوس کر رہا تھا۔ . . تاہم، وہ جانتی تھی کہ اس سے تصویریں کیسے کھینچی جائیں۔ ان دونوں کو ناف سے ناف سے جوڑتے ہوئے اسے ایک چمکتی ہوئی ڈوری نظر آئی۔

اب وہ جھنڈوں کی لامحدودیت میں ایک تالاب کے پاس تھا، اپنے گھوڑے کو پینے کی اجازت دے رہا تھا، اور وہ اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر آئی۔ اب وہ اسے گلے لگا رہا تھا، اس کے کپڑے اور اس کے بال ڈھیلے کر رہا تھا اور اب وہ پیار کر رہے تھے۔ اب وہ سرگوشی کر رہی تھی، تم مجھے کیسے پسند کر سکتے ہو، میں تم سے عمر میں بہت بڑی ہوں، اور وہ تسلی دیتے ہوئے بولا۔

اب وہ اٹھی، کپڑے پہنے، سوار ہوئی، جب وہ وہیں رہا، اس کا جسم سست اور گرم تھا، اس لمحے کو محسوس کرنے میں ناکام رہا جب ایک عورت کا ہاتھ جھنڈوں سے نکلا اور اس کی چاندی کی چھری پکڑ لی۔ . .

نہیں! نہیں، اس طرح! اب وہ تالاب کے کنارے اس کے پاس چڑھی، اور جب وہ اتری، گھبراہٹ سے اسے دیکھ کر، وہ اس پر گر پڑا، اس نے اسے بتایا

Machine Translated by Google

اس کے انکار کو مزید برداشت نہ کر سکا، وہ ایک ساتھ زمین پر گر پڑے، وہ چیخ پڑی، اس نے اس کے کپڑے پھاڑ دیے، اور اس کے ہاتھ، اس کے جسم پر پنجے، چاقو کے ہینڈل پر آ گئے۔

نہیں! نہیں، کبھی نہیں، نہیں! اس طرح: یہاں!
اب وہ دونوں پیار کر رہے تھے، نرمی سے، بہت سی آہستہ پیاروں کے ساتھ۔ اور اب ایک تیسرا سوار تالاب کے راستے صاف کرنے میں داخل ہوا، اور محبت کرنے والے الگ ہو گئے۔ اب ڈان اینریک نے اپنی چھوٹی پستول نکالی اور اپنے حریف کے دل کو نشانہ بنایا، -
--.

--اور اس نے محسوس کیا کہ اوروہ اس کے دل میں بار بار چھرا گھونپ رہی ہے، یہ جوآن کے لیے ہے، اور یہ مجھے چھوڑنے کے لیے ہے، اور یہ تمہاری عظیم انگریز کسبی کے لیے ہے، -- --اور اس نے محسوس کیا کہ اس کے شکار کا چاقو اس کے دل میں داخل ہوتا ہے، جیسا کہ روزا نے اسے ایک بار، دو بار اور بار بار گھونپ دیا تھا۔ اور جب ہینری کی گولی نے اسے مار ڈالا تو انگریز نے مردہ آدمی کا چاقو لیا اور اس پر کئی بار وار کیا، خون بہہ رہا تھا۔

جبریل زور سے چیختے ہوئے اس مقام پر ہوش کھو بیٹھا۔
جب اسے ہوش آیا تو بستر پر پڑی بوڑھی عورت اپنے آپ سے اتنی نرمی سے بول رہی تھی کہ وہ بمشکل الفاظ ہی نکال پا رہی تھی۔ "پامپیرو آیا، جنوب مغربی ہوا، جھنڈوں کو چپٹا کر رہی ہے۔ تب ہی انہوں نے اسے پایا، یا پہلے تھا۔" کہانی کا آخری۔ مارٹن ڈی لا کروز کے جنازے میں اوروہ ڈیل سول نے روزا ڈائمنڈ کے چہرے پر کیسے تھوکا۔ یہ کیسے ترتیب دیا گیا کہ کسی پر قتل کا الزام نہ لگایا جائے، اس شرط پر کہ ڈان اینریک ڈونا روزا کو لے کر پوری رفتار کے ساتھ انگلینڈ واپس چلا گیا۔ وہ کس طرح لاس الاموس سٹیشن پر ٹرین میں سوار ہوئے اور سفید سوٹ میں مرد پلیٹ فارم پر کھڑے ہو گئے، بورسالینو ٹوپیاں پہنے، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ وہ واقعی چلے گئے ہیں۔ کیسے، ایک بار ٹرین چلنا شروع ہوئی، روزا ڈائمنڈ نے اپنے ساتھ والی سیٹ پر ہولڈال کھولا، اور بے تکلفی سے کہا، _میں کچھ لایا ہوں۔ ایک چھوٹی سی یادگار_ اور گاؤچو کی چاندی کی چھری کو ظاہر کرنے کے لیے کپڑے کے بنڈل کو کھولا۔

"ہنری پہلے موسم سرما کے گھر مر گیا. پھر کچھ نہیں ہوا. جنگ. اختتام." وہ رک گئی۔ "اس وسعت میں رہنے کے بعد اس میں کم ہونا۔ یہ برداشت کرنا نہیں ہے۔" اور، مزید خاموشی کے بعد: "سب کچھ سکڑ جاتا ہے۔"

چاند کی روشنی میں تبدیلی آئی، اور جبریل نے اس سے وزن اٹھاتے ہوئے محسوس کیا، اتنی تیزی سے کہ اس نے سوچا کہ شاید وہ چھت کی طرف تیرنے لگے۔ روزا ڈائمنڈ ساکت پڑا، آنکھیں بند کیے، اس کے بازو پیچ ورک کاؤنٹر پین پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا: _normal_جبریل نے محسوس کیا کہ اسے دروازے سے باہر نکلنے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں تھی۔

اس نے احتیاط سے نیچے کا راستہ بنایا، اس کی ٹانگیں ابھی بھی تھوڑی غیر مستحکم تھیں۔ بھاری گیبارڈین اوور کوٹ ملا جو کبھی ہینری ڈائمنڈ کا تھا، اور سرمئی رنگ کا ٹریلبی ملا جس کے اندر ڈان اینریک کا نام اس کی بیوی کے ہاتھ سے سلایا گیا تھا۔ اور پیچھے دیکھے بغیر چلا گیا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا ایک ہوا نے اس کی ٹوپی چھین لی اور اسے اچھالتے ہوئے ساحل پر بھیج دیا۔ اس نے اس کا پیچھا کیا، اسے پکڑا، اسے دوبارہ جام کیا۔ _لندن شریف، میں آیا ہوں_ اس کی جیب میں شہر تھا: جیوگرافرز لندن، کتے کے کانوں والا پورا شہر، اے سے زیڈ۔

Machine Translated by Google

"کیا کرنا ہے؟" وہ سوچ رہا تھا. "فون کریں یا فون نہیں؟ نہیں، بس پلٹیں، گھنٹی بجائیں اور بولیں، بی بی، تیری خواہش پوری ہوئی، سی بیڈ سے لے کر آپ کے بستر تک، مجھے آپ سے دور رکھنے کے لیے ہوائی جہاز کے حادثے سے زیادہ وقت لگتا ہے۔ -ٹھیک ہے، شاید بالکل نہیں۔

پھر اس نے گانا سنا۔ یہ پرانے بوتھ ہاؤس سے آرہا تھا جس میں ایک آنکھ والا سمندری ڈاکو باہر سے پینٹ کیا گیا تھا، اور گانا اجنبی تھا، لیکن مانوس تھا: ایک ایسا گانا جسے روزا ڈائمنڈ نے اکثر گنگنایا تھا، اور آواز بھی جانی پہچانی تھی، اگرچہ تھوڑا مختلف تھا، کم ؛quavery_چھوٹی_. بوتھ ہاؤس کا دروازہ غیر ذمہ دارانہ طور پر کھلا ہوا تھا، اور ہوا میں ٹکرا رہا تھا۔ وہ گانے کی طرف بڑھا۔

"اپنا کوٹ اتارو،" اس نے کہا۔ اس نے سفید جزیرے کے دن جیسا لباس پہنا ہوا تھا: سیاہ اسکرٹ اور جوتے، سفید ریشمی بلاؤز، بغیر ٹوپی۔ اس نے کوٹ کو بوتھ ہاؤس کے فرش پر پھیلا دیا، اس کی روشن سرخ رنگ کی پرت محدود، چاندنی جگہ میں چمک رہی تھی۔ وہ انگلش زندگی کے بے ترتیب ہنگاموں کے درمیان لیٹ گئی، کرکٹ اسٹمپ، ایک پیلے رنگ کے لیمپ شیڈ، چپے ہوئے گلدان، ایک تہ کرنے والی میز، تنوں؛ اور ایک بازو اس کی طرف بڑھایا۔ وہ اس کے پہلو میں لیٹ گیا۔

"تم مجھے کیسے پسند کر سکتے ہو؟" وہ بڑبڑایا. "میں تم سے عمر میں بہت بڑا ہوں۔"

3جب انہوں نے کھڑکی کے بغیر پولیس وین میں اس کا پاجامہ

نیچے اتارا اور اس نے گھنے، مضبوطی سے گھنے گھنے گھنے بالوں کو اپنی رانوں کو ڈھانپتے دیکھا، تو اس رات صلاح الدین چمچا دوسری بار ٹوٹ گیا۔ تاہم، اس بار، اس نے اپنے اغوا کاروں کی مسلسل ہنسی کی وجہ سے، شاید، متاثر ہو کر، ہزیمت سے ہنسنا شروع کیا۔

تینوں امیگریشن افسران خاص طور پر اعلیٰ حوصلے میں تھے، اور یہ ان میں سے ایک تھا --وہ پوپیڈ ساتھی جس کا نام ظاہر ہوا، سٹین تھا --جس نے صلاح الدین کو "کھولنے کا وقت" کی خوشی کے ساتھ "ڈی بیگ" کیا تھا۔ پیکی؛ آئیے دیکھتے ہیں آپ کس چیز سے بنے ہیں!" احتجاج کرنے والے چمچے کو سرخ اور سفید پٹیوں سے گھسیٹا گیا، جو وین کے فرش پر ٹیک لگائے ہوئے تھا جس کے دو مضبوط پولیس والے ہر ایک بازو کو پکڑے ہوئے تھے اور ایک پانچویں کانسٹیبل کا بوٹ اس کے سینے پر مضبوطی سے رکھا ہوا تھا، اور جس کا احتجاج عام خوش کن دن میں سنا نہیں گیا۔ . اس کے سینگ چیزوں سے ٹکراتے رہے، وہیل -محراب، بغیر قالین والے فرش یا پولیس اہلکار کی پنڈلی -ان آخری مواقع پر اسے سمجھے جانے والے غصے میں آنے والے قانون نافذ کرنے والے افسر نے چہرے پر بہت اچھال دیا تھا -اور وہ مجموعی طور پر تھا۔ , کے طور پر وہ یاد کر سکتے ہیں کے طور پر بری روح میں. اس کے باوجود، جب اس نے اپنے مستعار پاجامے کے نیچے کیا دیکھا تو وہ اس کافر قہقہے کو اپنے دانتوں سے باہر نکلنے سے نہ روک سکا۔

اس کی رانیں غیر معمولی طور پر چوڑی اور طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ بالوں والی بھی ہو گئی تھیں۔
گھٹنے کے نیچے بالوں کا پن رک گیا، اور اس کی ٹانگیں تنگ، ہڈیوں، تقریباً بے گوشت پنڈلیوں میں سمٹ گئیں، چمکدار، لونگ کھروں کے جوڑے میں ختم ہو گئیں، جیسے کسی کو بلی بکری پر مل سکتا ہے۔ صلاح الدین بھی اپنے فالوس کو دیکھ کر حیران رہ گیا، بہت بڑا اور شرمناک طور پر کھڑا تھا، ایک ایسا عضو جسے اسے اپنا ماننے میں سب سے زیادہ مشکل پیش آتی تھی۔

"یہ کیا ہے، پھر؟" نوواک کا مذاق اڑایا --سابقہ "ہسر" --نے اسے ایک چنچل بنا دیا۔

Machine Translated by Google

موافقت "ہم میں سے کسی کو پسند ہے، شاید؟" جس پر امیگریشن آفیسر، جو برونو نے "رواہ" کرتے ہوئے اپنی ران تھپتھپائی، نوواک کو پسلیوں میں کھود کر کہا، "نہیں، ایسا نہیں ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہمیں واقعی اس کی بکری مل گئی ہے۔" "میں سمجھ گیا،" نوواک نے واپس چلایا، جب اس کی مٹھی نے غلطی سے صلاح الدین کو اس کے نئے بڑھے ہوئے خصیوں میں گھونپ دیا۔ "ارے ارے!" اسٹین کی آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ چیخا۔ "سنو، یہاں ایک اور بھی بہتر ہے... کوئی تعجب کی بات نہیں کہ وہ اتنا کمبخت _horny_ہے۔"

جس پر ان تینوں نے کئی بار دہرایا "اس کی بکری پکڑی گئی... سینگ..." ایک دوسرے کی بانہوں میں گرے اور خوشی سے چیخے۔ چمچہ بولنا چاہتا تھا، لیکن ڈرتا تھا کہ اسے اپنی آواز بکریوں میں بدل جائے گی، اور، اس کے علاوہ، پولیس والے کا بوٹ اس کے سینے پر پہلے سے زیادہ زور سے دبانے لگا تھا، اور اس کے لیے کوئی لفظ بنانا مشکل تھا۔ چمچا کو کیا حیرانی تھی کہ ایک ایسی صورت حال تھی جس نے اسے بالکل حیران کن اور بے مثال بنا دیا -یعنی اس کا اس مافوق الفطرت اثر میں تبدیلی۔

-دوسروں کی طرف سے ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جا رہا تھا جیسے یہ سب سے معمولی اور مانوس معاملہ ہو جس کا وہ تصور کر سکتے تھے۔ "یہ انگلینڈ نہیں ہے،" اس نے سوچا، پہلی یا آخری بار نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے, آخر; اس تمام معتدل اور عام -حساس سرزمین میں ایسی پولیس وین کی گنجائش کہاں تھی جس کے اندرونی حصے میں اس طرح کے واقعات ممکنہ طور پر رونما ہوسکتے ہیں؟ اسے اس نتیجے پر پہنچنے پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ وہ واقعی پھٹنے والے ہوائی جہاز میں ہی مر گیا تھا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ کسی نہ کسی طرح کی زندگی تھی۔ اگر ایسا ہوتا تو، ابدی کے بارے میں اس کا دیرینہ رد بہت احمقانہ نظر آنے لگا تھا۔ لیکن اس سب میں، ایک اعلیٰ ہستی کی کوئی نشانی کہاں تھی، خواہ وہ خیر خواہ ہو یا بدنیت؟ پرگیٹری، یا جہنم، یا یہ جگہ جو بھی ہو، انعامات اور پریوں کے اس سسیکس کی طرح کیوں نظر آتی تھی جسے ہر اسکول کا لڑکا جانتا تھا؟ -شاید، اسے یہ محسوس ہوا ہو، وہ حقیقت میں _بوستان_کی تباہی میں ہلاک نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ اسپتال کے کسی وارڈ میں شدید بیمار پڑا تھا، وہ خوابوں سے دوچار تھا۔ اس وضاحت نے اس سے اپیل کی، کم از کم اس لیے نہیں کہ اس نے رات گئے ایک مخصوص ٹیلی فون کال کے معنی اور ایک آدمی کی آواز کو بے نقاب کر دیا جسے وہ بھولنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ . . اس نے اپنی پسلیوں پر ایک تیز لات کو محسوس کیا، دردناک اور حقیقت پسندانہ اس طرح کے تمام فریب نظریوں کی سچائی پر شک کرنے کے لیے۔ اس نے اپنی توجہ اصل کی طرف لوٹائی، اس حال کی طرف ایک سیل بند پولیس وین جس میں تین امیگریشن افسران اور پانچ پولیس اہلکار شامل تھے جو کہ اس وقت کسی بھی قیمت پر، تمام کائنات اس کے پاس تھی۔ یہ خوف کی ایک کائنات تھی۔

نوواک اور باقی اپنے خوش مزاج سے باہر نکل چکے تھے۔ "جانور،" اسٹین نے اس پر لعنت بھیجی جب اس نے لاتوں کا ایک سلسلہ چلایا، اور برونو اس میں شامل ہو گیا: "تم سب ایک جیسے ہو۔ جانوروں سے مہذب معیارات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور نوواک نے دھاگہ اٹھایا: "ہم یہاں ذاتی حفظان صحت کے بارے میں بات کر رہے ہیں، تم چھوٹی بھاڑ میں جاؤ۔"

چمچا پراسرار تھا۔ پھر اس نے دیکھا کہ بلیک ماریا کے فرش پر بڑی تعداد میں نرم، پیلیٹی اشیاء نمودار ہوئی تھیں۔ اس نے کڑواہٹ اور شرمندگی محسوس کی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کے فطری عمل بھی اب بکرے بن چکے ہیں۔ اس کی تذلیل! وہ تھا -- بننے کے لئے کچھ حد تک جا چکا تھا --ایک نفیس آدمی! اس طرح کی تنزلی سب کے لیے بہت اچھی ہو سکتی ہے۔

Machine Translated by Google

سلہٹ کے گائوں یا گوجرانوالہ کی سائیکلوں کی مرمت کی دکانوں سے رفو چکر، لیکن وہ مختلف کپڑوں سے کاٹا گیا! "میرے اچھے ساتھیو،" اس نے اختیار کے ایک ایسے لہجے کی کوشش کی جسے اس کی پیٹھ پر اس بے عزتی سے ہٹانا بہت مشکل تھا جس میں اس کی کھردار ٹانگیں چوڑی ہوئی تھیں اور اس کے بارے میں اس کے اپنے فضلے کی ہلکی ہلکی ہلکی ہلکی ہلکی، "میرے اچھے ساتھیو۔ آپ اپنی غلطی کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے۔"

نوواک نے کان کے پیچھے ہاتھ پھیرا۔ "وہ کیا؟ وہ شور کیا تھا؟" اس نے اس کے بارے میں دریافت کیا، اور سٹین نے کہا، "مجھے تلاش کرو۔" "آپ کو بتائیں کہ یہ کیسا لگتا تھا،" جو برونو نے رضاکارانہ طور پر کہا، اور اپنے منہ کے گرد ہاتھ رکھ کر اس نے کہا: "ماآآآ!" پھر وہ تینوں ایک بار پھر ہنس پڑے، تاکہ صلاح الدین کے پاس یہ بتانے کا کوئی طریقہ نہیں تھا کہ آیا وہ محض اس کی توہین کر رہے تھے یا اس کی آواز کی نالیوں میں واقعی انفیکشن ہوا تھا، جیسا کہ اسے خدشہ تھا، اس خوفناک شیطانی بیماری سے جس نے اسے بغیر کسی وارننگ کے اس پر قابو پالیا تھا۔ . وہ پھر سے کانپنے لگا تھا۔ رات انتہائی سرد تھی۔

افسر، سٹین، جو تثلیث کا رہنما دکھائی دیتا تھا، یا کم از کم پرائمس انٹر پیرس، چلتی وین کے فرش کے گرد گھومنے والے پیلیٹی انکار کے موضوع پر اچانک واپس آ گیا۔ "اس ملک میں،" اس نے صلاح الدین کو بتایا، "ہم اپنی گندگی صاف کرتے ہیں۔"

پولیس والوں نے اسے پکڑ کر روکا اور گھٹنے ٹیکنے کی حالت میں کھینچ لیا۔ "یہ ٹھیک ہے،" نوواک نے کہا، "اسے صاف کرو۔" جو برونو نے چمچا کی گردن کے پیچھے ایک بڑا ہاتھ رکھا اور اس کے سر کو گولیوں سے بھرے فرش کی طرف دھکیل دیا۔ ”چلو تم جاؤ۔“ اس نے گفتگو بھری آواز میں کہا۔ "جلد آپ شروع کریں گے، جلد ہی آپ اسے پالش کر دیں گے۔"

اوو

یہاں تک کہ جب وہ اپنی غیر ضروری تذلیل کی تازہ ترین اور سب سے بنیادی رسم ادا کر رہا تھا (کوئی چارہ نہیں تھا)، --یا اسے دوسرے طریقے سے کہیں، جب اس کی معجزانہ طور پر بچ جانے والی زندگی کے حالات مزید جہنم اور غضبناک ہوتے گئے -- صلاح الدین چمچا نے شروع کیا۔ نوٹ کریں کہ تینوں امیگریشن افسران اب پہلے کی طرح عجیب و غریب انداز میں نظر نہیں آتے تھے یا کام نہیں کرتے تھے۔ ایک چیز کے لیے، وہ اب ایک دوسرے سے ذرا بھی مشابہت نہیں رکھتے تھے۔ آفیسر سٹین، جسے اس کے ساتھی "میک" یا "جاکی" کہتے تھے، ایک بڑا، دبلا پتلا آدمی نکلا جس کا موٹا رولر تھا- ناک کا کوسٹر۔ اس کا لہجہ، جو اب ظاہر ہو رہا ہے، مبالغہ آرائی سے سکاٹش تھا۔ "یہ ٹکٹ ہے،" اس نے منظوری دیتے ہوئے کہا جب چمچا نے بُری طرح چُپ کر لیا۔ "ایک اداکار، کیا یہ تھا؟ میں دیکھنے کے لیے جزوی ہوں" ایک گائیڈ مین پرفارم کرتا ہے۔

اس مشاہدے نے افسر نوواک کو --یعنی "کم" --جس نے خطرناک حد تک پھیکا رنگ حاصل کر لیا تھا، ایک سنسنی خیز ہڈی والا چہرہ جو قرون وسطیٰ کی شبیہیں کی یاد دلاتا تھا، اور ایک بھونچال جو کچھ گہرے اندرونی عذاب کی تجویز کرتا تھا، اس کے بارے میں ایک مختصر بیان میں پھٹ گیا۔ اس کا پسندیدہ ٹیلی ویژن صابن --

اوپیرا اسٹارز اور گیم شو کے میزبان، جبکہ آفیسر برونو، جس نے چمچا کو اچانک بہت ہینڈسم سمجھ کر مارا، اس کے بال اسٹائلنگ جیل سے چمکدار اور مرکزی طور پر بٹے ہوئے، اس کی سنہرے بالوں والی داڑھی اس کے سر کے سیاہ بالوں سے ڈرامائی طور پر متضاد ہے، --برونو، تینوں میں سے سب سے چھوٹے نے لفاظی سے پوچھا، لڑکیوں کو دیکھنے کا کیا حال ہے، پھر، یہ میرا کھیل ہے۔

Machine Translated by Google

تصور نے ان تینوں کو ایک مخصوص قسم کی تجاویز کے ساتھ حاملہ آدھے مکمل کہانیوں کے تمام انداز میں چھوڑ دیا، لیکن جب پانچوں پولیس والوں نے اس میں شامل ہونے کی کوشش کی تو وہ صفوں میں شامل ہو گئے، سخت ہو گئے اور کانسٹیبلوں کو اپنی جگہ پر بٹھا دیا۔ "چھوٹے بچے،" مسٹر سٹین نے انہیں نصیحت کی، "کوئی سننے والا نہیں دیکھا جانا چاہیے۔"

اس وقت تک چمچا اپنے کھانے پر پرتشدد انداز میں گڑگڑا رہا تھا، اپنے آپ کو قے نہ کرنے پر مجبور کر رہا تھا، یہ جانتے ہوئے کہ اس طرح کی غلطی اس کی مصیبت کو طول دے گی۔
وہ وین کے فرش پر رینگ رہا تھا، اپنے تشدد کے چھرے تلاش کر رہا تھا جب وہ ایک طرف لڑھک رہے تھے، اور پولیس اہلکار، جنہیں امیگریشن افسر کی ڈانٹ سے پیدا ہونے والی مایوسی کے لیے باہر نکلنے کی ضرورت تھی، نے صلاح الدین کو گولی مارنا شروع کر دیا۔ اس کے رمپ پر بال اس کی تکلیف اور اس کی تکلیف دونوں کو بڑھانے کے لیے۔ پھر پانچوں پولیس والوں نے امیگریشن افسران کی گفتگو کا اپنا اپنا ورژن شروع کیا، اور غوطہ زن فلمی ستاروں، ڈارٹس کے کھلاڑیوں، پیشہ ور پہلوانوں اور اس طرح کے لوگوں کی خوبیوں کا تجزیہ کرنا شروع کیا۔ لیکن چونکہ "جاکی" اسٹین کی بلندی سے وہ ایک بری مزاح میں مبتلا ہو گئے تھے، اس لیے وہ اپنے اعلیٰ افسران کے تجریدی اور فکری لہجے کو برقرار رکھنے سے قاصر تھے، اور ٹوٹنہم ہاٹ پور کی "ڈبل" ٹیم کی نسبتی خوبیوں پر جھگڑے میں پڑ گئے۔ 1960کی دہائی کے اوائل اور موجودہ دور کی طاقتور لیورپول کی طرف، --جس میں لیورپول کے حامیوں نے یہ الزام لگا کر اسپرس کے شائقین کو مشتعل کیا کہ عظیم ڈینی بلانچ فلاور ایک "لگژری" کھلاڑی، کریم پف، نام کے لحاظ سے فلڈور، فطرت کے لحاظ سے پینسی؛ --جس پر ناراض کلاک نے چیخ چیخ کر جواب دیا کہ لیورپول کے معاملے میں یہ سپورٹرز ہی تھے جو بوم بوائز تھے، اسپرس کا ہجوم ان کی کمر کے پیچھے بندھے ہوئے بازوؤں کے ساتھ انہیں الگ کر سکتا ہے۔ بلاشبہ تمام کانسٹیبل فٹ بال کے غنڈوں کی تکنیک سے واقف تھے، انہوں نے کئی ہفتے اپنی پیٹھ کے ساتھ ملک کے مختلف اسٹیڈیموں میں تماشائیوں کو دیکھتے ہوئے گزارے اور جب ان کی بحث میں گرما گرمی ہوئی تو وہ اس حد تک پہنچ گئے۔ اپنے مخالف ساتھیوں کو ظاہر کریں، بالکل وہی جو ان کا مطلب تھا "پھاڑنے"، "بولاکنگ"، "بوٹلنگ" وغیرہ سے۔ ناراض گروہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر سب مل کر صلاح الدین چمچہ کی طرف دیکھنے لگے۔

ٹھیک ہے، اس پولیس وین میں ہنگامہ آرائی اور شور و غل بڑھتا گیا، اور یہ کہنا درست ہے کہ چمچا جزوی طور پر قصوروار تھا، کیوں کہ اس نے سور کی طرح چیخنا شروع کر دیا تھا، اور نوجوان بوبی اس کے مختلف حصوں کو تھپتھپا رہے تھے۔ اناٹومی، اسے گنی پگ اور سیفٹی والو دونوں کے طور پر استعمال کرتے ہوئے، ان کے جوش و خروش کے باوجود، ان کی ضربوں کو اس کے نرم، زیادہ گوشت والے حصوں تک محدود رکھنے کے لیے، ٹوٹ پھوٹ اور زخموں کے خطرے کو کم کرنے کے لیے؛ اور جب جاکی، کم اور جوئی نے دیکھا کہ ان کے جونیئر کیا کر رہے ہیں، تو انہوں نے برداشت کرنے کا انتخاب کیا، کیونکہ لڑکے ان کا مزہ کریں گے۔

اس کے علاوہ، دیکھنے کی اس ساری گفتگو نے اسٹین، برونو اور نوواک راؤنڈ کو زیادہ وزنی معاملات کی جانچ پڑتال تک پہنچا دیا تھا، اور اب وہ پختہ چہروں اور انصاف پسند آوازوں کے ساتھ، اس دن اور دور میں، مشاہدے میں اضافے کی ضرورت کی بات کر رہے تھے۔ ، نہ صرف "تماشائی" کے معنی میں، بلکہ اس میں

Machine Translated by Google

"خبرداری"، اور "نگرانی"۔ نوجوان کانسٹیبلز کا تجربہ انتہائی متعلقہ تھا، سٹین نے کہا: ہجوم دیکھیں، کھیل نہیں۔ "ابدی چوکسی آزادی کی قیمت ہے،" اس نے اعلان کیا۔

"ایک،" چمچا نے پکارا، مداخلت سے بچنے کے قابل نہیں. "آرگ، اننہ، اووو."

اوو

کچھ دیر بعد صلاح الدین پر ایک عجیب سی لاتعلقی کا موڈ چھا گیا۔ اسے اب کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس کے فضل سے سخت زوال کی کالی ماریا میں کتنے عرصے سے سفر کر رہے ہیں، اور نہ ہی وہ اپنی حتمی منزل کی قربت کے بارے میں کوئی اندازہ لگا سکتا تھا، حالانکہ اس کے کانوں میں ٹنیٹس آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا۔ اونچی آواز میں، وہ غیر معمولی دادی کے نقش قدم، ایلوین، دیوون، لندن۔ اُس پر برسنے والی دھڑکنیں اب عاشق کے پیار کی طرح نرم محسوس ہوئیں۔ اس کے اپنے میٹامورفوزڈ جسم کے عجیب و غریب نظارے نے اسے مزید خوفزدہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ بکرے کے اخراج کی آخری گولیاں بھی اس کے پیٹ میں ہلچل پیدا کرنے میں ناکام رہیں۔ بے حسی کے ساتھ، وہ اپنی چھوٹی سی دنیا میں جھک گیا، خود کو چھوٹا اور چھوٹا بنانے کی کوشش کر رہا تھا، اس امید پر کہ شاید وہ بالکل غائب ہو جائے، اور اس طرح اپنی آزادی دوبارہ حاصل کر لی جائے۔

نگرانی کی تکنیکوں کی بات نے امیگریشن افسران اور پولیس اہلکاروں کو دوبارہ متحد کر دیا، جوکی سٹین کے خالصانہ سرزنش کے الفاظ کی وجہ سے ہونے والی خلاف ورزی کو ٹھیک کر دیا۔ وین کے فرش پر موجود کیڑے چمچا نے گویا کسی ٹیلی فون کے ذریعے اس کے اغوا کاروں کی دور دراز کی آوازیں سنی جو عوامی تقریبات میں مزید ویڈیو آلات کی ضرورت اور کمپیوٹرائزڈ معلومات کے فوائد کے بارے میں بے تابی سے بول رہے تھے، اور کس چیز میں۔ ایک بڑے میچ سے ایک رات پہلے پولیس کے گھوڑوں کی ناکوں کے تھیلوں میں بہت زیادہ آمیزہ رکھنے کی افادیت کا ایک مکمل تضاد دکھائی دیتا تھا، کیونکہ جب گھوڑوں کے پیٹ میں خرابی کی وجہ سے مارچ کرنے والوں پر گندگی کی بارش ہوتی تھی تو اس نے ہمیشہ انہیں اکسایا تھا۔ تشدد، "an_ تو ہم واقعی ان کے درمیان آ سکتے ہیں، کیا ہم صرف_ نہیں کر سکتے۔ صابن اوپیرا، میچ آفتھ ڈے، چادروں اور خنجروں کی اس کائنات کو کسی بھی پہچانی جانے والی پوری چیز میں جوڑنے کا کوئی طریقہ تلاش کرنے سے قاصر، چمچا نے اپنے کان بند کر کے چہچہاتے ہوئے کہا۔ اس کے قدموں کی آواز سنتا تھا۔

کان.

پھر پیسہ گرا۔

"کمپیوٹر سے پوچھو!"

تین امیگریشن افسران اور پانچ پولیس والے خاموش ہو گئے کیونکہ بدبودار مخلوق اٹھ کر بیٹھ گئی اور ان کی طرف ہانک رہی۔

"وہ کس بات پر ہے؟" سب سے کم عمر پولیس والے سے پوچھا -ٹوٹنہم کے حامیوں میں سے ایک، جیسا کہ یہ ہوا -شک سے۔

"کیا میں اسے ایک اور لٹکا لاؤں؟"

"میرا نام صلاح الدین چمچہ والا ہے، پیشہ ورانہ نام صلاح الدین چمچا،" ڈیمی بکری نے گڑگڑا کر کہا۔ "میں اداکاروں کی ایکویٹی، آٹوموبائل ایسوسی ایشن اور گیرک کلب کا ممبر ہوں۔ میری کار کا رجسٹریشن نمبر ایسا ہی ہے۔ کمپیوٹر سے پوچھیں۔ برائے مہربانی۔"

"تم کس کو لڑنے کی کوشش کر رہے ہو؟" لیورپول کے مداحوں میں سے ایک سے پوچھا، لیکن وہ بھی غیر یقینی لگ رہا تھا۔

"خود کو دیکھو، تم ایک پکی بلی ہو، سیلی کون؟

-ایک انگریز کا یہ کیسا نام ہے؟"

Machine Translated by Google

چمچہ کو کہیں سے غصے کا ایک ٹکڑا ملا۔ "اور ان کا کیا؟" اس نے امیگریشن افسران پر سر ہلاتے ہوئے مطالبہ کیا۔ "وہ مجھے اتنے اینگلو سیکسن نہیں لگتے۔"

ایک لمحے کے لیے تو ایسا لگا کہ شاید وہ سب اس پر گر پڑیں گے اور اس کی بے رحمی کے لیے اس کے ایک اعضا کو پھاڑ دیں گے، لیکن لمبے لمبے کھوپڑی والے افسر نوواک نے محض چند بار اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور جواب دیا، "میں وائی برج سے ہوں، تم نے کاؤنٹ کیا۔ اسے سیدھا کرو: وائی برج، جہاں بیٹلز رہتے تھے۔"

اسٹین نے کہا: "بہتر ہے اسے چیک کرو۔" ساڑھے تین منٹ بعد بلیک ماریا رک گئی اور تین امیگریشن افسران، پانچ کانسٹیبل اور ایک پولیس ڈرائیور نے ایک کرائسس کانفرنس منعقد کی --یہ ہے ایک خوبصورت اچار --اور چمچا نے نوٹ کیا کہ ان کے نئے موڈ میں سبھی نو نے شروع کر دیا تھا۔ ایک جیسے نظر آتے ہیں، ان کے تناؤ اور خوف سے یکساں اور یکساں ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی اسے یہ سمجھنے میں زیادہ دیر گزری تھی کہ پولیس نیشنل کمپیوٹر پر کال، جس نے فوری طور پر اس کی شناخت ایک برطانوی شہری فرسٹ کلاس کے طور پر کی تھی، اس کی صورت حال میں کوئی بہتری نہیں لائی تھی، بلکہ اسے پہلے سے کہیں زیادہ خطرے میں ڈال دیا تھا۔

--ہم کہہ سکتے ہیں، --نو میں سے ایک نے مشورہ دیا --کہ وہ ساحل سمندر پر بے ہوش پڑا تھا۔ -کام نہیں کرے گا، -بوڑھی عورت اور دوسرے گیزر کی وجہ سے جواب آیا۔ -پھر اس نے گرفتاری کی مزاحمت کی اور بدتمیزی کی اور اس کے بعد ہونے والے جھگڑے میں وہ بے ہوش ہوگیا۔ --یا پرانا بیگ گا-گا تھا، ہم میں سے کسی کو بھی اس کا کوئی مطلب نہیں تھا، اور دوسرے آدمی نے کبھی بھی بات نہیں کی، اور جہاں تک اس بگر کے لیے، آپ کو صرف خون بہانے والے کو گھڑی کرنا ہے، بالکل شیطان کی طرح لگتا ہے، کیا تھے؟ ہمیں سوچنا چاہیے؟ -اور پھر وہ چلا گیا اور ہم سے گزر گیا، تو ہم کیا کر سکتے تھے، پوری انصاف کے ساتھ، میں آپ سے آپ کی عزت کا سوال کرتا ہوں، لیکن اسے حراستی مرکز میں طبی سہولت میں لے آئیں، مناسب دیکھ بھال کے بعد مشاہدہ اور پوچھ گچھ , ہماری وجہ سے یقین کرنے کے رہنما خطوط کا استعمال کرتے ہوئے؛ آپ اس نوعیت کی کسی چیز کے بارے میں کیا سمجھتے ہیں؟ -یہ ایک کے مقابلے میں نو ہے، لیکن بوڑھا بولی اور دوسرا بندہ اسے تھوڑا سا کمینے بنا دیتا ہے۔ -دیکھو، ہم کہانی کو بعد میں ٹھیک کر سکتے ہیں، سب سے پہلے جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں اسے بے ہوش کرنا ہے۔ --ٹھیک ہے

اوو

چمچہ ہسپتال کے بستر پر جاگا جس کے پھیپھڑوں سے سبز کیچڑ نکل رہی تھی۔ اس کی ہڈیوں کو یوں لگا جیسے کسی نے انہیں کافی دیر تک برف کے خانے میں ڈال دیا ہو۔ وہ کھانسنے لگا، اور جب ساڑھے انیس منٹ بعد طبیعت ختم ہوئی تو وہ اپنے موجودہ ٹھکانے کا کوئی پہلو سمجھے بغیر ایک اتھلی، بیمار نیند میں گر گیا۔ جب وہ دوبارہ سامنے آیا تو ایک ملنسار عورت کا چہرہ اس کی طرف دیکھ رہا تھا، اطمینان بھرے انداز میں مسکرا رہی تھی۔ "تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔" اس نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ "ایک لکل نمونیا ہے آپ کو۔" اس نے اپنے آپ کو ان کے فزیو تھراپسٹ، ہائیسنتھ فلپس کے طور پر متعارف کرایا۔ اور مزید کہا، "میں کبھی بھی کسی شخص کی ظاہری شکل سے فیصلہ نہیں کرتا۔ نہیں جناب۔ آپ یہ سوچ کر نہ جائیں کہ میں کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی اس نے اسے اپنے پہلو پر لٹا دیا، گتے کا ایک چھوٹا سا ڈبہ اس کے ہونٹوں سے لگایا، اپنا سفید ہاؤس کوٹ اٹھایا، اس کے جوتے اتار دیے، اور اس کے ساتھ بیٹھنے کے لیے بیڈ پر اتھلیٹک طریقے سے چھلانگ لگائی، جیسے ساری دنیا کے لیے۔ وہ ایک تھے

Machine Translated by Google

گھوڑا جس کا مطلب اس کے بستر کے آس پاس کی اسکرینوں کے ذریعے سواری کرنا تھا اور نیکی کی طرف جانا تھا وہ جانتا تھا کہ ٹرانسموگریفائیڈ زمین کی تزئین کا کیا طریقہ ہے۔
"ڈاکٹر کا حکم ہے،" اس نے وضاحت کی۔ "تیس منٹ کے سیشن، دن میں دو بار۔"
مزید تمہید کے بغیر، اس نے اسے درمیانی جسم کے بارے میں تیز رفتاری سے مارنا شروع کر دیا، لڑکوں کے ساتھ، لیکن واضح طور پر ماہر، مٹھی۔
غریب صلاح الدین کے لیے، پولیس وین میں مار پیٹ سے تازہ، یہ نیا حملہ آخری تنکا تھا۔ وہ اس کی دھڑکتی ہوئی مٹھیوں کے نیچے تڑپنے لگا، زور زور سے پکارا، "مجھے یہاں سے جانے دو، کیا کسی نے میری بیوی کو اطلاع دی؟" چیخنے چلانے کی کوشش نے کھانسی کا دوسرا اینٹھن پیدا کیا جو سترہ اور تین چوتھائی منٹ تک جاری رہا اور اس نے فزیو تھراپسٹ ہائیسنتھ کی طرف سے اس کا خیرمقدم کیا۔ "تم میرا وقت برباد کر رہے ہو،" اس نے کہا۔ "مجھے ابھی تک آپ کے دائیں پھیپھڑے کا کام کر لینا چاہیے اور اس کے بجائے میں مشکل سے کام شروع کر پاتا ہوں۔ آپ برتاؤ کرتے ہیں یا نہیں؟" وہ بستر پر پڑی تھی، اسے گھور رہی تھی، اوپر نیچے اچھل رہی تھی جب اس کا جسم جھنجوڑ رہا تھا، جیسے کوئی روڈیو سوار نو سیکنڈ کی گھنٹی کے لیے لٹک رہا ہو۔ وہ شکست سے دوچار ہو گیا، اور اسے اپنے سوجن پھیپھڑوں سے سبز سیال نکالنے دیا۔ جب وہ ختم ہو گئی تو وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھا کہ اس نے ایک اچھا سودا بہتر محسوس کیا۔ اس نے چھوٹا سا ڈبہ ہٹایا جو اب کیچڑ سے آدھا بھرا ہوا تھا اور خوش دلی سے بولی، "تم جلد ہی مضبوطی سے کھڑے ہو جاؤ،" اور پھر الجھن میں رنگتے ہوئے، معافی مانگی، "مجھے معاف کرنا" اور واپس کھینچنا یاد کیے بغیر بھاگ گئی۔ گھیرنے والی اسکرینیں.

"حالات کا جائزہ لینے کا وقت ہے،" اس نے خود سے کہا۔ ایک فوری جسمانی معائنہ نے اسے بتایا کہ اس کی نئی، اتپریورتی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اس سے اس کے حوصلے پست ہو گئے، اور اسے احساس ہوا کہ اسے آدھی امید تھی کہ وہ سوتے ہوئے بھیانک خواب ختم ہو جائے گا۔ اس نے اجنبی پاجاموں کے ایک نئے جوڑے میں ملبوس تھا، اس بار ایک غیر امتیازی ہلکے سبز رنگ کا، جو اسکرینوں کے تانے بانے اور اس خفیہ اور گمنام وارڈ کی دیواروں اور چھت سے جو کچھ دیکھ سکتا تھا، دونوں سے میل کھاتا تھا۔ اس کی ٹانگیں ابھی تک ان تکلیف دہ کھروں میں ختم تھیں اور اس کے سر کے سینگ پہلے کی طرح تیز تھے۔ . . آس پاس سے ایک آدمی کی آواز سے وہ اس بدمزاجی سے ہٹ گیا تھا، دل دہلا دینے والی پریشانی میں پکار رہا تھا: "اوہ، اگر کبھی کسی جسم کو تکلیف ہو جائے...!"

"زمین پر کیا؟" چمچا نے سوچا، اور تحقیق کرنے کا عزم کیا۔ لیکن اب وہ بہت سی دوسری آوازوں سے واقف ہو رہا تھا، جیسا کہ پہلی آوازوں کی طرح پریشان کن تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ ہر طرح کے جانوروں کی آوازیں سن سکتا ہے: بیلوں کی چیخیں، بندروں کی چہچہاہٹ، حتیٰ کہ طوطوں کی پولی مِمِک squawksیا بات کرنے والے بجریگارس۔ پھر، دوسری سمت سے، اس نے ایک عورت کو کراہتے اور چیختے ہوئے سنا، جس کی آواز دردناک مشقت کے اختتام کی طرح تھی۔ اس کے بعد ایک نوزائیدہ بچے کی آواز آتی ہے۔ تاہم، جب بچے کی پیدائش شروع ہوئی تو عورت کے رونے کی آوازیں کم نہیں ہوئیں۔ اگر کچھ بھی ہے تو، وہ اپنی شدت میں دوگنا ہو گئے، اور شاید پندرہ منٹ بعد چمچا نے واضح طور پر دوسرے شیر خوار بچے کی پہلی آواز میں شامل ہونے کی آواز سنی۔ پھر بھی عورت کی پیدائشی اذیت نے ختم ہونے سے انکار کر دیا، اور پندرہ سے تیس منٹ کے وقفوں سے جو کہ ایک لامتناہی وقت لگتا تھا، اس نے اپنے رحم سے فتح پانے والی فوجوں کی طرح، پہلے سے ہی ناممکن تعداد میں نئے بچوں کا اضافہ کرنا جاری رکھا۔

Machine Translated by Google

اس کی ناک نے اسے بتایا کہ سینیٹوریم، یا جو بھی جگہ اپنے آپ کو کہتی ہے، آسمان سے بھی بدبو آنے لگی ہے۔ جنگل اور کھیتی باڑی کی بدبو ایک بھرپور مہک کے ساتھ مل جاتی ہے جیسا کہ واضح مکھن میں جلتے ہوئے غیر ملکی مصالحوں کی طرح -دھنیا، ہلدی، دار چینی، الائچی، لونگ۔ ”یہ بہت زیادہ ہے۔“ اس نے مضبوطی سے سوچا۔ "کچھ چیزوں کو حل کرنے کا وقت۔" اس نے بستر سے اپنی ٹانگیں جھولیں، کھڑے ہونے کی کوشش کی، اور اپنی نئی ٹانگوں کے بالکل عادی ہونے کی وجہ سے فوراً فرش پر گر گیا۔ اس مسئلے پر قابو پانے میں اسے تقریباً ایک گھنٹہ لگا --بستر کو پکڑ کر چلنا سیکھنا اور اس کے گرد ٹھوکریں کھاتے رہنا جب تک کہ اس کا اعتماد بڑھ نہ جائے۔ لمبائی میں، اور تھوڑا سا غیر مستحکم نہیں، اس نے قریبی اسکرین پر اپنا راستہ بنایا؛ اس کے بعد امیگریشن آفیسر سٹین کا چہرہ نمودار ہوا، چیشائر-کیٹ کی طرح، اس کے بائیں طرف کی دو سکرینوں کے درمیان، باقی ساتھی تیزی سے اس کے پیچھے آئے، جنہوں نے مشکوک تیزی کے ساتھ سکرینوں کو اپنے پیچھے کھینچ لیا۔

"سب ٹھیک کر رہے ہو؟" اسٹین نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں ڈاکٹر کو کب دیکھ سکتا ہوں؟ میں کب بیت الخلا جا سکتا ہوں؟ میں کب جا سکتا ہوں؟"

چمچہ نے عجلت میں پوچھا۔ اسٹین نے مساوی جواب دیا: ڈاکٹر اس وقت گول ہوں گے۔ نرس فلپس اس کے لیے ایک بیڈ پین لائے گی۔ وہ جیسے ہی ٹھیک تھا چھوڑ سکتا تھا۔ "پھیپھڑوں کی چیز کے ساتھ نیچے آنے کے لئے آپ کی لعنت ہے،" اسٹین نے ایک مصنف کے شکریہ کے ساتھ مزید کہا جس کے کردار نے غیر متوقع طور پر ایک گدگدی تکنیکی مسئلہ کو حل کیا تھا۔ "کہانی کو بہت زیادہ قائل بناتا ہے۔ لگتا ہے کہ آپ اتنے بیمار تھے، آپ نے آخر کار ہم سے جان چھڑائی۔

ہم میں سے نو اسے اچھی طرح یاد رکھتے ہیں۔ شکریہ۔" چمچا کو کوئی لفظ نہیں ملا۔

"اور ایک اور چیز،" سٹین نے کہا۔ "پرانا بوجھ، مسز ڈائمنڈ۔ اپنے بستر پر مردہ نکلا، مٹن کی طرح ٹھنڈا، اور دوسرا شریف آدمی بالکل غائب ہوگیا۔ بدتمیزی کا امکان ابھی تک ختم نہیں ہوا ہے۔"

"آخر میں،" اس نے صلاح الدین کی نئی زندگی سے ہمیشہ کے لیے غائب ہونے سے پہلے کہا، "میں مشورہ دیتا ہوں، مسٹر سٹیزن صلاح الدین، کہ آپ کو شکایت سے پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آپ مجھے صاف صاف بات کرنے پر معاف کر دیں گے، لیکن آپ کے چھوٹے سینگوں اور اپنے بڑے کھروں سے آپ گواہوں میں سب سے زیادہ قابل اعتماد نظر آئیں گے۔ اب آپ کا دن اچھا ہے۔"

صلاح الدین چمچا نے آنکھیں بند کیں اور جب اس نے انہیں کھولا تو اس کا اذیت دینے والا نرس اور فزیو تھراپسٹ ہائیسنتھ فلپس بن چکا تھا۔ "تم پیدل کیوں جانا چاہتے ہو؟" اس نے پوچھا. "تمہارا دل جو چاہے، تم مجھ سے پوچھو، ہائیسنتھ، اور ہم دیکھیں گے کہ ہم کیا ٹھیک کر سکتے ہیں۔"

Machine Translated by Google

"ش۔"
اس رات، پراسرار ادارے کی ہریالی میں، صلاح الدین ہندوستانی بازار کے باہر ایک سسکاری سے بیدار ہوا۔

"سسٹ۔ تم، بیلزبب۔ اٹھو۔"
اس کے سامنے کھڑا ہونا اس قدر ناممکن تھا کہ چمچا اپنا سر چادر کے نیچے دفن کرنا چاہتا تھا۔ ابھی تک نہیں کر سکا، کیونکہ وہ خود نہیں تھا۔ . . ؟
"یہ ٹھیک ہے" مخلوق نے کہا۔ "تم نے دیکھا، تم اکیلے نہیں ہو۔"
اس کا مکمل طور پر انسانی جسم تھا، لیکن اس کا سر ایک خوفناک شیر کا تھا، جس میں تین قطار دانت تھے۔ "نائٹ گارڈز اکثر اونگھ جاتے ہیں،" اس نے وضاحت کی۔
"اس طرح ہم بات کرنے کا انتظام کرتے ہیں۔"
تبھی دوسرے بستروں میں سے ایک آواز -ہر ایک بستر، جیسا کہ چمچا اب جانتا تھا، اس کی اپنی اسکرینوں کی انگوٹھی سے محفوظ تھا -زور سے پکارا: "اوہ، اگر کبھی کسی جسم کو تکلیف ہوئی!" اور مین ٹائیگر، یا مینٹیکور، جیسا کہ وہ خود کو کہتا ہے، غصے سے گرجتا رہا۔ "وہ موئنر لیزا،" اس نے چیخ کر کہا۔ "اُنہوں نے اُس کے ساتھ جو کچھ کیا وہ اُسے اندھا کر دیا تھا۔"

"کس نے کیا کیا؟" چمچہ الجھا ہوا تھا۔
"بات یہ ہے،" مینٹیکور نے جاری رکھا، "کیا آپ اسے برداشت کرنے جا رہے ہیں؟"
صلاح الدین ابھی تک پریشان تھا۔ دوسرا یہ تجویز کر رہا تھا کہ یہ تغیرات کس کی ذمہ داری ہیں؟ وہ کیسے ہو سکتے ہیں؟ -"میں نہیں دیکھ رہا ہوں،" اس نے مہم جوئی کی، "کس پر الزام لگایا جا سکتا ہے..."

مینٹیکور نے واضح مایوسی میں اپنے دانتوں کی تین قطاریں پیوست کر دیں۔ اس نے کہا، "اس راستے پر ایک عورت ہے، جو اب زیادہ تر پانی والی بھینسیں ہیں۔ نائیجیریا کے تاجر ہیں جنہوں نے مضبوط دم اگائے ہیں۔ سینیگال سے تعطیلات منانے والوں کا ایک گروپ ہے جو جہاز بدلنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہے تھے۔ پھسلنے والے سانپوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ میں خود چیتھڑوں کے کاروبار میں ہوں؛ اب کچھ سالوں سے میں ایک بہت زیادہ معاوضہ والا مرد ماڈل ہوں، جو بمبئی میں مقیم ہے، بہت سے سوٹ اور قمیضیں بھی پہنتا ہوں۔ لیکن اب مجھے کون کام کرے گا؟" وہ اچانک اور غیر متوقع آنسوؤں میں پھٹ گیا۔ ”وہاں، وہاں،“ صلاح الدین چمچہ نے خود بخود کہا۔ "سب ٹھیک ہو جائے گا، مجھے یقین ہے، حوصلہ رکھو۔"

مخلوق نے خود کو تشکیل دیا۔ "بات یہ ہے کہ،" اس نے سختی سے کہا، "ہم میں سے کچھ اس کے لیے کھڑے نہیں ہوں گے۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے اس سے پہلے کہ وہ ہمیں کسی بھی بدتر میں بدل دیں۔ میں نے شروع کر دیا ہے، مثال کے طور پر، ہوا کو مسلسل توڑنا... میں آپ سے معافی چاہتا ہوں، آپ دیکھیں کہ میرا کیا مطلب ہے؟ "وہ آپ کی سانس لینے میں مدد کریں گے۔ میں نے ایک گارڈ کو سپلائی لانے کے لیے رشوت دی ہے۔"

"لیکن وہ یہ کیسے کریں گے؟" چمچا جاننا چاہتا تھا۔
"وہ ہمیں بیان کرتے ہیں،" دوسرے نے سنجیدگی سے سرگوشی کی۔ "بس بس۔ ان کے پاس تفصیل کی طاقت ہے، اور ہم ان کی بنائی ہوئی تصویروں کے سامنے جھک جاتے ہیں۔"
"اس پر یقین کرنا مشکل ہے،" چمچا نے دلیل دی۔ "میں یہاں کئی سالوں سے رہ رہا ہوں اور ایسا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا..."
اس کے الفاظ سوکھ گئے کیونکہ اس نے مینٹی کور کو تنگ، بے اعتمادی بھری نظروں سے اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا۔ "کئی سال؟" یہ

Machine Translated by Google

پوچھا. "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ --ہو سکتا ہے تم ایک مخبر ہو؟ --ہاں، یہی ہے، ایک جاسوس؟"

تبھی وارڈ کے دور کونے سے چیخ کی آواز آئی۔ "چلے جاؤ۔" عورت کی آواز آئی۔ "او جیسس میں جانا چاہتا ہوں۔ یسوع مریم مجھے جانا ہے، ہمیں جانا ہے، اے خدا، اے عیسیٰ خدا۔" ایک انتہائی بدمزاج بھیڑیے نے اپنا سر صلاح الدین کے پردے میں ڈالا اور فوری طور پر مینٹی کور سے بات کی۔ "گارڈز جلد ہی یہاں ہوں گے۔" اس نے بڑبڑا کر کہا۔ "یہ پھر وہ ہے، گلاس برتھا۔"

"شیشہ...؟" صلاح الدین نے شروع کیا۔ "اس کی جلد شیشے میں بدل گئی،" مینٹیکور نے بے صبری سے وضاحت کی، یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ چمچا کے بدترین خواب کو زندگی میں لا رہا ہے۔ "اور کمینوں نے اسے اس کے لیے توڑ ڈالا۔ اب وہ ٹوائلٹ تک نہیں چل سکتی۔"

ہری بھری رات میں ایک نئی آواز سنائی دی۔ "خُدا کے واسطے عورت، جاو بیڈ پین میں۔"

بھیڑیا مینٹیکور کو دور کھینچ رہا تھا۔ "وہ ہمارے ساتھ ہے یا نہیں؟" یہ جاننا چاہتا تھا. مینٹیکور نے کندھے اچکائے۔ "وہ اپنا ذہن نہیں بنا سکتا،" اس نے جواب دیا۔
"اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا، یہی اس کی مصیبت ہے۔"
وہ محافظوں کے بھاری بوٹوں کی آواز سن کر بھاگ گئے۔

اوو

اگلے دن کسی ڈاکٹر یا پاملا کا کوئی نشان نہیں تھا، اور چمچا اپنی بے چینی کے عالم میں جاگا اور سو گیا گویا اب ان دو حالتوں کو متضاد تصور کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ایسی حالتیں ہیں جو ایک دوسرے کے اندر اور باہر نکلتی ہیں۔ حواس کی ایک نہ ختم ہونے والی ڈیلیریم پیدا کرنے کے لیے... اس نے خود کو ملکہ کا خواب دیکھا، بادشاہ سے پیار کرنے کا۔

وہ برطانیہ کا جسم تھا، ریاست کا اوتار، اور اس نے اسے منتخب کیا تھا، اس کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ وہ اس کی محبوبہ تھی، اس کی خوشی کا چاند۔
بائیسنتھ مقررہ وقت پر اس پر سوار ہونے اور اسے مارنے کے لیے آیا، اور اس نے بغیر کسی ہنگامے کے عرض کیا۔ لیکن جب وہ ختم ہوئی تو اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی: "آپ باقی کے ساتھ اندر ہیں؟" اور وہ سمجھ گیا کہ وہ بھی بڑی سازش میں شامل تھی۔ "اگر آپ ہیں،" اس نے خود کو یہ کہتے ہوئے سنا، "تو آپ مجھے اس میں شمار کر سکتے ہیں۔" اس نے سر ہلایا، خوش نظر آرہا تھا۔ چمچا نے اسے گرم جوشی سے بھرا ہوا محسوس کیا، اور وہ فزیو تھراپسٹ کے ایک انتہائی نفیس، طاقتور، چھوٹی مٹھیوں کے باوجود پکڑنے کے بارے میں سوچنے لگا۔ لیکن اسی وقت اندھے کی طرف سے ایک آواز آئی: "میری لاٹھی، میں نے اپنی لاٹھی کھو دی ہے۔"

"بیچارہ بوڑھا،" بائیسنتھ نے کہا، اور چمچا سے اُچھلتے ہوئے وہ بے نظر ساتھی کے پاس چلی گئی، گری ہوئی چھڑی کو اٹھایا، اسے اس کے مالک کے حوالے کیا، اور واپس صلاح الدین کے پاس آئی۔ "اب" وہ بولی۔ "میں آج شام ملوں گا، ٹھیک ہے، کوئی مسئلہ نہیں؟"

وہ چاہتا تھا کہ وہ ٹھہرے لیکن اس نے تیزی سے کام کیا۔ "میں ایک مصروف عورت ہوں مسٹر۔
چمچہ۔ کرنے کی چیزیں، لوگوں کو دیکھنا۔"
جب وہ چلا گیا تو وہ لیٹ گیا اور کافی دیر بعد پہلی بار مسکرایا۔
اس کے ذہن میں یہ نہیں آیا کہ اس کا میٹامورفوسس جاری رہنا چاہیے، کیونکہ وہ دراصل ایک سیاہ فام عورت کے بارے میں رومانوی تصورات کا دل بہلا رہا تھا۔ اور

Machine Translated by Google

اس سے پہلے کہ اس کے پاس اس طرح کے پیچیدہ خیالات سوچنے کا وقت ہوتا، ساتھ والے اندھے نے ایک بار پھر بولنا شروع کیا۔

"میں نے آپ کو دیکھا ہے،" چمچا نے اسے کہتے سنا، "میں نے آپ کو دیکھا ہے، اور آپ کی مہربانی اور سمجھ کی تعریف کرنے کے لیے آیا ہوں۔" صلاح الدین نے محسوس کیا کہ وہ خالی جگہ کی بدولت ایک رسمی تقریر کر رہا تھا جہاں اسے واضح طور پر یقین تھا کہ فزیو تھراپسٹ ابھی تک کھڑا ہے۔ "میں وہ آدمی نہیں ہوں جو احسان کو بھول جاؤں، شاید ایک دن، میں اس کا بدلہ چکا سکوں، لیکن اس لمحے کے لیے، جان لو کہ یہ یاد ہے، اور شوق سے بھی..." چمچہ کو پکارنے کی ہمت نہیں تھی، وہ نہیں ہے بوڑھی، وہ کچھ دیر پہلے چلی گئی تھی۔ وہ ناخوشی سے سنتا رہا یہاں تک کہ نابینا آدمی نے پتلی ہوا سے ایک سوال پوچھا: "مجھے امید ہے، شاید، آپ بھی مجھے یاد کریں گے؟ تھوڑا؟

کسی موقع پر؟" پھر ایک خاموشی چھائی؛ ایک خشک قہقہہ؛ ایک آدمی کے بیٹھنے کی آواز، بھاری بھرکم، اچانک۔ اور آخر میں، ایک ناقابل برداشت توقف کے بعد، بولا: "اوہ،" سریلی بولی، "اوہ، اگر کبھی جسم کو تکلیف ہوئی۔ . . !"

ہم بلندیوں کے لیے کوشش کرتے ہیں لیکن ہماری فطرت ہمیں دھوکہ دیتی ہے، چمچا نے سوچا۔ تاج کی تلاش میں مسخرے۔ تلخی اس پر غالب آگئی۔ _ایک بار میں ہلکا، خوش، گرم تھا۔ اب کالا پانی میری رگوں میں ہے

اب بھی پامیلا نہیں ہے۔ _کیا بات ہے_ اس رات، اس نے مینٹی کور اور بھیڑیے کو بتایا کہ وہ ان کے ساتھ ہے، تمام راستے۔

اوو

عظیم فرار کچھ راتوں کے بعد ہوا، جب صلاح الدین کے پھیپھڑے مس ہائیسنتھ فلپس کی وزارتوں سے کیچڑ سے خالی ہو چکے تھے۔

یہ کافی بڑے پیمانے پر ایک منظم معاملہ نکلا، جس میں نہ صرف سینیٹوریم کے قیدی شامل تھے بلکہ ڈیٹینس بھی شامل تھے، جیسا کہ مانٹیکور نے انہیں کہا، قریبی حراستی مرکز میں تاروں کی باڑ کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ فرار کے عظیم حکمت عملیوں میں سے ایک نہ ہونے کے ناطے، چمچا اپنے بستر کے پاس اس وقت تک انتظار کرتا رہا جب تک کہ ہائیسنتھ نے اسے بات نہ کی، اور پھر وہ ڈراؤنے خوابوں کے اس وارڈ سے نکل کر ایک سرد، چاندنی آسمان کی روشنی کی طرف بھاگے، جو کئی بندوں سے گزر چکے تھے۔ مرد: ان کے سابق محافظ۔ چمکتی ہوئی رات میں بہت سی سایہ دار شخصیتیں دوڑ رہی تھیں، اور چمچا نے ایسی مخلوقات کو دیکھا جن کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، مرد اور عورتیں جو جزوی طور پر پودے بھی تھے، یا دیو ہیکل کیڑے مکوڑے، یا یہاں تک کہ موقع پر، جزوی طور پر اینٹ یا پتھر سے بنے ہوئے تھے۔ ناک کے بجائے گینڈے کے سینگ والے مرد تھے اور خواتین کی گردنیں زرافے کی طرح لمبی تھیں۔ عفریت تیزی سے، خاموشی سے، حراستی مرکز کے احاطے کی طرف بھاگے، جہاں مینٹیکور اور دیگر تیز دانتوں والے اتپریورتی ان بڑے سوراخوں کے ذریعے انتظار کر رہے تھے جنہیں انہوں نے باڑ کے تانے بانے میں کاٹا تھا، اور پھر وہ آزاد ہو گئے، اپنے الگ الگ راستے جا رہے ہیں، امید کے بغیر، بلکہ شرم کے بغیر۔

صلاح الدین چمچا اور ہائیسنتھ فلپس ساتھ ساتھ دوڑے، اس کی بکریوں کے کھروں کا کلپ سخت فرشوں پر ٹکرا رہا تھا: _east_اس نے اسے بتایا، جیسے ہی اس نے اپنے قدموں کی آواز اپنے کانوں میں ٹنیٹس کی جگہ لے لی، وہ مشرقی مشرق کی طرف دوڑتے ہوئے، نیچی سڑکوں کو لے گئے۔ لندن شہر۔

Machine Translated by Google

جمپی جوشی پامیلا چمچا کی عاشق بن گئی تھی جسے بعد میں اس نے "سیر موقع" کہا جس رات اسے _بوستان_دھماکے میں اپنے شوہر کی موت کا علم ہوا، تاکہ درمیان میں قبر کے پرے سے اس کے کالج کے پرانے دوست صلاح الدین کی آواز سنائی دی۔ رات، پانچ نامیاتی الفاظ بولتے ہوئے _معذرت، معاف کیجئے گا، غلط نمبر_، --بولنا، اس کے علاوہ، جمپی اور پامیلا کے بنانے کے دو گھنٹے سے بھی کم وقت کے بعد، وہسکی کی دو بوتلوں کی مدد سے، دو- پشت پناہی والا جانور، - -اسے ایک تنگ جگہ میں ڈال دو. "وہ کون تھا؟ "_پامیلا، جو اب بھی زیادہ تر سو رہی تھی، آنکھوں پر سیاہ نقاب ڈالے ہوئے، پوچھنے کے لیے آگے بڑھی، اور اس نے جواب دینے کا فیصلہ کیا، "بس ایک سانس، اس کی فکر مت کرو،" جو کہ سب ٹھیک تھا۔ سوائے اس کے کہ اسے ساری پریشانیاں خود کرنا پڑیں، بستر پر بیٹھ کر، ننگے ہو کر، اور چوسنے کی، آرام کے لیے، جیسا کہ اس کی ساری زندگی، دائیں ہاتھ کا انگوٹھا تھا۔

وہ ایک چھوٹا سا شخص تھا جس کے کندھے تار کوتھنجر تھے اور اعصابی تحریک کی بہت زیادہ صلاحیت تھی، جس کا ثبوت اس کا پیلا، دھنسا ہوا چہرہ تھا۔ اس کے پتلے بال -اب بھی مکمل طور پر کالے اور گھوبگھرالی -جو اس کے جنونی ہاتھوں سے اس قدر بکھرے ہوئے تھے کہ اب اس نے برش یا کنگھی کا ذرہ برابر بھی نوٹس نہیں لیا تھا، بلکہ ہر طرح سے پھنس گئے تھے اور اس کے مالک کو ہمیشہ رہنے کی ہوا دی تھی۔ ابھی اٹھا، دیر سے، اور جلدی میں؛ اور اس کا بہت ہی اونچا، شرمیلا اور خود فرسودہ، بلکہ ہچکولے اور حد سے زیادہ-

پرجوش، ہنسنا؛ ان سب نے اس کے نام جمشید کو اس جمپی میں تبدیل کرنے میں مدد کی تھی جسے اب ہر کوئی، یہاں تک کہ پہلی بار جاننے والے بھی، خود بخود استعمال ہونے لگے ہیں۔ سب، یعنی پامیلا چمچا کے علاوہ۔ صلاح الدین کی بیوی، اس نے بخار سے چوستے ہوئے سوچا۔ --یا بیوہ؟ یا اللہ میری مدد کرو، بیوی، آخر کار۔ اس نے خود کو چمچا سے ناراض پایا۔ پانی بھری قبر سے واپسی: اس دن اور عمر میں اتنا آپریٹک واقعہ، تقریباً بے حیائی لگ رہا تھا، بد عقیدگی کا عمل۔

خبر سنتے ہی وہ پامیلا کی جگہ پر پہنچ گیا تھا، اور اسے خشک آنکھوں اور کمپوزڈ پایا۔ وہ اسے اپنے بے ترتیبی سے محبت کرنے والوں کے مطالعے میں لے گئی جس کی دیواروں پر گلاب کے باغات کے پانی کے رنگوں کے درمیان لٹکا ہوا تھا -مٹھی میں _Partido Socialista_کے پوسٹر، دوستوں کی تصاویر اور افریقی ماسک کا ایک جھرمٹ، اور جب اس نے ایش ٹرے اور فرش کے درمیان اپنا راستہ اٹھایا۔ _Voice_اخبار اور حقوق نسواں کے سائنسی ناولوں کے بارے میں اس نے صاف الفاظ میں کہا، "حیرت کی بات یہ ہے کہ جب انہوں نے مجھے بتایا تو میں نے سوچا، ٹھیک ہے، کندھے اچکا کر، اس کی موت دراصل میری زندگی میں ایک چھوٹا سا سوراخ کر دے گی۔" جمپی، جو آنسوؤں کے قریب تھا، اور یادوں سے پھٹ رہا تھا، اپنی پٹریوں پر رک گیا اور اپنے بازو پھڑپھڑاتے ہوئے، اپنے بڑے بے شکل سیاہ کوٹ میں، اور اپنے پھیکے، دہشت زدہ چہرے کے ساتھ، جیسے کوئی ویمپائر غیر متوقع طور پر پکڑا گیا ہو اور دن کی خوفناک روشنی. پھر اس نے وہسکی کی خالی بوتلیں دیکھیں۔ پامیلا نے پینا شروع کر دیا تھا، اس نے کہا، کچھ گھنٹے پہلے، اور اس کے بعد سے وہ ایک طویل فاصلے کے دوڑنے والے کی لگن کے ساتھ مسلسل، تال کے ساتھ اس پر جا رہی تھی۔ وہ اس کے پاس اس کے نچلے، اسکواش والے صوفے پر بیٹھ گیا، اور پیس میکر کے طور پر کام کرنے کی پیشکش کی۔ "تم جو چاہو" اس نے کہا، اور اسے بوتل دے دی۔

Machine Translated by Google

اب، بوتل کے بجائے انگوٹھے کے ساتھ بستر پر بیٹھا، اس کا راز اور اس کا ہینگ اوور اس کے سر کے اندر یکساں طور پر دردناک طور پر ٹکرا رہا تھا (وہ کبھی شراب نہیں پیتا تھا یا خفیہ آدمی نہیں تھا)، جمپی کو ایک بار پھر آنسو آتے ہوئے محسوس ہوا، اور اس نے فیصلہ کیا۔ اٹھو اور خود چلو۔ وہ جہاں گیا وہ اوپر تھا، جہاں صلاح الدین نے اپنا "ڈین" کہنے پر اصرار کیا تھا، ایک بڑی چوٹی -اسکائی لائٹس اور کھڑکیوں والی جگہ جو آرام دہ درختوں، بلوط، لالچ، یہاں تک کہ آخری باغات سے بنے اجتماعی باغات کے پھیلاؤ کو دیکھ رہی تھی۔ ایلمز، طاعون کے سالوں سے بچ جانے والا۔ _پہلے ایلمز، اب ہم_، Jumpyعکاسی کرتا ہے۔

شاید درخت ایک انتباہ تھے اس نے خود کو ہلا کر اس طرح کی چھوٹی گھنٹہ کی بیماری کو دور کیا، اور اپنے دوست کی مہوگنی ڈیسک کے کنارے پر بیٹھ گیا۔
ایک بار کالج کی ایک پارٹی میں وہ بیٹھا تھا، اسی طرح، ایک میز پر شراب اور بیئر کے ساتھ پھیکی ہوئی کالی لیس منی ڈریس، جامنی رنگ کے پنکھوں کی بوا اور چاندی کے بیلمٹ جیسی پلکیں، ہیلو کہنے کی ہمت نہیں اٹھا پا رہی تھی۔ آخر کار وہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کچھ مضحکہ خیز یا کوئی اور ہکلایا۔ اس نے اسے بالکل حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے کالے ہونٹوں کو حرکت دیے بغیر بولی، _بات چیت ختم ہوگئی، یار_ وہ کافی پریشان تھا، اتنا پریشان تھا کہ اس نے دھڑکتے ہوئے کہا، _مجھے بتاؤ، اس شہر کی تمام لڑکیاں اتنی بدتمیز کیوں ہیں؟ ،_اور اس نے بغیر سوچے سمجھے جواب دیا، _کیونکہ اکثر لڑکے آپ جیسے ہوتے ہیں۔ چند لمحوں بعد چمچہ آیا، پیچولی کو جھنجھوڑتا ہوا، سفید کرتہ پہنے، مشرق کے اسرار کا ہر ایک کا کارٹون، اور لڑکی پانچ منٹ بعد اس کے ساتھ چلی گئی۔ کمینے، جمپی جوشی نے سوچا جیسے ہی پرانی تلخی واپس آگئی، اسے کوئی شرم نہیں تھی، وہ ہر وہ چیز بننے کے لیے تیار تھا جو وہ خریدنا چاہتے تھے، وہ پڑھو اپنی ہتھیلی کی بیڈ اسپریڈ-جیکٹ ہرے کرشنا دھرم بم، تم نے مجھے مردہ نہ پکڑا ہوتا۔ . اس نے اسے، وہ لفظ وہیں روک دیا۔ مردہ اس کا سامنا کرو جمشید، لڑکیاں تمہارے لیے کبھی نہیں گئیں، یہ سچ ہے، اور باقی حسد ہے۔ ٹھیک ہے، شاید ایسا ہی، اس نے آدھا تسلیم کر لیا، اور پھر دوبارہ۔ ہو سکتا ہے مر جائے، اس نے مزید کہا، اور پھر، شاید نہیں۔

چمچہ کے کمرے نے بے خواب گھسنے والے کو گھیرے میں لے لیا جیسا کہ تصور کیا گیا تھا، اور اس لیے افسوسناک: ساتھیوں کی دستخط شدہ تصویروں، ہینڈ بلوں، فریم شدہ پروگراموں، پروڈکشن اسٹیلز، حوالہ جات، ایوارڈز، فلموں کی جلدوں سے بھرے ایک اداکار کے کمرے کا کیریکچر -اسٹار کی یادداشتیں، ایک کمرہ خریدا گیا کھونٹی، صحن کی طرف، زندگی کی نقل، ایک ماسک کا ماسک۔ ہر سطح پر نئی چیزیں: پیانو کی شکل میں ایش ٹرے، کتابوں کے شیلف کے پیچھے سے جھانکتے ہوئے چائنا پیئرٹس۔ اور ہر جگہ، دیواروں پر، فلمی پوسٹروں میں، کانسی کے ایروز کے چراغ کی چمک میں، دل کی شکل کے آئینے میں، خون کے سرخ قالین سے ٹپکتا ہوا، چھت سے ٹپکتا ہوا، صلاح الدین کی محبت کی ضرورت۔ تھیٹر میں سب کو بوسہ ملتا ہے اور سب پیارے ہوتے ہیں۔

اداکار کی زندگی روزانہ کی بنیاد پر محبت کا سمولکرم پیش کرتی ہے۔ ایک ماسک کو مطمئن کیا جا سکتا ہے، یا کم از کم تسلی دی جا سکتی ہے، اس کی بازگشت سے جو وہ چاہتا ہے۔ اس کے اندر مایوسی تھی، جمپی نے پہچان لیا، وہ کچھ بھی کرے گا، کوئی بھی بے وقوف لباس پہنے گا، کسی بھی شکل میں بدل جائے گا، اگر اس سے اسے پیار بھرا لفظ مل جائے۔ صلاح الدین، جو کسی بھی طرح سے خواتین کے ساتھ ناکام نہیں تھا، دیکھیں

Machine Translated by Google

اوپر غریب ٹھوکر کھاتا ہے۔ پامیلا بھی، اپنی تمام تر خوبصورتی اور چمک کے ساتھ، کافی نہیں تھی۔

یہ واضح تھا کہ وہ اس کے لیے کافی دور ہو رہا تھا۔
وہسکی کی دوسری بوتل کے نچلے حصے میں کہیں اس نے اپنا سر اس کے کندھے پر ٹیکتے ہوئے کہا، "آپ کسی ایسے شخص کے ساتھ رہنے میں راحت کا تصور نہیں کر سکتے جس کے ساتھ جب بھی میں کوئی رائے ظاہر کرتا ہوں تو مجھے جھگڑا نہیں کرنا پڑتا۔ کوئی خدا کے فرشتوں کی طرف۔" اس نے انتظار کیا؛ ایک وقفے کے بعد، وہاں زیادہ تھا. "وہ اور اس کا شاہی خاندان، آپ یقین نہیں کریں گے۔

کرکٹ، پارلیمنٹ کے ایوان، ملکہ۔ یہ جگہ اس کے لیے تصویری پوسٹ کارڈ بننے سے کبھی نہیں رکی۔ آپ اسے یہ نہیں دیکھ سکے کہ واقعی کیا ہے۔" اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اتفاق سے اپنا ہاتھ اس پر آرام کرنے دیا۔

"وہ ایک حقیقی صلاح الدین تھا،" جمپی نے کہا۔ "فتح کرنے کے لیے ایک مقدس سرزمین والا آدمی، اس کا انگلستان، جس پر وہ یقین رکھتا تھا۔ تم بھی اس کا حصہ تھے۔" وہ اس کے پاس سے ہٹ گئی اور میگزینوں کے اوپر پھیلی، کچرے کے کاغذ کے ٹکرے ہوئے گیندوں، گندگی۔ "اس کا حصہ؟ میں خونی برٹانیہ تھا۔ گرم بیئر، کیما پائی، کامن سینس اور میں۔ لیکن میں بھی واقعی حقیقی ہوں، جے جے؛ میں واقعی میں ہوں۔" وہ اس کے پاس پہنچی، اسے کھینچ کر اس طرف لے گئی جہاں اس کا منہ منتظر تھا۔ "دیکھو میرا کیا مطلب ہے؟" ہاں وہ

دیکھا.

"آپ کو اسے فاک لینڈز کی جنگ میں سنا جانا چاہیے تھا،" اس نے بعد میں خود کو الگ کرتے ہوئے اور اپنے بالوں میں ہلچل مچاتے ہوئے کہا۔ ،Pamela"'فرض کریں کہ آپ نے آدھی رات کو نیچے سے ایک شور سنا اور تفتیش کرنے گئے اور کمرے میں شاٹ گن کے ساتھ ایک بہت بڑا آدمی پایا، اور اس نے کہا، اوپر واپس جاؤ، تم کیا کرو گی؟' میں اوپر جاؤں گا، میں نے کہا، 'ٹھیک ہے، ایسا ہی ہے۔

گھر میں گھسنے والے۔ یہ نہیں چلے گا۔' جمپی نے دیکھا کہ اس کی مٹھیاں بھینچی ہوئی تھیں اور اس کی ہڈیاں سفید تھیں۔
"میں نے کہا، اگر آپ کو یہ پھٹے ہوئے آرام دہ استعارے استعمال کرنے چاہئیں، تو ان کو درست کریں۔ یہ کیا ہے _جیسے_ اگر دو لوگ دعویٰ کریں کہ ان کے پاس ایک مکان ہے، اور ان میں سے ایک اس جگہ کو بیٹھا ہوا ہے، اور _پھر_ دوسرا شاٹ گن لے کر آتا ہے۔ یہ وہی ہے جو _like_ہے۔" "یہ وہی ہے جو واقعی حقیقی ہے،" جمپی نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔ "_ٹھیک_" اس نے اس کا گھٹنا تھپتھپایا۔

"یہ واقعی ٹھیک ہے، مسٹر ریئل جیم... یہ واقعی ایسا ہی ہے۔ اصل میں۔
ایک اور مشروب۔"

وہ ٹیپ ڈیک پر جھک گئی اور ایک بٹن دبایا۔ جیسس، جمپی نے سوچا، _بونی ایم؟ _مجھے ایک وقفہ دیں۔ اس کے تمام سخت، نسل --پیشہ ورانہ رویوں کے لیے، خاتون کے پاس موسیقی کے بارے میں ابھی بھی بہت کچھ سیکھنا تھا۔ یہ آ گیا، بوم چیکا بوم۔ پھر، بغیر کسی انتباہ کے، وہ رو رہا تھا، نقلی جذبات سے، درد کی ڈسکو بیٹ کی تقلید کے ذریعے حقیقی آنسوؤں میں بھڑک رہا تھا۔ یہ ایک سو سینتیسواں زبور تھا، "سپر فلومینا"۔ کنگ ڈیوڈ صدیوں سے پکار رہا ہے۔ اجنبی ملک میں ہم رب کا گیت کیسے گائیں گے؟

"مجھے اسکول میں زبور سیکھنا تھا،" پامیلا چمچا نے فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا، اس کا سر صوفے پر ٹیک لگائے ہوئے تھا، اس کی آنکھیں مضبوطی سے بند تھیں۔ بابل کے دریا کے کنارے جہاں ہم بیٹھے تھے، اوہ ہم روئے تھے۔ . . اس نے ٹیپ بند کی، دوبارہ جھک گئی، تلاوت کرنے لگی۔ "اے یروشلم، اگر میں تمہیں بھول جاؤں تو جانے دو

Machine Translated by Google

میرا داہنا ہاتھ اپنی چالاکیوں کو بھول جاتا ہے۔ اگر میں تجھے یاد نہ کروں تو میری زبان میرے منہ کی چھت سے چپک جائے۔
ہاں، اگر میں اپنی خوشی میں یروشلم کو ترجیح نہ دوں۔"
بعد میں، بستر پر سوتے ہوئے، اس نے اپنے کانونٹ اسکول، میٹنز اور ایون سونگ، زبور کے نعرے کا خواب دیکھا، جب جمپی جلدی سے اندر آئی اور اسے جھنجھوڑ کر جگایا، "یہ اچھا نہیں ہے، مجھے آپ کو بتانا پڑے گا۔ وہ نہیں ہے۔ مرا نہیں، صلاح الدین: وہ خونی طور پر زندہ ہے۔

اوو

وہ فوراً بیدار ہوئی، اپنے ہاتھ اپنے گھنے، گھوبگھرالی، مہندی والے بالوں میں ڈالے، جن میں سفید رنگ کی پہلی پٹی ابھی نمایاں ہونے لگی تھی۔ وہ بستر پر گھٹنے ٹیکتی ہوئی، ننگی، اپنے بالوں میں ہاتھ رکھے، ہلنے سے قاصر رہی، جب تک کہ جمپی بولنا ختم نہیں کر لیتا، اور پھر، بغیر کسی انتباہ کے، اس کے سینے، بازوؤں اور کندھوں پر گھونسے مارنا شروع کر دیا۔ اس کا چہرہ، جتنی سختی سے وہ مار سکتی تھی۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا، اس کے فریلی ڈریسنگ گاؤن میں مضحکہ خیز لگ رہا تھا، جب وہ اسے مارتی تھی۔ اس نے اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑنے، ضربیں وصول کرنے، جمع کرنے کی اجازت دی۔ جب وہ گھونسوں سے باہر بھاگی تو اس کا جسم پسینے سے ڈھکا ہوا تھا اور اس نے سوچا کہ شاید اس نے اس کا ایک بازو توڑ دیا ہے۔ وہ ہانپتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ گئی اور وہ خاموش ہوگئے۔

اس کا کتا بیڈ روم میں داخل ہوا، پریشان نظر آیا، اور اسے اپنا پنجا پیش کرنے، اور اس کی بائیں ٹانگ کو چاٹنے کے لیے آگے بڑھا۔
Jumpyنے احتیاط سے ہلایا۔ "میں نے سوچا کہ وہ چوری ہو گیا ہے،" اس نے آخر کار کہا۔ پامیلا نے _ہاں، لیکن_ کے لیے سر ہلایا۔
"چوروں سے رابطہ ہوا، میں نے تاوان ادا کیا، وہ اب گلین کے نام کا جواب دیتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے، میں کبھی بھی شیر خان کا صحیح تلفظ نہیں کر سکتا تھا۔"

تھوڑی دیر کے بعد جمپی کو معلوم ہوا کہ وہ بات کرنا چاہتا ہے۔ "تم نے ابھی کیا کیا،" اس نے شروع کیا۔

"اوہ خدایا."
"نہیں۔ یہ ایک ایسی چیز کی طرح ہے جو میں نے ایک بار کیا تھا۔ شاید میں نے اب تک کی سب سے زیادہ سمجھدار چیز کی۔"
1967کے موسم گرما میں، اس نے جنگ مخالف مظاہرے کے ساتھ ساتھ "غیر سیاسی" بیس سالہ صلاح الدین کو دھمکا دیا تھا۔
"آپ کی زندگی میں ایک بار، مسٹر اسنوٹ؛ میں آپ کو اپنے لیول پر لے جاؤں گا۔" ہیرالڈ ولسن شہر آ رہے تھے، اور لیبر گورنمنٹ کی طرف سے ویتنام میں امریکی شمولیت کی حمایت کی وجہ سے، ایک بڑے احتجاج کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ چمچا ساتھ چلا گیا، "تجسس سے،" اس نے کہا۔ "میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مبینہ طور پر ذہین لوگ کس طرح خود کو ایک ہجوم میں تبدیل کرتے ہیں۔"

اس دن سمندر کی بارش ہوئی۔ مارکیٹ سکوائر میں مظاہرین بھیگ گئے۔ جمپی اور چمچا، ہجوم میں بہہ گئے، اپنے آپ کو شہر کے اولوں کی سیڑھیوں پر دھکیلتے ہوئے پایا۔ _عظیم نظارہ_، چمچا نے سخت ستم ظریفی سے کہا۔ ان کے آگے دو طالب علم روسی قاتلوں کے بھیس میں سیاہ فیڈورا، گریٹ کوٹ اور گہرے شیشوں میں کھڑے تھے، جو سیاہی میں ڈوبے ہوئے ٹماٹروں سے بھرے جوتوں کے ڈبے اٹھائے ہوئے تھے اور بڑے بڑے خطوط، بموں کے لیبل لگے ہوئے تھے۔ وزیر اعظم کی آمد سے کچھ دیر پہلے ان میں سے ایک نے ایک پولیس والے کے کندھے پر تھپکی دی اور کہا: "معاف کیجئے گا، جب مسٹر ولسن، خود

پرائم مینسٹر اسٹائل والا، لمبی کار میں آتا ہے، برائے مہربانی ونڈو کو ختم کرنے کی درخواست کرتا ہے تاکہ میرا دوست اپنے ساتھ بم پھینک سکے۔" پولیس اہلکار

Machine Translated by Google

جواب دیا، "ہو، ہو، جناب، بہت اچھا، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا، آپ اس پر انڈے پھینک سکتے ہیں، جناب، "کیونکہ میرے ساتھ یہ سب ٹھیک ہے۔ اور آپ اس پر ٹماٹر پھینک سکتے ہیں، جناب، جیسا کہ آپ کے پاس اس ڈبے میں موجود ہے، سیاہ پینٹ کیا ہوا ہے، بموں کا لیبل لگا ہوا ہے، "کیونکہ یہ میرے ساتھ ٹھیک ہے۔ تم اس کی بندوق لے کر آؤ۔" اے معصومیت کے دن جب دنیا جوان تھی۔ . گاڑی پہنچی تو بھیڑ بڑھ گئی اور چمچا اور جمپی الگ ہو گئے۔ پھر جمپی نمودار ہوا، ہیرالڈ ولسن کی لیموزین کے بونٹ پر چڑھ گیا، اور بونٹ پر اوپر نیچے کودنا شروع کر دیا، بڑے بڑے ڈینٹ بنا کر، کسی جنگلی آدمی کی طرح ہجوم کے نعرے کی تال پر چھلانگ لگا رہا تھا: ـہم لڑیں گے، ہم جیتیں گے، زندہ باد ہو چی منہ۔ .

"صلاح الدین نے مجھے اترنے کے لیے چیخنا شروع کر دیا، جزوی طور پر اس لیے کہ ہجوم اسپیشل برانچ کی اقسام سے بھرا ہوا تھا جو لیمو پر اکٹھا ہو رہا تھا، لیکن بنیادی طور پر اس لیے کہ وہ بہت شرمندہ تھا۔" لیکن وہ چھلانگ لگاتا رہا، اوپر اور نیچے سختی سے، ہڈی تک بھیگتا ہوا، لمبے بال اڑتے ہوئے: جمپی دی جمپر، ان قدیم سالوں کے افسانوں میں چھلانگ لگاتا رہا۔ اور ولسن اور مارسیا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ـہو! ہو! ہو چی منہ! ـآخری ممکنہ لمحے پر جمپی نے ایک گہرا سانس لیا، اور سر پہلے گیلے اور دوستانہ چہروں کے سمندر میں ڈوب گیا۔ اور غائب ہو گیا. انہوں نے اسے کبھی نہیں پکڑا: .fuzz pigs filth"صلاح الدین مجھ سے ایک ہفتے سے زیادہ بات نہیں کرے گا،" جمپی نے یاد کیا۔ "اور جب اس نے ایسا کیا تو اس نے صرف اتنا کہا، 'مجھے امید ہے کہ آپ کو احساس ہوگا کہ وہ پولیس والے آپ کو گولی مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔'

وہ ابھی تک بیڈ کے کنارے پر ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ جمپی نے پامیلا کو بازو پر چھوا۔ "میرا مطلب ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کیسا محسوس ہوتا ہے۔ وہم، بارن۔ یہ ناقابل یقین محسوس ہوا۔ یہ ضروری محسوس ہوا۔"

"اوہ، میرے خدا،" وہ اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔ "اوہ، میرے خدا، مجھے افسوس ہے، لیکن ہاں، یہ ہوا."

اوو

تباہی کی وجہ سے کالوں کے حجم کی وجہ سے صبح ائیر لائن تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگا، اور پھر مزید پچیس منٹ کے اصرار --لیکن اس نے ٹیلی فون کیا، یہ اس کی آواز تھی_ --جب کہ فون کے دوسرے سرے پر ایک خاتون کی آواز، جو بحران میں انسانوں سے نمٹنے کے لیے پیشہ ورانہ طور پر تربیت یافتہ تھی، سمجھتی تھی کہ وہ اس خوفناک لمحے میں اس کے ساتھ کیسا محسوس کرتی ہے اور اس کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے اور بہت صبر کرتی رہی، لیکن واضح طور پر اس کے کہے گئے ایک لفظ پر بھی یقین نہیں کیا۔ ـمجھے افسوس ہے میڈم، میرا مطلب سفاک ہونا نہیں ہے، لیکن طیارہ تیس ہزار فٹ کی بلندی پر ہوا میں ٹوٹ گیا۔ کال کے اختتام تک پامیلا چمچا، عام طور پر سب سے زیادہ قابو پانے والی خواتین، جنہوں نے خود کو باتھ روم میں بند کر لیا جب

Machine Translated by Google

وہ رونا چاہتی تھی، لائن نیچے چیخ رہی تھی، خدا کے لیے، عورت، کیا تم اپنی چھوٹی سی اچھی سامری تقریروں سے چپ کر کے سنو گی جو میں کہہ رہا ہوں؟ آخر کار اس نے ریسیور نیچے کر کے جمپی جوشی پر گول کر دیا، جس نے اس کی آنکھوں میں تاثرات دیکھا اور وہ کافی پھینک دی جو وہ اسے لا رہا تھا کیونکہ اس کے اعضاء خوف سے کانپنے لگے تھے۔ "تم رینگتے ہو،" اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ "کیا وہ ابھی تک زندہ ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ وہ آسمان سے _ونگز_ پر اڑ گیا اور سیدھا قریب ترین فون بوتھ کی طرف چلا گیا تاکہ اپنے سپرمین کاسٹیوم بدل کر چھوٹی بیوی کو گھنٹی بجا لے۔" وہ باورچی خانے میں تھے اور جمپی نے پامیلا کے بائیں بازو کے ساتھ والی دیوار پر ایک مقناطیسی پٹی سے منسلک باورچی خانے کے چاقو کے ایک گروپ کو دیکھا۔ اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا، لیکن وہ اسے بولنے نہیں دیتی۔ "باہر نکل جاؤ اس سے پہلے کہ میں کچھ کروں،" اس نے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آتا کہ میں اس کے لیے گر گیا ہوں۔ آپ اور فون پر آوازیں: مجھے معلوم ہونا چاہیے تھا۔"

1970کی دہائی کے اوائل میں جمپی نے اپنی پیلی منی وین کے پیچھے سے ایک ٹریولنگ ڈسکو چلایا تھا۔ اس نے اسے آئرلینڈ کے لیجنڈری سلیپنگ دیو فن میک کول کے اعزاز میں فن کا انگوٹھا کہا، جیسا کہ چمچا کہتا تھا۔ ایک دن صلاح الدین نے جمپی پر ایک عملی لطیفہ ادا کیا تھا، اسے گھنٹی بجا کر، بحیرہ روم کے مبہم لہجے میں، اور مسز جیکولین کینیڈی اوناسس کی جانب سے، اسکورپیوس جزیرے پر میوزیکل تھمب کی خدمات کی درخواست کی، اور فیس کی پیشکش کی۔ دس ہزار ڈالر اور یونان کے لیے ٹرانسپورٹ، ایک نجی ہوائی جہاز میں، چھ افراد تک۔ جمشید جوشی جیسے معصوم اور راست باز آدمی کے ساتھ یہ ایک خوفناک کام تھا۔ ”مجھے سوچنے کے لیے ایک گھنٹہ چاہیے،“ اس نے کہا تھا، اور پھر روح کی اذیت میں گر گیا۔ جب صلاح الدین نے ایک گھنٹے بعد واپس بلایا اور سنا کہ جمپی مسز کو ٹھکرا رہی ہے۔

سیاسی وجوہات کی بناء پر اوناسس کی پیشکش، وہ سمجھ گیا کہ اس کا دوست سنت بننے کی تربیت میں ہے، اور اس کی ٹانگ کھینچنا اچھا نہیں تھا۔ "مسز اوناسس یقینی طور پر دل میں ٹوٹ جائیں گی،" اس نے نتیجہ اخذ کیا تھا، اور جمپی نے فکر مندی سے جواب دیا تھا، "براہ کرم اسے بتائیں کہ یہ کوئی ذاتی بات نہیں ہے، حقیقت میں ذاتی طور پر میں اس کی بہت تعریف کرتا ہوں۔"

ہم سب ایک دوسرے کو بہت عرصے سے جانتے ہیں، پامیلا نے جمپی کے جاتے ہوئے سوچا۔ ہم دو دہائیوں پرانی یادوں سے ایک دوسرے کو تکلیف دے سکتے ہیں۔

اوو

آوازوں سے ہونے والی غلطیوں کے موضوع پر، اس نے سوچا جب اس نے اس دوپہر پرانے ایم جی ہارڈ ٹاپ میں ایم 4سے بہت زیادہ تیز گاڑی چلائی جہاں سے اسے ایک حد تک خوشی ملی، جیسا کہ وہ ہمیشہ خوش ہو کر رہی تھی۔

Machine Translated by Google

اعتراف کیا، "نظریاتی طور پر کافی ناقص"، --اس موضوع پر، مجھے واقعی زیادہ خیراتی ہونا چاہیے۔

پامیلا چمچا، née Lovelaceایک ایسی آواز کی مالک تھی جس کے لیے، کئی طریقوں سے، اس کی باقی زندگی تلافی کی کوشش رہی تھی۔ یہ ایک آواز تھی جو جھاڑیوں، سروں کے دوپٹے، موسم گرما کی کھیر، باکی کی چھڑیوں، چھتوں والے گھروں، کاٹھی صابن، گھریلو پارٹیاں، راہبہ، خاندانی پیو، بڑے کتوں اور فسطائیت پر مشتمل تھی اور اس کے حجم کو کم کرنے کی تمام تر کوششوں کے باوجود۔ یہ اونچی آواز میں تھا جیسے ڈنر جیکٹ والا شرابی کلب میں بریڈ رولز پھینک رہا تھا۔ یہ اس کے بچپن کا المیہ تھا کہ اس آواز کی بدولت وہ شہر کے شریف کسانوں اور دیہس کی خوشنودی اور کچھ ایسی چیزوں کا تعاقب کرتی رہی جن کو وہ دل سے حقیر سمجھتی تھی، جب کہ ہریالی اور امن پسند اور دنیا کو بدلنے والے۔ جس کے ساتھ اس نے گھر میں فطری طور پر محسوس کیا کہ اس کے ساتھ گہرے شکوک و شبہات کا برتاؤ کیا، ناراضگی کی سرحد۔ کوئی فرشتوں کی طرف۔ کیسے ہو سکتا ہے جب کوئی ہر بار اپنے ہونٹوں کو ہلانے پر نیکی کی آواز دیتا ہے؟ ماضی کی پڑھائی کو تیز کرتے ہوئے پامیلا نے دانت پیسے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی شادی ختم کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس سے پہلے کہ وہ قسمت اس کے لیے ایسا کرتی تھی وہ یہ تھی کہ وہ ایک دن بیدار ہوئی تھی اور اسے احساس ہوا تھا کہ چمچا اس سے بالکل بھی پیار نہیں کر رہا تھا، لیکن اس آواز سے یارکشائر کی کھیر اور دلوں کی بدبو آتی تھی۔ بلوط کی، وہ دل سے بھری، روبیکنڈ آواز آپ پرانے خوابوں کی انگلستان جس کو وہ بہت شدت سے آباد کرنا چاہتا تھا۔ یہ متضاد مقاصد کی شادی تھی، ان میں سے ہر ایک اسی چیز کی طرف بھاگ رہا تھا جہاں سے دوسرا بھاگ رہا تھا۔

کوئی زندہ نہیں اور آدھی رات میں، بیوقوف اور اس کے احمقانہ جھوٹے الارم کو چھلانگ لگائیں۔ وہ اس سے اس قدر لرز گئی تھی کہ جمپی کے ساتھ بستر پر جا کر اور اس میں پیار کر کے اسے ہلا بھی نہیں پایا تھا کہ _اعتراف یہ_ ایک بہت ہی اطمینان بخش فیشن تھا، _مجھے اپنی بے حسی سے بچاؤ_، اس نے خود کو جھڑک دیا، _جب کیا آپ نے آخری بار اتنا مزہ کیا_

اس کے ساتھ نمٹنے کے لیے بہت کچھ تھا اور اس لیے وہ یہاں تھی، جتنی تیزی سے وہ جا سکتی تھی بھاگ کر اس سے نمٹ رہی تھی۔ ایک مہنگے دیسی ہوٹل میں اپنے آپ کو لاڈ کرنے کے چند دن اور دنیا شاید بیل ہول کی طرح کم لگنے لگے۔ عیش و آرام کی طرف سے تھراپی: ٹھیک ہے، اس نے اجازت دی، میں جانتا ہوں: میں کلاس میں واپس جا رہا ہوں۔ بھاڑ میں جاؤ مجھے جاتا دیکھو اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو انہیں اپنے پچھواڑے سے اڑا دیں۔ گدا۔ گدا

سوئڈن سے ایک سو میل فی گھنٹہ آگے، اور موسم خراب ہو گیا۔
اچانک، سیاہ بادل، بجلی، تیز بارش؛ اس نے اپنا پاؤں ایکسلریٹر پر رکھا۔ _کوئی زندہ نہیں_ لوگ ہمیشہ اس پر مرتے رہتے تھے، اسے چھوڑ کر جاتے تھے۔

Machine Translated by Google

الفاظ سے بھرے منہ کے ساتھ اور ان پر تھوکنے والا کوئی نہیں۔ اس کے والد کلاسیکی اسکالر تھے جو قدیم یونانی میں punsبنا سکتے تھے اور جن سے اسے آواز، اس کی میراث اور لعنت وراثت میں ملی تھی۔ اور اس کی والدہ جنہوں نے جنگ کے دوران اس کے لیے پِین کیا، جب وہ ایک پاتھ فائنڈر پائلٹ تھا، جرمنی سے ایک سو گیارہ بار ایک سست ہوائی جہاز میں ایک رات میں گھر اڑانے پر مجبور ہوا جسے اس کے اپنے شعلوں نے بمباروں کے فائدے کے لیے ابھی روشن کیا تھا، -اور جس نے قسم کھائی تھی، جب وہ کانوں میں چٹکی کی آواز کے ساتھ واپس آیا تھا، کہ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑے گی، اور یوں ہر جگہ اس کا پیچھا کیا، ڈپریشن کے اس دھیمے کھوکھلے میں جہاں سے وہ واقعی کبھی نہیں نکلا، -اور قرض میں، کیونکہ اس کے پاس پوکر کا چہرہ نہیں تھا اور جب اس کا اپنا پیسہ ختم ہو گیا تو اس نے اس کے پیسے استعمال کیے، اور آخر کار ایک اونچی عمارت کی چوٹی تک پہنچ گئے، جہاں انھیں آخر کار اپنا راستہ مل گیا۔ پامیلا نے انہیں کبھی معاف نہیں کیا، خاص طور پر ان کے لیے اپنی معافی کے بارے میں بتانا ناممکن بنانے کے لیے۔ اپنی واپسی حاصل کرنے کے لیے، اس نے ان میں سے ہر چیز کو مسترد کر دیا جو اس کے اندر رہ گئی تھی۔ اس کے دماغ، مثال کے طور پر: اس نے کالج جانے سے انکار کر دیا۔ اور چونکہ وہ اپنی آواز کو ہلا نہیں سکتی تھی، اس لیے اس نے اسے ایسے خیالات پیش کیے جو اس کے والدین کی قدامت پسند خودکشیوں نے بے حس کر دیے ہوں گے۔ اس نے ایک ہندوستانی سے شادی کی۔ اور، کیونکہ وہ بہت زیادہ ان جیسا نکلا، اسے چھوڑ دیتا۔ چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جب، ایک بار پھر، اسے موت نے دھوکہ دیا۔

وہ ایک منجمد فوڈ روڈ ٹرین کو اوور ٹیک کر رہی تھی، جب اس کے پہیوں سے لگنے والے اسپرے کی وجہ سے وہ اندھی ہو گئی، جب اس نے پانی کے اس پھیلاؤ کو ٹکر ماری جو اس کا انتظار کر رہا تھا، اور پھر ایم جی خوفناک رفتار سے ایکواپلین کر رہا تھا، باہر نکل گیا۔ تیز رفتار لین اور گھومتی ہوئی اس طرح کہ اس نے سڑک کی ٹرین کی ہیڈلائٹس اسے تباہ کن فرشتہ عزرائیل کی آنکھوں کی طرح گھورتے ہوئے دیکھا۔ "پردے،" اس نے سوچا۔ لیکن اس کی گاڑی جھولتی ہوئی اور پھسلتی ہوئی سڑک کے راستے سے باہر نکل گئی، موٹر وے کی تینوں لین میں دائیں طرف سے ڈھلتی ہوئی، سب کے سب معجزانہ طور پر خالی تھے، اور حادثے کی رکاوٹ کے خلاف توقع سے کم تھپڑ کے ساتھ آرام کر رہے تھے۔ سخت کندھے کا کنارہ، مزید ایک سو اسی ڈگری تک گھومنے کے بعد، ایک بار پھر، مغرب کی طرف، جہاں حقیقی زندگی کے تمام موٹے وقت کے ساتھ، سورج طوفان کو توڑ رہا تھا۔

اوو

زندہ رہنے کی حقیقت نے اس کی تلافی کی جو زندگی نے کسی کے ساتھ کی۔ اس رات، قرون وسطی کے جھنڈوں سے سجے بلوط کے پینل والے کھانے کے کمرے میں، پامیلا چمچا نے اپنے انتہائی شاندار گاؤن میں ہرن کا گوشت کھایا اور ایک بوتل پیی۔

Machine Translated by Google

چاندی اور کرسٹل سے بھری میز پر چیٹو ٹالبوٹ، ایک نئی شروعات کا جشن منا رہے ہیں، جبڑے سے فرار، ایک نئی شروعات، دوبارہ جنم لینے کے لیے پہلے آپ کو یہ کرنا ہوگا: ٹھیک ہے، تقریباً، ویسے بھی۔ امریکیوں اور سیلز مینوں کی لغو نظروں کے تحت وہ اکیلے کھایا پیتا تھا، لمبا غسل کرنے اور ٹیلی ویژن پر پرانی فلمیں دیکھنے کے لیے ایک پتھر کے ٹاور میں شہزادی کے بیڈ روم میں جلدی ریٹائر ہو جاتا تھا۔ موت کے ساتھ اس کے برش کے بعد اس نے محسوس کیا کہ ماضی اس سے دور ہوتا جا رہا ہے: اس کی جوانی، مثال کے طور پر، اس کے شریر چچا ہیری بگھام کی دیکھ بھال میں، جو سترہویں صدی کے ایک جاگیر کے گھر میں رہتا تھا جو کبھی ایک دور کے رشتہ دار میتھیو کی ملکیت تھا۔ ہاپکنز، ڈائن فائنڈر جنرل، جس نے اس کا نام گریملنز رکھا تھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ مزاح کی ایک مکروہ کوشش تھی۔ مسٹر جسٹس ہائیام کو بھولنے کے لیے اسے یاد کرتے ہوئے، اس نے غائب جمپی سے بڑبڑایا کہ اس کے پاس بھی ویتنام کی کہانی ہے۔ گروسوینر اسکوائر کے پہلے بڑے مظاہرے کے بعد جس میں بہت سے لوگوں نے پولیس کے گھوڑوں کو چارج کرنے کے لیے پیروں کے نیچے ماربل پھینکا، برطانوی قانون میں واحد اور واحد مثال ایسی ہے جس میں ماربل کو مہلک ہتھیار سمجھا گیا، اور نوجوانوں کو جیل بھیج دیا گیا۔ چھوٹے شیشے کے دائرے رکھنے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ گروسوینر ماربلز کے مقدمے میں صدارتی جج وہی ہنری (جس کے بعد "ہنگ" ایم" کے نام سے جانا جاتا تھا) بیگھم تھا، اور اس کی بھانجی بننا ایک نوجوان عورت کے لیے مزید بوجھ بن گیا تھا جو پہلے ہی اپنی دائیں بازو کی آواز سے دب چکی تھی۔ اب، اپنے عارضی محل میں بستر پر گرم، پامیلا چمچا نے خود کو اس بوڑھے شیطان سے چھٹکارا دلایا، _الوداع، ہینگ" اینی، میرے پاس آپ کے لیے مزید وقت نہیں ہے۔ اور اس کے والدین کے بھوتوں کی؛ اور سب سے حالیہ ماضی سے آزاد ہونے کے لیے تیار ہیں۔

کوگناک کا گھونٹ پیتے ہوئے، پامیلا نے ٹی وی پر ویمپائرز دیکھے اور خود کو، اچھی طرح سے، اپنے آپ میں لطف اندوز ہونے دیا۔
کیا اس نے خود کو اپنی شبیہہ میں ایجاد نہیں کیا تھا؟
میں وہی ہوں جو میں ہوں، اس نے خود کو نپولین برانڈی میں ٹوسٹ کیا۔ میں برک ہال، لندن، نیٹ میں ایک کمیونٹی ریلیشن کونسل میں کام کرتا ہوں؛ ڈپٹی کمیونٹی ریلیشنز آفیسر اور اس میں بہت اچھا ہے، اگر یہ خود ہی ہے۔

شاباش! ہم نے ابھی اپنی پہلی سیاہ کرسی کا انتخاب کیا اور اس کے خلاف ڈالے گئے تمام ووٹ سفید تھے۔ بیچ کے نیچے! پچھلے ہفتے ایک معزز ایشین اسٹریٹ ٹریڈر، جس کے لیے تمام پارٹیوں کے ایم پی ایس نے شفاعت کی تھی، اٹھارہ سال کے بعد برطانیہ میں جلاوطن کر دیا گیا کیونکہ پندرہ سال پہلے، اس نے ایک مخصوص فارم اڑتالیس گھنٹے تاخیر سے پوسٹ کیا تھا۔ تھوڑی تھوڑی! اگلے ہفتے برک ہال مجسٹریٹس کی عدالت میں پولیس ایک پچاس سالہ نائجیرین خاتون کو فٹ کرنے کی کوشش کرے گی، جس نے اس پر حملہ کرنے کا الزام لگایا تھا، اس نے پہلے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ سکول! یہ میرا سر ہے: اسے دیکھو؟ جسے میں اپنا کام کہتا ہوں: Brickhall کے خلاف سر پیٹنا۔

Machine Translated by Google

صلاح الدین مر چکا تھا اور وہ زندہ تھی۔

وہ اس پر پی گئی۔ ایسی چیزیں تھیں جو میں آپ کو بتانے کا انتظار کر رہا تھا، صلاح الدین۔
کچھ بڑی چیزیں: میکڈونلڈز کے سامنے برک ہال ہائی سٹریٹ میں نئی اونچی عمارت کے بارے میں؛ --انہوں نے اسے بالکل ساؤنڈ پروف بنانے کے لیے بنایا تھا، لیکن کارکن خاموشی سے اتنے پریشان تھے کہ اب وہ ٹیپ بجاتے ہیں۔ tannoyنظام پر سفید شور --آپ کو یہ پسند آیا ہوگا، ہہ؟ --اور اس پارسی عورت کے بارے میں میں جانتا ہوں، Bapsy،یہ اس کا نام ہے، وہ کچھ عرصہ جرمنی میں رہی اور ایک ترک سے محبت کر گئی۔ -پریشانی کی بات یہ تھی کہ ان میں صرف جرمن زبان مشترک تھی؛ اب بیپسی تقریباً وہ سب کچھ بھول چکی ہے جو وہ جانتی تھی، جب کہ وہ بہتر سے بہتر ہوتا جارہا ہے؛ وہ اس کے بڑھتے ہوئے شاعرانہ خطوط لکھتا ہے اور وہ نرسری کی شاعری میں مشکل سے جواب دے سکتی ہے۔ --محبت مرنا، زبان کی عدم مساوات کی وجہ سے، آپ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ --محبت مرنا۔ ہمارے لیے ایک موضوع ہے، ایب؟ صلاح الدین؟ آپ کیا کہتے ہیں؟

اور ایک دو چھوٹی چھوٹی چیزیں۔ میرے پیچ میں ایک قاتل ہے جو بوڑھی عورتوں کو مارنے میں مہارت رکھتا ہے۔ تو پریشان نہ ہوں، میں محفوظ ہوں۔ سے کافی پرانی
میں

ایک اور بات: میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ یہ ختم ہوا۔ ہم گزر چکے ہیں۔
میں آپ سے کبھی کچھ نہیں کہہ سکتا، واقعی نہیں، کم سے کم بات نہیں۔ اگر میں کہوں کہ آپ کا وزن بڑھ رہا ہے تو آپ ایک گھنٹے تک چیخیں گے، گویا یہ آپ کے آئینے میں جو کچھ دیکھ رہا ہے اسے بدل دے گا، آپ کی اپنی پتلون کی تنگی آپ کو بتا رہی ہے۔ آپ نے مجھے عوامی سطح پر روکا۔ لوگوں نے اسے دیکھا، آپ نے میرے بارے میں کیا سوچا۔

میں نے تمہیں معاف کر دیا، یہ میری غلطی تھی۔ میں آپ کے مرکز کو دیکھ سکتا تھا، یہ سوال اتنا خوفناک تھا کہ آپ کو اس تمام تر یقین کے ساتھ اس کی حفاظت کرنی پڑی۔ وہ خالی جگہ۔

الوداع، صلاح الدین۔ اس نے اپنا گلاس نکالا اور اسے اپنے پاس رکھ دیا۔ واپس آنے والی بارش نے اس کی کھڑکیوں پر دستک دی۔ اس نے اپنے پردے بند کر کے لائٹ بجھا دی۔

وہیں لیٹی، نیند کی طرف بڑھتے ہوئے، اس نے آخری بات سوچی جو اسے اپنے مرحوم شوہر کو بتانے کی ضرورت تھی۔ "بستر میں،" الفاظ آئے، "تمہیں کبھی مجھ میں دلچسپی نہیں دکھائی دی؛ میری خوشی میں نہیں، جس کی مجھے ضرورت تھی، حقیقت میں کبھی نہیں۔ میں نے سوچا کہ تم چاہو، عاشق نہیں، بندہ۔" وہاں. اب سکون سے آرام کرو۔

Machine Translated by Google

اس نے اس کا خواب دیکھا، اس کا چہرہ، خواب کو پورا کر رہا تھا۔ "چیزیں ختم ہو رہی ہیں،" اس نے اسے بتایا۔ "یہ تہذیب؛ چیزیں اس پر بند ہو رہی ہیں۔ یہ کافی ثقافتی، شاندار اور بدتمیز، کینبل اور عیسائی، دنیا کی شان رہی ہے۔ ہمیں اسے منانا چاہیے جب تک ہم کر سکتے ہیں؛ رات ہونے تک۔"

وہ راضی نہیں تھی، خواب میں بھی نہیں، لیکن وہ جانتی تھی، جیسا کہ اس نے خواب دیکھا تھا، کہ اب اسے بتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

اوو

پامیلا چمچا کے اسے باہر پھینکنے کے بعد، جمپی جوشی مسٹر کے پاس گیا۔
برک ہال ہائی سٹریٹ میں سفیان کا شاندار کیفے اور وہاں بیٹھ کر فیصلہ کرنے کی کوشش کی کہ آیا وہ بیوقوف ہے۔ دن کا وقت تھا، اس لیے جگہ تقریباً خالی تھی، پستہ برفی اور جلیبیوں کا ایک ڈبہ خریدنے والی ایک موٹی خاتون کے علاوہ، چالو چائے پینے والے بیچلر گارمنٹس کے ایک جوڑے اور پرانے دنوں کی ایک بوڑھی پولش خاتون۔ یہودی جو یہاں پر پسینے کی دکانیں چلاتے تھے، جو سارا دن ایک کونے میں دو سبزیوں کے سموسے، ایک پین اور ایک گلاس دودھ کے ساتھ بیٹھے رہتے تھے، اور ہر آنے والے کو یہ اعلان کرتے تھے کہ وہ صرف وہاں ہے کیونکہ "کوشر کے بعد سب سے بہتر تھا اور آج آپ اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے"۔ جمپی اپنی کافی کے ساتھ ایک ننگی چھاتی والی افسانوی عورت کی دلکش پینٹنگ کے نیچے بیٹھ گیا جس کے کئی سر اور بادلوں کے سروں کے ساتھ اس کے نپلوں کو دھندلا رہے تھے، سالمن گلابی، نیون گرین اور گولڈ میں لائف سائز کیا، اور اس لیے کہ رش نہیں تھا۔ ابھی شروع ہوا لیکن سفیان نے دیکھا کہ وہ گندگی کے ڈھیر میں گرا ہوا ہے۔

"ارے، سینٹ جمپی،" اس نے گایا، "تم اپنے خراب موسم کو میری جگہ کیوں لا رہے ہو؟ یہ ملک بادلوں سے بھرا نہیں ہے؟"

سفیان اس کی طرف اچھالتے ہی شرما گیا، اس کی عقیدت کی چھوٹی سفید ٹوپی ہمیشہ کی طرح اپنی جگہ پر جمی ہوئی تھی، مونچھوں سے کم داڑھی کو اس کے مالک کے حالیہ مکہ کی زیارت کے بعد سرخ مہندی لگی تھی۔ محمد سفیان ایک دبلا پتلا، موٹے بازو والا ساتھی تھا جس کے پیٹ پر پیٹ تھا، اتنا ہی دیندار اور بے دین مومن تھا جتنا آپ سے مل سکتا تھا، اور جوشی اسے ایک بزرگ رشتہ دار سمجھتا تھا۔ "سنو، انکل،" اس نے کہا جب کیفے کا مالک اس کے اوپر کھڑا تھا، "آپ کو لگتا ہے کہ میں واقعی بیوقوف ہوں یا کیا؟"

"تم نے کبھی کوئی پیسہ کمایا؟" سفیان نے پوچھا۔
"میں نہیں انکل۔"

Machine Translated by Google

"کبھی کوئی کاروبار کیا ہے؟ امپورٹ ایکسپورٹ؟ آف لائسنس؟ کارنر شاپ؟"
"مجھے کبھی اعداد و شمار کی سمجھ نہیں آئی۔"
"اور تمہارے گھر والے کہاں ہیں؟"
"میری کوئی فیملی نہیں ہے، انکل۔ وہاں صرف میں ہوں۔"
"پھر آپ کو اپنی تنہائی میں ہدایت کے لیے خدا سے مسلسل دعا کرنی چاہیے؟"

"آپ مجھے جانتے ہیں انکل۔ میں نماز نہیں پڑھتا۔"
"اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں،" سفیان نے نتیجہ اخذ کیا۔ "تم اس سے بھی بڑے احمق ہو جو تم جانتے ہو۔"

"شکریہ، انکل،" جمپی نے اپنی کافی ختم کرتے ہوئے کہا۔ "آپ نے بہت مدد کی ہے۔"
سفیان، یہ جانتے ہوئے کہ اس کی چھیڑ چھاڑ میں پیار دوسرے آدمی کو اس کے لمبے چہرے کے باوجود خوش کر رہا ہے، اس نے ہلکے پھلکے، نیلی آنکھوں والے ایشیائی آدمی کو بلایا جو ابھی ایک تیز چوڑی لیپلز کے ساتھ ایک تیز چیک اوور کوٹ پہن کر آیا تھا۔ . "تم، حنیف جانسن،" اس نے پکارا، "یہاں آؤ اور ایک معمہ حل کرو۔" جانسن، ایک ہوشیار وکیل اور مقامی لڑکا، جس نے شاندار کیفے کے اوپر ایک دفتر قائم کیا، خود کو سفیان کی دو خوبصورت بیٹیوں سے الگ کر کے آگے بڑھا۔ جمپی کی میز پر۔
سفیان نے کہا تم اس آدمی کو سمجھاؤ۔ "مجھے مارتا ہے۔ شراب نہیں پیتا، پیسے کو بیماری کی طرح سوچتا ہے، شاید دو قمیضوں کا مالک ہے اور کوئی وی سی آر نہیں، چالیس سال کا ہے اور شادی شدہ نہیں ہے، سپورٹس سنٹر میں مارشل آرٹس سکھانے کے لیے دو پیس کام کرتا ہے اور کیا سب، ہوا میں رہتا ہے، رشی یا پیر کی طرح برتاؤ کرتا ہے لیکن اس کا کوئی عقیدہ نہیں ہے، کہیں نہیں جا رہا لیکن ایسا لگتا ہے کہ وہ کوئی راز جانتا ہے۔

حنیف جانسن نے جمپی کے کندھے پر گھونسا مارا۔ "وہ آوازیں سنتا ہے،" اس نے کہا۔
سفیان نے حیرت سے ہاتھ اٹھائے۔ "آوازیں، اوپ بابا! آوازیں کہاں سے؟ ٹیلی فون؟ آسمان؟ سونی واک مین اپنے کوٹ میں چھپا ہوا؟"
"اندر کی آوازیں" حنیف نے سنجیدگی سے کہا۔ "اوپر اس کی میز پر ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس پر کچھ آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اور ایک عنوان: "_The River of Blood_"
جمپی اچھل پڑا، اس کے خالی کپ پر دستک دی۔ "میں تمہیں مار ڈالوں گا،" اس نے حنیف پر چیخ کر کہا، جو تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا، گاتا ہوا بولا، "ہمارے درمیان ایک شاعر ہے، سفیان صاحب، عزت سے پیش آؤ، احتیاط سے سنبھالو، وہ کہتا ہے گلی ایک ندی ہے۔ اور ہم بہاؤ ہیں؛ انسانیت خون کا دریا ہے، یہی شاعر کا نقطہ ہے، انفرادی انسان بھی،" وہ ایک آٹھ نشستوں والی میز کی طرف بھاگنے کے لیے بھاگا، جب جمپی غصے سے شرماتے ہوئے اس کے پیچھے آیا۔ ، اس کے بازو پھڑپھڑاتے ہوئے کیا ہمارے جسموں میں خون کا دریا نہیں بہتا؟ _رومن کی طرح، فیریٹی اینوک پاول نے کہا تھا، _مجھے لگتا ہے کہ دریائے ٹائبر بہت زیادہ خون سے جھاگ رہا ہے۔ استعارہ پر دوبارہ دعوی کریں، جمپی جوشی نے خود کہا تھا۔ اسے پلٹو؛ اسے ایک ایسی چیز بنائیں جسے ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ "یہ عصمت دری کی طرح ہے،" اس نے حنیف سے التجا کی۔ "خدا کے لیے رک جاؤ۔"

"آوازیں جو کوئی سنتا ہے باہر کی ہوتی ہے، لیکن،" کیفے کا مالک سوچ رہا تھا۔
"جون آف آرک، نا۔ یا یہ کہ بلی کے ساتھ اس کا نام کیا ہے: ٹرن اگین وٹنگٹن۔ لیکن ایسی آوازوں سے کوئی بڑا، یا کم از کم امیر بن جاتا ہے۔ یہ بہرحال عظیم اور غریب نہیں ہے۔"

Machine Translated by Google

"کافی." جمپی نے دونوں بازو اپنے سر کے اوپر رکھے، بغیر خواہش کے مسکرا رہا تھا۔ "میں ہار مانتا ہوں."

اس کے بعد تین دن تک جناب سفیان کی تمام تر کوششوں کے باوجود محترمہ۔
جیسا کہ سفیان نے کہا، سفیان، ان کی بیٹیاں مشال اور انابیتا، اور وکیل حنیف جانسن، جمپی جوشی واقعی خود نہیں تھے، "ایک جمپی سے زیادہ ڈمپی"۔ وہ اپنے کاروبار کے بارے میں، یوتھ کلبوں میں، فلم کوآپریٹو کے دفاتر میں جس سے اس کا تعلق تھا، اور گلیوں میں، کتابچے بانٹتے، کچھ اخبارات بیچتے، گھومتے پھرتے۔ لیکن جب وہ اپنے راستے پر چلا گیا تو اس کا قدم بھاری تھا۔ پھر چوتھی شام کو شاندار کیفے کے کاؤنٹر کے پیچھے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

"مسٹر جمشید جوشی،" انابیتا سفیان نے ایک اعلیٰ طبقے کے انگریزی لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔ "کیا مسٹر جوشی پلیز اس ساز پر آئیں گے؟
ایک ذاتی کال ہے۔"
اس کے والد نے ایک نظر جمپی کے چہرے پر پھیلی خوشی پر ڈالی اور آہستہ سے اپنی بیوی سے بڑبڑایا، "مسز، یہ لڑکا جو آواز سننا چاہتا ہے وہ کسی بھی طرح سے اندرونی نہیں ہے۔"

اوو

پامیلا اور جمشید کے درمیان ناممکن بات اس وقت آئی جب انہوں نے سات دن ایک دوسرے سے محبت کرنے میں بے پایاں جوش و خروش، لامحدود نرمی اور روح کی ایسی تازگی کے ساتھ گزارے کہ آپ نے سوچا ہوگا کہ یہ طریقہ ابھی ابھی ایجاد ہوا ہے۔ سات دن تک وہ کپڑے اتارے رہے جب کہ مرکزی حرارت زیادہ ہو گئی، اور جنوب کی طرف کسی گرم روشن ملک میں اشنکٹبندیی سے محبت کرنے والوں کا بہانہ کیا۔ جمشید، جو ہمیشہ خواتین کے ساتھ اناڑی رہتا تھا، نے پامیلا کو بتایا کہ اس نے اپنے اٹھارویں سال کے اس دن سے اتنا شاندار محسوس نہیں کیا تھا جب اس نے آخر کار سائیکل چلانا سیکھ لیا تھا۔ جس لمحے یہ الفاظ نکلے وہ ڈر گیا کہ اس نے سب کچھ خراب کر دیا ہے، کہ اس کی زندگی کی عظیم محبت کا اس کے طالب علمی کے زمانے کی بے ہنگم موٹر سائیکل سے موازنہ کیا جائے گا، یہ بلا شبہ اس کی توہین تھی۔ لیکن اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ پامیلا نے اس کے منہ پر بوسہ دیا اور اس کا شکریہ ادا کیا کہ وہ سب سے خوبصورت بات کہی جو کسی بھی مرد نے کسی عورت سے کہی تھی۔ اس وقت وہ سمجھ گیا کہ وہ کوئی غلط کام نہیں کر سکتا، اور زندگی میں پہلی بار اس نے ایسا کرنا شروع کیا۔ حقیقی طور پر محفوظ محسوس کریں، گھروں کی طرح محفوظ، ایک ایسے انسان کے طور پر محفوظ ہوں جس سے پیار کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح پامیلا چمچا نے کیا۔

ساتویں رات وہ بے خواب نیند سے بیدار ہوئے تھے کہ کسی کے گھر میں گھسنے کی بے ہنگم آواز آئی۔ "میرے پاس اپنے بستر کے نیچے ہاکی سٹک ہے،" پامیلا نے گھبرا کر سرگوشی کی۔ "یہ مجھے دو،"

جمپی، جو اتنا ہی خوفزدہ تھا، پیچھے ہٹ گیا۔ "میں آپ کے ساتھ آ رہا ہوں،" پامیلا نے جھنجھوڑ کر کہا، اور جمپی نے چونک کر کہا، "اوہ، نہیں تم نہیں کرتے۔" آخر میں وہ دونوں نیچے اترے، ہر ایک نے پامیلا کا ایک ایک ڈریسنگ گاؤن پہنا ہوا تھا، ہر ایک نے ہاکی اسٹک پر ہاتھ رکھا تھا جسے استعمال کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ فرض کریں کہ یہ ایک شاٹگن والا آدمی ہے، پامیلا نے خود کو سوچتے ہوئے پایا، ایک شاٹگن والا آدمی کہہ رہا ہے، واپس اوپر جاؤ۔

. .وہ سیڑھیوں کے دامن تک پہنچ گئے۔ کسی نے لائٹس آن کر دیں۔

Machine Translated by Google

پامیلا اور جمپی ایک ساتھ چیخے، ہاکی اسٹک کو گرا دیا اور جتنی تیزی سے جا سکتے تھے اوپر کی طرف بھاگے۔ سامنے کے اولوں میں نیچے ہوتے ہوئے، سامنے کے دروازے سے چمکتی ہوئی کھڑی شیشے کے پینل کے ساتھ اس نے زبان اور نالی کے تالے کی دستک کو پھیرنے کے لیے توڑ دیا تھا (پامیلا اپنے جذبے کے عالم میں حفاظتی تالے استعمال کرنا بھول گئی تھی۔)، ایک ڈراؤنے خواب یا رات گئے ٹی وی فلم کی شکل تھی، مٹی اور برف اور خون میں ڈھکی ہوئی ایک شخصیت، سب سے زیادہ بالوں والی مخلوق جسے آپ نے کبھی نہیں دیکھا، ایک دیو ہیکل بکری کی پنڈلیوں اور کھروں کے ساتھ، بکری کے دھڑ میں ایک آدمی کا دھڑ بال، انسانی بازو، اور ایک سینگ لیکن دوسری صورت میں انسانی سر کیچڑ اور گندگی سے ڈھکا ہوا ہے اور داڑھی کا آغاز۔ اکیلے اور غیر مشاہدہ کے بغیر، ناممکن چیز فرش پر آگے بڑھی اور چپ چاپ لیٹ گئی۔ اوپر، گھر کے بالکل اوپر، یعنی صلاح الدین کے "ڈن" میں، مسز پامیلا چمچا اپنے عاشق کی بانہوں میں لرز رہی تھیں، اپنے دل کو پکار رہی تھیں، اور اپنی آواز کے اوپری حصے میں بول رہی تھیں: "ایسا نہیں ہے۔ سچ ہے۔ میرا شوہر پھٹ گیا۔ کوئی زندہ نہیں بچا۔ کیا تم مجھے سنتے ہو؟ میں وہ بیوہ چمچا ہوں جس کی شریک حیات وحشیانہ طور پر مر گئی ہے۔" 5جناب جبریل فرشتہ کو لندن جانے والی ریلوے ٹرین میں ایک بار پھر پکڑ لیا گیا کہ کون اس خوف سے نہیں ہوگا کہ خدا نے اسے دیوانہ بنا کر اس کے ایمان کے نقصان کی سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے خود کو ایک فرسٹ کلاس نان سموکنگ کمپارٹمنٹ میں کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس کی پیٹھ انجن کی طرف تھی کیونکہ بدقسمتی سے ایک اور ساتھی پہلے سے ہی دوسری جگہ موجود تھا، اور اپنی ٹریلبی کو اپنے سر پر جما کر وہ سرخ رنگ کی گہری مٹھیوں سے بیٹھ گیا۔ --لائنڈ گیبارڈائن اور گھبراہٹ۔ ایک تضاد میں اپنا دماغ کھو دینے کا، جس چیز پر وہ اب یقین نہیں کرتا تھا اس سے بے ساختہ ہونے کا، اپنے دیوانے کو ایک شہاب ثاقب کے اوتار میں بدلنے کا خوف، اس میں اتنا بڑا تھا کہ اسے زیادہ دیر تک دیکھنا ناممکن تھا۔ پھر بھی وہ حالیہ دنوں کے معجزات، میٹامورفوز اور ظہور کا حساب کیسے دے گا؟ "یہ سیدھا انتخاب ہے۔" وہ خاموشی سے کانپ گیا۔ "یہ اے ہے، میں اپنے سر سے دور ہوں، یا بی، بابا، کسی نے جا کر اصول بدل دیے ہیں۔"

تاہم اب ریلوے کے اس ڈبے کا ایک آرام دہ کوکون تھا جس میں معجزاتی طور پر وہ غیر حاضر تھا، بازوؤں کے ریسٹ بکھرے ہوئے تھے، اس کے کندھے پر ریڈنگ لائٹ کام نہیں کر رہی تھی، آئینہ اس کے فریم سے غائب تھا، اور پھر ضابطے تھے: چھوٹے سرکلر سرخ-اور-- سفید نشانیاں جو تمباکو نوشی سے منع کرتی ہیں، زنجیر کے غلط استعمال پر سزا دینے والے اسٹیکرز، ان نکات کی طرف اشارہ کرنے والے تیر --اور اس سے آگے نہیں! --چھوٹی سلائیڈنگ کھڑکیوں کو کھولنے کی اجازت تھی۔ جبریل نے بیت الخلا کا دورہ کیا اور یہاں بھی ممنوعات اور ہدایات کے ایک چھوٹے سے سلسلے نے اس کے دل کو خوش کردیا۔ اس وقت تک جب کنڈکٹر اپنے کریسنٹ کٹنگ ٹکٹ پنچ کے اختیار کے ساتھ پہنچا، جبریل قانون کے ان مظاہر سے کسی حد تک مطمئن ہو چکا تھا، اور اس نے استدلال کرنا شروع کر دیا۔ اسے موت سے خوش قسمتی سے فرار حاصل ہوا تھا، اس کے نتیجے میں کسی طرح کا ایک طعنہ تھا، اور اب، اپنے آپ کو بحال کر کے، اپنی پرانی زندگی کے دھاگوں کی توقع کر سکتا تھا -یعنی اس کی پرانی نئی زندگی، وہ نئی زندگی جس کا اس نے پہلے منصوبہ بنایا تھا۔ رکاوٹ --دوبارہ اٹھانا جیسے ہی ٹرین اسے آگے لے گئی اور آگے سے دور

Machine Translated by Google

اس کی آمد کا گودھولی کا علاقہ اور اس کے نتیجے میں پراسرار اسیری، اسے متوازی دھاتی لکیروں کی خوشگوار پیشین گوئی کے ساتھ لے کر، اس نے محسوس کیا کہ عظیم شہر کی کھینچ اس پر اپنا جادو چلانے لگی ہے، اور اس کے پرانے تحفہ امید نے اپنے آپ کو دوبارہ ظاہر کیا، اس کی صلاحیت تجدید کو اپنانا، ماضی کی مشکلات سے خود کو اندھا کرنے کے لیے تاکہ مستقبل نظر آ سکے۔ وہ اپنی سیٹ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کمپارٹمنٹ کے مخالف سمت سے نیچے گرا، اس کا چہرہ علامتی طور پر لندن کی طرف تھا، حالانکہ اس کا مطلب کھڑکی کو چھوڑ دینا تھا۔ اسے کھڑکیوں کا کیا خیال تھا؟ وہ سارا لندن چاہتا تھا، اس کے دماغ میں۔ اس نے اس کا نام بلند آواز سے بولا: "الیلویا۔"

"الیلویا، بھائی،" کمپارٹمنٹ کے صرف دوسرے مکین نے تصدیق کی۔
"حسنہ، میری اچھی جناب، اور آمین۔"

اوو

"اگرچہ مجھے یہ ضرور شامل کرنا چاہیے، جناب، کہ میرے عقائد سختی سے غیر مسلکی ہیں،" اجنبی نے بات جاری رکھی۔ ”اگر تم لا الہٰی کہتے تو میں خوشی سے پورے حلق سے ”اللہ“ کا جواب دیتا۔

جبریل نے محسوس کیا کہ کمپارٹمنٹ کے اس پار اس کی حرکت اور ایلی کا غیر معمولی نام لینے کو اس کے ساتھی نے سماجی اور مذہبی دونوں طرح سے غلط فہمی میں ڈال دیا۔ "جان مسلمہ،" ساتھی نے پکارا، مگرمچھ کی کھال کے ایک چھوٹے سے کارڈ کو نکال کر جبریل پر دبایا۔ "ذاتی طور پر، میں شہنشاہ اکبر کے ذریعہ ایجاد کردہ آفاقی عقیدے کی اپنی قسم کی پیروی کرتا ہوں۔ خدا، میں کہوں گا، موسیقی کی موسیقی کی طرح ہے۔"

یہ واضح تھا کہ مسٹر مسلمہ الفاظ کے ساتھ پھٹ رہے تھے، اور یہ کہ، اب جب کہ وہ پاپ کر چکے تھے، اس کے پاس اس کے باہر بیٹھنے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، ٹورینٹ کو اس کے اوروٹنڈ کورس کو چلانے کی اجازت دی جائے۔ چونکہ ساتھی نے ایک انعامی لڑاکا بنایا تھا، اس لیے اسے ناراض کرنا مناسب نہیں لگتا تھا۔ فرشتہ نے اس کی آنکھوں میں سچے مومن کی چمک دیکھی، ایک ایسی روشنی جو کچھ عرصہ پہلے تک وہ ہر روز اپنے شیونگ آئینے میں دیکھتی تھی۔

"میں نے اپنے لیے بہت اچھا کیا، جناب،" مسلمہ اپنے آکسفورڈ ڈراول میں فخر کر رہی تھی۔ "ایک بھورے آدمی کے لیے، غیر معمولی طور پر، ہم جن حالات میں رہتے ہیں، ان کی کفایت شعاری پر غور کرتے ہوئے؛ جیسا کہ مجھے امید ہے کہ آپ اجازت دیں گے۔"
اپنے ہاتھ کے موٹے ہیم کے ایک چھوٹے سے لیکن فصیح طریقے سے جھاڑو دیتے ہوئے، اس نے اپنے لباس کی عیش و عشرت کی نشاندہی کی: اس کی تین ٹکڑوں والی پن کی پٹی کی مخصوص سلائی، اس کے فوب اور چین کے ساتھ سونے کی گھڑی، اطالوی جوتے، ریشمی سلک۔ ٹائی، اس کے نشاستہ دار سفید کفوں پر جواہرات کی کڑیاں۔

Machine Translated by Google

ایک انگریز ملرڈ کے اس لباس کے اوپر ایک چونکا دینے والا سر کھڑا تھا، جو گھنے، کٹے ہوئے بالوں سے ڈھکا ہوا تھا، اور جس کے نیچے بے تابانہ طور پر پرتعیش بھنویں اُگ رہی تھیں، جن کے نیچے تابناک آنکھیں جل رہی تھیں جن کا جبریل نے پہلے ہی احتیاط سے نوٹس لیا تھا۔ "خوبصورت پسند"، جبریل نے اب اعتراف کیا، کچھ جواب واضح طور پر درکار ہیں۔ مسلمہ نے سر ہلایا۔ "میں نے ہمیشہ توجہ دی ہے،" انہوں نے اعتراف کیا، "زینت کی طرف۔"

اس نے اپنی _پہلی ڈھیر_ تیار کرنے والے اشتہاری جھنگلز، "وہ اول" شیطانی موسیقی، جو خواتین کو لنجری اور لپ گلوس اور مردوں کو فتنہ میں ڈالنے کا نام دیا تھا۔ اب وہ پورے شہر میں ریکارڈ اسٹورز کا مالک تھا، ایک کامیاب نائٹ کلب جس کا نام Hot Waxتھا، اور چمکتے موسیقی کے آلات سے بھرا ایک اسٹور جو اس کا خاص فخر اور خوشی تھا۔ لوگ اسے ہوائی جہازوں سے زیادہ تیزی سے چھوڑ رہے ہیں۔" اس نے جلدی جلدی ٹھیک کر دیا تھا، "اللہ تعالی کے فضل سے۔

میں ایک باقاعدہ اتوار آدمی ہوں، جناب؛ میں انگلش ہیمنل کی کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں، اور میں چھت کو بلند کرنے کے لیے گاتا ہوں۔"
سوانح عمری ایک بیوی اور کچھ درجن بچوں کے وجود کے مختصر ذکر کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ جبریل نے مبارکباد پیش کی اور خاموشی کی امید ظاہر کی، لیکن اب مسلمہ نے اپنا بم پھینک دیا۔ "تمہیں اپنے بارے میں بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے خوشی سے کہا۔ "فطری طور پر میں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں، یہاں تک کہ اگر کسی کو ایسٹبورن-وکٹوریہ لائن پر ایسی شخصیت دیکھنے کی توقع نہ ہو۔" اس نے آنکھ ماری اور ناک کے ساتھ انگلی رکھ دی۔ "ماں کا لفظ ہے۔ میں مرد کی پرائیویسی کا احترام کرتا ہوں، اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں؛ کوئی سوال نہیں۔"

"میں؟ میں کون ہوں؟" جبریل بے وقوفی میں چونکا۔ دوسرے نے زور سے سر ہلایا، اس کی بھنویں نرم سینگوں کی طرح ہل رہی تھیں۔ "انعام کا سوال، میری رائے میں، جناب، یہ ایک اخلاقی آدمی کے لیے مشکل وقت ہیں۔ جب ایک آدمی کو اپنے جوہر کے بارے میں یقین ہی نہیں ہوتا، تو وہ کیسے جان سکتا ہے کہ وہ اچھا ہے یا برا؟ لیکن آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ میں جواب دیتا ہوں۔ اس پر میرے ایمان سے میرے اپنے سوالات، جناب،" --یہاں مسلمہ نے ریلوے کے ڈبے کی چھت کی طرف اشارہ کیا -- "اور یقیناً آپ اپنی شناخت کے بارے میں کم از کم الجھن میں نہیں ہیں، کیونکہ آپ مشہور ہیں، میں لیجنڈری مسٹر جبریل فرشتہ کا کہنا ہے کہ، اسکرین کا ستارہ اور، تیزی سے، مجھے سمندری ڈاکو ویڈیو میں شامل کرتے ہوئے افسوس ہے؛ میرے بارہ بچے، ایک بیوی اور میں سب آپ کی الہی بہادری کے دیرینہ، غیر محفوظ پرستار ہیں۔" اس نے پکڑا، اور جبریل کا داہنا ہاتھ پمپ کیا۔

مسلمہ نے گرجتے ہوئے کہا، "میں بت پرستانہ نظریہ کی طرف متوجہ ہوں،" مسلمہ نے گرجتے ہوئے کہا، "آپ کے کام کے لیے میری اپنی ہمدردی ہر قابل تصور پانی کے دیوتاؤں کی تصویر کشی کرنے کی آپ کی رضامندی سے پیدا ہوتی ہے۔ آپ، جناب، آسمانی کے قوس قزح کے اتحاد ہیں؛ ایک چلتے ہوئے متحدہ۔ دیوتاؤں کی قومیں! مختصر یہ کہ آپ مستقبل ہیں۔ مجھے آپ کو سلام کرنے کی اجازت دیں۔" وہ حقیقی دیوانے کی بے ہنگم ہو چھوڑنے لگا تھا، اور اگرچہ اس نے ابھی تک محض محاورے سے آگے کچھ نہیں کہا تھا اور نہ ہی کیا تھا، جبریل گھبرا کر بے چین نظروں سے دروازے تک کا فاصلہ ناپ رہا تھا۔ "میں مائل ہوں جناب،" مسلمہ کہہ رہی تھی، "اس رائے کی طرف کہ جس بھی نام سے پکارا جائے وہ ایک ضابطے سے زیادہ نہیں ہے؛ ایک سائفر، مسٹر فرشتہ، جس کے پیچھے اصل نام چھپا ہوا ہے۔"

Machine Translated by Google

جبریل خاموش رہے اور مسلمہ نے اپنی مایوسی کو چھپانے کی کوئی کوشش نہ کی اور اس کے حق میں بات کرنے پر مجبور ہوگئے۔ اس نے کہا، "وہ سچا نام کیا ہے، میں آپ سے پوچھتا ہوں،" اس نے کہا، اور پھر جبریل کو معلوم ہوا کہ وہ صحیح ہے۔ وہ شخص ایک مکمل پاگل تھا، اور اس کی سوانح عمری اس کے "ایمان" کے طور پر ایک من گھڑت تھی۔ وہ جہاں بھی گیا افسانے گھوم رہے تھے، جبریل نے عکاسی کی، افسانے حقیقی انسانوں کا روپ دھار رہے تھے۔ "میں اسے اپنے اوپر لایا ہوں،" اس نے خود پر الزام لگایا۔ "اپنی عقل سے ڈر کر میں نے جنم لیا ہے، خدا جانے یہ کون سی اندھیری چھاچھ، یہ خطرناک اور شاید خطرناک نٹ ہے۔"

"تم اسے نہیں جانتے!" مسلمہ نے اچانک چیخ ماری اور اپنے پیروں کو چھلانگ لگا دی۔
"چارلیٹن! پوزر! جعلی! آپ اسکرین کے امر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ایک سو ایک دیوتاؤں کا اوتار ہے، اور آپ کے پاس کوئی _دھند نہیں ہے! _یہ کیسے ممکن ہے کہ میں، ایک غریب لڑکا ایسکیبو پر بارٹیکا سے اچھا بنا، ایسی چیزیں جان سکتے ہیں جبکہ جبریل فرشتہ نہیں جانتے؟

جبریل اپنے قدموں پر آ گیا، لیکن دوسرا تقریباً تمام دستیاب کھڑے کمرے کو بھر رہا تھا، اور اسے، جبریل، کو مسلمہ کے ونڈ ملنگ بازوؤں سے بچنے کے لیے عجیب و غریب طریقے سے ایک طرف جھکنا پڑا، جن میں سے ایک نے اس کی گرے ٹریلبی کو گرادیا۔

ایک دم مسلمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ کئی انچ سکڑتا ہوا دکھائی دیا اور چند لمحوں کے منجمد ہونے کے بعد وہ ایک زور سے گھٹنوں کے بل گر گیا۔
وہ نیچے کیا کر رہا ہے، جبریل نے حیرت سے میری ٹوپی اٹھائی؟ لیکن دیوانہ معافی کی بھیک مانگ رہا تھا۔ ”مجھے کبھی شک نہیں تھا کہ تم آؤ گے۔“ وہ کہہ رہا تھا۔ "میرے اناڑی غصے کو معاف کردو۔" ٹرین ایک سرنگ میں داخل ہوئی، اور جبریل نے دیکھا کہ وہ ایک گرم سنہری روشنی سے گھرے ہوئے ہیں جو اس کے سر کے بالکل پیچھے سے آرہی تھی۔ سلائیڈنگ دروازے کے شیشے میں اسے اپنے بالوں کے گرد ہالہ کا عکس نظر آیا۔ مسلمہ اپنے جوتوں کے تسموں سے تڑپ رہا تھا۔ "میری ساری زندگی، سر، میں جانتا تھا کہ مجھے منتخب کیا گیا ہے،" وہ اتنی عاجزی سے کہہ رہا تھا جیسا کہ اس سے پہلے خطرناک تھا۔ "یہاں تک کہ بارٹیکا میں ایک بچے کے طور پر، میں جانتا تھا." اس نے اپنا دایاں جوتا اتارا اور جراب نیچے کرنے لگا۔

"مجھے دیا گیا تھا،" اس نے کہا، "ایک نشانی"۔ جراب کو ہٹا دیا گیا تھا، جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کیا بالکل عام لگ رہا تھا، اگر بڑا ہو تو پاؤں۔ پھر جبریل علیہ السلام نے گنتی اور دوبارہ گنتی ایک سے چھ تک کی۔ "دوسرے پاؤں پر بھی وہی" مسلمہ نے فخر سے کہا۔ "میں نے ایک منٹ کے لیے بھی معنی پر شک نہیں کیا۔" وہ خود تھا۔

رب کا مددگار مقرر، یونیورسل چیز کے پاؤں پر چھٹا پیر۔ جبریل فرشتہ نے سوچا کہ کرہ ارض کی روحانی زندگی میں کچھ بری طرح سے خراب تھا۔ خدا پر یقین کرنے کا دعوی کرنے والے لوگوں کے اندر بہت سارے شیطان ہیں۔

ٹرین سرنگ سے نکلی۔ جبریل نے فیصلہ کیا۔ "اسٹینڈ، چھ انگلیوں والا جان،" اس نے اپنے بہترین ہندی فلمی انداز میں کہا۔
"مسلمہ اٹھو۔"
دوسرا اس کے پیروں کی طرف جھک گیا اور اپنی انگلیوں کو کھینچتا کھڑا رہا، اس کا سر جھک گیا۔ "میں کیا جاننا چاہتا ہوں، جناب،" وہ بڑبڑایا، "کیا ہونا ہے؟
فنا یا نجات؟ تم واپس کیوں آئے ہو؟"
جبریل نے تیزی سے سوچا۔ "یہ فیصلہ کرنے کے لیے ہے،" اس نے آخر میں جواب دیا۔ "مقدمہ میں حقائق کو چھان لیا جانا چاہئے، مناسب وزن کے حق میں اور اس کے برعکس۔

Machine Translated by Google

ہسٹری شیٹر، ایک خراب انڈا۔ احتیاط سے تشخیص کرنا ضروری ہے۔ فی الحال فیصلہ محفوظ ہے۔ وقت پر جاری کیا جائے گا. اس دوران، میری موجودگی کو راز ہی رہنا چاہیے، اہم سیکورٹی وجوہات کی بناء پر۔" اس نے اپنی ٹوپی اپنے سر پر واپس رکھ دی، اپنے آپ سے خوش ہوا۔

مسلمہ غصے سے سر ہلا رہی تھی۔ "تم مجھ پر انحصار کر سکتے ہو،" اس نے وعدہ کیا۔ "میں ایک ایسا آدمی ہوں جو کسی شخص کی رازداری کا احترام کرتا ہوں۔ ماں" --دوسری بار! --"لفظ ہے۔"

جبریل گرم تعاقب میں پاگلوں کے بھجن کے ساتھ ڈبے سے بھاگ گیا۔ جیسے ہی وہ ٹرین کے بہت دور تک پہنچا تو اس کے پیچھے مسلمہ کے پائن ہلکے سے سنائی دے رہے تھے۔ "Alleluia! Alleluia!"بظاہر اس کے نئے شاگرد نے ہینڈل کے _Messiah_سے انتخاب شروع کیا تھا۔

تاہم: جبریل کا پیچھا نہیں کیا گیا، اور خوش قسمتی سے، ٹرین کے عقب میں ایک فرسٹ کلاس کیریج بھی تھی۔ یہ ایک کھلی منصوبہ بندی کا تھا، جس میں میزوں کے گرد چاروں طرف آرام دہ اورنج سیٹیں ترتیب دی گئی تھیں، اور جبریل ایک کھڑکی کے پاس بیٹھا، لندن کی طرف گھور رہا تھا، اس کا سینہ دھڑک رہا تھا اور اس کی ٹوپی سر پر جمی ہوئی تھی۔ وہ ہالہ کی ناقابل تردید حقیقت کے ساتھ بات چیت کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور ایسا کرنے میں ناکام رہا، کیونکہ اس کے پیچھے جان مسلاما کی بدحواسی اور آگے الیلویا کون کے جوش و خروش سے اس کے خیالات کو سیدھا کرنا مشکل تھا۔ پھر اپنی مایوسی کے لیے مسز۔

ریکھا مرچنٹ اپنی کھڑکی کے ساتھ تیرتی ہوئی، اپنے اڑتے ہوئے بخارا پر بیٹھی، بظاہر اس برفانی طوفان سے بے نیاز تھی جو وہاں کھڑا ہو رہا تھا اور دن کے پروگرام ختم ہونے کے بعد انگلینڈ کو ایک ٹیلی ویژن سیٹ کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اسے ہلکی سی لہر دی اور اسے محسوس ہوا کہ اس سے امید کم ہوتی ہے۔ ایک آرام دہ قالین پر بدلہ: اس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور نہ ہلنے کی کوشش کرنے پر توجہ دی۔

اوو

"میں جانتا ہوں کہ بھوت کیا ہے،" ایلی کون نے نوعمر لڑکیوں کے ایک کلاس روم سے کہا جن کے چہرے عبادت کی نرم اندرونی روشنی سے منور تھے۔ "اونچی ہمالیہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوہ پیماؤں کو اپنے آپ کو ان لوگوں کے بھوتوں کے ساتھ ملتے ہیں جو کوشش میں ناکام ہو جاتے ہیں، یا اس سے بھی زیادہ افسوسناک بلکہ قابل فخر، ان لوگوں کے بھوت ہوتے ہیں جو چوٹی تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، صرف اس پر ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نیچے کی جانب."

باہر، کھیتوں میں، اونچے، ننگے درختوں اور پارک کے چپے چپے پر برف جم رہی تھی۔ نچلے، گہرے برفیلے بادلوں اور سفید قالین والے شہر کے درمیان روشنی ایک گندا پیلا رنگ تھا، ایک تنگ، دھند بھری روشنی جس نے دل کو مدھم کر دیا تھا اور خواب دیکھنا ناممکن بنا دیا تھا۔ _وہاں_ اوپر، ایلی کو یاد آیا، وہاں آٹھ ہزار میٹر کی بلندی پر روشنی اتنی واضح تھی کہ موسیقی کی طرح گانا گونجتی تھی۔ یہاں چپٹی زمین پر روشنی بھی چپٹی اور زمینی تھی۔ یہاں کچھ بھی نہیں اُڑا، سیج مرجھا گیا، اور کوئی پرندے گاتے نہیں۔ جلد ہی اندھیرا چھا جائے گا۔

"مس کون؟" لڑکیوں کے ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے اسے واپس کلاس روم میں لے گئے۔ "بھوت، مس؟ سیدھا؟" "تم ہماری ٹانگیں کھینچ رہے ہو نا؟"
شکوک و شبہات ان کے چہروں پر سجدہ ریز تھے۔ وہ وہ سوال جانتی تھی جو وہ واقعی پوچھنا چاہتے تھے، اور شاید نہیں کریں گے: کا سوال

Machine Translated by Google

اس کی جلد کا معجزہ۔ کلاس روم میں داخل ہوتے ہی اس نے انہیں پرجوش انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے سنا تھا، 'سچ ہے، دیکھو، کتنا _پیلا_،' ناقابل یقین ہے۔ ایلیلیویا مخروط، جس کی برفانی پن آٹھ ہزار میٹر سورج کی گرمی کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایلی سنو میڈن، آئس کوئین۔ _مس، آپ کو کبھی ٹین کیسے نہیں آتی؟ _جب وہ فاتح کالنگ ووڈ مہم کے ساتھ ایورسٹ پر چڑھی تو کاغذات میں انہیں سنو وائٹ اینڈ دی سیون ڈورفز کہا جاتا تھا، حالانکہ وہ ڈزنی کی پیاری نہیں تھی، اس کے پورے ہونٹ گلاب کی بجائے پیلے تھے۔ اس کے بال سیاہ کی بجائے برفیلے سنہرے بالوں والے، اس کی آنکھیں معصومانہ طور پر چوڑی نہیں بلکہ تنگ، عادت سے باہر، برف کی اونچی چمک کے خلاف۔ جبریل فرشتہ کی یاد تازہ ہو گئی، اس نے بے خبری میں اسے پکڑ لیا: جبریل اپنے ساڑھے تین دنوں کے دوران کسی موقع پر، اپنے معمول کے پاؤں میں منہ کی روک تھام کی کمی کے ساتھ تیزی سے بولا، "بیبی، تم کوئی آئس برگ نہیں ہو، وہ جو بھی کہتے ہیں۔ آپ ایک پرجوش خاتون ہیں، بی بی۔ گرم، کچوری کی طرح۔" اس نے کھجلی ہوئی انگلیوں پر پھونک مارنے کا ڈرامہ کیا تھا، اور زور دینے کے لیے ہاتھ ملایا تھا: O، _بہت گرم ہے۔ او، پانی پھینک دو_ جبریل فرشتہ۔ اس نے خود پر قابو رکھا: ہائے ہو، کام کرنا بند ہے۔

"بھوت،" اس نے مضبوطی سے دہرایا۔ "ایورسٹ چڑھنے پر، میں برف کے گرنے سے گزرنے کے بعد، میں نے ایک آدمی کو کمل کی پوزیشن میں ایک اوٹ کراپ پر بیٹھا ہوا دیکھا، اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے سر پر ٹارٹن ٹم او" -شانٹر تھا، بوڑھے کا نعرہ لگا رہا تھا۔ منتر: اوم منی پدمے ہم۔" اس نے اپنے قدیم لباس اور حیران کن رویے سے ایک دم اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ مورس ولسن کا تماشہ تھا، یوگی جس نے 1934میں خود کو بھوکا مار کر ایورسٹ کی سولو چڑھائی کے لیے تیار کیا تھا۔ تین ہفتوں تک اس کے جسم اور روح کے درمیان اتنا گہرا اتحاد قائم کرنے کے لیے کہ پہاڑ اتنا کمزور ہو جائے گا کہ وہ انہیں پھاڑ نہ سکے۔ سنو فیلڈ، اوپر کی طرف بڑھ گیا، اور کبھی واپس نہیں آیا۔ ایلی کے قریب آتے ہی ولسن نے آنکھیں کھولیں، اور ہلکے سے سلام میں سر ہلایا۔ وہ اس دن کے باقی وقت تک اس کے ساتھ ٹہلتا رہا، یا ہوا میں معلق رہا جب وہ اپنا چہرہ اوپر کر رہی تھی۔ ایک تیز جھکاؤ کی برف میں پیٹ فلاپ ہوا اور اوپر کی طرف اس طرح لپکا جیسے وہ کسی غیر مرئی پر سوار ہو کشش ثقل مخالف ٹوبوگن ایلی نے خود کو بالکل فطری طور پر برتاؤ کرتے ہوئے پایا، جیسے وہ ابھی کسی پرانے جاننے والے سے ٹکرا گئی ہو، اس کے بعد اس کے لیے غیر واضح وجوہات کی بنا پر۔

ولسن نے کافی حد تک چہچہایا --"ان دنوں بہت زیادہ صحبت حاصل نہیں کرنا، ایک اور راستہ" --اور دوسری چیزوں کے علاوہ، 1960کی چینی مہم کے ذریعے اس کی لاش دریافت ہونے پر اس کی گہری جلن کا اظہار کیا۔ "چھوٹے پیلے بگروں کے پاس دراصل میری لاش کو فلمانے کے لیے پِت، سراسر چہرہ تھا۔"

Alleluia Coneکو اس کے بے عیب نیکر بوکرز کے روشن، پیلے اور سیاہ ٹارٹن نے متاثر کیا۔ یہ سب اس نے برک ہال فیلڈز گرلز میں لڑکیوں کو بتایا۔
اسکول، جس نے اسے مخاطب کرنے کی التجا کرتے ہوئے اتنے خطوط لکھے تھے کہ وہ انکار نہیں کر پائی تھی۔ "آپ کو مل گیا ہے،" انہوں نے تحریری طور پر التجا کی۔
"تم یہاں تک رہتے ہو؟" کلاس روم کی کھڑکی سے وہ پارک کے اس پار اپنا فلیٹ دیکھ سکتی تھی، جو برف کے گھنے گرنے سے نظر آتی تھی۔
اس نے کلاس کو جو کچھ نہیں بتایا وہ یہ تھا: جیسا کہ مورس ولسن کے بھوت نے بیان کیا، مریض کی تفصیل سے، اس کی اپنی چڑھائی، اور اس کے بعد کی دریافتیں بھی، مثال کے طور پر سست، گردشی، لامحدود نازک اور ہمیشہ غیر پیداواری۔

Machine Translated by Google

یٹی کی ملن کی رسم، جس کا اس نے حال ہی میں ساؤتھ کرنل پر مشاہدہ کیا تھا، --اس لیے اسے یہ خیال آیا کہ 1934 کے سنکی کے بارے میں اس کا وژن، وہ پہلا انسان تھا جس نے خود ہی ایورسٹ کو سر کرنے کی کوشش کی، یہ ایک طرح سے مکروہ ہے۔ سنو مین خود، کوئی حادثہ نہیں تھا، بلکہ ایک قسم کی نشانی تھی، رشتہ داری کا اعلان۔ مستقبل کی ایک پیشین گوئی، شاید، اس وقت اس کا خفیہ خواب پیدا ہوا تھا، ناممکن چیز: بغیر ساتھ چڑھنے کا خواب۔ یہ بھی ممکن تھا کہ موریس ولسن اس کی موت کا فرشتہ ہو۔

"میں بھوتوں کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی،" وہ کہہ رہی تھی، "کیونکہ زیادہ تر کوہ پیما، جب وہ چوٹیوں سے نیچے آتے ہیں، شرمندہ ہو جاتے ہیں اور ان کہانیوں کو اپنے کھاتے سے باہر کر دیتے ہیں۔ لیکن وہ موجود ہیں، مجھے یہ تسلیم کرنا پڑے گا، اگرچہ میں وہ قسم ہوں جس نے ہمیشہ اپنے پاؤں ٹھوس زمین پر رکھے ہیں۔"

یہ ایک قہقہہ تھا۔ اس کے پاؤں. ایورسٹ کی چڑھائی سے پہلے ہی وہ شوٹنگ کے درد میں مبتلا ہونے لگی تھی، اور اسے اس کے جنرل پریکٹیشنر، بمبئی کی ایک بے ہودہ خاتون ڈاکٹر مستری نے مطلع کیا تھا، کہ وہ گرے ہوئے محراب میں مبتلا ہے۔ "عام زبان میں، چپٹے پاؤں۔" اس کی محرابیں، ہمیشہ کمزور، جوتے اور دوسرے غیر موزوں جوتے پہننے کی وجہ سے مزید کمزور ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹر مستری زیادہ سفارش نہیں کر سکتے تھے: پیر کلینچنگ کی مشقیں، ننگے پاؤں اوپر کی طرف دوڑنا، سمجھدار جوتے۔ "تم کافی جوان ہو،" اس نے کہا۔ "اگر تم خیال رکھو گے تو زندہ رہو گے۔ اگر نہیں تو چالیس کی عمر میں اپاہج ہو جاؤ گے۔" جب جبریل -لعنت ہو! --سنا ہے کہ وہ اپنے پیروں میں نیزوں کے ساتھ ایورسٹ پر چڑھی تھی، اس نے اسے اپنا ریشمی کہا۔ اس نے پریوں کی کہانیوں کی ایک بمپر کتاب پڑھی تھی جس میں اسے سمندری عورت کی کہانی ملی تھی جس نے سمندر کو چھوڑ کر انسانی شکل اختیار کی تھی اس آدمی کی خاطر جس سے وہ پیار کرتی تھی۔ پنکھوں کے بجائے اس کے پاؤں تھے، لیکن اس نے اٹھایا ہر قدم ایک اذیت تھا، جیسے وہ ٹوٹے ہوئے شیشے پر چل رہی ہو۔ پھر بھی وہ چلتی رہی، آگے آگے، سمندر اور خشکی سے دور۔ آپ نے یہ ایک خونی پہاڑ کے لیے کیا، اس نے کہا۔ کیا آپ یہ ایک آدمی کے لیے کریں گے؟

اس نے اپنے پیروں کے درد کو اپنے ساتھی کوہ پیماؤں سے چھپایا تھا کیونکہ ایورسٹ کا لالچ بہت زیادہ تھا۔ لیکن ان دنوں درد اب بھی موجود تھا، اور بڑھ رہا ہے، اگر کچھ بھی ہو، بدتر۔ چانس، ایک پیدائشی کمزوری، اس کی فٹ بائنڈر ثابت ہو رہی تھی۔ ایڈونچر کا اختتام، ایلی نے سوچا۔ میرے پاؤں سے دھوکہ دیا. فٹ بائنڈنگ کی تصویر اس کے ساتھ رہی۔

گڈڈم چائنیز، اس نے ولسن کے بھوت کی بازگشت سنائی۔

"کچھ لوگوں کے لیے زندگی بہت آسان ہوتی ہے،" وہ جبریل فرشتہ کی بانہوں میں رو دی تھی۔

"ان کے پھٹے ہوئے پاؤں کیوں نہیں نکلتے؟" اس نے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔ "آپ کے لیے، یہ ہمیشہ ایک جدوجہد ہو سکتی ہے،" انہوں نے کہا۔ "تم یہ بہت زیادہ چاہتے ہو۔"

کلاس اس کا انتظار کر رہی تھی، پریتوں کی اس ساری گفتگو سے بے چین ہو رہی تھی۔ وہ _the_کہانی، اس کی کہانی چاہتے تھے۔ وہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہونا چاہتے تھے۔ _کیا آپ جانتی ہیں کہ یہ کیسا محسوس ہوتا ہے_، وہ ان سے پوچھنا چاہتی تھی، _اپنی پوری زندگی کو ایک لمحے میں، چند گھنٹے طویل کرنے کے لیے؟

کیا آپ جانتی ہیں کہ جب واحد سمت نیچے ہو تو کیسا ہوتا ہے؟ _"میں شیرپا پیمبا کے ساتھ دوسری جوڑی میں تھی،" اس نے کہا۔ "موسم بالکل ٹھیک، کامل تھا۔ اتنا صاف آپ نے محسوس کیا کہ آپ آسمان سے کسی بھی چیز میں دائیں طرف دیکھ سکتے ہیں۔

Machine Translated by Google

اس سے آگے لیٹنا. پہلی جوڑی اب تک چوٹی پر پہنچ چکی ہوگی، میں نے پیمبا سے کہا۔ حالات برقرار ہیں اور ہم جا سکتے ہیں۔ پیمبا بہت سنجیدہ ہوا، کافی تبدیلی، کیونکہ وہ مہم جوؤں میں سے ایک تھا۔ وہ اس سے پہلے کبھی بھی سربراہی اجلاس میں نہیں گیا تھا۔ اس مرحلے پر میرے پاس آکسیجن کے بغیر جانے کا کوئی منصوبہ نہیں تھا، لیکن جب میں نے دیکھا کہ پیمبا نے اس کا ارادہ کیا ہے تو میں نے سوچا، ٹھیک ہے، میں بھی۔ یہ ایک احمقانہ خواہش تھی، غیر پیشہ ورانہ، واقعی، لیکن میں اچانک اس کمینے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھی ایک عورت بننا چاہتا تھا، ایک انسان، سانس لینے کی مشین نہیں۔ پیمبا نے کہا، علی بی بی، مت کرو، لیکن میں نے ابھی شروع کیا. تھوڑی دیر میں ہم دوسرے لوگوں کو نیچے آتے ہوئے گزرے اور میں ان کی آنکھوں میں حیرت انگیز چیز دیکھ سکتا تھا۔ وہ اتنے اونچے تھے، اتنی بلندی کے مالک تھے کہ انہوں نے یہ بھی محسوس نہیں کیا کہ میں نے آکسیجن کا سامان نہیں پہنا ہوا تھا۔ ہوشیار رہو، وہ ہماری طرف چلایا، فرشتوں کو دیکھو۔ پیمبا سانس لینے کے اچھے انداز میں گر گیا تھا اور میں اس کے ساتھ قدموں پر گر گیا، اس کے اندر کے ساتھ سانس لے رہا تھا، اس کے باہر کے ساتھ۔ میں اپنے سر کے اوپر سے کچھ اٹھاتا ہوا محسوس کر سکتا تھا اور میں مسکرا رہا تھا، بس کان سے دوسرے کان تک مسکرا رہا تھا، اور جب پیمبا نے میری طرف دیکھا تو میں دیکھ سکتا تھا کہ وہ بھی ایسا ہی کر رہا ہے۔ یہ ایک درد کی طرح لگ رہا تھا، لیکن یہ صرف ایک احمقانہ خوشی تھی۔" وہ ایک ایسی عورت تھی جو اپنے آپ کو چٹان کی برفانی اونچائی پر لے جانے کی سخت جسمانی مشقت سے، روح کے معجزات سے بالاتر ہو گئی تھی۔ "اس لمحے،" اس نے لڑکیوں سے کہا، جو راستے کے ہر قدم پر اس کے ساتھ چڑھ رہی تھیں، "میں نے اس سب پر یقین کیا: کہ کائنات میں ایک آواز ہے، کہ آپ پردہ اٹھا سکتے ہیں اور خدا کا چہرہ دیکھ سکتے ہیں، سب کچھ۔ میں نے اپنے نیچے ہمالیہ کو پھیلا ہوا دیکھا اور وہ بھی خدا کا چہرہ تھا۔ پیمبا نے میرے تاثرات میں کچھ ایسا ضرور دیکھا ہوگا جس نے اسے پریشان کیا تھا کیونکہ اس نے پکارا، باہر دیکھو، علی بی بی، قد۔ مجھے آخری اوور بینگ اور اوپر تک تیرنے کا طریقہ یاد ہے، اور پھر ہم وہاں تھے، ہر طرف سے زمین گر رہی تھی۔ ایسی روشنی؛ کائنات کو روشنی میں پاک کیا گیا ہے۔ میں اپنے کپڑے پھاڑ کر اسے اپنی جلد میں بھگو دینا چاہتا تھا۔" کلاس سے کوئی ٹِٹر نہیں؛ وہ دنیا کی چھت پر اس کے ساتھ ننگے رقص کر رہے تھے۔ ، سورج سے آبشار کی طرح چمکتی ہوئی چمک ، اور فرشتے تھے ، دوسرے مذاق نہیں کر رہے تھے۔ میں نے انہیں دیکھا اور اسی طرح شیرپا پیمبا نے بھی دیکھا۔ تب تک ہم گھٹنوں کے بل ہو چکے تھے۔ اس کے شاگرد خالص سفید نظر آتے تھے اور میرے بھی، مجھے یقین ہے۔ ہم شاید وہیں مر گئے ہوں گے، مجھے یقین ہے، برفانی اور پہاڑی بے وقوف، لیکن پھر میں نے بندوق کی طرح ایک شور، ایک تیز، تیز رپورٹ سنی۔ اس نے مجھے اس سے باہر نکال دیا۔ مجھے پیم پر چیخنا پڑا یہاں تک کہ اس نے بھی خود کو ہلا دیا اور ہم نیچے اتر گئے۔ موسم تیزی سے بدل رہا تھا۔ ایک برفانی طوفان راستے میں تھا۔ ہوا اب بھاری تھی، اس روشنی کے بجائے بوجھ، وہ ہلکا پن. ہم ابھی میٹنگ پوائنٹ تک پہنچے اور ہم چاروں نے کیمپ سکس کے چھوٹے سے خیمے میں ڈھیر ہو گئے، ستائیس ہزار فٹ۔ آپ وہاں زیادہ بات نہیں کرتے۔ ہم سب کے پاس اپنے ایورسٹوں کو ساری رات دوبارہ چڑھنا تھا۔ لیکن کسی وقت میں نے پوچھا: "وہ شور کیا تھا؟ کیا کسی نے بندوق چلائی؟" انہوں نے مجھے ایسے دیکھا جیسے مجھے چھو لیا گیا ہو۔ اس بلندی پر کون ایسی بے وقوفانہ حرکت کرے گا، انہوں نے کہا، اور ویسے بھی، ایلی، تم اچھی طرح جانتے ہو کہ پہاڑ پر کہیں بھی بندوق نہیں ہے۔ وہ بالکل درست تھے، لیکن

Machine Translated by Google

میں نے اسے سنا، میں اتنا جانتا ہوں: وہم بام، شاٹ اور ایکو۔ بس، وہ اچانک ختم ہو گئی۔ میری زندگی کی کہانی۔" اس نے چاندی کی چھڑی اٹھائی اور روانگی کے لیے تیار ہوئی۔ ٹیچر مسز بیری حسب معمول طعنے دینے کے لیے آگے آئیں۔ لیکن لڑکیوں کو انکار نہ کیا جائے۔"تو پھر کیا تھا؟ ، ایلی؟" انہوں نے اصرار کیا؛ اور وہ، جو اچانک اپنے تینتیس سال سے دس سال بڑی نظر آرہی تھی، کندھے اچکائے۔ "نہیں کہہ سکتی،" اس نے انہیں بتایا۔ "شاید یہ مورس ولسن کا بھوت تھا۔"

وہ اپنی چھڑی پر ٹیک لگائے کلاس روم سے نکل گئی۔

اوو

شہر -مناسب لندن، یار، کم خونی نہیں! -سفید لباس میں ملبوس تھا، جیسے کسی جنازے میں سوگوار۔ جس کا خونی جنازہ، جناب جبریل فرشتہ نے خود سے سوال کیا، میرا نہیں، مجھے امید اور بھروسہ ہے۔ جب ٹرین وکٹوریہ سٹیشن پر پہنچی تو وہ اس کے مکمل رکنے کا انتظار کیے بغیر ہی باہر جا گرا، ٹخنے کو موڑ کر سامان کی ٹرالیوں اور انتظار میں بیٹھے لندن والوں کے طنز کے نیچے پھیل گیا، گرتے ہی اپنی بڑھتی ہوئی ٹوٹی ہوئی ٹوپی سے لپٹ گیا۔ . ریکھا مرچنٹ کہیں نظر نہیں آرہی تھی، اور اس لمحے کو پکڑ کر جبریل بکھرتے ہوئے ہجوم میں سے ایک آدمی کی طرح بھاگا، صرف ٹکٹ کی رکاوٹ کے پاس سے اسے ڈھونڈنے کے لیے، اپنے قالین پر صبر سے تیرتا ہوا، سب کی نظروں سے پوشیدہ لیکن اس کی اپنی، تین فٹ دور۔ زمین.

"تم کیا چاہتے ہو،" وہ پھٹ پڑا، "تمہارا میرے ساتھ کیا کام ہے؟" "تمہیں گرتے دیکھنے کے لیے،" اس نے فوراً جواب دیا۔ "ادھر دیکھو،" اس نے مزید کہا، "میں نے پہلے ہی تمہیں ایک بہت بڑے احمق کی طرح بنا دیا ہے۔"

لوگ جبریل کے آس پاس جگہ صاف کر رہے تھے، ایک اوور کوٹ اور ٹریمپی ٹوپی میں جنگلی آدمی، _وہ آدمی خود سے بات کر رہا ہے_، ایک بچے کی آواز آئی، اور اس کی ماں نے جواب دیا _ش، پیارے، مصیبت زدہ کا مذاق اڑانا برا ہے۔

لندن میں خوش آمدید۔ جبریل فرشتہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھے جو ٹیوب کی طرف نیچے جاتی تھی۔ ریکھا نے اپنے قالین پر اسے جانے دیا۔
لیکن جب وہ بہت رش میں وکٹوریہ لائن کے شمال کی طرف پلیٹ فارم پر پہنچا تو اس نے اسے دوبارہ دیکھا۔ اس بار وہ ٹریک کے پار دیوار پر 48شیٹ والے اشتہاری پوسٹر میں رنگین تصویر تھی، جس میں بین الاقوامی ڈائریکٹ -ڈائلنگ سسٹم کی خوبیوں کی تشہیر کی گئی تھی۔ _اپنی آواز کو جادوئی قالین کی سواری پر ہندوستان بھیجیں_، اس نے مشورہ دیا۔ _جن یا لیمپ کی ضرورت نہیں_ اس نے ایک زوردار چیخ ماری، ایک بار پھر اس کے ساتھی مسافروں کو اس کی عقل پر شک کرنے کا باعث بنا، اور جنوب کی جانب پلیٹ فارم کی طرف بھاگا، جہاں سے ابھی ایک ٹرین اندر آ رہی تھی۔

اس نے جہاز پر چھلانگ لگائی، اور وہاں ریکھا مرچنٹ اس کے سامنے قالین لپیٹے گھٹنوں کے بل لیٹی تھی۔ اس کے پیچھے دروازے زور سے بند ہو گئے۔

اس دن جبریل فرشتہ لندن شہر کے انڈر گراؤنڈ کے ارد گرد ہر طرف بھاگا اور ریکھا مرچنٹ جہاں بھی گیا اسے پایا۔ وہ آکسفورڈ سرکس کے لامتناہی اپ ایسکلیٹر پر اس کے پاس بیٹھی تھی اور ٹفنل پارک کی سختی سے بھری لفٹوں میں اس نے پیچھے سے اس کے خلاف اس انداز سے رگڑ دیا تھا کہ اس نے اپنی زندگی میں کافی اشتعال انگیز سوچا ہوگا۔ میٹروپولیٹن لائن کے بیرونی حصے پر اس نے اپنے بچوں کے پریت کو پنجوں کی طرح درختوں کی چوٹیوں سے پھینکا، اور جب وہ

Machine Translated by Google

بینک آف انگلینڈ کے باہر ہوا کے لیے آئی اس نے اپنے آپ کو تاریخی طور پر اس کے نو کلاسیکی پیڈیمنٹ کی چوٹی سے اڑا دیا۔ اور اگرچہ اسے شہروں کے اس سب سے زیادہ پروٹین اور گرگٹ کی حقیقی شکل کا کوئی اندازہ نہیں تھا، اسے یقین ہو گیا کہ اس کے نیچے دوڑتے ہوئے اس کی شکل بدلتی رہتی ہے، تاکہ زیر زمین اسٹیشنوں نے لائنیں بدلیں اور ایک دوسرے کے پیچھے چلیں۔ بظاہر بے ترتیب ترتیب۔ ایک سے زیادہ بار وہ دم گھٹتا ہوا، اس زیر زمین دنیا سے نکلا جس میں جگہ اور وقت کے قوانین نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا، اور ٹیکسی کو خوش کرنے کی کوشش کی۔ تاہم، کوئی رکنے کو تیار نہیں تھا، اس لیے وہ اس جہنمی بھولبلییا میں، بغیر کسی حل کے اس بھولبلییا میں چھلانگ لگانے کا پابند تھا، اور اپنی مہاکاوی پرواز کو جاری رکھتا تھا۔ آخر کار، امید سے باہر ہو کر، اس نے اپنے پاگل پن کی مہلک منطق کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور من مانی طور پر باہر نکلا جسے اس نے تسلیم کیا کہ تجدید کے تصور کی تلاش میں اس کے طویل اور بے مقصد سفر کا آخری، بے معنی اسٹیشن ہونا چاہیے۔ وہ ایک لاری کی طرف سے کوڑے سے اُڑی ہوئی گلی کی دل دہلا دینے والی بے حسی میں باہر آیا۔ ٹنگسٹن لیمپ کے ایکٹوپلاسمک معیار کی وجہ سے ایک نامعلوم پارک میں جو کہ وہ اپنی امید کے آخری ذخائر کو استعمال کرتے ہوئے بے ترتیبی سے چل رہا تھا، اندھیرا پہلے ہی گر چکا تھا۔ جب وہ سردیوں کی رات کی تنہائی میں گھٹنوں کے بل ڈوبا تو اس نے ایک عورت کی شکل دیکھی جو برف سے ڈھکی گھاس کے اس پار آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہی تھی، اور اندازہ لگایا کہ یہ اس کی شہنشاہ، ریکھا مرچنٹ ہے، جو اسے موت کا بوسہ دینے آ رہی ہے۔ اسے نیچے گھسیٹنے کے لیے اس سے کہیں زیادہ گہری انڈرورلڈ میں جس میں اس نے اس کی زخمی روح کو توڑا تھا۔ اس نے مزید پرواہ نہیں کی، اور جب وہ عورت اس کے پاس پہنچی تو وہ اپنے بازوؤں پر گر چکا تھا، اس کا کوٹ اس کے گرد ڈھیلے سے لٹک رہا تھا اور اسے ایک بڑے، مرتے ہوئے چقندر کی طرح دکھائی دے رہا تھا، جس نے غیر واضح وجوہات کی بنا پر، ایک گندا سرمئی پہنا ہوا تھا۔ ٹریلبی ٹوپی.

گویا بہت دور سے اس نے عورت کے ہونٹوں سے ایک چونکنے والی چیخ سنی، ایک ہانپ جس میں بے اعتنائی، خوشی اور ایک عجیب سی ناراضگی سب گھل مل گئی، اور اس کے ہوش چھوڑنے سے پہلے وہ سمجھ گیا کہ ریکھا نے اسے اجازت دے دی ہے، اس وقت کے لیے۔ ایک محفوظ پناہ گاہ کے وہم تک پہنچنے کے لیے، تاکہ اس پر اس کی فتح اس سے زیادہ میٹھی ہو جب یہ آخری وقت پر آئے۔

"تم زندہ ہو،" عورت نے اپنے پہلے الفاظ کو دہراتے ہوئے کہا جو اس نے کبھی اس کے چہرے سے کہے تھے۔ "تمہاری زندگی واپس آگئی۔ یہی بات ہے۔" مسکراتے ہوئے وہ گرتی برف میں ایلی کے چپٹے پاؤں پر سو گیا۔

Machine Translated by Google

چہارم عائشہ

یہاں تک کہ سیریل ویژن بھی اب ہجرت کر چکے ہیں۔ وہ شہر کو اس سے بہتر جانتے ہیں۔
اور روزا اور ریکھا کے بعد اس کے قدیمی دوسرے نفس کے خوابوں کی دنیایں اتنی ہی ٹھوس لگنے لگتی ہیں جتنی بدلتی ہوئی حقیقتوں کی طرح وہ جاگتے ہوئے رہتا ہے۔ مثال کے طور پر، یہ آنا شروع ہو گیا ہے: لندن کے ایک حصے میں ڈچ انداز میں بنایا گیا ایک مینشن بلاک جسے وہ بعد میں کینسنگٹن کے نام سے شناخت کرے گا، جس کا خواب اسے بارکرز ڈپارٹمنٹ اسٹور کے پاس سے تیز رفتاری سے اڑتا ہے اور ایک چھوٹا سا گرے ہاؤس جس میں ڈبل ہے۔ یے کھڑکیاں جہاں ٹھاکرے نے _وینٹی فیئر_ لکھا تھا اور کانونٹ والا چوک جہاں وردی میں ملبوس لڑکیاں ہمیشہ اندر جاتی ہیں، لیکن کبھی باہر نہیں آتیں، اور وہ گھر جہاں ٹلیرینڈ اپنے بڑھاپے میں رہتا تھا جب ہزار ایک گرگٹ کے بعد وفاداری بدل جاتی ہے اور اصول اس نے لندن میں فرانسیسی سفیر کی ظاہری شکل اختیار کی، اور ایک سات منزلہ کونے والے بلاک میں پہنچ گیا جس میں سبز بنے ہوئے -چوتھے تک لوہے کی بالکونیاں ہیں، اور اب خواب اسے گھر کی بیرونی دیوار تک لے جاتا ہے اور چوتھی منزل پر وہ کمرے کی کھڑکی کے بھاری پردوں کو ایک طرف دھکیلتا ہے اور آخر کار وہ وہاں بیٹھ جاتا ہے، ہمیشہ کی طرح سوئے ہوئے، مدھم پیلی روشنی میں آنکھیں پھیلی ہوئی ہیں، مستقبل کی طرف دیکھ رہے ہیں، داڑھی والے اور پگڑی والے امام۔

وہ کون ہے؟ ایک جلاوطنی۔ جس کے ساتھ الجھن میں نہیں پڑنا چاہیے، اس میں جانے کی اجازت ہے، دوسرے تمام الفاظ جو لوگ ادھر ادھر پھینکتے ہیں: ،émigré، expatriateپناہ گزین، تارکین وطن، خاموشی، چالاک۔ جلاوطنی شاندار واپسی کا خواب ہے۔ جلاوطنی انقلاب کا ایک وژن ہے: ایلبا، سینٹ ہیلینا نہیں۔ یہ ایک لامتناہی تضاد ہے: ہمیشہ پیچھے دیکھ کر آگے دیکھنا۔ جلاوطنی ہوا میں اونچی پھینکی جانے والی گیند ہے۔

وہ وہیں لٹکا ہوا، وقت کے ساتھ منجمد، تصویر میں ترجمہ ہوا۔ حرکت سے انکار کر دیا، اپنی آبائی زمین کے اوپر ناممکن طور پر معطل، وہ اس ناگزیر لمحے کا انتظار کر رہا ہے جس میں تصویر کو حرکت کرنا شروع کر دینا چاہیے، اور زمین اپنا دوبارہ دعویٰ کر لے گی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو امام کے خیال میں ہیں۔ اس کا گھر کرائے کا فلیٹ ہے۔ یہ ایک انتظار گاہ ہے، تصویر ہے، ہوا ہے۔

موٹا وال پیپر، کریم گراؤنڈ پر زیتون کی دھاریاں تھوڑی سی دھندلی ہو گئی ہیں، جو روشن مستطیلوں اور بیضوں پر زور دینے کے لیے کافی ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ تصویریں کہاں لٹکتی تھیں۔ امام تصویروں کا دشمن ہے۔ جب وہ تصویروں میں منتقل ہوا تو بے آواز دیواروں سے کھسک گیا اور اپنی بے ساختہ ناپسندیدگی کے غصے سے خود کو ہٹاتے ہوئے کمرے سے ڈھلک گیا۔ تاہم، کچھ نمائندگیوں کو رہنے کی اجازت ہے۔ مینٹل پیس پر وہ پوسٹ کارڈز کا ایک چھوٹا سا گروپ رکھتا ہے جس میں اپنے وطن کی روایتی تصویریں ہوتی ہیں، جسے وہ محض دیش کہتے ہیں: ایک پہاڑ جو شہر کے اوپر پھیل رہا ہے۔ ایک زبردست درخت کے نیچے گاؤں کا ایک دلکش منظر؛ ایک مسجد لیکن اس کے سونے کے کمرے میں، سخت چارپائی کا سامنا کرنے والی دیوار پر جہاں وہ لیٹا ہے، وہاں ایک زیادہ طاقتور آئیکن لٹکا ہوا ہے، ایک غیر معمولی طاقت والی عورت کا پورٹریٹ، جو یونانی مجسمے کے اپنے پروفائل اور سیاہ بالوں کے لیے مشہور ہے جو اس کے لمبے لمبے ہیں۔ بلند ہے۔ ایک طاقتور عورت، اس کی دشمن، اس کی دوسری: وہ اسے قریب رکھتا ہے۔ جس طرح وہ اپنی قدرت کے محلات میں بہت دور اس کی تصویر کو نیچے لپیٹے گی

Machine Translated by Google

اس کی شاہی چادر یا اسے اپنے گلے میں ایک لاکٹ میں چھپا کر۔ وہ مہارانی ہے، اور اس کا نام -اور کیا ہے؟ --عائشہ اس جزیرے پر، جلاوطن امام، اور دیس میں اپنے گھر میں، وہ۔ ایک دوسرے کی موت کی سازشیں کرتے ہیں۔

پردے، موٹے سنہری مخمل، سارا دن بند رکھے جاتے ہیں، کیونکہ بصورت دیگر بری چیز اپارٹمنٹ میں گھس سکتی ہے: پردیسی، بیرون ملک، اجنبی قوم۔ یہ تلخ حقیقت کہ وہ یہاں ہے اور وہاں نہیں، جس پر اس کے تمام خیالات قائم ہیں۔ ان شاذ و نادر موقعوں پر جب امام کینسنگٹن کی ہوا لینے کے لیے نکلتے ہیں، ایک چوک کے مرکز میں جو آٹھ جوانوں نے دھوپ کے چشموں اور ابھارے ہوئے سوٹوں میں تیار کیا تھا، وہ اپنے ہاتھ اپنے سامنے جوڑتا ہے اور اپنی نگاہیں ان پر جما لیتا ہے، تاکہ کوئی عنصر یا عنصر نہ ہو۔ اس نفرت انگیز شہر کا ذرہ ذرہ، گناہوں کا یہ ڈوب جو اسے پناہ دے کر اس کی تذلیل کرتا ہے، تاکہ اس کی ہوس پرستی، لالچ اور اس کے طریقوں کی باطل کے باوجود اسے اس کی نظر ہو، خاک کی طرح اپنے آپ کو جھکا سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں دھبہ۔ جب وہ اس نفرت زدہ جلاوطنی کو چھوڑ کر پوسٹ کارڈ ماؤنٹین کے نیچے اس دوسرے شہر میں فتح کے ساتھ واپس آئے گا، تو یہ فخر کا مقام ہو گا کہ وہ یہ کہہ سکے گا کہ وہ اس سدوم سے مکمل لاعلمی میں رہا جس میں اسے انتظار کرنا پڑا تھا۔ جاہل، اور اس وجہ سے غیر محفوظ، غیر تبدیل شدہ، خالص.

اور کھینچے گئے پردے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ یقیناً اس کے ارد گرد آنکھیں اور کان ہیں، سب دوستانہ نہیں ہیں۔ اورنج عمارتیں غیر جانبدار نہیں ہیں۔ گلی میں کہیں کہیں زوم لینز، ویڈیو آلات، جمبو مائکس ہوں گے۔ اور ہمیشہ سنائپرز کا خطرہ۔ امام کے اوپر اور نیچے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے محافظوں کے زیر قبضہ محفوظ اپارٹمنٹس ہیں، جو کفنوں اور چاندی کی چونچوں میں خواتین کے بھیس میں کنسنگٹن کی سڑکوں پر ٹہل رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی بہت محتاط رہنا ہے۔ پاگل پن، جلاوطنی کے لیے، بقا کی شرط ہے۔

ایک افسانہ، جسے اس نے اپنے ایک پسندیدہ، امریکی کنورٹ، سے سنا، جو پہلے ایک کامیاب گلوکار تھا، جسے اب بلال ایکس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ایک مخصوص نائٹ کلب میں جس میں امام کی عادت ہے کہ وہ اپنے لیفٹیننٹ کو کچھ دوسرے لوگوں کو سننے کے لیے بھیجتے تھے۔ بعض مخالف دھڑوں سے تعلق رکھنے والے بلال کی ملاقات دیش کے ایک نوجوان سے ہوئی جو کہ ایک گلوکار بھی تھا، تو وہ بات کرنے پر تل گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ محمود بری طرح سے خوفزدہ شخص تھا۔ اس نے حال ہی میں ایک گوری کے ساتھ _شیک اپ_ کیا تھا، ایک لمبی سرخ عورت جس میں ایک بڑی شخصیت تھی، اور پھر پتہ چلا کہ اس کی محبوبہ ریناٹا کا پچھلا عاشق ایران کے شاہ کی SAVAKاذیتی تنظیم کا جلاوطن باس تھا۔ نمبر ایک گرینڈ پنجندرم خود، کوئی معمولی سیڈسٹ نہیں ہے جس میں پیروں کے ناخن نکالنے یا پلکوں کو آگ لگانے کا ہنر ہے، بلکہ ذاتی طور پر عظیم حرامزادہ۔ محمود اور ریناٹا کے اپنے نئے اپارٹمنٹ میں منتقل ہونے کے اگلے دن محمود کے لیے ایک خط آیا۔ _اوکے، شٹ ایٹر، تم میری عورت کو چود رہے ہو، میں صرف ہیلو کہنا چاہتا تھا۔ اگلے دن دوسرا خط آیا۔

ویسے، پرک، میں بتانا بھول گیا، یہ رہا تمہارا نیا ٹیلیفون نمبر اس وقت محمود اور ریناٹا نے ایکس ڈائرکٹری کی فہرست طلب کی تھی لیکن ابھی تک ٹیلی فون کمپنی نے انہیں اپنا نیا نمبر نہیں دیا تھا۔ جب دو دن بعد یہ آیا اور بالکل ویسا ہی تھا جیسا کہ خط پر لکھا تھا، محمود کے بال ایک دم سے جھڑ گئے۔ پھر، اسے دیکھ کر

Machine Translated by Google

تکیے پر لیٹا، اس نے ریناٹا کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کی، "بیبی، میں تم سے پیار کرتا ہوں، لیکن تم میرے لیے بہت گرم ہو، براہ کرم کہیں دور چلو۔" جب امام کو یہ واقعہ سنایا گیا تو آپ نے سر ہلایا اور فرمایا کہ وہ کسبی، اس کے شہوت انگیز جسم کے باوجود اب اسے کون چھوئے گا؟ اس نے اپنے آپ پر کوڑھ سے بھی بدتر داغ لگا دیا۔ اس طرح انسان اپنے آپ کو مسخ کر لیتے ہیں۔ لیکن افسانے کے حقیقی اخلاق کو ابدی چوکسی کی ضرورت تھی۔ لندن ایک ایسا شہر تھا جس میں ساواک کے سابق باس کے ٹیلی فون کمپنی میں بہت اچھے رابطے تھے اور شاہ کا سابق شیف ہنسلو میں ایک فروغ پزیر ریستوراں چلاتا تھا۔ ایسا استقبال کرنے والا شہر، ایسی پناہ، وہ ہر قسم کا سہارا لیتے ہیں۔ پردے کھینچ کر رکھیں۔

حویلی کے فلیٹوں کے اس بلاک کی تین سے پانچ منزلیں اس وقت امام کے پاس تمام وطن ہیں۔ یہاں رائفلیں اور شارٹ ویو ریڈیو اور کمرے ہیں جن میں سوٹ والے تیز نوجوان بیٹھتے ہیں اور کئی ٹیلی فون پر فوری بات کرتے ہیں۔ یہاں کوئی شراب نہیں ہے، نہ ہی تاش یا پانسے کہیں بھی ثبوت کے طور پر ہیں، اور بوڑھے آدمی کے سونے کے کمرے کی دیوار پر صرف عورت ہی لٹکی ہوئی ہے۔ اس سروگیٹ ہوم لینڈ میں، جسے بے خوابی والا سنت اپنا انتظار گاہ یا ٹرانزٹ لاؤنج سمجھتا ہے، مرکزی حرارتی نظام رات اور دن پوری طرح سے جاری ہے، اور کھڑکیاں سختی سے بند ہیں۔ جلاوطنی کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، اور اس لیے دیش کی خشک گرمی، ایک بار اور مستقبل کی سرزمین جہاں چاند بھی گرم ہے اور ایک تازہ، مکھن والی چپاتی کی طرح ٹپک رہا ہے۔ اے وہ آرزو مند -دنیا کے اس حصے کے لئے جہاں سورج اور چاند مرد ہیں لیکن ان کی گرم میٹھی روشنی کو خواتین کے ناموں سے منسوب کیا گیا ہے۔ رات کو جلاوطنی اس کے پردوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اجنبی چاندنی کمرے میں ڈھلتی ہے، اس کی ٹھنڈک اس کی آنکھوں پر کیل کی طرح ٹکراتی ہے۔ وہ سر جھکاتا ہے، آنکھیں تنگ کرتا ہے۔ ڈھیلا ڈھالا، ہچکچاہٹ، منحوس، بیدار: یہ امام ہے۔

جلاوطنی ایک بے روح ملک ہے۔ جلاوطنی میں، فرنیچر بدصورت، مہنگا ہوتا ہے، یہ سب ایک ہی وقت میں ایک ہی اسٹور سے خریدا جاتا ہے اور بہت جلدی میں: پرانے Buicks DeSotos Oldsmobiles جیسے پنکھوں والے چاندی کے چمکدار صوفے، شیشے کے سامنے والے کتابوں کی الماری جس میں کتابیں نہیں بلکہ فائلوں کی تراشیاں ہوتی ہیں۔ جلاوطنی میں جب بھی کوئی باورچی خانے کے نل کو کھولتا ہے تو شاور گرم ہو جاتا ہے، تاکہ جب امام نہانے کے لیے جائے تو اس کا سارا سامان یاد رکھے کہ وہ کیتلی نہ بھرے اور نہ ہی گندی پلیٹ کو دھوئے، اور جب امام بیت الخلا جاتا ہے تو اس کے شاگرد چھلانگ لگاتے ہیں۔ شاور سے جل گیا۔ جلاوطنی میں کبھی کھانا نہیں پکایا جاتا۔ سیاہ تماشے والے باڈی گارڈ ٹیک وے کے لیے باہر جاتے ہیں۔ جلاوطنی میں جڑیں گرانے کی تمام کوششیں غداری کی طرح نظر آتی ہیں: وہ شکست کا اعتراف ہیں۔

امام ایک پہیے کا مرکز ہے۔

حرکت اس سے چوبیس گھنٹے پھیلتی ہے۔ اس کا بیٹا، خالد، پانی کا گلاس اٹھائے اپنے دائیں ہاتھ میں اپنی بائیں ہتھیلی سے شیشے کے نیچے رکھے اپنے حرم میں داخل ہوا۔ امام مسلسل پانی پیتے ہیں، ہر پانچ منٹ میں ایک گلاس، اپنے آپ کو صاف رکھنے کے لیے۔ ایک امریکی فلٹریشن مشین میں گھونٹ پینے سے پہلے پانی کو نجاست سے پاک کیا جاتا ہے۔ اس کے اردگرد موجود تمام نوجوان پانی پر اس کے مشہور مونوگراف سے بخوبی واقف ہیں، جس کی پاکیزگی، امام کا عقیدہ ہے، پینے والے تک، اس کی پتلی پن اور سادگی، اس کے ذائقے کی عیش و عشرت سے آگاہ کرتا ہے۔ "مہارانی،" وہ اشارہ کرتا ہے۔

Machine Translated by Google

باہر، "شراب پیتا ہے۔" برگنڈیز، کلیریٹس، ہاکس اس جسم کے اندر اپنی نشہ آور بدعنوانی کو منصفانہ اور غیر اخلاقی دونوں طرح سے ملا دیتے ہیں۔ چھٹکارے کی امید کے بغیر اسے ہمیشہ کے لیے مجرم ٹھہرانے کے لیے گناہ کافی ہے۔ اس کے سونے کے کمرے کی دیوار پر لگی تصویر میں مہارانی عائشہ کو دونوں ہاتھوں میں ایک انسانی کھوپڑی پکڑی ہوئی دکھائی دے رہی ہے جو گہرے سرخ رنگ کے سیال سے بھری ہوئی ہے۔ مہارانی خون پیتی ہے لیکن امام پانی والا ہے۔ مونوگراف نے اعلان کیا کہ "ہمارے گرم سرزمین کے لوگ اس کی تعظیم نہیں کرتے ہیں۔" "پانی، زندگی کی حفاظت کرنے والا۔ کوئی مہذب فرد کسی دوسرے کو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ایک دادی، اس کے اعضاء کبھی بھی گٹھیا کے طور پر سخت ہوں، ایک دم اٹھیں گی اور نل کے پاس جائیں گی اگر کوئی چھوٹا بچہ اس کے پاس آکر پوچھے، پانی، نانی۔ ان تمام لوگوں سے ہوشیار رہو جو اس کے خلاف گستاخی کرتے ہیں۔

جو اسے آلودہ کرتا ہے، اس کی روح کو آلودہ کرتا ہے۔"
امام نے اکثر آغا خان مرحوم کی یاد پر اپنا غصہ نکالا ہے، جس کے نتیجے میں ایک انٹرویو کا متن دکھایا گیا تھا جس میں اسماعیلیوں کے سربراہ کو ونٹیج شیمپین پیتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ ،O_جناب، یہ شیمپین صرف ظاہری نمائش کے لیے ہے۔ جیسے ہی یہ میرے ہونٹوں کو چھوتا ہے، پانی میں بدل جاتا ہے۔

دشمن، امام گرجنے والا نہیں ہے۔ مرتد، گستاخ، دھوکہ باز۔ جب مستقبل آئے گا تو ایسے افراد کا فیصلہ کیا جائے گا، وہ اپنے آدمیوں سے کہتا ہے۔ پانی کا دن ہو گا اور خون شراب کی طرح بہے گا۔ جلاوطنوں کے مستقبل کی معجزاتی نوعیت ایسی ہے: جو کچھ پہلے زیادہ گرم اپارٹمنٹ کی نامردی میں بولا جاتا ہے وہی قوموں کا مقدر بن جاتا ہے۔ ایک دن بادشاہ بننے کا یہ خواب کس نے نہیں دیکھا؟ لیکن امام ایک دن سے زیادہ کے خواب دیکھتے ہیں۔ محسوس کرتا ہے، اس کی انگلیوں سے نکلتا ہے، ارکنیڈ تار جس سے وہ تاریخ کی حرکت کو کنٹرول کرے گا۔

نہیں: تاریخ نہیں۔
اس کا ایک اجنبی خواب ہے۔

اوو

اس کا بیٹا، پانی لے جانے والا خالد، اپنے والد کے سامنے کسی مزار پر زائرین کی طرح جھک رہا ہے، اسے بتاتا ہے کہ حرم کے باہر ڈیوٹی کرنے والا گارڈ سلمان فارسی ہے۔ بلال ریڈیو ٹرانسمیٹر پر ہے، دن کا پیغام، متفقہ فریکوئنسی پر، دیش کو نشر کر رہا ہے۔

امام ایک بڑی خاموشی، ایک بے حرکت ہے۔ وہ زندہ پتھر ہے۔ اس کے بڑے گرے ہوئے ہاتھ، گرینائٹ -سرمئی، اس کی اونچی پشت والی کرسی کے پروں پر بہت زیادہ آرام کرتے ہیں۔ اس کا سر، نیچے کے جسم کے لیے بہت بڑا نظر آرہا ہے، حیرت انگیز طور پر خستہ حال گردن پر غور و فکر کرتا ہے جس کی جھلک داڑھی کے سرمئی کالے سروں سے دیکھی جا سکتی ہے۔ امام کی آنکھیں ابر آلود ہیں۔ اس کے ہونٹ نہیں ہلتے۔ وہ خالص قوت ہے، ایک بنیادی وجود؛ وہ بغیر حرکت کے حرکت کرتا ہے، بغیر کیے کام کرتا ہے، بغیر آواز کے بولتا ہے۔ وہ جادوگر ہے اور تاریخ اس کی چال ہے۔

نہیں، تاریخ نہیں: کچھ اجنبی۔
اس معمے کی وضاحت اسی لمحے کچھ مخفی ریڈیو لہروں پر سنائی دینے والی ہے، جن پر امریکی کنورٹ بلال کی آواز امام کا مقدس گیت گا رہی ہے۔ بلال مؤذن: اس کی آواز کنسنگٹن کے ایک ہیم ریڈیو میں داخل ہوتی ہے اور خواب میں دیس میں ابھرتی ہے، جو خود امام کی گرج دار تقریر میں بدل جاتی ہے۔ کے ساتھ شروع

Machine Translated by Google

مہارانی کے ساتھ رسمی بدسلوکی، اس کے جرائم، قتل، رشوت، چھپکلیوں کے ساتھ جنسی تعلقات اور اسی طرح کی فہرستوں کے ساتھ، وہ آخر کار آواز میں امام کی رات کے وقت اپنے لوگوں کو اپنی ریاست کی برائی کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ "ہم ایک انقلاب برپا کریں گے،" امام نے اس کے ذریعے اعلان کیا، "یہ نہ صرف ایک ظالم کے خلاف بلکہ تاریخ کے خلاف بغاوت ہے۔" کیونکہ عائشہ سے آگے ایک دشمن ہے اور وہ خود تاریخ ہے۔ تاریخ وہ خون ہے -شراب جسے اب پینا نہیں چاہیے۔ تاریخ نشہ، شیطان کی تخلیق اور قبضہ، عظیم الشان شیطان، سب سے بڑا جھوٹ --ترقی، سائنس، حقوق --جس کے خلاف امام نے اپنا چہرہ کھڑا کیا ہے۔ تاریخ راہ سے ہٹنا ہے، علم ایک فریب ہے، کیونکہ علم کا مجموعہ اس دن مکمل ہو گیا تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے مہوند پر اپنی وحی ختم کی۔ "ہم تاریخ کے پردے کو کھول دیں گے،" بلال نے سننے والی رات میں اعلان کیا، "اور جب اس کو کھول دیا جائے گا، تو ہم جنت کو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ کھڑا دیکھیں گے۔" امام نے اپنی آواز کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کام کے لیے بلال کا انتخاب کیا، جو اپنے پچھلے اوتار میں ایک بار نہیں بلکہ درجن بھر مرتبہ ہٹ پریڈ کے ایورسٹ کو سر کرنے میں کامیاب ہوا۔ آواز امیر اور مستند ہے، سننے کی عادت میں ایک آواز؛ اچھی پرورش یافتہ، اعلیٰ تربیت یافتہ، امریکی اعتماد کی آواز، مغرب کا ایک ہتھیار اس کے بنانے والوں کے خلاف ہو گیا، جس کی طاقت مہارانی اور اس کے ظلم کو برقرار رکھتی ہے۔ ابتدائی دنوں میں بلال ایکس نے اپنی آواز کی ایسی وضاحت پر احتجاج کیا۔ وہ بھی ایک مظلوم قوم سے تعلق رکھتا تھا، اس نے اصرار کیا، اس لیے اسے یانکی سامراجیوں سے تشبیہ دینا ناانصافی ہے۔ امام نے نرمی کے بغیر جواب دیا: بلال تمہاری تکلیف بھی ہماری ہے۔ لیکن اقتدار کے گھر میں پرورش پانے کے لیے اس کے طریقے سیکھنا ہے، ان کو بھگونا ہے، اسی جلد سے جو آپ کے ظلم کی وجہ ہے۔ طاقت کی عادت، اس کی لکڑی، اس کی کرنسی، اس کا دوسروں کے ساتھ رہنے کا طریقہ۔ یہ ایک بیماری ہے، بلال، اس کے قریب آنے والے تمام لوگوں کو متاثر کرتی ہے۔ اگر طاقتور آپ کو روندتا ہے، تو آپ ان کے پاؤں کے تلووں سے متاثر ہوتے ہیں۔

بلال اندھیرے کا پتہ لگاتا رہا۔ "شہنشاہ عائشہ کے ظلم پر موت، کیلنڈروں کی، امریکہ کی، وقت کی! ہم ابدیت، بے وقتی، خدا کی تلاش کرتے ہیں۔ اس کا ساکت پانی، اس کی بہتی شراب نہیں۔" کتابوں کو جلا دو اور کتاب پر بھروسہ کرو۔ کاغذات کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کلام سنو، جیسا کہ فرشتہ جبریل نے رسول مہاونڈ پر نازل کیا تھا اور آپ کے ترجمان اور امام نے اس کی وضاحت کی تھی۔ "آمین" بلال نے رات کی کارروائی ختم کرتے ہوئے کہا۔ جب کہ، اپنے حرم میں، امام اپنا ایک پیغام بھیجتا ہے: اور عظیم فرشتہ جبریل کو بلاتا ہے، جادو کرتا ہے۔

اوو

وہ خواب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے: دیکھنے کے لیے کوئی فرشتہ نہیں، بس ایک آدمی اپنے عام گلیوں کے کپڑوں میں، ہینری ڈائمنڈ کے بعد از مرگ ہینڈ می-ڈاؤن: گیبارڈائن اور ٹریلبی اوور سائز ٹراؤزر جس میں منحنی خطوط وحدانی، ایک مچھیرے کا اونی پل اوور، بلووی سفید قمیض۔ یہ خواب جبرئیل بیدار کی طرح امام کے حرم میں کانپتے ہوئے کھڑا ہے۔

Machine Translated by Google

آنکھیں بادلوں کی طرح سفید ہیں۔
جبریل اپنے خوف کو چھپانے کے لیے بے وقوفانہ انداز میں بولتا ہے۔
"مہاجر فرشتوں پر اصرار کیوں؟ وہ دن، آپ کو معلوم ہونا چاہیے، گزر چکے ہیں۔"
امام نے آنکھیں بند کر لیں، آہیں بھریں۔ قالین لمبے بالوں والے ٹینڈرلز کو باہر نکالتا ہے، جو جبریل کے گرد لپیٹ کر اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔
"تمہیں میری ضرورت نہیں ہے،" جبریل زور دیتا ہے۔ "وحی مکمل ہو گئی ہے۔ مجھے جانے دو۔"

دوسرا سر ہلاتا ہے، اور بولتا ہے، سوائے اس کے کہ اس کے ہونٹ نہیں ہلتے، اور یہ بلال کی آواز ہے جو جبریل کے کانوں میں بھرتی ہے، حالانکہ براڈکاسٹر کہیں نظر نہیں آتا، _آج رات ہے_، آواز کہتی ہے، _اور تمہیں مجھے اڑانا چاہیے۔ یروشلم کو_

پھر اپارٹمنٹ پگھل جاتا ہے اور وہ پانی کے ٹینک کے پاس چھت پر کھڑے ہوتے ہیں، کیونکہ امام جب حرکت کرنا چاہتا ہے، خاموش رہ سکتا ہے اور اپنے اردگرد کی دنیا کو حرکت دے سکتا ہے۔ اس کی داڑھی ہوا میں اڑ رہی ہے۔ اب یہ طویل ہے؛ اگر ہوا نہ ہوتی جو اس کو اس طرح پکڑتی ہے جیسے یہ بہتا ہوا شفان سکارف ہے، تو یہ اس کے پاؤں سے زمین کو چھو لیتا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہیں، اور اس کی آواز آسمان میں اس کے گرد گھومتی ہے۔ مجھے لے جاؤ. جبریل نے دلیل دی، ایسا لگتا ہے کہ آپ یہ آسانی سے خود کر سکتے ہیں: لیکن امام، حیرت انگیز تیزی کی ایک ہی حرکت میں، اپنی داڑھی کو اپنے کندھے پر لپیٹتے ہیں، اپنی اسکرٹ کو اوپر اٹھاتے ہیں تاکہ بالوں کے تقریباً خوفناک ڈھانپے ہوئے دو دبیز ٹانگوں کو ظاہر کر سکیں، اور چھلانگ لگاتے ہیں۔ رات کی ہوا میں اونچی، اپنے آپ کو گھوماتا ہے، اور جبریل کے کندھوں پر بیٹھ جاتا ہے، اس کے ساتھ انگلیوں کے ناخنوں سے جکڑ لیتا ہے جو لمبے، مڑے ہوئے پنجوں میں بڑھ چکے ہیں۔ جبریل اپنے آپ کو آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے محسوس کر رہا ہے، سمندر کے بوڑھے آدمی کو اٹھائے ہوئے ہے، امام جس کے بال منٹوں میں لمبے ہوتے ہیں، ہر سمت بہہ رہے ہیں، اس کی بھنویں ہوا میں پیننٹس کی طرح ہیں۔

یروشلم، وہ حیران ہے، یہ کون سا راستہ ہے؟ --اور پھر، یہ ایک پھسلنے والا لفظ ہے، یروشلم، یہ ایک خیال کے ساتھ ساتھ ایک جگہ بھی ہو سکتا ہے: ایک مقصد، ایک سربلندی۔ امام کا یروشلم کہاں ہے؟ "کسبی کا زوال" اس کے کانوں میں منقسم آواز گونجی۔ "اس کا حادثہ، بابلی کسبی۔"

وہ رات بھر زوم کرتے ہیں۔ چاند گرم ہو رہا ہے، گرل کے نیچے پنیر کی طرح بلبلا ہونے لگا ہے۔ وہ، جبریل، وقتاً فوقتاً اس کے ٹکڑوں کو گرتے دیکھتا ہے، چاند کی ٹپکتی ہے جو آسمان کی چمکتی ہوئی گرل پر سسکاریاں اور بلبلا کرتی ہے۔

ان کے نیچے زمین دکھائی دیتی ہے۔ گرمی کی شدت میں اضافہ ہوتا ہے۔
یہ ایک بہت بڑا زمین کی تزئین کی ہے، سرخی مائل، فلیٹ ٹاپ درختوں کے ساتھ۔ وہ پہاڑوں پر اڑتے ہیں جو چپٹی چوٹی بھی ہیں۔ یہاں تک کہ پتھر بھی گرمی سے چپٹے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ تقریباً بالکل مخروطی طول و عرض کے ایک اونچے پہاڑ پر آتے ہیں، ایک ایسا پہاڑ جو دور ایک مینٹیل پیس پر پوسٹ کارڈ بنا بیٹھا ہے۔ اور پہاڑ کے سائے میں، ایک شہر، اپنے قدموں پر ایک دعا کرنے والے کی طرح پھیلا ہوا، اور پہاڑ کی نچلی ڈھلوانوں پر، ایک محل، محل، اس کی جگہ: مہارانی، جسے ریڈیو پیغامات نے بے ساختہ بنایا ہے۔ یہ ریڈیو بیمس کا انقلاب ہے۔

جبریل، امام کے ساتھ قالین کی طرح سوار ہو کر نیچے جھپٹتا ہے، اور بھاپ بھری رات میں ایسا لگتا ہے جیسے سڑکیں زندہ ہیں، وہ سانپوں کی طرح سسک رہی ہیں۔ جبکہ مہارانی کی شکست کے محل کے سامنے ایک نئی پہاڑی ہے۔

Machine Translated by Google

لگتا ہے بڑھتا جا رہا ہے، _جب ہم دیکھتے ہیں بابا، یہاں کیا ہو رہا ہے؟ _امام کی آواز آسمان پر گونجی: "نیچے آؤ میں تمہیں پیار دکھاؤں گا۔"
وہ چھت پر ہوتے ہیں --سطح پر جب جبریل کو احساس ہوتا ہے کہ سڑکیں لوگوں سے بھری ہوئی ہیں۔ انسان، ان سانپوں کے راستوں میں اس قدر بھرے ہوئے ہیں کہ وہ ایک بڑی، جامع ہستی، بے لگام، ناگن میں گھل مل گئے ہیں۔ لوگ آہستہ آہستہ، یکساں رفتار سے، نیچے گلیوں میں، نیچے گلیوں میں، نیچے کی گلیوں میں، نیچے کی طرف کی سڑکیں ہائی ویز میں، سب کے سب گرینڈ ایونیو، بارہ لین چوڑے اور دیو ہیکل یوکلپٹس کے درختوں سے جڑے ہوئے، ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ محل کے دروازے ایوینیو انسانیت سے بھری ہوئی ہے۔ یہ نئے، کئی سر والے وجود کا مرکزی عضو ہے۔ ستر کے برابر، لوگ بڑی سنجیدگی سے مہارانی کے دروازوں کی طرف چل پڑے۔ جس کے سامنے اس کے گھریلو محافظ مشین گنوں کے ساتھ تین صفوں میں لیٹے، گھٹنے ٹیک کر اور کھڑے انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ بندوقوں کی طرف ڈھلوان پر چل رہے ہیں۔ ایک وقت میں ستر، وہ رینج میں آتے ہیں۔ بندوقیں بجتی ہیں، اور وہ مر جاتے ہیں، اور پھر اگلے ستر مرنے والوں کی لاشوں پر چڑھتے ہیں، بندوقیں ایک بار پھر ہنستی ہیں، اور مُردوں کی پہاڑی بلند ہوتی جاتی ہے۔

اس کے پیچھے والے، اپنی باری میں، چڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ شہر کے اندھیرے دروازوں میں مائیں سر ڈھانپے اپنے پیارے بیٹوں کو پریڈ میں دھکیل رہی ہیں، _جاؤ، شہید ہو جاؤ، حاجت روائی کرو، مرو_ "تم نے دیکھا کہ وہ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں،" بے ساختہ آواز کہتی ہے۔ "زمین پر کوئی بھی ظلم اس سست، چلتی ہوئی محبت کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

"یہ محبت نہیں ہے،" جبریل نے روتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ نفرت ہے۔ اس نے انہیں تمہاری بانہوں میں لے لیا ہے۔" وضاحت پتلی، سطحی لگتی ہے۔
"وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں،" امام کی آواز کہتی ہے، "کیونکہ میں پانی ہوں، میں زرخیزی ہوں اور وہ زوال پذیر ہے۔ وہ مجھ سے میری گھڑیوں کو توڑنے کی عادت کی وجہ سے پیار کرتے ہیں۔ جو انسان خدا سے منہ موڑتا ہے وہ محبت اور یقین سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ اس کے لامحدود وقت کا احساس، جو ماضی، حال اور مستقبل کو گھیرے ہوئے ہے؛ لازوال وقت، جسے منتقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ابدی کے لیے ترستے ہیں، اور میں ابدیت ہوں۔ وہ کچھ بھی نہیں ہے: ایک ٹک، یا ٹک۔ وہ اندر دیکھتی ہے۔ اس کا آئینہ ہر روز اور گزرتے وقت کے خیال سے گھبرا جاتا ہے، اس طرح وہ اپنی فطرت کی قیدی ہے، وہ بھی وقت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے، انقلاب کے بعد کوئی گھڑی نہیں رہے گی، ہم لاٹ توڑ دو۔ کلاک_ کا لفظ ہماری لغت سے مٹا دیا جائے گا۔ انقلاب کے بعد کوئی سالگرہ نہیں ہوگی۔ ہم سب دوبارہ پیدا ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہم سب کی عمر ایک جیسی ہے۔"

وہ اب خاموش ہو جاتا ہے، کیونکہ ہمارے نیچے وہ عظیم لمحہ آ گیا ہے: لوگ بندوقوں تک پہنچ چکے ہیں۔ جن کو اپنی باری میں خاموش کر دیا جاتا ہے، جیسے لوگوں کے لامتناہی ناگ، اٹھے ہوئے عوام کا بہت بڑا ازگر، محافظوں کو گلے لگاتا ہے، ان کا دم گھٹتا ہے، اور ان کے ہتھیاروں کی مہلک قہقہوں کو خاموش کر دیتا ہے۔ امام نے زور سے آہ بھری۔ "ہو گیا۔"

محل کی روشنیاں بجھ جاتی ہیں جیسے لوگ پہلے کی طرح ناپے ہوئے رفتار سے اس کی طرف چلتے ہیں۔ پھر، اندھیرے محل کے اندر سے، ایک خوفناک آواز بلند ہوتی ہے، جو ایک اونچی، پتلی، چھیدنے والی آہوں کے طور پر شروع ہوتی ہے، پھر ایک چیخ میں گہرائی تک جاتی ہے، ایک آواز اتنی بلند ہوتی ہے کہ اس کی ہر کرن کو بھر دیتا ہے۔

Machine Translated by Google

اپنے غصے کے ساتھ شہر. پھر محل کا سنہرا گنبد انڈے کی طرح پھٹتا ہے اور اس سے اٹھنا، سیاہی کے ساتھ چمکتا ہے، ایک افسانوی شکل ہے جس میں وسیع سیاہ پروں ہیں، اس کے بال ڈھیلے ہیں، لمبے اور کالے ہیں جیسے امام کے لمبے اور سفید ہیں: لات، جبریل سمجھ گیا، عائشہ کے خول سے پھٹ رہا ہے۔

"اسے مار ڈالو،" امام حکم دیتا ہے۔

جبریل نے اسے محل کی رسمی بالکونی میں بٹھایا، اس کے بازو پھیلائے ہوئے لوگوں کی خوشیوں کو گھیرے میں لے لیا، ایسی آواز جو دیوی کی چیخوں کو بھی غرق کر دیتی ہے اور ایک گانے کی طرح اٹھتی ہے۔ اور پھر اسے ہوا میں دھکیل دیا جا رہا ہے، اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، وہ جنگ کے لیے جا رہا ہے۔ اور وہ، اسے آتا دیکھ کر، مڑتی، ہوا میں جھکتی، اور، خوف سے کراہتی، اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس کے پاس آتی ہے۔ جبریل سمجھتا ہے کہ امام، ہمیشہ کی طرح پراکسی کے ذریعے لڑ رہے ہیں، اسے اتنی ہی آسانی سے قربان کر دیں گے جس طرح اس نے محل کے دروازے پر لاشوں کی پہاڑی کی تھی، کہ وہ مولوی کی خدمت میں ایک خودکش سپاہی ہے۔ میں کمزور ہوں، وہ سوچتا ہے، میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں، لیکن وہ بھی اپنی شکست سے کمزور ہو گئی ہے۔ امام کی طاقت جبریل کو حرکت دیتی ہے، اس کے ہاتھوں میں گرج چمکتی ہے، اور جنگ میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ اس کے پاؤں میں بجلی کے نیزے پھینکتا ہے اور اس نے دومکیت کو اس کی کمر میں ڈال دیا، _ہم ایک دوسرے کو مار رہے ہیں_، وہ سوچتا ہے،_ ہم مر جائیں گے اور خلا میں دو نئے برج پیدا ہوں گے: ال لات اور جبریل_۔ لاشوں سے بھرے میدان میں تھکے ہارے جنگجوؤں کی طرح، وہ لرزتے اور ٹوٹتے ہیں۔ دونوں تیزی سے ناکام ہو رہے ہیں۔

وہ گر جاتی ہے۔

وہ نیچے گرتی ہے، رات کی ال لات ملکہ؛ زمین پر الٹا ٹکرا جاتا ہے، اس کے سر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور جھوٹ، ایک سر کے بغیر کالا فرشتہ، اپنے پروں کے ساتھ، محل کے باغات کے ایک چھوٹے سے وکٹ گیٹ سے، سب ایک کچے ڈھیر میں۔ -اور جبریل، خوف سے اس سے دور دیکھتا ہے، امام کو دیکھتا ہے کہ وہ شیطانی ہو گئے، محل کے صحن میں دروازے پر منہ کھولے جمائی لے رہے ہیں۔ جب لوگ دروازوں سے گزرتے ہیں تو وہ انہیں پوری طرح نگل جاتا ہے۔

لات کا جسم گھاس پر سکڑ گیا ہے، اس کے پیچھے صرف ایک سیاہ داغ رہ گیا ہے۔ اور اب دیس کے دارالحکومت کی ہر گھڑی بجنے لگتی ہے، اور مسلسل چلتی ہے، بارہ سے آگے، چوبیس سے آگے، ایک ہزار ایک سے آگے، وقت کے خاتمے کا اعلان کرتی ہے، وہ گھنٹہ جو ناپ تول سے باہر ہے، قیامت کا گھنٹہ۔ جلاوطنی کی واپسی، شراب پر پانی کی فتح، امام کے اتحاد کے آغاز کا۔

اوو

جب رات کی کہانی بدل جاتی ہے، جب بغیر کسی انتباہ کے، واقعات کی پیشرفت انجابلیہ اور یثرب کی پیش رفت امام اور مہارانی کی جدوجہد کو راستہ دیتی ہے، جبریل مختصر طور پر امید کرتا ہے کہ لعنت ختم ہو گئی ہے، کہ اس کے خواب عام زندگی کے بے ترتیب سنکیوں پر بحال ہو گئے ہیں۔ ; لیکن پھر، جیسا کہ نئی کہانی بھی، پرانے نمونے میں آتی ہے، ہر بار جاری رکھتے ہوئے وہ عین اس مقام سے ہٹ جاتا ہے جہاں اس میں خلل پڑا تھا، اور اس کی اپنی تصویر کے طور پر، جس کا ترجمہ مہاراج کے اوتار میں کیا گیا تھا، دوبارہ داخل ہوتا ہے۔ فریم، تو اس کی امید دم توڑ جاتی ہے، اور وہ ایک بار پھر بے بسی کے سامنے جھک جاتا ہے۔ حالات اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں پر اس کی رات کی کچھ کہانیاں نظر آتی ہیں۔

Machine Translated by Google

دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قابل برداشت، اور امام کی قیامت کے بعد جب اگلی داستان شروع ہوتی ہے تو وہ تقریباً خوشی محسوس کرتا ہے، اس کے اندرونی ذخیرے کو بڑھاتا ہے، کیونکہ کم از کم اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوتا جسے اس نے، جبریل نے قتل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، وہ خدا کا خدا ہو سکتا ہے۔ محبت، نیز انتقام، طاقت، فرض، قوانین اور نفرت میں سے ایک؛ اور یہ بھی، کھوئے ہوئے وطن کی ایک پرانی کہانی ہے۔ یہ ماضی میں واپسی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ . . یہ کیا کہانی ہے؟ ابھی اوپر آتا ہوں. شروع میں شروع کرنا: اپنی چالیسویں سالگرہ کی صبح تتلیوں سے بھرے کمرے میں مرزا سعید اختر نے اپنی سوئی ہوئی بیوی کو دیکھا۔

اوو

اپنی چالیسویں سالگرہ کی پرآشوب صبح، تتلیوں سے بھرے کمرے میں، زمیندار مرزا سعید اختر نے اپنی سوئی ہوئی بیوی کو دیکھا، اور محسوس کیا کہ اس کا دل محبت سے پھٹ پڑا ہے۔ وہ ایک بار کے لیے سویرے بیدار ہوا تھا، صبح سے پہلے ایک برا خواب اپنے منہ میں کھٹے ہوئے، دنیا کے خاتمے کا اس کا بار بار آنے والا خواب، جس میں تباہی ہمیشہ اس کی غلطی تھی۔ وہ رات سے پہلے نطشے کو پڑھ رہا تھا --"انسان کہلانے والی اس چھوٹی، حد سے زیادہ پھیلی ہوئی پرجاتیوں کا بے رحم انجام" --اور کتاب اپنے سینے پر نیچے کی طرف رکھے سو گیا تھا۔ ٹھنڈی، سایہ دار بیڈ روم میں تتلی کے پروں کی سرسراہٹ سے جاگتے ہوئے، اسے اپنے آپ سے غصہ آیا کہ وہ پلنگ کے کنارے پڑھنے کے معاملے میں اپنے انتخاب میں اس قدر بے وقوف ہے۔ تاہم وہ اب کافی حد تک جاگ رہا تھا۔ خاموشی سے اٹھ کر اس نے اپنے پاؤں چپلوں میں ڈالے اور بڑی حویلی کے برآمدے کے ساتھ بے بسی سے ٹہلنے لگا، اندھیرے میں اندھیرے کی وجہ سے، اور تتلیاں اس کی پیٹھ پر درباریوں کی طرح ٹہل رہی تھیں۔ دور دور سے کوئی بانسری بجا رہا تھا۔ مرزا سعید نے چوزے کے پردے بنائے اور ان کی ڈوریاں باندھ دیں۔ باغ دھند میں گھرے تھے، جن میں تتلی کے بادل گھوم رہے تھے، ایک دھند دوسرے کو کاٹ رہی تھی۔ یہ دور افتادہ خطہ اپنے لیپیڈوپٹرا کے لیے ہمیشہ سے مشہور رہا ہے، ان معجزاتی دستوں کے لیے جو دن رات ہوا بھرتے رہتے ہیں، گرگٹ کے تحفے سے تتلیوں کے لیے، جن کے پروں کا رنگ بدل جاتا ہے جب وہ سندور کے پھولوں، گیدر کے پردوں، اوبسیڈین گوبلٹس یا عنبر کی انگلیوں پر بستے ہیں۔ -بجتی. زمیندار کی حویلی میں اور قریبی گاؤں میں بھی تتلیوں کا کرشمہ اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ دنیوی معلوم ہوتا تھا، لیکن درحقیقت وہ انیس سال پہلے ہی لوٹی تھیں، جیسا کہ نوکرانی یاد کرتی تھیں۔ وہ جانی پہچانی روحیں تھیں، یا اس لیے یہ افسانہ ایک مقامی بزرگ کی، مقدس خاتون کے نام سے جانا جاتا ہے، جو صرف بی بی جی کے نام سے جانی جاتی ہے، جو دو سو بیالیس سال کی عمر تک زندہ رہی اور جن کی قبر، جب تک کہ اس کا مقام فراموش نہ ہو گیا، کی تھی۔ نامردی اور مسوں کو ٹھیک کرنے کی خاصیت۔ ایک سو بیس سال پہلے بی بی جی کی وفات کے بعد سے تتلیاں اسی افسانوی دنیا میں غائب ہو گئی تھیں جو خود بی بی جی تھیں، اس لیے جب وہ ان کے جانے کے ٹھیک ایک سو ایک سال بعد واپس آئیں تو پہلے تو یہ ایک شگون کی طرح دکھائی دیتی تھیں۔ کچھ آسنن، حیرت انگیز چیز کا۔ بی بی جی کی موت کے بعد --یہ کہا جانا چاہئے --کہ گاؤں میں ترقی جاری تھی، آلو کی فصلیں بکثرت تھیں، لیکن بہت سے دلوں میں ایک خلا پیدا ہو گیا تھا، حالانکہ اس وقت کے دیہاتیوں کو اس وقت کی کوئی یاد نہیں تھی۔ پرانے سنت. تو تتلیوں کی واپسی نے بہت سے حوصلے بلند کیے، لیکن جب متوقع عجائبات

Machine Translated by Google

مقامی لوگوں کو عملی جامہ پہنانے میں ناکامی، آہستہ آہستہ، روزانہ کی کمی میں ڈوب گئی۔ زمیندار کی حویلی کا نام، _پرستان_، شاید جادوئی مخلوق کے پریوں کے پروں سے نکلا ہو، اور گاؤں کا نام، _تتلی پور_ یقیناً تھا۔ لیکن نام، ایک بار جب وہ عام استعمال میں آجاتے ہیں، جلدی سے محض آواز بن جاتے ہیں، ان کی تشبیہات، زمین کے بہت سے عجائبات کی طرح، عادت کی دھول کے نیچے دفن ہو جاتی ہیں۔ تتلی پور کے انسانی باشندے اور اس کے تتلی کے لشکر ایک دوسرے کے درمیان ایک طرح کی باہمی نفرت کے ساتھ چلے گئے۔ دیہاتیوں اور زمیندار کے گھر والوں نے بہت پہلے تتلیوں کو گھروں سے نکالنے کی کوشش ترک کر دی تھی، اس لیے اب جب بھی تتلیاں کھلتی تھیں تو اس میں سے پروں کی ایک کھیپ پنڈورا کی طرح اڑتی تھی، رنگ بدلتے ہی ان کا رنگ بدل جاتا تھا۔ پرستان کے بیت الخلاء میں اور ہر الماری کے اندر اور کتابوں کے صفحات کے درمیان تھنڈر بکس کے بند ڈھکنوں کے نیچے تتلیاں تھیں۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ تتلیاں آپ کے گالوں پر سو رہی ہیں۔

عام بات بالآخر پوشیدہ ہو جاتی ہے، اور مرزا سعید نے کئی سالوں سے تتلیوں کو واقعی نہیں دیکھا تھا۔ ان کی چالیسویں سالگرہ کی صبح، تاہم، جیسے ہی صبح کی پہلی روشنی گھر کو چھونے لگی اور تتلیاں فوراً چمکنے لگیں، اس لمحے کی خوبصورتی نے اس کی سانسیں چھین لیں۔ وہ فوراً زینانہ ونگ میں بیڈ روم کی طرف بھاگا جہاں اس کی بیوی مشال مچھر دانی میں پردہ کیے سو رہی تھی۔ جادوئی تتلیاں اس کی کھلی ہوئی انگلیوں پر ٹکی ہوئی تھیں، اور ظاہر ہے کہ ایک مچھر نے بھی اندر کا راستہ تلاش کر لیا تھا، کیونکہ اس کے گریبان کے ابھرے ہوئے کنارے پر چھوٹے چھوٹے کاٹنے کی لکیر تھی۔ وہ جال کو اٹھانا، اندر رینگنا اور کاٹنے کو چومنا چاہتا تھا جب تک کہ وہ ختم نہ ہو جائیں۔ وہ کتنے سوجن نظر آتے تھے! کیسے، جب وہ بیدار ہوتی، وہ کھجلی کرتے! لیکن اس نے خود کو روک لیا، اس کی نیند کی شکل کی معصومیت سے لطف اندوز ہونے کو ترجیح دی۔ اس کے نرم، سرخ بھورے بال، سفید سفید جلد، اور بند ڈھکنوں کے پیچھے اس کی آنکھیں ریشمی سرمئی تھیں۔ اس کے والد اسٹیٹ بینک کے ڈائریکٹر تھے، لہٰذا یہ ایک ناقابل تلافی میچ تھا، ایک طے شدہ شادی جس نے مرزا کے قدیم، بوسیدہ خاندان کی خوش قسمتی کو بحال کیا اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ اور اولاد پیدا کرنے میں ناکامی کے باوجود پک گیا۔ حقیقی محبت کا اتحاد. جذبات سے لبریز مرزا سعید نے مشال کو سوتے ہوئے دیکھا اور اپنے ڈراؤنے خواب کے آخری ٹکڑوں کو ذہن سے نکال دیا۔ "دنیا کے لیے کیسے کیا جا سکتا ہے،" اس نے اطمینان سے اپنے آپ سے استدلال کیا، "اگر یہ اس خوبصورت سحر جیسی کمال کی مثالیں پیش کر سکتی ہے؟"

ان خوش کن خیالات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اس نے اپنی آرام کرنے والی بیوی سے ایک خاموش تقریر کی۔ "مشال، میں چالیس سال کا ہوں اور چالیس دن کے بچے کی طرح مطمئن ہوں۔ میں اب دیکھ رہا ہوں کہ میں پچھلے کئی سالوں سے ہماری محبت میں گہرائی سے اترتا جا رہا ہوں، اور اب میں مچھلیوں کی طرح اس گرمی میں تیرتا ہوں۔ سمندر." اس نے اسے کتنا دیا، وہ حیران ہوا۔ اسے اس کی کتنی ضرورت تھی! ان کی شادی محض جنسی تعلقات سے بالاتر تھی، اتنی گہری تھی کہ علیحدگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ "آپ کے ساتھ بوڑھا ہو رہا ہے،" اس نے اسے سوتے ہوئے کہا، "مشال، ایک اعزاز ہوگا۔" اس نے خود کو اس کی سمت میں بوسہ اڑانے اور پھر کمرے سے ٹپ ٹپ کرنے کی جذباتی اجازت دی۔ وہ ایک بار پھر حویلی کی بالائی منزل پر اپنے پرائیویٹ کوارٹر کے مرکزی برآمدے میں

Machine Translated by Google

اس نے باغات کی طرف نظر دوڑائی، جو صبح کے وقت دھند کو اٹھاتے ہی نظر آ رہے تھے، اور اس نے وہ نظارہ دیکھا جو اس کے ذہنی سکون کو ہمیشہ کے لیے تباہ کر دے گا، اور اسے اسی لمحے مرمت کی امید سے باہر کر دیا جس میں اسے اس کے ناقابل تسخیر ہونے کا یقین ہو گیا تھا۔ تقدیر کی تباہی کے لیے

ایک نوجوان عورت اپنی بائیں ہتھیلی کو پکڑے لان میں بیٹھی تھی۔
اس سطح پر تتلیاں بسی ہوئی تھیں جب کہ اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے انہیں اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ دھیرے دھیرے، طریقہ کار سے، اس نے ناشتہ کرنے والے پروں پر کیا۔

اس کے ہونٹ، گال، ٹھوڑی بہت سے مختلف رنگوں سے بہت زیادہ داغ ہوئے تھے جنہوں نے مرتی ہوئی تتلیوں کو رگڑا تھا۔

مرزا سعید اختر نے جب اس نوجوان عورت کو اپنے لان میں ناشتہ کرتے ہوئے دیکھا تو اسے شہوت کا ایسا زور لگا کہ وہ فوراً شرمندہ ہو گیا۔ "یہ ناممکن ہے،" اس نے خود کو ڈانٹا، "آخر میں میں کوئی جانور نہیں ہوں۔" نوجوان عورت نے اس علاقے کی غریب عورتوں کے فیشن کے مطابق زعفرانی پیلے رنگ کی ساڑھی کو اپنی برہنگی کے گرد لپیٹ رکھا تھا اور جب وہ تتلیوں کے اوپر جھک کر ساڑھی کو ڈھیلے سے آگے لٹکتی ہوئی اپنی چھوٹی چھوٹی چھاتیوں کو بدلے ہوئے زمیندار کی نظروں سے جھکا دیتی تھی۔ مرزا سعید نے بالکونی کی ریلنگ کو پکڑنے کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے، اور اس کے سفید کرتے کی ہلکی سی حرکت نے اس کی نظر ضرور پکڑ لی، کیونکہ اس نے جلدی سے اپنا سر اٹھایا اور سیدھے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔

اور فوری طور پر دوبارہ نیچے نہیں دیکھا۔ نہ ہی وہ اٹھ کر بھاگی، جیسا کہ اس کی آدھی توقع تھی۔

اس نے کیا کیا: چند سیکنڈ تک انتظار کیا، گویا یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا وہ بولنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جب اس نے ایسا نہیں کیا تو اس نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر اپنا عجیب سا کھانا دوبارہ شروع کر دیا۔ اس کا سب سے عجیب پہلو یہ تھا کہ تتلیاں چمکتی ہوا سے نیچے کی طرف دوڑتی ہوئی اپنی پھیلی ہوئی ہتھیلیوں اور اپنی موت کی طرف اپنی مرضی سے چلتی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے انہیں پروں کے سروں سے پکڑا، اپنا سر پیچھے پھینکا اور اپنی تنگ زبان کی نوک سے انہیں اپنے منہ میں جھٹک دیا۔ ایک بار جب اس نے اپنا منہ کھلا رکھا تو سیاہ ہونٹ بے ساختہ پھٹ گئے اور مرزا سعید تتلی کو اپنی موت کے اندھیرے غار میں پھڑپھڑاتے دیکھ کر کانپ اٹھے، پھر بھی بھاگنے کی کوشش نہ کی۔ جب اسے اطمینان ہوا کہ اس نے یہ دیکھا ہے تو اس نے اپنے ہونٹ جوڑے اور چبانے لگی۔ وہ اس طرح، نیچے کسان عورت، اوپر زمیندار، یہاں تک کہ اس کی آنکھیں غیر متوقع طور پر ان کے ساکٹ میں اوپر کی طرف لپک گئیں اور وہ اپنے بائیں جانب پرتشدد طریقے سے مروڑتے ہوئے گر گئی۔

چند سیکنڈ کی گھبراہٹ کے بعد مرزا نے چیخ کر کہا، "اوہ، گھر! اوہ، اٹھو، ایمرجنسی!" اسی وقت وہ انگلینڈ سے مہوگنی کی شاندار سیڑھیوں کی طرف بھاگا، جسے ناقابل تصور وارکشائر سے یہاں لایا گیا تھا، ایک شاندار مقام جہاں، ایک نم اور بے روشنی پروری میں، بادشاہ چارلس اول نے اپنا سر کھونے سے پہلے، انہی سیڑھیوں پر چڑھا تھا۔ وقت کے دوسرے نظام کی سترھویں صدی۔ ان سیڑھیوں سے نیچے مرزا سعید اختر کو چوٹ لگی، جو اس کی لائن کے آخری حصے میں تھے، لان کی طرف بڑھتے ہوئے سر قلم کیے ہوئے پیروں کے بھوت بھرے نقوش کو روندتے ہوئے۔

Machine Translated by Google

لڑکی کو چکر آ رہے تھے، تتلیاں اس کے لڑھکتے جسم کے نیچے کچل رہی تھیں، لاتیں مار رہی تھیں۔ مرزا سعید پہلے اس کے پاس پہنچے، حالانکہ اس کے رونے سے بیدار ہونے والے نوکر اور مشال بھی پیچھے نہیں تھے۔ اس نے لڑکی کو جبڑے سے پکڑا اور اسے زبردستی کھولا، قریب کی ایک ٹہنی ڈالی، جسے اس نے فوراً آدھا کر دیا۔

اس کے کٹے ہوئے منہ سے خون بہہ رہا تھا، اور وہ اس کی زبان سے ڈرتا تھا، لیکن بیماری نے اسے چھوڑ دیا، وہ پرسکون ہو گئی، اور سو گئی۔ مشال اسے اپنے بیڈ روم میں لے گئی، اور اب مرزا سعید اس بستر پر ایک دوسری سلیپنگ خوبصورتی کو دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا، اور دوسری بار اس بات سے متاثر ہو گیا تھا جو بہت زیادہ امیر اور گہرا احساس تھا جسے اس خام نام سے پکارا جا سکتا تھا، _شہوت_ اس نے محسوس کیا کہ وہ فوراً ہی اپنے ناپاک عزائم سے بیمار ہو گیا تھا اور ان احساسات سے بھی پرجوش تھا جو اس کے اندر گھوم رہے تھے، تازہ احساسات جن کی نئیبت نے اسے بہت پرجوش کیا۔ مشال اپنے شوہر کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ "کیا تم اسے جانتے ہو؟" سعید نے پوچھا تو اس نے سر ہلایا۔ "ایک یتیم لڑکی۔

وہ چھوٹے تامچینی جانور بناتی ہے اور انہیں ٹرنک روڈ پر بیچتی ہے۔ اسے بہت چھوٹی عمر سے ہی گرنے کا مرض لاحق ہے۔" مرزا سعید اپنی بیوی کی طرف سے دوسرے انسانوں کے ساتھ مل جانے کے تحفے سے حیران ہوئے، پہلی بار نہیں۔ ہر ایک کے پالتو جانوروں کے ناموں، خاندانی تاریخوں اور آمدنیوں کو جانتے تھے، انہوں نے اسے اپنے خواب بھی بتائے، حالانکہ ان میں سے چند ایک مہینے میں ایک سے زیادہ خواب دیکھتے تھے کیونکہ اس طرح کی آسائشیں برداشت نہیں کر پاتے تھے۔

اس نے فجر کے وقت جو محبت محسوس کی تھی وہ واپس آگئی اور اس نے اپنا بازو اس کے کندھوں کے گرد رکھا۔ اس نے اپنا سر اس کے سامنے جھکا لیا اور آہستہ سے کہا: "سالگرہ مبارک ہو۔" اس نے اس کے بالوں کی چوٹی کو چوما۔ وہ گلے لگائے کھڑے سوئی ہوئی لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ عائشہ: اس کی بیوی نے نام بتایا۔

اوو

یتیم لڑکی عائشہ کے بلوغت کو پہنچنے کے بعد، اس کے دلفریب حسن اور اس کی دوسری دنیا میں گھورنے کی ہوا، بہت سے نوجوانوں کی خواہشات کی وجہ سے، یہ کہا جانے لگا کہ وہ جنت سے کسی عاشق کی تلاش میں ہے، کیونکہ وہ خود کو فانی مردوں کے لیے بہت اچھا سمجھتی تھی۔

اس کے مسترد شدہ دعویداروں نے شکایت کی کہ عملی طور پر اس کے پاس کوئی کاروبار نہیں ہے جو اس قدر منتخب ہے، پہلی جگہ اس لیے کہ وہ ایک یتیم تھی، اور دوسری میں، اس لیے کہ اسے مرگی کا شیطان لاحق تھا، جو یقیناً کسی بھی آسمانی روح کو دور کر دے گا۔ دوسری صورت میں دلچسپی ہو سکتی ہے. کچھ مشتعل نوجوانوں نے یہ مشورہ دیا کہ عائشہ کے نقائص کی وجہ سے وہ کبھی بھی شوہر کو تلاش کرنے سے باز رہیں گی، وہ بھی چاہنے والوں کو لینا شروع کر دے گی، تاکہ اس خوبصورتی کو ضائع نہ کیا جائے، جو کہ کسی کم پریشانی والے کو دی جانی چاہیے تھی۔ انفرادی تتلی پور کے نوجوانوں کی طرف سے اسے اپنی کسبی میں تبدیل کرنے کی ان کوششوں کے باوجود، عائشہ پاکیزہ رہی، اس کا دفاع لوگوں کے بائیں کندھوں کے اوپر ہوا کے ٹکڑوں پر اس قدر شدید ارتکاز کا نظر آتا تھا کہ اسے باقاعدگی سے توہین سمجھا جاتا تھا۔ پھر لوگوں نے تتلیوں کو نگلنے کی اس کی نئی عادت کے بارے میں سنا اور انہوں نے اس کے بارے میں اپنی رائے پر نظر ثانی کی، اس بات پر یقین کیا کہ اس کے سر کو چھوا تھا اور اس لیے اس کے ساتھ جھوٹ بولنا خطرناک ہے اگر اس کے چاہنے والوں میں بدروحیں گزر جائیں۔ اس کے بعد اس کے ہوس پرست مرد

Machine Translated by Google

گاؤں نے اسے اس کے کھلونا جانوروں اور اس کی عجیب و غریب خوراک کے ساتھ تنہا چھوڑ دیا۔ تاہم، ایک نوجوان نے اس کے دروازے سے تھوڑی دوری پر بیٹھ کر مخالف سمت کا سامنا کیا، گویا وہ محافظوں کی حفاظت پر مامور تھا، حالانکہ اسے اب محافظوں کی ضرورت نہیں تھی۔

وہ چٹنا پٹنا کے پڑوسی گاؤں کا ایک سابق اچھوت تھا جس نے اسلام قبول کر لیا تھا اور عثمان کا نام لیا تھا۔ عائشہ نے کبھی بھی عثمان کی موجودگی کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی انہوں نے ایسا تسلیم کرنے کا کہا۔ گاؤں کی پتوں والی شاخیں ہوا کے جھونکے میں سر پر لہراتی تھیں۔

تتلی پور گاؤں ایک بے پناہ پابندی کے سائے میں پروان چڑھا تھا۔
درخت، ایک واحد بادشاہ جس نے اپنی متعدد جڑوں کے ساتھ، نصف میل سے زیادہ قطر کے علاقے پر حکمرانی کی۔ اب تک درخت کا گاؤں اور گاؤں کا درخت بننا اس قدر پیچیدہ ہو چکا تھا کہ دونوں میں فرق کرنا ناممکن تھا۔ درخت کے کچھ اضلاع مشہور محبت کرنے والوں کی جگہ بن چکے تھے۔ دوسرے چکن رنز تھے۔ کچھ غریب مزدوروں نے موٹی شاخوں کے زاویوں میں کھردری اور تیار پناہ گاہیں بنا رکھی تھیں، اور درحقیقت گھنے پودوں کے اندر رہتے تھے۔ وہاں شاخیں تھیں جو پورے گاؤں میں راستے کے طور پر استعمال ہوتی تھیں، اور پرانے درخت کی داڑھیوں سے بچوں کے جھولے بنتے تھے، اور جہاں درخت زمین کی طرف نیچے جھک جاتا تھا وہاں اس کے پتے بہت سی جھونپڑیوں کے لیے چھت بناتے تھے جو ہریالی سے لٹکتی تھی۔ جیسے کسی پرندے کے گھونسلے کی طرح۔ جب گاؤں کی پنچایت جمع ہوئی تو یہ سب سے زیادہ طاقتور شاخ پر بیٹھ گئی۔ گاؤں والے درخت کو گاؤں کے نام سے اور گاؤں کو صرف "درخت" کے نام سے پکارنے کے عادی ہو چکے تھے۔ برگد کے غیر انسانی باشندوں --شہد چیونٹیوں، گلہریوں، اُلو --کو ساتھی شہریوں کی وجہ سے عزت دی جاتی تھی۔ صرف تتلیوں کو نظر انداز کیا گیا، جیسے امیدیں بہت پہلے سے جھوٹی ثابت ہوئیں۔

یہ ایک مسلم گاؤں تھا، یہی وجہ ہے کہ مذہب تبدیل کرنے والا عثمان اپنے مسخرے کے لباس اور اپنے "بوم بوم" بیل کے ساتھ یہاں آیا تھا جب اس نے مایوسی کے عالم میں عقیدہ قبول کرلیا تھا، اس امید پر کہ مسلمان کا نام تبدیل کرنے سے وہ مزید کام کرے گا۔ پہلے کے دوبارہ ناموں سے بہتر، مثال کے طور پر جب اچھوت کا نام بدل کر "خدا کے بچے" رکھا گیا تھا۔ چٹنا پٹنہ میں خدا کے بچے کی حیثیت سے اسے قصبے کے کنویں سے پانی نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی، کیونکہ ایک نسل کے چھونے سے پینے کا پانی آلودہ ہو جاتا تھا۔ .

بے زمین اور عائشہ کی طرح، ایک یتیم، عثمان نے ایک مسخرے کے طور پر اپنی روزی کمائی۔
اس کے بیل نے اپنے سینگوں پر چمکدار سرخ کاغذ کے شنک اور ناک اور پیٹھ پر بہت زیادہ دبیز پردے لگائے تھے۔ وہ گاؤں گاؤں جا کر شادیوں اور دیگر تقریبات میں ایک اداکاری کرتا تھا، جس میں بیل اس کا لازمی ساتھی اور ورق ہوتا تھا، اس کے سوالوں کے جواب میں سر ہلاتا، ایک بار نہیں، دو بار ہاں میں۔

"کیا یہ ایک اچھا گاؤں نہیں ہے جس میں ہم آئے ہیں؟" عثمان پوچھے گا۔

Machine Translated by Google

بوم، بیل نے اتفاق نہیں کیا۔
"یہ نہیں ہے؟ اوہ ہاں یہ ہے۔ دیکھو: کیا لوگ اچھے نہیں ہیں؟"
بوم
"کیا؟ پھر یہ گنہگاروں سے بھرا گاؤں ہے؟"
بوم بوم.
"باپو ری! پھر کیا سب جہنم میں جائیں گے؟"
بوم بوم.
"لیکن بھائی جان کیا ان سے کوئی امید ہے؟"
بوم، بوم، بیل نے نجات کی پیشکش کی۔ پرجوش ہو کر عثمان نیچے جھک گیا، بیل کے منہ کے پاس کان رکھ دیا۔ "جلدی بتاؤ۔ انہیں بچانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟" اس موقع پر بیل نے عثمان کی ٹوپی اپنے سر سے اتاری اور پیسے مانگتے ہوئے ہجوم کے ارد گرد لے گیا، اور عثمان خوشی سے سر ہلاتا: بوم، بوم۔

عثمان دی کنورٹ اور اس کے بوم بوم بیل کو تتلی پور میں کافی پسند کیا گیا تھا، لیکن نوجوان صرف ایک شخص کی منظوری چاہتا تھا، اور وہ نہیں دیتی تھی۔ اس نے اس کے سامنے اعتراف کیا تھا کہ اس کا اسلام قبول کرنا بڑی حد تک حکمت عملی پر مبنی تھا، "بس، بی بی، ایک آدمی کو کیا کرنا ہے؟" وہ اس کے اعتراف سے ناراض ہوگئی تھی، اس نے اسے بتایا کہ وہ بالکل بھی مسلمان نہیں ہے، اس کی جان خطرے میں ہے اور وہ چٹنا پٹنا واپس جا سکتا ہے اور اس کی تمام پرواہ کے لیے پیاس سے مر سکتا ہے۔ اس کے چہرے کا رنگ، جیسے وہ بول رہا تھا، اس میں ایک بے حساب سخت مایوسی تھی، اور یہ اس مایوسی کی شدت تھی جس نے اسے یہ امید دلائی کہ وہ دن بہ دن اپنے گھر سے درجن بھر قدموں پر بیٹھا رہے، لیکن وہ اس کے پیچھے سے گزرتی رہی۔ ، ہوا میں ناک، اتنی زیادہ کے بغیر کہ صبح بخیر یا امید ہے کہ آپ" ٹھیک ہو جائیں گے۔

ہفتے میں ایک بار، تتلی پور کے آلو کی گاڑیاں چٹنا پٹنا تک تنگ، تنگ، چار گھنٹے کے ٹریک سے نیچے اترتی تھیں، جو اس مقام پر کھڑی تھی جہاں سے یہ ٹریک عظیم الشان سڑک سے ملتا تھا۔ چٹنا پٹنا میں آلو کے تھوک فروشوں کے چمکتے ہوئے ایلومینیم سائلوز کھڑے تھے، لیکن اس کا عائشہ کے قصبے میں باقاعدگی سے آنے جانے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ اپنے کھلونے بازار لے جانے کے لیے آلو کی ٹوکری پر سوار ہو کر ٹاٹ کا ایک چھوٹا بنڈل پکڑے گی۔ چٹنا پٹنا پورے خطے میں اپنے بچوں کی نِک نیکس، کھدی ہوئی لکڑی کے کھلونوں اور تامچینی مجسموں کے لیے جانا جاتا تھا۔ عثمان اور اس کا بیل برگد کے درخت کے کنارے کھڑے تھے اور اسے آلو کی بوریوں کے اوپر اچھالتے ہوئے دیکھ رہے تھے جب تک کہ وہ ایک نقطے تک کم نہ ہو جائے۔

چنا پٹنہ میں اس نے شہر کی سب سے بڑی کھلونا فیکٹری کے مالک سری سری نواس کے احاطے میں اپنا راستہ بنایا۔ اس کی دیواروں پر اس دن کی سیاسی گرافٹی تھی: _ووٹ فار ہینڈ_۔ یا، زیادہ شائستگی سے: _براہ کرم _CP (M)کو ووٹ دیں۔ ان نصیحتوں کے اوپر فخریہ اعلان تھا: _Srinivas's Toy Univas_

ہمارا موٹو: خلوص اور تخلیقی صلاحیت_ سری نواس اندر تھا: ایک آدمی کی ایک بڑی جیلی، اس کا سر بغیر بالوں والا سورج، ایک پچاس کا آدمی جس کے کھلونے بیچنے کی وجہ سے ساری زندگی کھٹی نہیں ہوئی۔ عائشہ اپنی روزی کا مقروض تھا۔ وہ اس کی سرسراہٹ کی فنکاری سے اس قدر متاثر ہوا تھا کہ وہ جتنی چیزیں وہ تیار کر سکتی تھی خریدنے پر راضی ہو گیا تھا۔ لیکن اپنی عادت کے باوجود اس کا لہجہ تاریک ہو گیا جب عائشہ نے اسے ایک نوجوان کی دو درجن شخصیتیں دکھانے کے لیے اپنا بنڈل کھول دیا۔

Machine Translated by Google

مسخرے کی ٹوپی میں آدمی، ایک سجے ہوئے بیل کے ساتھ جو اپنے سر کو ڈبو سکتا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ عائشہ نے عثمان کو اس کی تبدیلی کو معاف کر دیا تھا، سری سری نواس نے روتے ہوئے کہا، "وہ شخص اپنی پیدائش کا غدار ہے، جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کس قسم کا شخص دیوتاؤں کو اتنی آسانی سے بدل دے گا جتنا کہ اس کی دھوتی؟ لیکن مجھے یہ گڑیا نہیں چاہیے۔" اس کی میز کے پیچھے دیوار پر فریم شدہ سرٹیفکیٹ لٹکا ہوا تھا جس پر لکھا تھا،

licued print: -_یہ اس بات کی تصدیق کے لیے ہے کہ MR SRI S. SRINIVASسیارے کی ارضیاتی تاریخ کے ماہر ہیں، جنہوں نے _SCENIC AIRLINESکے ساتھ گرینڈ وادی سے اڑان بھری ہے۔ سری نواس نے اپنی آنکھیں بند کیں اور اپنے بازو جوڑ لیے، ایک بے ساختہ بدھا جس نے اڑان بھری تھی۔ "وہ لڑکا شیطان ہے،" اس نے حتمی طور پر کہا، اور عائشہ نے گڑیوں کو ٹاٹ کے ٹکڑے میں جوڑ دیا اور بغیر کسی بحث کے وہاں سے چلی گئی۔ سرینواس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ "لعنت ہے تم پر،" اس نے چلا کر کہا، "کیا تم مجھے مشکل وقت نہیں دو گے؟ تمہیں لگتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ تمہیں پیسوں کی ضرورت ہے؟ تم نے ایسی بے وقوفانہ حرکت کیوں کی؟ اب تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ بس جاؤ اور کچھ FPگڑیا بنا دو، دوگنا جلدی، اور میں بہترین ریٹ پر خریدوں گا، کیونکہ میں غلطی کے لیے فراخدل ہوں۔" مسٹر سری نواس کی ذاتی ایجاد خاندانی منصوبہ بندی گڑیا تھی، جو پرانے روسی گڑیا تصور کی سماجی طور پر ذمہ دار شکل ہے۔

ایک سوٹ اور بوٹ والی ابا گڑیا کے اندر ساڑھی میں ملبوس اماں اور اس کے اندر ایک بیٹی تھی جس میں ایک بیٹا تھا۔ دو بچے بہت ہیں: یہ گڑیا کا پیغام تھا۔ "جلدی جلدی بناؤ" سری نواس نے عائشہ کے جانے کے بعد پکارا۔ "ایف پی گڑیا کا کاروبار زیادہ ہوتا ہے۔"

عائشہ مڑی اور مسکرائی۔ "میرے بارے میں فکر نہ کریں، سری نواس جی،" وہ بولی اور چلی گئی۔

یتیم عائشہ انیس سال کی تھی جب اس نے آلو کی پٹڑی کے ساتھ واپس تتلی پور کی طرف پیدل چلنا شروع کیا، لیکن جب وہ اپنے گاؤں میں پہنچی تو تقریباً اڑتالیس گھنٹے بعد وہ ایک طرح کی بے چارگی کا شکار ہو چکی تھی، کیونکہ اس کے بالوں میں رنگت ہو گئی تھی۔ وہ برف کی طرح سفید ہو گئی تھی جب کہ اس کی جلد نے ایک نوزائیدہ بچے کی طرح چمکدار کمال حاصل کر لیا تھا اور وہ بالکل برہنہ ہونے کے باوجود تتلیاں اس کے جسم پر ایسے گھنے غول میں جمی ہوئی تھیں کہ لگتا تھا کہ اس نے انتہائی نازک لباس کا لباس پہن رکھا ہے۔ کائنات میں مسخرہ عثمان ٹریک کے قریب بوم بوم بیل کے ساتھ معمولات کی مشق کر رہا تھا، کیونکہ اگرچہ وہ اس کی طویل غیر موجودگی سے پریشان تھا، اور اس کی تلاش میں پچھلی ساری رات گزار چکا تھا، پھر بھی روزی کمانا ضروری تھا۔ جب اس نے اس پر نظر ڈالی تو وہ نوجوان جس نے اچھوت پیدا ہونے کی وجہ سے کبھی خدا کی عزت نہیں کی تھی، وہ مقدس دہشت سے بھرا ہوا تھا، اور اس لڑکی کے پاس جانے کی ہمت نہیں تھی جس کے ساتھ وہ اس قدر بے بسی سے محبت کرتا تھا۔

وہ اپنی جھونپڑی میں گئی اور دن رات سوتی رہی اور بغیر جاگے۔
پھر وہ گاؤں کے سردار، سرپنچ محمد دین سے ملنے گئی اور اسے حقیقت سے آگاہ کیا کہ فرشتہ جبریل اسے خواب میں نظر آیا تھا اور آرام کرنے کے لیے اس کے پاس لیٹ گیا تھا۔ "ہمارے درمیان عظمت آگئی ہے،" اس نے گھبرائے ہوئے سرپنچ کو بتایا، جو اس وقت تک موجود تھا۔

Machine Translated by Google

ماورائی سے زیادہ آلو کے کوٹے سے متعلق۔ "ہر چیز ہم سے مانگی جائے گی، اور سب کچھ ہمیں بھی دیا جائے گا۔"

درخت کے ایک اور حصے میں سرپنچ کی بیوی خدیجہ ایک روتے ہوئے مسخرے کو تسلی دے رہی تھی، جس کے لیے یہ ماننا مشکل ہو رہا تھا کہ اس نے اپنی محبوبہ عائشہ کو ایک اعلیٰ ہستی سے کھو دیا ہے، کیونکہ جب کوئی مہر فرشتہ کسی عورت سے جھوٹ بولتا ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے مردوں سے محروم ہو جاتی ہے۔ . خدیجہ بوڑھی اور بھولی بھالی تھی اور اکثر اناڑی تھی جب اس نے پیار کرنے کی کوشش کی، اور اس نے عثمان کو ٹھنڈا تسلی دی: "سورج ہمیشہ غروب ہوتا ہے جب شیروں کا خوف ہوتا ہے،" اس نے پرانی کہاوت کا حوالہ دیا: بری خبر ہمیشہ ایک ساتھ آتی ہے۔

معجزے کی کہانی سامنے آنے کے فوراً بعد لڑکی عائشہ کو بڑے گھر میں بلایا گیا اور اگلے دنوں میں اس نے زمیندار کی اہلیہ بیگم مشال اختر کے ساتھ لمبے لمبے گھنٹے گزارے جن کی والدہ بھی دورے پر آئی تھیں اور گر پڑیں۔ مہاراج کی سفید بالوں والی بیوی کے لیے۔

اوو

خواب دیکھنے والا، خواب دیکھنے والا، احتجاج کرنا چاہتا ہے (لیکن اس سے قاصر ہے): میں نے کبھی اس پر انگلی نہیں رکھی، آپ کے خیال میں یہ کوئی گیلا خواب ہے یا کیا؟
مجھ پر لعنت ہو اگر میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی کہاں سے اپنی معلومات/پریرتا حاصل کر رہی تھی۔ اس سہ ماہی سے نہیں، یہ یقینی بات ہے۔
ایسا ہوا: وہ اپنے گاؤں کو واپس چلی جا رہی تھی، لیکن پھر وہ اچانک تھکی ہوئی محسوس ہوئی، اور املی کے درخت کے سائے میں لیٹنے اور آرام کرنے کے لیے راستے سے ہٹ گئی۔ جس لمحے اس کی آنکھیں بند ہوئیں وہ اس کے ساتھ ہی تھا، جبریل کو کوٹ اور ٹوپی میں خواب دیکھ رہا تھا، گرمی میں تڑپ رہا تھا۔ اس نے اسے دیکھا لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس نے کیا دیکھا، پنکھ شاید، ہالوز، کام۔

پھر وہ وہیں پڑا رہا اور دیکھا کہ وہ اٹھ نہیں سکتا، اس کے اعضاء لوہے کی سلاخوں سے زیادہ بھاری ہو گئے تھے، ایسا لگتا تھا کہ اس کا جسم اپنے ہی وزن سے زمین میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ جب وہ اسے دیکھ کر فارغ ہوئی تو اس نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا، جیسے وہ بول رہا ہو، اور پھر اس نے اپنی ساڑھی کا ٹکڑا اتار کر اس کے پاس عریاں ہو کر کہا۔ پھر خواب میں وہ سو گیا، سردی میں جیسے کسی نے پلگ نکالا ہو، اور جب خواب میں دوبارہ بیدار ہوا تو وہ اس کے سامنے اس ڈھیلے سفید بالوں کے ساتھ کھڑی تھی اور تتلیاں اس کا لباس پہن رہی تھیں۔ وہ ابھی بھی اثبات میں سر ہلا رہی تھی کہ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے، کہیں سے پیغام موصول ہوا کہ اس نے جبریل کو فون کیا۔ پھر اس نے اسے وہیں پڑا چھوڑا اور اپنا داخلی راستہ بنانے کے لیے گاؤں واپس چلی گئی۔

تو اب میرے پاس خواب دیکھنے والی بیوی ہے، خواب دیکھنے والا سوچنے کے لیے کافی ہوش میں آتا ہے۔ اس کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ -لیکن یہ اس پر منحصر نہیں ہے۔ عائشہ اور مشال اختر بڑے گھر میں ساتھ ہیں۔

اوو

اپنی سالگرہ کے بعد سے ہی مرزا سعید پرجوش خواہشات سے بھرے ہوئے تھے، "گویا زندگی واقعی چالیس سے شروع ہوتی ہے"، ان کی بیوی حیران رہ گئی۔ ان کی شادی اتنی پرجوش ہوگئی کہ نوکروں کو دن میں تین بار بیڈ شیٹ بدلنی پڑیں۔ مشال کو خفیہ طور پر امید تھی کہ اس کے شوہر کی جنسی خواہش میں اضافہ اسے حاملہ ہونے کی طرف لے جائے گا، کیونکہ اس کا پختہ خیال تھا کہ جوش اہمیت رکھتا ہے، ڈاکٹر اس کے برعکس کچھ بھی کہیں، اور یہ کہ

Machine Translated by Google

بستر سے اٹھنے سے پہلے ہر صبح اس کا درجہ حرارت لینے اور پھر اس کے بیضہ دانی کے نمونے کو قائم کرنے کے لیے گراف پیپر پر نتائج مرتب کرنے کے سالوں نے درحقیقت بچوں کو پیدا ہونے سے روک دیا تھا، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ جب مناسب طریقے سے پرجوش ہونا مشکل تھا۔ سائنس آپ کے ساتھ بستر پر آگئی، اور جزوی طور پر، اس کی نظر میں بھی، کیونکہ کوئی بھی عزت دار جنین اتنی میکانکی طور پر پروگرام شدہ ماں کے رحم میں داخل نہیں ہونا چاہے گا۔ مشال نے پھر بھی بچے کے لیے دعا کی، حالانکہ اس نے سعید سے اس حقیقت کا ذکر نہیں کیا تھا تاکہ اسے اس بات کا احساس نہ ہو کہ وہ اس معاملے میں ناکام رہی ہے۔ آنکھیں بند کیے، نیند کا بہانہ بنا کر وہ خدا سے اشارے کے لیے پکارتی، اور جب سعید اتنا پیار کرنے لگا، اتنی کثرت سے، اس نے سوچا کہ شاید ایسا نہ ہو۔ نتیجتاً، اس کی عجیب و غریب درخواست کہ اب سے جب بھی وہ پیرسکن میں قیام کے لیے آئیں، وہ ”پرانے طریقے“ اختیار کر کے پردے میں پیچھے ہٹ جائیں، اس کے ساتھ وہ حقارت کا سلوک نہیں کیا گیا جس کی وہ مستحق تھی۔ شہر میں، جہاں انہوں نے ایک بڑا اور مہمان نواز گھر رکھا ہوا تھا، زمیندار اور اس کی بیوی منظر پر سب سے زیادہ "جدید" اور "گو-گو" جوڑے کے طور پر جانے جاتے تھے۔ انہوں نے عصری آرٹ اکٹھا کیا اور وائلڈ پارٹیاں کیں اور اندھیرے میں سوفوں پر سوفٹ پورنو وی سی آر دیکھتے ہوئے دوستوں کو مدعو کیا۔ چنانچہ جب مرزا سعید نے کہا، ”کیا یہ مزیدار نہیں ہوگا، مشو، اگر ہم اپنے رویے کو اس پرانے گھر کے مطابق بنائیں،“ تو اسے اس کے چہرے پر ہنسنا چاہیے تھا۔ اس کے بجائے اس نے جواب دیا، "آپ کو کیا پسند ہے، سعید،" کیونکہ اس نے اسے سمجھا دیا کہ یہ ایک طرح کا شہوانی، شہوت انگیز کھیل ہے۔ اس نے یہاں تک اشارہ کیا کہ اس کے لیے اس کا جذبہ اتنا زبردست ہو گیا ہے کہ اسے کسی بھی لمحے اس کا اظہار کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے، اور اگر وہ اس وقت کھلے عام باہر ہوتی تو یہ عملے کو شرمندہ کر سکتا ہے۔ یقینی طور پر اس کی موجودگی اس کے لیے اپنے کسی بھی کام پر توجہ مرکوز کرنا ناممکن بنا دے گی، اور اس کے علاوہ، شہر میں، "ہم اب بھی مکمل طور پر اپ ٹو ڈیٹ رہیں گے"۔ اس سے وہ سمجھ گئی کہ یہ شہر مرزا کے لیے خلفشار سے بھرا ہوا ہے، اس لیے اس کے حاملہ ہونے کے امکانات یہیں تتلی پور میں ہیں۔ اس نے ٹھہرنے کا عزم کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب اس نے اپنی ماں کو آنے اور رہنے کی دعوت دی، کیونکہ اگر وہ خود کو زینانہ تک محدود رکھتی تو اسے صحبت کی ضرورت ہوگی۔ مسز قریشی بوڑھے غصے سے لرزتی ہوئی پہنچیں، اپنے داماد کو اس وقت تک ڈانٹنے کا عزم کیا جب تک وہ اس پردے کی حماقت ترک نہ کر دے، لیکن مشال نے منت کرکے اپنی ماں کو حیران کر دیا: "براہ کرم مت کرو۔" مسز.

اسٹیٹ بینک کے ڈائریکٹر کی اہلیہ قریشی خود کافی نفیس تھیں۔
"حقیقت میں، آپ کی تمام نوعمر، مشو، آپ سرمئی ہنس تھے اور میں ہپسٹر تھا۔ میں نے سوچا کہ آپ نے خود کو اس کھائی سے کھینچ لیا ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اس نے آپ کو دوبارہ وہاں دھکیل دیا۔" فنانسر کی بیوی کی ہمیشہ سے یہ رائے رہی تھی کہ اس کا داماد ایک خفیہ سستا سکیٹ تھا، ایک ایسی رائے جو کسی بھی معاون ثبوت کی کمی کے بھوکے رہنے کے باوجود برقرار رہی۔ اپنی بیٹی کے ویٹو کو نظر انداز کرتے ہوئے، اس نے رسمی باغ میں مرزا سعید کو ڈھونڈا اور زور دینے کے لیے اس کی مرضی کے مطابق ڈگمگاتی ہوئی اس کے اندر داخل ہوئی۔ "کیسی قسم؟

Machine Translated by Google

زندگی کی تم جی رہی ہو؟" اس نے پوچھا۔ "میری بیٹی لاک اپ کے لیے نہیں، باہر نکالنے کے لیے ہے! اگر آپ اسے تالے اور چابی کے نیچے بھی رکھتے ہیں تو آپ کی قسمت کیا ہے؟ میرے بیٹے، پرس اور بیوی دونوں کو کھول دو! اسے لے جاؤ، اپنی محبت کی تجدید کرو، کسی مزے کی سیر پر! چھٹی کا خیال آیا، مسز قریشی نے اپنے موضوع کو گرمایا۔ "بس تیار ہو جاؤ، اور جاؤ!" انہوں نے زور دیا، "جاؤ، یار، جاؤ! اس کے ساتھ چلی جاؤ، یا تم اسے اس وقت تک بند کر دو گے جب تک وہ نہیں چلی جاتی۔" --یہاں اس نے آسمان پر ایک بدنما انگلی ماری _" --ہمیشہ کے لیے؟"_

قصور وار، مرزا سعید نے اس خیال پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔
"تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟" وہ فتح میں پکارا. "تم بڑے نرمو ہو؟ تم... تم ہیملیٹ؟"_

اس کی ساس کے حملے نے وقتاً فوقتاً خود کو ملامت کا ایک ایسا جھٹکا لایا جو مرزا سعید کو تب سے پریشان کر رہا تھا جب سے اس نے مشال کو پردہ اٹھانے پر آمادہ کیا۔ اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے اس نے ٹیگور کی کہانی _گھرے-بیرے_ پڑھی جس میں ایک زمیندار اپنی بیوی کو پردہ سے باہر آنے کے لیے آمادہ کرتا ہے، جس کے بعد وہ "سودیشی" مہم میں شامل ایک آتش پرست سیاست کا ساتھ دیتی ہے، اور زمیندار کی موت ہو جاتی ہے۔ اس ناول نے اسے لمحہ بہ لمحہ خوش کر دیا، لیکن پھر اس کا شک واپس آ گیا۔ کیا وہ اپنی بیوی کو دی گئی وجوہات میں مخلص تھا، یا وہ تتلیوں کی میڈونا، مرگی، عائشہ کے تعاقب کے لیے ساحل کو صاف چھوڑنے کا راستہ تلاش کر رہا تھا؟ "کچھ ساحل،" اس نے سوچا، مسز قریشی کو ایک الزام باز باز کی آنکھوں سے یاد کرتے ہوئے، "کچھ صاف۔" اس کی ساس کی موجودگی، اس نے اپنے آپ سے دلیل دی، اس کی نیک نیتی کا مزید ثبوت تھا۔ کیا اس نے مثبت طور پر مشال کو اسے بھیجنے کی ترغیب نہیں دی تھی، حالانکہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ بوڑھا فربہ اسے برداشت نہیں کر سکتا اور اسے دھوپ میں ہر طرح کی چالاکی پر شک کرے گا؟ "کیا میں اس کے آنے کے لیے اتنا بے چین ہوتا اگر میں ہانکی پینکی کا منصوبہ بنا رہا ہوتا؟" اس نے خود سے پوچھا. لیکن اندر کی گھبراہٹ کی آوازیں جاری تھیں: "یہ تمام حالیہ سیکسالوجی، آپ کی بیوی میں یہ تجدید دلچسپی، ایک سادہ منتقلی ہے۔ واقعی، آپ اپنے کسانوں کے فلوزی کے لیے ترس رہے ہیں جو آپ کے ساتھ آئے۔"

جرم کا اثر زمیندار کو مکمل طور پر بے کار محسوس کرنے کا تھا۔ اس کی ساس کی توہین اس کی ناخوشی میں لفظی سچائی کی طرح لگ رہی تھی۔ "سافٹو،" اس نے اسے بلایا، اور کتابوں کی الماریوں سے گھرا اس کے مطالعہ میں بیٹھا، جس میں سنسکرت کے انمول متون پر کیڑے اطمینان سے چبھ رہے تھے، جو کہ قومی آرکائیوز میں بھی نہیں ملتے تھے، اور مکمل کاموں پر بھی، کم حوصلہ افزائی کے ساتھ۔ پرسی ویسٹرمین، GA

بینٹی اور ڈورن فورڈ یٹس، مرزا سعید نے اعتراف کیا، ہاں، اسپاٹ آن، میں نرم ہوں۔
گھر سات پشت پرانا تھا اور سات پشتوں سے نرمی چلی آ رہی تھی۔ وہ اس راہداری سے نیچے چلا گیا جس میں اس کے آباؤ اجداد سنہری فریموں میں لٹکے ہوئے تھے اور اس آئینے پر غور کیا جسے وہ آخری جگہ پر لٹکائے رکھا تھا کہ ایک دن اسے بھی اس دیوار پر قدم رکھنا ہے۔ وہ ایک ایسا آدمی تھا جس کے کونے یا کھردرے کناروں کے بغیر تھے۔ یہاں تک کہ اس کی کہنیوں پر بھی گوشت کے چھوٹے پیڈ چھپے ہوئے تھے۔ آئینے میں اس نے دیکھا

Machine Translated by Google

پتلی مونچھیں، کمزور ٹھوڑی، پان سے داغے ہونٹ۔ گال، ناک، پیشانی: سب نرم، ملائم، ملائم۔ "مجھ جیسی قسم میں کون کچھ دیکھے گا؟" وہ رویا، اور جب اسے احساس ہوا کہ وہ اتنا مشتعل ہو گیا ہے کہ اس نے اونچی آواز میں بات کی ہے تو وہ جانتا تھا کہ اسے ضرور محبت ہو گی، وہ محبت کے کتے کی طرح بیمار تھا، اور یہ کہ اس کے پیار کا مقصد اب اس کی پیاری بیوی نہیں رہی تھی۔

"پھر میں کتنا گھٹیا، گھٹیا، چالباز اور خود فریبی والا آدمی ہوں،" اس نے اپنے آپ سے آہ بھری، "اتنی تیزی سے بدلنے کے لیے۔ میں تقریب کے بغیر ختم ہونے کا مستحق ہوں۔" لیکن وہ اپنی تلوار پر گرنے کی قسم نہیں تھا۔ اس کے بجائے، وہ کچھ دیر پیرستان کی راہداریوں میں ٹہلتا رہا، اور جلد ہی گھر نے اپنا جادو چلا دیا اور اسے ایک بار پھر اچھے موڈ کی طرح بحال کر دیا۔

گھر: اپنے شاندار نام کے باوجود، یہ ایک ٹھوس، بلکہ پراسرار عمارت تھی، جسے صرف غلط ملک میں ہونے کی وجہ سے غیر ملکی بنا دیا گیا تھا۔ اسے سات نسلیں پہلے ایک خاص پیرونے نے تعمیر کیا تھا، جو ایک انگریز آرکیٹیکٹ تھا جسے نوآبادیاتی حکام نے بہت پسند کیا تھا، جس کا واحد انداز نو کلاسیکل انگلش کنٹری ہاؤس کا تھا۔ ان دنوں بڑے بڑے زمیندار یورپی فن تعمیر کے دیوانے تھے۔ سعید کے پردادا نے ساتھی کو وائسرائے کے استقبالیہ پر ملنے کے پانچ منٹ بعد رکھا تھا، تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ تمام ہندوستانی مسلمانوں نے میرٹھ کے سپاہیوں کی کارروائی کی حمایت نہیں کی تھی اور نہ ہی ہمدردی میں تھے۔ اس کے بعد کی بغاوتوں کے ساتھ، نہیں، کسی بھی طرح سے نہیں۔ --اور پھر اسے کارٹ بلانچ دیا؛ --تو اب یہاں پرستان کھڑا ہے، قریب کے اشنکٹبندیی آلو کے کھیتوں کے بیچ میں اور برگد کے عظیم درخت کے پاس، جو بوگین ویلیا کے کریپر میں ڈھکا ہوا تھا، کچن میں سانپ اور الماریوں میں تتلی کے کنکال تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ اس کا نام انگریزوں کے لیے زیادہ واجب الادا ہے اس سے زیادہ کسی بھی غیر حقیقی سے: یہ _Perownistan_ کا محض ایک سکڑاؤ تھا۔

سات نسلوں کے بعد یہ آخر کار ایسا لگنے لگا تھا جیسے یہ بیل گاڑیوں اور کھجور کے درختوں اور بلند و بالا، صاف ستاروں سے بھرے آسمانوں کے اس منظر میں ہے۔ یہاں تک کہ داغ دار شیشے کی کھڑکی جو کنگ چارلس دی ہیڈ لیس کی سیڑھی سے نیچے دیکھ رہی تھی، ایک ناقابل فہم انداز میں، قدرتی بنا دی گئی تھی۔ ان پرانے زمیندار مکانات میں سے بہت کم ہی موجودہ وقت کی مساواتی پستیوں سے بچ پائے تھے اور اس کے مطابق وہاں پرستان کے اوپر ایک میوزیم کی ہوا میں کچھ لٹکا ہوا تھا، حالانکہ --یا شاید اس لئے --مرزا سعید کو پرانی جگہ پر بڑا فخر تھا اور اسے ٹرم میں رکھنے کے لیے بے دریغ خرچ کیا تھا۔ وہ جہاز کی طرح کے بستر پر کام کرنے والے اور پیٹے ہوئے پیتل کے ایک اونچے سائبان کے نیچے سوتا تھا جس پر تین وائسرائے کا قبضہ تھا۔ گرینڈ سیلون میں اس نے مشال اور مسز قریشی کے ساتھ غیر معمولی تھری وے سیٹ پر بیٹھنا پسند کیا۔ اس کمرے کے ایک سرے پر ایک بڑا شیراز قالین لپٹا ہوا تھا، لکڑی کے بلاکس پر، اس دلکش استقبال کا انتظار کر رہا تھا جو اس کے لہرانے کے لائق ہوگا، اور جو کبھی نہیں آیا تھا۔ ڈائننگ روم میں کورینتھیائی چوٹیوں کے ساتھ سخت کلاسیکی کالم تھے، اور اصلی اور پتھر کے مور تھے، جو گھر کے مرکزی سیڑھیوں پر ٹہل رہے تھے، اور وینیشین فانوس اولوں میں ٹہل رہے تھے۔ اصل پنکھے ابھی بھی مکمل ورکنگ آرڈر میں تھے، ان کی تمام آپریٹنگ ڈوریاں پلیوں اور دیواروں اور فرشوں میں سوراخوں کے ذریعے سفر کر رہی تھیں۔

Machine Translated by Google

ایک چھوٹا سا، ہوا کے بغیر بوٹ روم جہاں پنکا والا بیٹھ کر لاٹ کو اکٹھا کرتا تھا، اس چھوٹے سے کھڑکی کے بغیر کمرے کی بے وقوفانہ ہوا کی ستم ظریفی میں پھنس کر گھر کے دیگر حصوں میں ٹھنڈی ہوائیں بھیجتا تھا۔ نوکر بھی سات پشتیں پیچھے چلے گئے اور اس لیے شکایت کرنے کا فن کھو چکے تھے۔ پرانے طریقوں نے حکمرانی کی: حتیٰ کہ تتلی پور مٹھائی فروش کو بھی اپنے ایجاد کردہ کسی بھی اختراعی مٹھائی کو فروخت کرنے سے پہلے زمیندار کی منظوری لینے کی ضرورت تھی۔ پیرستان میں زندگی اتنی ہی نرم تھی جتنی کہ درخت کے نیچے سخت تھی۔ لیکن، ایسے تکیے والے وجود میں بھی، بھاری ضربیں لگ سکتی ہیں۔

اوو

اس دریافت سے کہ اس کی بیوی اپنا زیادہ تر وقت عائشہ کے ساتھ بند کر رہی تھی، مرزا کو ایک ناقابل برداشت چڑچڑاپن سے بھر دیا، روح کا ایک ایگزیما جس نے اسے پاگل کر دیا کیونکہ اسے کھرچنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ مشال امید کر رہی تھی کہ عائیشہ کا شوہر اسے ایک بچہ عطا کرے گا، لیکن چونکہ وہ اپنے شوہر کو یہ نہیں بتا سکتی تھی، جب اس نے اس سے پوچھا کہ اس نے گاؤں کی سب سے پاگل لڑکی کے ساتھ اتنا وقت کیوں ضائع کیا تو وہ اداس ہو گئی اور کندھے اچکانے لگی۔ مشال کی نئی تحمل نے مرزا سعید کے دل کی کھجلی کو مزید بڑھا دیا، اور اسے بھی حسد میں مبتلا کر دیا، حالانکہ اسے یقین نہیں تھا کہ وہ عائشہ سے حسد کرتا ہے یا مشال سے۔ اس نے پہلی بار دیکھا کہ تتلیوں کی مالکن کی آنکھیں اس کی بیوی جیسی چمکدار سرمئی رنگ کی ہیں، اور کسی وجہ سے اس نے اسے بھی پار کر دیا، گویا یہ ثابت ہو گیا کہ عورتیں اس پر جھپٹ رہی ہیں، خدا کی سرگوشیاں کر رہی ہیں۔ کیا راز جانتے تھے شاید وہ اس کے بارے میں چیخ رہے تھے اور چھپا رہے تھے! ایسا لگتا ہے کہ یہ زنانہ کاروبار پیچھے ہٹ گیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پرانی جیلی مسز قریشی کو عائشہ نے اندر لے لی تھی۔ مرزا سعید نے سوچا کہ یہ بالکل تینوں ہے۔ جب ممبو جمبو آپ کے دروازے سے اندر آتا ہے، تو اچھی سمجھ کھڑکی سے نکل جاتی ہے۔

جہاں تک عائشہ کا تعلق ہے: جب مرزا سے ان کا سامنا بالکونی میں یا باغیچے میں ہوا جب وہ اردو شاعری پڑھتے پھر رہے تھے، تو وہ ہمیشہ عزت دار اور شرمیلی تھیں۔ لیکن اس کے اچھے برتاؤ نے، جس میں شہوانی، شہوت انگیز دلچسپی کی کسی چنگاری کی مکمل عدم موجودگی، سعید کو مزید مایوسی کی بے بسی کی طرف دھکیل دیا۔ چنانچہ یوں ہوا کہ جب ایک دن اس نے عائشہ کو اپنی بیوی کے کوارٹر میں داخل ہونے کی جاسوسی کی تو چند منٹوں بعد اس کی ساس کی آواز ایک سریلی آواز میں بلند ہوئی تو اسے غصے کے جذبات نے پکڑ لیا اور جان بوجھ کر تحقیقات کے لیے جانے سے پہلے مکمل تین منٹ انتظار کیا۔ اس نے مسز قریشی کو اپنے بال پھاڑتے ہوئے اور کسی فلمی ملکہ کی طرح روتے ہوئے پایا، جب کہ مشال اور عائشہ بیڈ پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھی تھیں، سرمئی آنکھیں سرمئی میں گھور رہی تھیں، اور مشال کا چہرہ عائشہ کی پھیلی ہوئی ہتھیلیوں کے درمیان پڑا ہوا تھا۔

معلوم ہوا کہ فرشتہ نے عائشہ کو مطلع کیا تھا کہ زمیندار کی بیوی کینسر سے مر رہی ہے، اس کی چھاتیاں موت کے مہلک گانٹھوں سے بھری ہوئی ہیں، اور اس کے پاس زندہ رہنے کے لیے چند ماہ سے زیادہ نہیں ہے۔ کینسر کا مقام مشال کے لیے خدا کا ظلم ثابت کر چکا تھا، کیونکہ صرف ایک شیطانی دیوتا ہی اس عورت کی چھاتی میں موت ڈالے گا جس کا واحد خواب نئی زندگی کا دودھ پلانا تھا۔ سعید اندر داخل ہوا تو عائشہ فوراً سرگوشی کر رہی تھی۔

Machine Translated by Google

مشال سے: "تم ایسا مت سوچو۔ اللہ تمہیں بچائے گا۔ یہ ایمان کا امتحان ہے۔"

مسز قریشی نے بہت چیخ و پکار کے ساتھ مرزا سعید کو یہ بری خبر سنائی اور پریشان زمیندار کے لیے یہ آخری تنکا تھا۔ وہ غصے میں اڑ گیا اور زور زور سے چیخنا اور کانپنے لگا جیسے وہ کسی بھی وقت کمرے میں موجود فرنیچر اور اس میں رہنے والوں کو بھی توڑ پھوڑ شروع کر دے گا۔

"تمہارے خوفناک کینسر کے ساتھ جہنم،" اس نے غصے سے عائشہ کی طرف چیخا۔
"تم اپنے پاگل پن اور فرشتوں کے ساتھ میرے گھر میں آئے ہو اور میرے گھر والوں کے کانوں میں زہر ٹپکایا ہے، اپنے خوابوں اور اپنی غیر مرئی شریک حیات کے ساتھ یہاں سے نکل جاؤ، یہ جدید دنیا ہے، اور یہ میڈیکل ڈاکٹرز ہیں، آلو کے کھیتوں میں بھوت نہیں۔ جب ہم بیمار ہوں تو ہمیں بتاؤ۔ تم نے یہ خونخوار حلالہ بے مقصد بنایا ہے۔ نکل جاؤ اور پھر کبھی میری سرزمین پر نہ آنا۔"

عائشہ نے مشال سے آنکھیں یا ہاتھ ہٹائے بغیر اسے سنا۔
جب سعید سانس لینے کے لیے رک گیا، اپنی مٹھیوں کو دبایا اور صاف کیا، تو اس نے اپنی بیوی سے نرمی سے کہا: "ہم سے سب کچھ مانگے گا، اور سب کچھ دیا جائے گا۔" جب اس نے یہ فارمولہ سنا، جسے سارے گاؤں کے لوگ طوطے کی طرح طوطے کی طرح جانتے تھے کہ اس کا مطلب کیا ہے، مرزا سعید اختر کچھ دیر کے لیے اپنے دماغ سے باہر ہو گئے، ہاتھ اٹھا کر عائشہ کو بے ہوش کر دیا۔ وہ فرش پر گر پڑی، منہ سے خون بہہ رہا تھا، اس کی مٹھی سے ایک دانت کھلا ہوا تھا، اور جب وہ وہیں لیٹی تھیں تو مسز قریشی نے اپنے داماد پر گالیاں دیں۔ "اے خدا، میں نے اپنی بیٹی کو قاتل کے سپرد کر دیا ہے، اے خدا، ایک عورت مارنے والی، جاؤ، مجھے بھی مارو، کچھ مشق کرو. اولیاء، گستاخ، شیطان، ناپاک."

سعید کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گیا۔
اگلے دن مشال اختر نے مکمل میڈیکل چیک اپ کے لیے شہر واپس آنے پر اصرار کیا۔ سعید نے موقف اختیار کیا۔ "اگر تم توہم پرستی میں مبتلا ہونا چاہتے ہو تو جاؤ، لیکن مجھ سے آنے کی امید نہ رکھو۔ ہر راستے میں آٹھ گھنٹے کی ڈرائیو ہے، لہذا، اس کے ساتھ جہنم میں۔" مشال اس دوپہر کو اپنی ماں اور ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی، اور اس کے نتیجے میں مرزا سعید وہیں نہیں تھے جہاں انہیں ہونا چاہیے تھا، یعنی اپنی بیوی کے پاس، جب اسے ٹیسٹ کے نتائج بتائے گئے: مثبت، ناکارہ، بہت دور۔ آگے بڑھنے پر، کینسر کے پنجے اس کے سینے میں گہرائی تک کھود گئے۔ چند ماہ، چھ اگر وہ خوش قسمت تھی، اور اس سے پہلے، جلد آنے والی، درد. مشال پیرستان واپس آئی اور سیدھی زینانہ میں اپنے کمروں میں چلی گئی، جہاں اس نے اپنے شوہر کو لیوینڈر سٹیشنری پر ایک رسمی نوٹ لکھا اور اسے ڈاکٹر کی تشخیص کے بارے میں بتایا۔ جب اس نے اس کی سزائے موت پڑھی جو اس کے اپنے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی تو اس نے بہت بری طرح سے آنسو بہانا چاہا لیکن اس کی آنکھیں خشک ہی رہیں۔ کئی سالوں سے اس کے پاس ہستی کے لیے وقت نہیں تھا، لیکن اب عائشہ کے چند جملے اس کے ذہن میں گھوم گئے۔ _خدا تمہیں بچائے گا۔ سب کچھ دیا جائے گا_ ایک تلخ، توہم پرستانہ خیال اس کے ذہن میں آیا: "یہ ایک لعنت ہے،" اس نے سوچا۔

"چونکہ مجھے عائشہ کی ہوس تھی اس لیے اس نے میری بیوی کو قتل کر دیا ہے۔"
جب وہ زینانہ کے پاس گیا تو مشال نے اسے دیکھنے سے انکار کر دیا، لیکن اس کی والدہ نے دروازے کو روکتے ہوئے، خوشبو والے نیلے کاغذ پر دوسرا نوٹ سعید کو دیا۔ "میں عائشہ سے ملنا چاہتا ہوں،" اس میں لکھا تھا۔ "برائے مہربانی اس کی اجازت دیں۔" مرزا سعید نے سر جھکا کر رضامندی دی، اور شرمندگی سے وہاں سے نکل گئے۔

Machine Translated by Google

اوو

مہاؤنڈ کے ساتھ، ہمیشہ ایک جدوجہد ہوتی ہے۔ امام کے ساتھ، غلامی؛ لیکن اس لڑکی کے ساتھ، کچھ بھی نہیں ہے. جبریل غیر فعال ہے، عام طور پر خواب میں سوتا ہے جیسا کہ وہ زندگی میں ہے۔ وہ ایک درخت کے نیچے، یا کھائی میں اس کے پاس آتی ہے، وہ سنتی ہے جو وہ نہیں کہہ رہا تھا، جو اسے ضرورت ہے لے لیتی ہے، اور چلی جاتی ہے۔ وہ کینسر کے بارے میں کیا جانتا ہے، مثال کے طور پر؟ تنہائی کی بات نہیں۔

اس کے ارد گرد، وہ سوچتا ہے جیسے وہ آدھے خواب دیکھتا ہے، آدھا جاگتا ہے، کیا لوگ آوازیں سن رہے ہیں، الفاظ کے ذریعے بہکا رہے ہیں۔ لیکن اس کا نہیں۔ اس کا اصل مواد کبھی نہیں۔ --پھر کس کا؟ کون ان کے کان میں سرگوشی کر رہا ہے، انہیں پہاڑوں کو حرکت دینے، گھڑیوں کو روکنے، بیماری کی تشخیص کرنے کے قابل بنا رہا ہے؟

وہ کام نہیں کر سکتا۔

اوو

مشال اختر کی تتلی پور واپسی کے اگلے ہی دن عائشہ بچی، جسے لوگ کاہن، پیر کہنے لگے تھے، ایک ہفتے کے لیے مکمل طور پر غائب ہو گئی۔ اس کے بے تکلف مداح، عثمان مسخرے نے، جو چٹنا پٹنا تک دھول آلود پٹری کے ساتھ کچھ فاصلے پر اس کا پیچھا کر رہا تھا، گاؤں والوں کو بتایا کہ ہوا کا جھونکا اُٹھا اور اس کی آنکھوں میں دھول اڑا دی۔ جب اس نے اسے دوبارہ باہر نکالا تو وہ "ابھی گئی" تھی۔ عام طور پر، جب عثمان اور اس کے بیل نے جنوں اور جادوئی چراغوں اور کھلے تلوں کے بارے میں اپنی لمبی کہانیاں سنانی شروع کیں، تو گاؤں والے بردبار نظر آئے اور اسے چھیڑتے رہے، ٹھیک ہے عثمان، چٹنا پٹنہ کے ان بیوقوفوں کے لیے بچا لو۔ وہ اس چیز کے لئے گر سکتے ہیں لیکن یہاں تتلی پور میں ہم جانتے ہیں کہ کون سا راستہ ہے اور وہ محلات اس وقت تک نظر نہیں آتے جب تک کہ ایک ہزار ایک مزدور انہیں نہ بنالیں، اور نہ ہی وہ غائب ہوتے ہیں جب تک کہ وہی مزدور انہیں گرا نہ دیں۔ تاہم اس موقع پر کوئی بھی مسخرے پر نہیں ہنسا کیونکہ جہاں عائشہ کا تعلق تھا گاؤں والے کچھ بھی ماننے کو تیار تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ برفیلے بالوں والی لڑکی ہی بوڑھی بی بی جی کی حقیقی جانشین ہے، کیوں کہ کیا تتلیاں اس کی پیدائش کے سال دوبارہ نمودار نہیں ہوئی تھیں، اور کیا وہ چادر کی طرح اس کا پیچھا نہیں کرتی تھیں؟ عائشہ تتلیوں کی واپسی سے پیدا ہونے والی دیرینہ امید کا ثبوت تھی، اور اس بات کا ثبوت کہ اس زندگی میں بڑی چیزیں اب بھی ممکن ہیں، یہاں تک کہ زمین کے کمزور اور غریب ترین لوگوں کے لیے بھی۔

"فرشتہ اسے لے گیا ہے،" سرپنچ کی بیوی خدیجہ نے حیرت سے کہا، اور عثمان رو پڑے۔ ”لیکن نہیں، یہ تو کمال کی بات ہے۔“ بوڑھی خدیجہ نے بے سمجھی سے وضاحت کی۔ گاؤں والوں نے سرپنچ سے چھیڑ چھاڑ کی: "تم ایسے بے ہودہ میاں بیوی کے ساتھ گاؤں کے سربراہ کیسے بن گئے، ہمیں مارتا ہے۔"

”تم نے مجھے چنا ہے،“ اس نے دوٹوک جواب دیا۔

اس کے لاپتہ ہونے کے ساتویں دن عائشہ کو دوبارہ برہنہ اور سنہری تتلیوں میں ملبوس گاؤں کی طرف چلتے ہوئے دیکھا گیا، اس کے چاندی کے بال ہوا میں اس کے پیچھے بہتے ہوئے تھے۔ وہ براہ راست سرپنچ محمد دین کے گھر گئی اور کہا کہ تتلی پور پنچایت کا فوری ہنگامی اجلاس بلایا جائے۔ "درخت کی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہم پر آیا ہے،" انہوں نے اعتراف کیا۔ محمد دین انکار نہ کر سکا، اس نے شام کے اندھیرے کے بعد ملاقات کا وقت مقرر کیا۔

Machine Translated by Google

اس رات پنچایت کے ارکان نے اپنی جگہ درخت کی معمول کی شاخ پر لے لی، جبکہ عائشہ کاہین زمین پر ان کے سامنے کھڑی تھیں۔ اس نے کہا، "میں فرشتے کے ساتھ سب سے بلندیوں پر اڑ چکی ہوں۔ "ہاں، یہاں تک کہ لاٹ کے درخت تک بھی۔ مہاراج فرشتہ جبریل: وہ ہمارے لیے ایک پیغام لے کر آیا ہے جو ایک حکم بھی ہے۔ ہر چیز ہم سے مطلوب ہے، اور سب کچھ دیا جائے گا۔"

سرپنچ محمد دین کی زندگی میں کسی بھی چیز نے اسے اس انتخاب کے لیے تیار نہیں کیا تھا جس کا وہ سامنا کرنے والے تھے۔ "فرشتہ کیا پوچھتا ہے عائشہ بیٹی؟" اس نے اپنی آواز کو مستحکم کرتے ہوئے پوچھا۔

"فرشتہ کی مرضی ہے کہ ہم سب، گاؤں کا ہر مرد، عورت اور بچہ، ایک ساتھ حج کی تیاری شروع کریں، ہمیں حکم ہے کہ اس جگہ سے مکہ شریف تک پیدل چلیں، حجر اسود کو چومیں۔ حرم شریف کے مرکز میں کعبہ، مقدس مسجد۔ وہاں ہمیں ضرور جانا چاہیے۔"

اب پنچایت کا پنجہ گرما گرم بحث کرنے لگا۔ غور کرنے کی فصلیں تھیں، اور اپنے گھروں کو اجتماعی طور پر چھوڑنے کا امکان۔

سرپنچ نے اس سے کہا، "بچی، اس کا تصور بھی نہیں کرنا چاہیے۔ "یہ بات مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے حج اور عمرہ کا عذر کرتا ہے جو غربت یا صحت کی وجہ سے حقیقی طور پر جانے سے قاصر ہیں۔" لیکن عائشہ خاموش رہی اور بزرگ بحث کرتے رہے۔ پھر یوں لگا جیسے اس کی خاموشی نے باقی سب کو متاثر کیا اور ایک طویل لمحے کے لیے، جس میں سوال طے ہو گیا تھا -- حالانکہ کسی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا --کہ کوئی لفظ بولا نہیں گیا تھا۔

یہ عثمان ہی مسخرہ تھا جس نے آخر میں بات کی، عثمان تبدیل ہونے والا، جس کے لیے اس کا نیا عقیدہ پانی پینے سے زیادہ نہیں تھا۔ "یہ یہاں سے سمندر تک تقریباً دو سو میل دور ہے،" اس نے پکارا۔ "یہاں پر بوڑھی عورتیں اور بچے ہیں۔ پھر بھی کیا ہم جا سکتے ہیں؟"

"خدا ہمیں طاقت دے گا" عائشہ نے اطمینان سے جواب دیا۔
عثمان نے ہار ماننے سے انکار کرتے ہوئے چیخ کر کہا، کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہمارے اور مکہ شریف کے درمیان ایک بڑا سمندر ہے، ہم کیسے پار کریں گے؟
ہمارے پاس یاتریوں کی کشتیوں کے پیسے نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ فرشتہ ہمارے پروں کو بڑھا دے، تاکہ ہم اُڑ سکیں؟"

بہت سے دیہاتیوں نے غصے سے گستاخ عثمان کو پکڑ لیا۔ "اب چپ ہو جاؤ"
سرپنچ محمد دین نے اسے ڈانٹا۔ "آپ کو ہمارے عقیدے یا ہمارے گاؤں میں زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اپنا جال بند رکھیں اور ہمارے طریقے سیکھیں۔"
تاہم عثمان نے ہچکچاہٹ سے جواب دیا، "تو آپ نئے آباد کاروں کو اس طرح خوش آمدید کہتے ہیں۔ برابری کی طرح نہیں، بلکہ ایسے لوگوں کی طرح جنہیں ان سے کہا جاتا ہے۔" سرخ چہروں والے مردوں کی ایک گرہ عثمان کے گرد جکڑنے لگی لیکن اس سے پہلے کہ کچھ اور ہوتا عائشہ نے مسخرے کے سوالوں کا جواب دے کر مزاج ہی بدل دیا۔

"یہ بھی فرشتے نے سمجھایا ہے" وہ خاموشی سے بولی۔ "ہم دو سو میل چلیں گے، اور جب ہم سمندر کے کنارے پہنچیں گے، تو ہم جھاگ میں اپنے پاؤں ڈالیں گے، اور پانی ہمارے لیے کھل جائے گا، لہریں جدا ہو جائیں گی، اور ہم سمندر کی تہہ کے پار چلیں گے۔ مکہ کو۔"

Machine Translated by Google

اوو

اگلی صبح مرزا سعید اختر ایک ایسے گھر میں بیدار ہوئے جو غیر معمولی طور پر خاموش تھا، اور جب اس نے نوکروں کو پکارا تو کوئی جواب نہ ملا۔ آلو کے کھیتوں میں بھی خاموشی پھیل گئی تھی۔ لیکن تتلی پور کے درخت کی چوڑی، پھیلی ہوئی چھت کے نیچے ہر چیز ہلچل تھی۔ پنچایت نے مہاراج جبریل کے حکم کی تعمیل کے لیے متفقہ طور پر ووٹ دیا تھا، اور گاؤں والوں نے روانگی کی تیاری شروع کر دی تھی۔ سرپنچ پہلے تو یہ چاہتا تھا کہ بڑھئی عیسیٰ کو کوڑے بنائے جو بیلوں کے ذریعے کھینچے جا سکیں اور جس پر بوڑھے اور کمزور لوگ سوار ہو سکیں، لیکن اس خیال کو اس کی اپنی بیوی نے ٹھونس دیا، جس نے اس سے کہا، "تم نہیں کرتے۔ سنو سرپنچ صاحب جی! کیا فرشتے نے نہیں کہا تھا کہ ہمیں چلنا ہے؟ اچھا تو پھر ہمیں یہی کرنا چاہیے۔" صرف سب سے چھوٹے بچوں کو پیدل سفر سے عذر کیا جانا تھا، اور انہیں تمام بالغوں کی پیٹھ پر، گردش میں لے جایا جائے گا. دیہاتیوں نے اپنے تمام وسائل جمع کر لیے تھے اور پنچایت کی شاخ کے پاس آلو، دال، چاول، کریلا، مرچیں اور دیگر سبزیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ رزق کا وزن پیدل چلنے والوں کے درمیان یکساں طور پر تقسیم کیا جانا تھا۔ کھانا پکانے کے برتن بھی اکٹھے کیے جا رہے تھے اور جو بھی بستر مل سکتا تھا۔

بوجھ والے جانور لے جانے تھے، اور زندہ مرغیوں کو لے جانے والی ایک دو گاڑیاں، لیکن عام طور پر یاتریوں کو سرپنچ کی ہدایت پر تھا کہ وہ ذاتی سامان کو کم سے کم رکھیں۔ فجر سے پہلے سے ہی تیاریاں چل رہی تھیں کہ جب تک مرزا سعید غصے سے گائوں میں داخل ہوا، حالات بہت آگے بڑھ چکے تھے۔ پینتالیس منٹ تک زمیندار نے غصے میں بول کر اور گاؤں والوں کو کندھے سے ہلا کر معاملات کو سست کر دیا، لیکن پھر، خوش قسمتی سے، وہ ہار مان کر چلا گیا، تاکہ کام کو اپنی سابقہ، تیز رفتاری سے جاری رکھا جا سکے۔ مرزا کے جاتے ہی اس نے بار بار اپنا سر پیٹا اور لوگوں کے ناموں سے پکارا، جیسے _لونی، سادہ لوح_، بہت برے الفاظ، لیکن وہ ہمیشہ سے ایک بے دین آدمی تھا، ایک مضبوط لکیر کا کمزور انجام، اور اسے اپنی تلاش کے لیے چھوڑنا پڑا۔ اپنی قسمت؛ اس جیسے مردوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں تھا۔

غروب آفتاب تک گاؤں والے روانگی کے لیے تیار تھے، اور سرپنچ نے سب سے کہا کہ وہ نماز کے لیے تھوڑی دیر میں اٹھ جائیں تاکہ وہ فوراً بعد نکل سکیں اور اس طرح دن کی بدترین گرمی سے بچ سکیں۔ اس رات، بوڑھی خدیجہ کے پاس اپنی چٹائی پر لیٹتے ہوئے، اس نے بڑبڑایا، "آخر میں، میں ہمیشہ سے کعبہ کو دیکھنا چاہتا ہوں، مرنے سے پہلے اس کا چکر لگاؤں۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑنے کے لیے اپنی چٹائی سے آگے بڑھی۔ انہوں نے کہا، "میں نے بھی، امید کے خلاف، اس کی امید کی ہے۔" "ہم ساتھ پانیوں میں سے چلیں گے۔"

مرزا سعید، پیکنگ ولیج کے تماشے سے بے چارے جنون میں مبتلا، بغیر تقریب کے اپنی بیوی پر پھٹ پڑے۔ "تمہیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ہو رہا ہے مشو،" اس نے بے تکلفی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پورے تتلی پور نے اپنے دماغ کو چھوڑ دیا ہے، اور سمندر کے کنارے چلا گیا ہے۔ ان کے گھروں، ان کے کھیتوں کا کیا ہونے والا ہے؟ دکانوں میں بربادی ہے۔ اس میں سیاسی مشتعل ضرور ہوں گے۔ کوئی کسی کو رشوت دے رہا ہے۔ --آپ کو لگتا ہے کہ اگر میں نے پیشکش کی

Machine Translated by Google

وہ یہاں سمجھدار لوگوں کی طرح رہیں گے؟" اس کی آواز خشک ہو گئی۔عائشہ کمرے میں تھی۔

"تم کتیا،" اس نے اسے بددعا دی۔ وہ بستر پر ٹانگیں لگائے بیٹھی تھی جب کہ مشال اور اس کی والدہ فرش پر بیٹھی ہوئی تھیں، اپنے سامان کو چھانٹ رہی تھیں اور یہ کام کر رہی تھیں کہ وہ حج پر کتنا کم خرچ کر سکتے ہیں۔

"تم نہیں جا رہے ہو،" مرزا سعید نے کہا۔" منع کر دو، شیطان ہی جانتا ہے کہ اس کسبی نے گاؤں والوں کو کس جراثیم سے متاثر کیا ہے، لیکن تم میری بیوی ہو اور میں تمہیں اس خودکشی کے منصوبے پر جانے سے انکار کرتا ہوں۔"

"اچھی باتیں" مشال نے قہقہہ لگایا۔ "سعید، الفاظ کا اچھا انتخاب۔ تم جانتے ہو کہ میں زندہ نہیں رہ سکتا لیکن تم خودکشی کی بات کرتے ہو، سعید، یہاں ایک چیز ہو رہی ہے، اور تم اپنے درآمد شدہ یورپی الحاد کے ساتھ نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔

یا ہوسکتا ہے کہ اگر آپ نے اپنے انگریزی سوٹ کے نیچے دیکھا اور اپنے دل کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔"

"یہ ناقابل یقین ہے،" سعید نے پکارا۔ "مشال، مشو، کیا یہ تم ہو؟ اچانک تم قدیم تاریخ کی اس خدائی قسم میں بدل گئی ہو؟"

مسز قریشی نے کہا بیٹا چلے جاؤ یہاں کافروں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ فرشتے نے عائشہ سے کہا ہے کہ جب مشال مکہ کی زیارت مکمل کر لے گی تو اس کا کینسر ختم ہو جائے گا، سب کچھ درکار ہے اور سب کچھ دیا جائے گا۔

مرزا سعید اختر نے اپنی ہتھیلیاں اپنی بیوی کے خواب گاہ کی دیوار کے ساتھ رکھ کر پلستر سے اپنی پیشانی دبا دی۔ کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا: "اگر عمرہ کرنے کا سوال ہے تو خدا کے لیے چلو شہر جا کر ہوائی جہاز پکڑو۔ ہم ایک دو دن میں مکہ پہنچ سکتے ہیں۔"

مشعل نے جواب دیا کہ ہمیں چلنے کا حکم ہے۔
سعید اپنے آپ پر قابو کھو بیٹھا۔ "مشال؟ مشال؟" وہ چیخا. "حکم دیا؟
؟Archangels، Mishuجبریل؟ _لمبی داڑھی والا خدا اور پروں والے فرشتے؟
جنت اور جہنم، مشال؟ ایک نوکیلی دم اور لونگ کھروں والا شیطان؟ آپ اس کے ساتھ کہاں تک جا رہے ہیں؟ کیا عورتوں میں روح ہوتی ہے، آپ کیا کہتے ہیں؟ یا دوسرا طریقہ: کیا روحوں کی جنس ہوتی ہے؟ خدا کالا ہے یا سفید؟ جب سمندر کا پانی حصہ ہے تو اضافی پانی کہاں جائے گا؟ کیا یہ دیواروں کی طرح ایک طرف کھڑا ہو جائے گا؟ مشال؟ جواب دو. کیا معجزے ہوتے ہیں؟ کیا آپ جنت پر یقین رکھتے ہیں؟

کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟" وہ رونے لگا، اور گھٹنوں کے بل گر پڑا، اس کی پیشانی ابھی تک دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اس کی مرنے والی بیوی نے اوپر آ کر اسے پیچھے سے گلے لگایا۔ "تو حج کے ساتھ چلو،" اس نے کہا۔ کہا، دھیمے سے۔

"لیکن کم از کم مرسڈیز اسٹیشن ویگن لے لو۔ اس میں ایئر کنڈیشننگ ہے اور آپ کوکس سے بھرا آئس باکس لے سکتے ہیں۔"

”نہیں۔“ اس نے آہستہ سے کہا۔ "ہم سب کی طرح جائیں گے۔ ہم حاجی ہیں، سعید۔
یہ ساحل سمندر پر پکنک نہیں ہے۔"
"مجھے نہیں معلوم کہ کیا کروں،" مرزا سعید اختر رو پڑے۔ "مشو، میں یہ خود سے نہیں سنبھال سکتی۔"

عائشہ بیڈ سے بولی۔ ”مرزا صاحب آپ ہمارے ساتھ چلیں۔“ اس نے کہا۔ "تمہارے خیالات ختم ہو چکے ہیں۔ آؤ اور اپنی جان بچاؤ۔"

Machine Translated by Google

سعید سرخ آنکھوں والا کھڑا ہو گیا۔ اس نے مسز قریشی سے شرارتی انداز میں کہا، ”تمہیں ایک خونی سفر کرنا چاہیے تھا۔ "وہ مرغی یقینی طور پر مرغے کے لیے گھر آئی تھی۔ تمہاری سیر ہم میں سے، سات نسلوں، پوری بینگ شوٹ کو ختم کر دے گی۔"

مشال نے اس کا گال اس کی پیٹھ سے ٹکا دیا۔ "سعید ہمارے ساتھ چلو۔ بس آؤ۔"

اس نے عائشہ کا رخ موڑ لیا۔ ”کوئی خدا نہیں ہے۔“ اس نے مضبوطی سے کہا۔
"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی ہیں،" اس نے جواب دیا۔
"صوفیانہ تجربہ ایک موضوعی ہے، ایک معروضی سچائی نہیں،" اس نے آگے کہا۔
"پانی نہیں کھلے گا۔"
"سمندر فرشتے کے حکم سے الگ ہو جائے گا،" عائشہ نے جواب دیا۔
"آپ ان لوگوں کو ایک خاص تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔"
"میں انہیں خدا کی گود میں لے جا رہا ہوں۔"
مرزا سعید نے اصرار کیا، ”میں آپ پر یقین نہیں رکھتا۔ "لیکن میں آنے والا ہوں، اور اپنے ہر قدم کے ساتھ اس پاگل پن کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔"
"خدا بہت سے ذرائع چنتا ہے،" عائشہ نے خوشی سے کہا، "بہت سے راستے جن کے ذریعے مشکوک کو اپنے یقین میں لایا جا سکتا ہے۔"
"جہنم میں جاؤ،" مرزا سعید اختر چلایا، اور تتلیوں کو بکھیرتے ہوئے کمرے سے بھاگا۔

اوو

"دیوانہ کون ہے،" عثمان مسخرے نے اپنے بیل کے کان میں سرگوشی کی جب اس نے اسے اس کی چھوٹی سی بیئر میں تیار کیا، "پاگل عورت، یا وہ احمق جو پاگل عورت سے پیار کرتا ہے؟" بیل نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "شاید ہمیں اچھوت ہی رہنا چاہیے تھا،" عثمان نے بات جاری رکھی۔ "ایک لازمی سمندر ایک حرام کنویں سے بھی بدتر لگتا ہے۔" اور بیل نے سر ہلایا، دو بار ہاں، بوم، بوم۔

Machine Translated by Google

VAشہر نظر آتا ہے لیکن نظر نہیں آتا

1

"ایک بار جب میں اُلّو ہو جاتا ہوں، تو مجھے اپنے آپ میں واپس لانے کا جادو یا تریاق کیا ہے؟ "_جناب محمد سفیان، سہارا۔ شاندار کیفے اور اوپر والے کمرے کے مکان کا مالک، دونوں کے متنوع، عارضی اور رنگین باشندوں کے سرپرست، سب سے زیادہ دیکھے جانے والے، حاجیوں کے سب سے کم نظریے والے اور وی سی آر کے عادی افراد کے لیے سب سے زیادہ بے شرم، سابق اسکول ٹیچر، کلاسیکی میں خود تعلیم یافتہ پرانے زمانے میں جب بنگلہ دیش محض مشرقی ونگ تھا، اور اسی وجہ سے، ان کے اپنے الفاظ میں، "اتنی زیادہ امیگ نہیں جتنی ایک ایمیگ رنٹ" --یہ ان کی انچ کی کمی کی طرف آخری نیک نیتی کا اشارہ ہے، کیونکہ اگرچہ وہ ایک چوڑا آدمی تھا، بازو اور کمر کا موٹا تھا، لیکن وہ زمین سے ساٹھ انچ سے زیادہ نہیں کھڑا تھا، اپنے بیڈ روم کے دروازے میں پلک جھپکتے ہوئے، جمپی جوشی کی فوری آدھی رات کو بیدار ہوا تھا۔ دستک دی، بنگالی طرز کے کُرتے کے کنارے پر اپنے آدھے کناروں والے عینکوں کو پالش کیا (گلے میں صاف دخش میں بندھے ہوئے ڈرائنگ)، نچوڑے ہوئے ڈھکن مضبوطی سے بند کر دیے، مائیوپیک آنکھوں پر کھلی بند، عینک بدل دی، آنکھیں کھولیں، مونچھوں کے بغیر مہندی والی داڑھی، دانت چوسا، اور respکانپتے ساتھی کی پیشانی پر اب غیر متنازعہ سینگوں کی طرف لپکا جیسے بلی کی طرح ,jumpyاوپر کی بے ساختہ قہقہے کے ساتھ، چوری کے ساتھ، اپنی نیند سے بیدار ہونے والے کے لیے قابل ستائش ذہنی تندہی کے ساتھ، لوسیئس اپولیئس کی طرف سے گھسیٹتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ مدورا، مراکش کا پادری، 180--120 ADتقریباً، ایک سابقہ سلطنت کا نوآبادیاتی، ایک ایسا شخص جس نے ایک امیر بیوہ کو جادو کرنے کے الزام سے انکار کیا، پھر بھی کسی حد تک ٹیڑھے انداز میں اعتراف کیا کہ وہ اپنے کیریئر کے ابتدائی مرحلے میں ہی تبدیل ہو گیا تھا، جادو کے ذریعے، (الّو نہیں بلکہ) گدھے میں۔ "ہاں، ہاں،" سفیان نے آگے بڑھتے ہوئے راستے سے باہر نکل کر سردیوں کی ایک سفید دھند کو اپنے کپڑوں والے ہاتھوں میں اڑا دیا، "بیچارہ بدنصیب، لیکن کوئی فائدہ نہیں، تعمیری رویہ اپنانا چاہیے۔ میں اپنی بیوی کو جگاؤں گا۔"

چمچہ داڑھی میں دھندلاہٹ اور گندگی تھی۔ اس نے ٹوگا کی طرح ایک کمبل پہنا تھا جس کے نیچے بکریوں کے کھروں کی مزاحیہ خرابی پھیلی ہوئی تھی، جب کہ اس کے اوپر جمپی سے ادھار لی گئی بھیڑ کی کھال کی جیکٹ کی افسوسناک کامیڈی دیکھی جا سکتی تھی، اس کا کالر اوپر ہو گیا تھا، اس طرح بھیڑ کے گھنے گھنے نوکدار سے صرف انچوں تک گھرے ہوئے تھے۔ بلی بکری کے سینگ وہ بولنے سے عاجز، بدن کا سست، آنکھ کی پتلی لگ رہی تھی۔ اگرچہ جمپی نے اس کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی -"وہاں، تم دیکھو، ہم اسے ایک جھٹکے میں اچھی طرح سے ترتیب دیں گے" -وہ، صلاح الدین، سب سے زیادہ لنگڑا اور غیر فعال رہا --کیا؟ --ہم کہتے ہیں: .satyrsاس دوران سفیان نے مزید اپولیئن ہمدردی کی پیشکش کی۔ "گدھے کے معاملے میں، ریورس میٹامورفوسس دیوی Isisکی ذاتی مداخلت کی ضرورت ہے،" اس نے بیم کیا۔ "لیکن پرانے وقت پرانے دھندوں کے لیے ہیں۔ آپ کی مثال میں، نوجوان مسٹر، پہلا قدم ممکنہ طور پر اچھے گرم سوپ کا ایک پیالہ ہوگا۔"

Machine Translated by Google

اس وقت اس کے مہربان لہجے ایک دوسری آواز کی مداخلت سے کافی ڈوب گئے تھے، جو آپریٹک دہشت میں بلند ہوئی تھی۔
جس کے چند لمحوں بعد، اس کی چھوٹی سی شکل کو ایک عورت کی پہاڑی، گوشت دار شخصیت نے جھٹکا دیا اور دھکیل دیا، جو یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھی کہ اسے اپنے راستے سے ہٹانا ہے یا اسے حفاظتی ڈھال کے طور پر اپنے سامنے رکھنا ہے۔
سفیان کے پیچھے جھکتے ہوئے، اس نئے وجود نے کانپتے ہوئے بازو کو بڑھایا جس کے سرے پر کانپتی ہوئی، سرخی مائل کیلوں والی شہادت کی انگلی تھی۔ "وہ وہاں۔" وہ چیخا۔ "ہم پر کیا چیز آئی ہے؟"

"یہ جوشی کا دوست ہے،" سفیان نے نرمی سے کہا، اور بات جاری رکھتے ہوئے چمچہ کی طرف متوجہ ہوا، "براہ کرم معاف کر دیں، -یہ غیر متوقع بات ہے، ہے نا؟ صاحبہ، --ہند۔"

"کیا دوست؟ کیسے دوست؟" کراؤچر پکارا. "یا اللہ، آنکھیں تیری ناک کے پاس نہیں ہیں؟"

گزرگاہ، --ننگے تختوں کا فرش، دیواروں پر پھٹے ہوئے پھولوں کے کاغذ --نیند میں رہنے والے مکینوں سے بھرنے لگے تھے۔ نمایاں جن میں دو نوعمر لڑکیاں تھیں، ایک بالوں والی، دوسری پونی ٹیل والی، اور دونوں نے کراٹے اور ونگ چن کے مارشل آرٹس میں اپنی مہارت (جمپی سے سیکھی) کا مظاہرہ کرنے کے موقع کا لطف اٹھایا: سفیان کی بیٹیاں، مشال (سترہ) اور پندرہ سالہ اناہیتا، فائٹنگ گیئر میں اپنے سونے کے کمرے سے چھلانگ لگاتے ہوئے، بروس لی پاجامہ نئی میڈونا کی تصویر والی ٹی شرٹس کے اوپر ڈھیلے طریقے سے پہنا ہوا تھا۔ --ناخوش صلاح الدین کی نظر پڑی؛ -اور بڑی آنکھوں والی خوشی میں سر ہلا دیا۔

"بنیاد پرست" مشال نے منظوری دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بہن نے اثبات میں سر ہلایا: "اہم۔
اس کی ماں نے، تاہم، اس کی زبان کے لیے اسے ملامت نہیں کی؛ ہند کا دماغ کہیں اور تھا، اور اس نے پہلے سے کہیں زیادہ چیخ ماری: "میرے اس شوہر کو دیکھو۔ یہ کس قسم کا حاجی ہے؟ یہاں شیطان خود ہمارے دروازے سے اندر آ رہا ہے، اور میں اسے گرم چکن یخنی پیش کرتا ہوں، جو میرے دائیں ہاتھ سے پکا ہوا ہے۔"

بیکار، اب، جمپی جوشی کے لیے ہند سے رواداری کی التجا کرنا، وضاحت کی کوشش کرنا اور یکجہتی کا مطالبہ کرنا۔ "اگر وہ زمین پر شیطان نہیں ہے،" سینے والی عورت نے بلاجواز اشارہ کیا، "وہ طاعون کی سانس کہاں سے آتی ہے کہ وہ سانس لے رہا ہے؟ شاید، خوشبو والے باغ سے؟"

"گلستان نہیں، بوستان" چمچہ نے اچانک کہا۔ "اے آئی فلائٹ "۔420تاہم، اس کی آواز سن کر، ہند نے خوفزدہ انداز میں چیخ ماری، اور کچن کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے پاس سے چھلانگ لگا دی۔

"مسٹر،" مشال نے صلاح الدین سے کہا جب اس کی ماں نیچے بھاگ رہی تھی، "جو بھی اسے اس طرح ڈراتا ہے وہ بہت برا_ہوگا_"

"شریر،" اناہیتا نے اتفاق کیا۔ "جہاز میں خیر مقدم کرتے ہیں.
اوو

یہ ہند، اب اس قدر مضبوطی سے فجائیہ کے انداز میں جکڑی ہوئی ہے، کبھی تھی --عجیب بات! -دلہنوں کی سب سے زیادہ شرمیلی، نرمی کی روح، روادار اچھے مزاح کا بہت اوتار۔ ڈھاکہ کے ہونہار اسکول ٹیچر کی اہلیہ کے طور پر، وہ اپنی ذمہ داریوں میں ایک وصیت کے ساتھ داخل ہوئی تھی، کامل مددگار، اپنے شوہر کے لیے الائچی کی خوشبو والی چائے لاتی تھی۔

Machine Translated by Google

امتحانی پرچوں کی نشان دہی میں دیر تک رہی، اصطلاحی اسٹاف فیملیز آؤٹنگ میں اسکول کے پرنسپل کے ساتھ خود کو منوایا، بیبھوتی بھوشن بنرجی کے ناولوں اور ٹیگور کے مابعدالطبیعات کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے ایک ایسے شریک حیات کے لائق بننے کی کوشش میں جو رگ- سے آسانی سے حوالہ دے سکے۔ وید کے ساتھ ساتھ قرآن شریف، جولیس سیزر کے فوجی اکاؤنٹس کے ساتھ ساتھ سینٹ جان دی ڈیوائن کے انکشافات سے۔ ان دنوں اس نے اس کی تکثیری کھلے ذہن کی تعریف کی تھی، اور اپنے باورچی خانے میں ایک متوازی انتخابی نظام کی طرف جدوجہد کر رہی تھی، جنوبی ہندوستان کے ڈوسوں اور اُتپموں کے ساتھ ساتھ کشمیر کے نرم گوشت کے بالوں کو پکانا سیکھ رہی تھی۔ دھیرے دھیرے معدے کی کثرتیت کی وجہ سے اس کی حمایت ایک عظیم جذبے کی شکل اختیار کر گئی، اور جب کہ سیکولر سفیان نے برصغیر کی متعدد ثقافتوں کو نگل لیا -"اور ہم یہ بہانہ نہ کریں کہ مغربی ثقافت موجود نہیں ہے؛ ان صدیوں کے بعد، یہ کیسے ممکن نہیں؟ ہمارے ورثے کا حصہ بنیں؟ اس کی بیوی نے اس کا کھانا پکایا، اور زیادہ مقدار میں کھایا۔ جیسے ہی اس نے حیدرآباد کے انتہائی مسالہ دار پکوان اور لکھنؤ کی تیز دہی کی چٹنیوں کو کھایا، اس کا جسم بدلنے لگا، کیونکہ اس سارے کھانے کو کہیں نہ کہیں گھر تلاش کرنا پڑتا تھا، اور وہ خود برصغیر کے وسیع و عریض زمین سے مشابہت اختیار کرنے لگی۔ سرحدیں، کیونکہ کھانا کسی بھی حد سے گزرتا ہے جس کا آپ ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

تاہم جناب محمد سفیان کا کوئی وزن نہیں ہوا: ایک تولہ نہیں، ایک اونس نہیں۔

اس کا فربہ کرنے سے انکار مصیبت کا آغاز تھا۔ جب اس نے اسے ملامت کی -"تمہیں میرا کھانا پکانا پسند نہیں ہے؟ میں یہ سب کس کے لیے کر رہی ہوں اور غبارے کی طرح اڑ رہی ہوں؟" -اس نے نرمی سے جواب دیا، اس کی طرف (وہ دونوں میں لمبی تھی) آدھے کناروں والے چشموں کے اوپر سے: "احترام بھی ہماری روایات کا حصہ ہے بیگم۔ دو منہ کھانا کسی کی بھوک سے کم: خود۔ انکار، سنتی راستہ۔" کیا آدمی ہے: تمام جوابات، لیکن آپ اسے آپ کو ایک مہذب لڑائی دینے کے لئے حاصل نہیں کر سکے۔

پابندی ہند کے لیے نہیں تھی۔ شاید، اگر سفیان نے کبھی شکایت کی ہوتی۔ اگر وہ صرف ایک بار کہتا، _میں نے سوچا کہ میں ایک عورت سے شادی کر رہا ہوں لیکن ان دنوں تم دو کے لیے کافی ہو_؛ اگر اس نے اسے کبھی حوصلہ دیا ہوتا! -پھر شاید وہ باز آ جاتی، کیوں نہیں، یقیناً وہ کرتی۔ تو یہ اس کا قصور تھا کہ اس میں کوئی جارحیت نہیں تھی، یہ کیسا مرد تھا جو اپنی موٹی عورت کی توہین کرنا نہیں جانتا تھا۔ --حقیقت میں، یہ مکمل طور پر ممکن تھا کہ ہند اپنے کھانے پر قابو پانے میں ناکام ہو جاتی یہاں تک کہ اگر سفیان مطلوبہ نقائص اور التجائیں لے کر آتا۔ لیکن، چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا، اس لیے وہ اپنی شخصیت کا سارا الزام اس پر ڈالنے کے لیے مطمئن ہو گئی۔

درحقیقت، ایک بار جب اس نے چیزوں کے لیے اس پر الزام لگانا شروع کر دیا، تو اس نے محسوس کیا کہ اس کے خلاف اور بھی بہت سے معاملات ہیں جو وہ اس کے خلاف روک سکتی ہیں۔ اور اس کی زبان بھی ملی، تاکہ سکول ٹیچر کا شائستہ اپارٹمنٹ باقاعدگی سے اس قسم کی ٹک ٹک سے گونجتا رہا جو وہ اپنے شاگردوں کو دینے کے لیے بہت زیادہ چوبا تھا۔ سب سے بڑھ کر، اسے اس کے انتہائی اعلیٰ اصولوں کی وجہ سے ملامت کی گئی، جس کی بدولت، ہند نے اسے بتایا، وہ جانتی تھی کہ وہ اسے کبھی بھی امیر آدمی کی بیوی بننے کی اجازت نہیں دے گا۔ ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جسے یہ معلوم ہو کہ اس کے بینک نے نادانستہ طور پر اس کی تنخواہ اس کے اکاؤنٹ میں جمع کر دی ہے۔

Machine Translated by Google

ایک ہی مہینے میں دو بار، فوری طور پر ادارے کی غلطی کی طرف توجہ دلائی اور نقد رقم واپس کر دی؟ -ایک ایسے استاد سے کیا امید تھی جس سے اسکول کے سب سے امیر ترین والدین نے رابطہ کیا تو چھوٹے فیلوز کے امتحانی پرچوں کی نشان دہی کے وقت کی جانے والی خدمات کے بدلے میں معمول کے معاوضے کو قبول کرنے پر غور کرنے سے صاف انکار کردیا؟

"لیکن یہ سب میں معاف کر سکتی ہوں،" وہ اس پر گڑبڑا کر بولے گی، باقی جملہ بغیر کہے چھوڑے گی، جو یہ تھا _اگر یہ آپ کے دو حقیقی جرائم: آپ کے جنسی، اور سیاسی، جرائم_ کے لیے نہ ہوتے۔

جب سے ان کی شادی ہوئی ہے، ان دونوں نے کبھی کبھار ہی جنسی فعل انجام دیا تھا، مکمل اندھیرے، خاموشی اور تقریباً مکمل عدم استحکام میں۔ ہند کو ہلنا یا ڈگمگانا نہیں آتا تھا، اور چونکہ سفیان اس سب کو بالکل کم سے کم حرکت کے ساتھ حاصل کرتا دکھائی دیتا تھا، اس لیے اس نے اسے لے لیا -ہمیشہ اسے لیا تھا -کہ وہ دونوں ایک ہی ذہن کے تھے۔ یہ معاملہ، یعنی، یہ ایک گندا کاروبار تھا، اس سے پہلے یا بعد میں بات نہیں کی جائے گی، اور نہ ہی اس کے دوران توجہ دلائی جائے گی۔

کہ بچوں نے آنے میں اپنا وقت لیا اس نے خدا کی سزا کے طور پر لیا کیونکہ صرف وہی جانتا تھا کہ اس کی ابتدائی زندگی میں کیا بداعمالیاں ہوئیں۔ کہ وہ دونوں لڑکیاں نکلی تھیں، اس نے اللہ پر الزام لگانے سے انکار کر دیا، بجائے اس کے کہ اس کے اندر اس کی مردانہ شریک حیات کی طرف سے لگائے گئے کمزور بیج کو مورد الزام ٹھہرایا جائے، ایسا رویہ جس کا اظہار کرنے سے وہ گریز نہیں کرتی تھی، بڑے زور کے ساتھ، اور اس کی ہولناکی سے۔ دائی، چھوٹی انابیتا کی پیدائش کے عین لمحے میں۔ "ایک اور لڑکی۔" وہ ناراضگی سے ہانپ گئی۔ "اچھا، اس بچے کو کس نے بنایا، مجھے خود کو خوش قسمت سمجھنا چاہیے کہ یہ کاکروچ یا چوہا نہیں ہے۔" اس دوسری بیٹی کے بعد اس نے سفیان سے کہا کہ بہت ہو گیا، اور اسے حکم دیا کہ اپنا بستر اولوں میں منتقل کر دے۔ اس نے بغیر کسی دلیل کے اس کے مزید بچے پیدا کرنے سے انکار کو قبول کر لیا۔ لیکن پھر اس نے دریافت کیا کہ لیچر کا خیال تھا کہ وہ اب بھی وقتاً فوقتاً اس کے تاریک کمرے میں داخل ہو سکتا ہے اور خاموشی اور بے حرکتی کی وہ عجیب رسم ادا کر سکتا ہے جسے اس نے صرف تولید کے نام پر پیش کیا تھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے،" اس نے پہلی بار اسے آزمایا، "میں یہ کام تفریح کے لیے کرتا ہوں؟"

ایک بار اسے اپنی موٹی کھوپڑی سے سمجھ آ گئی تھی کہ اس کا مطلب کاروبار ہے، کوئی زیادہ ہچکچاہٹ نہیں، نہیں جناب، وہ ایک مہذب عورت تھی، ہوس کا شکار نہیں تھی، وہ رات گئے تک باہر رہنے لگا۔ یہ اس عرصے کے دوران تھا --اس نے غلطی سے سوچا تھا کہ وہ طوائفوں کے پاس جا رہا ہے --کہ وہ سیاست میں شامل ہو گیا، اور نہ صرف کسی پرانی سیاست، یا تو، اوہ نہیں، مسٹر برین باکس کو خود جا کر شیطانوں میں شامل ہونا پڑا، کمیونسٹ پارٹی، کم نہیں، اس کے ان اصولوں کے لیے بہت کچھ۔ شیاطین، یہ وہی تھے جو کسبیوں سے بھی بدتر تھے۔ اس جادو میں ڈوبنے کی وجہ سے اسے اتنے مختصر نوٹس پر اپنا بیگ پیک کرنا پڑا اور دو چھوٹے بچوں کے ساتھ انگلستان روانہ ہونا پڑا۔ اس نظریاتی جادوگرنی کی وجہ سے کہ اسے امیگریشن کے عمل کی تمام محرومیوں اور ذلتوں کو برداشت کرنا پڑا۔ اور اس کی اس شیطانیت کی وجہ سے کہ وہ اس انگلینڈ میں ہمیشہ کے لیے پھنس گئی اور پھر کبھی اپنے گاؤں کو نہیں دیکھ پائے گی۔ "انگلینڈ،" اس نے ایک بار اس سے کہا، "تم نے مجھ سے تمہیں روکنے کا بدلہ لیا ہے۔

Machine Translated by Google

میرے جسم پر اپنی فحش حرکتیں کرنا۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا؛ اور خاموشی رضامندی کی علامت ہے۔

اور وہ کیا چیز تھی جس نے انہیں اس جلاوطنی کے اس ولایت میں گزارا، اس کے جنسی جنون میں مبتلا شوہر کی انتقامی کارروائی کا یہ یوکی؟ کیا؟ اس کی کتاب سیکھنا؟
ان کی _گیتانجلی_، _ایکلوگز_، یا وہ ڈرامہ _اوتھیلو_ جس کی اس نے وضاحت کی ہے وہ واقعی عطا اللہ یا عطا اللہ تھا سوائے مصنف کے جادو نہیں ہو سکتا، ویسے بھی وہ کس قسم کا مصنف تھا؟

یہ تھا: اس کا کھانا پکانا۔ "شاندار،" اس کی تعریف کی گئی۔ "شاندار، شاندار، مزیدار۔" اس کے سموسے، اس کی بمبئی کی چاٹ، اس کے گلاب جامن سیدھے جنت سے کھانے کے لیے پورے لندن سے لوگ آتے تھے۔ سفیان کے پاس کیا کرنا تھا؟ پیسے لو، چائے سرو کرو، ادھر سے ادھر بھاگو، اپنی ساری تعلیم کے لیے نوکر جیسا سلوک کرو۔ ہاں، یقیناً صارفین کو اس کی شخصیت پسند آئی، اس کا ہمیشہ دلکش کردار تھا، لیکن جب آپ کھانے کا سامان چلا رہے ہوتے ہیں تو یہ وہ گفتگو نہیں ہوتی جس کے لیے وہ بل ادا کرتے ہیں۔ جلیبیاں، برفی، اسپیشل آف دی ڈے۔ زندگی کیسی گزری تھی! وہ اب مالکن تھی۔

فتح!
اور پھر بھی یہ بھی ایک حقیقت تھی کہ وہ، باورچی اور روٹی کمانے والی، شاندار کیفے کی کامیابی کی سب سے بڑی معمار، جس نے آخر کار انہیں پوری چار منزلہ عمارت خریدنے اور اس کے کمرے کرائے پر لینے کے قابل بنا دیا، --وہ ایک تھی جس کے گرد سانس کی بدبو کی طرح لٹکا ہوا تھا، شکست کا خمیازہ۔

جب سفیان پلک جھپکتا رہا تو وہ بجھتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی، جیسے ٹوٹے ہوئے تنت والے بلب کی طرح، ایک دمکتے ستارے کی طرح، شعلے کی طرح۔ --کیوں؟ --کیوں، جب سفیان، جو پیشہ، شاگرد اور عزت سے محروم تھا، ایک چھوٹے بچے کی طرح جکڑا ہوا تھا، اور یہاں تک کہ وزن اٹھانے لگا، مناسب لندن میں موٹا ہو گیا جیسا کہ اس نے کبھی گھر واپس نہیں کیا تھا۔ کیوں، جب اقتدار اس کے ہاتھ سے ہٹا کر اس کے سپرد کر دیا گیا تھا، تو کیا اس نے کام کیا --جیسا کہ اس کے شوہر نے رکھا تھا --"اداس بوری"، "گلم چم" اور "موچی پوچ"؟

سادہ: کے باوجود نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے۔ ہر وہ چیز جس کی وہ قدر کرتی تھی اس تبدیلی سے پریشان تھی۔ ترجمے کے اس عمل میں کھو گیا تھا۔
اس کی زبان: اب مجبور ہے کہ ان اجنبی آوازوں کو خارج کرے جس سے اس کی زبان تھک جاتی ہے، کیا وہ کراہنے کی حقدار نہیں تھی؟ اس کی جانی پہچانی جگہ: کیا بات ہے کہ وہ ڈھاکہ میں، ایک استاد کے عاجز فلیٹ میں رہتے تھے، اور اب، کاروباری ذہانت، بچت اور مصالحوں کے ساتھ مہارت کی وجہ سے، اس چار منزلہ چھت والے مکان پر قابض ہو گئے؟ اب وہ شہر کہاں تھا جسے وہ جانتی تھی؟ کہاں اس کی جوانی کا گاؤں اور کہاں گھر کی ہریالی۔ وہ رسم و رواج جن کے ارد گرد اس نے اپنی زندگی بنائی تھی وہ بھی کھو چکے تھے، یا کم از کم تلاش کرنا مشکل تھا۔ اس ولایت میں کسی کے پاس بھی گھر واپسی کی سست رویوں یا ایمان کی بہت سی عبادتوں کے لیے وقت نہیں تھا۔ مزید برآں: کیا اسے بے حساب شوہر کے ساتھ برداشت کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا تھا، جبکہ اس سے پہلے کہ وہ اس کے باوقار مقام پر فائز ہو سکے؟ اس کے رہنے کے لیے، اس کے گزارے کے لیے کام کرنے پر فخر کہاں تھا، جب کہ اس سے پہلے کہ وہ گھر میں بہت زیادہ شان و شوکت سے بیٹھ سکتی تھی۔ --اور وہ جانتی تھی کہ وہ کیسے نہیں کر سکتی تھی، اس کی خوشنودی کے نیچے اداسی، اور وہ بھی ایک شکست تھی۔ اس نے پہلے کبھی بیوی کے طور پر اتنا ناکافی محسوس نہیں کیا تھا، یہ کیسی مسز ہے جو اسے خوش نہیں کر سکتی۔

Machine Translated by Google

آدمی، لیکن خوشی کے نقلی مشاہدہ اور کرنا ضروری ہے، جیسا کہ یہ حقیقی McCoyتھے؟ --پلس یہ بھی: وہ ایک شیطانی شہر میں آ گئے تھے جہاں کچھ بھی ہو سکتا تھا، آدھی رات کو تمہاری کھڑکیاں بغیر کسی وجہ کے ٹوٹ گئیں، تمہیں گلیوں میں نادیدہ ہاتھوں نے مارا، دکانوں میں تم نے ایسی گالیاں سنی محسوس ہوا کہ آپ کے کان گر جائیں گے لیکن جب آپ الفاظ کی طرف مڑے تو آپ کو صرف خالی ہوا اور مسکراتے چہرے نظر آئے اور آپ نے ہر روز اس لڑکے کے بارے میں سنا، اس لڑکی کو بھوتوں نے مارا۔ --جی ہاں، پریت امپس کی سرزمین، کیسے سمجھانا ہے؛ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ گھر میں رہیں، باہر نہ نکلیں جتنا خط پوسٹ کرنے کے لیے، اندر رہنا، دروازہ بند کرنا، اپنی دعائیں مانگنا، اور گوبلن (شاید) دور رہیں گے۔ -شکست کی وجوہات؟ بابا ان کو کون گن سکتا ہے؟ وہ نہ صرف ایک دکاندار کی بیوی اور باورچی خانے کی غلام تھی بلکہ اس کے اپنے لوگوں پر بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ مرد تھے جن کے بارے میں وہ قابل احترام قسم کے سمجھے جاتے تھے، شریف، ٹیلی فون پر بیویوں کو گھر واپسی پر طلاقیں دیتے تھے اور کچھ حرام زادی عورتوں کے ساتھ بھاگ جاتے تھے، اور لڑکیاں جہیز کے لیے ماری جاتی تھیں (کچھ چیزیں غیر ملکی رسم و رواج کے ذریعے بغیر ڈیوٹی کے لائی جا سکتی تھیں)؛ --اور سب سے بری بات یہ ہے کہ اس شیطانی جزیرے کے زہر نے اس کی بچیوں کو متاثر کر دیا تھا، جو بڑی ہو رہی تھیں، اپنی مادری زبان بولنے سے انکار کر رہی تھیں، حالانکہ وہ ہر لفظ کو سمجھتی تھیں، انہوں نے یہ صرف تکلیف پہنچانے کے لیے کیا تھا۔ اور کیوں مشال نے اپنے تمام بال کاٹ کر ان میں قوس قزح ڈال دی تھی؟ اور ہر روز لڑائی جھگڑا، نافرمانی، اور سب سے بری بات یہ تھی کہ اس کی شکایتوں میں کوئی نئی بات نہیں تھی، اس جیسی عورتوں کے لیے ایسا ہی تھا، اس لیے اب وہ صرف ایک نہیں رہی، صرف خود، استاد سفیان کی صرف ہند بیوی؛ وہ گمنامی میں دھنس چکی تھی، بے کردار کثرتیت، محض عورتوں میں سے ایک جیسی اپنی جیسی۔ یہ تاریخ کا سبق تھا: اس جیسی خواتین کے لیے کچھ نہیں کرنا سوائے تکلیف، یاد رکھنے اور مرنے کے۔

اس نے کیا کیا: اپنے شوہر کی کمزوری کو جھٹلانے کے لیے، اس نے اس کے ساتھ، زیادہ تر حصے کے لیے، ایک آقا کی طرح، ایک بادشاہ کی طرح، کیونکہ اس کی کھوئی ہوئی دنیا میں اس کی شان اس میں شامل تھی۔ کیفے کے باہر بھوتوں سے انکار کرنے کے لیے، وہ گھر کے اندر ہی رہتی، دوسروں کو باورچی خانے کے سامان اور گھریلو ضروریات کے لیے باہر بھیجتی، اور وی سی آر پر بنگالی اور ہندی فلموں کی لامتناہی فراہمی کے لیے بھی جس کے ذریعے (اس کے ساتھ ہندوستانی فلمی میگزینوں کے بڑھتے ہوئے ذخیرے کے ساتھ) وہ "حقیقی دنیا" کے واقعات سے رابطے میں رہ سکتی تھی، جیسے کہ لاجواب جبریل فرشتہ کی عجیب و غریب گمشدگی اور اس کے نتیجے میں ایئر لائن حادثے میں اس کی موت کا المناک اعلان؛ اور اپنے شکست خوردہ، تھکی ہوئی مایوسی کے احساس کو کچھ جگہ دینے کے لیے، اس نے اپنی بیٹیوں پر چیخا۔ جن میں سے بزرگ نے، اپنی پیٹھ حاصل کرنے کے لیے، اس کے بال کاٹ دیے اور اس کے نپلوں کو اشتعال انگیز طور پر سخت پہنی ہوئی قمیضوں کے ذریعے پھونک مارنے کی اجازت دی۔

ایک مکمل طور پر ترقی یافتہ شیطان کی آمد، ایک سینگ والے بکرے والے، اوپر کی روشنی میں، بالکل آخری جیسی چیز تھی، یا کسی بھی حد تک آخری، تنکے کی طرح تھی۔

او و

شاندار کے رہائشی رات کے باورچی خانے میں جمع ہوئے -ایک فوری بحرانی سربراہی اجلاس کے لیے۔ جب ہند نے چکن سوپ پر نقوش پھینکے تو سفیان نے چمچہ کو ایک میز پر رکھا، غریب ساتھی کے استعمال کے لیے ایک ایلومینیم تیار کیا۔

Machine Translated by Google

نیلے رنگ کی پلاسٹک کی سیٹ کے ساتھ کرسی، اور رات کی کارروائی کا آغاز کیا۔ لامارک کے نظریات، مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ جلاوطن سکول ٹیچر نے حوالہ دیا، جس نے اپنی بہترین تدریسی آواز میں بات کی۔ جب جمپی نے چمچا کے آسمان سے گرنے کی غیر متوقع کہانی سنائی تھی --مرکزی کردار خود چکن سوپ میں ڈوبا ہوا تھا اور اپنے لئے بات نہیں کر سکتا تھا-- دانت چوستے ہوئے سفیان نے _of Species The Origin_کے آخری ایڈیشن کا حوالہ دیا۔ "جس میں عظیم چارلس نے بھی انواع کی بقا کو یقینی بنانے کے لیے انتہا پسندی میں تغیر کے تصور کو قبول کیا؛ تو کیا ہوگا اگر اس کے پیروکار

-ہمیشہ خود انسان کے مقابلے میں زیادہ ڈارون -انکار کیا گیا، بعد از مرگ، اس طرح کے لامارکین بدعت، قدرتی انتخاب پر اصرار کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں، تاہم، میں یہ تسلیم کرنے کا پابند ہوں، اس طرح کے نظریہ کو انفرادی نمونے کی بقا تک نہیں بلکہ صرف پرجاتیوں تک پھیلایا جاتا ہے۔ ایک مکمل؛ --اس کے علاوہ، تغیر کی نوعیت کے بارے میں، مسئلہ تبدیلی کی اصل افادیت کو سمجھنا ہے۔"

"دعد،" انابیتا سفیان، آسمان کی طرف نگاہیں اٹھاتی ہوئی، ہتھیلی کے ساتھ گال پڑے ہو-ہم نے ان سوچوں میں خلل ڈالا۔ "بار دو۔ بات یہ ہے کہ وہ فلاں، فلاں" میں کیسے بدل گیا؟

جس پر خود شیطان نے چکن سوپ سے نظریں اٹھا کر پکارا، "نہیں، میں نہیں ہوں، میں پاگل نہیں ہوں، ارے نہیں، یقیناً میں نہیں ہوں۔" اُس کی آواز، غم کے اتھاہ گہرائیوں سے اٹھتی دکھائی دے رہی تھی، چھوٹی لڑکی کو چھو کر گھبرا گئی، جو اُس جگہ پہنچی جہاں وہ بیٹھا تھا، اور ناخوش درندے کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے، اصلاح کرنے کی کوشش میں کہا: "یقیناً آپ نہیں ہیں، مجھے افسوس ہے، یقیناً مجھے نہیں لگتا کہ آپ ایک پاگل ہیں؛ یہ صرف اتنا ہے کہ آپ ایک جیسے نظر آتے ہیں۔"

صلاح الدین چمچہ رو پڑے۔
اس دوران مسز سفیان، اپنی چھوٹی بیٹی کو درحقیقت اس مخلوق پر ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھیں، اور رات کے لباس والے مکینوں کی گیلری کی طرف متوجہ ہو کر اس نے ان پر سوپ کا لاڈل لہرایا اور مدد کی التجا کی۔ "کیسے برداشت کروں؟ --غیرت، جوان لڑکیوں کی حفاظت کی یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی --کہ میرے ہی گھر میں ایسا ہوتا ہے..!"

مشال سفیان صبر کھو بیٹھا۔ "یسوع، ماں."
"_یسوع؟"_
Dju"کے خیال میں یہ عارضی ہے؟" مشال نے اسکینڈلائزڈ ہند کی طرف منہ پھیرتے ہوئے سفیان اور جمپی سے پوچھا۔ "کسی قسم کی ملکیت کی چیز --کیا ہم آپ کو یہ جان سکتے ہیں کہ "_؟exorcized_ایلم اسٹریٹ پر شگون، چمکتے، گھاؤ، ڈراؤنے خواب، اس کی آنکھوں میں جوش و خروش سے کھڑا تھا، اور اس کا باپ، وی سی آر کا اتنا ہی شوقین تھا جتنا کہ کسی نوجوان کی طرح امکان پر سنجیدگی سے غور کرنا۔

Der Steppenwolf"میں،" اس نے شروع کیا، لیکن جمپی کے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ "مرکزی ضرورت،" انہوں نے اعلان کیا، "صورتحال کا ایک نظریاتی نقطہ نظر اختیار کرنا ہے۔"

جس نے سب کو خاموش کر دیا۔
"معروضی طور پر،" اس نے ایک چھوٹی سی خود ساختہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، "یہاں کیا ہوا ہے؟ A:غلط گرفتاری، دھمکیاں، تشدد۔ دو: غیر قانونی حراست، ہسپتال میں نامعلوم طبی تجربہ،" --یہاں رضامندی کی گنگناہٹ، انٹرا اندام نہانی معائنہ کی یادوں کے طور پر، ڈیپو پروویرا

Machine Translated by Google

اسکینڈلز، پوسٹ پارٹم کے بعد غیر مجاز نس بندی، اور، مزید پیچھے، تیسری دنیا کے منشیات کی ڈمپنگ کا علم ہر اس شخص میں پیدا ہوا جو بولنے والے کے اشارے کو مادہ فراہم کرتا ہے، کیونکہ آپ جو یقین کرتے ہیں اس پر منحصر ہے کہ آپ نے کیا دیکھا ہے، --نہ صرف وہی جو دکھائی دے رہا ہے، بلکہ جو آپ چہرے پر دیکھنے کے لیے تیار ہیں، --اور بہرحال، کسی چیز کو سینگوں اور کھروں کی وضاحت کرنی تھی۔ ان پولیس والے میڈیکل وارڈز میں، کچھ بھی ہو سکتا ہے --"اور تیسرا،" جمپی نے جاری رکھا، "نفسیاتی خرابی، خود کی سمجھ میں کمی، برداشت نہ کر پانا۔ ہم یہ سب پہلے دیکھ چکے ہیں۔"

کسی نے بحث نہیں کی، ہند بھی نہیں۔ کچھ ایسی حقیقتیں تھیں جن سے اختلاف کرنا ناممکن تھا۔ "نظریاتی طور پر،" جمپی نے کہا، "میں شکار کی حیثیت کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ یقیناً وہ شکار ہوا ہے، لیکن ہم جانتے ہیں کہ طاقت کا تمام غلط استعمال زیادتی کا نشانہ بننے والے کی ذمہ داری ہے؛ ہماری بے حسی اس کے ساتھ ملتی ہے، ایسے جرائم کی اجازت دیتی ہے۔ " اس کے بعد، مجمع کو شرمندہ تعبیر کرتے ہوئے، اس نے سفیان سے درخواست کی کہ وہ چھوٹا سا اٹاری والا کمرہ دستیاب کرائے جو اس وقت خالی تھا، اور سفیان، اس کے بدلے میں، یکجہتی اور جرم کے جذبات کی وجہ سے، مکمل طور پر اس قابل نہیں ہو گیا تھا کہ وہ ایک پی سی کا مطالبہ کر سکے۔ کرایہ میں ہند نے کیا، یہ سچ ہے، بڑبڑائی: "اب میں جانتی ہوں کہ دنیا پاگل ہے، جب کوئی شیطان میرے گھر کا مہمان بنتا ہے،" لیکن اس نے اپنی سانسوں کے نیچے ایسا کیا، اور اس کی بڑی بیٹی مشال کے علاوہ کسی نے نہیں سنا۔

سفیان اپنی چھوٹی بیٹی سے اشارہ لیتے ہوئے اوپر گیا جہاں چمچا، کمبل میں لپٹا، بے تحاشہ ہند کی بے مثال چکن یخنی پی رہا تھا، نیچے بیٹھا، اور اس بدقسمت بدقسمت کے گرد بازو رکھ دیا۔ "آپ کے لیے بہترین جگہ یہ ہے،" اس نے کہا، جیسے کسی سادہ لوح یا چھوٹے بچے سے۔ "آپ اپنی بدنظمی کو ٹھیک کرنے اور اپنی معمول کی صحت بحال کرنے کے لیے اور کہاں جائیں گے؟ یہاں کے سوا اور کہاں، ہمارے ساتھ، آپ کے اپنے لوگوں کے درمیان، آپ کی اپنی قسم؟"

صرف اس وقت جب صلاح الدین چمچہ اپنی طاقت کے بالکل آخر میں اٹاری کے کمرے میں اکیلا تھا اس نے سفیان کے بیان بازی کے سوال کا جواب دیا۔ "میں تمہاری طرح کا نہیں ہوں،" اس نے رات میں واضح طور پر کہا۔ "تم میرے لوگ نہیں ہو۔ میں نے اپنی آدھی زندگی تم سے دور ہونے کی کوشش میں گزار دی ہے۔"

اوو

اس کا دل بدتمیزی کرنے لگا، لاتیں مارنا اور ٹھوکریں کھانے لگا گویا وہ بھی کسی نئی، شیطانی شکل میں تبدیل کرنا چاہتا ہے، تاکہ طبلہ کی اصلاح کی پیچیدہ غیر متوقع صلاحیت کو اس کی پرانی میٹرونومک دھڑکن سے بدل دے۔ ایک تنگ بستر پر بے خواب لیٹا، بستروں کی چادروں اور تکیے کے کیسوں میں اپنے سینگ چھینتے ہوئے جب وہ اچھلتا اور مڑتا تھا، اسے ایک طرح کی مہلک قبولیت کے ساتھ کورونری سنکیت کی تجدید کا سامنا کرنا پڑا: اگر سب کچھ ہے، تو یہ بھی کیوں نہیں؟

بدو بوم، دل گیا، اور اس کا دھڑ دھڑکا۔ _اسے دیکھو ورنہ میں واقعی تمہیں لینے دوں گا۔ _.Doomboombadoomہاں: یہ جہنم تھا، ٹھیک ہے۔ لندن شہر، جہنم، جہنہ، مسپیل ہائیم میں تبدیل ہو گیا۔

کیا شیاطین جہنم میں مبتلا ہیں؟ کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جو پچ فورکس والے ہیں؟
کھڑکی سے پانی مسلسل ٹپکنے لگا۔ باہر، غدار شہر میں، ایک پگھل آیا تھا، گلیوں کو ناقابل اعتبار دے رہا تھا

Machine Translated by Google

گیلے گتے کی مستقل مزاجی ڈھلوان، سرمئی سلیٹ کی چھتوں سے سفیدی کے دھیرے ڈھیر پھسل گئے۔ ڈیلیوری وین کے قدموں کے نشانات نے کیچڑ کو نالیدار کر دیا۔ پہلی روشنی؛ اور ڈان کورس شروع ہوا، سڑکوں کی چہچہاہٹ -مشقیں، چور الارم کی چہچہاہٹ، کونے کونے سے ٹکراتی پہیوں کی آواز، ایک بڑے زیتون کا گہرا چکر -سبز کچرا کھانے والا، چیختا ہوا ریڈیو -لکڑی کے پینٹر کے جھولا سے آوازیں ایک فری ہاؤس کی اوپری منزل تک، اس لمبے لیکن تنگ راستے سے نیچے خوفناک طریقے سے دوڑتے ہوئے عظیم جاگنے والے جادوگروں کی دہاڑ۔ زمین کے نیچے سے زلزلے کے جھٹکے آئے جو زمین کے اندر کے بڑے بڑے کیڑوں کے گزرنے کی نشاندہی کرتے تھے جو انسانوں کو کھا جاتے تھے اور پھر سے پھر جاتے تھے، اور آسمانوں سے ہیلی کاپٹروں کی آواز اور اونچے چمکتے پرندوں کی چیخیں آتی تھیں۔

سورج طلوع ہوا، دھندلے شہر کو تحفے کی طرح لپیٹ کر۔ صلاح الدین چمچہ سو گیا۔
جس نے اسے کوئی مہلت نہیں دی: بلکہ اسے رات کی اس دوسری گلی میں لوٹا دیا جس کے نیچے، فزیو تھراپسٹ ہائیسنتھ فلپس کے ساتھ، وہ اپنی قسمت کی طرف بھاگا تھا، کلپ کلپ، غیر مستحکم کھروں پر؛ اور اسے یاد دلایا کہ، جیسے جیسے قید ختم ہوتی گئی اور شہر قریب آتا گیا، ہائیسنتھ کا چہرہ اور جسم بدلتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اس کے مرکزی اوپری انیسرز کے درمیان کھلتے اور چوڑے ہوتے ہوئے خلا کو دیکھا، اور جس طرح سے اس کے بالوں کو گرہ لگا کر خود کو میڈوساس میں ڈھالا گیا تھا، اور اس کے پروفائل کی عجیب مثلثیت، جو اس کے بالوں کی لکیر سے اس کی ناک کے سرے تک باہر کی طرف ڈھل گئی تھی، ادھر ادھر جھومتی ہوئی اور سر کی طرف بڑھ گئی۔ اس کی گردن کے اندر کی طرف ایک نہ ٹوٹی ہوئی لکیر میں۔ اس نے پیلی روشنی میں دیکھا کہ اس کی جلد لمحہ بہ لمحہ گہری ہوتی جارہی ہے، اور اس کے دانت زیادہ نمایاں ہوتے جارہے ہیں، اور اس کا جسم اس طرح لمبا ہے جتنا کہ بچے کی چھڑی کی شکل میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس پر ایک اور بھی واضح لچھے کی نظریں ڈال رہی تھی، اور اس کا ہاتھ انگلیوں میں پکڑے ہوئے اس قدر ہڈیاں اور ناگزیر تھی کہ ایسا لگتا تھا جیسے کسی کنکال نے اسے پکڑ لیا ہو اور اسے قبر میں گھسیٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔ وہ تازہ کھودی ہوئی زمین کو سونگھ سکتا تھا، اس کی لرزتی خوشبو، اس کی سانسوں پر، اس کے ہونٹوں پر۔ بغاوت نے اسے پکڑ لیا. وہ کیسے کبھی اسے پرکشش سوچ سکتا تھا، یہاں تک کہ اس کی خواہش بھی کرتا تھا، یہاں تک کہ تصور کرنے کے لیے بھی اس حد تک چلا گیا تھا، جب کہ اس نے اسے گھیر لیا تھا اور اس کے پھیپھڑوں سے پانی نکالا تھا، کہ وہ جنسی کانگریس کے پرتشدد حلقوں میں محبت کرنے والے تھے۔ . . . شہر جنگل کی طرح اُن کے گرد گھنا ہو گیا۔ عمارتیں آپس میں جڑی ہوئی تھیں اور اس کے بالوں کی طرح دھندلی ہوئی تھیں۔ "یہاں کوئی روشنی نہیں آسکتی" اسن نے سرگوشی کی۔ "یہ کالا ہے، سب کالا ہے۔" اس نے ایسا بنایا جیسے لیٹ جائے اور اسے اپنی طرف، زمین کی طرف کھینچ لے، لیکن اس نے چیخ کر کہا، "جلدی، چرچ،" اور ایک سے زیادہ قسم کی پناہ گاہوں کی تلاش میں، ایک بے ساختہ باکس نما عمارت میں جا گرا۔ تاہم، اندر، پیوز Hyacinthsسے بھرے ہوئے تھے، جوان اور بوڑھے، Hyacinthsجو بے شکل نیلے رنگ کے ٹو پیس سوٹ پہنے ہوئے تھے، جھوٹے موتی، اور چھوٹی گولی -گوج کے ٹکڑوں سے سجی ہوئی ٹوپیاں، Hyacinthsکنواری سفید نائٹ گاؤن پہنے ہوئے تھے، ہر تصور کے قابل۔ ہائیسنتھ کی شکل، سب بلند آواز سے گا رہے ہیں، _مجھے ٹھیک کرو، یسوع_؛ جب تک انہوں نے چمچا کو نہیں دیکھا، اپنی روح چھوڑ دی، اور انتہائی غیر روحانی انداز میں بولنا شروع کر دیا، _شیطان، بکری، بکری_ اور اس جیسی چیزیں۔ اب یہ واضح ہو گیا تھا کہ ہائیسنتھ جس کے ساتھ وہ داخل ہوا تھا اسے نئی نظروں سے دیکھ رہا تھا، بالکل اسی طرح جس طرح وہ گلی میں اسے دیکھتا تھا۔ کہ وہ بھی کچھ ایسا دیکھنے لگی تھی۔

Machine Translated by Google

اس نے اسے بہت بیمار محسوس کیا؛ اور جب اس نے اس گھناؤنے نوکیلے اور بادل آلود چہرے پر نفرت دیکھی تو اس نے بس چیر دیا۔ "_ببشیز_،" اس نے ان پر لعنت بھیجی، کسی وجہ سے، ان کی چھوڑی ہوئی مادری زبان۔ مصیبت ساز اور وحشی، اس نے انہیں بلایا۔ "مجھے تم پر افسوس ہے،" اس نے کہا۔ "ہر صبح آپ کو اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنا ہوگا اور پیچھے مڑ کر، اندھیرے کو دیکھنا ہوگا: داغ، اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ سب سے پست ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے اسے گھیر لیا، ہائیسنتھس کی وہ جماعت، اس کا اپنا ہیاکنتھ اب ان کے درمیان گم ہو گیا تھا، جو اب کوئی فرد نہیں رہا بلکہ ایک عورت جیسا تھا، اور اسے خوفناک طریقے سے مارا پیٹا جا رہا تھا، ایک خوفناک بلکتی ہوئی آواز نکل رہی تھی، دائروں میں دوڑ رہی تھی، تلاش کر رہی تھی۔ باہر نکلنے کا راستہ؛ یہاں تک کہ اس نے محسوس کیا کہ اس کے حملہ آوروں کا خوف ان کے غضب سے زیادہ ہے، اور وہ اپنے پورے قد پر کھڑا ہوا، اپنے بازو پھیلائے، اور شیطانوں کو چیختا ہوا ان پر چیختا چلا گیا، انہیں ڈھانپنے کے لیے بھڑکتا ہوا، پیو کے پیچھے پیچھے دھکیلتا ہوا بھیجتا رہا، جب وہ خون آلود لیکن جھکائے بغیر جھک گیا۔ میدان جنگ

خواب چیزوں کو اپنے انداز میں رکھتے ہیں۔ لیکن چمچا، تھوڑی دیر کے لیے بیدار ہوا جب اس کے دل کی دھڑکن ایک نئی ہم آہنگی میں پھنس گئی، اس بات سے تلخی سے آگاہ تھا کہ ڈراؤنا خواب سچائی سے اتنا دور نہیں تھا۔ روح، کم از کم، صحیح تھا۔ -یہ ہائیسنتھ کا آخری تھا، اس نے سوچا، اور پھر سے مٹ گیا۔ -اپنے ہی گھر کے اولے میں اپنے آپ کو کانپتے ہوئے تلاش کرنے کے لیے، ایک اونچے طیارے میں، جمپی جوشی نے پامیلا کے ساتھ شدید بحث کی۔ _میری بیوی کے ساتھ_

اور جب خواب-پامیلا، ایک لفظ کے بدلے حقیقی کی گونج میں اپنے شوہر کو ایک سو ایک بار ٹھکرا چکی تھی، _وہ موجود نہیں ہے، یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں_، یہ جمشید نیک تھا جس نے محبت اور خواہش کو ایک طرف رکھ دیا۔ ، مدد کی. روتی ہوئی پامیلا کو پیچھے چھوڑتے ہوئے --_تمہاری ہمت نہیں ہے کہ اسے یہاں واپس لاؤ_، وہ اوپر کی منزل سے چلائی --صلاح الدین کے ماند سے --جمپی، چمچا کو بھیڑ کی کھال اور کمبل میں لپیٹ کر، سائے میں سے بے بس ہو کر شاندار کیفے کی طرف لے گئی، خالی مہربانی کے ساتھ: "سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تم دیکھو گے۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

جب صلاح الدین چمچہ بیدار ہوا تو ان الفاظ کی یاد نے اسے غصے سے بھر دیا۔ فرشتہ کہاں ہے اس نے خود کو سوچتے پایا۔ وہ کمینے: میں شرط لگاتا ہوں کہ وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ --یہ ایک سوچ تھی جس کی طرف وہ واپس آئے گا، غیر معمولی نتائج کے ساتھ۔ اس لمحے کے لیے، تاہم، اس کے پاس بھوننے کے لیے دوسری مچھلی تھی۔

میں برائی کا اوتار ہوں، اس نے سوچا۔ اسے اس کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال یہ ہوا تھا، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میں اب خود نہیں ہوں، یا صرف نہیں۔ میں غلط کا مجسم ہوں، جس چیز سے نفرت کرتا ہوں، گناہ کا۔

کیوں؟ میں کیوں؟
اس نے کون سی برائی کی تھی -وہ کون سی گھٹیا کام کر سکتا تھا، کیا وہ کرے گا؟
وہ کس لیے تھا --وہ اس تصور سے بچ نہیں سکا --سزا دی جا رہی ہے؟ اور، اس کی طرف آتے ہیں، کس کے ذریعے؟ (میں نے اپنی زبان پکڑ لی۔) کیا اس نے _the good_ کے اپنے خیال پر عمل نہیں کیا تھا، وہ بننے کی کوشش کی تھی جس کی وہ سب سے زیادہ تعریف کرتا تھا، اپنے آپ کو انگریزوں کی فتح کے جنون کی سرحد کے ساتھ وقف کر دیتا تھا؟ کیا اس نے محنت نہ کی ہوتی، مصیبت سے بچتے، نئے بننے کی کوشش نہ کی ہوتی؟ استقامت، پرہیزگاری، اعتدال، تحمل، خود انحصاری، استقامت، خاندانی زندگی: اگر اخلاقی ضابطہ نہیں تو ان میں کیا اضافہ ہوا؟ کیا اس کا قصور تھا کہ پامیلا اور وہ بے اولاد تھے؟ کیا جینیات اس کی ذمہ داری تھی؟ یہ ہو سکتا ہے،

Machine Translated by Google

اس الٹی عمر میں، کہ وہ قسمت کا شکار ہو رہا تھا، اس نے خود کو ستانے والی ایجنسی کو کال کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی --بالکل اس لیے کہ اس کی "اچھی چیز" کی تلاش ہے؟ -کہ آج کل اس طرح کے تعاقب کو غلط بھی سمجھا جاتا تھا، برائی بھی؟ -پھر یہ قسمت کتنی ظالم تھی، اس دنیا کے ذریعے اس کے مسترد ہونے کو بھڑکانے کے لیے جس کا اس نے بہت عزم کیا تھا۔ کس قدر ویران، شہر کے دروازوں سے پھینکا جائے گا جس کا یقین تھا کہ وہ بہت پہلے لے چکا ہے۔ اس کا کیا مطلب تھا کہ چھوٹی سی سوچ تھی کہ اسے اپنے لوگوں کی گود میں ڈال دیا جائے، جن سے وہ اتنے عرصے سے بہت دور محسوس کرتا تھا! -

-یہاں زینی وکیل کے خیالات ابھرے، اور مجرمانہ طور پر، گھبرا کر، اس نے انہیں دوبارہ نیچے اتار دیا۔

اس کے دل نے اسے پرتشدد لات ماری، اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا، دوگنا ہو گیا، سانس لینے کے لیے ہانپ گئی۔ _پرسکون ہو جاؤ، یا یہ پردے ہیں۔ اس طرح کے دباؤ بھرے جذبات کے لیے کوئی جگہ نہیں: مزید نہیں_ اس نے گہری سانسیں لی۔ پیچھے لیٹنا؛ اس کے دماغ کو خالی کر دیا. اس کے سینے میں غدار نے دوبارہ معمول کی خدمت شروع کردی۔

اس سے زیادہ نہیں، صلاح الدین چمچہ نے خود کو مضبوطی سے بتایا۔ اب خود کو برا نہیں سمجھنا۔ ظاہری شکلیں دھوکہ دیتی ہیں؛ سرورق کتاب کے لیے بہترین رہنما نہیں ہے۔ شیطان، بکری، شیطان؟ میں نہیں۔

میں نہیں: دوسرا۔

ڈبلیو ایچ او؟

اوو

مشال اور انابیتا ٹرے پر ناشتہ لے کر پہنچے اور ان کے چہروں پر جوش تھا۔ چمچہ نے کارن فلیکس اور نیسکافے کو کھا لیا جبکہ لڑکیاں، چند لمحوں کی شرمندگی کے بعد، بیک وقت، نان اسٹاپ اس کی طرف لپکیں۔ "ٹھیک ہے، آپ نے گونجنے والی جگہ کو سیٹ کیا ہے اور کوئی غلطی نہیں ہوئی۔" -"تم گئے اور رات کو واپس نہیں آئے یا کچھ بھی؟" --"سنو، یہ کوئی چال نہیں ہے، ہے نا؟ میرا مطلب ہے، یہ میک اپ نہیں ہے یا کوئی تھیٹریکل نہیں ہے؟ --میرا مطلب ہے، جمپی کہتا ہے کہ آپ ایک اداکار ہیں، اور میں نے صرف سوچا، --میرا مطلب ہے،" اور یہاں نوجوان انابیتا سوکھ گئی، کیونکہ چمچا، کارن فلیکس اُگلتے ہوئے غصے سے بولا: "میک اپ؟

تھیٹر؟ _ٹرک؟"_

"کوئی جرم نہیں۔" مشال نے اپنی بہن کی طرف سے بے چینی سے کہا۔ "یہ تو ہم سوچ رہے تھے، جانو میرا کیا مطلب ہے، اور اگر تم نہ ہوتے تو یہ بہت برا ہوتا، لیکن تم ہو،" یقیناً تم ہو، تو یہ سب ٹھیک ہے،" اس نے عجلت میں بات ختم کی جب چمچا نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ دوبارہ۔ --"بات یہ ہے،" انابیتا نے دوبارہ شروع کیا، اور پھر، بڑبڑا کر، "کہنے کا مطلب ہے، ٹھیک ہے، ہمیں لگتا ہے کہ یہ بہت اچھا ہے۔" --"تم، اس کا مطلب ہے،"

مشال نے تصحیح کی۔ "ہمیں لگتا ہے کہ آپ ہیں، آپ جانتے ہیں۔" --"بہت خوب،" انابیتا نے کہا اور حیرت زدہ چمچا کو مسکراہٹ کے ساتھ چونکا دیا۔ "جادو۔ تم جانتے ہو۔
انتہائی"
مشال نے کہا کہ ہم ساری رات نہیں سوئے۔ "ہمارے پاس آئیڈیاز ہیں۔"
"ہم نے کیا سمجھا،" انابیتا اس کے سنسنی سے کانپ اٹھی، "جیسا کہ تم بدل گئے ہو، --تم کیا ہو، --پھر شاید، ٹھیک ہے، شاید، حقیقت میں، چاہے تم نے اسے آزمایا ہی نہیں، یہ ہو سکتا ہے، آپ کر سکتے ہیں..." اور بڑی لڑکی نے سوچ ختم کر دی: "آپ ترقی کر سکتے تھے --آپ جانتے ہیں --_طاقتیں_۔"

"ہم نے سوچا، ویسے بھی،" انابیتا نے چمچا کی پیشانی پر بادلوں کو جمع ہوتے دیکھ کر کمزوری سے مزید کہا۔ اور دروازے کی طرف پیچھے ہٹتے ہوئے مزید کہا: "لیکن ہم ہیں۔

Machine Translated by Google

شاید غلط. --ہاں ہم بالکل غلط ہیں۔ اپنے کھانے کا مزہ لو۔" --مشال نے بھاگنے سے پہلے، اپنی سرخ اور سیاہ چیک والی گدھے کی جیکٹ کی جیب سے سبز سیال سے بھری ایک چھوٹی سی بوتل نکالی، اسے دروازے کے پاس فرش پر رکھ دیا، اور مندرجہ ذیل جدائی کا شاٹ دیا۔ "اوہ، معاف کیجئے گا، لیکن ماں کہتی ہیں، کیا آپ اسے استعمال کر سکتے ہیں، یہ آپ کی سانس کے لیے ماؤتھ واش ہے۔"

اوو

یہ کہ مشال اور انابیتا کو اس بدنظمی کو پسند کرنا چاہیے جس سے وہ پورے دل سے نفرت کرتا تھا اسے یقین دلایا کہ "اس کے لوگ" اتنے ہی پاگل پن کے مالک ہیں جتنا کہ اسے طویل عرصے سے شبہ تھا۔ کہ وہ دونوں اس کی تلخی کا جواب دیں -جب، اس کی دوسری صبح، وہ اس کے لیے کھلونا چاندی کے اسپیس مین سے بھرے پیکٹ سیریل کے بجائے مسالہ ڈوسا لے کر آئے، اور اس نے ناشکری سے پکارا: "اب مجھے لگتا ہے یہ غلیظ غیر ملکی کھانا کھاؤ؟" --ہمدردی کے اظہار کے ساتھ، معاملات کو اور بھی خراب کر دیا۔ "صاف گوبر"

مشال نے اس کی بات مان لی۔ "یہاں کوئی بینرز نہیں، بد قسمتی" ان کی مہمان نوازی کی توہین کے ہوش میں، اس نے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ آج کل اپنے آپ کو، جیسا کہ، انگریز سمجھتا ہے۔ . . "ہمارے بارے میں کیا خیال ھے؟" انابیتا جاننا چاہتی تھی۔ "تمہیں کیا لگتا ہے ہم ہیں؟" --اور مشال نے اعتراف کیا: "بنگلہ دیش میرے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ بس ایک جگہ ابا اور امی آپس میں ٹکراتے رہتے ہیں۔" --اور انابیتا، حتمی طور پر: "بنگلڈچ۔" --مطمئن سر ہلا کر۔ --"میں اسے کیا کہوں، بہرحال۔"

لیکن وہ برطانوی نہیں تھے، وہ انہیں بتانا چاہتا تھا: _واقعی_ نہیں، کسی بھی طرح سے وہ پہچان نہیں سکتا تھا۔ اور پھر بھی اس کی پرانی زندگی کے ساتھ ساتھ اس کے پرانے یقین بھی لمحہ بہ لمحہ دور ہوتے جا رہے تھے۔ . . "ٹیلی فون کہاں ہے؟" اس نے مطالبہ کیا. "مجھے کچھ کال کرنی ہیں۔"

یہ ہال میں تھا؛ انابیتا نے اپنی بچت پر چھاپہ مارتے ہوئے اسے سکے ادھار دے دئیے۔ اس کا سر ادھار کی پگڑی میں لپٹا، اس کا جسم ادھار کی پتلون (Jumpy's)اور مشال کے جوتوں میں چھپا ہوا، چمچا نے ماضی کو ڈائل کیا۔

"چمچا" ممی مامولیان کی آواز آئی۔ "تم مر چکے ہو."
یہ اس وقت ہوا جب وہ دور تھا: ممی سیاہ ہوگئیں اور اپنے دانت کھو بیٹھیں۔ اپنے جبڑے میں دشواری کی وجہ سے معمول سے زیادہ سختی سے بولتے ہوئے اس نے اسے بتایا، "وائٹ آؤٹ وہی ہے۔" "وجہ کیوں؟ مت پوچھو۔ اس وقت کون وجہ پوچھ سکتا ہے؟ تمہارا نمبر کیا ہے؟" اس نے پیپس جاتے ہی شامل کیا۔

"میں تمہیں فوراً کال کروں گا۔" لیکن اس کے کرنے میں پورے پانچ منٹ گزر چکے تھے۔ "میں نے ایک لیک لی۔ آپ کے پاس زندہ ہونے کی کوئی وجہ ہے؟ کیوں پانی آپ کے اور دوسرے آدمی کے لیے الگ ہو گیا لیکن باقی پر بند ہو گیا؟ مجھے مت بتاؤ کہ آپ اس کے قابل تھے۔
آج کل لوگ اسے نہیں خریدتے، تم بھی نہیں چمچہ۔ میں آکسفورڈ اسٹریٹ پر مگرمچھ کے جوتوں کی تلاش میں چل رہا تھا جب یہ ہوا: درمیانی سیر میں سردی ختم ہوگئی اور میں درخت کی طرح آگے گرا، میری ٹھوڑی کی جگہ پر اترا اور اس آدمی کے سامنے فٹ پاتھ پر سارے دانت نکل گئے۔ خاتون کو تلاش کریں۔

لوگ سوچ سمجھ کر ہو سکتے ہیں چمچا۔ جب میں آیا تو میں نے اپنے چہرے کے پاس ایک چھوٹے سے ڈھیر میں اپنے دانت پائے۔ میں نے آنکھیں کھولیں اور چھوٹے کمینے مجھے گھورتے ہوئے دیکھا، کیا یہ اچھا نہیں تھا؟ سب سے پہلے میں نے سوچا، خدا کا شکر ہے، مجھے پیسے مل گئے ہیں۔ میں نے انہیں واپس سلائی کیا، نجی طور پر، یقیناً، بہت اچھا کام، پہلے سے بہتر۔ اس لیے میں تھوڑی دیر کے لیے وقفہ لے رہا ہوں۔ وائس اوور کاروبار

Machine Translated by Google

خراب حالت میں ہے، میں بتاتا ہوں، تمہارے مرنے اور میرے دانتوں کے ساتھ، ہمیں صرف ذمہ داری کا احساس نہیں ہے۔ معیار کم کر دیا گیا ہے، چمچا۔
ٹی وی آن کریں، ریڈیو سنیں، آپ کو سننا چاہیے کہ پیزا کے اشتہارات، سنٹرل کاسٹنگ کے جرمن لہجے کے ساتھ بیئر کے اشتہارات، مریخ کے لوگ آلو کا پاؤڈر کھاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے وہ چاند سے آئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں _دی ایلین شو_ سے نکال دیا۔ جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ. اتفاق سے، آپ میرے لیے بھی یہی کہہ سکتے ہیں۔"

اس لیے اس نے کام کے ساتھ ساتھ بیوی، گھر، زندگی پر گرفت بھی کھو دی تھی۔ "یہ صرف دانتوں سے ہی غلط نہیں ہوتا،" ممی نے زور دیا۔ "بھاڑ میں مارنے والے گولے مجھے بیوقوف بنا رہے ہیں۔ میں سوچتا رہتا ہوں کہ میں سڑک پر پرانی ہڈیوں کو دوبارہ چھڑکوں گا۔ عمر، چمچا: یہ سب ذلتیں ہیں۔ آپ پیدا ہوتے ہیں، آپ کو مارا پیٹا جاتا ہے اور آپ کو چوٹ لگتی ہے اور آخر میں آپ ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ بیلچہ چلاتے ہیں۔ اگر میں نے دوبارہ کام نہیں کیا تو میں آرام سے مر جاؤں گا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں اب بلی بٹوٹا کے ساتھ ہوں؟ یہ ٹھیک ہے، آپ کیسے تیراکی کر رہے ہیں، ہاں، میں نے آپ کا انتظار کرنا چھوڑ دیا اس لیے میں نے آپ کے نسلی ساتھیوں میں سے ایک کو جھولا چھین لیا۔ آپ اسے تعریف کے طور پر لے سکتے ہیں۔ اب مجھے بھاگنا ہے۔ ڈیڈ سے بات کر کے اچھا لگا، چمچا۔ اگلی بار لو بورڈ سے غوطہ لگانا۔ ٹوڈل او۔"

میں فطرتاً باطنی آدمی ہوں، اس نے منقطع فون میں خاموشی سے کہا۔
میں نے اپنے انداز میں جدوجہد کی ہے کہ اعلیٰ چیزوں کی تعریف کی طرف، نفاست کے چھوٹے پیمانے کی طرف اپنا راستہ تلاش کیا جائے۔ اچھے دنوں میں میں نے محسوس کیا کہ یہ میری گرفت میں ہے، کہیں میرے اندر، کہیں اندر۔ لیکن یہ مجھ سے بچ گیا۔ میں چیزوں میں، دنیا اور اس کی خرابیوں میں الجھ گیا ہوں، اور میں مزاحمت نہیں کر سکتا۔ عجیب و غریب نے مجھے، جیسا کہ اس سے پہلے کہ کوٹیڈین نے مجھے اپنے سحر میں رکھا تھا۔ سمندر نے مجھے چھوڑ دیا۔ زمین مجھے نیچے گھسیٹتی ہے۔

وہ سرمئی ڈھلوان سے نیچے پھسل رہا تھا، کالا پانی اس کے دل پر گر رہا تھا۔ دوبارہ جنم، جبریل فرشتہ اور خود کو دوسرا موقع دیا گیا، اس کے معاملے میں، ایک دائمی خاتمے کی طرح کیوں محسوس ہوا؟ وہ موت کے علم میں دوبارہ پیدا ہوا تھا۔ اور تبدیلی کی ناگزیریت، چیزوں کی -کبھی ایک جیسی نہیں، اب واپس آنے والی، نے اسے خوفزدہ کردیا۔ جب آپ ماضی کو کھو دیتے ہیں تو آپ حقیر عزرائیل، موت کے فرشتے کے سامنے ننگے ہوتے ہیں۔ اگر ہو سکے تو رکو، اس نے خود سے کہا۔ کل سے چمٹے رہو۔ سلائیڈ کرتے وقت اپنے ناخنوں کے نشان گرے ڈھلوان میں چھوڑ دیں۔

بلی بٹوٹا: گندگی کا وہ بیکار ٹکڑا. پلے بوائے پاکستانی نے چھٹیوں کے ایک غیر معمولی کاروبار --_بٹوٹاز ٹریولز_ --کو سپر ٹینکرز کے بیڑے میں تبدیل کر دیا۔ ایک غیر آدمی، بنیادی طور پر، ہندی اسکرین کی معروف خواتین کے ساتھ اپنے رومانس کے لیے اور گپ شپ کے مطابق، بڑی چھاتیوں والی سفید فام عورتوں کے لیے اس کی پیش گوئی کے لیے مشہور ہے، جن کے ساتھ اس نے "برا سلوک" کیا تھا، جیسا کہ خوشامد میں تھا۔ یہ، اور "خوبصورت انعام"۔ ممی کو برا بلی، اس کے جنسی آلات اور اس کے ماسیراٹی بٹوربو سے کیا چاہیے تھا؟

بٹوٹا جیسے لڑکوں کے لیے، سفید فام عورتیں -کوئی بات نہیں موٹی، یہودی، غیر منصفانہ سفید فام خواتین -چودنے اور پھینکنے کے لیے تھیں۔ گوروں میں کس چیز سے نفرت ہے --براؤن شوگر سے محبت --ایک

Machine Translated by Google

جب یہ اوپر، الٹی، سیاہ میں بدل جاتا ہے تو نفرت بھی کرنی چاہیے۔ تعصب صرف طاقت کا کام نہیں ہے۔

ممی نے اگلی شام نیویارک سے فون کیا۔ انابیتا نے اسے فون پر اپنے بہترین دھیمے لہجے میں بلایا، اور وہ اپنے بھیس میں جدوجہد کرنے لگا۔
جب وہ وہاں پہنچا تو وہ چلا گیا تھا، لیکن وہ واپس آ گیا. "کوئی بھی اٹلانٹک قیمتوں کو لٹکانے کے لئے ادا نہیں کرتا ہے۔" "ممی،" اس نے اپنی آواز میں مایوسی کے پیٹنٹ کے ساتھ کہا، "آپ نے یہ نہیں کہا کہ آپ جا رہے ہیں۔" "تم نے مجھے اپنا پتہ بھی نہیں بتایا۔" اس نے جواب دیا۔ "تو ہم دونوں کے پاس راز ہیں۔" وہ کہنا چاہتا تھا، ممی، گھر چلو، تمہیں لات ماری جائے گی۔ "میں نے اس کا خاندان سے تعارف کرایا،" اس نے بھی طنزیہ انداز میں کہا۔ "آپ تصور کر سکتے ہیں۔ یاسر عرفات بیگنز سے ملے۔ کوئی بات نہیں۔ ہم سب زندہ رہیں گے۔" وہ کہنا چاہتا تھا، ممی، میرے پاس آپ ہی ہیں۔ تاہم، وہ صرف اسے پیشاب کرنے میں کامیاب رہا۔
"میں آپ کو بلی کے بارے میں خبردار کرنا چاہتا تھا،" اس نے یہی کہا۔

وہ برفیلی ہو گئی۔ "چمچا، سنو، میں تم سے ایک بار اس پر بات کروں گا کیونکہ تمھاری ہر بات کے پیچھے شاید تم میرا تھوڑا سا خیال رکھتی ہو، تو سمجھ لو کہ میں ایک ذہین عورت ہوں۔ مغرب کی مابعد جدیدیت کی تنقید، مثلاً کہ ہمارے یہاں ایک ایسا معاشرہ ہے جو صرف رسم کے قابل ہے: ایک 'چپٹی' دنیا۔

جب میں بلبلا غسل کی بوتل کی آواز بن جاتا ہوں، تو میں جان بوجھ کر فلیٹ لینڈ میں داخل ہوتا ہوں، یہ سمجھتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیوں۔ یعنی، میں نقد کما رہا ہوں۔
اور ایک ذہین عورت کے طور پر، جو Stoicism پر پندرہ منٹ اور جاپانی سنیما پر زیادہ کام کر سکتی ہے، میں آپ سے کہتی ہوں، چمچا، کہ میں بلی بوائے کے نمائندے سے پوری طرح واقف ہوں۔ مجھے استحصال کے بارے میں مت سکھاؤ۔ ہمارا استحصال اس وقت ہوا جب آپ کثرت کھالوں میں گول چل رہے تھے۔ کبھی کبھی یہودی، عورت اور بدصورت بننے کی کوشش کریں۔ آپ کالے ہونے کی بھیک مانگیں گے۔ معاف کیجئے گا میرا فرانسیسی: بھورا۔"

"پھر تم تسلیم کرتے ہو کہ وہ تمہارا استحصال کر رہا ہے،" چمچا نے کہا، لیکن طوفان نے اسے بہا لیا۔ "کیا فرق ہے؟" اس نے اپنی ٹوٹی پائی آواز میں ٹرول کیا۔ "بلی ایک مضحکہ خیز لڑکا ہے، ایک قدرتی اسکام آرٹسٹ ہے، عظیم لوگوں میں سے ایک ہے۔ کون جانے یہ کب تک ہے؟ میں آپ کو کچھ تصورات بتاؤں گا جن کی مجھے ضرورت نہیں ہے: حب الوطنی، خدا اور محبت۔ یقینی طور پر سفر پر نہیں چاہتے تھے۔ مجھے بلی پسند ہے کیونکہ وہ اسکور جانتا ہے۔"

"ممی،" اس نے کہا، "مجھے کچھ ہوا ہے،" لیکن وہ پھر بھی بہت زیادہ احتجاج کر رہی تھی اور اسے یاد کر رہی تھی۔ اس نے اسے اپنا پتہ بتائے بغیر ریسیور نیچے رکھ دیا۔

اس نے اسے ایک بار پھر فون کیا، چند ہفتوں بعد، اور اب تک غیر کہی ہوئی مثالیں قائم ہو چکی تھیں۔ اس نے نہیں مانگا، اس نے اپنا ٹھکانہ نہیں بتایا، اور یہ ان دونوں کے لیے واضح تھا کہ ایک عمر ختم ہو چکی تھی، وہ بچھڑ گئے تھے، الوداع کرنے کا وقت تھا۔
یہ ابھی بھی ممی کے ساتھ بلی تھا: انگلینڈ اور امریکہ میں ہندی فلمیں بنانے کے ان کے منصوبے، بریڈ فورڈ ٹاؤن ہال اور گولڈن گیٹ برج کے سامنے سرفہرست ستاروں، ونود کھنہ، سری دیوی کو درآمد کرنا --"یہ ایک طرح کا ٹیکس ہے۔ ڈاج، ظاہر ہے،" ممی نے خوشی سے کہا۔

درحقیقت، بلی کے لیے چیزیں گرم ہو رہی تھیں۔ ممی نے کہا کہ چمچا نے کاغذات میں اپنا نام _فراڈ اسکواڈ_ اور _ٹیکس چوری_ کے ساتھ دیکھا تھا، لیکن ایک بار گھوٹالے والا آدمی، ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ "تو وہ مجھ سے کہتا ہے، کیا تم منک چاہتے ہو؟

Machine Translated by Google

میں کہتا ہوں، بلی، مجھے چیزیں مت خریدو، لیکن وہ کہتا ہے، کون خریدنے کی بات کر رہا ہے؟
ایک منک ہے. یہ کاروبار ہے۔" وہ دوبارہ نیویارک میں تھے، اور بلی نے ایک کھینچی ہوئی مرسڈیز لیموزین "اور ایک کھینچا ہوا ڈرائیور بھی" کرایہ پر لیا تھا۔

فریئرز پر پہنچ کر وہ تیلی شیخ اور اس کے مول لگ رہے تھے۔ ممی نے بلی کی برتری کا انتظار کرتے ہوئے پانچ عدد نمبروں پر کوشش کی۔ اس نے طوالت میں کہا، تمہیں وہ پسند ہے؟ یہ اچھا ہے. بلی، اس نے سرگوشی کی، یہ 40_ہزار_ ہے، لیکن وہ پہلے ہی اسسٹنٹ سے ہموار بات کر رہا تھا: جمعہ کی دوپہر تھی، بینک بند تھے، کیا اسٹور چیک لے گا۔ "ٹھیک ہے، اب تک وہ جان چکے ہیں کہ وہ تیل والا شیخ ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ ہاں، ہم کوٹ لے کر چلے جاتے ہیں، اور وہ مجھے بلاک کے قریب ایک اور دکان میں لے گیا، کوٹ کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے، میں نے یہ چالیس ہزار ڈالر میں خریدا ہے۔ یہ رہی رسید، کیا آپ مجھے اس کے لیے تیس دیں گے، مجھے کیش چاہیے، بڑے ویک اینڈ آگے۔" --ممی اور بلی کو انتظار میں رکھا گیا تھا جب دوسرے اسٹور نے پہلی گھنٹی بجائی، جہاں مینیجر کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بج گئی، اور پانچ منٹ بعد پولیس پہنچی، بلی کو ڈڈ چیک پاس کرنے پر گرفتار کر لیا، اور اس نے اور ممی نے خرچ کیا۔ جیل میں ہفتے کے آخر میں. پیر کی صبح بینک کھلے تو پتہ چلا کہ بلی کے اکاؤنٹ میں بیالیس ہزار، ایک سو سترہ ڈالرز جمع ہیں، لہذا چیک ہر وقت اچھا رہا۔ اس نے فریئرز کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا کہ وہ ان پر 20لاکھ ڈالر ہرجانے، کردار کی ہتک عزت، کھلے اور بند کیس کا مقدمہ کریں، اور اڑتالیس گھنٹوں کے اندر انہوں نے عدالت سے باہر 250,000$کا فیصلہ کیا۔ "کیا تم اس سے محبت نہیں کرتے؟"

ممی نے چمچا سے پوچھا۔ "لڑکا جینئس ہے۔ میرا مطلب ہے، یہ _کلاس_ تھا۔"
میں ایک آدمی ہوں، چمچا نے محسوس کیا، جو اسکور نہیں جانتا، ایک غیر اخلاقی، زندہ رہنے والا، اس دنیا سے دور رہنے والا۔
مشال اور انابیتا سفیان، جنہوں نے ان کو منانے کی تمام تر کوششوں کے باوجود، غیر ذمہ دارانہ طور پر اس کے ساتھ ایک قسم کے ساتھی جیسا سلوک کیا، وہ ایسے مخلوقات تھے جو چاندنی، شاپ لفٹر، فلیچر: عام طور پر دھوکہ دہی کے فنکاروں جیسی مخلوقات کی صاف ستائش کرتے تھے۔ اس نے خود کو درست کیا: تعریف نہیں کی، ایسا نہیں تھا۔ کوئی بھی لڑکی کبھی پن نہیں چرائے گی۔ لیکن انہوں نے ایسے لوگوں کو جیسٹالٹ کے نمائندوں کے طور پر دیکھا، یہ کیسے تھا۔ ایک تجربے کے طور پر اس نے انہیں بلی بٹوٹا اور منک کوٹ کی کہانی سنائی۔ ان کی آنکھیں چمک اٹھیں، اور آخر میں انہوں نے تالیاں بجائیں اور خوشی سے قہقہہ لگایا: بدکاری کے بغیر سزا نے انہیں ہنسایا۔ اس طرح، چمچا نے محسوس کیا، لوگوں نے ایک بار پہلے کے غیر قانونیوں، ڈک ٹرپن، نیڈ کیلی، پھولن دیوی، اور یقیناً دوسرے بلی: ولیم بونی، جو ایک بچہ بھی تھا، کے کاموں کی تعریف کی اور ہنسی ہنسائی ہوگی۔

"اسکریپ ہیپ یوتھز کریمنل آئیڈلز،" مشال نے اپنا دماغ پڑھا اور پھر، اس کی ناپسندیدگی پر ہنستے ہوئے، اسے یلو پریس کی سرخیوں میں ترجمہ کرتے ہوئے، اپنی لمبی ترتیب دیتے ہوئے، اور، چمچا نے محسوس کیا، حیرت انگیز جسم کو اسی طرح کی مبالغہ آمیز چیزکیک کرنسیوں میں۔ غصے سے بولتے ہوئے، مکمل طور پر اس بات سے واقف ہے کہ اس نے اسے ہلایا ہے، اس نے خوبصورتی سے کہا: "کسی کسی؟"

اس کی چھوٹی بہن نے، جس سے پیچھے نہیں ہٹنا، کم موثر نتائج کے ساتھ، مشال کے پوز کو کاپی کرنے کی کوشش کی۔ کچھ جھنجھلاہٹ کے ساتھ کوشش ترک کرتے ہوئے وہ رنجیدہ لہجے میں بولی۔ "مشکل یہ ہے کہ ہمارے پاس اچھے امکانات ہیں، ہم۔ خاندانی کاروبار، کوئی بھائی نہیں، باب تمہارے چچا کا ہے۔ یہ جگہ ایک پیکٹ بناتی ہے، ڈنیٹ؟ تو ٹھیک ہے۔"

Machine Translated by Google

شاندار رومنگ ہاؤس کو ایک بیڈ اینڈ بریک فاسٹ اسٹیبلشمنٹ کے طور پر درجہ بندی کیا گیا تھا، جس قسم کی بورو کونسلیں عوامی رہائش کے بحران کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ استعمال کر رہی تھیں، پانچ افراد کے خاندانوں کو سنگل کمروں میں ٹھہرانا، صحت اور حفاظت کے ضوابط سے آنکھیں چرانا، اور مرکزی حکومت سے "عارضی رہائش" الاؤنس کا دعویٰ کرنا۔ "فی رات دس روپے فی شخص،" انابیتا نے چمچا کو اپنے اٹاری میں بتایا۔ "تین سو پچاس نکیر فی کمرہ فی ہفتہ، یہ آتا ہے، جتنا اکثر نہیں ہوتا۔ چھ زیر قبضہ کمرے: آپ اس پر کام کریں۔ ابھی، ہم اس اٹاری پر ماہانہ تین سو پاؤنڈ کھو رہے ہیں، اس لیے مجھے امید ہے کہ آپ محسوس کریں گے۔ بہت برا۔" اس قسم کے پیسے کے لیے، اس نے چمچا کو مارا، آپ پرائیویٹ سیکٹر میں خاندانی سائز کے کافی مناسب اپارٹمنٹس کرائے پر لے سکتے ہیں۔ لیکن اسے عارضی رہائش کے طور پر درجہ بندی نہیں کیا جائے گا۔ اس طرح کے حل کے لیے کوئی مرکزی فنڈنگ نہیں۔ جس کی مخالفت مقامی سیاست دانوں کی طرف سے بھی کی جائے گی جو "کٹوں" سے لڑنے کے لیے پرعزم ہیں۔

لا لوٹے جاری; اسی دوران ہند اور اس کی بیٹیوں نے نقد رقم حاصل کی، غیر عالم سفیان مکہ چلا گیا اور گھریلو حکمت، مہربانی اور مسکراہٹیں پھیلانے کے لیے گھر آیا۔ اور چھ دروازوں کے پیچھے جو چمچا فون کال کرنے یا بیت الخلا استعمال کرنے کے لیے ہر بار ایک شگاف کھولتا تھا، شاید تیس عارضی انسان، جن کے مستقل قرار دیے جانے کی بہت کم امید تھی۔

حقیقی دنیا۔

مشال سفیان نے اشارہ کرتے ہوئے کہا، "آپ کو اتنے مچھلی والے اور مقدس نظر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔" "دیکھو تمھارے سارے قانون کی پاسداری نے تمہیں کہاں تک پہنچایا ہے۔"

اوو

"آپ کی کائنات سکڑ رہی ہے۔" ایک مصروف آدمی، ہال ویلنس، جو _The Aliens Show_ کے خالق اور جائیداد کے واحد مالک ہیں، نے چمچا کے زندہ ہونے پر مبارکباد دینے کے لیے ٹھیک سترہ سیکنڈ کا وقت لیا، اس سے پہلے یہ بتانا شروع کیا کہ اس حقیقت نے شو کے اس کی خدمات سے دستبرداری کے فیصلے کو متاثر کیوں نہیں کیا۔ ویلنس نے اشتہارات میں کام شروع کر دیا تھا اور اس کا ذخیرہ الفاظ کبھی بھی اس دھچکے سے باز نہیں آیا تھا۔ تاہم چمچا برقرار رہ سکتا تھا۔ وائس اوور کے کاروبار میں ان تمام سالوں نے آپ کو تھوڑی بری زبان سکھائی۔ مارکیٹنگ کی زبان میں، _a universe_ کسی دیے گئے پروڈکٹ یا سروس کے لیے کل ممکنہ مارکیٹ تھی: چاکلیٹ کائنات، سلمنگ کائنات۔ دانتوں کی کائنات دانتوں کے ساتھ ہر کوئی تھا؛ دوسرے ڈینچر کاسموس تھے۔ "میں بات کر رہا ہوں،"

والینس نے اپنی بہترین ڈیپ تھروٹ آواز میں فون نیچے پھینکا، "نسلی کائنات کے بارے میں۔"

میرے لوگ پھر: چمچہ، پگڑی میں بھیس میں اور اس کا بقیہ ناقص گھسیٹنا، ایک گزرگاہ میں ایک ٹیلی فون پر لٹکا ہوا تھا جب کہ ناپائیدار عورتوں اور بچوں کی آنکھیں بمشکل کھلے ہوئے دروازوں سے چمک رہی تھیں۔ اور حیران تھا کہ اب اس کے لوگوں نے اس کے ساتھ کیا کیا ہے۔ "کوئی کیپیش نہیں،" اس نے اطالوی --امریکی آرگوٹ کے لئے ویلنس کی پسندیدگی کو یاد کرتے ہوئے کہا --یہ سب کے بعد، فاسٹ فوڈ کے نعرے _گیٹا پیزا دا ایکشن_ کے مصنف تھے۔ تاہم اس موقع پر ویلنس نہیں کھیل رہے تھے۔ "سامعین کے سروے ظاہر کرتے ہیں،" اس نے سانس لیا، "کہ نسلی لوگ نسلی شو نہیں دیکھتے۔ وہ "چمچا" نہیں چاہتے۔ وہ ہر کسی کی طرح _Dynasty_ چاہتے ہیں۔ آپ کا پروفائل غلط ہے، اگر آپ پیروی کرتے ہیں: شو میں آپ کے ساتھ یہ بہت زیادہ نسلی ہے۔ _وہ

Machine Translated by Google

ایلینز شو_ بہت بڑا خیال ہے جسے نسلی جہت سے روکا جا سکتا ہے۔ صرف تجارت کے امکانات، لیکن مجھے آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔"
چمچہ نے اپنے آپ کو فون باکس کے اوپر چھوٹے پھٹے ہوئے آئینے میں جھلکتے دیکھا۔ وہ جادوئی چراغ کی تلاش میں ایک بیہودہ جن کی طرح لگ رہا تھا۔ "یہ ایک نقطہ نظر ہے،" اس نے دلیل کو بیکار جانتے ہوئے ویلنس کو جواب دیا۔ Hal کے ساتھ، تمام وضاحتیں مابعد فیکٹو ریشنلائزیشن تھیں۔ وہ سختی سے بیٹھا تھا--

پتلون والا آدمی، جس نے ڈیپ تھروٹ کی طرف سے باب ووڈورڈ کو دیے گئے مشورے کو اپنا شعار بنایا: _پیسے کی پیروی کرو_۔ اس نے یہ جملہ بڑی سنجیدگی سے ترتیب دیا تھا۔
سیرف ٹائپ اور اپنے دفتر میں _All the President's Men_ سے ایک اسٹیل پر پِن اپ کیا: ہال ہالبروک (ایک اور ہال!) کار پارک میں، سائے میں کھڑا۔
پیسے کی پیروی کریں: اس نے وضاحت کی، جیسا کہ وہ کہنے کا شوق رکھتا تھا، اس کی پانچ بیویاں، سبھی آزادانہ طور پر دولت مند تھیں، جن میں سے ہر ایک سے اسے طلاق کا خوبصورت تصفیہ ملا تھا۔ اس کی شادی اس وقت ایک ضائع شدہ بچے سے ہوئی تھی شاید ایک...
اس کی عمر کے تیسرے نمبر پر، کمر کے ساتھ -لمبے آبرن بال اور ایک چشمی شکل جس نے اسے ایک چوتھائی صدی پہلے ایک عظیم خوبصورتی بنا دیا تھا۔ "اس کے پاس بین نہیں ہے؛ وہ میرے پاس جو کچھ ہے اسے لے کر جا رہی ہے اور جب وہ اسے لے جائے گی تو وہ پریشان ہو جائے گی،" ویلنس نے خوشی کے دنوں میں ایک بار چمچا سے کہا تھا۔ "کیا بات ہے۔ میں بھی انسان ہوں۔ اس بار یہ محبت ہے۔" مزید جھولا چھیننا۔ اس دور میں اس سے فرار نہیں ہے۔ چمچا نے ٹیلی فون پر پایا کہ اسے بچے کا نام یاد نہیں ہے۔ "تم میرا مقصد جانتے ہو،" ویلنس کہہ رہا تھا۔

"ہاں" چمچا نے غیر جانبداری سے کہا۔ "یہ پروڈکٹ کے لیے صحیح لائن ہے۔" مصنوعات، آپ کمینے، آپ ہونے کے ناطے.

وائٹ ٹاور پر دوپہر کے کھانے کے دوران جب وہ ہال ویلنس سے ملا (کتنے سال پہلے؟ پانچ، شاید چھ)، وہ آدمی پہلے سے ہی ایک عفریت تھا: خالص، خود --
تصویر بنائی گئی، صفات کا ایک مجموعہ ایک جسم پر موٹا پلستر کیا گیا جو کہ ہال کے اپنے الفاظ میں، "اورسن ویلز بننے کی تربیت میں" تھا۔ اس نے کیوبا کے تمام برانڈز سے انکار کرتے ہوئے، بیہودہ، کیریکچر سگار نوشی کی، تاہم، اپنے غیر سمجھوتہ کرنے والے سرمایہ دارانہ موقف کی وجہ سے۔ اس کے پاس یونین جیک واسکٹ تھا اور اس نے اپنی ایجنسی پر اور اپنے ہائی گیٹ گھر کے دروازے کے اوپر بھی جھنڈا لہرانے پر اصرار کیا۔ ماریس شیولیئر کے طور پر تیار ہونے اور بڑے پریزنٹیشنز میں، اپنے حیران گاہکوں کے لیے، بھوسے کے بوٹر اور چاندی کے سر والے چھڑی کی مدد سے گانا۔ ٹیلیکس اور فیکس مشینوں سے لیس ہونے والے پہلے لوئر چیٹو کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور وزیر اعظم کے ساتھ اپنی زیادہ تر "گہری" وابستگی بنالی جس کو انہوں نے پیار سے "مسز ٹارچر" کہا۔ فلسطائن فتح پسندی کی شخصیت، مڈ اٹلانٹک -لہجے والا ہال اس زمانے کی شان میں سے ایک تھا، شہر کی سب سے مشہور ایجنسی، ویلنس اینڈ لینگ پارٹنرشپ کا تخلیقی نصف حصہ۔ بلی بٹوٹا کی طرح اسے بڑی کاریں پسند تھیں جو بڑے ڈرائیوروں کے ذریعے چلائی جاتی تھیں۔ یہ کہا جاتا تھا کہ ایک بار، خاص طور پر برفانی سات فٹ فن لینڈ کے ماڈل کو "گرم کرنے" کے لیے کارنش لین سے تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے ہوئے، ایک حادثہ پیش آیا تھا: کوئی زخمی نہیں ہوا، لیکن جب دوسرا ڈرائیور غصے سے باہر نکلا۔ تباہ شدہ گاڑی وہ ہال کے مائنڈر سے بھی بڑی نکلی۔ جیسے ہی یہ کالوس اس پر غضب ناک ہوا، ہال نے اپنے پش بٹن کی کھڑکی کو نیچے کیا اور ایک میٹھی مسکراہٹ کے ساتھ سانس لیا: "میں آپ کو سختی سے مشورہ دیتا ہوں کہ آپ پیچھے مڑیں اور تیزی سے چلیں؛ کیونکہ جناب، اگر آپ اندر سے ایسا نہیں کرتے ہیں۔

Machine Translated by Google

اگلے پندرہ سیکنڈ میں، میں تمہیں مار ڈالنے والا ہوں۔" دیگر اشتہاری ذہین اپنے کام کے لیے مشہور تھے: میری ویلز اپنے گلابی برینف طیاروں کے لیے، ڈیوڈ اوگلوی اپنے آئی پیچ کے لیے، جیری ڈیلا فیمینا کے لیے "ان شاندار لوگوں کی طرف سے جنہوں نے آپ کو پرل دیا۔ باربر۔ ویلنس، جس کی ایجنسی سستی اور خوش مزاج فحاشی کے لیے چلی گئی تھی، وہ کاروبار میں اس (شاید apocryphal)کے لیے مشہور تھا، "میں تمہیں مار ڈالوں گا"، جملے کا ایک موڑ جو ثابت ہوا۔ جاننے والوں کے لیے، کہ وہ لڑکا واقعی ایک باصلاحیت تھا۔ چمچا کو طویل عرصے سے شبہ تھا کہ اس نے اس کہانی کو اس کے بہترین اشتہاراتی اجزا کے ساتھ بنایا ہے --اسکینڈینیوین آئسکیوسین، دو ٹھگ، مہنگی کاریں، بلوفیلڈ کے کردار میں ویلنس اور 007کہیں بھی منظر پر نہیں ہے --اور اسے اپنے بارے میں ڈالیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ کاروبار کے لیے اچھا ہے۔

دوپہر کا کھانا Slimbixڈائیٹ فوڈز کے لیے حالیہ، زبردست ہٹ مہم میں چمچا کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تھا۔ صلاح الدین ایک پیارے کارٹون بلاب کی آواز تھی: _ہیلو۔ میں کیل ہوں، اور میں ایک اداس کیلوری_ ہوں۔ لوگوں کو بھوکا رہنے پر راضی کرنے کے انعام کے طور پر چار کورسز اور کافی مقدار میں شیمپین۔ ایک غریب کیلوری کی تنخواہ کیسے کمائی جائے؟ Slimbixکا شکریہ، میں کام سے باہر ہوں_ چمچا کو معلوم نہیں تھا کہ وہ والینس سے کیا امید رکھے۔ اسے جو کچھ ملا وہ کم از کم بے رنگ تھا۔ "تم نے اچھا کام کیا ہے،" ہال نے اسے مبارکباد دی، "ایک رنگدار قائل شخص کے لیے۔" اور چمچا کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر آگے بڑھا: "میں آپ کو کچھ حقائق بتاتا ہوں۔ پچھلے تین مہینوں کے اندر، ہم نے ایک مونگ پھلی-مکھن کا پوسٹر دوبارہ شوٹ کیا کیونکہ اس نے پس منظر میں سیاہ بچے کے بغیر بہتر تحقیق کی تھی۔ -ایک بلڈنگ سوسائٹی کا گینگل ریکارڈ کیا کیونکہ ٹی"چیئرمین نے سوچا کہ گلوکار سیاہ لگ رہا ہے، حالانکہ وہ ایک چادر کی طرح سفید تھا، اور اگرچہ، ایک سال پہلے، ہم نے ایک سیاہ فام لڑکے کا استعمال کیا تھا، جو خوش قسمتی سے اس کے لیے نہیں تھا۔ روح کی زیادتی کا شکار ہمیں ایک بڑی ایئر لائن نے بتایا کہ ہم ان کے اشتہارات میں کسی بھی سیاہ فام کو استعمال نہیں کر سکتے، حالانکہ وہ اصل میں ایئر لائن کے ملازم تھے۔ ایک سیاہ فام اداکار میرے لیے آڈیشن دینے آیا اور اس نے نسلی مساوات کے بٹن کا بیج پہنا ہوا تھا، ایک سیاہ ہاتھ ایک سفید کو ہلا رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ مت سمجھو کہ تم مجھ سے خصوصی سلوک کر رہے ہو، چم۔ تم میری پیروی کرتے ہو؟ آپ اس پر عمل کرتے ہیں جو میں آپ کو بتا رہا ہوں؟" یہ ایک خدائی آڈیشن ہے، صلاح الدین نے محسوس کیا۔ "میں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ میں کسی نسل سے تعلق رکھتا ہوں،" اس نے جواب دیا۔

شاید یہی وجہ تھی کہ جب ہال ویلنس نے اپنی پروڈکشن کمپنی قائم کی تو چمچا ان کی "اے لسٹ" میں شامل تھا۔ اور آخر کیوں، میکسم ایلین اس کے راستے میں آیا۔

جب _The Aliens Show_سیاہ ریڈیکلز سے چھڑی کے لیے آنا شروع ہوا تو انہوں نے چمچا کو ایک عرفی نام دیا۔ اپنی نجی اسکول کی تعلیم اور نفرت انگیز ویلنس سے قربت کی وجہ سے، وہ "براؤن انکل ٹام" کے نام سے جانا جاتا تھا۔

بظاہر چمچا کی غیر موجودگی میں شو پر سیاسی دباؤ بڑھ گیا تھا، جسے ایک مخصوص ڈاکٹر اوہورو سمبا نے ترتیب دیا تھا۔ "ڈاکٹر کیا بات ہے، مجھے مارتا ہے،" والینس نے ڈیپ تھروٹو فون نیچے کیا۔ "ہمارے آہ محققین ابھی تک کچھ نہیں لے کر آئے ہیں۔" بڑے پیمانے پر دھرنا، _Right to Reply_پر ایک شرمناک ظہور۔ "لڑکا ایک فکنگ ٹینک کی طرح بنا ہوا ہے۔" چمچا نے ان کی جوڑی ویلنس اور سمبا کو ایک دوسرے کے مخالف تصور کیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ احتجاج کامیاب ہو گیا ہے: ویلنس شو کو "ڈی-سیاست" کر رہا تھا۔

Machine Translated by Google

چمچا کو گولی مار کر ایک بہت بڑا سنہرے بالوں والی ٹیوٹن کو پیکٹرلز کے ساتھ اور مصنوعی میک اپ اور کمپیوٹر سے تیار کردہ امیجری کے اندر ایک کف لگانا۔ لیٹیکس اور کوانٹیل شوارزنیگر، _بلیڈ رنر_ میں رٹگر ہور کا مصنوعی، ہپ ٹاکنگ ورژن۔ یہودی بھی باہر تھے: ممی کے بجائے، نئے شو میں ایک پرجوش شکسا گڑیا ہوگی۔ "میں نے ڈاکٹر سمبا کو پیغام بھیجا: اسٹک دیٹ اپ یور فکنگ پی ایچ ڈی۔ کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اگر وہ اس چھوٹے سے ملک پر قبضہ کرنے جا رہا ہے تو اسے اس سے زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ میں،" ہال ویلنس نے اعلان کیا، "اس ملک سے پیار کرو۔ اسی لیے میں اسے پوری دنیا، جاپان، امریکہ، ارجنٹائن کو بیچنے جا رہا ہوں۔ میں اس سے گدا بیچنے جا رہا ہوں۔ میں اپنی ساری زندگی یہی بیچتا رہا : لعنتی قوم۔ پرچم۔" اس نے نہیں سنا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ جب وہ اس چیز کو چلاتا تھا، تو وہ پیس جاتا تھا اور اکثر روتا تھا۔ اس نے وائٹ ٹاور میں پہلی بار یونانی کھانے سے بھرے ہوئے ایسا ہی کیا تھا۔ تاریخ اب چمچا پر واپس آگئی: فاک لینڈ کی جنگ کے فوراً بعد۔ ان دنوں لوگوں میں وفاداری کی قسمیں کھانے کا رجحان تھا، بسوں میں "دوم اور حالات" کا نعرہ لگانا۔ چنانچہ جب ویلنس، آرماگناک کے ایک بڑے غبارے پر، شروع ہوا -"میں آپ کو بتاؤں گا کہ میں اس ملک سے کیوں پیار کرتا ہوں" -چمچا، خود فاک لینڈ کے حامی، نے سوچا کہ وہ جانتا ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ لیکن ویلنس نے ایک برطانوی ایرو اسپیس کمپنی کے تحقیقی پروگرام کو بیان کرنا شروع کیا، جو اس کا ایک کلائنٹ تھا، جس نے عام گھریلو مکھی کے فلائٹ پیٹرن کا مطالعہ کرکے میزائل گائیڈنس سسٹم کی تعمیر میں انقلاب برپا کردیا تھا۔

"انفلائٹ کورس کی اصلاح،" اس نے تھیٹر میں سرگوشی کی۔ "روایتی طور پر پرواز کی لائن میں کیا جاتا ہے: زاویہ کو تھوڑا سا اوپر، ایک ٹچ نیچے، بائیں یا دائیں ایک ناج کو ایڈجسٹ کریں۔ شائستہ مکھی کی تیز رفتار فلم کا مطالعہ کرنے والے سائنسدانوں نے، تاہم، یہ دریافت کیا ہے کہ چھوٹے کیڑے ہمیشہ، لیکن درست زاویوں میں تصحیح کریں۔" اس نے اپنے ہاتھ کو پھیلا کر، ہتھیلی کی چپٹی، انگلیاں ایک ساتھ کر کے مظاہرہ کیا۔ !Bzzt! Bzzt"کمینے دراصل عمودی طور پر اوپر، نیچے یا اطراف میں اڑتے ہیں۔ بہت زیادہ درست۔ بہت زیادہ ایندھن کی بچت۔ اسے ایک انجن کے ساتھ کرنے کی کوشش کریں جو ناک سے دم تک ہوا کے بہاؤ پر منحصر ہو، اور کیا ہوتا ہے؟ سانس نہیں لیتے، رک جاتے ہیں، آسمان سے گرتے ہیں، آپ کے ساتھیوں پر اترتے ہیں۔

برا کرما۔ تم پیروی کرو. آپ جو میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کریں۔ تو یہ لوگ، تین طرفہ ہوا کے بہاؤ کے ساتھ ایک انجن ایجاد کرتے ہیں: ناک سے پونچھ، اوپر سے نیچے، علاوہ ایک طرف۔ اور بنگو: ایک ایسا میزائل جو گاڈم فلائی کی طرح اڑتا ہے، اور تین میل کے فاصلے پر ایک سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین پر سفر کرنے والے پچاس پی سکوں کو مار سکتا ہے۔ مجھے اس ملک کے بارے میں جو چیز پسند ہے وہ ہے: اس کی ذہانت۔

دنیا کے سب سے بڑے موجد۔ یہ خوبصورت ہے: کیا میں ٹھیک ہوں یا میں ٹھیک ہوں؟" وہ جان لیوا سنجیدہ تھا۔ چمچا نے جواب دیا: "تم ٹھیک ہو۔" "تم ٹھیک کہتے ہو، میں ٹھیک ہوں،" اس نے تصدیق کی۔

چمچا کے بمبئی کے لیے روانہ ہونے سے ٹھیک پہلے وہ آخری بار ملے: جھنڈا لہراتی ہائی گیٹ حویلی میں اتوار کا لنچ۔ روز ووڈ پینلنگ، پتھر کے بھنور کے ساتھ ایک چھت، ایک جنگل والی پہاڑی کے نیچے کا منظر۔ والینس ایک نئی ترقی کے بارے میں شکایت کر رہا ہے جو مناظر کو ختم کردے گا۔ دوپہر کا کھانا پیشین گوئی کے طور پر jingoistic_تھا: .Yorkshire, choux de bruxelles_ rosbif, boudin_بچے، اپسرا کی بیوی، ان کے ساتھ شامل نہیں ہوا، لیکن شوٹنگ کے دوران رائی پر گرم پیسٹریمی کھایا

Machine Translated by Google

قریبی کمرے میں پول۔ نوکر، ایک گرج دار برگنڈی، مزید آرماگناک، سگار۔ خود ساختہ انسان کی جنت، چمچہ نے جھلک کر سوچ میں حسد کو پہچانا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد، ایک حیرت. ویلنس اسے ایک کمرے میں لے گیا جس میں بڑی نزاکت اور ہلکے پن کے دو کلیوی کورڈ کھڑے تھے۔ "میں ان کو بناتا ہوں،" اس کے میزبان نے اعتراف کیا۔
"آرام کرنے کے لیے۔ بچہ چاہتا ہے کہ میں اسے گٹار بنا دوں۔" ایک کابینہ بنانے والے کے طور پر ہال ویلنس کی صلاحیت ناقابل تردید تھی، اور کسی نہ کسی طرح باقی آدمی سے متصادم تھی۔ "میرے والد تجارت میں تھے،" اس نے چمچا کی تحقیقات کے تحت اعتراف کیا، اور صلاح الدین نے سمجھا کہ اسے صرف وہی ٹکڑا جو والینس کی اصل ذات میں سے باقی رہ گیا ہے، ہیرالڈ جو تاریخ اور خون سے ماخوذ ہے، نہ کہ اس کے اپنے سے۔ جنونی دماغ.

جب وہ clavichordsکے خفیہ چیمبر سے نکلے تو واقف ہال ویلنس فوری طور پر دوبارہ نمودار ہوا۔ اپنی چھت کے بیلسٹریڈ پر ٹیک لگاتے ہوئے، اس نے اعتراف کیا: "اس کے بارے میں جو چیز بہت حیرت انگیز ہے وہ اس کا سائز ہے جو وہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔" اس کا؟ بچہ؟ چمچہ الجھا ہوا تھا۔ "میں آپ کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو جانتے ہیں،" ویلنس نے مددگار انداز میں وضاحت کی۔ "ٹارچر۔ میگی دی کتیا۔" اوہ۔

"وہ بنیاد پرست بالکل ٹھیک ہے۔ وہ کیا چاہتی ہے --جو وہ اصل میں سوچتی ہے کہ وہ _حاصل_ کر سکتی ہے --اس ملک میں ایک مکمل نئی مڈل کلاس ایجاد کرنا ہے۔ نیا لے آئیں۔ پس منظر کے بغیر، تاریخ کے بغیر، بھوکے لوگ۔ وہ لوگ جو واقعی _چاہتے ہیں، اور جو جانتے ہیں کہ اس کے ساتھ، وہ خون بہا سکتے ہیں۔

اس سے پہلے کسی نے بھی پوری _کلاس_ کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی ہے، اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگر وہ اسے پہلے نہیں ملا تو وہ صرف یہ کر سکتی ہے۔ پرانی کلاس۔
مردہ آدمی۔ آپ اس پر عمل کریں جو میں کہہ رہا ہوں۔" "مجھے ایسا لگتا ہے،" چمچا نے جھوٹ بولا۔ "اور یہ صرف تاجروں کا نہیں ہے،" والینس نے دبے لفظوں میں کہا۔ "دانشور بھی۔
پورے فاگوٹی عملے کے ساتھ باہر۔ غلط تعلیم کے ساتھ بھوکے لڑکوں کے ساتھ۔ نئے پروفیسرز، نئے مصور، بہت کچھ۔ یہ ایک خونی انقلاب ہے۔
اس ملک میں نیا پن آرہا ہے جو پرانی لاشوں سے بھرا ہوا ہے۔
یہ دیکھنے کو کچھ ہونے والا ہے۔ یہ پہلے ہی ہے۔"
بیبی ان سے ملنے باہر گھومتی تھی، بور نظر آتی تھی۔ اس کے شوہر نے کہا، "تمہاری چھٹی ہونے کا وقت، چمچا۔" "اتوار کی دوپہر کو ہم بستر پر جاتے ہیں اور ویڈیو پر فحش مواد دیکھتے ہیں۔ یہ بالکل نئی دنیا ہے، صلاح الدین۔

ہر کسی کو کبھی نہ کبھی شامل ہونا ہے۔"
کوئی سمجھوتہ نہیں۔ آپ اندر ہیں یا آپ مر چکے ہیں۔ یہ چمچا کا طریقہ نہیں تھا۔ نہ اس کا، نہ انگلستان کا جو اس نے بت بنایا تھا اور فتح کرنے آیا تھا۔ اسے اس وقت اور وہاں سمجھنا چاہئے تھا: اسے دیا جا رہا تھا، دیا گیا تھا، منصفانہ انتباہ۔

اور اب بغاوت ڈی گریس۔ "کوئی سخت احساسات نہیں،" ویلنس اس کے کان میں بڑبڑا رہا تھا۔ "آس پاس ملتے ہیں، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔"
"ہال،" اس نے خود کو اعتراض کیا، "میرے پاس معاہدہ ہے۔"
ذبح کرنے والے بکرے کی طرح۔ اس کے کان میں پڑی آواز اب کھل کر مزے کی تھی۔
"بے وقوف نہ بنو،" اس نے اسے بتایا۔ "یقیناً آپ نے نہیں کیا۔ چھوٹا پرنٹ پڑھیں۔ حاصل کریں۔

Machine Translated by Google

ایک _وکیل_ چھوٹا پرنٹ پڑھنے کے لیے۔ مجھے عدالت لے چلو۔ جو کرنا ہے کرو۔ یہ میرے لیے کچھ نہیں ہے۔ کیا آپ کو نہیں ملتا؟
آپ تاریخ ہیں۔"
ڈائلنگ ٹون۔

اوو

ایک اجنبی انگلینڈ کی طرف سے ترک کر دیا گیا، دوسرے کے اندر گھیرے ہوئے، مسٹر صلاح الدین چمچا نے اپنے بڑے افسردگی میں ایک پرانے ساتھی کی خبر ملی جو ظاہر ہے کہ بہتر قسمت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ اس کی مالک مکان کی چیخ -- "_achén! Tini bénché" --نے اسے خبردار کیا کہ کچھ ہو رہا ہے۔ ہند شاندار بی اور بی کی راہداریوں کے ساتھ ہل رہی تھی، لہرا رہی تھی، معلوم ہوا، امپورٹڈ انڈین فینز _Ciné-Blitz_کی موجودہ کاپی۔ دروازے کھل گئے؛ عارضی مخلوق باہر نکلی، حیران اور پریشان نظر آئے۔

مشال سفیان اپنے کمرے سے باہر نکلی جس میں شارٹی ٹینک ٹاپ اور 501sکے درمیان گز کا مڈرف دکھایا گیا تھا۔ ہال کے اس پار جس دفتر کو اس نے سنبھال رکھا تھا، حنیف جانسن ایک تیز تھری پیس سوٹ کی بے ترتیبی میں ابھرا، مڈرف سے ٹکرایا اور اپنا چہرہ ڈھانپ لیا۔ "رب رحم کرے" اس نے دعا کی۔ مشال نے اسے نظر انداز کیا اور اپنی ماں کے پیچھے چلایا: "کیا ہو رہا ہے؟ کون زندہ ہے؟"

"کہیں سے بے شرم،" ہند نے راستے کے ساتھ پیچھے چلایا، "اپنی برہنگی کو ڈھانپ لو۔"

"بھاڑ میں جاؤ،" مشال نے اپنی سانسوں کے نیچے حنیف جانسن پر متضاد نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "اس کی ساڑھی اور اس کی چولی کے درمیان چپکی ہوئی مشیلین کے بارے میں کیا، میں جاننا چاہتا ہوں۔" گزرنے کے دوسرے سرے پر نیچے، ہند کو آدھی روشنی میں دیکھا جا سکتا تھا، وہ کرایہ داروں پر _Ciné-Blitz_کو زور سے دہرا رہا تھا، وہ زندہ ہے۔ ان یونانیوں کے پورے جوش و خروش کے ساتھ جنہوں نے سیاست دان لیمبراکیس کی گمشدگی کے بعد اس ملک کو سفید رنگ کے خط _Z_سے ڈھانپ دیا۔ _زی: وہ رہتا ہے_

"ڈبلیو ایچ او؟" مشال نے پھر مطالبہ کیا۔
"_جبریل_" ناپائیدار بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ "_فرشتہ بنچے اچین_" ہند، نیچے غائب ہو گئی، اس نے اپنی بڑی بیٹی کو اپنے کمرے میں لوٹتے ہوئے نہیں دیکھا، --دروازہ کھلا چھوڑ کر؛ --اور اس کی پیروی کی جا رہی ہے، جب اسے یقین تھا کہ ساحل صاف ہے، معروف وکیل حنیف جانسن، موزوں اور بوٹڈ کے ذریعے، جنہوں نے اس دفتر کو نچلی جڑوں کے ساتھ رابطے میں رکھنے کے لیے برقرار رکھا، جو ایک سمارٹ اپ ٹاؤن میں بھی اچھا کام کر رہا تھا۔ پریکٹس، جو مقامی لیبر پارٹی کے ساتھ اچھی طرح سے جڑے ہوئے تھے اور موجودہ ایم پی کی طرف سے الزام لگایا گیا تھا کہ وہ دوبارہ انتخاب ہونے پر ان کی جگہ لینے کی سازش کر رہے ہیں۔

مشال سفیان کی اٹھارویں سالگرہ کب تھی؟ --ابھی کچھ ہفتوں کے لیے نہیں۔
اور اس کی بہن، اس کا روم میٹ، سائڈ کِک، سائے، بازگشت اور ورق کہاں تھی؟
ممکنہ محافظ کہاں تھا؟ وہ تھی: باہر۔
لیکن جاری رکھنے کے لیے: _Ciné-Blitz_کی طرف سے خبر یہ تھی کہ لندن میں قائم فلم پروڈکشن کا ایک نیا ادارہ جس کی سربراہی وِز کِڈ ٹائیکون بلی بٹوٹا کر رہے تھے، جس کی سنیما میں دلچسپی مشہور تھی، اس نے معروف، آزاد ہندوستانی کے ساتھ ایک ایسوسی ایشن میں داخلہ لیا ہے۔ پروڈیوسر مسٹر ایس ایس سسودیا نے افسانوی جبریل کے لیے واپسی کی گاڑی تیار کرنے کے مقصد سے، اب خصوصی طور پر انکشاف کیا

Machine Translated by Google

دوسری بار موت کے جبڑوں سے بچ گئے ہیں۔ ستارہ کے حوالے سے کہا گیا کہ "یہ سچ ہے کہ مجھے جہاز میں نجم الدین کے نام سے بک کیا گیا تھا۔"
"میں جانتا ہوں کہ جب تفتیشی افسروں نے اس کی شناخت میری پوشیدگی کے طور پر کی --درحقیقت میرا اصل نام --اس سے گھر میں بہت دکھ ہوا، اور اس کے لئے میں اپنے مداحوں سے مخلصانہ معذرت چاہتا ہوں۔ خدا کا واسطہ میری پرواز کسی نہ کسی طرح چھوٹ گئی، اور جیسا کہ میں نے کسی بھی صورت میں زمین پر جانے کی خواہش کی تھی، عذر، براہ کرم، کوئی پن کا ارادہ نہیں تھا، میں نے اپنے انتقال کے افسانے کو غیر درست ہونے کی اجازت دی اور بعد میں پرواز کی۔ کوئی فرشتہ میری نگرانی کر رہا ہوگا۔" تاہم، کچھ دیر سوچنے کے بعد، اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ اس غیر کھیل اور تکلیف دہ طریقے سے اپنے عوام کو صحیح اعداد و شمار اور اسکرین پر اپنی موجودگی سے محروم کرنا غلط تھا۔

"اس لیے میں نے اس پروجیکٹ کو پورے عزم اور خوشی کے ساتھ قبول کیا ہے۔" فلم ہونا تھی --اور کیا --ایک مذہبی، لیکن ایک نئی قسم کی تھی۔ یہ ریت سے بنے ایک خیالی اور شاندار شہر میں قائم کیا جائے گا، اور ایک نبی اور ایک فرشتہ کے درمیان ہونے والی ملاقات کی کہانی بیان کرے گا۔ نبی کی آزمائش بھی، اور اس کی پاکیزگی کے راستے کا انتخاب نہ کہ بنیادی سمجھوتہ کا۔
"یہ ایک فلم ہے،" پروڈیوسر، سسودیا نے بتایا - Ciné_

،_Blitz"اس بارے میں کہ نیا پن دنیا میں کیسے داخل ہوتا ہے۔" --لیکن کیا اسے توہین آمیز، کے خلاف جرم کے طور پر نہیں دیکھا جائے گا؟ پر.نہیں،" بلی بٹوٹا نے اصرار کیا۔
"افسانہ افسانہ ہے، حقائق ہی حقائق ہوتے ہیں، ہمارا مقصد اس فلم _The Message_کی طرح کچھ فروگو بنانا نہیں ہے جس میں جب بھی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بات کرتے ہوئے سنا گیا تو آپ نے صرف ان کے اونٹ کا سر دیکھا، اس کا منہ ہل رہا ہے۔ _وہ_ -اشارہ کرنے کے لیے معاف کیجئے گا -اس کی کوئی کلاس نہیں تھی۔ ہم ایک اعلیٰ -ذائقہ دار، معیاری تصویر بنا رہے ہیں۔ ایک اخلاقی کہانی: جیسے --آپ انہیں کیا کہتے ہیں؟ --افسانے۔"

”ایک خواب کی طرح،“ مسٹر سسودیا نے کہا۔
جب اس دن بعد میں اناہیتا اور مشال سفیان کو چمچہ کے اٹاری پر یہ خبر پہنچی تو وہ شدید غصے میں اڑ گیا جس کا مشاہدہ ان دونوں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا تھا، ایک غصہ جس کے خوفناک اثر سے اس کی آواز اتنی بلند ہوئی کہ گویا اس کی آواز پھٹ گئی۔ گلے پر چھریاں بڑھ گئی تھیں اور اس کی چیخ چیخ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دی تھی۔ اس کی مہلک سانسوں نے انہیں کمرے سے اڑا دیا، اور بازو اونچی اور بکری کی ٹانگیں ناچتے ہوئے، آخر کار اس شیطان کی طرح دیکھا جس کی وہ تصویر بن گئی تھی۔ "جھوٹا" اس نے غائب جبریل پر چیخ کر کہا۔

"غدار، صحرائی، بدتمیز، جہاز چھوٹ گیا، کیا تم نے؟ --پھر کس کا سر، میری اپنی گود میں، اپنے ہاتھوں سے...؟ --جس نے پیار کیا، ڈراؤنے خوابوں کی بات کی، اور آخر کار گر گیا آسمان؟"

"وہاں، وہاں" مشال نے گھبرا کر کہا۔ "پرسکون ہو جاؤ، تم ایک منٹ میں ماں کو یہاں لے آؤ گی۔"

صلاح الدین تھم گیا، ایک بار پھر ایک قابل رحم بکری کا ڈھیر، کسی کو کوئی خطرہ نہیں۔
”یہ سچ نہیں ہے،“ اس نے روتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا، ہم دونوں کے ساتھ ہوا۔"
"کورس ہو گیا" اناہیتا نے اسے حوصلہ دیا۔ "ویسے بھی ان فلمی میگزینوں پر کوئی یقین نہیں کرتا۔ وہ کچھ بھی کہیں گے۔"

بہنیں اپنی سانسیں روکے کمرے سے باہر نکل گئیں، چمچا کو اس کے مصائب پر چھوڑ دیا، کوئی قابل ذکر چیز دیکھنے میں ناکام رہی۔ جس کے لیے انہیں لازم ہے۔

Machine Translated by Google

الزام نہ لگایا جائے؛ چمچہ کی حرکات گہری نظروں کو بھٹکانے کے لیے کافی تھیں۔ یہ بھی، منصفانہ طور پر، کہا جانا چاہئے کہ صلاح الدین خود اس تبدیلی کو محسوس کرنے میں ناکام رہے۔

کیا ہوا؟ یہ: جبریل کے خلاف چمچہ کے مختصر لیکن پرتشدد اشتعال انگیزی کے دوران، اس کے سر کے سینگ (جس کی طرف اشارہ بھی کیا جا سکتا ہے، شاندار بی اور بی کے اٹاری میں رہتے ہوئے کئی انچ بڑھ چکے تھے) یقینی طور پر، بلا شبہ، --ایک انچ کا تقریباً تین چوتھائی، --_کم ہوا_

سخت ترین درستگی کے مفاد میں، کسی کو یہ شامل کرنا چاہیے کہ، اس کے بدلے ہوئے جسم کو نیچے کریں، --ادھار لیے گئے پینٹالونز کے اندر (نزاکت واضح تفصیلات کی اشاعت سے منع کرتی ہے)، --کچھ اور ہے، اسے اس پر چھوڑ دیں، تھوڑا سا چھوٹا ہو گیا۔ ، بھی

جیسا کہ ہو سکتا ہے: یہ ظاہر ہوا کہ درآمد شدہ فلم میگزین میں رپورٹ کے بارے میں امید کی بنیاد نہیں تھی، کیونکہ اس کی اشاعت کے کچھ ہی دنوں کے اندر مقامی اخبارات نے نیویارک کے وسط شہر کے ایک سشی بار میں بلی بٹوٹا کی گرفتاری کی خبریں شائع کیں۔ ایک خاتون ساتھی، Mildred Mamoulian، جسے ایک اداکارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس کی عمر چالیس سال ہے۔ کہانی یہ تھی کہ اس نے سوسائٹی کے متعدد میٹرنز، "مووورز اینڈ شیکرز" سے رابطہ کیا اور "بہت زیادہ" رقم کا مطالبہ کیا جس کا اس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ شیطان پرستوں کے ایک فرقے سے اپنی آزادی خریدنے کے لیے درکار ہیں۔ ایک بار پراعتماد آدمی، ہمیشہ ایک پراعتماد آدمی: یہ وہی تھا جسے ممی مامولیان نے بلاشبہ ایک خوبصورت ڈنک کے طور پر بیان کیا ہوگا۔ امریکی مذہبیت کے دل میں گھستے ہوئے، بچائے جانے کی التجا کرتے ہوئے --"جب آپ اپنی جان بیچ دیتے ہیں تو آپ سستے میں واپس خریدنے کی توقع نہیں کر سکتے" --بلی نے بینک کیا تھا، تفتیش کاروں نے الزام لگایا، "چھ عدد رقم"۔ وفاداروں کی عالمی برادری، 1980کی دہائی کے آخر میں، مافوق الفطرت کے ساتھ براہ راست رابطے کی خواہش رکھتی تھی، اور بلی نے، یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے جہنم کے شیطانوں کو اٹھایا ہے (اور اس وجہ سے اسے بچانے کی ضرورت ہے)، ایک فاتح کی طرف گامزن تھا، خاص طور پر شیطان کے طور پر اس نے پیشکش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ڈالر کے حکم کے لیے جمہوری طور پر جوابدہ تھا۔ بلی نے ویسٹ سائیڈ میٹرنز کو ان کی چربی کی جانچ کے بدلے میں جو پیشکش کی وہ تصدیق تھی: ہاں، ایک شیطان ہے؛ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے -خدا، یہ خوفناک تھا! -اور اگر لوسیفر موجود تھا، تو گیبریل کو بھی۔ اگر جہنم کی آگ جلتی ہوئی نظر آتی تو کہیں قوس قزح کے اوپر جنت ضرور چمکتی۔ ممی مامولیان نے، یہ الزام لگایا گیا تھا، دھوکہ دہی میں مکمل حصہ لیا، روتے ہوئے اور ان سب کے لیے التجا کی جس کے وہ قابل تھے۔ وہ حد سے زیادہ اعتماد کی وجہ سے ختم کر دیے گئے، ایک مسز ایلین سٹرویلپیٹر کے ذریعے ٹیکسوشی (اسے تھپتھپاتے ہوئے اور شیف کے ساتھ لطیفے سناتے ہوئے) پر دیکھا گیا، جس نے، صرف پچھلی دوپہر، اس وقت کے پریشان اور خوفزدہ جوڑے کو پانچ ہزار ڈالر کا چیک دیا تھا۔ مسز۔

سٹرویلپیٹر نیویارک پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اثر و رسوخ کے بغیر نہیں تھا، اور نیلے رنگ کے لڑکے اس سے پہلے کہ ممی اپنا ٹیمپورا ختم کر لیتے پہنچ گئے۔ وہ دونوں خاموشی سے چلے گئے۔ ممی نے اخبار کی تصویروں میں پہنا ہوا تھا، چمچا نے جو اندازہ لگایا تھا وہ چالیس ہزار ڈالر کا منک کوٹ تھا، اور اس کے چہرے پر ایک تاثر تھا جسے صرف ایک طرف سے پڑھا جا سکتا تھا۔

Machine Translated by Google

جہنم تم سب کے ساتھ فرشتہ کی فلم کے بارے میں کچھ دیر کے لیے مزید کچھ نہیں سنا گیا۔

اوو

ایسا نہیں تھا، کہ جب صلاح الدین چمچہ کا شیطان کے جسم میں قید اور شاندار بی اور بی کے اٹاری میں ہفتوں اور مہینوں کا دورانیہ بڑھتا گیا تو یہ ناممکن ہو گیا کہ اس کی حالت بتدریج بگڑ رہی ہے۔ اس کے سینگ (ان کے واحد، لمحاتی اور غیر مشاہدہ شدہ کمی کے باوجود) موٹے اور لمبے دونوں بڑھ گئے تھے، اپنے آپ کو خیالی عربی کی شکل میں گھوم رہے تھے، سیاہ ہڈی کی پگڑی میں اس کے سر کو گلے لگا رہے تھے۔ اس نے گھنی، لمبی داڑھی اُگائی تھی، جس کے گول، چاندنی چہرے پر پہلے کبھی زیادہ بال نہیں آئے تھے۔ درحقیقت، اس کے پورے جسم پر بال بڑھ رہے تھے، اور یہاں تک کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے نیچے سے، ایک باریک دم نکلا تھا جو دن میں لمبا ہوتا تھا اور اسے پہلے ہی پتلون پہننے کو ترک کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے بجائے، اس نے اناہیتا سفیان کی طرف سے اپنی والدہ کی دل کھول کر تیار کردہ کلیکشن سے تیار کردہ بیگی شلوار پینٹالونز کے اندر نیا اعضاء ٹکایا۔ بوتل بند جنوں کی کچھ پرجاتیوں میں اس کے مسلسل میٹامورفوسس سے اس میں پیدا ہونے والی پریشانی کا آسانی سے تصور کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی بھوک بھی بدل رہی تھی۔

اپنے کھانے کے بارے میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا، وہ اپنے تالو کو کھرچتے ہوئے دیکھ کر گھبرا جاتا تھا، تاکہ تمام کھانے پینے کی چیزوں کا ذائقہ ایک جیسا لگنے لگے، اور کبھی کبھار وہ اپنے بیڈ شیٹ یا پرانے اخبارات کو غیر محسوس طریقے سے گھورتے ہوئے پاتا اور اپنے ہوش میں آتا۔ مردانگی سے دور اور --ہاں --بکری پن کی طرف بڑھنے کے اس مزید ثبوت پر مجرم اور شرمندہ ہوا۔ اس کی سانس کو قابل قبول حدود میں رکھنے کے لیے گرین ماؤتھ واش کی بڑھتی ہوئی مقدار کی ضرورت تھی۔ یہ واقعی برداشت کرنا بہت تکلیف دہ تھا۔

گھر میں اس کی موجودگی ہند کے پہلو میں ایک مسلسل کانٹا تھی، جس میں کھوئی ہوئی آمدنی کا افسوس اس کی ابتدائی دہشت کی باقیات کے ساتھ گھل مل گیا تھا، حالانکہ یہ کہنا درست ہے کہ عادت کے آرام دہ عمل نے اس پر جادو کا کام کیا تھا، مدد کرنے کے لیے۔ اس نے صلاح الدین کی حالت کو ہاتھی انسان کی بیماری کے طور پر دیکھا، جس سے نفرت محسوس ہوتی ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ ڈرے۔ "اسے میرے راستے سے دور رہنے دو اور میں اس سے دور رہوں گا،" اس نے اپنی بیٹیوں سے کہا۔ "اور تم میری مایوسیوں کے بچے، تم کیوں وہاں ایک بیمار کے ساتھ بیٹھ کر وقت گزارتے ہو جب کہ تمہاری جوانی اڑ رہی ہو، کون کہہ سکتا ہے، لیکن اس ولایت میں مجھے سب کچھ جھوٹ لگتا ہے، جیسے یہ خیال کہ نوجوان لڑکیوں کو اپنی ماؤں کی مدد کرنی چاہیے، شادی کا سوچنا چاہیے، پڑھائی میں جانا چاہیے اور بکروں کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہیے، جن کے گلے بڑی عید پر کاٹنا ہمارا پرانا رواج ہے۔"

تاہم، اس کا شوہر اس عجیب و غریب واقعے کے بعد بھی متوجہ رہا جب وہ اٹاری پر چڑھ گیا اور صلاح الدین کو مشورہ دیا کہ لڑکیاں اتنی غلط نہیں تھیں، کہ شاید کوئی اسے کیسے رکھ سکتا ہے، اس کے جسم پر قبضہ کر سکتا ہے۔ کسی ملا کی شفاعت سے ختم ہو جائے؟ ایک پجاری کے ذکر پر چمچا اپنے پیروں پر کھڑا ہوا، دونوں بازو اپنے سر کے اوپر اٹھائے، اور کسی نہ کسی طرح کمرہ اس سے بھر گیا۔

Machine Translated by Google

گھنا اور گندھک والا دھواں جب کہ ایک قسم کے پھاڑ دینے والے معیار کے ساتھ ایک اونچی آواز والی وائبراٹو چیخ نے سفیان کی سماعت کو سپائیک کی طرح چھید دیا۔ دھواں کافی تیزی سے صاف ہو گیا، کیوں کہ چمچا نے کھڑکی کھولی اور دھوئیں پر تیز بخار چڑھا، شدید شرمندگی کے لہجے میں سفیان سے معافی مانگتے ہوئے: "میں واقعی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ پر کیا آیا، لیکن بعض اوقات مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں کیا ہوں کسی چیز میں بدلنا، --جس چیز کو برا کہنا چاہیے۔"

سفیان، جس کا وہ مہربان ساتھی تھا، اس کے پاس گیا جہاں چمچا اپنے سینگوں کو پکڑے بیٹھا تھا، اس کے کندھے پر تھپکی دی، اور کوشش کی کہ وہ کیا خوش ہو سکتا ہے۔ "خود کے جوہر کی تغیر پذیری کا سوال،" اس نے عجیب انداز میں شروع کیا، "طویل عرصے سے گہری بحث کا موضوع رہا ہے۔ مثال کے طور پر، عظیم لوکریٹس ہمیں _De Rerum Natura_ میں، یہ مندرجہ ذیل چیز بتاتے ہیں: _quodcumque suis mutatumfinibus exit, continuo hoc mors est illius quodfuit ante_ جس کا ترجمہ کیا جا رہا ہے، میری اناڑی کو معاف کر دو، یہ ہے کہ 'جو کچھ بھی اس کی تبدیلی سے اس کی سرحدوں سے نکل جاتا ہے،' --یعنی اس کے کنارے پھٹ جاتا ہے، یا، شاید، اپنی حدود سے نکل جاتا ہے، --تو بات کرنے کے لیے، اپنے اصولوں کو نظر انداز کرتا ہے، لیکن یہ بہت آزاد ہے، میں سوچ رہا ہوں .. 'وہ چیز'، کسی بھی قیمت پر، لوکریٹس کا خیال ہے، 'ایسا کرنے سے اس کے پرانے نفس کی فوری موت ہو جاتی ہے۔' سابق اسکول ماسٹر کی انگلی، "شاعر اووڈ، میٹامورفوسس_ میں، متضاد طور پر مخالف نظریہ اختیار کرتا ہے۔ وہ اس طرح سے انکار کرتا ہے: 'موم کی پیداوار کے طور پر' --گرم، آپ دیکھتے ہیں، ممکنہ طور پر دستاویزات یا اس طرح کی مہر لگانے کے لیے، --'مہر لگائی گئی ہے۔ نئے ڈیزائنوں کے ساتھ اور شکل بدلتی ہے اور اب بھی ایک جیسی نہیں لگتی، پھر بھی حقیقت میں وہی ہے، یہاں تک کہ ہماری روحیں،' --تم سنو، جاؤ odصاحب ہماری روحیں! ہمارے لافانی جوہر! --'اب بھی ہمیشہ کے لیے ایک جیسے ہیں، لیکن اپنی ہجرت میں ہمیشہ مختلف شکلوں کو اپناتے ہیں۔'

وہ پرانے الفاظ کے سنسنی سے بھرا ہوا، اب، پاؤں سے پاؤں تک اچھل رہا تھا۔
"میرے لیے یہ ہمیشہ لوکریٹس پر اووڈ ہوتا ہے،" اس نے کہا۔ "آپ کی روح، میرے اچھے غریب پیارے، ایک ہی ہے. صرف اپنی ہجرت میں اس نے یہ موجودہ مختلف شکل اختیار کی ہے."

"یہ کافی ٹھنڈا آرام ہے،" چمچا نے اپنی پرانی خشکی کا پتہ لگایا۔
"یا تو میں Lucretiusکو قبول کرتا ہوں اور یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ میرے اندر کی گہرائیوں میں کچھ شیطانی اور ناقابل واپسی تغیر پیدا ہو رہا ہے، یا میں Ovidکے ساتھ جاتا ہوں اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اب جو کچھ ابھر رہا ہے اس کے مظہر کے سوا کچھ نہیں جو پہلے سے موجود تھا۔"

"میں نے اپنی دلیل کو بری طرح پیش کیا ہے۔" سفیان نے بری طرح معذرت کی۔ "میرا مطلب صرف یقین دلانا تھا۔"
"اس میں کیا تسلی ہو سکتی ہے،" چمچہ نے تلخ کلامی کے ساتھ جواب دیا، اس کی ستم ظریفی اس کی ناخوشی کے بوجھ تلے دب گئی، "ایک ایسے شخص کے لیے جس کا پرانا دوست اور بچانے والا بھی اس کی بیوی کا رات کا عاشق ہے، اس طرح حوصلہ افزائی کرتا ہے -
-جیسا کہ آپ کی پرانی کتابیں بلاشبہ اس بات کی تصدیق کریں گی -کوکلڈ کے سینگوں کی نشوونما؟"

اوو

پرانا دوست، جمپی جوشی، اپنے ایک لمحے کے لیے بھی قابل نہیں تھا۔

Machine Translated by Google

اپنے آپ کو اس علم سے چھٹکارا دلانے کے لیے گھنٹوں جاگ رہا تھا کہ پہلی بار جب تک اسے یاد تھا، اس نے اپنی زندگی اخلاقیات کے اپنے معیارات کے مطابق گزارنے کی خواہش کھو دی تھی۔ کھیلوں کے مرکز میں جہاں اس نے مارشل آرٹس کی تکنیکیں ہمیشہ کے لیے سکھائی تھیں- زیادہ تعداد میں طلبہ کو، مضامین کے روحانی پہلوؤں پر زور دیتے ہوئے، ان کی تفریح کے لیے ("آہ تو، ٹڈڈی،" اس کا ستارہ پرست شاگرد مشال سفیان اسے چھیڑتا تھا، "جب غیرت مند فاشسٹ سوائن آپ پر فلوم اندھیری گلی میں چھلانگ لگاتا ہے، اسے مہاتما بدھ کی تعلیم پیش کرتا ہے اس سے پہلے کہ آپ اسے عزت دار گیندوں میں لات ماریں")، اس نے اتنی _جوشیلی شدت_ کا مظاہرہ کرنا شروع کیا کہ اس کے شاگردوں کو یہ احساس ہوا کہ کوئی اندرونی پریشانی کا اظہار کیا جا رہا ہے، گھبرا گئے۔ جب مشال نے ایک سیشن کے اختتام پر اس سے اس کے بارے میں پوچھا جس نے وہ دونوں زخمی اور سانس لینے کے لیے تڑپ رہے تھے، جس میں ان دونوں، استاد اور ستارہ، نے اپنے آپ کو محبت کرنے والوں کے بھوکے کی طرح ایک دوسرے پر پھینکا تھا، تو اس نے اس کا سوال پھینک دیا۔ کھلے پن کی غیر خصوصیت کی کمی کے ساتھ واپس اس کی طرف۔ "برتن اور کیتلی کے بارے میں بات کریں،" انہوں نے کہا۔

"موٹ اور بیم کا سوال۔" وہ وینڈنگ مشینوں کے پاس کھڑے تھے۔
اس نے کندھے اچکائے۔ "ٹھیک ہے" وہ بولی۔ "میں اقرار کرتا ہوں، لیکن راز رکھو۔" وہ اپنے کوک کے پاس پہنچا: "کیا راز؟" معصوم جمپی۔ مشال نے اس کے کان میں سرگوشی کی: "میں لیٹ ہو رہی ہوں۔ آپ کے دوست کی طرف سے: مسٹر حنیف جانسن، بار اٹ لا۔"
وہ چونک گیا، جس سے وہ پریشان تھا۔ "اوہ، چلو، ایسا نہیں ہے کہ میں _15_ہوں۔" اس نے کمزور لہجے میں جواب دیا، "اگر تمہاری ماں کبھی" اور ایک بار پھر وہ بے چین ہوگئی۔ "اگر آپ جاننا چاہتے ہیں،" غصے سے بولی، "میں جس کے بارے میں پریشان ہوں وہ ہے انابیتا۔ وہ چاہتی ہے جو کچھ میرے پاس ہے۔ اور وہ، ویسے، واقعی پندرہ سال کی ہے۔" جمپی نے دیکھا کہ اس نے اپنے پیپر کپ پر دستک دی تھی اور اس کے جوتے پر کوک تھا۔ "اس کے ساتھ باہر" مشال اصرار کر رہی تھی۔ "میں نے ملکیت کی. آپ کی باری." لیکن جمپی یہ نہ کہہ سکا۔ حنیف کے بارے میں ابھی تک سر ہلا رہا تھا۔ "یہ اس کا خاتمہ ہوگا،" انہوں نے کہا۔ اس نے یہ کیا۔ مشال نے ناک ہوا میں رکھ دی۔ "او، میں سمجھ گیا،" اس نے کہا۔ "اس کے لئے کافی اچھا نہیں ہے، آپ کو لگتا ہے." اور اس کے جانے والے کندھے پر: "یہاں، ٹڈڈی۔ کیا مقدس مرد کبھی نہیں چودتے؟"

اتنا مقدس نہیں۔ وہ پرانے _کنگ فو_ پروگراموں میں ڈیوڈ کیراڈائن کے کردار سے زیادہ سنت کے لیے نہیں کٹے تھے: جیسے گراس شاپر، جیسے جمپی۔ ہر روز وہ ناٹنگ ہل کے بڑے گھر سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا، اور ہر شام وہ پامیلا کے دروازے پر پہنچ جاتا تھا، منہ میں انگوٹھا، کیل کے کناروں کے گرد جلد کو کاٹتا تھا، کتے کو روکتا تھا اور اپنے ہی قصور سے۔ سونے کے کمرے کے لیے کوئی وقت ضائع کیے بغیر آگے بڑھنا۔

جہاں وہ ایک دوسرے پر گریں گے، منہ ان جگہوں کو تلاش کر رہے ہیں جن میں انہوں نے شروع کرنے کے لئے انتخاب کیا تھا، یا سیکھا تھا: پہلے اس کے ہونٹ اس کے نپلوں کے گرد، پھر اس کے نچلے انگوٹھے کے ساتھ حرکت کرتے تھے۔

وہ اس میں بے صبری کی اس خوبی سے محبت کرنے لگی تھی، کیونکہ اس کے بعد ایک ایسا صبر تھا جس کا تجربہ اس نے کبھی نہیں کیا تھا، ایک ایسے شخص کا صبر جو کبھی بھی "پرکشش" نہیں تھا اور اس لیے جو پیش کش کی گئی تھی اس کی قدر کرنے کے لیے تیار تھا، یا اس طرح۔ اس نے پہلے سوچا تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنے اندرونی تناؤ کے بارے میں اس کے شعور اور تنہائی کی تعریف کرنا سیکھا، اس کی مشکل کا احساس جس کے ساتھ اس کا پتلا، ہڈیاں، چھوٹی چھاتی والا جسم ملا، سیکھا اور آخر کار ایک تال کے سامنے ہتھیار ڈال دیا، اس کا وقت کا علم۔

Machine Translated by Google

وہ اس میں بھی پیار کرتی تھی، اس کا خود پر قابو پانا۔ محبت کرتا تھا، یہ جانتے ہوئے کہ یہ ایک غلط وجہ ہے، اس کی ناراضگیوں پر قابو پانے کے لیے اس کی رضامندی تاکہ وہ اکٹھے رہیں: اس میں اس خواہش سے محبت کرتا تھا جو ان تمام چیزوں پر سوار ہو جاتی ہے جو اس میں ضروری تھیں۔ اس سے پیار کیا، بغیر دیکھے، اس محبت میں، اختتام کا آغاز۔

ان کی محبت کے اختتام کے قریب، وہ شور بن گئی. "یو!" اس نے چیخ کر کہا، اس کی آواز میں تمام اشرافیہ اس کے ترک کرنے کے بے معنی الفاظ میں ہجوم کر رہی ہے۔ "واہ! ہیلو! _ہاہا_"

وہ اب بھی بہت زیادہ پی رہی تھی، اسکاچ بوربن رائی، اس کے چہرے کے بیچ میں سرخی کی ایک پٹی پھیلی ہوئی تھی۔ شراب کے نشے میں دھت اس کی دائیں آنکھ بائیں آنکھ کے نصف سائز تک سکڑ گئی اور وہ اس کے خوف سے اس سے نفرت کرنے لگی۔ اس کے شراب نوشی کے بارے میں کسی بحث کی اجازت نہیں تھی، تاہم: ایک بار جب اس نے کوشش کی تو اس نے اپنے آپ کو سڑک پر اپنے دائیں ہاتھ میں جوتے اور اوور کوٹ بائیں بازو پر پایا۔ اس کے بعد بھی وہ واپس آیا اور وہ دروازہ کھول کر سیدھی اوپر چلی گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ پامیلا کی ممنوعات: اس کے پس منظر کے بارے میں لطیفے، وہسکی بوتل کے "مردہ سپاہیوں" کا ذکر، اور کوئی بھی تجویز کہ ان کے آنجہانی شوہر، اداکار صلاح الدین چمچا، ابھی تک زندہ ہیں، شہر بھر میں بستر اور ناشتے کے جوائنٹ میں رہتے ہیں، مافوق الفطرت جانور.

ان دنوں، جمپی --جس نے پہلے تو اسے صلاح الدین کے بارے میں مسلسل برا بھلا کہا تھا، اس سے کہا تھا کہ وہ آگے بڑھ کر اسے طلاق دے دے، لیکن بیوہ ہونے کا یہ بہانہ ناقابل برداشت تھا: اس آدمی کے اثاثوں کا کیا ہوگا، جائیداد کے حصے پر اس کے حقوق کا کیا ہوگا؟ ، علی ہذا القیاس؟ یقیناً وہ اسے بے سہارا نہیں چھوڑے گی؟ --اب اس کے غیر معقول رویے پر احتجاج نہیں کیا۔ "مجھے اس کی موت کی تصدیق شدہ اطلاع ملی ہے،" اس نے اسے صرف اس موقع پر بتایا جس پر وہ کچھ بھی کہنے کو تیار تھی۔ "اور تمہارے پاس کیا ہے؟ ایک بلی بکرا، ایک سرکس کا دیوانہ، مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔" اور یہ بھی اس کے پینے کی طرح ان کے درمیان آنا شروع ہو گیا تھا۔ جمپی کے مارشل آرٹس سیشنوں میں جوش میں اضافہ ہوا کیونکہ یہ مسائل اس کے ذہن میں مزید بڑھ رہے تھے۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ جب پامیلا نے اپنے اجنبی شوہر کے بارے میں حقائق کا سامنا کرنے سے صاف انکار کر دیا، وہ کمیونٹی ریلیشن کمیٹی میں اپنی ملازمت کے ذریعے، مقامی پولیس سٹیشن کے افسران کے درمیان جادو ٹونے پھیلانے کے الزامات کی تحقیقات میں الجھ گئی تھی۔ . مختلف اسٹیشنوں نے وقتاً فوقتاً "کنٹرول سے باہر" ہونے کی شہرت حاصل کی --ناٹنگ ہل، کینٹش ٹاؤن، آئلنگٹن --لیکن جادوگری؟ جمپی کو شک تھا۔

پامیلا نے اپنی بلند ترین شوٹنگ اسٹک آواز میں اسے بتایا، "تمہارے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ تم اب بھی نارمل ہونے کو نارمل سمجھتے ہو۔ میرے خدا: دیکھو اس ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ چند جھکے ہوئے تانبے اپنے کپڑے اتار کر پیشاب پی رہے ہیں۔ ہیلمٹ سے باہر نکلنا اتنا عجیب نہیں ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے ورکنگ کلاس فری میسنری کہیں۔ میرے پاس ہر روز سیاہ فام لوگ آتے ہیں، ان کے سروں سے خوفزدہ ہوتے ہیں، اوبیہ، چکن انتڑیوں، بہت کچھ کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ کیا اس کا _مزہ_ لے رہے ہیں: اپنے اوگا بوگا سے کونز کو ڈراتے ہیں اور سودے بازی میں چند شرارتی راتیں گزارتے ہیں۔ امکان نہیں؟ خونی _جاگ_" ایسا لگتا تھا کہ جادوگرنی خاندان میں بھاگی: میتھیو سے

Machine Translated by Google

ہاپکنز سے پامیلا لیولیس۔ پامیلا کی آواز میں، عوامی جلسوں میں، مقامی ریڈیو پر، یہاں تک کہ ٹیلی ویژن پر علاقائی خبروں کے پروگراموں میں بھی، پرانے وِچ فلنڈر جنرل کے تمام جوش اور اختیار کو سنا جا سکتا تھا، اور یہ صرف بیسویں صدی کی اس آواز کی وجہ سے تھا۔ گلوریانا کہ اس کی مہم کو فوری طور پر معدومیت میں ہنسا نہیں گیا۔ _چڑیلوں کو صاف کرنے کے لیے نئی جھاڑو کی ضرورت ہے۔ سرکاری انکوائری کی بات ہو رہی تھی۔ تاہم، جس چیز نے جمپی کو جنگلی بنا دیا، پامیلا کا خفیہ پولیس والوں کے سوال میں اپنے دلائل کو اس کے اپنے شوہر کے معاملے سے جوڑنے سے انکار تھا: کیوں کہ، آخر کار، صلاح الدین چمچا کی تبدیلی کا اس خیال سے قطعی تعلق تھا کہ معمول کی بات نہیں تھی۔ لمبے عرصے تک بنل، "عام" عناصر پر مشتمل (اگر یہ کبھی ہوتا)۔ "اس کے ساتھ کوئی لینا دینا نہیں،" جب اس نے بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے صاف صاف کہا: شاہی، اس نے سوچا، کسی بھی پھانسی پر لٹکائے ہوئے جج کی طرح۔

اوو

مشال سفیان کی جانب سے حنیف جانسن کے ساتھ اپنے غیر قانونی جنسی تعلقات کے بارے میں بتانے کے بعد، جمپی کو پامیلا چمچا کی طرف جاتے ہوئے متعدد متعصبانہ خیالات کو دبانا پڑا، جیسے کہ _اس کے والد سفید فام نہیں تھے انہوں نے ایسا کبھی نہیں کیا ہوگا؛ حنیف، اس نے غصے سے کہا، وہ نادان کمینے جو شاید اپنی فتوحات کا حساب رکھنے کے لیے اپنے مرغے میں نشانات کاٹتا ہے، یہ جانسن اپنے لوگوں کی نمائندگی کرنے کی خواہش کے ساتھ جو ان کی عمر کے ہونے تک انتظار نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ اس نے ان کو پھاڑنا شروع کر دیا! . . کیا وہ یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ مشال اپنے ہمہ گیر جسم کے ساتھ صرف ایک، صرف ایک، بچہ تھا؟ --نہیں وہ نہیں تھی۔ -اس پر لعنت ہو، پھر، اس پر لعنت ہو (اور یہاں جمپی نے خود کو چونکا دیا) پہلے ہونے پر۔

اپنی مالکن کے پاس جاتے ہوئے جمپی نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اس کی حنیف سے ناراضگی بنیادی طور پر اس کے دوست حنیف سے تھی --اسے کیسے ڈالا جائے؟ --_لسانی. حنیف ان زبانوں پر کامل کنٹرول رکھتے تھے جو اہم ہیں: سماجیات، سماجیات، سیاہ -بنیاد پرست، مخالف مخالف -نسل پرستی مخالف، بدتمیزی، تقریری، واعظی: طاقت کے الفاظ۔ _لیکن کمینے تم میری درازوں میں گڑگڑاتے ہو اور میری احمقانہ نظموں پر ہنستے ہو۔ زبان کا اصل مسئلہ: اسے کیسے موڑنا ہے، اسے ہماری آزادی کیسے بنانا ہے، اس کے زہریلے کنوؤں کو کیسے دوبارہ حاصل کیا جائے، خون کے وقت کے الفاظ کے دریا پر کیسے عبور کیا جائے: ان سب چیزوں کے بارے میں جن کا آپ کو کوئی سراغ نہیں ملا۔ کتنی سخت جدوجہد، کتنی ناگزیر شکست۔ _کوئی بھی مجھے کسی چیز کے لیے منتخب نہیں کرے گا۔ نہ طاقت کی بنیاد، نہ کوئی حلقہ: صرف لفظوں کی جنگ۔ لیکن وہ، جمپی، کو یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ حنیف سے اس کی حسد اتنی ہی تھی جتنی کہ خواہش کی زبانوں پر دوسرے کے زیادہ کنٹرول میں ہے۔ مشال سفیان کافی کچھ تھا، ایک لمبا، نلی نما خوبصورت، لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اگر وہ سوچ بھی لیتا، تو اس نے کبھی ہمت نہیں کی تھی۔ زبان ہمت ہے: کسی خیال کو سمجھنے، اسے بولنے کی صلاحیت، اور ایسا کرکے اسے سچ کرنے کی صلاحیت۔

جب پامیلا چمچا نے دروازے پر جواب دیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے بال راتوں رات برف سے سفید ہو گئے تھے، اور اس ناقابل فہم آفت پر اس کا ردعمل یہ تھا کہ اس نے اپنا سر کھوپڑی تک منڈوایا اور پھر اسے ایک مضحکہ خیز برگنڈی پگڑی میں چھپا دیا جس سے اس نے انکار کر دیا۔ دور.

"یہ صرف ہوا،" اس نے کہا. "کسی کو اس امکان کو رد نہیں کرنا چاہئے کہ مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔"

Machine Translated by Google

وہ اس کے لیے کھڑا نہیں تھا۔ "یا آپ کے شوہر کی بدلی ہوئی، لیکن موجودہ حالت کی خبروں پر ردعمل کا تصور، خواہ تاخیر سے ہو۔"
وہ اس کا سامنا کرنے کے لیے جھوم گئی، سیڑھیوں سے آدھے راستے پر بیڈ روم کی طرف بڑھی، اور ڈرامائی انداز میں بیٹھے کمرے کے کھلے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ "اس صورت میں،" وہ جیت گئی، "یہ کتے کے ساتھ بھی کیوں ہوا؟"

اوو

ہو سکتا ہے کہ اس نے اس رات اسے بتایا ہو کہ وہ اسے ختم کرنا چاہتا ہے، کہ اس کا ضمیر مزید اجازت نہیں دیتا، -- ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے غصے کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو، اور اس تضاد کے ساتھ جینے کے لیے تیار ہو کہ کوئی فیصلہ بیک وقت باضمیر اور غیر اخلاقی ہو سکتا ہے۔ (کیونکہ ظالمانہ، یکطرفہ، خود غرض)؛ لیکن جب وہ سونے کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ پکڑ لیا، اور قریب سے دیکھتی رہی کہ اس نے کیسے خبر لی اس نے مانع حمل احتیاطی تدابیر کے بارے میں جھوٹ بولنے کا اعتراف کیا۔ وہ حاملہ تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ یکطرفہ فیصلے کرنے میں اس سے بہتر تھی، اور اس نے صرف اس سے وہ بچہ لے لیا تھا جو صلاح الدین چمچہ فراہم کرنے سے قاصر تھا۔ "میں یہ چاہتا تھا،" وہ سرکشی سے، اور قریب سے پکارا۔ "اور اب میں اسے لینے جا رہا ہوں۔"

اس کی خودغرضی نے اسے پہلے سے چھیڑا تھا۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ راحت محسوس کرتا ہے۔ اخلاقی انتخاب کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ذمہ داری سے بری، کیونکہ اب وہ اسے کیسے چھوڑ سکتا تھا؟ -اس نے اس طرح کے خیالات کو اپنے سر سے نکال دیا اور اسے نرمی سے لیکن غیر واضح ارادے کے ساتھ اسے بستر پر پیچھے کی طرف دھکیلنے کی اجازت دی۔

اوو

چاہے آہستہ آہستہ تبدیل ہونے والا صلاح الدین چمچہ کسی قسم کے سائنس فکشن یا خوفناک ویڈیو میں تبدیل ہو رہا ہو، کچھ بے ترتیب تبدیلی جلد ہی قدرتی طور پر وجود سے باہر ہو جائے، یا پھر وہ جہنم کے ماسٹر کے اوتار میں تیار ہو رہا ہو، -یا جو بھی معاملہ تھا، حقیقت یہ ہے (اور موجودہ معاملے میں بھی احتیاط سے آگے بڑھنا ہو گا، ثابت شدہ حقیقت سے ثابت شدہ حقیقت کی طرف قدم بڑھانا، کسی نتیجے پر نہیں پہنچنا یہاں تک کہ ہماری چیزوں کی زرد برک لین -غیر متضاد طور پر -اس طرح ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ ہماری منزل کے ایک یا دو انچ کے فاصلے پر) کہ حاجی سفیان کی دو بیٹیوں نے اسے اپنے بازو کے نیچے لے لیا تھا، اس جانور کی دیکھ بھال صرف خوبصورتی ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، وہ خود ان دونوں کی جوڑی کو بے حد پسند کرنے لگا۔ کافی دیر تک مشال اور انابیتا نے اسے الگ نہ ہونے والے، مٹھی اور سائے، شاٹ اور ایکو کے طور پر مارا، وہ چھوٹی لڑکی جو ہمیشہ اپنے لمبے، خوش مزاج بہن بھائی کی تقلید کرنے کی کوشش کرتی ہے، مشال کے غیر سمجھوتہ کرنے والے طریقے کی چاپلوسی کرتے ہوئے کراٹے کِکس اور ونگ چون بازو کے توڑنے کی مشق کرتی ہے۔ تاہم، ابھی حال ہی میں، اس نے بہنوں کے درمیان ایک افسوسناک دشمنی کے بڑھنے کو نوٹ کیا تھا۔ ایک شام اپنی اٹاری کھڑکی میں مشال گلی کے کچھ کرداروں کی طرف اشارہ کر رہا تھا،

-وہاں، ایک سکھ قدیم میں نسلی حملے سے چونکا

Machine Translated by Google

مکمل خاموشی؛ کہا جاتا ہے کہ اس نے تقریباً سات سال تک کوئی بات نہیں کی تھی، اس سے پہلے وہ شہر کے چند "سیاہ" ججوں میں سے ایک تھا۔ اب، تاہم، اس نے کوئی جملہ نہیں کہا، اور امن تھا۔ . ہر جگہ ایک کروٹیلی بیوی کے ساتھ ہے جس نے عام نظر آنے والا "اکاؤنٹنٹ شلاتھ" سلوسا کیکی اصلاح/ناظریقہ ایکس اور کبھی کبھی ٹکی کرتا تھی گھر جاتے ہوئے؛ وہاں میں بالکل مشہور تھا کہ اسے ہر شام آدھے گھنٹے کے لیے اپنے بیٹھنے کے کمرے کے فرنیچر کو دوبارہ ترتیب دینے کی عجیب ضرورت پیدا ہو گئی، ایک گلیارے سے رکاوٹ بنی قطاروں میں کرسیاں رکھ کر اور راستے میں سنگل ڈیکر بس کا کنڈکٹر ہونے کا بہانہ کرنا۔ بنگلہ دیش کے لیے، ایک جنونی فنتاسی جس میں اس کے تمام کنبے کو شرکت کرنے کا پابند کیا گیا تھا، _اور اگر ایک گھنٹے کے بعد وہ اس سے باہر نکل جاتا ہے، اور باقی وقت میں وہ سب سے گھٹیا آدمی ہے جس سے آپ مل سکتے ہیں_؛ -اور اس کے کچھ لمحوں کے بعد، پندرہ سالہ انابیتا نے غصے سے کہا: "اس کا مطلب کیا ہے، تم اکیلے جانی نقصان نہیں ہو، یہاں شیطان دو پیسے ہیں، تمہیں صرف دیکھنا ہے۔"

مشال نے گلی کے بارے میں اس طرح بات کرنے کی عادت ڈالی تھی جیسے یہ کوئی افسانوی میدان جنگ ہو اور وہ چمچے کے اٹاری کی کھڑکی سے اونچی جگہ پر، ریکارڈنگ فرشتہ اور تباہ کن بھی۔ اس کی چمچا سے نئے کوروس اور پانڈووں، سفید فام نسل پرستوں اور سیاہ فاموں کے افسانے سیکھے۔

مدد" یا اس جدید _مہابھارت_ میں اداکاری کرنے والے چوکس ہیں، یا زیادہ درست طور پر، _مہاویلا ابھی_۔ اوپر، ریلوے پل کے نیچے، نیشنل فرنٹ سوشلسٹ ورکرز پارٹی کے نڈر بنیاد پرستوں کے ساتھ جنگ کرتا تھا، "ہر اتوار کو اختتامی وقت سے۔ کھلنے کے وقت تک،" اس نے ہنستے ہوئے کہا، "بقیہ ہفتے میں ملبے کو صاف کرنے کے لیے ہمیں بہت کچھ چھوڑ دیا گیا۔" --نیچے وہ گلی تھی جہاں پولیس نے برک ہال تھری کو ختم کیا اور پھر فٹ کیا، زبانی، فریم کیا؛ اس طرف کی سڑک پر اسے جمیکا کے یولیسس ای ای کے قتل کا منظر ملے گا اور اس عوامی گھر میں قالین پر وہ داغ نظر آئے گا جہاں جتندر سنگھ مہتا نے آخری سانس لی تھی۔

"تھچرزم کا اثر ہے،" اس نے اعلان کیا، جبکہ چمچا، جس کے پاس اب اس کے ساتھ بحث کرنے، انصاف اور قانون کی حکمرانی کی بات کرنے کی مرضی یا الفاظ نہیں تھے، انابیتا کے بڑھتے ہوئے غصے کو دیکھ رہی تھی۔ --"ان دنوں کوئی لڑائی نہیں ہوئی"

مشعل نے وضاحت کی۔ "زور چھوٹے پیمانے کے کاروباری اداروں اور فرد کے فرقے پر ہے، ٹھیک ہے؟ دوسرے لفظوں میں، پانچ یا چھ سفید کمینے ہمیں قتل کر رہے ہیں، ایک وقت میں ایک فرد۔" ان دنوں مالدار رات کی گلیوں میں گھومتے تھے، جو بڑھنے کے لیے تیار تھی۔ "یہ ہمارا ٹرف ہے،" اس گلی کے مشعل سفیان نے بغیر گھاس کے بلیڈ کے کہا۔ "انہیں آنے دو اور اگر وہ کر سکتے ہیں۔" "اس کی طرف دیکھو،" انابیتا پھٹ پڑی۔

تصور کریں کہ اگر ماں جانتی تو وہ کیا کہتی۔" --"اگر وہ جانتی تو کیا، تم چھوٹی گھاس "؟--لیکن انابیتا کو بزدل نہیں ہونا چاہیے تھا: "او، ہاں،" وہ چیخ اٹھی۔ "او، ہاں، ہم جانتے ہیں، یہ مت سوچو کہ ہم نہیں کرتے۔ وہ کس طرح بھنگڑے کی دھڑکن پر جاتی ہے اتوار کی صبح اور خواتین کو ان کڑوے کپڑوں میں تبدیل کر دیتی ہے --جن کے ساتھ وہ ہاٹ ویکس ڈے ٹائم ڈسکو میں ہلتی ہے اور ان کے ساتھ جھومتی ہے جس کے بارے میں وہ سوچتی ہے کہ میں نے پہلے کبھی نہیں سنا --کیا ہوا اس بلیوز ڈانس پر وہ چلی گئی۔

Machine Translated by Google

مسٹر یو-کو-کوکی بگر کے ساتھ --کوئی بڑی بہن،" اس نے اپنا گرانڈ اسٹینڈ ختم تیار کیا، "وہ شاید _wossname _ignorance کو ختم کر دے گی۔" مطلب، جیسا کہ چمچا اور مشال اچھی طرح جانتے تھے، --وہ سنیما اشتہارات، اظہار پسند زمین اور سمندر سے اٹھنے والے قبروں کے پتھروں نے اپنے نعرے کی باقیات کو اچھی طرح سے لگایا تھا، اس میں کوئی شک نہیں _ -- ایڈز_

مشال اپنے بالوں کو کھینچتے ہوئے اپنی بہن پر گر پڑی، --انابیتا، تکلیف میں، پھر بھی ایک اور کھودنے میں کامیاب ہو گئی، "کم از کم میں نے اپنے بالوں کو کسی عجیب و غریب پنکشن میں نہیں کاٹا، ضرور ایک پھڑپھڑانے والا ہونا چاہیے جو _کہ_ پسند کرتا ہے،" اور دونوں چلے گئے، چمچا کو انابیتا کی اپنی ماں کی نسوانی اخلاقیات کی اچانک اور مکمل حمایت پر حیران رہ گئے۔ اس نے نتیجہ اخذ کیا.

مصیبت آئی: جلد ہی کافی ہے۔

اوو

زیادہ سے زیادہ، جب وہ اکیلا تھا، اس نے محسوس کیا کہ آہستہ آہستہ اسے نیچے کی طرف دھکیل رہا ہے، یہاں تک کہ وہ ہوش سے باہر ہو گیا، ایک ونڈ اپ کھلونا کی طرح بھاگتا ہوا، اور جمود کے ان حصّوں میں جو ہمیشہ زائرین کے آنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتا تھا۔ جسم سے خوفناک آوازیں نکلیں گی، وحشیانہ واہ واہ کے پیڈلوں کی چیخیں، پھندے -شیطانی ہڈیوں کے ڈھول ٹوٹنے کی آوازیں آئیں گی۔ یہ وہ ادوار تھے جن میں وہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ اور جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا، اسی طرح اس کی موجودگی کی افواہیں بھی پھیلتی گئیں۔ آپ کسی شیطان کو اٹاری میں بند نہیں رکھ سکتے اور اسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھنے کی توقع نہیں کر سکتے۔

یہ خبر کیسے نکلی (معلوم لوگوں کے لیے خاموشی اختیار کی گئی، سفیان اس لیے کہ انہیں کاروبار کے نقصان کا اندیشہ تھا، عارضی مخلوق اس لیے کہ ان کے غافل ہونے کے احساس نے انہیں اس لمحے کے لیے، عمل کرنے سے قاصر کر دیا تھا، اور سب کچھ۔ پولیس کی آمد کے خوف کی وجہ سے پارٹیاں، ایسے اداروں میں داخل ہونے سے قطعاً ہچکچاتے نہیں، اتفاقاً ایک چھوٹے سے فرنیچر سے ٹکرا جاتے ہیں اور اتفاقاً چند بازو ٹانگوں کی گردنیں: وہ مقامی لوگوں کو ان کے خوابوں میں نظر آنے لگا۔ جامع مسجد کے ملا جو ماچزیکل ہداتھ کی عبادت گاہ ہوا کرتا تھا جس نے بدلے میں ہیوگینٹس کے کیلونسٹ چرچ کی جگہ لے لی تھی۔ --اور ڈاکٹر اوہورو سمبا افریقی گولیوں کی ٹوپی اور سرخ پیلے سیاہ پونچو میں انسان کا پہاڑ جس نے _دی ایلین شو_ کے خلاف کامیاب احتجاج کی قیادت کی تھی اور جس سے مشال سفیان اپنے رجحان کی وجہ سے کسی بھی دوسرے سیاہ فام آدمی سے زیادہ نفرت کرتا تھا۔ بدتمیز خواتین کے منہ پر گھونسہ مارنا، خود مثال کے طور پر، عوامی سطح پر، میٹنگ میں، بہت سارے گواہ، لیکن اس نے ڈاکٹر کو نہیں روکا، _وہ ایک پاگل کمینے ہے، وہ_، اس نے چمچا سے کہا جب اس نے اسے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اٹاری ایک دن، _کچھ بھی کرنے کے قابل؛ وہ مجھے مار سکتا تھا، اور یہ سب اس لیے کہ میں نے سب کو بتایا کہ وہ افریقی نہیں ہے، میں اسے اس وقت جانتا تھا جب وہ نیو کراس وے سے سادہ سلویسٹر رابرٹس تھا؛ چڑیل کا ڈاکٹر، اگر آپ مجھ سے پوچھیں_؛ --اور خود مشال، اور جمپی، اور حنیف؛ -اور بس کنڈکٹر نے بھی، سب نے اسے خواب دیکھا تھا، Apocalypseکی طرح گلی میں اٹھتے ہوئے اور شہر کو ٹوسٹ کی طرح جلا رہے تھے۔ اور ہزاروں خوابوں میں سے ہر ایک میں وہ صلاح الدین چمچہ، اعضاء کا بہت بڑا اور سر پر سینگوں کی پگڑی والا، اتنی شیطانی اور گھٹیا آواز میں گا رہا تھا کہ یہ ناممکن ثابت ہوا۔

Machine Translated by Google

آیات کی شناخت کریں، اگرچہ خوابوں میں سیریل ہونے کا خوفناک معیار نکلا، ہر ایک ایک رات سے پہلے کی پیروی کرتا ہے، اور اسی طرح، رات کے بعد، یہاں تک کہ خاموش آدمی تک، امن کا وہ سابق انصاف جس نے رات سے ایک ہندوستانی ریستوراں میں بات نہیں کی تھی جب ایک نوجوان نشے میں دھت نوجوان نے اس کی ناک کے نیچے چھری پھنسائی، اسے کاٹنے کی دھمکی دی، اور پھر اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والے جرم کا ارتکاب کیا کہ اس نے اپنے پورے کھانے پر تھوک دیا، -یہاں تک کہ اس نرم مزاج شخص نے اسے حیران کردیا۔ بیوی نیند میں سیدھی بیٹھی، کبوتر کی طرح گردن کو آگے بڑھاتی، دائیں کان کے ساتھ اپنی کلائیوں کے اندر سے تالیاں بجاتی، اور اس کی آواز کے سب سے اوپر ایک گانا گونجتی، جو اس قدر اجنبی اور جامد لگتا تھا کہ وہ ایک لفظ نہیں نکال سکا۔

بہت تیزی سے، کیونکہ کسی بھی چیز میں زیادہ وقت نہیں لگتا، خواب شیطان کی تصویر نے پکڑنا شروع کر دیا، مقبول ہو رہا ہے، یہ کہا جانا چاہیے، صرف ان میں سے جسے ہال ویلنس نے tinted_قاتل_ کے طور پر بیان کیا تھا۔ جب کہ نون ٹنٹ نو--جارجیائیوں نے خواب دیکھا کہ ایک پرتعیش دشمن ان کی مکمل طور پر بحال شدہ رہائش گاہوں کو اپنی تمباکو نوشی کی ایڑی کے نیچے کچل رہا ہے، رات کے بھورے اور سیاہ رنگ کے لوگ اپنی نیند میں خوش ہوتے ہوئے، یہ- اور کیا-- بعد میں-

-سب--لیکن-- سیاہ-- آدمی، شاید قسمت طبقے کی نسل کی تاریخ سے تھوڑا سا مڑ گیا، یہ سب کچھ، لیکن اس کے پیچھے، برا اور پاگل ہو کر، ایک چھوٹی سی گدی کو لات مارنے کے لیے۔
پہلے تو یہ خواب نجی معاملات تھے، لیکن جلد ہی وہ جاگنے کے اوقات میں رسنا شروع ہو گئے، کیونکہ ایشیائی خوردہ فروشوں اور بٹن-بیج والے سویٹ شرٹس کے پوسٹرز بنانے والے خواب کی طاقت کو سمجھ گئے، اور پھر اچانک وہ ہر جگہ، سینے پر کھڑا ہو گیا۔ نوجوان لڑکیوں اور کھڑکیوں میں اینٹوں سے دھاتی گرل کے ذریعے محفوظ کیا گیا، وہ خلاف ورزی اور انتباہ تھا۔ شیطان کے لیے ہمدردی: ایک پرانی دھن کے لیے زندگی کی ایک نئی پٹی۔ گلی کے بچوں نے ربڑ ڈیول پہننا شروع کر دیا -اپنے سروں پر سینگ، جس طرح وہ گلابی اور سبز گیندیں پہنتے تھے جو کچھ سال پہلے کڑی تاروں کے سروں پر جگمگاتے تھے، جب وہ خلائی آدمیوں کی نقل کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ گوٹ مین کی علامت، اس کی مٹھی طاقت میں اٹھائی گئی، سیاسی مظاہروں میں بینرز پر لگنا شروع ہو گئے، سیو دی سکس، فری دی فور، ایٹ دی بینز ففٹی سیون۔ _Pleasechu meechu_ ریڈیو نے گایا، hopeyu guessma nayym_. _پولیس کمیونٹی تعلقات کے افسران نے "نوجوان سیاہ فاموں اور ایشیائی باشندوں میں بڑھتے ہوئے شیطانی فرقے" کی طرف ایک "افسوسناک رجحان" کے طور پر اشارہ کیا، اس "شیطانی احیاء" کا استعمال کرتے ہوئے محترمہ پامیلا چمچا اور مقامی سی آر سی کے الزامات کے خلاف لڑنے کے لیے: "کون ہیں؟ اب چڑیلیں؟" "چمچا"

مشال نے پرجوش انداز میں کہا، "آپ ایک ہیرو ہیں، میرا مطلب ہے کہ لوگ واقعی آپ کو پہچان سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسی تصویر ہے جس کو سفید فام معاشرے نے اتنے عرصے سے مسترد کر رکھا ہے کہ ہم واقعی اسے لے سکتے ہیں، آپ جانتے ہیں، اس پر قبضہ کریں، اس میں آباد رہیں، اس پر دوبارہ دعوی کریں اور اسے اپنا بنائیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ عمل پر غور کریں۔"

"چلے جاؤ۔" صلاح الدین نے حیرانی کے عالم میں پکارا۔ "یہ وہ نہیں تھا جو میں چاہتا تھا۔
یہ میرا مطلب بالکل نہیں تھا۔"
"تم اٹاری سے باہر نکل رہے ہو، ویسے بھی،" مشال نے غصے سے کہا۔ "یہ زیادہ دیر میں آپ کے لیے اتنا بڑا نہیں ہوگا۔"

چیزیں یقینی طور پر سر پر آ رہی تھیں۔

Machine Translated by Google

حنیف جانسن نے اعلان کیا کہ "ایک اور بوڑھی خاتون نے ٹکڑا لاس نائٹ حاصل کیا،" اس نے ٹرینیڈاڈین لہجے کو اس طرح متاثر کیا جس طرح اس کے تھے۔ "اس کے لیے کوئی خاص سیکورٹی نہیں ہے۔"
شاندار کیفے کے کاؤنٹر کے پیچھے ڈیوٹی پر موجود انابیتا سفیان نے کپ اور پلیٹیں ماریں۔ "مجھے نہیں معلوم تم ایسا کیوں کرتے ہو،" اس نے شکایت کی۔ "مجھے اسپیئر بھیجتا ہے۔" حنیف نے اسے نظر انداز کیا، جمپی کے پاس بیٹھ گیا، جو بے ساختہ بڑبڑایا: "یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" -باپ کا ہونا جمپی جوشی پر وزنی تھا، لیکن حنیف نے اس کی پیٹھ پر تھپڑ مارا۔ "اول کی شاعری اچھی نہیں چل رہی، برا،" اس نے تسلی دی۔ ”دیکھو خون کا دریا جم جاتا ہے۔“ جمپی کی طرف سے ایک نظر نے اس کی دھن بدل دی۔ "وہ کہتے ہیں جو کہتے ہیں،" اس نے جواب دیا۔

"کاروں میں رنگین کروزن کو دیکھو۔ اب اگر وہ سیاہ فام ہوتی، یار، تو یہ 'کوئی بنیادوں پر شکوک نسلی مقصد' نہ ہوتی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں،" اس نے لہجہ چھوڑتے ہوئے کہا، "کبھی کبھی اس قصبے کی جلد کے نیچے جارحیت کی سطح مجھے بہت خوفزدہ کر دیتی ہے۔ یہ صرف نانی ریپر ہی نہیں ہے۔ یہ ہر جگہ ہے۔

آپ رش والی ٹرین میں کسی لڑکے کے اخبار سے ٹکراتے ہیں اور آپ کا چہرہ ٹوٹ سکتا ہے۔ ہر کوئی بہت ناراض ہے، مجھے لگتا ہے. پرانے دوست، تم سمیت،" اس نے بات ختم کرتے ہوئے دیکھا۔ جمپی کھڑا ہو گیا، خود کو معاف کیا، اور بغیر کسی وضاحت کے باہر نکل گیا۔ حنیف نے اپنے بازو پھیلائے، انابیتا کو اپنی سب سے دلکش مسکراہٹ دی: "میں نے کیا کیا؟"

انابیتا میٹھی سی مسکرائی۔ "جج نے کبھی سوچا حنیف، کہ شاید لوگ تمہیں زیادہ پسند نہیں کرتے؟"

جب یہ معلوم ہوا کہ نانی ریپر نے دوبارہ حملہ کیا ہے تو تجویز پیش کی گئی ہے کہ بوڑھی عورتوں کے گھناؤنے قتل کا حل ایک "انسانی شیطان" کے ذریعہ ہے --جس نے ہمیشہ اپنے متاثرین کے اندرونی اعضاء کو ان کی لاشوں کے گرد صاف ستھرا ترتیب دیا تھا، ہر کان کے ساتھ ایک پھیپھڑا۔ ، اور دل، واضح وجوہات کی بناء پر، منہ میں، --غالباً شہر کے سیاہ فاموں کے درمیان نئے جادو پرستی کی چھان بین کر کے پایا جائے گا جو حکام کو تشویش کا باعث بنا رہا تھا، --بڑھتی ہوئی تعدد کے ساتھ سنائی دینے لگی۔ اسی کے مطابق "ٹنٹس" کی حراست اور پوچھ گچھ میں تیزی آئی، جیسا کہ "زیر زمین جادوگروں کے خلیات کو پناہ دینے کے شبہ میں" اداروں پر اچانک چھاپے مارنے کے واقعات ہوئے۔ جو کچھ ہو رہا تھا، حالانکہ کسی نے اسے تسلیم نہیں کیا تھا، یا یہاں تک کہ، شروع میں، سمجھ میں آیا تھا کہ، ہر کوئی، سیاہ بھورا سفید، خواب کی شکل کو _حقیقی_ سمجھنا شروع کر چکا تھا، ایک ایسے وجود کے طور پر جس نے عام کنٹرول سے بچتے ہوئے سرحد پار کی تھی، اور اب وہ شہر میں گھوم رہا تھا۔ غیر قانونی تارکین وطن، غیر قانونی بادشاہ، بدکردار مجرم یا نسل کا ہیرو، صلاح الدین چمچہ سچ ثابت ہو رہا تھا۔ شہر بھر میں ہر طرف کہانیاں دوڑیں: ایک فزیو تھراپسٹ نے سنڈے کو کتے کی کہانی بیچ دی، یقین نہیں آیا، لیکن _آگ کے بغیر دھواں نہیں_، لوگوں نے کہا؛ یہ ایک نازک صورتحال تھی، اور شاندار کیفے پر چھاپے سے زیادہ دیر نہیں لگ سکتی تھی جو ساری چیز کو آسمان سے اونچا کر دے گی۔ پادری اس میں شامل ہو گئے، ایک اور غیر مستحکم عنصر کو شامل کیا --اصطلاح _سیاہ_ اور گناہ _توہین_ کے درمیان تعلق -مرکب میں۔ اس کے اٹاری میں آہستہ آہستہ صلاح الدین چمچہ بڑھتا گیا۔

Machine Translated by Google

اوو

اس نے اووڈ پر لوکریٹس کا انتخاب کیا۔ غیر مستقل روح، ہر چیز کی تغیر پذیری، داس آئیچ، ہر آخری دھبہ۔ زندگی سے گزرنے والا ایک وجود اپنے آپ سے اتنا الگ ہو سکتا ہے کہ _ایک اور_، مجرد، تاریخ سے منقطع ہو جائے۔ اس نے کبھی کبھی، اس دوسرے سیارے، بمبئی پر، کہکشاں کے انتہائی کنارے پر زینی وکیل کے بارے میں سوچا: زینی، انتخابی، ہائبرڈیٹی۔ ان خیالات کی رجائیت!

وہ یقین جس پر انہوں نے آرام کیا: مرضی کی، پسند کی! لیکن، زینی میری، زندگی صرف آپ کے ساتھ ہوتی ہے: ایک حادثے کی طرح۔ نہیں: یہ آپ کی حالت کے نتیجے میں آپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ انتخاب نہیں، لیکن --بہترین --عمل، اور، بدترین، چونکا دینے والی، مکمل تبدیلی۔ نیاپن: اس نے ایک مختلف قسم کی تلاش کی تھی، لیکن اسے یہی ملا۔

تلخی بھی، اور نفرت بھی، یہ سب موٹی باتیں۔ وہ اپنے نئے نفس میں داخل ہو گا۔ وہ وہی ہوگا جو وہ بن گیا تھا: بلند آواز، بدبودار، گھناؤنا، بڑا، عجیب، غیر انسانی، طاقتور۔ اس کے اندر ایک چھوٹی انگلی پھیلانے اور چرچ کے اسپائرز کو گرانے کے قابل ہونے کا احساس اس کے اندر بڑھتی ہوئی قوت، غصہ، غصہ، غصہ تھا۔ _طاقتیں_

وہ کسی کو قصوروار ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے بھی خواب دیکھا۔ اور اس کے خوابوں میں، ایک شکل، ایک چہرہ، قریب تیر رہا تھا، بھوت سا اب بھی، غیر واضح، لیکن ایک دن جلد ہی وہ اسے اس کے نام سے پکارنے کے قابل ہو جائے گا۔

میں ہوں، اس نے قبول کیا_ کہ میں_ ہوں۔
جمع کرانا۔

اوو

شاندار بی اور بی میں اس کی کوکی ہوئی زندگی شام کو پھٹ گئی جب حنیف جانسن چیختے چلاتے آئے کہ انہوں نے اوہورو سمبا کو نانی ریپر کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا ہے، اور لفظ یہ تھا کہ وہ اس پر بھی کالا جادو کرنے والے تھے، وہ جا رہا تھا۔ ووڈو پجاری بیرن سمیدی گر آدمی بننے کے لیے، اور انتقامی کارروائیاں --مار پیٹ-، املاک پر حملے، معمول کے مطابق --پہلے ہی شروع ہو چکے تھے۔ "اپنے دروازے بند کر لو" حنیف نے سفیان اور ہند سے کہا۔

"آگے ایک بری رات ہے۔"
حنیف کیفے کے بیچ میں کھڑا تھپڑ مار رہا تھا کہ وہ جو خبر لے رہا تھا اس کے اثر پر یقین تھا کہ جب ہند اس کے پاس آئی اور پوری طاقت سے اس کے منہ پر مارا تو وہ اس ضرب کے لیے اتنا تیار نہیں تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ ، درد سے زیادہ حیرت سے۔ اسے جمپی نے زندہ کیا، جس نے اس پر پانی کا گلاس اسی طرح پھینکا جس طرح اسے فلموں میں کرنا سکھایا گیا تھا، لیکن اس وقت تک ہند اپنے دفتر کا سامان اوپر سے گلی میں پھینک رہا تھا۔ ٹائپ رائٹر ربن اور ریڈ ربن، بھی، قانونی دستاویزات کو محفوظ بنانے کے لیے استعمال ہونے والی ترتیب، ہوا میں تہوار کے اسٹریمر بناتی ہے۔ انابیتا سفیان، اپنے حسد کی شیطانی کارروائیوں کا مزید مقابلہ کرنے سے قاصر تھی، اس نے ہند کو مشال کے آنے والے وکیل سیاست کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بتایا تھا، اور اس کے بعد ہند کا کوئی تعلق نہیں تھا، اس کی ذلت کے تمام سالوں میں اس کے اندر سے نکل آؤ، یہ کافی نہیں تھا کہ وہ اس یہودیوں اور اجنبیوں سے بھرے ملک میں پھنس گئی جنہوں نے اسے حبشیوں کے ساتھ لٹا دیا، یہ کافی نہیں تھا کہ اس کا شوہر کمزور تھا جس نے حج کیا لیکن نہ کر سکا۔ اپنے ہی گھر میں خدا پرستی سے پریشان ہو، لیکن یہ

Machine Translated by Google

اس کے ساتھ بھی ہونا تھا۔ وہ باورچی خانے کے چاقو کے ساتھ مشال کے پاس گئی اور اس کی بیٹی نے "لاتوں اور جبوں کا ایک دردناک سلسلہ جاری کرتے ہوئے جواب دیا۔
صرف دفاع، ورنہ یہ یقینی طور پر میٹرک ہو جاتا۔ -حنیف کو ہوش آیا اور حاجی سفیان نے اس کی طرف دیکھا، اپنے ہاتھ اپنے اطراف میں چھوٹے بے بس حلقوں میں پھیرتے ہوئے، کھلے عام رونے لگے، سیکھنے میں تسلی نہ مل سکی، کیونکہ اکثر مسلمانوں کے لیے مکہ کا سفر بہت بڑی نعمت تھا، اگر یہ ایک لعنت کا آغاز نکلا تھا؛ "جاؤ" اس نے کہا، "حنیف، میرے دوست، باہر نکلو" --لیکن حنیف اپنی بات کہے بغیر نہیں جا رہا تھا، _میں نے بہت دیر سے اپنا منہ بند رکھا ہے، وہ پکارا، _آپ لوگ جو فون کرتے ہیں اپنے آپ کو اس قدر اخلاق سے دوچار کرتے ہوئے کہ آپ اپنی نسل کے مصائب سے خوش قسمتی کرتے ہیں، جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حاجی سفیان کو اپنی بیوی کی طرف سے قیمت وصول کرنے کا کبھی علم نہیں تھا، جس نے اسے نہیں بتایا تھا، اپنی بیٹیوں کو خوفناک اور پابند قسموں کے ساتھ رازداری کی قسمیں کھائیں۔ , یہ جانتے ہوئے کہ اگر اسے پتہ چلا کہ وہ رقم واپس دینے کا کوئی طریقہ تلاش کرے گا تاکہ وہ غربت میں سڑتے رہیں۔ --اور وہ، شاندار کیفے کی چمکتی ہوئی مانوس روح، اس کے بعد زندگی کی تمام محبت کھو بیٹھی۔ -

-اور اب مشال کیفے میں پہنچا، اے خاندان کی اندرونی زندگی کی شرمندگی اس طرح ایک سستے ڈرامے کی طرح ادا کرنے والے صارفین کی نظروں کے سامنے، -حالانکہ حقیقت میں آخری چائے پینے والا جلدی سے گھر سے آرہا تھا۔ منظر جتنی تیزی سے اس کی بوڑھی ٹانگیں اسے اٹھائے گی۔ مشال بیگ اٹھائے ہوئے تھی۔ "میں بھی جا رہی ہوں،" اس نے اعلان کیا۔ "کوشش کرو مجھے روکو۔ صرف گیارہ دن ہیں۔"

جب ہند نے اپنی بڑی بیٹی کو اپنی زندگی سے ہمیشہ کے لیے نکل جانے کے دہانے پر دیکھا تو وہ سمجھ گئی کہ اندھیرے کے شہزادے کو اپنی چھت تلے رکھنے کی کتنی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس نے اپنے شوہر سے استدلال کی التجا کی کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کی نیک دل سخاوت نے انہیں اس جہنم میں پہنچا دیا ہے، اور یہ کہ اگر صرف اس شیطان چمچے کو احاطے سے ہٹا دیا جائے تو شاید وہ ایک بار پھر خوش اور محنتی بن جائیں۔ پرانے خاندان. جیسے ہی اس نے بات ختم کی، تاہم، اس کے سر کے اوپر والا گھر گڑگڑانے اور لرزنے لگا، اور سیڑھیوں سے نیچے کسی چیز کے آنے کا شور تھا، گرجتا ہوا اور --یا ایسا لگتا تھا --گا رہی تھی، اتنی گھٹیا آواز میں کہ الفاظ کو سمجھنا ناممکن تھا۔

یہ مشال ہی تھی جو آخر میں اس سے ملنے گئی تھی، مشال نے حنیف جانسن کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، جب کہ غدار اناہیتا سیڑھیوں کے دامن سے دیکھ رہی تھی۔ چمچا آٹھ فٹ سے زیادہ کی اونچائی پر پہنچ گیا تھا، اور اس کے نتھنوں سے دو مختلف رنگوں کا دھواں نکل رہا تھا، بائیں سے پیلے اور دائیں سے سیاہ۔ وہ اب کپڑے نہیں پہنتا تھا۔ اس کے جسمانی بال گھنے اور لمبے ہوچکے تھے، اس کی دم غصے سے جھوم رہی تھی، اس کی آنکھیں ہلکی لیکن چمکدار سرخ تھیں، اور وہ بستر اور ناشتے کے ادارے کی تمام عارضی آبادی کو خوفزدہ کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ مشال بہرحال بات کرنے سے زیادہ نہیں ڈرتی تھی۔ "تمہارے خیال میں تم کہاں جا رہے ہو؟" اس نے اس سے پوچھا. "آپ کو لگتا ہے کہ آپ وہاں سے باہر پانچ منٹ گزاریں گے، جیسے آپ کرتے ہو؟" چمچا نے رک کر اپنے آپ کو دیکھا، اس کی کمر سے ابھرتے ہوئے بڑے سائز کو دیکھا اور کندھے اچکائے۔ "میں ایکشن پر غور کر رہا ہوں،" اس نے اسے اپنا جملہ استعمال کرتے ہوئے کہا، حالانکہ اس میں

Machine Translated by Google

لاوے اور گرج کی آواز اب اس کی نہیں لگتی تھی۔ "ایک شخص ہے جسے میں ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔"

"اپنے گھوڑے پکڑو" مشعل نے اسے بتایا۔ "ہم کچھ کام کریں گے۔"

اوو

یہاں کیا ملے گا، شاندار سے ایک میل کے فاصلے پر، یہاں جہاں بیٹ گلی سے ملتی ہے، کلب ہاٹ ویکس میں، جو پہلے بلیک این ٹین تھا؟ اس ستارے کے کراس شدہ اور چاندنی رات میں، آئیے ہم اعداد و شمار کی پیروی کریں --کچھ گھومتے ہوئے، سجے ہوئے، گرم سے ٹروٹ، دوسرے خفیہ، سائے سے گلے ملتے ہوئے، شرمیلی --پڑوس کے تمام حلقوں سے غوطہ لگانے کے لئے، اچانک، زیر زمین اور اس ہے نشان دروازے کے ذریعے۔ اندر کیا ہے؟ روشنی، سیال، پاؤڈر، جسم اپنے آپ کو بلاتے ہوئے، اکیلے، جوڑوں میں، تینوں میں، امکانات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ لیکن پھر کیا، یہ دوسری بستیاں، جو خلا کی آن آف اندردخش چمک میں مبہم ہیں، یہ شکلیں ان کے رویوں میں جنونی رقاصوں کے درمیان جمی ہوئی ہیں؟ یہ کیا ہیں جو ہپ ہاپ اور ہندی پاپ لیکن ایک انچ بھی حرکت نہیں کرتے؟ --"تم اچھے لگ رہے ہو، ہاٹ ویکس پوز!" ہمارا میزبان بولتا ہے: رینٹر، ٹوسٹر، ڈیجے نان پریل --دھڑکتے پنک والا، اس کا لائٹس کا سوٹ تھاپ پر شرما رہا ہے۔ -واقعی، وہ غیر معمولی ہے، سات فٹ البینو، اس کے بال ہلکے گلابی، اس کی آنکھوں کی سفیدی اسی طرح، اس کی خصوصیات بلاشبہ ہندوستانی، متکبر ناک، لمبے پتلے ہونٹ، حمزہ نامہ کے کپڑے سے چہرہ۔ ایک ہندوستانی جس نے کبھی ہندوستان، مشرقی ہندوستان نہیں دیکھا۔

ویسٹ انڈیز سے تعلق رکھنے والا شخص، سفید فام سیاہ فام آدمی۔ ایک ستارہ.

پھر بھی بے حرکت شخصیتیں بہنوں کی چمک دمک، جوانی کے اچھلنے اور اچھلنے کے درمیان رقص کرتی ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ --کیوں، موم کے کام، مزید کچھ نہیں۔ -- وہ کون ہیں؟ --تاریخ. دیکھو، یہاں میری سیکول ہے، جس نے کریمیا میں ایک اور جادوئی لیڈی کے طور پر بہت کچھ کیا، لیکن، اندھیرے کی وجہ سے، فلورنس کی موم بتی کے شعلے کو کم ہی دیکھا جا سکتا تھا؛ --اور، وہاں پر، ایک عبدالکریم عرف منشی، جسے ملکہ وکٹوریہ نے ترقی دینے کی کوشش کی تھی، لیکن جسے رنگ برنگے وزراء نے ختم کر دیا تھا۔ وہ سب یہاں ہیں، گرم موم میں بے حرکت رقص کر رہے ہیں: سیپٹیمیئس سیویرس کا سیاہ جوکر، دائیں طرف؛ بائیں طرف، جارج چہارم کا حجام، گریس جونز کے ساتھ ناچ رہا ہے۔

،Ukawsaw Gronniosawافریقی شہزادہ جو چھ فٹ کے کپڑے میں فروخت ہوا تھا، غلام کے بیٹے Ignatius Sanchoکے ساتھ اپنے قدیم فیشن کے مطابق رقص کرتا ہے، جو 1782میں انگلینڈ میں شائع ہونے والا پہلا افریقی مصنف بنا۔ --ماضی کے ہجرت کرنے والے، جتنے زندہ رقاصوں کے آباؤ اجداد ان کے اپنے گوشت اور خون کے برابر ہیں، خاموش رہتے ہیں جب کہ پنک والا اسٹیج پر ٹوسٹوں کی آوازیں لگاتے ہیں، -Now-mi-feel_غصہ-جب-ڈیم-ٹاک-امیگریشن- جب-ان-میک-انصاف-ہم-نہیں-پارٹ-اے-ڈی-نیشن-ایک-ایم-میک-اعلان-ایک-ڈی-حقیقی-صورتحال-ہم-کیسے-کرتے ہیں-کیسے-روم-قبضہ-کے بعد سے- اور ہجوم والے کمرے کے ایک مختلف حصے سے، ہری سبز روشنی میں نہائے ہوئے، موم کے ولن کوور اور گرائمیس: موسلے، پاول، ایڈورڈ لانگ، لیگی کے تمام مقامی اوتار۔ اور اب کلب کے پیٹ میں ایک گنگناہٹ شروع ہو جاتی ہے، بڑھتے ہوئے، ایک ہی لفظ بن کر، بار بار نعرے لگاتے ہیں: "خرابی،" گاہکوں کا مطالبہ۔ "پگھلاؤ، پگھلاؤ، پگھلاؤ۔"

Machine Translated by Google

پنک والا ہجوم سے اپنا اشارہ لیتا ہے، _سو-یہ-پگھلنے کا-وقت-جب-دی-مرد-آف-کرائم-گیٹ-ان-لائن-فور-کچھ-جہنم-فی-ری-فر ین_، جس کے بعد وہ مڑتا ہے ہجوم، بازو چوڑے، دھڑکن کے ساتھ پاؤں، پوچھنے کے لیے، _کون ہوگا؟ کون-آپ-دیکھنا چاہتے ہیں؟ _ نام چلائے جاتے ہیں، مقابلہ کرتے ہیں، متحد ہوتے ہیں، جب تک کہ جمع ہونے والی کمپنی ایک بار پھر متحد نہیں ہوجاتی، نعرے لگاتی رہتی ہے۔ ایک ہی لفظ۔ پنک والا نے تالیاں بجائیں۔ اس کے پیچھے پردے کا کچھ حصہ، چمکدار گلابی شارٹس اور سنگلٹس میں ملبوس خواتین کو ایک خوفناک کیبنٹ کو چلانے کی اجازت دیتا ہے: آدمی کے سائز کا، شیشہ-- فرنٹڈ، اندرونی طور پر- روشن- مائکروویو اوون، ہاٹ سیٹ کے ساتھ مکمل کریں، جسے کلب کے ریگولروں کے لیے جانا جاتا ہے: ہیلز کچن۔ "ٹھیک ہے_،" پنک والا روتا ہے۔ "اب ہم واقعی کھانا بنا رہے ہیں۔"

حاضرین نفرت انگیز اعداد و شمار کے ٹیبلو کی طرف بڑھتے ہیں، رات کی قربانی کی پیشکش پر جھپٹتے ہیں، اگر سچ کہا جائے تو اکثر منتخب کیا جاتا ہے۔ ہفتے میں کم از کم تین بار. اس کا پرما لہرا ہوا کوفیچر، اس کے موتی، اس کا نیلے رنگ کا سوٹ۔ ،_Maggie-maggie-maggie_ہجوم کو روکتا ہے۔ _جلا-جلا-جلاؤ_۔ گڑیا، -- ،_guy_ --کو ہاٹ سیٹ میں باندھ دیا گیا ہے۔ پنک والا نے سوئچ پھینک دیا۔

اور اے وہ کتنی خوبصورتی سے پگھلتی ہے، اندر سے باہر سے، بے شکلی میں ٹکرا جاتی ہے۔ پھر وہ ایک پودا ہے، اور ہجوم اپنی خوشی کا سانس لیتا ہے: ہو گیا۔
"اس بار آگ،" پنک والا انہیں بتاتا ہے۔ موسیقی رات کو دوبارہ حاصل کرتی ہے۔

اوو

جب پنک والا دیجے نے دیکھا کہ اندھیرے کی آڑ میں اس کی پینل وین کے پچھلے حصے میں کیا چڑھ رہا ہے، جسے اس کے دوستوں حنیف اور مشال نے شاندار کے پچھلے حصے میں لانے پر آمادہ کیا تھا، تو اس کے دل میں اوبیاہ کا خوف بھر گیا۔ لیکن اس کے برعکس یہ احساس بھی تھا کہ اس کے بہت سے خوابوں کا طاقتور ہیرو ایک گوشت اور خون کی حقیقت ہے۔ وہ ایک لیمپ کے نیچے کانپتے ہوئے گلی کے پار کھڑا ہو گیا --پوسٹ اگرچہ خاص سردی نہیں تھی اور آدھا گھنٹہ وہیں رہے جبکہ مشال اور حنیف نے اس سے فوری بات کی، _اسے کہیں جانا ہے، ہمیں اس کے مستقبل کے بارے میں سوچنا ہے_ . پھر اس نے کندھے اچکائے، وین کے پاس چلا گیا، اور انجن شروع کیا۔ حنیف ٹیکسی میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔ مشال نے نظروں سے چھپ کر صلاح الدین کے ساتھ سفر کیا۔

صبح کے تقریباً چار بج رہے تھے جب انہوں نے چمچا کو خالی، بند نائٹ کلب میں بستر پر رکھا۔ پنک والا --اس کا اصل نام، سیون سنکر، کبھی استعمال نہیں کیا گیا تھا --نے پچھلے کمرے سے سلیپنگ بیگ کے جوڑے نکالے تھے، اور وہ کافی تھے۔ حنیف جانسن نے اس خوفناک ہستی کو گڈ نائٹ کہتے ہوئے جس سے اس کا پریمی مشال مکمل طور پر خوفزدہ نظر آرہا تھا، اس سے سنجیدگی سے بات کرنے کی کوشش کی، ”آپ کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ آپ ہمارے لیے کتنے اہم ہو سکتے ہیں، یہاں آپ کی ذاتی ضروریات سے زیادہ داؤ پر لگا ہوا ہے، "لیکن اتپریورتی صلاح الدین نے صرف پیلے اور کالے رنگ کی آواز نکالی اور حنیف تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ جب وہ موم کے کاموں کے ساتھ اکیلا تھا تو چمچا اپنے خیالات کو ایک بار پھر چہرے پر ٹھیک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جو آخر کار اس کے دماغ کی آنکھ میں جمع ہو گیا تھا، تابناک، اس کے سر کے بالکل پیچھے ایک نقطہ سے اس کے گرد روشنی پھیل رہی تھی، مسٹر پرفیکٹو، دیوتاؤں کا تصویر کشی کرنے والا ، جو ہمیشہ اپنے پیروں پر اترا ، ہمیشہ اس کے گناہوں کو معاف کیا گیا ، پیار کیا گیا ، تعریف کی گئی ، پسند کی گئی۔ . . وہ چہرہ جس کو وہ اپنے خوابوں میں پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا، جناب جبرئیل فرشتہ، ایک فرشتے کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

Machine Translated by Google

جیسا کہ یقینی طور پر وہ شیطان کا آئینہ تھا۔ فرشتہ جبریل کے علاوہ ابلیس کس پر الزام لگائے؟

سوئے ہوئے تھیلے پر موجود مخلوق نے آنکھیں کھولیں۔ اس کے سوراخوں سے دھواں نکلنے لگا۔ موم کے کام کی ہر ایک ڈمی کا چہرہ اب ایک جیسا تھا، جبریل کا چہرہ اس کی بیوہ کی چوٹی کے ساتھ اور اس کا لمبا پتلا ساٹرنائن اچھا لگتا ہے۔ مخلوق نے اپنے دانت نکالے اور ایک لمبا، گندا سانس باہر نکالا، اور موم کے کاموں کو کھوکھلیوں اور خالی کپڑوں میں تحلیل کر دیا، یہ سب، ہر ایک۔ مخلوق مطمئن ہو کر لیٹ گئی۔ اور اپنا دماغ اپنے دشمن پر جما دیا۔

اس کے بعد اس نے اپنے اندر کمپریشن، سکشن، انخلا کے انتہائی ناقابل فہم احساسات کو محسوس کیا۔ یہ خوفناک، نچوڑنے والے درد، اور چھیدنے والی چیخوں سے چھلک رہی تھی کہ کلب کے اوپر پنک والا کے اپارٹمنٹ میں حنیف کے ساتھ رہنے والے مشال نے بھی تفتیش کرنے کی ہمت نہیں کی۔

درد کی شدت میں اضافہ ہوا، اور مخلوق کو مارا پیٹا گیا اور ڈانس فلور کے ارد گرد پھینک دیا گیا، انتہائی درد مندی سے رو رہی تھی۔ جب تک، لمبے عرصے تک، مہلت دی گئی، وہ سو گیا۔

جب مشال، حنیف اور پنک والا کئی گھنٹے بعد کلب روم میں داخل ہوئے تو انہوں نے خوفناک تباہی کا منظر دیکھا، میزیں اڑتی ہوئی، کرسیاں آدھی ٹوٹی ہوئی تھیں، اور ظاہر ہے کہ ہر مومی کام --اچھائی اور برائی --ٹاپسی اور لیگری --مکھن میں شیروں کی طرح پگھلا ہوا؛ اور قتل عام کے مرکز میں، ایک بچے کی طرح سوئے ہوئے، کوئی افسانوی مخلوق بالکل نہیں، سینگوں اور جہنم کی سانسوں کی کوئی مشہور چیز نہیں، لیکن خود جناب صلاح الدین چمچہ، بظاہر اپنی پرانی شکل پر بحال ہوئے، ماں برہنہ لیکن مکمل طور پر انسانی پہلو اور تناسب، -- _humanized_کیا نتیجہ اخذ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ ہے؟ --اس کی نفرت کے خوفناک ارتکاز سے۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ جو اب بھی پیلا اور سرخ چمک رہا تھا۔

2

ایورسٹ سے نیچے آتے ہوئے ایلیلویا کون نے، کیمپ سکس کے مغرب میں، راک بینڈ کے اس پار برف کا ایک شہر دیکھا، جو چو اویو کے بڑے پیمانے پر نیچے سورج کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ _شنگری لا_، اس نے لمحہ بھر سوچا؛ تاہم، یہ لافانی کی سبز وادی نہیں تھی بلکہ بہت بڑی برف کا ایک شہر تھا -سوئیاں، پتلی، تیز اور ٹھنڈی۔ شیرپا پیمبا نے اسے اپنی توجہ مرکوز رکھنے کی تنبیہ کرتے ہوئے اس کی توجہ ہٹائی، اور جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شہر چلا گیا تھا۔ وہ ابھی بھی ستائیس ہزار فٹ پر تھی، لیکن ناممکن شہر کی ظاہری شکل نے اسے جگہ اور وقت کے درمیان پرانے سیاہ لکڑی کے فرنیچر اور بھاری مخمل کے پردوں کے Bayswater کے مطالعہ کی طرف واپس پھینک دیا جس میں اس کے والد اوٹو کون، آرٹ مورخ اور سوانح نگار تھے۔ پکابیا نے اپنے چودھویں اور اپنے آخری سال میں اس سے بات کی تھی "ہم اپنی زندگی میں جو جھوٹ بولتے ہیں ان میں سب سے خطرناک"، جو کہ ان کی رائے میں، تسلسل کا خیال تھا۔

"کوئی بھی کبھی آپ کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ سیاروں کا یہ سب سے خوبصورت اور سب سے برائی کس طرح کسی طرح یکساں ہے، جو صرف قابل مصالحت عناصر پر مشتمل ہے، کہ یہ سب کچھ _اضافہ_ کرتا ہے، آپ فون پر اسٹریٹ جیکٹ درزی کے پاس پہنچ جاتے ہیں،" وہ

Machine Translated by Google

اپنے نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ایک سے زیادہ سیاروں کا دورہ کرنے کا تاثر دینے کا انتظام کرتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔ "دنیا مطابقت نہیں رکھتی، بس اسے کبھی نہ بھولیں: گاگا۔ بھوت، نازی، سنت، سب ایک ہی وقت میں زندہ ہیں؛ ایک ہی جگہ پر، پرمسرت خوشی، سڑک پر ہوتے ہوئے، آگ۔ آپ کسی جنگلی جگہ کے لیے نہیں پوچھ سکتے۔ "دنیا کی چھت پر برف کے شہروں نے اوٹو کو پریشان نہیں کیا ہوگا۔ اپنی اہلیہ ایلیجا کی طرح، ایلی کی والدہ، وہ پولش مہاجر تھے، جو جنگ کے وقت کے جیل کیمپ میں زندہ بچ گئے تھے جس کا نام ایلی کے بچپن میں کبھی نہیں لیا گیا تھا۔ "وہ اسے ایسا بنانا چاہتا تھا جیسے ایسا نہ ہوا ہو،" الیجا نے بعد میں اپنی بیٹی کو بتایا۔ "وہ بہت سے طریقوں سے غیر حقیقی تھا۔ لیکن ایک اچھا آدمی؛ میں سب سے بہتر جانتا تھا۔" وہ بولتے ہوئے ایک باطنی مسکراہٹ مسکرائی، اسے یاد میں برداشت کرتی رہی کیونکہ وہ اس کی زندگی کے دوران ہمیشہ ایسا نہیں کرتی تھی، جب وہ اکثر خوفزدہ ہوتا تھا۔ مثال کے طور پر: اس نے کمیونزم سے نفرت پیدا کی جس نے اسے شرمناک حد تک رویے کی طرف دھکیل دیا، خاص طور پر کرسمس کے موقع پر، جب اس یہودی آدمی نے اپنے یہودی خاندان اور دوسروں کے ساتھ جشن منانے پر اصرار کیا جسے اس نے "انگریزی رسم" کے طور پر بیان کیا، احترام کے نشان کے طور پر۔ اپنی نئی "میزبان قوم" میں --اور پھر سیلون میں گھس کر (اپنی بیوی کی نظروں میں) سب کچھ خراب کر دیا جہاں اسمبل کمپنی لاگ فائر، کرسمس ٹری لائٹس اور برانڈی کی چمک میں آرام کر رہی تھی، پینٹومائم چینی میں اٹھی، دھیمی مونچھوں اور سب کے ساتھ روتے ہوئے: "فادر کرسمس مر گیا ہے! میں نے اسے مار ڈالا ہے! میں ماؤ ہوں: کسی کے لیے کوئی تحفہ نہیں! ہی! ہی! ہی!" ایورسٹ پر موجود ایلی، یاد کرتے ہوئے، جھنجلا رہی تھی --اس کی ماں کی ونس، اسے احساس ہوا، اس کے ٹھنڈے چہرے پر منتقل ہو گئی۔

زندگی کے عناصر کی عدم مطابقت: کیمپ فور کے ایک خیمے میں، 27,600 فٹ، یہ خیال جو کبھی کبھار اس کے والد کا ڈیمن لگتا تھا، بلندی کے اعتبار سے _ماحول_ کے معنی سے خالی، بے معنی لگتا تھا۔ "ایورسٹ آپ کو خاموش کر دیتا ہے،" اس نے جبریل فراستہ کے سامنے ایک بستر پر اعتراف کیا جس کے اوپر پیراشوٹ ریشم نے کھوکھلی ہمالیہ کی چھتری بنائی تھی۔ "جب آپ نیچے آتے ہیں، تو کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں لگتا، کچھ بھی نہیں۔ آپ کو لگتا ہے کہ کوئی بھی چیز آپ کو ایک آواز کی طرح سمیٹ رہی ہے، غیر ہونا۔ آپ اسے برقرار نہیں رکھ سکتے، یقیناً، دنیا بہت جلد جلدی میں آتی ہے۔ میرے خیال میں، آپ کو خاموش کر دیتا ہے، آپ نے کمال کا نظارہ کیا ہے: اگر آپ کامل خیالات، کامل جملوں کا انتظام نہیں کر سکتے تو کیوں بولیں؟ یہ آپ کے ساتھ دھوکہ دہی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ دھندلا جاتا ہے؛ آپ قبول کرتے ہیں کہ اگر آپ کو جاری رکھنا ہے تو کچھ سمجھوتوں، بندشوں کی ضرورت ہے۔" انہوں نے اپنے پہلے ہفتوں کے دوران اپنا زیادہ تر وقت بستر پر ایک ساتھ گزارا: ایک دوسرے کی بھوک بظاہر ناقابل تسخیر دکھائی دیتی ہے، انہوں نے دن میں چھ یا سات بار محبت کی۔ "تم نے مجھے کھول دیا،" اس نے اسے بتایا۔ "آپ اپنے منہ میں بیم کے ساتھ۔ یہ بالکل ایسا ہی تھا جیسے آپ مجھ سے بات کر رہے ہوں، جیسے میں آپ کے خیالات کو پڑھ سکتی ہوں۔ گویا نہیں،" اس نے ترمیم کی۔ "میں نے انہیں پڑھا ہے نا؟" اس نے سر ہلایا: یہ سچ تھا۔ "میں نے آپ کے خیالات کو پڑھا اور میرے منہ سے صحیح الفاظ نکلے،" اس نے حیرت سے کہا۔ "بس نکل گیا۔ بنگو: محبت۔ شروع میں یہ لفظ تھا۔"

اس کی والدہ نے ایلی کی زندگی کے واقعات کے اس ڈرامائی موڑ، قبر سے باہر ایک عاشق کی واپسی پر ایک مہلک نظریہ اپنایا۔ "میں آپ کو بتاؤں گی کہ جب آپ نے مجھے یہ خبر دی تو میں نے ایمانداری سے کیا سوچا،" اس نے کھانے کے وقت سوپ کے دوران کہا اور

Machine Translated by Google

وائٹ چیپل بلوم میں کرپپلاچ۔ "میں نے سوچا، اوہ عزیز، یہ عظیم جذبہ ہے؛ غریب ایلی کو اب اس بدقسمت بچے سے گزرنا ہوگا۔" ایلیجا کی حکمت عملی اپنے جذبات کو سختی سے قابو میں رکھنا تھی۔ وہ ایک لمبے قد کی عورت تھی جس کے منہ کے ساتھ جنسی تعلقات تھے لیکن، جیسا کہ اس نے کہا، "میں کبھی شور مچانے والی نہیں رہی۔" وہ ایلی کے ساتھ اپنی جنسی بے راہ روی کے بارے میں بے تکلفی سے بولی، اور انکشاف کیا کہ اوٹو تھا، "آئیے کہتے ہیں، بصورت دیگر مائل۔ اس کے پاس عظیم جذبہ کی کمزوری تھی، لیکن اس نے اسے ہمیشہ اتنا دکھی کر دیا کہ میں اس کے بارے میں کام نہیں کر سکتا تھا۔" اسے اپنے علم سے یقین دلایا گیا تھا کہ جن خواتین کے ساتھ اس کے چھوٹے، گنجے، اچھلتے شوہر نے ہمسفر کیا وہ "اس کی قسم"، بڑی اور بکسوم تھیں، "سوائے پیتل کے، وہ بھی: انہوں نے وہی کیا جو وہ چاہتا تھا، چیخ چیخ کر اس کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ پر، ان سب کے لیے بہانہ کرنا جس کے وہ قابل تھے؛ یہ اس کا جوش و جذبہ تھا جس کا انہوں نے جواب دیا، میرے خیال میں، اور شاید اس کی چیک بک بھی۔

اوٹو نے الیلویا کو اپنا "قیمت کے بغیر موتی" کہا تھا اور اس کے لیے ایک عظیم مستقبل کا خواب دیکھا تھا، جیسا کہ شاید ایک کنسرٹ پیانوادک ہے یا، اس میں ناکامی پر، ایک میوزک۔ "آپ کی بہن، سچ کہوں تو، میرے لیے مایوسی کا باعث ہے،" اس نے اپنی موت سے تین ہفتے قبل عظیم کتابوں اور Picabian bric-a-brac کے مطالعہ میں کہا تھا -ایک بھرے ہوئے بندر جس کے بارے میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ بدنام زمانہ کا "پہلا مسودہ" ہے۔ _سیزین کا پورٹریٹ، ریمبرینڈ کا پورٹریٹ، رینوئر کا پورٹریٹ_، متعدد مکینیکل کنٹرپشنز بشمول جنسی محرک جو چھوٹے برقی جھٹکے دیتے ہیں، اور جیری کے _Ubu Roi_ کا پہلا ایڈیشن۔ "ایلینا چاہتی ہے کہ اس کے خیالات کہاں ہوں۔" اس نے نام کو انگریز کر دیا --یلینا کو ایلینا میں --بالکل اسی طرح جیسے اس کا خیال تھا کہ وہ "ایلیلویا" کو ایلی سے کم کر کے خود کو، وارسا سے تعلق رکھنے والے کوہن کو کون میں تبدیل کر دے۔ ماضی کی بازگشت نے اسے پریشان کیا۔ اس نے پولش کا کوئی ادب نہیں پڑھا، ہربرٹ کی طرف، میلوز پر، بارانزاک جیسے "چھوٹے ساتھیوں" سے منہ موڑ لیا، کیونکہ اس کے لیے یہ زبان تاریخ سے ناقابل تلافی طور پر آلودہ تھی۔ "میں اب انگریز ہوں،" وہ اپنے موٹے مشرقی یورپی لہجے میں فخر سے کہے گا۔ "بیوقوف مڈ آف فل پش ٹش! ونڈسر کی بیوہ! سب بگگر۔" اپنی بے اعتنائی کے باوجود وہ انگریزوں کے حوصلے سے بھرپور ممبر ہونے کے ناطے کافی مطمئن نظر آئے۔ ماضی میں، اگرچہ، ایسا لگتا تھا کہ وہ کارکردگی کی نزاکت سے بہت زیادہ واقف تھا، بھاری پردے کو تقریباً مستقل طور پر کھینچتے رہتے تھے اگر چیزوں کی عدم مطابقت کی وجہ سے اسے وہاں پر راکشس نظر آتے، یا مانوس کی بجائے چاند کے مناظر۔ ماسکو روڈ۔

"وہ سختی سے پگھلنے والا آدمی تھا،" ایلیجا نے تسمیس کی ایک بڑی مدد پر حملہ کرتے ہوئے کہا۔ "جب اس نے ہمارا نام تبدیل کیا تو میں نے اسے بتایا، اوٹو، اس کی ضرورت نہیں ہے، یہ امریکہ نہیں ہے، یہ لندن ڈبلیو- ٹو ہے؛ لیکن وہ سلیٹ کو صاف کرنا چاہتا تھا، یہاں تک کہ اس کی یہودی بھی، مجھے معاف کرنا لیکن میں جانتا ہوں۔ نائبین کے بورڈ کے ساتھ لڑائیاں! سبھی بہت مہذب، پارلیمانی زبان بھر میں، لیکن ننگی چیزیں کسی سے کم نہیں." اس کی موت کے بعد وہ سیدھی واپس کوہن، عبادت گاہ، چنوکا اور بلوم کے پاس گئی۔ "زندگی کی مزید مشابہت نہیں،" اس نے چٹکی بھری، اور اچانک، مشغول کانٹا لہرایا۔ "وہ تصویر۔ میں اس کے لیے دیوانہ تھا۔ لانا ٹرنر، کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں؟ اور مہالیہ جیکسن چرچ میں گا رہی ہیں۔"

Machine Translated by Google

اوٹو کون ستر سال سے زیادہ عمر کے آدمی کے طور پر ایک خالی لفٹ شافٹ میں چھلانگ لگا کر مر گیا۔
اب ایک ایسا موضوع تھا جس پر ایلیجا، جو زیادہ تر ممنوع معاملات پر آسانی سے بات کرتی تھی، نے اسے چھونے سے انکار کر دیا: کیمپوں میں زندہ بچ جانے والا چالیس سال کیوں جیتا ہے اور پھر وہ کام مکمل کرتا ہے جو راکشسوں نے نہیں کیا تھا؟ کیا بڑی برائی بالآخر فتح پاتی ہے، چاہے اس کا مقابلہ کتنی ہی سختی سے کیا جائے؟ کیا یہ خون میں برف کا ایک ٹکڑا چھوڑتا ہے، جب تک کہ یہ دل تک نہ پہنچ جائے؟ یا، بدتر: کیا آدمی کی موت اس کی زندگی سے مطابقت نہیں رکھتی؟ ایلی، جس کا اپنے والد کی موت کے بارے میں جاننے پر پہلا ردعمل غصے سے بھرا ہوا تھا، اس نے اپنی ماں پر ایسے سوالات پھینکے۔ جس نے، ایک چوڑی کالی ٹوپی کے نیچے پتھر کا سامنا کیا، صرف اتنا کہا: "میرے پیارے، آپ کو اس کی تحمل کی کمی ورثے میں ملی ہے۔"

اوٹو کی موت کے بعد ایلیجا نے لباس اور اشارے کے خوبصورت اعلیٰ انداز کو کھو دیا جو ان کی انضمام کی ہوس کی قربان گاہ پر اس کی پیشکش تھی، اس کی سیسل بیٹن گرانڈ ڈیم بننے کی کوشش۔ "فو،" اس نے ایلی سے کہا، "کیا راحت ہے، میرے عزیز، تبدیلی کے لیے بے شکل ہونا۔" اب اس نے اپنے سرمئی بالوں کو ایک سخت جوڑے میں پہنا، ایک جیسے پھولوں کے پرنٹ والے سپر مارکیٹ کے کپڑے پہنے، میک اپ ترک کر دیا، اپنے آپ کو جھوٹے دانتوں کا ایک تکلیف دہ سیٹ بنا لیا، اس میں سبزیاں لگائیں جس پر اوٹو نے انگلش فلورل گارڈن ہونے کا اصرار کیا تھا۔ (مرکزی، علامتی درخت کے ارد گرد صاف ستھرا پھولوں کے بستر، لیبرنم اور جھاڑو کا ایک "چائمرین گرافٹ") اور دماغی چیٹ سے بھرے عشائیہ کے بجائے، لنچوں کا ایک سلسلہ --بھاری سٹو اور کم از کم تین اشتعال انگیز کھیر --جس پر ہنگری کے متضاد شاعروں نے گرجیفین کے صوفیانہ لطیفے سنائے، یا (اگر چیزیں ٹھیک نہ ہوئیں) مہمان فرش پر کشن پر بیٹھے، اپنی بھری ہوئی پلیٹوں کو اداس نظروں سے گھور رہے تھے، اور کچھ ایسا ہی مکمل خاموشی کا راج تھا جو ہفتوں کی طرح محسوس ہوتا تھا۔ ایلی نے بالآخر اتوار کی دوپہر کی ان رسومات سے منہ موڑ لیا، جب تک کہ وہ باہر جانے کے لیے کافی بوڑھی نہ ہو گئی، ایلیجا کی رضامندی کے ساتھ، اور اس کے لیے باپ کے منتخب کردہ راستے سے، جس کے اپنے زندہ رہنے کے عمل کی غداری نے اسے غصہ دلایا تھا۔ بہت وہ ایکشن کی طرف مڑی۔ اور پایا کہ اس کے پاس چڑھنے کے لیے پہاڑ ہیں۔

ایلیجا کوہن، جس نے ایلی کی تبدیلی کو بالکل قابل فہم، یہاں تک کہ قابل تعریف، اور ہر طرح سے اس کے لیے جڑ پایا تھا، (اس نے کافی پر اعتراف کیا) جبریل فرشتہ کے معاملے میں اپنی بیٹی کے نقطہ نظر کو پوری طرح سے نہیں دیکھ سکی، جو ہندوستانی فلمی ستارے ہیں۔ "آپ کی بات سننے کے لیے، پیارے، وہ آدمی آپ کی لیگ میں نہیں ہے،" اس نے ایک جملہ استعمال کرتے ہوئے کہا، جس کے بارے میں اسے یقین تھا کہ وہ _آپ کی قسم نہیں_ کا مترادف ہے، اور جسے نسلی، یا مذہبی، گندگی کے طور پر بیان کرتے ہوئے سن کر وہ خوفزدہ ہو جائے گی۔ : جو لامحالہ اس معنی میں تھا جس میں اس کی بیٹی نے اسے سمجھا تھا۔ "یہ میری طرف سے بالکل ٹھیک ہے،" ایلی نے روح کے ساتھ جواب دیا، اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنی لیگ بھی پسند نہیں ہے۔"

اس کے پاؤں میں درد ہو رہا تھا، جس سے وہ طوفان کے بجائے لنگڑا ہو کر ریستوراں سے نکل گئی۔
"عظیم جذبہ،" وہ اپنی ماں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بڑے زور سے کمرے میں اعلان کرتے ہوئے سن سکتی تھی۔ "زبانوں کا تحفہ؛ اس کا مطلب ہے کہ ایک لڑکی کسی بھی پھٹی ہوئی چیز کو بڑبڑا سکتی ہے۔"

Machine Translated by Google

اس کی تعلیم کے کچھ پہلوؤں کو غیر ذمہ دارانہ طور پر نظرانداز کیا گیا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے ایک اتوار کو وہ کونے والے کیوسک سے اتوار کے کاغذات خرید رہی تھی جب دکاندار نے اعلان کیا: "یہ اس ہفتے کا آخری ہفتہ ہے۔ میں تئیس سال سے اس کونے میں رہا ہوں اور بالآخر پاکستانیوں نے مجھے بھگا دیا۔ کاروبار سے باہر." اس نے _p-ach-y_ کا لفظ سنا، اور ماسکو روڈ پر ہاتھیوں کی لکڑیاں پھیرتے ہوئے، اتوار کے روز نیوز فروشوں کو چپٹا کرتے ہوئے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔ "پچی کیا ہے؟" اس نے بے وقوفانہ انداز میں پوچھا اور جواب بخل کر رہا تھا: "ایک بھورا یہودی۔" وہ کافی دیر تک مقامی "C TN" کے مالکان کو _pach yderms_ کے طور پر سوچتی رہی: جیسے لوگوں نے الگ کیا --ان کی جلد کی نوعیت کے لحاظ سے --قابل اعتراض قرار دیا گیا۔ اس نے جبریل کو بھی یہ کہانی سنائی۔ "اوہ،" اس نے کچلتے ہوئے جواب دیا، "ہاتھی کا مذاق۔" وہ کوئی آسان آدمی نہیں تھا۔

لیکن وہاں وہ اس کے بستر پر تھا، یہ بڑا بے ہودہ آدمی جس کے لیے وہ کھول سکتی تھی جیسا کہ اس نے پہلے کبھی نہیں کھولا تھا۔ وہ سیدھے اس کے سینے تک پہنچ سکتا تھا اور اس کے دل کو پیار کرتا تھا۔ کئی سالوں سے وہ جنسی میدان میں اس قدر سلیقہ مندی کے ساتھ داخل نہیں ہوئی تھی، اور اس سے پہلے کبھی بھی اتنی تیزی سے رابطہ پچھتاوا یا خود بیزاری سے بالکل خالی نہیں رہا تھا۔ اس کی طویل خاموشی (اس نے اسے اس وقت تک لیا جب تک کہ اسے معلوم نہ ہو گیا کہ اس کا نام _بوستان کے_ مسافروں کی فہرست میں ہے) سخت تکلیف دہ تھی، جو ان کے انکاؤنٹر کے اندازے میں فرق بتاتی تھی؛ لیکن اس کی خواہش کے بارے میں غلطی کی گئی تھی، اس طرح کے بارے میں ایک لاوارث، تکلیف دہ چیز، یقیناً ناممکن تھی؟ اس کے مطابق اس کی موت کی خبر نے دوہرے ردعمل کو جنم دیا: ایک طرف، اس علم سے ایک قسم کی شکر گزار، راحت بخش خوشی تھی کہ وہ دنیا بھر میں دوڑ رہا تھا۔ اسے حیرت میں ڈالیں، کہ اس نے اس کے ساتھ ایک نیا بنانے کے لیے اپنی پوری زندگی ترک کر دی تھی؛ جبکہ دوسری طرف، اس سے محروم ہونے کا کھوکھلا غم تھا جب یہ جانتے ہوئے کہ اس سے واقعی محبت کی گئی تھی۔ بعد میں، وہ مزید، کم فراخدلانہ، ردعمل سے آگاہ ہوئی۔اس نے کیا سوچا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے، اس کی دہلیز پر بغیر کسی انتباہ کے پہنچنے کا منصوبہ بنا رہا ہے، یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ کھلے بازوؤں کے ساتھ انتظار کر رہی ہو گی، ایک بے بوجھ زندگی، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کافی بڑا اپارٹمنٹ ہے۔ وہ دونوں؟ یہ اس قسم کے رویے کی توقع تھی جس کی توقع ایک بگڑے ہوئے فلمی اداکار سے ہوتی ہے جو توقع کرتا ہے کہ اس کی خواہشات پکے ہوئے پھلوں کی طرح اس کی گود میں گر جائیں۔ . . مختصر میں، اس نے محسوس کیا تھا کہ حملہ کیا گیا ہے، یا ممکنہ طور پر حملہ کیا گیا ہے۔ لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے اس طرح کے تصورات کو واپس اس گڑھے میں دھکیل دیا تھا جہاں ان کا تعلق تھا، کیونکہ جبریل نے اپنے گمان کی بہت زیادہ قیمت ادا کی تھی، اگر یہ فرض تھا۔ ایک مردہ عاشق شک کے فائدے کا مستحق ہے۔

پھر وہ وہاں برف میں بے ہوش اس کے قدموں کے پاس لیٹ گیا، اس کے وہاں موجود ہونے کے بالکل ناممکن ہونے کے ساتھ اس کی سانسیں ہٹاتا رہا، اسے لمحہ بہ لمحہ یہ سوچنے کی طرف لے گیا کہ کیا وہ بصری خرابیوں کے سلسلے میں کوئی اور نہیں ہے --اس نے غیر جانبدار کو ترجیح دی۔ زیادہ بھری ہوئی _visions_ کے لیے جملہ --جس کے ذریعے وہ آکسیجن سلنڈروں کو حقیر بنانے اور چومولنگما کو اکیلے پھیپھڑوں کی طاقت پر فتح کرنے کے فیصلے کے بعد سے دوچار تھی۔ اسے اٹھانے کی کوشش، اس کا بازو اس کے کندھوں کے گرد پھسلانا اور اسے آدھا اس کے فلیٹ تک لے جانے کی کوشش --

Machine Translated by Google

آدھے سے زیادہ، اگر سچ کہا جائے تو -اسے پوری طرح قائل کر لیا کہ وہ چمرا نہیں، بلکہ بھاری گوشت اور خون ہے۔ گھر کے راستے میں اس کے پیروں نے اسے ڈنک مارا، اور درد نے ان تمام ناراضگیوں کو دوبارہ جگا دیا جب وہ اسے مردہ سمجھ کر دبا دیتی تھی۔ وہ اب اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی، لموکس، اس کے بستر پر پھیلی ہوئی تھی۔ خدا، لیکن وہ یہ بھول گئی تھی کہ وہ آدمی کیسا پھیلاؤ ہے، رات کے وقت اس نے آپ کے بستر کے پہلو کو کس طرح بند کر دیا اور آپ کو بستر کے کپڑوں سے مکمل طور پر مسترد کر دیا۔ لیکن دوسرے جذبات بھی دوبارہ ابھرے، اور یہ دن جیت گئے۔ کیونکہ وہ یہاں تھا، اس کی حفاظت کے نیچے سو رہا تھا، چھوڑی ہوئی امید: آخر کار، محبت۔

وہ ایک ہفتے تک تقریباً چوبیس گھنٹے سوتا رہا، صرف بھوک اور حفظان صحت کی کم از کم ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بیدار ہوا، تقریباً کچھ نہیں کہا۔ اس کی نیند تڑپ رہی تھی: وہ بستر پر دھاڑیں مارتا تھا، اور کبھی کبھار اس کے ہونٹوں سے الفاظ نکل جاتے تھے: _جاہلیہ، اللات، ہند_۔ اپنے جاگتے لمحوں میں وہ نیند کے خلاف مزاحمت کرنا چاہتا تھا، لیکن اس نے اس کا دعوئ کیا، اس کی لہریں اس کے اوپر لپکتی ہیں اور اسے غرق کر دیتی ہیں جب کہ اس نے، تقریباً رحم دلی سے، ایک کمزور بازو لہرایا۔ وہ اندازہ لگانے سے قاصر تھی کہ اس طرح کے رویے کو کن تکلیف دہ واقعات نے جنم دیا ہو گا، اور تھوڑا سا گھبرا کر اپنی ماں کو فون کیا۔ ایلیجا سوئے ہوئے جبریل کا معائنہ کرنے پہنچی، اس کے ہونٹوں کا پیچھا کیا، اور اعلان کیا: "وہ ایک شخص ہے۔" وہ زیادہ سے زیادہ سنگر برادرز کی ایک قسم کی ڈیبوکری میں تبدیل ہو چکی تھی، اور اس کا تصوف اس کی عملی، پہاڑ پر چڑھنے والی بیٹی کو ناراض کرنے میں کبھی ناکام نہیں ہوا۔ "شاید اس کے کان پر سکشن پمپ استعمال کریں،" ایلیجا نے مشورہ دیا۔ "یہ وہ راستہ ہے جسے یہ مخلوق پسند کرتی ہیں۔"

ایلی نے اپنی ماں کو دروازے سے باہر نکالا۔ "بہت شکریہ،" اس نے کہا۔ "میں آپ کو بتاؤں گا۔"

ساتویں دن وہ بیدار ہوا، آنکھیں گڑیا کی طرح کھلی ہوئی تھیں، اور فوراً ہی اس کے پاس پہنچا۔ نقطہ نظر کی بے ہودہ پن نے اسے تقریباً اتنا ہی ہنسایا جتنا کہ اس کی غیر متوقع تھی، لیکن ایک بار پھر فطری، حقانیت کا احساس تھا۔ اس نے مسکرا کر کہا، "ٹھیک ہے، تم نے اس کے لیے کہا تھا،" اور بیگی، لچکدار میرون پینٹالونز اور ڈھیلی جیکٹ سے باہر نکل گئی --وہ ایسے کپڑوں کو ناپسند کرتی تھی جو اس کے جسم کی شکل کو ظاہر کرتے ہوں --اور یہ جنسی میراتھن کا آغاز تھا جو وہاں سے چلی گئی۔ وہ دونوں زخم، خوش اور تھک گئے جب یہ آخر کار رک گیا۔

اس نے اس سے کہا: وہ آسمان سے گرا اور زندہ رہا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اس پر یقین کیا، کیونکہ اس کے والد کے زندگی کے بے شمار اور متضاد امکانات پر یقین تھا، اور اس وجہ سے کہ پہاڑ نے اسے سکھایا تھا۔

"ٹھیک ہے" اس نے سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔ "میں خرید لوں گا۔ بس ماں کو مت بتانا، ٹھیک ہے؟"
کائنات عجائبات کی جگہ تھی، اور صرف عادت، روزمرہ کی بے ہوشی، نے ہماری بینائی کو کم کر دیا تھا۔ اس نے کچھ دن پہلے پڑھا تھا کہ دبن کے ان کے قدرتی عمل کے حصے کے طور پر، آسمان میں ستاروں نے کاربن کو کچل کر ہیروں میں بدل دیا۔ ستاروں کا باطل میں ہیروں کی بارش کرنے کا خیال: یہ بھی ایک معجزہ کی طرح لگتا تھا۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو یہ بھی ہو سکتا ہے۔

بچے کروڑوں منزل کی کھڑکیوں سے باہر گرے اور اچھال گئے۔ François Truffaut کی فلم _L"Argent du Poche_ میں اس کے بارے میں ایک منظر تھا ... وہ

Machine Translated by Google

اس کے خیالات پر توجہ مرکوز کی. "کبھی کبھی،" اس نے کہنے کا فیصلہ کیا، "میرے ساتھ بھی حیرت انگیز چیزیں ہوتی ہیں۔"

اس نے پھر اسے بتایا جو اس نے کبھی کسی جاندار کو نہیں بتایا تھا: ایورسٹ، فرشتوں اور برف کے شہر کے بارے میں۔ "یہ صرف ایورسٹ پر ہی نہیں تھا،" اس نے کہا، اور ہچکچاہٹ کے بعد جاری رکھا۔ جب وہ واپس لندن پہنچی تو وہ پشتے کے ساتھ چہل قدمی کے لیے چلی گئی تاکہ اسے اور پہاڑ کو اپنے خون سے نکالنے کی کوشش کی جا سکے۔ یہ صبح کا وقت تھا اور ایک دھند کا بھوت تھا اور موٹی برف نے سب کچھ مبہم کر دیا تھا۔ پھر برفانی تودے آگئے۔

ان میں سے دس تھے، جو شاندار سنگل فائل اپریور میں چل رہے تھے۔ ان کے اردگرد دھند زیادہ گھنی تھی، اس لیے جب تک وہ اس کے پاس نہیں گئے تھے کہ وہ ان کی شکلیں، دنیا کے دس سب سے اونچے پہاڑوں کی بالکل چھوٹی سی ترتیب، چڑھتے ہوئے ترتیب میں، اس کے پہاڑ کے ساتھ، _eht_پہاڑ کو سمجھتی تھیں۔ پیچھے وہ یہ جاننے کی کوشش کر رہی تھی کہ برف کے تودے کیسے دریا کے پار پلوں کے نیچے سے گزرنے میں کامیاب ہو گئے جب کہ دھند گہرا ہو گئی، اور پھر، چند لمحوں بعد، برف کے تودے اپنے ساتھ لے کر پوری طرح تحلیل ہو گئے۔ "لیکن وہ وہاں موجود تھے۔" اس نے جبریل سے اصرار کیا۔ "نانگا پربت، دھولاگیری، gneFXixabangma." .اس نے بحث نہیں کی۔ "اگر آپ یہ کہتے ہیں، تو میں جانتا ہوں کہ یہ واقعی ایسا ہی تھا۔"

ایک آئس برگ پانی ہے جو زمین بننے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک پہاڑ، خاص طور پر ہمالیہ، خاص طور پر ایورسٹ، زمین کی طرف سے آسمان میں تبدیل ہونے کی کوشش ہے۔ یہ زمینی پرواز ہے، زمین بدل گئی --تقریبا --ہوا میں، اور حقیقی معنوں میں، بلند ہو گئی۔ پہاڑ کا سامنا کرنے سے بہت پہلے، ایلی کو اس کی روح میں اس کی موجودگی کا علم تھا۔ اس کا اپارٹمنٹ ہمالیہ سے بھرا ہوا تھا۔ کارک میں ایورسٹ کی نمائندگی، پلاسٹک میں، ٹائل، پتھر، ایکریلیکس، اینٹوں میں جگہ کے لیے جھٹکے؛ یہاں تک کہ ایک مجسمہ مکمل طور پر برف سے بنا ہوا تھا، ایک چھوٹا سا برگ جسے وہ فریزر میں رکھتی تھی اور دوستوں کو دکھانے کے لیے وقتاً فوقتاً باہر لاتی تھی۔ اتنے کیوں؟ _کیونکہ_ --کوئی دوسرا ممکنہ جواب نہیں --_وہ وہاں تھے_ "دیکھو،" اس نے بستر کو چھوڑے بغیر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا، اپنے پلنگ کے کنارے کی میز سے، اس کا تازہ ترین حصول، موسمی دیودار میں ایک سادہ ایورسٹ۔ "نمچے بازار کے شیرپاوں کی طرف سے تحفہ۔" جبریل علیہ السلام نے اسے لیا، اپنے ہاتھوں میں پھیر دیا۔ جب انہوں نے الوداع کہا تو پیمبا نے شرماتے ہوئے اسے پیشکش کی تھی، اس بات پر اصرار کیا کہ یہ تمام شیرپاوں کی طرف سے ایک گروپ کے طور پر تھا، حالانکہ یہ واضح تھا کہ اس نے اسے خود ہی ختم کر دیا تھا۔ یہ ایک تفصیلی ماڈل تھا، جو برف کے گرنے اور ہلیری سٹیپ کے ساتھ مکمل تھا جو چوٹی تک پہنچنے کے راستے میں آخری بڑی رکاوٹ ہے، اور جس راستے کو انہوں نے چوٹی تک پہنچایا تھا اسے لکڑی میں گہرائی سے بنایا گیا تھا۔ جبریل نے اسے الٹا کیا تو اسے ایک پیغام ملا، جو بڑی محنت سے انگریزی میں بیس میں کھرچ رہا تھا۔

علی بی بی کو۔ ہم خوش قسمت تھے۔ دوبارہ کوشش نہ کرنا

ایلی نے جو بات جبریل کو نہیں بتائی تھی وہ یہ تھی کہ شیرپا کی ممانعت نے اسے خوفزدہ کر دیا تھا، اس نے اسے یقین دلایا تھا کہ اگر اس نے دوبارہ کبھی دیوی پہاڑ پر قدم رکھا تو وہ ضرور مر جائے گی، کیونکہ انسانوں کے چہرے کو ایک سے زیادہ بار دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ الہی کی لیکن پہاڑ شیطانی ہونے کے ساتھ ساتھ ماورائی بھی تھا، یا، بلکہ، اس کا شیطانیت اور اس کا

Machine Translated by Google

بدگمانی ایک تھی، یہاں تک کہ پیمبا کی پابندی کے بارے میں سوچنے سے بھی اس کی ضرورت کا احساس اتنا گہرا تھا کہ اس نے اسے زور سے کراہا، جیسے جنسی خوشی یا مایوسی میں۔ اس نے جبریل سے کہا کہ "ہمالیہ،" اس لیے کہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ واقعی اس کے ذہن میں کیا ہے، "جذباتی چوٹیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی چوٹیاں بھی ہیں: اوپیرا کی طرح۔ یہی چیز انہیں اتنا لاجواب بناتی ہے۔ کچھ نہیں مگر سب سے تیز بلندیوں کے۔ ایک مشکل چال کھینچو، اگرچہ۔" ایلی کے پاس کنکریٹ سے خلاصہ کی طرف جانے کا ایک طریقہ تھا، ایک ٹراپ اس قدر اتفاقی طور پر حاصل کیا گیا کہ سننے والے کو آدھا چھوڑ دیا جائے-- سوچ رہی تھی کہ کیا وہ دونوں کے درمیان فرق جانتی ہے؛ یا، اکثر، اس بات کا یقین نہیں ہے کہ آیا، آخر میں، اس طرح کے فرق کو موجود کہا جا سکتا ہے.

ایلی نے اپنے آپ کو یہ علم حاصل کیا کہ اسے پہاڑ کو تسکین دینا ہے یا مرنا ہے، کہ چپٹے پاؤں کے باوجود جس نے کسی بھی سنگین کوہ پیمائی کو سوال سے باہر کردیا تھا، وہ اب بھی ایورسٹ سے متاثر تھی، اور یہ کہ اس نے اپنے دلوں میں ایک ناممکن کو چھپا رکھا تھا۔ اسکیم، مورس ولسن کا مہلک وژن، آج تک کبھی حاصل نہیں ہوا۔ یعنی: تنہا چڑھائی۔

جس کا اس نے اعتراف نہیں کیا: کہ اس نے لندن واپسی کے بعد سے ماریس ولسن کو چمنی پاٹس کے درمیان بیٹھا دیکھا تھا، جو پلس فور اور تام او"-شینٹر ٹوپی میں اشارہ کرتا ہوا گوبلن تھا۔ --اور نہ ہی جبریل فرشتہ نے اسے اپنے تعاقب کے بارے میں بتایا۔ ریکھا مرچنٹ کے تماشے سے۔ ان کے درمیان ان کی تمام جسمانی قربت کے لئے ابھی بھی بند دروازے تھے: ہر ایک نے ایک خطرناک بھوت کو چھپا رکھا تھا۔ --اور جبریل نے ایلی کے دوسرے نظارے سن کر اپنے غیر جانبدارانہ الفاظ کے پیچھے ایک زبردست اشتعال چھپایا _if --آپ یہ کہتے ہیں، پھر میں جانتا ہوں_ --اس مزید ثبوت سے پیدا ہونے والی ایک تحریک یہ ہے کہ خوابوں کی دنیا جاگنے کے اوقات میں پھیل رہی تھی، کہ دونوں کو تقسیم کرنے والی مہریں ٹوٹ رہی تھیں، اور یہ کہ کسی بھی وقت دونوں آسمان آپس میں مل سکتے ہیں۔ , --کہنے کا مطلب ہے کہ تمام چیزوں کا خاتمہ قریب تھا۔ ایک صبح ایلی، بے خوابی کی نیند سے بیدار ہوئی، اس نے اسے بلیک کی _Marriage of Heaven and Hell_ کی طویل عرصے سے نہ کھولی ہوئی کاپی میں ڈوبا ہوا پایا، جس میں اس کا چھوٹا نفس، کتابوں کی بے عزتی، نمبر بنایا تھا۔ نشانات کا: خاکہ، حاشیے میں نشان، فجائیہ، متعدد سوالات۔ یہ دیکھ کر کہ وہ بیدار ہوئی ہے، اس نے شریر مسکراہٹ کے ساتھ ان عبارتوں کا انتخاب پڑھا۔ "جہنم کے امثال سے،" اس نے شروع کیا۔

"_بکری کی ہوس خدا کا فضل ہے_" وہ غصے سے شرما گئی۔ "اور اس سے بڑھ کر کیا ہے،" اس نے آگے کہا، _"قدیم روایت کہ دنیا چھ ہزار سال کے آخر میں آگ میں بھسم ہو جائے گی، سچ ہے، جیسا کہ میں نے جہنم سے سنا ہے۔ پھر صفحہ نیچے کیجیے: جنسی لطف کی بہتری سے گزرو_ مجھے بتاؤ، یہ کون ہے؟ میں نے اسے صفحات میں دبا ہوا پایا۔" اس نے اسے ایک مردہ عورت کی تصویر سونپی: اس کی بہن، ایلینا، یہاں دفن ہوئی اور بھول گئی۔ بصارت کا ایک اور عادی؛ اور عادت کا نقصان۔ "ہم اس کے بارے میں زیادہ بات نہیں کرتے ہیں۔" وہ بستر پر بے لباس گھٹنے ٹیک رہی تھی، اس کے پیلے بالوں نے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ "اسے واپس رکھ دو جہاں تم نے اسے پایا۔"

_میں نے نہ خدا کو دیکھا، نہ کسی کو سنا، ایک محدود نامیاتی تصور میں؛ لیکن میرے حواس نے ہر چیز میں لامحدود دریافت کیا۔ اس نے کتاب کو گھمایا، اور ایلینا کون کی جگہ دوبارہ تخلیق شدہ آدمی کی تصویر کے ساتھ بیٹھی ہوئی

Machine Translated by Google

ایک پہاڑی پر ننگا اور ٹانگوں والا جس کے عقبی سرے سے سورج چمک رہا تھا۔ _میں نے ہمیشہ پایا ہے کہ فرشتوں کے پاس اپنے آپ کو واحد عقلمند کہنے میں باطل ہے۔ علی نے اپنے ہاتھ اوپر کیے اور چہرہ ڈھانپ لیا۔ جبریل نے اسے خوش کرنے کی کوشش کی۔ "آپ نے فلائی لیف میں لکھا ہے: 'دنیا کی تخلیق. آرک بش. عشر، 4004 BC. Apocalypseکی متوقع تاریخ، ...، _'1996 لہذا جنسی لطف اندوزی میں بہتری کا وقت ابھی باقی ہے۔" اس نے سر ہلایا: رکو۔

وہ رک گیا۔ ”بتاؤ۔“ اس نے کتاب ہٹاتے ہوئے کہا۔

اوو

بیس سال کی عمر میں ایلینا نے لندن کو طوفان سے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس کا جنگلی چھ فٹ کا جسم سنہری زنجیر والے میل Rabanneسے آنکھ مار رہا ہے۔ اس نے زمین پر اپنی ملکیت کا اعلان کرتے ہوئے ہمیشہ اپنے آپ کو غیر معمولی یقین دہانی کے ساتھ اٹھایا تھا۔ شہر اس کا میڈیم تھا، وہ اس میں مچھلی کی طرح تیر سکتی تھی۔ وہ اکیس سال کی عمر میں مر گئی تھی، ٹھنڈے پانی کے باتھ ٹب میں ڈوب گئی تھی، اس کا جسم نفسیاتی ادویات سے بھرا ہوا تھا۔ کیا کوئی کسی کے عنصر میں ڈوب سکتا ہے، ایلی نے بہت پہلے سوچا تھا۔ اگر مچھلی پانی میں ڈوب سکتی ہے تو کیا انسان ہوا میں دم گھٹ سکتا ہے؟ ان دنوں ایلی، اٹھارہ...

انیس، ایلینا کو اس کی یقین دہانیوں پر رشک آیا تھا۔ اس کا عنصر کیا تھا؟ یہ روح کی کس متواتر جدول میں پایا جا سکتا ہے؟ --اب، ہمالیائی تجربہ کار، چپٹے پاؤں، اس نے اس کے نقصان پر ماتم کیا۔ جب آپ بلند افق حاصل کر لیتے ہیں تو اپنے خانے میں واپس جانا آسان نہیں ہوتا، ایک تنگ جزیرے میں، جو اینٹی کلائمکس کی ابدیت ہے۔ لیکن اس کے پاؤں غدار تھے اور پہاڑ مار ڈالے گا۔

افسانوی ایلینا، کوچر پلاسٹک میں لپٹی کور گرل، اپنی لافانی ہونے کا یقین کر چکی تھی۔ ایلی، اپنے ورلڈز اینڈ کریش پیڈ میں اس سے ملنے گئی، شوگر کے گانٹھ سے انکار کر دیا، دماغ کو پہنچنے والے نقصان کے بارے میں کچھ بڑبڑایا، ناکافی محسوس کیا، ہمیشہ کی طرح ایلینا کی کمپنی میں۔ اس کی بہن کا چہرہ، آنکھیں بہت چوڑی، تھوڑی بہت تیز، اثر زبردست، طنزیہ انداز میں پیچھے کی طرف دیکھا۔ ایلینا نے کہا کہ دماغی خلیات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ "آپ چند کو بچا سکتے ہیں۔" دماغ کی فالتو صلاحیت ایلینا کا سرمایہ تھی۔ اس نے اپنے خلیے پیسے کی طرح خرچ کیے، اپنی بلندیوں کی تلاش میں۔ دن کے محاورے میں، اڑنے کی کوشش کرنا۔ زندگی کی طرح موت بھی چینی میں لپٹی ہوئی اس کے پاس آئی۔

اس نے چھوٹی ایللویا کو "بہتر" کرنے کی کوشش کی تھی۔ "ارے، تم بہت اچھے لگ رہے ہو، اسے ان ڈنگروں میں کیوں چھپایا؟ میرا مطلب ہے، خدا، پیارے، آپ کے پاس سارا سامان موجود ہے۔" ایک رات اس نے ایلی کو زیتون کے سبز آئٹم میں تیار کیا جو جھرجھریوں اور غیر حاضریوں پر مشتمل تھی جس نے بمشکل اس کے جسم کے ذخیرے کی کمر کو ڈھانپ رکھا تھا: _مجھے کینڈی کی طرح چینی کرنا_، ایلی کی خالصانہ سوچ تھی، _میری اپنی بہن نے مجھے دکان کی کھڑکی میں نمائش کے لیے رکھا، بہت شکریہ_. وہ پرجوش لارڈلنگ سے بھرے ایک گیمنگ کلب میں گئے، اور ایلینا کی توجہ کسی اور طرف ہونے پر ایلی تیزی سے روانہ ہو گئی۔ ایک ہفتہ بعد، اپنی بہن کی مباشرت کی کوشش کو مسترد کرنے پر، اس قدر بزدل ہونے پر خود پر شرمندہ، وہ ورلڈ اینڈ پر ایک بین بیگ پر بیٹھ گئی اور ایلینا کے سامنے اعتراف کیا کہ وہ اب کنواری نہیں رہی۔

جس پر اس کی بڑی بہن نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور اس کے قدیم ناموں سے پکارا: ٹرامپ، سلٹ، ٹارٹ۔ "ایلینا کون کبھی بھی کسی آدمی کو انگلی رکھنے کی اجازت نہیں دیتی،" اس نے چیخ کر کہا، اپنے آپ کو تیسرا شخص سمجھنے کی صلاحیت کو ظاہر کرتے ہوئے، "ایک ناخن نہیں، میں جانتی ہوں کہ میں کیا قابل ہوں، پیاری، میں جانتی ہوں کہ اسرار کیسے مر جاتا ہے۔ جس لمحے انہوں نے اپنی مرضی ڈال دی، مجھے معلوم ہونا چاہیے تھا۔

Machine Translated by Google

تم ایک ویشیا ہو گی. میرے خیال میں کوئی کمیونسٹ،" وہ زخمی ہوگئی۔ اسے اس طرح کے معاملات میں اپنے والد کے تعصبات ورثے میں ملے تھے۔ ایلی، جیسا کہ ایلینا جانتی تھی، نہیں تھی۔

اس کے بعد ان کی زیادہ ملاقات نہیں ہوئی تھی، ایلینا اپنی موت تک شہر کی کنواری ملکہ رہی --پوسٹ مارٹم نے اسے _intacta virgo_ کے طور پر تصدیق کر دی --جبکہ ایلی نے انڈرویئر پہننا چھوڑ دیا، چھوٹے، ناراض میگزینوں پر عجیب و غریب ملازمتیں لیں، اور کیونکہ اس کی بہن اچھوت تھی وہ دوسری چیز بن گئی، ہر جنسی فعل اس کے بہن بھائی کے چمکتے، سفید چہرے پر ایک طمانچہ ہے۔

دو سالوں میں تین اسقاط حمل اور اس میں تاخیر کا علم کہ اس کے مانع حمل گولی کے دنوں نے اسے کینسر کا تعلق ہے، سب سے زیادہ خطرے والے زمروں میں سے ایک میں ڈال دیا۔

اس نے نیوز اسٹینڈ کے بل بورڈ سے اپنی بہن کے انجام کے بارے میں سنا، ماڈل کی "ایسڈ باتھ" موت۔ جب آپ مر جائیں گے تو آپ سزا سے بھی محفوظ نہیں ہیں، اس کا پہلا ردعمل تھا۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ وہ رو نہیں سکتی۔

اس نے جبریل کو بتایا، "میں اسے مہینوں تک میگزین میں دیکھتی رہی۔ "گلوسیز کے طویل لیڈ ٹائمز کی وجہ سے۔" ایلینا کی لاش مراکش کے ریگستانوں میں رقص کرتی تھی، جو صرف ڈائیفینس پردے میں ملبوس تھی۔ یا اسے چاند پر سائے کے سمندر میں برہنہ دیکھا گیا تھا، سوائے خلائی جہاز کے ہیلمٹ کے اور نصف درجن ریشمی بندھن چھاتیوں اور کمر کے گرد بندھے ہوئے تھے۔ ایلی نے تصویروں پر مونچھیں کھینچنا، خبر رساں ایجنٹوں کے غصے کا اظہار کیا۔ اس نے اپنی آنجہانی بہن کو اپنی زومبی جیسی موت کے جریدے سے باہر نکالا اور اسے کچل دیا۔ ایلینا کے متواتر بھوت سے پریشان، ایلی نے _fly_ کی کوشش کے خطرات پر غور کیا؛ کیا flaming falls، کیا macabre جہنم ایسی Icarus اقسام کے لئے مخصوص تھے! وہ ایلینا کو عذاب میں مبتلا روح کے طور پر سوچنے لگی، یہ یقین کرنے کے لیے کہ لڑکیوں کے کیلنڈروں کی ایک غیر متحرک دنیا میں یہ قید جس میں اس نے ڈھلے ہوئے پلاسٹک کی سیاہ چھاتیاں پہن رکھی تھیں، جو اس کے اپنے سے تین سائز بڑے تھے۔ چھدم کے -شہوانی، شہوت انگیز snarls؛ اس کی ناف پر چھپنے والے اشتہاری پیغامات ایلینا کے ذاتی جہنم سے کم نہیں تھے۔ ایلی کو اپنی بہن کی آنکھوں میں چیخ نظر آنے لگی، ان فیشن میں ہمیشہ کے لیے پھنس جانے کا غم پھیل گیا۔

ایلینا کو بدروحوں نے تشدد کا نشانہ بنایا، آگ میں بھسم کر دیا، اور وہ ہل بھی نہیں سکتی تھی... ایک وقت کے بعد ایلی کو ان دکانوں سے بچنا پڑا جس میں اس کی بہن کو ریکوں سے گھورتے ہوئے پایا جا سکتا تھا۔ اس نے میگزین کھولنے کی صلاحیت کھو دی، اور ایلینا کی وہ تمام تصاویر چھپا دی تھیں جو اس کی ملکیت تھیں۔ "الوداع، ییل،" اس نے اپنی پرانی نرسری کا نام استعمال کرتے ہوئے اپنی بہن کی یاد کو بتایا۔ "مجھے تم سے دور دیکھنا ہے۔"

"لیکن میں آخر کار اس کی طرح نکلا۔" پہاڑوں نے اس کے لیے گانا شروع کر دیا تھا۔ جس کے بعد اس نے بھی بلندی کی تلاش میں دماغی خلیات کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔
کوہ پیماؤں کو درپیش مسائل کے ماہر طبیبوں نے اکثر یہ ثابت کیا تھا کہ کوئی شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ انسان آٹھ ہزار میٹر سے زیادہ بلند سانس لینے والے آلات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

آنکھوں کو مرمت کی امید سے باہر ہیمرج ہو جائے گا، اور دماغ بھی پھٹنا شروع ہو جائے گا، بہت زیادہ اور بہت تیزی سے خلیات کھونے لگیں گے، جس کے نتیجے میں مستقل نقصان ہو گا جسے ہائی اونچائی ڈیٹریئریشن کہا جاتا ہے، جس کے بعد جلد ہی موت واقع ہو جائے گی۔ میں نابینا لاشیں محفوظ رہیں گی۔

Machine Translated by Google

ان بلند ترین ڈھلوانوں کا پرما فراسٹ۔ لیکن ایلی اور شیرپا پیمبا اوپر گئے اور ٹیلک کو بتانے نیچے آئے۔ دماغ کے ڈپازٹ خانوں کے خلیات نے کرنٹ -اکاؤنٹ کے نقصانات کی جگہ لے لی۔ نہ ہی اس کی آنکھیں باہر نکلی تھیں۔ سائنسدان کیوں غلط تھے؟ "زیادہ تر تعصب،" ایلی نے پیراشوٹ ریشم کے نیچے جبریل کے گرد جھکتے ہوئے کہا۔ "وہ وصیت کی مقدار نہیں بتا سکتے، اس لیے وہ اسے اپنے حساب سے چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن یہ وہ خواہش ہے جو آپ کو ایورسٹ پر لے جاتی ہے، مرضی اور غصہ، اور یہ فطرت کے کسی بھی قانون کو موڑ سکتا ہے جس کا آپ ذکر کرنا چاہتے ہیں، کم از کم مختصر مدت میں۔ ، کشش ثقل کو خارج نہیں کیا گیا۔ اگر آپ اپنی قسمت کو آگے نہیں بڑھاتے ہیں، ویسے بھی۔

کچھ نقصان ہوا تھا۔ وہ یادداشت کی بے حساب خرابیوں کا شکار ہو رہی تھی: چھوٹی، غیر متوقع چیزیں۔ ایک بار فش مانگر کے پاس وہ _fish_کا لفظ بھول گئی تھی۔ ایک اور صبح اس نے اپنے آپ کو اپنے باتھ روم میں خالی طور پر دانتوں کا برش اٹھاتے ہوئے پایا، وہ اپنے مقصد کو پورا کرنے میں بالکل ناکام تھی۔ اور ایک صبح، سوئے ہوئے جبرئیل کے پاس جاگتے ہوئے، وہ اسے جھنجھوڑ کر یہ مانگنے کے لیے جاگ رہی تھی، "تم کون ہو؟

تم میرے بستر پر کیسے آئے؟" --جب، وقت پر، یادداشت واپس آئی۔
"مجھے امید ہے کہ یہ عارضی ہے،" اس نے اسے بتایا۔ لیکن اب بھی، مورس ولسن کے بھوت کی ظاہری شکلیں فیلڈز کے آس پاس کی چھتوں پر، اپنے دعوتی بازو کو لہرا رہی تھیں۔

اوو

وہ ایک باصلاحیت خاتون تھیں، جو کئی طریقوں سے مضبوط تھیں: بہت زیادہ 1980کی دہائی کی پیشہ ور اسپورٹس وومن، میک مرے پبلک ریلیشن ایجنسی کی ایک کلائنٹ، جو گلوں کو سپانسر کرتی تھی۔ آج کل وہ بھی اشتہارات میں دکھائی دیتی ہیں، اپنی بیرونی مصنوعات اور تفریحی لباس کی اپنی رینج کی تشہیر کرتی ہیں، جن کا مقصد کوہ پیماؤں سے زیادہ چھٹیاں منانے والوں اور شوقیہ افراد کو ہوتا ہے، تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ ہو جسے ہال ویلنس کائنات کہتے ہیں۔ وہ دنیا کی چھت سے سنہری لڑکی تھی، "میرے ٹیوٹونک ٹوسم" کی زندہ بچ جانے والی، جیسا کہ اوٹو کون کو اپنی بیٹیوں کو بلانے کا شوق تھا۔ _ایک بار پھر، یل، میں آپ کے نقش قدم پر چل رہا ہوں۔ بالوں والے مردوں کے زیر تسلط کھیل میں ایک پرکشش عورت بننے کے لیے قابل فروخت ہونا ضروری تھا، اور "آئس کوئین" کی تصویر کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس میں پیسہ تھا، اور اب جب کہ وہ اپنے پرانے، آتشی نظریات سے سمجھوتہ کرنے کے لیے کافی بوڑھی ہو چکی تھی، کندھے اچکانے اور ہنسنے کے علاوہ، وہ اسے بنانے کے لیے، تیار، حتیٰ کہ، ٹی وی ٹاک شوز میں آنے کے لیے تیار تھی۔ خطرناک اشارے کے ساتھ، لڑکوں کے ساتھ بیس ہزار فٹ پر زندگی کے بارے میں ناگزیر اور نہ بدلنے والے سوالات۔ اس طرح کے ہائی پروفائل کیپرز اپنے آپ کے اس نظارے کے ساتھ بے چین ہو کر بیٹھ گئے جس سے وہ اب بھی سختی سے چمٹی ہوئی تھی: یہ خیال کہ وہ ایک فطری تنہائی ہے، خواتین کی سب سے زیادہ نجی ہے، اور یہ کہ اس کی کاروباری زندگی کے تقاضوں نے اسے آدھا کر دیا تھا۔ جبریل کے ساتھ اس کی پہلی لڑائی اس پر ہوئی، کیونکہ اس نے اپنے بے ساختہ انداز میں کہا: "میرا خیال ہے کہ کیمروں سے بھاگنا ٹھیک ہے جب تک کہ آپ جانتے ہوں کہ وہ آپ کا پیچھا کر رہے ہیں۔

لیکن فرض کریں کہ وہ رک جائیں؟ میرا اندازہ ہے کہ آپ مڑ کر دوسری طرف بھاگیں گے۔" بعد میں، جب وہ تیار ہو گئے، تو اس نے اسے اپنے بڑھتے ہوئے سٹارڈم کے ساتھ چھیڑا (چونکہ وہ ایورسٹ کو فتح کرنے والی پہلی جنسی طور پر پرکشش سنہرے بالوں والی بنی، اس لیے شور کافی بڑھ گیا تھا، وہ میل میں خوبصورت شکاریوں کی تصویریں موصول ہوئی ہیں، اعلیٰ زندگی گزارنے والوں کو دعوت نامے بھی ملے ہیں اور بہت سی پاگل بدسلوکی بھی ہے: "میں

Machine Translated by Google

اب آپ ریٹائر ہونے کے بعد خود فلموں میں ہوسکتے ہیں۔ کسے پتا؟ شاید میں کروں۔" جس پر اس نے جواب دیا، اسے اپنے الفاظ کی طاقت سے چونکا، "میرے مردہ جسم پر۔"

اصلی کے آلودہ پانیوں میں داخل ہونے اور کرنٹ کی عمومی سمت میں تیرنے کے لیے اس کی عملی آمادگی کے باوجود، اس نے کبھی یہ احساس نہیں کھویا کہ کوئی خوفناک آفت بالکل کونے کے آس پاس چھپی ہوئی ہے -ایک میراث، یہ، اس کے والد اور بہن کی اچانک موت اس بالوں پر گردن کے کانٹے دار پن نے اسے ایک محتاط کوہ پیما، ایک "حقیقی فیصد آدمی" بنا دیا تھا، جیسا کہ لڑکوں کے پاس ہوتا تھا، اور جیسے جیسے مختلف پہاڑوں پر مداح دوست مر گئے، اس کی احتیاط بڑھ گئی۔ کوہ پیمائی سے دور، اس نے اسے، کبھی کبھی، ایک غیر آرام دہ نظر، ایک چھلانگ دی؛ اس نے ایک ناگزیر حملے کی تیاری کرتے ہوئے قلعے کی بھاری دفاعی ہوا حاصل کی۔ اس سے اس کی ساکھ میں ایک عورت کے ٹھنڈے برگ کے طور پر اضافہ ہوا۔ لوگوں نے اپنا فاصلہ برقرار رکھا، اور، اسے یہ کہتے ہوئے سن کر، اس نے تنہائی کو تنہائی کی قیمت کے طور پر قبول کیا۔ --لیکن یہاں اور بھی تضادات تھے، کیونکہ اس نے، آخر کار، حال ہی میں جب اس نے بغیر آکسیجن کے ایورسٹ پر آخری حملہ کرنے کا انتخاب کیا تھا تو اس نے احتیاط کا مظاہرہ کیا تھا۔ "دیگر تمام مضمرات کو چھوڑ کر،" ایجنسی نے اسے مبارکباد کے اپنے رسمی خط میں یقین دلایا، "یہ آپ کو انسان بناتا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو وہ چیز مل گئی ہے--جہنم کی لکیر، اور یہ ایک مثبت نئی جہت ہے۔" وہ اس پر کام کر رہے تھے۔ اس دوران، ایلی نے تھکے ہوئے حوصلہ میں جبریل کی طرف مسکراتے ہوئے سوچا، جب وہ اس کی نچلی گہرائیوں کی طرف کھسک گیا، اب تم وہاں ہو۔ تقریباً ایک اجنبی اور یہاں سے آپ چلے گئے ہیں اور سیدھے اندر چلے گئے ہیں۔ خدا، میں نے آپ کو دہلیز کے اس پار بھی پہنچا دیا، قریب سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کو لفٹ قبول کرنے کا الزام نہیں لگا سکتا۔

وہ گھریلو تربیت یافتہ نہیں تھا۔ نوکروں کی عادت تھی، اس نے کپڑے، ٹکڑوں، چائے کے تھیلے وہیں چھوڑے جہاں گرے۔ اس سے بھی بدتر: اس نے انہیں گرا دیا، دراصل انہیں وہیں گرنے دیں جہاں انہیں اٹھانے کی ضرورت ہو گی۔ وہ جو کچھ کر رہا تھا اس سے بالکل بے خبر، وہ اپنے آپ کو ثابت کرتا چلا گیا کہ اسے، سڑکوں کے غریب لڑکے کو، اب خود کو صاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بارے میں صرف یہی بات نہیں تھی جس نے اسے پاگل کر دیا تھا۔ وہ شراب کے گلاس ڈالے گی۔ وہ تیزی سے پیتا اور پھر، جب وہ نظر نہیں آرہا تھا، اسے پکڑ کر ایک فرشتہ چہرے والے، انتہائی معصوم سے تسلی دیتا تھا، "اور بھی بہت کچھ، ہے نا؟" گھر کے آس پاس اس کا برا سلوک۔ اسے پادنا پسند تھا۔ اس نے شکایت کی -حقیقت میں شکایت کی، جب اس نے لفظی طور پر اسے برف سے باہر نکالا! --رہائش کی چھوٹی ہونے کے بارے میں۔ "جب بھی میں دو قدم اٹھاتا ہوں تو میرا چہرہ دیوار سے ٹکرا جاتا ہے۔" وہ ٹیلی فون کرنے والوں کے ساتھ بدتمیزی کرتا تھا، _واقعی_ بدتمیز، یہ جاننے کی زحمت کیے بغیر کہ وہ کون ہیں: خود بخود، جس طرح سے فلمی ستارے بمبئی میں تھے، جب کسی موقع پر، ان کو اس طرح کی مداخلت سے بچانے کے لیے کوئی فلنکی دستیاب نہیں تھا۔ ایلیجا نے ایسی ہی ایک فحش بدسلوکی کا سامنا کرنے کے بعد، اس نے کہا (جب اس کی بیٹی آخر میں فون پر آئی): "ذکر کرنے کے لیے معاف کیجئے گا، ڈارلنگ، لیکن آپ کا بوائے فرینڈ میری رائے میں ایک کیس ہے۔"

"ایک کیس، ماں؟" اس نے ایلیجا کی سب سے بڑی آواز نکالی۔ وہ اب بھی شان و شوکت کے قابل تھی، اس کے لیے ایک تحفہ تھا، اس کے بعد کے اوٹو کے فیصلے کے باوجود کہ وہ خود کو بیگ والی خاتون کا روپ دھارے گی۔ "ایک کیس،" اس نے آگے بڑھتے ہوئے اعلان کیا۔

Machine Translated by Google

اس حقیقت پر غور کریں کہ جبریل ایک ہندوستانی درآمد تھا، "کاجو اور بندر گری دار میوے کا۔"

ایلی نے اپنی والدہ کے ساتھ بحث نہیں کی، کسی بھی طرح سے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ وہ جبریل کے ساتھ رہنا جاری رکھ سکتی ہے، چاہے وہ زمین کو پار کر گیا ہو، چاہے وہ آسمان سے گرا ہو۔ طویل مدت کی پیشن گوئی کرنا مشکل تھا؛ یہاں تک کہ درمیانی مدت ابر آلود نظر آئی۔ اس لمحے کے لیے، اس نے اس شخص کو جاننے کی کوشش کرنے پر توجہ مرکوز کی جس نے ابھی یہ فرض کر لیا تھا کہ وہ اس کی زندگی کا عظیم پیار ہے، اس میں شک کی کمی کے ساتھ کہ وہ یا تو ٹھیک ہے یا اس کے سر سے دور ہے۔ کافی مشکل لمحات تھے۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیا جانتا ہے، وہ کیا سمجھ سکتی ہے: اس نے ایک بار کوشش کی، نابوکوف کے برباد شطرنج کے کھلاڑی لوزین کا حوالہ دیتے ہوئے، جس نے محسوس کیا کہ شطرنج کی طرح زندگی میں بھی کچھ ایسے امتزاج ہیں جو لامحالہ شکست کا باعث بنتے ہیں۔ اسے تشبیہ کے ذریعے سمجھانے کے طریقے کے طور پر اس کا اپنا (حقیقت میں کچھ مختلف) آنے والی تباہی کا احساس تھا (جس کا تعلق بار بار آنے والے نمونوں سے نہیں بلکہ غیر متوقع کی ناگزیریت کے ساتھ تھا)، لیکن اس نے اسے تکلیف دہ نگاہوں سے دیکھا جس نے اسے بتایا۔ اس نے مصنف کے بارے میں کبھی نہیں سنا تھا، دفاع کو چھوڑ دیں۔

اس کے برعکس، اس نے اسے حیرت سے پوچھا، نیلے رنگ سے، "کیوں پکابیا؟"
انہوں نے مزید کہا کہ یہ عجیب بات تھی، کیا دہشت گردی کے کیمپوں کے ایک تجربہ کار، اوٹو کوہن کے لیے مشینری، وحشیانہ طاقت، غیر انسانی سلوک کی اس تمام نو فاشسٹ محبت کے لیے جانا نہیں تھا۔ "کوئی بھی شخص جس نے مشینوں کے ساتھ بالکل بھی وقت گزارا ہو،" انہوں نے مزید کہا، "اور بچہ، یہ ہم سب ہیں، سب سے پہلے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کے بارے میں صرف ایک چیز یقینی ہے، کمپیوٹر یا سائیکل۔

وہ غلط ہو جاتے ہیں۔" آپ کو اس کے بارے میں کہاں سے پتہ چلا، وہ شروع ہوئی، اور بڑبڑا کر رہ گئی کیونکہ اسے سرپرستی والا نوٹ پسند نہیں تھا جو وہ مار رہی تھی، لیکن اس نے بلاوجہ جواب دیا۔ پہلی بار جب اس نے میرینیٹی کے بارے میں سنا تھا، اس نے کہا، میں نے چھڑی کا غلط انجام پایا اور سوچا کہ فیوچرزم کا تعلق کٹھ پتلیوں سے ہے۔" میریونیٹ، کٹھپوتلی، اس وقت میں ایک تصویر میں کٹھ پتلیوں کی جدید تکنیکوں کو استعمال کرنے کا خواہشمند تھا، شاید شیطانوں یا دیگر مافوق الفطرت مخلوقات کی تصویر کشی کے لیے۔ تو مجھے ایک کتاب ملی۔" _مجھے ایک کتاب ملی_: جبریل آٹو ڈیکٹ نے اسے ایک انجکشن کی طرح لگا دیا۔ ایک گھر کی ایک لڑکی کو جو کتابوں کا احترام کرتی تھی -اس کے والد نے ان سب کو کسی بھی جلد کو چوم لیا تھا جو اتفاق سے فرش پر گر گیا تھا۔ -اور جس نے ان کے ساتھ برا سلوک کرتے ہوئے رد عمل کا اظہار کیا تھا، ان صفحات کو پھاڑ کر جو وہ چاہتے تھے یا پسند نہیں کرتے تھے، ان پر لکھنا اور نوچنا تھا تاکہ انہیں یہ دکھایا جا سکے کہ باس کون ہے، جبریل کی بے ادبی، غیر بدسلوکی، بغیر کسی احساس کے کتابیں لے جانا۔ genuflectیا تباہ کرنے کی ضرورت، ایک نئی چیز تھی؛ اور، اس نے قبول کر لیا، خوشنما، اس نے اس سے سیکھا، تاہم، وہ کسی بھی حکمت سے بے نیاز لگ رہا تھا، مثال کے طور پر، صحیح جگہ کے بارے میں جہاں وہ تصرف کرنا چاہیے۔ گندے جرابوں کا۔ جب اس نے یہ تجویز کرنے کی کوشش کی کہ اس نے "اپنا حصہ کیا"، تو وہ ایک گہرے، زخمی بدمعاش میں چلا گیا، اس امید میں کہ وہ ایک اچھے مزاج میں واپس آ جائے گا۔ کسی بھی شرح، کرنے کے لئے.

اس کے بارے میں سب سے بری چیز، اس نے عارضی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا، اس کی ذہانت تھی کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل، ذلیل، حملہ آور سمجھتا تھا۔ اس سے کسی بات کا ذکر کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا، خواہ کتنا ہی معقول ہو، نہیں۔

Machine Translated by Google

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کتنی ہی نرمی سے ڈالیں. "جاؤ، جاؤ، ہوا کھاؤ،" وہ چیخے گا، اور اپنے زخمی فخر کے خیمے میں ریٹائر ہو جائے گا۔ -اور اس کے بارے میں سب سے زیادہ دلکش چیز یہ تھی کہ وہ فطری طور پر جانتا تھا کہ وہ کیا چاہتی ہے، جب اس نے انتخاب کیا تو وہ اس کے خفیہ دل کا ایجنٹ کیسے بن سکتا ہے۔ نتیجے کے طور پر، ان کی جنس لفظی طور پر برقی تھی۔ وہ پہلی چھوٹی چنگاری، ان کے افتتاحی بوسے کے موقع پر، کوئی ایک بار نہیں تھی۔ یہ ہوتا رہا، اور کبھی کبھی جب وہ محبت کرتے تھے تو اسے یقین ہو جاتا تھا کہ وہ اپنے چاروں طرف بجلی کی کڑک سن سکتی ہے۔ اس نے محسوس کیا، کبھی کبھی، اس کے بال سرے پر کھڑے ہیں۔ اس نے جبریل کو بتایا، "یہ مجھے اپنے والد کے مطالعہ میں الیکٹرک ڈلڈو کی یاد دلاتا ہے، اور وہ ہنس پڑے۔ "کیا میں تمہاری زندگی کا پیار ہوں؟" اس نے جلدی سے پوچھا، اور اس نے جلدی سے جواب دیا: "یقیناً۔"

اس نے ابتدائی طور پر اس سے اعتراف کیا کہ اس کی ناقابل حصولی، یہاں تک کہ سختی کے بارے میں افواہوں کی حقیقت میں کچھ بنیاد تھی۔ "یل کے مرنے کے بعد، میں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔" اسے اپنی بہن کے چہرے پر محبت کرنے والوں کو پھینکنے کی مزید ضرورت نہیں تھی۔ "اس کے علاوہ میں واقعی میں اس سے مزید لطف اندوز نہیں ہو رہا تھا۔ اس وقت یہ زیادہ تر انقلابی سوشلسٹ تھے، جو میرے ساتھ ایسا کرتے تھے جب وہ ان بہادر خواتین کے بارے میں خواب دیکھتے تھے جو انہوں نے کیوبا کے تین ہفتے کے دوروں میں دیکھی تھیں۔ انہیں کبھی ہاتھ نہیں لگایا۔ جنگی تھکاوٹ اور نظریاتی پاکیزگی نے انہیں بے وقوف بنا دیا۔

وہ 'گوانتامیرا' گنگناتے ہوئے گھر آئے اور مجھے فون کیا۔" اس نے آپٹ آؤٹ کیا۔
"میں نے سوچا، میری نسل کے بہترین دماغوں کو کسی اور غریب عورت کے جسم پر طاقت کے بارے میں بات کرنے دیں، میں بند ہوں۔" اس نے پہاڑوں پر چڑھنا شروع کیا، جب اس نے شروع کیا تو وہ کہتی تھی، "کیونکہ میں جانتی تھی کہ وہ وہاں کبھی میرا پیچھا نہیں کریں گے۔ لیکن پھر میں نے سوچا، بلشٹ۔ میں نے یہ ان کے لیے نہیں کیا؛ میں نے یہ میرے لیے کیا۔"

ہر شام ایک گھنٹے تک وہ اپنے گرے ہوئے محرابوں کی خاطر ننگے پاؤں اوپر نیچے گلی کی سیڑھیاں، انگلیوں کے بل دوڑتی۔ پھر وہ کشن کے ڈھیر میں گر جائے گی، غصے میں نظر آئے گی، اور وہ بے بسی سے ادھر ادھر پھڑپھڑا دے گا، عام طور پر اسے ایک سخت مشروب انڈیلتا ہے: آئرش وہسکی، زیادہ تر۔ اس نے کافی حد تک پینا شروع کر دیا تھا کیونکہ اس کے پاؤں کے مسئلے کی حقیقت میں ڈوب گیا تھا۔ ، سیونارا، گھر جاؤ، گڈ نائٹ۔") ان کی اکیسویں رات ایک ساتھ، جب وہ جیمسنز کے پانچ ڈبلز کے ذریعے کام کر چکی تھی، اس نے کہا: "میں واقعی وہاں کیوں گئی؟ مت ہنسو: اچھائی سے بچنے کے لیے۔ اور برائی۔" وہ نہیں ہنسا۔

"کیا آپ کے اندازے میں پہاڑ اخلاق سے بالاتر ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا.
"یہ وہی ہے جو میں نے انقلاب میں سیکھا،" وہ آگے بڑھی۔ "یہ چیز: معلومات کو بیسویں صدی میں کسی وقت ختم کر دیا گیا، صرف یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کب؛ استدلال کے مطابق، یہ ان معلومات کا حصہ ہے جو ابوبیش، _abo_liished ملی۔ تب سے ہم ایک پریوں کی کہانی میں رہ رہے ہیں۔ میں

سب کچھ جادو سے ہوتا ہے۔ ہم پریوں کو یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ تو ہم کیسے جانتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط؟ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔ تو جو میں نے سوچا وہ یہ تھا کہ یا تو آپ اپنا دل توڑ کر یہ سب کچھ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں، یا آپ پہاڑ پر جا کر بیٹھ سکتے ہیں، کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سب سچ چلا گیا، یقین کریں یا نہ کریں، یہ صرف اوپر ہی گیا اور ان شہروں سے بھاگ گیا۔ جہاں ہمارے پیروں کے نیچے کا سامان بھی بنا ہوا ہے، ایک جھوٹ، اور وہ وہاں کی پتلی پتلی ہوا میں چھپا ہوا ہے جہاں جھوٹ بولنے والے اس کے پیچھے آنے کی ہمت نہیں کرتے۔

Machine Translated by Google

دماغ پھٹ جاتے ہیں. یہ وہاں سب ٹھیک ہے. میں وہاں رہا ہوں. مجھ سے پوچھو۔" وہ سو گئی، وہ اسے بیڈ پر لے گیا۔

ہوائی جہاز کے حادثے میں اس کی موت کی خبر اس تک پہنچنے کے بعد، اس نے اسے ایجاد کر کے اپنے آپ کو اذیت دی تھی: قیاس آرائی کرکے، یعنی اپنے گمشدہ عاشق کے بارے میں۔ وہ پہلا آدمی تھا جس کے ساتھ وہ پانچ سال سے زیادہ عرصے میں سوئی تھی: اس کی زندگی میں کوئی چھوٹی شخصیت نہیں تھی۔ وہ اپنی جنسیت سے منہ موڑ چکی تھی، اس کی جبلت نے اسے متنبہ کیا تھا کہ دوسری صورت میں ایسا کرنا اس میں جذب ہو سکتا ہے۔ کہ یہ اس کے لیے تھا، ہمیشہ، ایک بڑا موضوع، نقشہ بنانے کے لیے ایک مکمل تاریک براعظم، اور وہ اس راستے پر جانے کے لیے تیار نہیں تھی، وہ ایکسپلورر بنیں، ان ساحلوں کو چارٹ کریں: مزید نہیں، یا، شاید، ابھی تک نہیں۔ . لیکن اس نے محبت کے بارے میں اپنی لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچانے کے احساس کو کبھی نہیں جھٹکا تھا، اس کے بارے میں کہ اس قدیم، کیپیٹلائزڈ جین، کی طرف تڑپ، خود کی حدود کا دھندلا پن، بٹن کھولنا کس طرح کا ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ آپ اپنے آدم کے سیب سے اپنی کروٹ تک کھلے نہ تھے: صرف الفاظ، کیونکہ وہ چیز نہیں جانتی تھی۔ فرض کریں کہ وہ میرے پاس آیا ہوتا، اس نے خواب دیکھا۔ میں اسے سیکھ سکتا تھا، قدم بہ قدم، اس پر چڑھتا۔ چوٹی تک۔ اپنے کمزور ہڈیوں والے پاؤں سے پہاڑوں سے انکار، میں اس میں پہاڑ تلاش کرتا: بیس کیمپ قائم کرنا، راستوں کو تلاش کرنا، برف کے جھرنے، شگافوں، اوور ہینگز پر گفت و شنید کرنا۔ میں چوٹی پر حملہ کرتا۔ اور فرشتوں کو ناچتے دیکھا۔ ،Oلیکن وہ مر چکا ہے، اور سمندر کی تہہ میں ہے۔

پھر اس نے اسے پایا۔ -اور شاید اس نے اسے بھی ایجاد کیا تھا، تھوڑا سا، کسی کو ایجاد کیا تھا جو اپنی پرانی زندگی سے پیار کرنے کے لیے بھاگنے کے قابل ہو۔ -اس میں کچھ بھی قابل ذکر نہیں ہے۔ اکثر کافی ہوتا ہے؛ اور دونوں موجد آگے بڑھتے ہیں، ایک دوسرے سے کھردرے کناروں کو رگڑتے ہیں، اپنی ایجادات کو ایڈجسٹ کرتے ہیں، تخیل کو حقیقت سے ڈھالتے ہیں، سیکھتے ہیں کہ کیسے اکٹھے رہنا ہے: یا نہیں۔ یہ کام کرتا ہے یا نہیں کرتا ہے۔ لیکن یہ فرض کرنا کہ جبریل فرشتہ اور الیلویا کون اس قدر جانے پہچانے راستے پر چل سکتے تھے کہ اپنے تعلقات کو عام سمجھنے کی غلطی ہے۔ یہ نہیں تھا؛ اتنا زیادہ نہیں تھا جتنا عامیت پر۔

یہ سنگین خامیوں کے ساتھ ایک رشتہ تھا۔
("جدید شہر،" اوٹو کون نے اپنے شوق کے گھوڑے پر اپنے بور خاندان کو میز پر لیکچر دیا تھا، "غیر مطابقت پذیر حقیقتوں کا لوکس کلاسیکس ہے۔ زندگیاں جن کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی کاروبار نہیں ہے وہ اومنی بس پر شانہ بشانہ بیٹھتی ہے۔ ایک کائنات، پر ایک زیبرا کراسنگ، ایک لمحے کے لیے، خرگوش کی طرح ٹمٹماتی ہوئی، موٹر گاڑی کے ہیڈ لیمپ میں پکڑی جاتی ہے جس میں بالکل اجنبی اور متضاد تسلسل پایا جاتا ہے۔ ٹیوب سٹیشنز، ہوٹلوں کے کسی کوریڈور میں اپنی ٹوپیاں اٹھاتے ہوئے، یہ اتنا برا نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ ملیں تو! یہ یورینیم اور پلوٹونیم ہیں، ہر ایک دوسرے کو گلنے، بوم کرتا ہے۔ , "میں اکثر خود کو تھوڑا سا غیر مطابقت محسوس کرتا ہوں۔")

الیلویا کون اور جبریل فرشتہ کے عظیم جذبے میں خامیاں حسب ذیل تھیں: اس کی خفیہ خواہش، یعنی محبت سے اس کا خفیہ خوف۔ --جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹنا نہیں چاہتی تھی، حتیٰ کہ اس شخص پر بھی تشدد کیا جاتا تھا، جس کی وہ سب سے زیادہ عقیدت کی تلاش میں تھی۔ --اور قربت جتنی گہری ہوگی، اتنا ہی مشکل

Machine Translated by Google

اس نے لات ماری --تاکہ دوسرے کو، مکمل بھروسے کی جگہ پر لایا گیا، اور اپنے تمام دفاع کو کم کر کے، ضرب کی پوری طاقت حاصل کی، اور تباہ ہو گیا۔ -جو کہ واقعی جبریل فرشتہ کے ساتھ ہوا تھا، جب تین ہفتوں کے انتہائی پرجوش محبت کے بعد ان میں سے کسی کو بھی معلوم ہوا تھا کہ اسے بغیر تقریب کے بتایا گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو رہنے کے لیے کہیں بہتر، بہت تیز، کیونکہ وہ، ایلی، اس وقت دستیاب سے زیادہ کہنی والے کمرے کی ضرورت ہے؛ --اور اس کی حد سے زیادہ ملکیت اور حسد، جس سے وہ خود بھی بالکل بے خبر تھا، کیونکہ اس نے پہلے کبھی عورت کے بارے میں ایک خزانہ نہیں سوچا تھا جس کی ہر قیمت پر حفاظت کرنی پڑتی ہے جو کہ قدرتی طور پر کوشش کر رہے ہوں گے۔ اس کو صاف کرنا؛ --اور جن میں سے مزید تقریباً فوری طور پر کہا جائے گا۔ --اور مہلک خامی، یعنی جبریل فرشتہ کا قریب آنے والا احساس --یا اگر آپ چاہیں تو _پاگل خیال_ --کہ وہ واقعی انسانی شکل میں ایک فرشتہ سے کم نہیں تھا، اور نہ صرف کوئی فرشتہ بلکہ فرشتہ تھا۔ تلاوت کی، ان سب میں سب سے بلند (اب کہ شیطان گر چکا تھا)۔

اوو

انہوں نے اپنی خواہشات کی چادروں میں لپٹے اپنے دن اس تنہائی میں گزارے تھے کہ اس کا جنگلی، بے قابو حسد، جو کہ لاگو نے خبردار کیا تھا، "اس گوشت کا مذاق اڑایا جاتا ہے"، فوری طور پر سامنے نہیں آیا۔ اس نے سب سے پہلے کارٹونوں کی تینوں کے مضحکہ خیز معاملے میں خود کو ظاہر کیا جسے ایلی نے اپنے سامنے کے دروازے پر ایک گروپ میں لٹکایا تھا، کریم میں نصب اور پرانے سونے میں فریم کیا گیا تھا، سب ایک ہی پیغام کے ساتھ، نیچے کے دائیں کونے میں کھرچ گئے تھے۔ کریم ماؤنٹ: _ٹو اے، امیدوں میں، برونیل سے_ جبریل نے ان نوشتہ جات کو دیکھا تو اس نے وضاحت طلب کی، مکمل طور پر بڑھے ہوئے بازو کے ساتھ کارٹونوں کی طرف غصے سے اشارہ کرتے ہوئے، جب کہ اپنے آزاد ہاتھ سے اس نے اپنے ارد گرد ایک بیڈ شیٹ پکڑی (وہ اس غیر رسمی انداز میں پہنا ہوا تھا کیونکہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کے لیے وقت آنے والا ہے۔ احاطے کا مکمل معائنہ کرنے کے لیے، _اپنی پوری رقم کسی کی پیٹھ پر خرچ نہیں کر سکتے، یا اپنی بھی_، اس نے کہا تھا؛ ایلی، معافی سے، ہنس دیا۔ "تم Brutusکی طرح لگ رہے ہو، تمام قتل اور وقار،" اس نے اسے چھیڑا۔ "ایک معزز آدمی کی تصویر۔" اس نے پرتشدد انداز میں چیخ کر اسے چونکا دیا: "مجھے فوراً بتاؤ کہ کمینے کون ہے؟"

"تم سنجیدہ نہیں ہو سکتے،" اس نے کہا۔ جیک برونیل ایک اینیمیٹر کے طور پر کام کرتے تھے، وہ پچاس کی دہائی کے آخر میں تھے اور اپنے والد کو جانتے تھے۔ اسے کبھی بھی اس میں ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی، لیکن اس نے اسے وقتاً فوقتاً یہ گرافک تحائف بھیجنے کے گلا گھونٹنے والے، بے لفظ طریقے سے اس سے محبت کی تھی۔

"تم نے انہیں ڈبلیو پی بی میں کیوں نہیں پھینکا؟" جبریل چیخا۔ ایلی، ابھی تک اپنے غصے کے حجم کو پوری طرح سے نہیں سمجھ رہا تھا، ہلکے سے جاری رہا۔ اس نے تصویریں اس لیے رکھی تھیں کہ وہ انہیں پسند کرتی تھیں۔ پہلا ایک پرانا پنچ کارٹون تھا جس میں لیونارڈو ڈاونچی اپنے اٹیلیر میں کھڑا تھا، شاگردوں سے گھرا ہوا تھا، اور مونا لیزا کو فریسبی کی طرح پورے کمرے میں پھینکا تھا۔ "_میرے الفاظ پر نشان لگائیں_،" اس نے کیپشن میں کہا، "_ایک دن لوگ پدوا کے لیے اڑ جائیں گے اس طرح_۔" دوسرے فریم میں _Toff_ کا ایک صفحہ تھا، جو دوسری جنگ عظیم سے متعلق برطانوی لڑکوں کی مزاحیہ تھی۔ یہ اس وقت ضروری سمجھا گیا تھا جب اتنے بچے تھے۔

Machine Translated by Google

وضاحت کے ذریعے، بالغوں کی دنیا میں ہونے والے واقعات کا ایک مزاحیہ -پٹی ورژن بنانے کے لیے انخلاء بن گئے۔ لہذا، یہاں، ہوم ٹیم کے درمیان ہفتہ وار مقابلوں میں سے ایک تھا -ٹاف (ایٹونیا کے بم فریزر اور پن کی پٹی والے پتلون میں ایک خوفناک مونوکلڈ بچہ) اور کپڑے سے ڈھانپے ہوئے، سکف کنڈ برٹ --اور گھناؤنے دشمن، ہوفول Hadolf اور Nastiparts (ٹھگ پرستوں کا ایک گروپ، جن میں سے ہر ایک کا ایک انتہائی گندا حصہ تھا، مثلاً ہاتھ کی بجائے سٹیل کا کانٹا، پنجوں کی طرح پاؤں، دانت جو آپ کے بازو سے کاٹ سکتے ہیں)۔

برطانوی ٹیم ہمیشہ ٹاپ پر آئی۔ جبریل، فریم شدہ کامک کو دیکھتے ہوئے، طنزیہ تھا۔ "تم خونی _انگریز_ تم واقعی ایسا ہی سوچتے ہو؛ یہ وہی ہے جو جنگ واقعی تمہارے لیے تھی۔" ایلی نے اپنے والد کا تذکرہ نہ کرنے یا جبریل کو یہ بتانے کا فیصلہ کیا کہ _Toff_ کے فنکاروں میں سے ایک، نازی برلن کے شدید مخالف شخص وولف کو ایک دن گرفتار کر لیا گیا تھا اور اسے برطانیہ میں دیگر تمام جرمنوں کے ساتھ قید کے لیے لے جایا گیا تھا، اور برونیل کے مطابق، اس کے ساتھیوں نے اسے بچانے کے لیے انگلی نہیں اٹھائی تھی۔ "بے دلی،" جیک نے سوچا تھا۔ "کارٹونسٹ کو صرف ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک آرٹسٹ ڈزنی کیسا ہوتا اگر اس کے پاس دل نہ ہوتا۔ یہ اس کی مہلک خامی تھی۔" برونیل نے _The Wizard of Oz_ میں کردار کے بعد Scarecrow Productions کے نام سے ایک چھوٹا اینیمیشن اسٹوڈیو چلایا۔

تیسرے فریم میں عظیم جاپانی اینیمیٹر یوجی کوری کی فلموں میں سے ایک کی آخری ڈرائنگ تھی، جس کی انوکھی گھٹیا پیداوار نے کارٹونسٹ کے فن کے بارے میں برونیل کے غیر جذباتی نظریے کی بالکل مثال دی۔ اس فلم میں، ایک آدمی فلک بوس عمارت سے گرا۔ ایک فائر انجن جائے وقوعہ پر پہنچا اور خود کو گرنے والے شخص کے نیچے کھڑا کر دیا۔ چھت پیچھے کھسک گئی، اسٹیل کی ایک بہت بڑی سپائیک کو ابھرنے کی اجازت دی، اور، ایلی کی دیوار پر موجود سٹیل میں، آدمی پہلے سر پر پہنچا اور سپائیک اس کے دماغ میں ٹکرا گئی۔ "بیمار" جبریل فرشتہ نے کہا۔

یہ شاندار تحائف نتائج حاصل کرنے میں ناکام ہونے کی وجہ سے، برونیل کو کور توڑ کر ذاتی طور پر ظاہر کرنے کا پابند کیا گیا۔ اس نے ایک رات اپنے آپ کو ایلی کے اپارٹمنٹ میں پیش کیا، غیر اعلانیہ اور پہلے سے ہی الکحل کے لیے کافی بدتر ہے، اور اس نے اپنے ٹوٹے ہوئے بریف کیس سے ڈارک رم کی ایک بوتل نکالی۔ اگلی صبح تین بجے اس نے رم پی لی تھی لیکن اس کے جانے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ ایلی، اپنے دانت صاف کرنے کے لیے غسل خانے کی طرف جا رہی تھی، اپنے کمرے کے قالین کے بیچ میں بالکل برہنہ کھڑے اینیمیٹر کو دیکھنے کے لیے واپس آئی، جس نے حیرت انگیز طور پر سڈول جسم کو ظاہر کیا جس میں گھنے سرمئی بالوں کی غیر معمولی مقدار سے ڈھکا ہوا تھا۔ جب اس نے اسے دیکھا تو اس نے اپنے بازو پھیلائے اور پکارا: "مجھے لے جاؤ! جو چاہو کرو!" اس نے اسے کپڑے پہنائے، جتنا وہ کر سکتی تھی، اور اسے اور اس کا بریف کیس آہستہ سے دروازے سے باہر رکھ دیا۔ وہ کبھی واپس نہیں آیا۔

ایلی نے جبریل کو کہانی سنائی، کھلے، ہنستے ہوئے انداز میں جس نے بتایا کہ وہ اس طوفان کے لیے مکمل طور پر تیار نہیں تھی۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ (حالیہ دنوں میں ان کے درمیان معاملات کافی کشیدہ ہو گئے تھے) کہ اس کی معصومیت قدرے ناگوار تھی، کہ وہ تقریباً اس سے برا سلوک شروع کرنے کی امید کر رہی تھی، تاکہ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری اس کی ہو نہ کہ اس کی۔ . . بہر حال، جبریل نے آسمان کو اڑا دیا، اور ایلی پر الزام لگایا کہ اس نے کہانی کے اختتام کو جھوٹا قرار دیا، اور یہ تجویز کیا کہ بیچارہ برونیل اب بھی اس کے ٹیلی فون کا انتظار کر رہا ہے اور وہ اس لمحے اسے فون کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

Machine Translated by Google

اس کی، فرشتہ کی، پیٹھ موڑ دی گئی۔ بڑبڑانا، مختصراً، ماضی کا حسد، سب سے بدترین قسم۔ جیسے ہی اس خوفناک جذبے نے اس کی ذمہ داری سنبھال لی، اس نے خود کو اس کے لیے چاہنے والوں کی ایک پوری سیریز تیار کرتے ہوئے پایا، یہ تصور کرتے ہوئے کہ وہ ہر کونے میں انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے برونیل کی کہانی اسے طعنے دینے کے لیے استعمال کی تھی، اس نے چیخ کر کہا، یہ جان بوجھ کر اور ظالمانہ دھمکی تھی۔ "آپ چاہتے ہیں کہ مردوں کو گھٹنوں کے بل گرا دیا جائے،" وہ چیخا، اس کے خود پر قابو پانے کا ہر ٹکڑا بہت پہلے ختم ہو گیا۔ "میں، میں گھٹنے نہیں ٹیکتا۔"

"یہ ہے،" وہ بولی۔ "باہر۔"
اس کا غصہ دوبالا ہو گیا۔ اپنے ٹوگا کو اپنے گرد لپیٹے ہوئے، وہ کپڑے پہننے کے لیے سونے کے کمرے میں داخل ہوا، اس نے اپنے پاس موجود واحد کپڑے کو پہنا، جس میں سرخ رنگ کا گیبارڈائن اوور کوٹ اور ڈان اینریکوک ڈائمنڈ کا گرے فیلٹ ٹریلبی شامل تھا۔ علی دروازے میں کھڑا دیکھتا رہا۔ "یہ مت سوچو کہ میں واپس آ رہا ہوں،" اس نے چیخ کر کہا، یہ جانتے ہوئے کہ اس کا غصہ اسے دروازے سے باہر نکالنے کے لیے کافی تھا، اس کا انتظار کر رہا تھا کہ وہ اسے پرسکون کرے، نرمی سے بولے، اسے راستہ بتائے۔ رہنا لیکن وہ کندھے اچکا کر وہاں سے چلی گئی، اور تب ہی اس کے سب سے بڑے غضب کے عین لمحے میں، زمین کی حدیں ٹوٹ گئیں، اس نے ایک ایسا شور سنا جیسے کسی ڈیم کے پھٹنے کا ہو، اور جیسے خوابوں کی دنیا کی روحیں سیلاب میں آ گئیں۔
کوٹیڈین کی کائنات میں داخل ہونے سے جبریل فرشتہ نے خدا کو دیکھا۔

بلیک کے یسعیاہ کے لیے، خُدا محض ایک مستقل مزاجی، ایک غیر حقیقی غصہ تھا۔ لیکن جبریل کا ہستی کے بارے میں نظریہ کم از کم تجریدی نہیں تھا۔ اس نے بستر پر بیٹھے ہوئے دیکھا، ایک آدمی جو اپنی ہی عمر کا تھا، درمیانے قد کا، کافی وزنی، نمک اور کالی مرچ والی داڑھی جبڑے کی لکیر کے قریب کٹی ہوئی تھی۔ جس چیز نے اسے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھا کہ ظاہری شکل گنجا ہو رہی تھی، خشکی میں مبتلا دکھائی دے رہی تھی اور عینک پہنی ہوئی تھی۔

یہ وہ نہیں تھا جس کی اس نے امید کی تھی۔ "تم کون ہو؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔ (اب اس کے لیے کوئی دلچسپی نہیں تھی ایللویا کون، جو اسے اپنے آپ سے باتیں کرنے کی آواز سن کر اپنی پٹریوں میں رک گئی تھی، اور جو اب اسے حقیقی گھبراہٹ کے اظہار کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔)

"اوپروالا،" ظاہر نے جواب دیا۔ "اوپر والا ساتھی۔"
"میں کیسے جانوں کہ تم دوسرے نہیں ہو،" جبریل نے چالاکی سے پوچھا، "نیچائیوالا، نیچے کا لڑکا؟"

ایک جرات مندانہ سوال، ایک چٹخارے دار جواب کا حصول۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دیوتا ایک مایوپیک لکھنے والے کی طرح نظر آئے، لیکن یہ یقینی طور پر خدائی غصے کے روایتی آلات کو متحرک کر سکتا ہے۔ کھڑکی کے باہر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ہوا اور گرج نے کمرے کو بلا کر رکھ دیا۔ کھیتوں میں درخت گر گئے۔ "ہم آپ کے ساتھ صبر کھو رہے ہیں جبریل فرشتہ۔ آپ نے کافی عرصے سے ہم پر شک کیا ہے۔" جبریل نے اپنا سر لٹکا دیا، خدا کے غضب سے پھٹ گیا۔ "ہم آپ کو اپنی فطرت کی وضاحت کرنے کے پابند نہیں ہیں،" ڈریسنگ ڈاؤن جاری رکھا۔ "چاہے ہم کثیر شکل، جمع، _اوپر_ اور _نیچائے_ جیسے مخالفوں کے اتحاد کے لحاظ سے ہائبرڈائزیشن کی نمائندگی کرنے والے ہوں، یا ہم خالص، سخت، انتہائی، یہاں حل نہیں ہوں گے۔" جس بے ترتیب بستر پر اس کے مہمان نے آرام کیا تھا اس کا پچھلا حصہ (جس کا اب جبریل نے مشاہدہ کیا تھا، باقی لوگوں کی طرح ہلکی سی چمک رہی تھی) پر ایک انتہائی ناپسندیدہ نظر ڈالی گئی۔ "بات یہ ہے، وہاں ہو جائے گا

Machine Translated by Google

مزید دھیمے مزاج نہ بنو۔ آپ ہمارے وجود کی واضح نشانیاں چاہتے تھے؟ ہم نے آپ کے خوابوں کو بھرنے کے لیے وحی بھیجی جس میں نہ صرف ہماری بلکہ آپ کی فطرت بھی واضح تھی۔ لیکن تم نے اس کے خلاف جنگ کی، اسی نیند کے خلاف جدوجہد کی جس میں ہم تمہیں جگا رہے تھے۔ آپ کے سچائی کے خوف نے آخر کار ہمیں مجبور کیا ہے کہ ہم کسی ذاتی تکلیف کی وجہ سے رات کے ایک پہر اس خاتون کی رہائش گاہ میں خود کو بے نقاب کریں۔ یہ وقت ہے، اب، تشکیل دینے کا۔ کیا ہم نے آپ کو آسمانوں سے اس لیے نکالا کہ آپ کچھ (اس میں کوئی شک نہیں کہ قابل ذکر) فلیٹ فوٹ سنہرے بالوں کے ساتھ تھوک سکتے ہیں؟ کام کرنا باقی ہے۔"

”میں تیار ہوں۔“ جبریل نے عاجزی سے کہا۔ "میں ابھی جا رہا تھا، ویسے بھی۔"

"دیکھو،" ایلی کون کہہ رہا تھا، "جبریل، خدا کی قسم، لڑائی پر کوئی اعتراض نہ کریں۔

سنو: میں تم سے پیار کرتا ہوں۔"

اپارٹمنٹ میں اب صرف وہ دو ہی تھے۔ "مجھے جانا ہے،"

جبریل نے خاموشی سے کہا۔ وہ اس کے بازو پر لٹک گئی۔ "سچ میں، مجھے نہیں لگتا کہ آپ واقعی ٹھیک ہیں." وہ اپنے وقار پر کھڑا تھا۔ "میرے باہر نکلنے کا حکم دینے کے بعد، اب آپ کو میری صحت کا اختیار نہیں ہے۔" اس نے فرار اختیار کیا۔ الیلویا، اس کا پیچھا کرنے کی کوشش کر رہی تھی، دونوں پیروں میں ایسے چھیدنے والے درد سے دوچار تھی کہ کوئی چارہ نہ ہونے کے باعث وہ روتے ہوئے فرش پر گر پڑی: مسالہ فلم کی اداکارہ کی طرح۔ یا ریکھا مرچنٹ جس دن جبریل آخری بار اس کے ساتھ باہر گئے تھے۔ جیسے، بہرحال، ایک ایسی کہانی کا ایک کردار جس میں وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کا تعلق ہے۔

اوو

اپنے بندے کے ساتھ خدا کے غضب کی وجہ سے پیدا ہونے والی موسمیاتی ہنگامہ خیزی نے ایک صاف ستھری رات کو راستہ دیا تھا جس کی صدارت ایک موٹے اور کریمی چاند نے کی تھی۔ صرف گرے ہوئے درخت ہی رہ گئے تھے جو اس وقت کی طاقت کی گواہی دے رہے تھے۔ جبریل، ٹریلبی اپنے سر پر جما ہوا، کمر کے گرد منی بیلٹ مضبوطی سے، گبارڈین میں گھرے ہاتھ --دائیں ہاتھ کا احساس، وہاں، ایک پیپر بیک کتاب کی شکل --اس کے فرار ہونے پر خاموش شکریہ ادا کر رہا تھا۔ اب اس کی قدیمی حیثیت کے بارے میں یقینی طور پر، اس نے اپنے شک کے وقت کے تمام پچھتاوے کو اپنے خیالات سے نکال دیا، اسے ایک نئے عزم کے ساتھ بدل دیا: بے دینوں کے اس شہر، اس آخری دن "عاد یا ثمود، کو خدا کے علم میں واپس لانے کے لیے۔ اس پر تلاوت کلام پاک کی برکات کی بارش کرنے کے لیے اس نے اپنے پرانے نفس کو اپنے سے گرتے ہوئے محسوس کیا اور اسے کندھے اچکا کر مسترد کر دیا لیکن اس وقت کے لیے اپنا انسانی پیمانہ برقرار رکھنے کا انتخاب کیا۔یہ وہ وقت نہیں تھا۔ اس وقت تک بڑھنا جب تک کہ اس نے افق سے افق تک آسمان کو نہ بھر دیا -حالانکہ یہ بھی یقیناً بہت پہلے آئے گا۔

شہر کی گلیاں سانپوں کی طرح اس کے گرد گھوم رہی تھیں۔ لندن ایک بار پھر غیر مستحکم ہو گیا تھا، جس نے اپنی حقیقی، دلفریب، اذیت ناک فطرت کو ظاہر کیا تھا، اس شہر کے بارے میں اس کی اذیت جو اپنے آپ کا احساس کھو چکی تھی، اس کے مطابق، اپنی خود غرضی، نقابوں اور پیروڈیوں کے غصے میں موجود نامردی کی وجہ سے، دب گئی اور مڑ گئی تھی۔ اپنے ماضی کے ناقابل برداشت، ناقابل تردید بوجھ سے، اپنے غریب مستقبل کے تاریک پن کو دیکھ کر۔ وہ اس رات، اور اگلے دن، اور اگلی رات، اور اس وقت تک اس کی گلیوں میں گھومتا رہا جب تک کہ روشنی اور اندھیرے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسا لگتا تھا کہ اسے اب کھانے یا آرام کی ضرورت نہیں تھی، بلکہ صرف اس اذیت زدہ شہر سے گزرنا تھا جس کے تانے بانے اب بن چکے تھے۔

Machine Translated by Google

مکمل طور پر تبدیل، امیر حلقوں کے گھر مضبوط خوف کے ساتھ تعمیر کیے جا رہے ہیں، سرکاری عمارتیں جزوی طور پر شوخی اور کچھ حقارت کی، اور غریبوں کی رہائش گاہیں الجھنوں اور مادی خوابوں سے بھری ہوئی ہیں۔ جب آپ نے فرشتے کی آنکھوں سے دیکھا تو آپ کو سطحوں کے بجائے جوہر نظر آئے، آپ نے گلیوں میں لوگوں کی کھالوں پر روح کی تنزلی اور بلبلے کو دیکھا، آپ نے بعض روحوں کی سخاوت کو دیکھا جو ان کے کندھوں پر پرندوں کی شکل میں ٹکی ہوئی تھیں۔ جب وہ بدلے ہوئے شہر میں گھوم رہا تھا تو اس نے دھوکے سے بنی عمارتوں کے کونے کونے پر چمگادڑ کے پروں والے شہابیوں کو بیٹھے دیکھا اور مردوں کے لیے عوامی پیشاب خانوں کے ٹوٹے ہوئے ٹائل ورک کے ذریعے کیڑے سے جھلکتے ہوئے گوبلنز کو دیکھا۔ جیسا کہ کبھی تیرھویں صدی کا جرمن راہب رچلمس آنکھیں بند کر لیتا تھا اور فوری طور پر زمین پر موجود ہر مرد اور عورت کو گھیرے ہوئے چھوٹے شیطانوں کے بادلوں کو سورج کی روشنی میں دھول کے دھبوں کی طرح ناچتا ہوا دیکھتا تھا، اسی طرح اب جبریل کھلی آنکھوں کے ساتھ اور چاند کی روشنی سے۔ اس کے ساتھ ساتھ سورج نے ہر جگہ اپنے مخالف کی موجودگی کا پتہ لگایا، اس کے --پرانے لفظ کو اس کے اصل معنی دینے کے لئے --_شیطان_۔

سیلاب سے بہت پہلے، اسے یاد آیا --اب جب کہ اس نے فرشتہ کا کردار دوبارہ سنبھال لیا تھا، بظاہر فرشتے کی یادداشت اور حکمت کی پوری رینج اس کے پاس آہستہ آہستہ بحال ہو رہی تھی --فرشتوں کی ایک بڑی تعداد (سیمجازا اور عزازیل کے نام آئے۔ سب سے پہلے) کو جنت سے نکال دیا گیا تھا کیونکہ وہ مردوں کی بیٹیوں کی ہوس میں مبتلا تھے، جنہوں نے وقتاً فوقتاً جنات کی ایک بری نسل کو جنم دیا۔ وہ اس خطرے کی ڈگری کو سمجھنے لگا جس سے وہ ایلیلویا کونے کے آس پاس سے نکلتے وقت بچ گیا تھا۔ اے سب سے جھوٹے مخلوق! اے ہوا کی طاقتوں کی شہزادی! -جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا نام سلام ہے، کو پہلی بار وحی، وحی ملی تھی، تو کیا آپ کو اپنی عقل کا خوف نہیں تھا؟ --اور کس نے اسے یقین دہانی کی پیشکش کی تھی جس کی اسے ضرورت تھی؟ کیوں، خدیجہ، اس کی بیوی۔ اسی نے اسے یقین دلایا کہ وہ کوئی پاگل نہیں بلکہ خدا کا رسول ہے۔ --جبکہ الیلویا نے اس کے لیے کیا کیا تھا؟

تم خود نہیں ہو۔ مجھے نہیں لگتا کہ آپ واقعی ٹھیک ہیں -اے فتنوں کو لانے والے، جھگڑے کے خالق، دل کے درد کے! سائرن، فتنہ انگیز، انسانی شکل میں شیطان! وہ برف جیسا جسم اپنے پیلے، پیلے بالوں کے ساتھ: اس نے اسے کس طرح اس کی روح کو دھندلا دینے کے لیے استعمال کیا تھا، اور اسے اپنے جسم کی کمزوری میں، مزاحمت کرنے کے لیے کتنا مشکل پایا تھا۔ . . اس کی طرف سے اتنی پیچیدہ محبت کے جال میں جکڑا ہوا تھا کہ وہ سمجھ سے باہر تھا، وہ حتمی زوال کے بالکل کنارے پر پہنچ گیا تھا۔

پھر، اوور اینٹیٹی اُس کے لیے کتنی مفید تھی! -اس نے اب دیکھا کہ انتخاب آسان تھا: مردوں کی بیٹیوں کی جہنم کی محبت، یا خدا کی آسمانی عبادت۔ اس نے مؤخر الذکر کا انتخاب کرنا ممکن پایا تھا۔ مختصر عر صہ میں.

اس نے اپنے اوور کوٹ کی دائیں ہاتھ کی جیب سے وہ کتاب نکالی جو ایک ہزار سال قبل روزا کے گھر سے نکلنے کے بعد سے وہاں موجود تھی: اس شہر کی کتاب جسے بچانے کے لیے وہ آیا تھا، ولایت کی راجدھانی پروپر لندن، جس کے لیے رکھا گیا تھا۔ مکمل تفصیل میں اس کا فائدہ، پورے بینگ شوٹ. وہ اس شہر کو چھڑائے گا: جیوگرافرز لندن، Aسے Zتک تمام راستے۔

Machine Translated by Google

شہر کے ایک حصے میں ایک گلی کے کونے پر جو کبھی فنکاروں، بنیاد پرستوں اور طوائفوں کی تلاش میں مردوں کی آبادی کے لیے جانا جاتا تھا، اور اب اشتہاری اہلکاروں اور معمولی فلم پروڈیوسروں کے حوالے کر دیا گیا تھا، مہاراج جبریل کو ایک گمشدہ روح دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ جوان، مردانہ، لمبا، اور انتہائی خوبصورتی کا حامل تھا، جس کی حیرت انگیز طور پر ایکولائن ناک اور لمبے لمبے کالے بال تیل سے بھرے ہوئے تھے اور بیچ میں بٹے ہوئے تھے۔ اس کے دانت سونے کے بنے تھے۔ کھوئی ہوئی روح فٹ پاتھ کے بالکل کنارے پر کھڑی تھی، اس کی پیٹھ سڑک کی طرف تھی، تھوڑا سا زاویہ پر آگے کی طرف جھک گئی تھی اور اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی، جو ظاہر ہے کہ اسے بہت عزیز تھی۔ اس کا طرز عمل حیران کن تھا: پہلے وہ اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز کو سختی سے گھورتا، پھر ادھر ادھر دیکھتا، اپنے سر کو دائیں سے بائیں مارتا، دہکتی ہوئی توجہ سے راہگیروں کے چہروں کا جائزہ لیتا۔ بہت جلدی پہنچنے سے گریزاں، جبریل نے پہلے پاس پر دیکھا کہ کھوئی ہوئی روح جس چیز کو پکڑ رہی تھی وہ پاسپورٹ کے سائز کی ایک چھوٹی تصویر تھی۔ اپنے دوسرے راستے پر وہ بالکل اجنبی کے پاس گیا اور اس کی مدد کی پیشکش کی۔ دوسرے نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا، پھر اس کی ناک کے نیچے تصویر ڈال دی۔ "یہ آدمی،" اس نے شہادت کی لمبی انگلی سے تصویر کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟"

جب جبریل نے تصویر کے باہر گھورتے ہوئے دیکھا، ایک انتہائی خوبصورت نوجوان، جس کی ناک اور لمبے لمبے سیاہ بال، تیل سے بھرے، مرکزی حصے کے ساتھ، تو وہ جانتا تھا کہ اس کی جبلت درست تھی، کہ یہاں ایک مصروف پر کھڑا ہے۔ گلی کا کونا بھیڑ کو دیکھ رہا تھا اگر اس نے خود کو جاتے ہوئے دیکھا، ایک روح اس کے گمراہ جسم کی تلاش میں تھی، اس کے کھوئے ہوئے جسمانی ڈھانچے کی اشد ضرورت میں ایک تماشہ تھا --کیونکہ یہ مہلک فرشتوں کو معلوم ہے کہ روح یا کا وجود نہیں رکھ سکتا (ایک بار روشنی کی سنہری ڈوری جو اسے جسم سے جوڑتی ہے ایک رات اور ایک دن سے زیادہ کے لیے کٹ جاتی ہے۔ "میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں،" اس نے وعدہ کیا، اور نوجوان روح نے جنگلی بے اعتمادی سے اس کی طرف دیکھا۔ جبریل نے آگے جھک کر کا کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے درمیان پکڑا، اور اسے منہ پر مضبوطی سے بوسہ دیا، کیونکہ جس روح کو ایک فرشتہ نے بوسہ دیا ہے، وہ فوراً ہی اپنی کھوئی ہوئی سمت کا احساس دوبارہ حاصل کر لیتی ہے، اور سچے اور صالح راستے پر چل پڑتی ہے۔ --کھوئی ہوئی روح کو، تاہم، ایک پرتعیش بوسہ کے ذریعے پسند کیے جانے پر ایک انتہائی حیران کن ردعمل تھا۔ "سوڈ یو،" اس نے چیخ کر کہا، "میں مایوس ہو سکتا ہوں، یار، لیکن میں اتنا مایوس نہیں ہوں،" --جس کے بعد، ایک بے ساختہ روح میں سب سے زیادہ غیر معمولی یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے، اس نے رب کے مہادوت کو ایک زبردست دھچکا لگا۔ ناک پر بالکل مٹھی کے ساتھ جس میں اس کی تصویر بند تھی؛ --پریشان کن اور خونی نتائج کے ساتھ۔

جب اس کی بینائی صاف ہوئی، کھوئی ہوئی روح چلی گئی تھی لیکن وہیں، زمین سے چند فٹ دور اپنے قالین پر تیر رہی تھی، ریکھا مرچنٹ، اس کی تکلیف کا مذاق اڑاتی تھی۔ "اتنی اچھی شروعات نہیں ہے،" وہ بولی۔ "مہاراج میرا پاؤں۔

جبریل جنب، تم اپنے سر سے دور ہو، اسے مجھ سے لے لو۔ آپ نے اپنی بھلائی کے لیے بہت زیادہ پروں والی قسمیں کھیلیں۔ اگر میں تم ہوتی تو میں تمہارے اس دیوتا پر بھی بھروسہ نہیں کرتی۔" اس نے مزید سازشی لہجے میں کہا، حالانکہ جبریل کو شبہ تھا کہ اس کے ارادے طنزیہ ہیں۔" اس نے اپنے آپ کو اتنا ہی اشارہ کیا، آپ کے اوپر کے جواب کو جھنجوڑتے ہوئے-نیچے جیسا کہ اس نے سوال کیا. افعال کی علیحدگی کا یہ تصور، روشنی بمقابلہ اندھیرا، برائی بمقابلہ خیر، اسلام میں کافی سیدھا ہو سکتا ہے _ -- اے اولادِ آدم، شیطان نہ کرے

Machine Translated by Google

آپ کو بہکانا، جیسا کہ اس نے آپ کے والدین کو باغ سے نکال دیا، ان سے ان کے کپڑے اتارے تاکہ وہ انہیں ان کی شرمندگی دکھائے۔ لیکن تھوڑا پیچھے جائیں اور آپ دیکھیں گے کہ یہ بالکل حالیہ من گھڑت ہے۔ آموس، آٹھویں صدی قبل مسیح، پوچھتا ہے: 'کیا کسی شہر میں برائی ہو گی اور رب نے ایسا نہ کیا ہو؟' دو سو سال بعد Deutero-Isaiahکی طرف سے حوالہ جاہوا نے بھی کہا: 'میں روشنی بناتا ہوں، اور اندھیرے کو پیدا کرتا ہوں۔ میں صلح کرتا ہوں اور برائی پیدا کرتا ہوں۔ میں خداوند یہ سب کام کرتا ہوں۔' یہ صرف چوتھی صدی قبل مسیح کی کتاب کی تاریخ تک نہیں ہے کہ شیطان کا لفظ ایک وجود کے لیے استعمال ہوتا ہے، نہ کہ صرف خدا کی صفت۔ نااہل، جیسا کہ اس نے ایک مشرکانہ روایت سے کیا تھا اور کبھی بھی تقابلی مذہب یا تمام چیزوں میں، اپوکریفہ میں کم دلچسپی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ لیکن وہ ریکھا جو بوستان سے گرنے کے بعد سے اس کا تعاقب کر رہی تھی، جبریل جانتا تھا، حقیقی نہیں تھا۔ کسی بھی مقصد میں، نفسیاتی یا جسمانی طور پر ہم آہنگ۔ --پھر، وہ کیا تھی؟ اسے اپنی بنائی ہوئی چیز کے طور پر تصور کرنا آسان ہو گا --اس کا اپنا ساتھی مخالف، اس کا اندرونی شیطان۔ آرکانا کے ساتھ معاملہ۔ --لیکن وہ خود اس طرح کا علم کیسے حاصل کر گیا تھا؟ کیا واقعی، گزرے دنوں میں، اس کے پاس تھا اور پھر اسے کھو دیا تھا، جیسا کہ اس کی یادداشت نے اسے بتایا تھا؟ لیکن جب اس نے اپنے خیالات کو اپنے "تاریک دور" پر ٹھیک کرنے کی کوشش کی، یعنی جس دور میں وہ غیر ذمہ دارانہ طور پر اپنی فرشتہ صفت سے کفر کرنے پر آ گیا تھا، اسے بادلوں کے ایک گھنے کنارے کا سامنا کرنا پڑا، جس کے ذریعے وہ جھپکتے اور جھپکتے ہوئے، سائے سے کچھ زیادہ ہی نکال سکتے تھے۔) --یا یہ ہو سکتا ہے؟ جو مواد اب اس کے خیالات سے بھرا ہوا ہے، اس کی بازگشت، صرف ایک مثال دینے کے لیے، کہ کس طرح اس کے لیفٹیننٹ فرشتے ایتھوریل اور زیفون نے عدن میں حوا کے کان کے پاس مخالف کو _ٹاڈ کی طرح _squat_پایا تھا، اور اپنی چالوں کا استعمال کرتے ہوئے اس کے اعضاء تک پہنچنے کے لیے اس کی فینسی، اور ان کے ساتھ جعل سازی/ وہم، جیسا کہ وہ فہرست، تصورات اور خواب"، درحقیقت اسی مبہم مخلوق نے اس کے سر میں نصب کر دیا تھا، وہ اوپر کی نیچے والی چیز، جس نے اس کا سامنا الیلویا کے بوڈوئیر میں کیا تھا، اور اسے اپنے سے بیدار کیا تھا۔ دیر تک جاگنے والی نیند؟ --پھر ریکھا بھی شاید اس خدا کی ایک نمائندہ تھی، ایک بیرونی، الہی مخالف تھی نہ کہ اندرونی، جرم کا سایہ۔ ایک کو اس کے ساتھ کشتی لڑنے اور اسے دوبارہ تندرست کرنے کے لیے بھیجا گیا۔

اس کی ناک، خون بہہ رہا تھا، درد سے دھڑکنے لگا۔ وہ درد کبھی برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔ "ہمیشہ رونے والا بچہ،" ریکھا اپنے چہرے پر ہنسی۔ شیطان زیادہ سمجھ گیا تھا: _وہاں رہتا ہے جو اس کے درد سے پیار کرتا ہے؟ __کون نہیں کرے گا، راستہ تلاش کر کے، جہنم سے الگ ہو جائے_، _اگرچہ وہاں برباد ہو جائے؟ آپ خود ہی ہوں گے، بلا شبہ_، _اور دلیری سے جس جگہ بھی جائیں گے_

Machine Translated by Google

درد سے سب سے دور، جہاں آپ بدلنے کی امید کر سکتے ہیں۔ ۔آسانی کے ساتھ عذاب۔

. .

وہ اسے بہتر نہیں رکھ سکتا تھا۔ ایک شخص جو اپنے آپ کو آگ میں پایا وہ کچھ بھی کرے گا، عصمت دری، بھتہ خوری، قتل، فیلو ڈی سی، جو بھی کرنا پڑے۔ اس نے ریکھا کے طور پر اس کی ناک پر رومال دبایا جو اب بھی باہر نکلنے پر موجود ہے۔ اس کے [illegible] مناسب محبت کر سکتے تھے۔ میں محبت کرنا جانتا تھا۔ ہر کسی میں اس کی صلاحیت نہیں ہوتی؛ میرا مطلب ہے، میرا مطلب ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ خود پسند سنہرے بالوں والی بمشیل چھپ چھپ کر بچہ پیدا کرنے کے بارے میں سوچتا ہے اور نہ ہی۔ آپ سے بھی اسی کا تذکرہ کرنا، آپ کے خدا کی طرح بھی نہیں، یہ پرانے زمانے کی طرح نہیں ہے، جب ایسے لوگ مناسب دلچسپی لیتے تھے۔"

اس کے لیے کئی بنیادوں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت تھی۔ ”تم شادی شدہ تھی، ختم کرنا شروع کرو۔“ اس نے جواب دیا۔ "بال - بیرنگ۔ میں آپ کی سائیڈ ڈش تھی۔ نہ ہی میں، جس نے اس کے اپنے ظاہر ہونے کا اتنا انتظار کیا تھا، اب ذاتی ظاہری شکل کے بعد، اس کے بارے میں برا نہیں بولوں گا۔ آخر، یہ سب بیبی ٹاک کیا ہے؟ لگتا ہے کسی بھی انتہا تک جاؤں گا۔"

"تم نہیں جانتی کہ جہنم کیا ہے،" وہ اپنی بے ہنگمیت کا نقاب اتارتے ہوئے پیچھے ہٹی۔ "لیکن، بسٹر، آپ ضرور کریں گے۔ اگر آپ نے کبھی کہا ہوتا تو میں اس بال بیرنگ کو دو سیکنڈ میں پھینک دیتا، لیکن آپ نے خاموشی اختیار کی، اب میں آپ کو وہیں دیکھوں گا: نیچائیوالا کا ہوٹل۔"

"آپ نے اپنے بچوں کو کبھی نہیں چھوڑا ہوگا،" اس نے اصرار کیا۔ "بیچارے ساتھیو، جب تم نے چھلانگ لگائی تو تم نے انہیں پہلے نیچے پھینک دیا۔" اس نے اسے چھوڑ دیا۔ "بات مت کرو!
بات کرنے کی ہمت! مسٹر، میں آپ کا ہنس پکاؤں گا! میں آپ کے دل کو بھون کر اسے ٹوسٹ پر کھاؤں گا! -اور جہاں تک آپ کی اسنو وائٹ شہزادی کا تعلق ہے، تو اس کا خیال ہے کہ بچہ صرف ماں کی ملکیت ہے، کیونکہ مرد آ سکتے ہیں اور مرد جا سکتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہے، کیا ایسا نہیں ہے؟ آپ صرف بیج ہیں، معاف کیجئے گا، وہ باغ ہے۔ بیج سے پودے لگانے کی اجازت کون مانگتا ہے؟ تم کیا جانو، بے وقوف بمبئی کا لڑکا ماموں کے جدید خیالات کے ساتھ گڑبڑ کر رہا ہے۔"

"اور تم" وہ سختی سے واپس آیا۔ "مثال کے طور پر، کیا آپ نے ان کے بچوں کو چھت سے پھینکنے سے پہلے ان کے ڈیڈی جی سے اجازت لی تھی؟" وہ غصے اور پیلے دھوئیں میں غائب ہو گئی، ایک دھماکے کے ساتھ جس نے وہ لڑکھڑا کر رکھ دیا اور ٹوپی اس کے سر سے گرا دی (یہ اس کے پاؤں پر فرش پر الٹ گئی)۔ اس نے اس طرح کی متلی طاقت کا ایک گھناؤنا اثر بھی جاری کیا جس سے تھم کو چپکنا اور ریچ کرنا۔ خالی طور پر: کیونکہ وہ تمام fcocdstuffsاور مائعات سے بالکل خالی تھا، جس نے کئی دنوں تک کوئی غذا نہیں کھائی تھی۔ آہ، لافانی، اس نے سوچا: آہ، جسم کے ظلم سے عظیم رہائی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں دو افراد تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے، ایک پرتشدد نظر آنے والا نوجوان جوڑوں اور چمڑے میں، قوس قزح کے موہیکن بال کٹوانے کے ساتھ اور چہرے کے رنگ کی بجلی کی ایک لکیر اس کی ناک کو نیچے کر رہی تھی، دوسری ایک مہربان ادھیڑ عمر کی عورت۔ ہیڈ اسکارف میں بہت اچھا پھر: دن کو پکڑو۔ ”توبہ کرو۔“ وہ پرجوش انداز میں پکارا۔ "کیونکہ میں خُداوند کا فرشتہ ہوں۔"

Machine Translated by Google

"غریب کمینے،" موبیکن نے کہا اور فرشتہ کی گری ہوئی ٹوپی میں سکہ پھینکا۔
وہ چل پڑا؛ مہربان، چمکتی ہوئی خاتون، تاہم، جبریل کی طرف رازداری سے جھک گئی اور اسے ایک کتابچہ دیا۔ "آپ کو اس میں دلچسپی ہو گی۔" اس نے فوری طور پر اسے نسل پرستانہ متن کے طور پر شناخت کیا جس میں ملک کے سیاہ فام شہری کی "وطن واپسی" کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ اسے لے گئی، اس نے ایک سفید فرشتہ کے طور پر اندازہ لگایا۔ تو فرشتے اس قسم کے زمروں سے مستثنیٰ نہیں تھے، اس نے حیرت سے سیکھا۔

"اسے اس طرح دیکھو،" عورت کہہ رہی تھی، غیر یقینی صورتحال کے لیے اس کی خاموشی اختیار کرتے ہوئے --اور یہ انکشاف کر رہی تھی، کہ اس کی ترسیل کے ایک حد سے زیادہ، اونچی آواز میں انداز میں پھسل گیا، کہ اس نے سوچا کہ اسے بالکل پکا نہیں، ایک لیونٹین فرشتہ، شاید، قبرصی یا یونانی، اس کی بہترین بات کرنے کی ضرورت ہے۔

"اگر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ جہاں سے بھی آئے بھر جائیں، ٹھیک ہے! آپ کو یہ پسند نہیں آئے گا۔"

اوو

ناک میں ٹھونس دیا، پریت کے طعنے دیئے، تعظیم کے بجائے خیرات دی گئی، اور مختلف طریقوں سے شہر کے باسیوں کی گہرائیوں کو ظاہر کیا گیا، "وہاں ظاہر ہونے والی برائی" کی سرکشی، جبریل پہلے سے کہیں زیادہ پرعزم ہو گئے کہ وہ اس شہر کو شروع کر دیں۔ اچھا کرنا، دشمن کے تسلط کی سرحدوں کو پیچھے ہٹانے کے عظیم کام کا آغاز کرنا۔ اس کی جیب میں موجود اٹلس اس کا ماسٹر پلان تھا۔ وہ شہر کے مربع کو مربع کے حساب سے چھڑائے گا، باکلے فارم سے شمال مغربی کونے میں۔ جنوب مشرق میں چانس ووڈ تک چارٹڈ ایریا؛ جس کے بعد، شاید، وہ نقشے کے بالکل کنارے پر واقع مناسب طریقے سے نامزد کورس پر گولف کھیل کر اپنی محنت کے اختتام کا جشن منائے گا: وائلڈرنیسی۔ دشمن خود انتظار کر رہا ہو گا۔شیطان، ابلیس یا اس نے جو بھی نام لیا ہو، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نام جبرئیل کی زبان کی نوک پر تھا- جس طرح مخالف کا چہرہ، سینگوں والا اور بدکار، ساکت تھا۔ کسی حد تک توجہ سے باہر . . ٹھیک ہے، یہ جلد ہی شکل اختیار کر لے گا، اور نام واپس آجائے گا، جبرئیل کو اس کا یقین تھا، کیونکہ اگر اس کی طاقتیں روز بروز بڑھ نہیں رہی تھیں، تو کیا وہ وہ نہیں تھا جو اپنی شان و شوکت کو بحال کر کے، ایک بار دشمن کو گرا دیتا۔ مزید، تاریک ترین گہرائیوں میں؟

.

--وہ نام: یہ کیا تھا؟ کچھ؟ .Tchu Tché Tchin Tchowکوئی بات نہیں. تمام اچھے وقت میں.

اوو

لیکن اس شہر نے اپنی بدعنوانی میں نقشہ نگاروں کے تسلط کے تابع ہونے سے انکار کر دیا، اپنی مرضی سے اور انتباہ کے بغیر شکل بدلتے ہوئے، جبریل کے لیے اس منظم طریقے سے اپنی تلاش تک پہنچنا ناممکن بنا دیا جس کو وہ پسند کرتا تھا۔ کچھ دن وہ انسانی گوشت سے بنے ایک عظیم الشان کالونیڈ کے آخر میں ایک کونے کو موڑتا تھا اور جلد سے ڈھکا ہوتا تھا جس پر خراش پڑنے پر خون نکلتا تھا، اور اپنے آپ کو ایک ایسے اجنبی بنجر زمین میں پاتا تھا، جس کے دور کنارے پر وہ اونچی اونچی عمارتیں دیکھ سکتا تھا، ورن کا گنبد، ٹیلی کام ٹاور کا اونچا دھاتی چنگاری پلگ، ریت کے قلعوں کی طرح ہوا میں گر رہا ہے۔ وہ حیرت زدہ اور گمنام پارکوں میں ٹھوکریں کھاتا اور ویسٹ اینڈ کی ہجوم والی گلیوں میں ابھرتا، جس پر گاڑی چلانے والوں کے خوف سے تیزاب آسمان سے ٹپکنا شروع ہو گیا تھا، جس سے بڑے بڑے سوراخ ہو گئے تھے۔

Machine Translated by Google

سڑکوں کی سطحیں سرابوں کے اس ہنگامے میں اس نے اکثر ہنسی سنی: شہر اس کی نامردی کا مذاق اڑا رہا تھا، اس کے ہتھیار ڈالنے کا انتظار کر رہا تھا، اس کی پہچان کہ جو کچھ یہاں موجود ہے اسے سمجھنے کی اس کی طاقت سے باہر ہے، اسے بدلنا چھوڑ دیں۔ اس نے اپنے بے چہرہ مخالف پر لعنت بھیجی، دیوتا سے مزید نشانی کی درخواست کی، اس ڈر سے کہ شاید اس کی توانائیاں، حقیقت میں، کبھی بھی کام کے برابر نہ ہوں۔ مختصراً، وہ فرشتوں کا سب سے ذلیل اور گھناؤنا بنتا جا رہا تھا، اس کے لباس غلیظ، اس کے بالوں کی لکیریں اور چکنائیاں، اس کی ٹھوڑی کے بال بے قابو ٹفٹس میں اُگ رہے تھے۔ اسی افسوسناک حالت میں وہ فرشتہ زیر زمین پہنچا۔

صبح سویرے ہوئے ہوں گے، کیونکہ سٹیشن کا عملہ دیکھتے ہی دیکھتے اوپر آ گیا، تالے کو کھولنے اور پھر رات کی دھات کی گرل کو پیچھے ہٹانے کے لیے۔ وہ ان کا پیچھا کرتا ہوا، سر نیچا، جیبوں میں گھرے ہاتھ (اسٹریٹ اٹلس کو بہت پہلے ضائع کر دیا گیا تھا)؛ اور آخر کار آنکھیں اٹھا کر اپنے آپ کو آنسوؤں میں تحلیل ہونے کے دہانے پر ایک چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔

"گڈ مارننگ،" اس نے مہم جوئی کی، اور ٹکٹ آفس میں موجود نوجوان خاتون نے تلخی سے جواب دیا، "اس میں کیا اچھا ہے، میں یہی جاننا چاہتی ہوں،" اور اب اس کے آنسو آ گئے، بولڈ، گول اور بہت تھے۔ "وہاں، وہاں، بچہ،" اس نے کہا، اور اس نے اسے ایک ناقابل یقین نظر دیا. "تم کوئی پادری نہیں ہو،" اس نے کہا۔ اس نے تھوڑا سا عارضی طور پر جواب دیا: "میں فرشتہ ہوں، جبریل۔" وہ ہنسنے لگی، جیسے اچانک وہ روئی ہو۔ "یہاں صرف فرشتے ہی کرسمس کے موقع پر چراغوں سے لٹکتے ہیں۔ روشنیاں۔ صرف کونسل ہی ان کی گردنوں سے جھولتی ہے۔" اسے ٹالنا نہیں تھا۔ "میں جبریل ہوں،" اس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے دہرایا۔ "تلاوت کرو۔" اور، اس نے خود پر زور دے کر حیرت کا اظہار کیا، _مجھے یقین ہے کہ میں یہ کر رہا ہوں، اپنے دل کو کچھ آوارہ کرنے کے لیے خالی کر دوں، مجھے یہ پسند نہیں، تم جانتے ہو_، ٹکٹ کلرک نے بولنا شروع کیا۔

اس کا نام اورفیا فلپس تھا، بیس سال کی، والدین دونوں زندہ ہیں اور اس پر انحصار کرتے ہیں، خاص طور پر اب جب کہ اس کی بیوقوف بہن ہیاکنتھ نے فزیو تھراپسٹ کی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ اس نوجوان کا نام، یقیناً وہاں ایک نوجوان تھا، اوریا موسیلی تھا۔ اسٹیشن نے حال ہی میں دو چمکتی ہوئی نئی لفٹیں نصب کی ہیں اور اورفیا اور یوریا ان کے آپریٹر تھے۔ رش کے اوقات میں، جب دونوں لفٹیں کام کر رہی تھیں، ان کے پاس بات چیت کے لیے بہت کم وقت ہوتا تھا۔ لیکن باقی دن میں صرف ایک لفٹ استعمال ہوتی تھی۔ اورفیا نے لفٹ شافٹ کے بالکل ساتھ ٹکٹ کلیکشن پوائنٹ پر اپنی پوزیشن سنبھال لی، اور اوری نے نیچے اس کے ساتھ کافی وقت گزارا، اپنی چمکتی ہوئی لفٹ کے دروازے کے جیم سے ٹیک لگائے اور اپنے دانت چننے میں کامیاب ہو گئے۔ چاندی کا ٹوتھ پک اس کے پردادا نے پرانے وقت کے باغبانی کے مالک سے آزاد کرایا تھا۔ یہ سچا پیار تھا۔ "لیکن میں ابھی لے جاتا ہوں"

اورفیا نے جبریل کو پکارا۔ "میں ہمیشہ احساس کے لئے بہت جلدباز ہوں۔" ایک دوپہر، ایک آرام کے دوران، اس نے اپنی پوسٹ کو چھوڑ دیا تھا اور اس کے سامنے سیدھا قدم بڑھایا جب اس نے جھک کر دانت نکالے، اور اس کی آنکھ میں نظر دیکھ کر اس نے پک ہٹا دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے قدموں میں بہار لے کر کام آیا۔ وہ بھی آسمان میں تھی جب وہ ہر روز زمین کی آنتوں میں اترتی تھی۔ ان کے بوسے لمبے اور پرجوش ہوتے گئے۔ کبھی کبھی وہ خود کو الگ نہیں کرتی تھی جب لفٹ کے لیے بزر بجتا تھا۔ اوریا کو اسے پیچھے دھکیلنا پڑے گا،

Machine Translated by Google

"ٹھنڈا ہو جاؤ، لڑکی، عوام" کی پکار کے ساتھ۔ اوریا اپنے کام کے لیے پیشہ ورانہ رویہ رکھتا تھا۔ اس نے اس سے اپنی وردی پر اپنے فخر، عوامی خدمت میں رہنے اور معاشرے کے لیے اپنی جان دینے پر اپنے اطمینان کے بارے میں بات کی۔ اس نے سوچا کہ اس نے ایک سایہ دار سایہ دار آواز لگائی ہے، اور کہنا چاہتی تھی، "اوری، یار، تم یہاں ایک لفٹ لڑکا ہو،" لیکن یہ سمجھتے ہوئے کہ اس طرح کی حقیقت پسندی کا خیر مقدم نہیں کیا جائے گا، اس نے اپنی پریشان کن زبان کو تھام لیا، یا، بلکہ، اسے دھکیل دیا۔ اس کا منہ سرنگ میں ان کے گلے ملنا جنگ بن گئے۔ اب وہ اپنی چادر سیدھی کرتے ہوئے بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ اس نے اس کے کان کاٹ کر اپنا ہاتھ اس کی پتلون کے اندر دھکیل دیا۔ "تم پاگل ہو،" اس نے کہا، لیکن اس نے جاری رکھتے ہوئے پوچھا: "تو؟

تم پریشان ہو؟"

وہ، لامحالہ، پکڑے گئے تھے: ایک مہربان خاتون نے ہیڈ اسکارف اور ٹوئیڈز میں شکایت درج کروائی تھی۔ وہ اپنی ملازمتوں کو برقرار رکھنے کے لئے خوش قسمت تھے. اورفیا کو "گراؤنڈ" کیا گیا تھا، لفٹ شافٹ سے محروم کر دیا گیا تھا اور ٹکٹ بوتھ میں باکس کیا گیا تھا۔
اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ اس کی جگہ اسٹیشن بیوٹی روچیل واٹکنز نے لے لی تھی۔ "میں جانتی ہوں کیا ہو رہا ہے" وہ غصے سے رو رہی تھی۔ "میں روشیل کے تاثرات دیکھتا ہوں جب وہ اوپر آتی ہے، اپنے بالوں کو ٹھیک کرتی ہے۔" اوریا، آج کل، اورفیا کی نظروں سے گریز کرتا تھا۔

"یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ آپ مجھے کاروبار بتانے کے لیے کس طرح دلاتے ہیں،" اس نے بے یقینی سے کہا۔ "تم کوئی فرشتہ نہیں ہو۔ یہ بات یقینی ہے۔" لیکن وہ اس سے قاصر تھی، جس طرح وہ کر سکتی تھی، اس کی بدلتی ہوئی نگاہوں سے الگ ہونے کی کوشش کر سکتی تھی۔ "میں جانتا ہوں،" اس نے اس سے کہا، "تمہارے دل میں کیا ہے۔"

وہ بوتھ کی کھڑکی سے اندر پہنچا اور اس کا غیر مزاحمتی ہاتھ پکڑ لیا۔ --ہاں، یہی تھا، اس کی خواہشات کی قوت نے اسے بھر دیا، اسے اس قابل بنایا کہ وہ ان کا ترجمہ اس کے پاس کر سکے، عمل کو ممکن بنایا، اسے وہ کہنے اور کرنے کی اجازت دی جس کی اسے انتہائی ضرورت تھی۔ یہ وہی تھا جو اسے یاد تھا، اس کے ساتھ شامل ہونے کا یہ معیار جس سے وہ ظاہر ہوا، اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ان کے شامل ہونے کا نتیجہ تھا۔ آخر کار، اس نے سوچا، آرکینجلک افعال واپس آتے ہیں۔ --ٹکٹ بوتھ کے اندر، کلرک اورفیا فلپس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں، اس کا جسم اپنی کرسی پر گرا ہوا تھا، سست اور بھاری لگ رہا تھا، اور اس کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ --اور اس کا اپنا، اس کے ساتھ ہم آہنگی میں۔ --وہاں. یہ ہو گیا تھا.

اس وقت اسٹیشن مینیجر، نو لمبے بالوں والا ایک چھوٹا سا غصے والا آدمی، کان سے لے کر آیا، اس کے گنجے پن پر پلستر، اس کے چھوٹے دروازے سے کویل کی طرح پھٹ گیا۔ "تمہارا کیا کھیل ہے؟" اس نے جبریل کو پکارا۔ "اس سے پہلے کہ میں پولیس کو بلاؤں اس سے نکل جاؤ۔" جبریل جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے۔ اسٹیشن منیجر نے اورفیا کو اپنے ٹرانس سے نکلتے ہوئے دیکھا اور چیخنے لگا۔ "تم، فلپس۔ ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ پتلون میں کچھ بھی، لیکن یہ مضحکہ خیز ہے۔ میرے تمام پیدائشی دن۔ اور نوکری پر سر ہلاتے ہوئے، خیال۔" اورفیا کھڑی ہوئی، اپنا برساتی لباس پہنا، اپنی تہہ کرنے والی چھتری اٹھائی، ٹکٹ بوتھ سے نکلی۔

"سرکاری املاک کو بغیر توجہ کے چھوڑنا۔ آپ اس منٹ میں وہاں واپس آجائیں، یا یہ آپ کا کام ہے، یقینی طور پر انڈے کے طور پر۔" اورفیا سرپل سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور نیچے کی گہرائیوں کی طرف بڑھ گئی۔ اپنے ملازم سے محروم، منیجر جبریل کا سامنا کرنے کے لیے چکر لگاتا ہے۔ "جاو" اس نے کہا۔ "افف آف۔ جاؤ اپنے پتھر کے نیچے رینگو۔"

Machine Translated by Google

"میں انتظار کر رہا ہوں،" جبریل نے وقار کے ساتھ جواب دیا، "لفٹ کے لیے۔"
جب وہ سیڑھیوں کے نیچے پہنچی، اورفیا فلپس نے ایک کونے کو موڑتے ہوئے دیکھا کہ Uriah Moseleyاس طرح ٹکٹ اکٹھا کرنے والے بوتھ کے ساتھ جھکا ہوا ہے، اور Rochelle Watkinsخوشی سے جھک رہی ہے۔ لیکن اورفیا جانتی تھی کہ کیا کرنا ہے۔
"آپ نے "شیلے کو ابھی تک آپ کو ٹوتھ پک محسوس کرنے دیا، اوری؟" اس نے گایا۔ "وہ یقیناً اسے پکڑنا پسند کرے گی۔"

وہ دونوں سیدھا ہو گئے، ڈنکا۔ اوریا نے بڑبڑانا شروع کیا: "اب اتنا عام مت بنو، اورفیا،" لیکن اس کی نظروں نے اسے اپنے راستے میں روک لیا۔ پھر وہ روشیل کو فلیٹ چھوڑ کر خوابیدہ انداز میں اس کی طرف چلنے لگا۔ "ٹھیک ہے، اوری،" اس نے آہستہ سے کہا، ایک لمحے کے لیے بھی اس سے دور نہیں دیکھا۔ "ابھی ساتھ چلو۔ ماما کے پاس آؤ۔" _اب لفٹ کی طرف پیچھے کی طرف چلیں اور اسے وہیں چوسیں، اور اس کے بعد یہ اوپر ہو جائے گا اور ہم چلے جائیں گے۔ --لیکن یہاں کچھ غلط تھا۔ وہ مزید نہیں چل رہا تھا۔ روچیل واٹکنز اس کے ساتھ کھڑی تھی، بہت قریب، اور وہ رک جائے گا۔ "تم اسے بتاؤ، اوریا،"

روچیل نے کہا۔ "اس کا بیوقوف اوبیا یہاں نیچے کی طرف اشارہ نہیں کرتا۔" اوریا روشیل واٹکنز کے گرد بازو باندھ رہا تھا۔ یہ اس طرح نہیں تھا جس طرح اس نے خواب دیکھا تھا، جس طرح سے اسے اچانک یقین ہو گیا تھا کہ ایسا ہو گا، اس کے بعد جبریل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، بالکل اسی طرح، جیسے وہ _مقصد_ تھے؛ wee-yard، اس نے سوچا؛ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟ وہ آگے بڑھی۔ -"اسے مجھ سے دور کرو، اوریا،"

روشیل چلائی۔ "اس نے مجھے یونیفارم اور سب ملائی۔" --اب اوریا نے جدوجہد کرنے والے ٹکٹ کلرک کو دونوں کلائیوں سے پکڑ کر خبر دی: "میں اسے شادی کرنے کا کہتا ہوں!" اس کے بعد لڑائی اورفیا سے نکل گئی۔ موتیوں والی تختیاں اب گھومتی اور کلک نہیں ہوتیں۔ "تو تم بے ترتیب ہو، اورفیا فلپس،" اوریا نے کچھ ہلچل مچاتے ہوئے کہا۔ "اور جیسا کہ خاتون کہتی ہیں، نہ اوبیہ نہ بدلو۔" اورفیا بھی زور سے سانس لے رہی تھی، اس کے کپڑے بے ترتیب ہو گئے تھے، اپنی پیٹھ کے ساتھ خمیدہ سرنگ کی دیوار کے ساتھ فرش پر گر گئی۔ ایک ریل گاڑی کا شور ان کی طرف آیا۔ اورفیا کو وہیں چھوڑ کر جہاں وہ بیٹھی تھی۔ "لڑکی،" اوریا موزلی نے الوداع کہا، "تم بھی میرے لیے بے حد غضبناک ہو۔"

روچیل واٹکنز نے اپنے ٹکٹ کلیکشن بوتھ سے اوریا کو بوسہ دیا؛ اس نے اپنی لفٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اپنے دانت نکالے۔
"گھر میں کھانا پکانا،" روچیل نے اس سے وعدہ کیا۔ "اور کوئی تعجب نہیں." "تم گندی بوم،" اورفیا فلپس نے شکست کی سرپل سیڑھی کے دو سو سینتالیس سیڑھیاں چڑھنے کے بعد جبریل پر چیخ کر کہا۔ "تم اچھے نہیں شیطان۔ تم سے کون پوچھتا ہے کہ میری زندگی کو میش اپ کرو؟"

اوو

ہالہ بھی نکل گیا ٹوٹے بلب کی طرح، پتا نہیں کہاں ہے دکان اسٹیشن کے قریب چھوٹے سے پارک میں ایک بینچ پر جبریل نے اپنی آج تک کی کوششوں کی فضولیت پر غور کیا۔ اور گستاخیاں ایک بار پھر منظر عام پر آتی ہیں: اگر ڈبہ پر غلط نشانات تھے اور وہ غلط وصول کنندہ کے پاس گئے تو کیا ڈبہ والا قصوروار تھا؟ اگر اسپیشل ایفیکٹ --ٹریولنگ چٹائی، یا اس طرح --کام نہیں کرتا ہے، اور آپ نے فلائنگ فیلو کے کنارے پر نیلے رنگ کی خاکہ کو چمکتا ہوا دیکھا ہے، تو اداکار کو کیسے قصور وار ٹھہرایا جائے؟ بذریعہ، اگر اس کا فرشتہ ناکافی ثابت ہو رہا تھا، تو یہ کس کی غلطی تھی؟ اس کا، ذاتی طور پر، یا

Machine Translated by Google

کوئی اور شخصیت؟ بچے اس کے شکوک کے باغ میں، بادلوں اور گلاب کی جھاڑیوں اور مایوسی کے درمیان کھیل رہے تھے۔

دادی کے قدموں، گھوسٹ بسٹرز، ٹیگ۔ ایلوین دیوین، لندن۔ فرشتوں کا زوال، جبریل نے ظاہر کیا، عورت اور مرد کے گرنے کی طرح کی کیتلی نہیں تھی۔ انسانوں کے معاملے میں، معاملہ اخلاقیات کا تھا۔

نیکی اور بدی کی پہچان کے درخت کا پھل انہیں نہیں کھانا چاہیے، اور کھایا جائے۔ سب سے پہلے عورت، اور اس کے کہنے پر مرد نے، اخلاقی معیارات حاصل کیے، ذائقہ دار سیب کا ذائقہ: سانپ ان کے لیے ایک قدر کا نظام لایا۔ انہیں دیگر چیزوں کے علاوہ، خود دیوتا کا فیصلہ کرنے کے قابل بنانا، اچھے وقت میں تمام عجیب و غریب پوچھ گچھ کو ممکن بنانا: برائی کیوں؟ اذیت کیوں؟ موت کیوں؟ -تو، وہ باہر چلے گئے۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی خوبصورت مخلوق اس کے اسٹیشن سے اوپر اٹھے۔ --بچوں نے اس کے چہرے پر ہنستے ہوئے کہا: _پڑوس میں کچھ عجیب_ زپگنوں سے لیس، انہوں نے ایسا بنایا جیسے اسے کسی عام، کم ڈاون ڈرپوک کی طرح توڑنا ہو۔ _وہاں سے دور چلو_، ایک عورت نے حکم دیا، ایک سختی سے تیار شدہ عورت، سفید، سرخ بالوں والی، اس کے چہرے کے بیچ میں جھائیوں کی چوڑی دھاری تھی۔ اس کی آواز نفرت سے بھری ہوئی تھی۔ _کیا تم نے میری بات سنی؟ اب! -- _جبکہ فرشتوں کا حادثہ طاقت کا ایک سادہ سا معاملہ تھا: آسمانی پولیس کے کام کا ایک سیدھا سا حصہ، بغاوت کی سزا، اچھی اور سخت "انڈر حوصلہ افزائی"۔ پھر یہ دیوتا اپنے آپ پر کتنا ہے اعتماد تھا، جو نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بہترین تخلیقات کو صحیح اور غلط کا پتہ چلے۔ اور جس نے دہشت کی حکمرانی کی، حتیٰ کہ اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی نااہل قرار دینے پر اصرار کیا، تمام مخالفین کو اس کے بھڑکتے سائبیریاس، جہنم کے گلاگ-انفرنوس تک پہنچا دیا۔ . . اس نے خود کو چیک کیا. یہ شیطانی خیالات تھے جو ابلیس نے اس کے دماغ میں ڈالے تھے۔

بَلْزَبُوب-شیطان۔ اگر ہستی اب بھی اسے اس کے ایمان کی سابقہ خرابی کی سزا دے رہی تھی، تو یہ معافی حاصل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ اسے صرف اس وقت تک جاری رکھنا چاہیے جب تک کہ وہ پاک نہ ہو، اس نے محسوس کیا کہ اس کی پوری طاقت بحال ہو گئی ہے۔ اپنے دماغ کو خالی کر کے وہ اجتماع کے اندھیرے میں بیٹھا اور بچوں کو (اب کچھ فاصلے پر) کھیلتے دیکھتا رہا۔
اور یہاں، اسے یقین Ip-dipsky-blue-who's-there-non-you's-new-you're-durty's not because you're-clean_,_
تھا، لڑکوں میں سے ایک، قبر گیارہ سالہ-- بڑی آنکھوں سے بوڑھے نے اسے گھورتے ہوئے کہا: _ماں -کہتی ہیں کہ آپ "ری-دی-پری-کوئن_" ہیں۔

ریکھا مرچنٹ نے تمام زیورات اور باریک سامان تیار کر لیا۔ "بچے اب آپ کے بارے میں بدتمیز نظمیں بنا رہے ہیں، لارڈ کے فرشتہ،" اس نے جھنجھلا کر کہا۔ "وہ چھوٹا سا ٹکٹ بھی -وہاں واپس آنے والی لڑکی، وہ اتنی متاثر نہیں ہوئی، اب بھی برا کام کر رہی ہے، بابا، مجھے لگتا ہے۔"

اوو

تاہم اس موقع پر خودکشی کرنے والی ریکھا مرچنٹ کی روح محض مذاق اڑانے نہیں آئی تھی۔ اس کی حیرانی کے لیے اس نے دعویٰ کیا کہ اس کی بہت سی مصیبتیں اس کی وجہ سے تھیں: "آپ تصور کرتے ہیں کہ صرف آپ کی ذمہ داری صرف ایک چیز ہے؟" وہ روئی. "ٹھیک ہے، پریمی -لڑکے، میں آپ کو عقل مند رکھتا ہوں." اس کے ہوشیار -ایلک بمبئی انگلش نے اسے اس کے کھوئے ہوئے شہر کے لئے اچانک پرانی یادوں سے دوچار کردیا، لیکن وہ اس انتظار میں نہیں تھی کہ وہ اس کا سکون دوبارہ حاصل کرے۔ "یاد رکھو کہ میں تم سے محبت کے لیے مر گیا ہوں، تم کریپو؛ یہ مجھے حقوق دیتا ہے۔

Machine Translated by Google

آپ سے بدلہ لیا جائے گا، اپنی زندگی کو مکمل طور پر تباہ کر کے۔ ایک آدمی کو عاشق کی چھلانگ لگانے کے لیے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا؟ ویسے بھی یہی اصول ہے۔ اب اتنے عرصے سے میں نے تمہیں اندر سے باہر کر دیا ہے۔ اب میں صرف تھکا ہوا ہوں. مت بھولنا کہ میں معاف کرنے میں اتنا اچھا کیسے تھا! آپ کو بھی پسند آیا، نا؟ اس لیے میں یہ کہنے آیا ہوں کہ سمجھوتہ حل ہمیشہ ممکن ہے۔ آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں، یا آپ اس پاگل پن میں کھوئے رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، فرشتہ نہیں بلکہ ایک بے ہنگم ہوبو، ایک احمقانہ مذاق؟

جبریل علیہ السلام نے پوچھا: "کیا سمجھوتہ؟"
"اور کیا؟" اس نے جواب دیا، اس کا انداز بدل گیا، پوری نرمی، اس کی آنکھوں میں چمک۔ "میری فرشتہ، ایک چھوٹی سی چیز۔"

اگر وہ صرف یہ کہے کہ وہ اس سے پیار کرتا ہے: اگر وہ صرف یہ کہے، اور، ہفتے میں ایک بار، جب وہ اس کے ساتھ جھوٹ بولے، تو اس کی محبت کا اظہار کریں: اگر اس کی پسند کی رات میں ایسا ہوسکتا ہے جیسا کہ گیند کے دوران ہوا تھا۔ --بیرنگ --

کاروبار پر آدمی کی غیر حاضری: "پھر میں اس شہر کے پاگل پن کو ختم کردوں گا، جس کے ساتھ میں تم پر ظلم کر رہا ہوں؛ اور نہ ہی اب تم اس پاگل تصور کے زیر قبضہ رہو گے، شہر کو بدلنے کے، _چھڑانے_ کے_ اس طرح کہ کسی پیادہ کی دکان میں کوئی چیز رہ گئی ہو۔ سب پرسکون ہو جائیں گے--

پرسکون یہاں تک کہ آپ اپنے paleface mame کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور دنیا کے سب سے بڑے فلمی ستارے بن سکتے ہیں۔ میں کیسے حسد کر سکتا ہوں جبریل، جب میں پہلے ہی مر چکا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم یہ کہو کہ میں اس کی طرح اہم ہوں، نہیں، بس ایک دوسرے درجے کی محبت میرے لیے کرے گی، ایک سائیڈ ڈش محبت ; دوسرے بوٹ میں پاؤں. اس کے بارے میں، جبریل، صرف تین -چھوٹے الفاظ، آپ کیا کہتے ہیں؟"

مجھے وقت دو.
"ایسا بھی نہیں ہے کہ میں کوئی نئی چیز مانگ رہا ہوں، کوئی ایسی چیز جس پر آپ پہلے ہی راضی نہ ہوئے ہوں، کیا ہو، اس میں شامل ہو گئے ہوں۔ پریت کے ساتھ جھوٹ بولنا کوئی ایسی بری چیز نہیں ہے۔ اس پرانی مسز کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ڈائمنڈز --بوتھ ہاؤس میں، اس رات؟ کافی تماشہ، آپ کو ایسا نہیں لگتا؟ تو: آپ کے خیال میں اسے کس نے پہنایا؟ سنیں: میں آپ کے لیے آپ کی پسند کی کوئی بھی شکل لے سکتا ہوں؛ میرے فوائد میں سے ایک شرط۔ تم اس کی دوبارہ خواہش کرتے ہو، پتھر کے زمانے کی وہ بوتھ ہاؤس میم؟ ہائے پریسٹو۔ تمہیں اپنے کوہ پیما پسینے والے ٹامبوائے آئس برگ کی آئینہ دار تصویر چاہیے؟ اس کے علاوہ، علاکازو، الکازم۔ آپ کے خیال میں یہ کون تھا، آپ کا انتظار کرنے کے بعد؟ بوڑھی عورت مر گئی؟"

اس ساری رات اس نے شہر کی سڑکوں پر چہل قدمی کی، جو مستحکم، بانسلی، جیسے قدرتی قوانین کی بالادستی کو بحال کر دی گئی۔ جب کہ ریکھا -اس کے سامنے اپنے قالین پر اس طرح تیر رہی تھی جیسے اسٹیج پر کسی فنکار کی طرح، سر کی اونچائی سے بالکل اوپر -اسے پیار کے پیارے گانوں سے سیرین کر رہی تھی، ہاتھی دانت کے پرانے ہارمونیم پر خود کو ساتھ لے کر فیض احمد فیض کی غزلوں سے سب کچھ گا رہی تھی۔ بہترین پرانے فلمی موسیقی کے لیے، جیسے پچاس کی دہائی کے کلاسک _مغل اعظم_ میں گرینڈ مغل اکبر کی موجودگی میں رقاصہ انارکلی کی طرف سے گایا گیا منحرف ہوا، جس میں وہ اپنی ناممکن، ممنوع محبت کا اعلان کرتی ہے اور خوش ہوتی ہے۔ شہزادہ سلیم، --"پیار کیا تو ڈرنا کیا؟" اس کا مطلب یہ ہے کہ کم و بیش محبت سے کیوں ڈرتی ہے؟ _اور جبرئیل، جس پر اس نے شک کے باغ میں الزام لگایا تھا، نے محسوس کیا کہ موسیقی اس کے تاروں سے جڑی ہوئی ہے۔

Machine Translated by Google

دل کرتا ہے اور اسے اس کی طرف لے جاتا ہے، کیونکہ اس نے جو پوچھا تھا، بالکل اسی طرح، جیسے اس نے کہا، اتنی چھوٹی سی بات، آخر کار۔
وہ دریا کے پاس پہنچا۔ اور ایک اور بنچ، کاسٹ -لوہے کے اونٹ جو کلیوپیٹرا کی سوئی کے نیچے لکڑی کے سلیٹوں کو سہارا دیتے ہیں۔ بیٹھ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ریکھا نے فیض گایا: _مجھ سے مت پوچھ میری محبت_،_وہ محبت جو میں نے کبھی تم سے کی تھی۔ . .

_تم پھر بھی کتنی پیاری ہو میری محبت_لیکن میں بھی بے بس ہوں_ _کیونکہ دنیا میں محبت کے علاوہ اور بھی غم ہیں، اور خوشیوں کے بھی۔

مجھ سے مت پوچھ میری محبت، _وہ محبت جو مجھے کبھی تم سے تھی۔

جبریل نے اپنی بند آنکھوں کے پیچھے ایک آدمی کو دیکھا: فیض کو نہیں، بلکہ ایک اور شاعر، جو اپنے عروج کے دور سے گزر چکا تھا، ایک خستہ حال ساتھی تھا۔ --ہاں، یہ اس کا نام تھا: بعل۔
وہ یہاں کیا کر رہا تھا؟ اسے اپنے لیے کیا کہنا تھا؟ --کیونکہ وہ یقینی طور پر کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کی بول چال، موٹی اور گندگی نے سمجھنا مشکل کر دیا تھا۔
. ._کوئی بھی نیا خیال، مہاؤنڈ، دو سوال پوچھے جاتے ہیں۔
پہلے سے پوچھا جاتا ہے جب یہ کمزور ہے: آپ کس قسم کے آئیڈیا ہیں؟ کیا آپ اس قسم کے ہیں جو سمجھوتہ کرتے ہیں، سودے کرتے ہیں، اپنے آپ کو معاشرے میں ڈھالتے ہیں، ایک جگہ تلاش کرنا چاہتے ہیں، زندہ رہنے کے لیے؛ یا کیا آپ بدتمیز، خونی دماغ والے، رامروڈ کی حمایت یافتہ قسم کے بے وقوف تصور ہیں جو ہوا کے جھونکے سے ڈوبنے کے بجائے ٹوٹ جائیں گے؟ -وہ قسم جو تقریباً یقینی طور پر، سو میں سے ننانوے بار، ٹکڑے ٹکڑے کر دی جائے گی۔ لیکن، سوویں بار، دنیا بدل دے گی۔

"دوسرا سوال کیا ہے؟" جبریل نے بلند آواز میں پوچھا۔
پہلے پہلے کا جواب دو

اوو

جبریل نے فجر کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں، ریکھا کو گانا گانے سے قاصر پایا، توقعات اور غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے خاموش ہوگئی۔ اس نے اسے سیدھا کرنے دیا۔ "یہ ایک چال ہے۔
خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ نہ تو ہستی ہیں اور نہ ہی اس کے مخالف، بلکہ صرف کچھ کیٹرواولنگ دھند ہیں۔ کوئی سمجھوتہ نہیں؛ میں دھند کے ساتھ ڈیل نہیں کروں گا۔"
اس نے دیکھا، پھر، زمرد اور بروکیڈ اس کے جسم سے گرتے ہوئے، گوشت کے پیچھے، یہاں تک کہ صرف کنکال باقی رہ گیا، جس کے بعد وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ آخر میں، ایک قابل رحم، چھیدنے والی چیخ تھی، کیونکہ ریکھا کے پاس جو کچھ بچا تھا وہ غضب ناک دھوپ میں اڑ گیا۔

اور واپس نہیں آیا: سوائے اس کے --یا قریب --آخر کے۔
اس بات پر یقین کر لیا کہ اس نے امتحان پاس کر لیا ہے، جبریل نے محسوس کیا کہ اس سے بہت بڑا وزن اٹھ گیا ہے۔ دوسری طرف اس کی روحیں ہلکی ہوتی گئیں، یہاں تک کہ جب تک سورج آسمان پر تھا وہ لفظی طور پر خوشی سے مگن تھا۔ اب یہ واقعی شروع ہو سکتا ہے: اس کے دشمنوں، ریکھا اور الیلویا کون اور ان تمام عورتوں کا ظلم جو اسے خواہشات اور گانوں کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی تھیں، بھلائی کے لیے ٹوٹ گیا تھا۔ اب وہ اپنے سر کے بالکل پیچھے نادیدہ نقطہ سے، ایک بار پھر، ہلکی روشنی کو محسوس کر سکتا تھا۔ اور اس کا وزن بھی کم ہونے لگا۔ --

Machine Translated by Google

ہاں، وہ اپنی انسانیت کی آخری نشانیاں کھو رہا تھا، پرواز کا تحفہ اسے بحال کیا جا رہا تھا، جیسے وہ آسمانی ہو گیا، روشن ہوا سے بُنا۔ --وہ صرف اس لمحے، اس کالے رنگ کے تابوت سے قدم رکھ سکتا تھا اور پرانے سرمئی ندی کے اوپر چڑھ سکتا تھا۔ --یا اس کے کسی بھی پل سے چھلانگ لگائیں اور دوبارہ کبھی زمین کو نہ چھوئیں۔

چنانچہ: یہ وقت تھا کہ شہر کو ایک عظیم منظر دکھانے کا، کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ جبریل فرشتہ جبرائیل کو اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ مغربی افق پر کھڑا ہے، چڑھتے سورج کی کرنوں میں نہا رہا ہے، تو یقیناً اس کے لوگ سخت خوف زدہ ہوں گے اور ان سے توبہ کریں گے۔ ان کے گناہوں کی.

وہ اپنے شخص کو بڑا کرنے لگا۔
کتنی حیران کن بات ہے کہ پشتے کے ساتھ ساتھ چلنے والے تمام ڈرائیوروں کا --آخر یہ رش کا وقت تھا --کسی کو اتنا نہیں چاہیے تھا کہ اس کی سمت دیکھے، یا اسے تسلیم کرے! یہ حقیقت میں وہ لوگ تھے جو دیکھنا بھول گئے تھے۔ اور اس لیے کہ انسانوں اور فرشتوں کے درمیان تعلق ایک مبہم ہے --جس میں ملائکہ یا ملائکہ دونوں فطرت کے کنٹرولر ہیں اور دیوتا اور نسل انسانی کے درمیان درمیانی ہیں؛ لیکن ساتھ ہی قرآن کی طرح واضح طور پر کہتا ہے، _ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کے تابع رہو_، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے علم کے ذریعے قدرت کی ان قوتوں پر عبور حاصل کرنے کی علامت ہے جس کی فرشتوں نے نمائندگی کی ہے -حقیقت میں اتنا کچھ نہیں تھا کہ نظر انداز اور مشتعل ملک جبریل اس کے بارے میں کر سکتے ہیں۔ فرشتہ تب ہی بول سکتے تھے جب مرد سننے کا انتخاب کرتے تھے۔ کیا ہی بات ہے! کیا اس نے شروع ہی میں اوور اینٹیٹی کو مجرموں اور بدکرداروں کے اس ٹولے کے بارے میں خبردار نہیں کیا تھا؟ اس میں فساد کیا اور خون بہایا؟" اس نے پوچھا تھا، اور ہمیشہ کی طرح اس ہستی نے صرف اتنا ہی جواب دیا کہ وہ بہتر جانتا ہے۔ ٹھیک ہے، وہ زمین کے مالک، پہیوں پر ٹونا کی طرح ڈبے میں بند اور چمگادڑوں کی طرح اندھے، ان کے سر تھے۔ فساد سے بھرے اور ان کے خون آلود اخبارات۔

یہ واقعی ناقابل یقین تھا۔ یہاں ایک آسمانی وجود نمودار ہوا، تمام چمک، چمک اور اچھائی، بگ بین سے بڑا، جو ٹیمز کالوسس کے انداز میں گھسنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اور یہ چھوٹی چیونٹیاں ڈرائیو ٹائم ریڈیو اور ساتھی موٹرسائیکلوں کے ساتھ جھگڑوں میں ڈوبی رہیں۔ "میں جبریل ہوں،" اس نے ایک ایسی آواز میں چلایا جس نے دریا کے کنارے پر موجود ہر عمارت کو ہلا کر رکھ دیا: کسی نے توجہ نہیں دی۔ زلزلے سے بچنے کے لیے ان لرزتی عمارتوں سے کوئی بھی شخص بھاگ کر نہیں نکلا۔

اندھے، بہرے اور سوئے ہوئے ہیں۔
اس نے زبردستی اس مسئلے کو حل کرنے کا فیصلہ کیا۔
ٹریفک کا دھارا اس کے پاس سے گزرتا تھا۔ اس نے ایک زور دار سانس لیا، ایک بہت بڑا پاؤں اٹھایا، اور گاڑیوں کا سامنا کرنے کے لیے باہر نکلا۔

اوو

جبریل فرشتہ کو ایلی کی دہلیز پر واپس لایا گیا، اس کے بازوؤں اور چہرے پر بہت سے چرنوں کے ساتھ، بری طرح سے چوٹ لگی تھی، اور ایک چھوٹے سے چمکتے ہوئے شریف آدمی کے ذریعے، جس نے اپنا تعارف فلم کے پروڈیوسر ایس ایس سسودیا کے طور پر کرایا، "وہسکی کیونکہ میں پاپا کو ٹائی ٹِپل کا جزوی حصہ بنا رہا ہوں؛ مادام، میرا کاکا کارڈ۔" (جب وہ ایک دوسرے کو بہتر طور پر جانتے تھے، تو سسودیا ایلی کو اپنی دائیں پتلون کی ٹانگ کو لپیٹ کر، گھٹنے کو بے نقاب کرکے، اور تلفظ کرتے ہوئے ہنسی کی آواز میں بھیج دیتے تھے۔

Machine Translated by Google

اس نے اپنی پنڈلی پر فلمی مین شیشے کو پکڑ رکھا تھا: "سیلف پاو پورٹریٹ۔" وہ ایک حد تک دور اندیش تھا: "موووی دیکھنے کے لیے مدد کی ضرورت نہیں ہے لیکن حقیقی زندگی بہت قریب ہو جاتی ہے۔") یہ سسودیا کا کرائے پر لیا ہوا لیمو تھا جو جبریل سے ٹکرا گیا، خوش قسمتی سے ٹریفک کی بھیڑ کی وجہ سے ایک سست رفتار حادثہ؛ اداکار بونٹ پر ختم ہوا، فلموں کی سب سے پرانی سطر: _میں کہاں ہوں_، اور سیسوڈیا، لیموزین کی ونڈشیلڈ کے ساتھ ٹکرا گئے غائب ڈیمیگوڈ کی افسانوی خصوصیات کو دیکھ کر، جواب دینے کے لیے لالچ میں آگئے: _بابا جہاں آپ بی بی سے تعلق رکھتے ہیں: آن -- iska iscreen_. iska"کوئی بوبوبونس نہیں ٹوٹا،" سسودیا نے ایلی کو بتایا۔ "ایک ممی معجزہ۔ وہ استا استا ویوی وہیکل کے سامنے فافا میں دائیں طرف پھینک دیا گیا۔"

تو تم واپس آگئے، ایلی نے خاموشی سے جبریل کو سلام کیا۔ _لگتا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ گرنے کے بعد ہمیشہ اوپر اترتے ہیں۔
"اسکاچ اور سیسوڈیا بھی،" فلم کے پروڈیوسر نے اپنے سوبریکٹس کے سوال پر پلٹ دیا۔ "ہوبو مزاحیہ وجوہات کی بناء پر۔ میرا پسندیدہ پپ پپ پوائزن۔"
"جبریل کو گھر لانا آپ کی بہت مہربانی ہے،" ایلی نے تاخیر سے بات سمجھ لی۔
"آپ کو ہمیں اجازت دینی چاہیے کہ آپ ایک مشروب پیش کریں۔"
"یقینا یقینا!" سسودیا نے دراصل تالی بجائی۔ "میرے لیے، پورے ہیی ہندی سنیما کے لیے، آج بابا بینر کا دن ہے۔"

اوو

"شاید آپ نے اس پاگل شیزوفرینک کی کہانی نہیں سنی ہوگی جو خود کو شہنشاہ نپولین بوناپارٹ مانتے ہوئے، جھوٹ پکڑنے والے ٹیسٹ سے گزرنے پر راضی ہوا؟" ایلیجا کوہن، بھوک سے جیفلیٹ مچھلی کھاتے ہوئے، بلوم کے کانٹے میں سے ایک اپنی بیٹی کی ناک کے نیچے لہرایا۔ "انہوں نے اس سے سوال کیا: کیا آپ نپولین ہیں؟ اور جواب اس نے شرارت سے مسکراتے ہوئے دیا، اس میں کوئی شک نہیں: نہیں، تو وہ مشین دیکھتے ہیں، جو جدید سائنس کی پوری بصیرت کے ساتھ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ پاگل جھوٹ بول رہا ہے۔" بلیک پھر، ایلی نے سوچا۔ _پھر میں نے پوچھا: کیا اس بات کا اثبات ہے کہ کوئی چیز ایسی ہے تو اسے بناتی ہے؟ اس نے --یعنی یسعیاہ _ --نے جواب دیا۔ تمام شاعروں کا خیال ہے کہ ایسا ہوتا ہے۔ اور تخیل کے زمانے میں اس مضبوط استقامت نے پہاڑوں کو ہٹا دیا۔ لیکن بہت سے لوگ کسی بھی چیز کو مضبوطی سے سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ "کیا تم میری بات سن رہی ہو، نوجوان عورت؟ میں یہاں سنجیدہ ہوں۔ وہ شریف آدمی جو تم اپنے بستر پر ہے: اسے تمہاری رات کی توجہ کی ضرورت نہیں ہے -مجھے معاف کرنا لیکن میں صاف بات کروں گا؛ مجھے دیکھنا ضروری ہے -لیکن، ہونا ضروری ہے" فرینک، ایک بولڈ سیل۔"

"آپ ایسا کریں گے، کیا آپ نہیں کریں گے،" ایلی نے جواب دیا۔ "آپ چابی پھینک دیں گے۔
ہو سکتا ہے کہ آپ اسے لگا بھی دیتے۔ اس کے دماغ سے شیطانوں کو جلا دو: عجیب ہے کہ ہمارے تعصبات کبھی نہیں بدلتے۔"

"ہمم،" ایلیجا نے اپنی بیٹی کو مشتعل کرنے کے لیے اپنا مبہم اور معصومانہ انداز اپناتے ہوئے کہا۔ "اس سے کیا نقصان ہو سکتا ہے؟ ہاں،

Machine Translated by Google

شاید تھوڑا سا وولٹیج، رس کی تھوڑی سی خوراک۔ .
"اسے جس چیز کی ضرورت ہے وہ وہی ہے جو اسے مل رہا ہے، ماں۔ مناسب طبی نگرانی، کافی آرام، اور ایسی چیز جس کے بارے میں آپ شاید بھول گئے ہوں۔" وہ اچانک سوکھ گئی، اس کی زبان میں گرہ لگ گئی، اور یہ بالکل مختلف، دھیمی آواز میں، اپنے اچھوتے سلاد کو گھورتے ہوئے، آخری لفظ کہہ کر نکل گئی۔ "محبت."

"آہ، محبت کی طاقت،" ایلیجا نے اپنی بیٹی کا ہاتھ تھپتھپایا (ایک دم واپس لیا)۔ "نہیں، یہ وہ نہیں ہے جسے میں بھول گیا ہوں، ایلویا۔ یہ وہی ہے جو آپ نے اپنی خوبصورت زندگی میں پہلی بار سیکھنے کے لیے شروع کیا ہے۔ اور آپ کس کو چنتے ہیں؟" وہ حملے میں واپس آگئی۔ "آؤٹ لنچ! ایک پاؤنڈ میں نوے پیسے! تھیبرین باکس میں تتلیاں! میرا مطلب ہے، _اینجلز_، ڈارلنگ، میں نے ایسا کبھی نہیں سنا۔ مرد ہمیشہ خصوصی مراعات کا دعوئ کرتے رہتے ہیں، لیکن یہ پہلا ہے۔ "

"ماں..." ایلی نے شروع کیا، لیکن ایلیجا کا موڈ ایک بار پھر بدل گیا تھا، اور اس بار جب وہ بولی تو ایلی بات نہیں سن رہی تھی، لیکن وہ درد سن کر جو دونوں نے ظاہر کیا اور چھپایا، وہ ایک عورت کا درد تھا جس کے ساتھ تاریخ نے سب سے زیادہ وحشیانہ سلوک کیا تھا، جو پہلے ہی ایک شوہر کھو چکی تھی اور ایک بیٹی کو اس سے پہلے دیکھا تھا جس کا اس نے ایک بار ناقابل فراموش سیاہ مزاح کے ساتھ حوالہ دیا تھا (اس نے کھیلوں کے صفحات ضرور پڑھے ہوں گے، کسی موقع سے، اس جملے کو سمجھنے کے لیے) _جلد غسل_ کے طور پر۔ "ایلی، میرے بچے،" ایلیجا کوہن نے کہا، "ہمیں تمہاری اچھی دیکھ بھال کرنی ہوگی۔"

ایک وجہ جس کی وجہ سے ایلی اپنی والدہ کے چہرے پر اس گھبراہٹ کے تاثرات کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوئی وہ جبریل فرشتہ کی خصوصیات پر اسی امتزاج کا حالیہ مشاہدہ تھا۔ جب سسودیا نے اسے اپنی نگہداشت میں واپس کر دیا، تو یہ بات واضح ہو گئی کہ جبریل بالکل گود تک ہلا ہوا تھا، اور اس کے لیے ایک خوفناک شکل تھی، ایک داغدار پوہے والی خوبی، جس نے اس کے دل کو کافی حد تک چھید لیا۔ اس نے اپنی ذہنی بیماری کی حقیقت کا ہمت کے ساتھ سامنا کیا، اسے غلط نام سے پکارنے سے انکار کر دیا، لیکن اس کی پہچان نے، سمجھ میں آتا ہے، اسے گھبرا دیا تھا۔

وہ اب (موجودہ کے لیے، بہر حال) وہ بدتمیز بدتمیز نہیں ہے جس کے لیے اس نے اپنے "عظیم جذبہ" کا تصور کیا تھا، وہ اس کے لیے، اس نئے کمزور اوتار میں، پہلے سے زیادہ پیارا بن گیا۔ وہ اسے دوبارہ عقل کی طرف لے جانے کے لیے پرعزم ہو گئی، اسے باہر رکھنا۔ طوفان کا انتظار کرنا، اور چوٹی کو فتح کرنا۔ اور وہ اس لمحے کے لیے، مریضوں میں سب سے آسان اور سب سے زیادہ کمزور تھا، موڈسلے ہسپتال کے ماہرین کی طرف سے دی جانے والی بھوی ڈیوٹی دوائیوں کے نتیجے میں کسی حد تک ناگوار تھا، دیر تک سوتا تھا، اور جاگتے وقت خاموش رہتا تھا۔ اس کی تمام درخواستیں، بغیر کسی احتجاج کے۔ الرٹ لمحات میں اس نے اس کے لیے اپنی بیماری کا مکمل پس منظر بھر دیا: عجیب سیریل خواب، اور اس سے پہلے ہندوستان میں قریب قریب مہلک خرابی۔ "میں اب نیند سے نہیں ڈرتا،" اس نے اسے بتایا۔ "کیونکہ میرے جاگنے کے وقت جو کچھ ہوا وہ اب بہت خراب ہے۔" اس کے سب سے بڑے خوف نے اسے چارلس II اکی دہشت کی یاد دلا دی، اس کی بحالی کے بعد، دوبارہ "اس کے سفر پر" بھیجے جانے کی: "میں کچھ بھی صرف اس لیے دوں گا کہ یہ معلوم ہو کہ اب ایسا نہیں ہوگا،" اس نے اس سے کہا، ایک بھیڑ کے بچے کی طرح حلیم۔ .

_وہاں رہتا ہے جو اس کے درد سے پیار کرتا ہے؟ _"ایسا نہیں ہوگا،" اس نے اسے یقین دلایا۔
"آپ کو وہاں کی بہترین مدد ملی ہے۔" اس نے اس سے پیسوں کے بارے میں سوال کیا، اور جب اس نے سوالات کو ٹالنے کی کوشش کی تو اس نے نفسیاتی علاج واپس لینے پر اصرار کیا۔

Machine Translated by Google

چھوٹی دولت سے فیس اس کے پیسے -بیلٹ میں چھپی ہوئی تھی۔ اس کے حوصلے پست تھے۔ "اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کیا کہتے ہو،" وہ اس کی خوش امیدی کے جواب میں بڑبڑایا۔ "پاگل پن یہاں ہے اور یہ مجھے یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ ابھی کسی بھی لمحے باہر نکل سکتا ہے، اور وہ دوبارہ انچارج ہو جائے گا۔" اس نے اپنے "مقبول"، "فرشتہ" کی ذات کو ایک اور شخص کے طور پر ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا: بیکٹیئن فارمولے میں، _-Not I. He_ان کا اپنا مسٹر ہائیڈ۔ ایلی نے اس طرح کی وضاحتوں کے خلاف بحث کرنے کی کوشش کی۔ "یہ _وہ_ نہیں ہے، یہ آپ ہیں، اور جب آپ ٹھیک ہو جائیں گے، تو یہ آپ نہیں رہیں گے۔"

یہ کام نہیں کیا۔ تاہم، ایک وقت کے لیے ایسا لگ رہا تھا جیسے علاج ہونے والا ہے۔ جبریل پرسکون لگ رہا تھا، زیادہ قابو میں تھا۔ سیریل کے خواب ابھی باقی تھے --وہ اب بھی رات کے وقت عربی میں آیات بولے گا، ایک ایسی زبان جسے وہ نہیں جانتا تھا: _تلک الغرانیق الألا و انا شفاء اتا بنا لا ترتاجا_، مثال کے طور پر، جو بدل گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ (ایلی، اپنی نیند سے بیدار ہو کر اسے صوتی طور پر لکھ کر اپنے کاغذ کے ٹکڑے کے ساتھ برک بال مسجد گئی، جہاں اس کی تلاوت نے ایک ملا کے بال اس کی پگڑی کے نیچے کھڑے کر دیے تھے): "یہ وہ بزرگ خواتین ہیں جن کی شفاعت ہے۔ مطلوبہ ہونا" --لیکن وہ ان نائٹ شوز کو خود سے الگ سمجھنے کے قابل لگ رہا تھا، جس نے ایلی اور موڈسلے کے ماہر نفسیات دونوں کو یہ احساس دلایا کہ جبریل آہستہ آہستہ خوابوں اور حقیقت کے درمیان دیوار کو دوبارہ تعمیر کر رہا ہے، اور بحالی کی راہ پر گامزن ہے۔ ; جبکہ درحقیقت، جیسا کہ یہ نکلا، یہ علیحدگی ایک ہی واقعہ سے متعلق تھی، جو کہ اس کی اپنی ذات کے احساس کو دو ہستیوں میں تقسیم کرنا تھا، جن میں سے ایک کو اس نے بہادری سے دبانے کی کوشش کی تھی، لیکن جسے وہ بھی، اس کی خصوصیت سے اپنے علاوہ، محفوظ، پرورش، اور خفیہ طور پر مضبوط بنایا۔

جہاں تک ایلی کا تعلق ہے، وہ کچھ دیر کے لیے، ایک جھوٹے ماحول، ایک اجنبی داستان میں پھنسے ہونے کے کانٹے دار، غلط احساس سے محروم ہوگئی۔ جبریل کی دیکھ بھال کرنا، اس کے دماغ میں سرمایہ کاری کرنا، جیسا کہ اس نے اسے خود پر ڈال دیا، اسے بچانے کے لیے لڑ رہی تھی تاکہ وہ اپنی محبت کی عظیم، دلچسپ جدوجہد کو دوبارہ شروع کر سکیں --کیونکہ وہ شاید قبر تک تمام راستے جھگڑتے رہیں گے، اس نے تحمل سے کہا , وہ دو بوڑھے کوجر ہوں گے جو ایک دوسرے کو لپیٹے ہوئے اخباروں کے ساتھ کمزوری سے پھڑپھڑا رہے ہوں گے جب وہ اپنی زندگی کے شام کے برآمدے پر بیٹھے تھے --وہ ہر روز اس سے زیادہ قریب سے جڑی ہوئی محسوس کرتی تھی۔ جڑیں، تو بات کرنے کے لیے، اس کی زمین میں۔ کچھ عرصہ ہوا تھا جب ماریس ولسن کو چمنی پاٹ کے درمیان بیٹھا اپنی موت کو پکارتے دیکھا گیا تھا۔

اوو

مسٹر "وہسکی" سسودیا، وہ چمکتا ہوا اور چشموں میں دلکش گھٹنے، جبریل کے صحت یاب ہونے کے دوران -ایک باقاعدہ کال کرنے والا بن گیا --ہفتے میں تین یا چار دورے --ہمیشہ کھانے کے لئے سامان سے بھرے ڈبوں کے ساتھ آتے تھے۔ جبریل اپنے "فرشتہ دور" کے دوران لفظی طور پر موت کا روزہ رکھتا تھا، اور طبی رائے یہ تھی کہ فاقہ کشی نے اس کے فریب میں کسی حد تک حصہ نہیں ڈالا تھا۔ "تو اب ہم نے اسے پھینٹ لیا ہے،" سسودیا نے اپنی ہتھیلیوں کو ایک ساتھ ملایا، اور ایک بار جب اس کا پیٹ بھر گیا تو، "وہسکی" نے اسے پکوانوں سے مزین کیا: چائنیز میٹھے -مکئی اور چکن سوپ، بمبئی طرز کی بھیل پوری۔ , وضع دار لیکن بدقسمتی سے اس کا نام "پاگل خانہ" ریستوراں ہے۔

Machine Translated by Google

جس کا "کریزی فوڈ" (لیکن اس نام کا ترجمہ _Madhouse_کے طور پر بھی کیا جا سکتا ہے) کافی مقبول ہو گیا تھا، خاص طور پر برطانوی ایشیائیوں کے نوجوان طبقے میں، یہاں تک کہ شاندار کیفے کی دیرینہ اہمیت کا مقابلہ کرنے کے لیے، جس سے سسودیا، نہیں غیرمعمولی طرف داری کا مظاہرہ کرنے کے خواہشمند، کھانے پینے کی چیزیں --مٹھائیاں، سموسے، چکن پیٹیز -- تیزی سے کھانے والے جبریل کے لئے۔ وہ اپنے ہاتھ سے تیار کردہ پکوان بھی لایا، مچھلی کے سالن، رائتہ، شیویاں، کھیر، اور کھانے کی چیزوں کے ساتھ، مشہور شخصیات کی ڈنر پارٹیوں کے ناموں کے حساب کتاب: پاواروٹی کو وہسکی کی لسی کتنی پسند تھی، اور وہ غریب جیمز۔ میسن نے ابھی اپنے مسالیدار جھینگوں کو پسند کیا تھا۔ وینیسا، امیتابھ، ڈسٹن، سری دیوی، کرسٹوفر ریو سبھی کو مدعو کیا گیا تھا۔ "ایک سوسو سپر اسٹار کو اپنے پیپی ساتھیوں کے ذائقوں سے آگاہ ہونا چاہئے۔" سسودیا خود ایک افسانوی چیز تھی، ایلی نے جبریل سے سیکھا۔

کاروبار میں سب سے زیادہ پھسلن اور چاندی کی زبان والا آدمی، اس نے خوردبینی بجٹ پر "معیاری" تصویریں بنائی تھیں، جو خالص دلکشی اور نان اسٹاپ ہلچل پر بیس سال سے زیادہ عرصے تک جاری رہی۔ سسوڈیا پروجیکٹس پر لوگوں نے بڑی مشکل سے ادائیگی کی، لیکن کسی طرح ذہن میں ناکام رہے۔ اس نے ایک بار کاسٹ بغاوت کو ختم کر دیا تھا --تنخواہ پر، لامحالہ -- پوری یونٹ کو ہندوستان کے سب سے شاندار مہاراجہ محلوں میں سے ایک عظیم الشان پکنک کے لئے روانہ کر کے، ایک ایسی جگہ جو عام طور پر اعلیٰ نسل کے لوگوں کے علاوہ سب کی حد سے دور تھی۔ اشرافیہ، گوالیار اور جے پور اور کشمیر۔ کوئی بھی کبھی نہیں جانتا تھا کہ اس نے اسے کیسے طے کیا، لیکن اس یونٹ کے زیادہ تر ممبران نے اس کے بعد سے مزید سسودیا کے منصوبوں پر کام کرنے کے لیے سائن اپ کیا تھا، تنخواہ کا مسئلہ اس طرح کے اشاروں کی شان کے نیچے دب گیا تھا۔ جبریل نے مزید کہا، "اور اگر اسے ضرورت ہو تو وہ ہمیشہ موجود ہے۔" "جب چارولتا، ایک شاندار رقاصہ-اداکارہ جو وہ اکثر استعمال کرتی تھیں، کو کینسر کے علاج کی ضرورت تھی، اچانک کئی سالوں کی بلا معاوضہ فیس راتوں رات مکمل ہو گئی۔"

ان دنوں، _کتھا-سریت-ساگر_ مجموعہ --"کہانی کی ندیوں کا سمندر" سے تیار کردہ پرانے افسانوں پر مبنی حیرت انگیز باکس آفس ہٹ کے سلسلے کی بدولت عربی راتوں سے زیادہ طویل اور اتنی ہی شاندار --سیسودیا بمبئی کے ریڈی منی ٹیرس پر واقع اپنے چھوٹے سے دفتر میں اب وہ خصوصی طور پر مقیم نہیں تھا، لیکن اس کے لندن اور نیویارک میں اپارٹمنٹس تھے اور اس کے بیت الخلاء میں آسکر تھے۔ کہانی یہ تھی کہ اس نے اپنے بٹوے میں ہانگ کانگ میں مقیم کنگ فوئی پروڈیوسر رن رن شا کی تصویر رکھی تھی، جو اس کا سمجھا جاتا ہیرو تھا، جس کا نام وہ بتانے سے قاصر تھا۔ "کبھی چار رنز، کبھی چھکا،" جبریل نے ایلی کو بتایا، جو اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر خوش تھا۔ "لیکن میں قسم نہیں کھا سکتا۔ یہ صرف میڈیا کی افواہ ہے۔"

ایلی سسودیا کی توجہ کے لیے شکر گزار تھے۔ مشہور پروڈیوسر کے پاس اپنے اختیار میں لامحدود وقت نظر آتا ہے، جبکہ ایلی کا شیڈول اس وقت بہت بھرا ہوا تھا۔ اس نے فریزر کی ایک بڑی زنجیر --فوڈ سنٹرز کے ساتھ ایک پروموشنل کنٹریکٹ پر دستخط کئے تھے جن کے اشتہاری ایجنٹ مسٹر ہال ویلنس نے ایلی کو بجلی کے ناشتے کے دوران --گریپ فروٹ، ڈرائی ٹوسٹ، ڈی کیف، ڈورچیسٹر کی قیمتوں پر بتایا --کہ اس کا پروفائل، "جس طرح یہ 'ٹھنڈا' اور 'ٹھنڈا' کے مثبت پیرامیٹرز (ہمارے کلائنٹ کے لیے) کرتا ہے متحد ہونا، بالکل درست ہے۔ مطابقت." تو اب کاٹنے کے لیے فریزر مارٹ کھلے ہوئے تھے۔

Machine Translated by Google

softscoopآئسکریم کے ٹب کے ساتھ ربن، اور سیلز کانفرنسوں، اور اشتہاری شاٹس؛ اس کے علاوہ اس کی آٹوگراف لائنوں کے آلات اور تفریحی لباس کے ڈیزائنرز اور مینوفیکچررز کے ساتھ باقاعدہ ملاقاتیں؛ اور یقیناً اس کا فٹنس پروگرام۔ اس نے مقامی کھیلوں کے مرکز میں مسٹر جوشی کے انتہائی تجویز کردہ مارشل آرٹس کورس کے لیے سائن ان کیا تھا، اور تلووں پر ٹوٹے ہوئے شیشے کے درد کے باوجود، فیلڈز کے ارد گرد اپنی ٹانگوں کو دن میں پانچ میل دوڑانے پر مجبور کرنا جاری رکھا۔ . "کوئی پاپ پرابلم نہیں،" سسودیا خوشی کی لہر کے ساتھ اسے رخصت کر دیتی۔ "میں اس وقت تک یہاں پر اسسیٹ کروں گا جب تک آپ واپس نہیں آتے۔ گیگبریل کے ساتھ رہنا میرے لئے ایک پپ پپ استحقاق ہے۔" اس نے اسے فرشتہ کو اس کے ناقابل تسخیر کہانیوں، آراء اور عام چیٹ کے ساتھ ریگ کرتے ہوئے چھوڑ دیا، اور جب وہ واپس آئے گا تو وہ اب بھی مضبوط ہو گا۔ وہ کئی اہم موضوعات کی نشاندہی کرنے آئی تھی۔ خاص طور پر، انگریزی کے ساتھ پریشانی کے بارے میں ان کے بیانات کا مجموعہ۔
"انگریزوں کے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ ان کی ہِس ہِس کی تاریخ بیرونِ ملک ہوئی، اس لیے وہ نہیں جانتے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔" --"لندن میں ڈنر پارٹی کا راز یہ ہے کہ انگریزوں کی تعداد زیادہ ہو۔ اگر ان کی تعداد زیادہ ہو تو وہ برتاؤ کرتے ہیں؛ ورنہ، آپ مصیبت میں پڑ جائیں گے۔" --"چے چیمبر آف ہوررز میں جاؤ اور تم دیکھو گے کہ انگریزوں کے ساتھ کیا غلط ہے؟ یہ وہی ہے جو وہ واقعی پسند کرتے ہیں، بلوڈباتھ میں کاؤ کی لاشیں، پاگل حجام وغیرہ وغیرہ۔ جنسی اور موت.

لیکن وہ دنیا کو بتاتے ہیں کہ وہ محفوظ ہیں، اس کے اوپری ہونٹ ہیں، اور ہم یقین کرنے کے لیے کافی احمق ہیں۔" جبریل نے تعصبات کے اس مجموعے کو سن لیا جو مکمل طور پر رضامندی کی طرح لگتا تھا، جس سے ایلی کو شدید غصہ آیا۔ کیا واقعی یہ عمومیت صرف وہی تھی جو انہوں نے انگلینڈ میں دیکھی تھی؟ "نہیں،"

سسودیا نے بے شرم مسکراہٹ کے ساتھ تسلیم کیا۔ "لیکن یہ اچھا لگتا ہے کہ اس چیز کو باہر جانے دیں۔"

جب ماؤڈسلے کے لوگوں نے جبریل کی خوراک میں بڑی کمی کی سفارش کرنے کے قابل محسوس کیا تو، سسودیا اپنے پلنگ پر اس قدر فکسچر بن چکا تھا، ایک طرح کا غیر سرکاری، سنکی اور دل لگی کرنے والا کزن تھا، کہ جب اس نے اپنا جال پھوڑا تو جبریل اور ایلی کو پکڑ لیا گیا۔ مکمل طور پر حیرت سے.

اوو

وہ بمبئی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رابطے میں تھا: وہ سات پروڈیوسرز جنہیں جبریل نے ائیر انڈیا کی فلائٹ ،420_بوستان_ میں سوار ہونے پر چھوڑ دیا تھا۔ اس نے جبریل کو مطلع کیا، "تمہارے زندہ رہنے کی خبر سے سب خوش ہیں۔" Unf"بدقسمتی سے، معاہدے کی خلاف ورزی کا سوال پیدا ہوتا ہے."

مختلف دوسری جماعتیں بھی دوبارہ پیدا ہونے والی فرشتہ پر کافی حد تک مقدمہ دائر کرنے میں دلچسپی رکھتی تھیں، خاص طور پر پمپل بلیموریا نامی ایک ستارہ، جس نے کمائی کے نقصان اور پیشہ ورانہ نقصان کا الزام لگایا۔ "کروڑ میں رقم جمع کر سکتے ہیں،" سسوڈیا نے للکارتے ہوئے کہا۔ علی غصے میں تھا۔ "تم نے اس ہارنٹس کے گھونسلے کو ہلایا،" اس نے کہا۔ "مجھے معلوم ہونا چاہئے تھا: آپ سچے ہونے کے لئے بہت اچھے تھے۔"

سسوڈیہ مشتعل ہو گئے۔ "لعنت لعنت۔"
"موجود خواتین،" جبریل نے، جو ابھی تک تھوڑا سا منشیات سے عاری تھا، خبردار کیا؛ لیکن سسوڈیا نے اپنے بازوؤں کو ہوا میں گھسایا، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الفاظ کو اپنے بہت زیادہ پرجوش دانتوں سے باہر نکالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر میں: "نقصان کی حد۔ میرا ارادہ۔ دھوکہ نہیں، آپ کو یہ سوچنا نہیں چاہیے۔"

Machine Translated by Google

سسودیا کو یہ کہتے ہوئے سننے کے لیے، بمبئی میں کوئی بھی واقعی جبریل پر مقدمہ نہیں کرنا چاہتا تھا، اس ہنس کو عدالت میں مارنا چاہتا تھا جس نے سونے کے انڈے دیئے تھے۔ تمام جماعتوں نے تسلیم کیا کہ پرانے پراجیکٹس اب دوبارہ شروع کرنے کے قابل نہیں رہے: اداکار، ہدایت کار، عملے کے اہم ارکان، یہاں تک کہ آواز کے مراحل دوسری صورت میں مصروف عمل تھے۔

تمام فریقین نے مزید تسلیم کیا کہ جبریل کی مردہ حالت میں واپسی کسی بھی ناکارہ فلموں سے زیادہ تجارتی قیمت کی چیز تھی۔ سوال یہ تھا کہ اس کا بہترین استعمال کیسے کیا جائے، تمام متعلقہ افراد کے فائدے کے لیے۔ لندن میں ان کے اترنے سے ایک بین الاقوامی کنکشن کا امکان بھی ظاہر ہوا، شاید بیرون ملک فنڈنگ، غیر ہندوستانی مقامات کا استعمال، ستاروں کی شرکت "غیر ملکی" وغیرہ: مختصر یہ کہ جبریل کے ریٹائرمنٹ سے ابھرنے کا وقت آگیا تھا اور دوبارہ کیمروں کا سامنا "کوئی انتخاب نہیں ہے،" سسودیا نے جبریل کو سمجھایا، جو بستر پر بیٹھ کر اپنا سر صاف کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "اگر آپ نے انکار کیا تو وہ آپ کے خلاف حرکت میں آئیں گے، اور آپ کی چار چار قسمتیں بھی کافی نہیں ہوں گی۔ دیوالیہ، جاجاجیل، فنتوش۔"

سیسوڈیا نے خود کو ہاٹ سیٹ پر بات کی تھی: تمام پرنسپلز نے اس معاملے میں انہیں ایگزیکٹو اختیارات دینے پر اتفاق کیا تھا، اور اس نے کافی پیکج اکٹھا کیا تھا۔ برطانوی نژاد کاروباری بلی بٹوٹا برصغیر پاک و ہند میں مختلف برطانوی فلم ڈسٹری بیوٹرز کے ذریعے حاصل کیے گئے ناقابل واپسی منافع کو سٹرلنگ اور "بلاکڈ روپے" دونوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے بے تاب تھا، جسے بٹوٹا نے قابل تبادلہ کرنسیوں میں نقد ادائیگی کے بدلے میں لے لیا تھا۔ ناک ڈاؤن 37)پوائنٹ ڈسکاؤنٹ) کی شرح پر۔ تمام ہندوستانی پروڈیوسر اس میں شامل ہوں گے، اور مس پمپل بلیموریا کو، اپنی خاموشی کی ضمانت دینے کے لیے، کم از کم دو ڈانس نمبروں پر مشتمل ایک شوکیس سپورٹنگ رول پیش کیا جانا تھا۔ فلم بندی تین براعظموں -یورپ، ہندوستان اور شمالی افریقہ کے ساحل کے درمیان پھیلائی جائے گی۔ جبریل کو ٹائٹل سے اوپر کی بلنگ، اور پروڈیوسرز کے خالص منافع کے تین فیصد پوائنٹس ملے۔ . . "دس،" جبریل نے روکا، "مجموعی میں سے دو کے مقابلے میں۔" اس کا دماغ صاف صاف ہو رہا تھا۔ سسودیا نے ایک پلک بھی نہیں جھکائی۔

"دو کے مقابلے میں دس،" اس نے اتفاق کیا۔ "پری پبلسٹی مہم مندرجہ ذیل ہے ..."

"لیکن پروجیکٹ کیا ہے؟" ایلی کون نے مطالبہ کیا۔ مسٹر "وہسکی" سسودیا کانوں سے کانوں تک چمک رہی تھی۔ "ڈئیر میڈم" اس نے کہا۔ "وہ فرشتہ جبریل کا کردار ادا کرے گا۔"

اوو

یہ تجویز تاریخی اور عصری دونوں طرح کی فلموں کی ایک سیریز کے لیے تھی، ہر ایک فرشتے کے طویل اور شاندار کیریئر کے ایک واقعے پر توجہ مرکوز کرتی ہے: کم از کم ایک تریی۔ "مجھے مت بتاؤ" ایلی نے چھوٹے چمکتے مغل کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "_جاہلیہ میں جبریل، جبریل امام سے ملے، جبریل تتلی لڑکی سے_" سسودیا ذرا بھی شرمندہ نہیں ہوا، لیکن فخر سے سر ہلایا۔

"اسٹوری لائنز، ڈرافٹ منظرنامے، کاسٹنگ کے آپشنز پہلے سے ہی ہاتھ میں ہیں۔" یہ ایلی کے لیے بہت زیادہ تھا۔ "اس سے بدبو آ رہی ہے،" وہ اس پر غصے سے بولی، اور وہ اس کے پاس سے پیچھے ہٹ گیا، ایک کانپتا ہوا اور تسکین بخش گھٹنے، جبکہ وہ۔ اس کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ وہ واقعتاً اپارٹمنٹ کے ارد گرد اس کا پیچھا کر رہی تھی، فرنیچر میں ٹکرا رہی تھی، دروازے کھسک رہی تھی۔ "یہ اس کی بیماری کا استحصال کرتا ہے، اس کی موجودہ ضروریات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، اور اس کی اپنی خواہشات کے لیے سراسر حقارت ظاہر کرتا ہے۔

Machine Translated by Google

ریٹائرڈ کیا آپ لوگ اس کا احترام نہیں کر سکتے؟ وہ اسٹار نہیں بننا چاہتا۔ اور کیا آپ پلیز کھڑے رہیں گے؟ میں تمہیں کھانے نہیں جا رہا ہوں۔"
اس نے بھاگنا چھوڑ دیا، لیکن ان کے درمیان ایک محتاط صوفہ رکھا۔ "براہ کرم دیکھیں کہ یہ imp imp imp ہے،" اس نے پکارا، اس کی اضطراب کی وجہ سے اس کی ہکلاہٹ اس کی زبان کو معذور کر رہی ہے۔ "کیا مومون ریٹائر ہو سکتا ہے؟ اس کے علاوہ، معاف کیجئے گا، اس کے سات دستخط ہیں۔ _-Signatures_اس سے قطعی طور پر عہد کرنا۔ جب تک کہ آپ اسے پاپا سے کمٹ کرنے کا فیصلہ نہ کریں۔" اس نے ہار مان لی، آزادانہ پسینہ بہایا۔

"_ایک کیا؟"_
"پاگل خانہ۔ پناہ۔ وہ دوسرا wwwway ہو گا۔"
ایلی نے ماؤنٹ ایورسٹ کی شکل میں پیتل کا ایک بھاری انک ویل اٹھایا اور اسے پھینکنے کی تیاری کی۔ "تم واقعی ایک بدمعاش ہو،" اس نے شروع کیا، لیکن تب جبریل دروازے میں کھڑا تھا، جو ابھی تک پیلا، بڈیاں اور کھوکھلی آنکھوں والا تھا۔
"Alleluia،"اس نے کہا، "میں سوچ رہا ہوں کہ شاید میں یہ چاہتا ہوں۔ شاید مجھے کام پر واپس جانا پڑے۔"

اوو

"جبریل صاحب! میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ کتنی خوشی ہوئی ہے۔ ایک ستارہ دوبارہ پیدا ہوا ہے۔" بلی بٹوٹا ایک حیرت کا باعث تھا: اب ہیئر جیل اور فنگرنگ سوسائٹی کالم شارک نہیں رہی، وہ پیتل کے بٹن والے بلیزر اور نیلی جینز میں ملبوس تھی، اور اس کی بجائے اس کی امید تھی کہ کوئی پرکشش ہوگا، تقریباً احترام کی تحمل اس نے ایک صاف ستھری داڑھی بڑھائی تھی جس نے اسے کرائسٹ سے ایک حیرت انگیز مشابہت دی تھی -ٹیورن کفن پر تصویر۔

ان تینوں کا خیرمقدم کرتے ہوئے (سسوڈیا نے انہیں اپنے لیمو میں اٹھایا تھا، اور ڈرائیور، نائجل، جو سینٹ لوشیا کا ایک تیز لباس تھا، نے جبریل کو یہ بتاتے ہوئے سفر کیا کہ اس کے بجلی کے اضطراب نے کتنے دوسرے پیدل چلنے والوں کو شدید چوٹ یا موت سے بچایا ہے، ان کو وقفے وقفے سے کار کے ساتھ یادیں -فون پر ہونے والی گفتگو جس میں پراسرار سودوں پر بات کی گئی تھی جس میں حیرت انگیز رقم شامل تھی)، بلی نے ایلی کا ہاتھ گرمجوشی سے ہلایا، اور پھر جبریل پر گرا اور خالص، متعدی خوشی میں اسے گلے لگا لیا۔ اس کی ساتھی ممی ماموليان اس کی بجائے کم اہم تھیں۔ "یہ سب طے شدہ ہے،" اس نے اعلان کیا۔ "پھل، ستارے، پاپرازی، ٹاک-- شوز، افواہیں، اسکینڈل کے چھوٹے اشارے: ہر وہ چیز جو عالمی شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اپنے آپ کو گھر میں بنائیں۔"
یہ عام خیال تھا، ایلی نے سوچا۔ اس پوری اسکیم کے خلاف اس کی ابتدائی مخالفت جبریل کے اپنے مفاد پر قابو پا لی گئی تھی، جس کے نتیجے میں، اس کے ڈاکٹروں کو اس کے ساتھ جانے کی ترغیب دی گئی تھی، اور اندازہ لگایا گیا تھا کہ اس کی اپنے مانوس ماحول میں بحالی --_گھر جانا_، ایک طرح سے --یقیناً ہو سکتا ہے۔ فائدہ مند

اور جبریل کے پلنگ پر سسودیا کی خوابوں کی داستانوں کو جو اس نے سنا تھا اسے بے تکا دیکھا جا سکتا ہے: کیونکہ ایک بار جب وہ کہانیاں سنیما کی مصنوعی، من گھڑت دنیا میں واضح طور پر رکھ دی گئیں، تو جبریل کے لیے انہیں تصورات کے طور پر دیکھنا آسان ہو جانا چاہیے۔ ، بھی خواب دیکھنے اور جاگنے والی ریاست کے درمیان برلن کی دیوار شاید اس کے نتیجے میں زیادہ تیزی سے دوبارہ تعمیر کی جائے گی۔

نچلی بات یہ تھی کہ یہ کوشش کے قابل تھا۔
چیزیں (چیزیں ہونا) منصوبہ بندی کے مطابق کام نہیں کرتی تھیں۔ ایلی نے خود کو اس حد تک ناراض پایا کہ جس حد تک سسودیا، بٹوٹا اور ممی جبریل کی زندگی میں چلے گئے، اس کی الماری اور روزمرہ کے نظام الاوقات کو سنبھال لیا، اور اسے منتقل کیا۔

Machine Translated by Google

ایلی کے اپارٹمنٹ سے باہر، یہ اعلان کرتے ہوئے کہ "مستقل رابطہ" کا وقت ابھی نہیں آیا، "تصویر کے لحاظ سے"۔ رٹز میں کام کرنے کے بعد، فلم اسٹار کو سسوڈیا کے غار میں تین کمرے، ڈیزائنر -گروسوینر اسکوائر کے قریب ایک پرانی مینشن بلاک میں وضع دار فلیٹ، تمام آرٹ ڈیکو سنگ مرمر کے فرش اور دیواروں پر کھرچ رہے تھے۔ جبریل کی ان تبدیلیوں کی اپنی غیر فعال قبولیت، ایلی کے لیے، سب سے زیادہ مشتعل کرنے والا پہلو تھا، اور اس نے یہ سمجھنا شروع کیا کہ اس نے کیا قدم اٹھایا تھا جب اس نے اسے پیچھے چھوڑ دیا تھا جو اس کے لیے واضح طور پر دوسری نوعیت کا تھا، اور اس کا شکار کرنے آیا تھا۔ . اب جب وہ ناشتے کی ٹرے اور قہقہوں کے ساتھ مسلح باڈی گارڈز اور نوکرانیوں کی اس کائنات میں واپس ڈوب رہا تھا، تو کیا وہ اسے ڈرامائی انداز میں اس طرح پھینک دے گا جیسے وہ اس کی زندگی میں داخل ہوا تھا؟ کیا اس نے ریورس مائیگریشن کو انجینئر کرنے میں مدد کی تھی جو اسے اونچا اور خشک چھوڑ دے گی؟ جبریل نے بے وقوفانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اخبارات، رسائل، ٹیلی ویژن سیٹوں سے باہر دیکھا، بہت سی مختلف خواتین اس کے بازو پر تھیں۔

وہ اس سے نفرت کرتی تھی، لیکن اس نے توجہ دینے سے انکار کر دیا۔ "آپ کو کیا فکر ہے؟" ایک چھوٹے پک اپ ٹرک کے سائز کے چمڑے کے صوفے میں ڈوبتے ہوئے اس نے اسے برخاست کر دیا۔ "یہ صرف تصویر کے مواقع ہیں: کاروبار، بس۔"

سب سے بری بات: _وہ_ حسد ہوا۔ جیسے ہی وہ بھاری نشہ چھوڑ کر آیا، اور جیسے ہی اس کا کام (اس کے ساتھ ساتھ) ان پر زبردستی علیحدگی اختیار کرنے لگا، وہ ایک بار پھر اس غیر معقول، بے قابو شکوک کا شکار ہونے لگا جس نے مضحکہ خیز چیزوں کو جنم دیا تھا۔ برونیل کارٹونوں پر جھگڑا۔

جب بھی وہ ملتے تو وہ اسے چکی میں ڈالتا، اس سے باریکی سے پوچھ تاچھ کرتا: وہ کہاں تھی، اس نے کس کو دیکھا، اس نے کیا کیا، کیا وہ اسے لے کر گئی؟ اسے لگا جیسے اس کا دم گھٹ رہا ہو۔ اس کی ذہنی بیماری، اس کی زندگی میں نئے اثرات، اور اب رات کا یہ تھرڈ ڈگری علاج: گویا اس کی حقیقی زندگی، جسے وہ چاہتی تھی، جس کے لیے وہ وہاں لٹک رہی تھی اور جس کے لیے لڑ رہی تھی، اس کے نیچے مزید گہرائی میں دبی جا رہی تھی۔ غلطیوں کا برفانی تودہ _مجھے کس چیز کی ضرورت ہے_، وہ چیخنے لگی، _میں شرائط کب طے کروں؟ _اپنے نفس پر قابو پاتے ہوئے، اس نے آخری حربے کے طور پر، اپنی ماں کا مشورہ پوچھا۔ ماسکو روڈ ہاؤس میں اپنے والد کے پرانے مطالعے میں --جسے ایلیجا نے اوٹو کو پسند کرنے کے طریقے سے رکھا تھا، سوائے اس کے کہ اب پردے پیچھے کھینچے گئے تھے تاکہ انگلستان کس روشنی میں آ سکتا ہے، اور وہاں پھولوں کے گلدان موجود تھے۔ اسٹریٹجک پوائنٹس -ایلیجا نے پہلے تو دنیا کی تھکاوٹ سے کچھ زیادہ ہی پیش کیا۔ "لہذا ایک عورت کی زندگی کے منصوبے مرد کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں،" اس نے بے رحمی سے نہیں کہا۔ "تو آپ کی جنس میں خوش آمدید۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے قابو سے باہر ہونا عجیب ہے۔" اور ایلی نے اعتراف کیا: وہ اسے چھوڑنا چاہتی تھی، لیکن پتہ چلا کہ وہ نہیں کر سکی۔ سنگین طور پر بیمار شخص کو چھوڑنے کے جرم کی وجہ سے نہیں؛ "عظیم جذبہ" کی وجہ سے بھی، اس لفظ کی وجہ سے جو کہ جب اس نے کہنے کی کوشش کی تو اس کی زبان خشک ہو گئی۔ "تم اس کا بچہ چاہتے ہو،" علیجا نے اس پر انگلی رکھ دی۔ پہلے تو ایلی بھڑک اٹھی: "مجھے اپنا بچہ چاہیے،" لیکن پھر، اچانک خاموش ہو کر، ناک اڑاتے ہوئے، اس نے گونگے انداز میں سر ہلایا، اور آنسوؤں کے دہانے پر تھی۔

"آپ اپنے سر کی جانچ کرنا چاہتے ہیں،" ایلیجا نے اسے تسلی دی۔ کب سے وہ ایک دوسرے کی بانہوں میں ایسے ہی تھے۔ بہت لمبا۔ اور شاید یہ آخری بار ہو گا... علیجا نے اپنی بیٹی کو گلے لگایا، کہا: "تو اپنی آنکھیں خشک کرو۔

Machine Translated by Google

اب خوشخبری آ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کے معاملات خراب ہو جائیں، لیکن آپ کی بوڑھی ماں بہتر حالت میں ہے۔"

ایک امریکی کالج کے پروفیسر تھے، ایک مخصوص بونیک، جنیٹک انجینئرنگ میں بڑے تھے۔ "اب شروع مت کرو، پیارے، تم کچھ نہیں جانتے، یہ سب فرینکنسٹائن اور گیپس نہیں ہے، اس میں بہت سے فائدہ مند اپیلی کیشنز ہیں،" ایلیجا نے واضح گھبراہٹ کے ساتھ کہا، اور ایلی نے اپنی حیرت اور اپنی لال رِمڈ ناخوشی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ قہقہوں کی آزاری، آزاد کرنے والی سسکیوں میں؛ جس میں اس کی ماں بھی شامل تھی۔ "تمہاری عمر میں،" ایلی رو پڑی، "تمہیں شرم آنی چاہیے۔" --"ٹھیک ہے، میں نہیں ہوں،" مستقبل کی مسز بونیک دوبارہ شامل ہو گئیں۔ "ایک پروفیسر، اور سٹینفورڈ، کیلیفورنیا میں، تو وہ دھوپ بھی لاتا ہے۔ میں اپنے ٹین پر کام کرنے میں کئی گھنٹے گزارنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔"

اوو

جب اس نے دریافت کیا (ایک رپورٹ جو اتفاق سے سیسوڈیا پالازو کے ڈیسک دراز سے ملی ہے) کہ جبریل نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا ہے، تو ایلی نے آخر کار وقفہ کیا۔ اس نے ایک نوٹ لکھا --یہ مجھے مار رہا ہے۔ --اسے رپورٹ کے اندر پھسل دیا، جسے اس نے ڈیسک ٹاپ پر رکھا تھا۔ اور الوداع کہے بغیر چلا گیا۔ جبریل نے اسے کبھی فون نہیں کیا۔ وہ ان دنوں، بھارتی فلمی ستاروں پر مشتمل اسٹیج گانے اور ڈانس شوز کی ایک کامیاب سیریز میں اپنے عظیم الشان عوامی ظہور کے لیے ریہرسل کر رہا تھا اور اسے ارلز کورٹ میں بلی بٹوٹا کی ایک کمپنی نے اسٹیج کیا تھا۔ وہ غیر اعلانیہ، سرپرائز آف دی بل شو اسٹاپر بننا تھا، اور کئی ہفتوں سے شو کی کورس لائن کے ساتھ رقص کے معمولات کی مشق کر رہا تھا: پلے بیک میوزک پر منہ لگانے کے فن سے بھی خود کو آشنا کر رہا تھا۔ اسرار آدمی یا ڈارک سٹار کی شناخت کی افواہوں کو بٹوٹا کے پرومو مینوں کی طرف سے احتیاط سے گردش اور نگرانی کی جا رہی تھی، اور والینس ایڈورٹائزنگ ایجنسی کو "ٹیزر" ریڈیو اشتہارات کی ایک سیریز اور ایک مقامی 48شیٹ پوسٹر مہم تیار کرنے کے لیے رکھا گیا تھا۔ ارلز کورٹ کے اسٹیج پر جبریل کی آمد --اسے گتے اور دھوئیں کے بادلوں میں گھری ہوئی مکھیوں سے نیچے لانا تھا --اس کے سپر اسٹارڈم میں دوبارہ داخلے کے انگریزی طبقے کا مطلوبہ عروج تھا۔ اگلا پڑاؤ، بمبئی۔ ویران، جیسا کہ اس نے اسے کہا، الیلویا کون کے ذریعہ، اس نے ایک بار پھر "رینگنے سے انکار کر دیا"۔ اور اپنے آپ کو کام میں مشغول کر دیا۔

اگلی چیز جو غلط ہوئی وہ یہ تھی کہ بلی بٹوٹا نے اپنے شیطانی ڈنک کی وجہ سے نیویارک میں خود کو گرفتار کرلیا۔ ایلی، اتوار کے اخبارات میں اس کے بارے میں پڑھتے ہوئے، اپنے غرور کو نگل گئی اور جبریل کو ریہرسل رومز میں بلایا تاکہ اسے ایسے واضح طور پر مجرمانہ عناصر کے ساتھ اتحاد کرنے کے خلاف تنبیہ کی جا سکے۔ "بٹوٹا ایک ہڈ ہے،" اس نے اصرار کیا۔ "اس کا سارا انداز ایک پرفارمنس تھا، ایک جعلی۔ وہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتا تھا کہ وہ مین ہٹن کے ڈوجرز کے ساتھ ہٹ ہو گا، اس لیے اس نے ہمیں اپنا تجربہ کار سامعین بنایا۔ وہ بکرا! اور ایک کالج بلیزر، خدا کے لیے: ہم نے کیسے اس کے لئے گر؟" لیکن جبریل ٹھنڈا اور پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اسے اپنی کتاب میں چھوڑ دیا تھا، اور وہ ویرانے والوں سے مشورہ لینے والا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ، سسودیا اور بٹوٹا کی پرومو ٹیم نے انہیں یقین دلایا تھا --اور اس نے ان سے اس بارے میں سب کچھ پوچھ لیا تھا۔

Machine Translated by Google

-کہ بلی کے مسائل کا گالا نائٹ (فلم میلہ، یہی نام تھا) سے کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ مالی انتظامات ٹھوس تھے، فیس اور گارنٹی کے لیے رقم پہلے ہی مختص کی جاچکی تھی، تمام بمبئی۔

پر مبنی ستاروں نے تصدیق کی تھی، اور منصوبہ بندی کے مطابق شرکت کریں گے۔ سیسوڈیا نے وعدہ کیا کہ "منصوبوں کو تیزی سے مکمل کرنا ہے۔" "شو شو جاری رہنا چاہیے۔"
اگلی چیز جو غلط ہوئی وہ جبریل کے اندر تھی۔

اوو

لوگوں کو اس ڈارک سٹار کے بارے میں اندازہ لگاتے رہنے کے سسودیا کے عزم کا مطلب یہ تھا کہ جبریل کو برقع میں ملبوس دروازے پر ارلز کورٹ کے اسٹیج میں داخل ہونا پڑا۔ تاکہ اس کی جنس بھی ایک معمہ بنی رہے۔ اسے سب سے بڑا ڈریسنگ روم دیا گیا تھا --ایک سیاہ پانچ نکاتی ستارہ دروازے پر اٹکا ہوا تھا --اور اسے غیر رسمی طور پر نظر بند جینوفارم پروڈیوسر نے بند کر دیا تھا۔ ڈریسنگ روم میں اسے اپنا فرشتہ کا لباس ملا، جس میں ایک کنٹراپشن بھی شامل ہے، جو اس کے ماتھے کے گرد باندھنے پر، اس کے پیچھے روشنی کے بلب چمکنے لگیں گے، جس سے ہالہ کا بھرم پیدا ہو جائے گا۔ اور ایک کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن، جس پر وہ شو دیکھنے کے قابل ہو گا --متھن اور کیمی "ڈسکو دیوان" سیٹ کے لیے کیورٹنگ کر رہے ہیں۔ جیا پردھا اور ریکھا (کوئی تعلق نہیں: میگا اسٹار، ایک قالین پر تصویر نہیں) اسٹیج پر انٹرویوز میں باقاعدہ طور پر جمع کراتے ہیں، جس میں جیا نے تعدد ازدواج پر اپنے خیالات کا اظہار کیا جبکہ ریکھا نے متبادل زندگی کے بارے میں تصور کیا --"اگر میں پیدا ہوتا انڈیا، میں پیرس میں پینٹر ہوتا"؛ ونود اور دھرمیندر سے ہیمن اسٹنٹ؛ سری دیوی اپنی ساڑھی کو گیلی کر رہی ہیں --جب تک کہ وہ اسٹیج کے اوپر ایک ونچ سے چلنے والے "رتھ" پر اپنی پوزیشن سنبھالنے کا وقت نہ آئے۔ ایک تار لیس ٹیلی فون تھا، جس پر سسودیا نے اسے فون کرکے بتایا کہ گھر بھر گیا ہے --"ہر قسم کے یہاں ہیں،" اس نے فتح حاصل کی، اور جبریل کو بھیڑ کے تجزیے کی اپنی تکنیک پیش کرنے کے لیے آگے بڑھا: آپ پاکستانیوں کو بتا سکتے ہیں کیونکہ وہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ گلوں کو، ہندوستانیوں کو اس لیے کہ انھوں نے کپڑے پہن رکھے تھے، اور بنگلہ دیشی اس لیے کہ انھوں نے برا لباس پہنا تھا، "وہ تمام جامنی اور گلابی اور گوگو گولڈ گوٹا جو انھیں پسند ہے" --اور جو دوسری صورت میں خاموش رہے؛ اور، آخر میں، ایک بڑا تحفہ لپیٹے ہوئے باکس، اس کے سوچنے والے پروڈیوسر کی طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ، جس میں مس پمپل بلیموریا نے ایک پرکشش تاثرات اور سونے کے ربن کی ایک مقدار پہنی ہوئی تھی۔ فلمیں شہر میں تھیں۔

اوو

عجیب احساس شروع ہوا --یعنی _واپسی_ --جب وہ "رتھ" میں تھا، اترنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو ایک ایسے راستے پر چلنے کے بارے میں سوچا جس پر اب کسی بھی لمحے اسے ایک انتخاب پیش کیا جائے گا، ایک انتخاب -یہ سوچ اس کی مدد کے بغیر اس کے دماغ میں خود کو تشکیل دے رہی تھی -دو حقیقتوں کے درمیان، یہ دنیا اور دوسری وہیں بھی تھا، نظر آتا تھا لیکن نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے خود کو سست، بھاری، اپنے شعور سے دور محسوس کیا، اور اس نے محسوس کیا کہ اس کے پاس یہ خیال نہیں تھا کہ وہ کون سا راستہ منتخب کرے گا، وہ کس دنیا میں داخل ہوگا۔ ڈاکٹروں نے غلط کیا تھا، اب اس نے سمجھا، شیزوفرینیا کے لیے اس کا علاج کرنا؛ تقسیم اس میں نہیں بلکہ کائنات میں تھی۔ جیسے ہی رتھ نے اس بے پناہ، سمندری دہاڑ کی طرف اترنا شروع کیا جو اس کے نیچے پھولنا شروع ہو گیا تھا، اس نے اپنی ابتدائی لائن کی مشق کی۔

Machine Translated by Google

-_میرا نام جبریل فرشتہ ہے، اور میں واپس آ گیا ہوں_ --اور سنا ہے، تو بات کرنے کے لیے، سٹیریو میں، کیونکہ اس کا بھی، دونوں جہانوں سے تعلق تھا، ہر ایک میں ایک الگ معنی کے ساتھ؛ --اور اب روشنیاں اس سے ٹکرا گئیں، اس نے اپنے بازو اونچے اٹھائے، وہ بادلوں میں چادر اوڑھے لوٹ رہا تھا، --اور ہجوم نے اسے پہچان لیا اور اس کے ساتھی اداکار بھی۔ لوگ اپنی نشستوں سے اٹھ رہے تھے، آڈیٹوریم میں موجود ہر مرد، عورت اور بچہ سمندر کی طرح اسٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس تک پہنچنے والے پہلے آدمی کے پاس چیخنے کا وقت تھا _مجھے یاد ہے جبریل؟ چھ انگلیوں کے ساتھ؟ مسلمہ، صاحب: جان مسلمہ۔ میں نے آپ کی موجودگی کو ہمارے درمیان پوشیدہ رکھا۔ لیکن ہاں، میں خُداوند کے آنے کے بارے میں کہتا رہا ہوں، میں آپ کے آگے چلا گیا ہوں، بیابان میں ایک آواز آئی، ٹیڑھی سیدھی اور کچی جگہیں صاف ہو جائیں گی_ لیکن پھر وہ گھسیٹ کر لے جایا گیا، اور سیکورٹی گارڈ جبریل کے آس پاس تھے، _وہ قابو سے باہر ہیں، یہ بہت بڑا ہنگامہ ہے، آپ کو کرنا پڑے گا_ --لیکن وہ نہیں جائے گا، کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ کم از کم آدھے ہجوم نے عجیب و غریب ہیڈ گیئر، ربڑ پہن رکھا تھا۔ سینگ ان کو بدروحوں کی طرح دکھاتے ہیں، جیسے کہ وہ تعلق اور انحراف کے بیجز ہیں۔ اور اسی لمحے جب اس نے مخالف کی نشانی دیکھی تو اسے کائنات کا کانٹا محسوس ہوا اور وہ بائیں ہاتھ کے راستے سے نیچے اترا۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کا باضابطہ ورژن، اور جسے تمام نیوز میڈیا نے قبول کیا، وہ یہ تھا کہ جبریل فرشتہ کو خطرے کے علاقے سے اسی ونچ سے چلنے والے رتھ میں اٹھا لیا گیا تھا جس میں وہ اترے تھے، اور جہاں سے وہ نہیں اترے تھے۔ ابھرنے کا وقت تھا؛ -اور یہ کہ اس کے لیے میلی کے اوپر اپنی الگ تھلگ اور نظر نہ آنے والی جگہ سے بھاگنا آسان ہوتا۔ یہ ورژن آواز میں "وحی" سے بچنے کے لیے کافی لچکدار ثابت ہوا کہ ونچ کے انچارج اسسٹنٹ اسٹیج مینیجر نے اس کے اترنے کے بعد اسے حرکت میں نہیں لایا، نہ دہرایا۔ --کہ، درحقیقت، رتھ پرجوش فلمی شائقین کے پورے ہنگامے میں گراؤنڈ رہا۔ -

-اور یہ کہ بیک اسٹیج کے عملے کو کافی رقم ادا کی گئی تھی تاکہ وہ انہیں ایک کہانی کے من گھڑت کام میں گٹھ جوڑ کرنے پر آمادہ کر سکیں جو کہ مکمل طور پر غیر حقیقی ہونے کی وجہ سے اخبار خریدنے والے عوام کے لیے یقین کرنے کے لیے کافی حقیقت پسندانہ تھی۔ تاہم، یہ افواہ کہ جبریل فرشتہ درحقیقت ارلز کورٹ کے اسٹیج سے دور ہو گئے تھے اور اپنی بھاپ کے نیچے نیلے رنگ میں غائب ہو گئے تھے، شہر کی ایشیائی آبادی میں تیزی سے پھیل گئی، اور اس ہالے کے بہت سے اکاؤنٹس نے اسے کھلایا جو ایک سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ صرف اس کے سر کے پیچھے اشارہ. جبریل فرشتہ کی دوسری گمشدگی کے چند دنوں کے اندر، برک ہال، ویمبلے اور برکسٹن میں نوولٹیز کے دکاندار اتنے ہی کھلونوں کے ہالو (سبز فلورسنٹ ہوپس سب سے زیادہ مقبول تھے) کو ہیڈ بینڈ کے طور پر فروخت کر رہے تھے جن پر ربڑ کے سینگوں کا جوڑا لگایا گیا تھا۔

اوو

وہ لندن کے اوپر منڈلا رہا تھا! -ہاہاہا، اب وہ اسے چھو نہیں سکتے تھے، شیطان اس پنڈمونیم میں اس پر چڑھ دوڑے! اس نے شہر کی طرف جھانک کر انگریزوں کو دیکھا۔ انگریزوں کے ساتھ مصیبت یہ تھی کہ وہ انگریز تھے: - damn cold fish! سال کا بیشتر حصہ پانی کے اندر رہنا، دنوں میں رات کا رنگ! --ٹھیک ہے: وہ اب یہاں تھا، عظیم ٹرانسفارمر، اور

Machine Translated by Google

اس بار کچھ تبدیلیاں کی جائیں گی --فطرت کے قوانین اس کی تبدیلی کے قوانین ہیں، اور وہ اسی کو بروئے کار لانے والا شخص تھا! -ہاں، واقعی: اس بار، وضاحت۔

وہ انہیں دکھائے گا -ہاں! --اس کی _طاقت_ یہ بے اختیار انگریز! -کیا انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ ان کی تاریخ ان کو ستائے گی؟ -"آبائی ایک مظلوم شخص ہے جس کا مستقل خواب مظلوم بننا ہے"

(فینون)۔ انگریز عورتیں اب اسے پابند نہیں کرتیں۔ سازش بے نقاب ہو گئی!
--پھر تمام دھندوں سے دور۔ وہ اس زمین کو نئے سرے سے بنائے گا۔ وہ فرشتہ جبریل تھا۔ --_اور میں واپس آ گیا ہوں! _مخالف کا چہرہ ایک بار پھر اس کے سامنے لٹک گیا، تیز، واضح۔

[illegible] بخود تباہ کن۔ فینون دوبارہ: "اس طرح سے فرد" --فینونیائی _آبائی_ --"خدا کی طرف سے مقرر کردہ ٹوٹ پھوٹ کو قبول کرتا ہے، آباد کرنے والے اور اس کے لاٹ کے سامنے جھک جاتا ہے، اور اندرونی بحالی کی ایک قسم سے پتھریلا سکون حاصل کرتا ہے۔" -- _میں اسے پتھریلی سکون دوں گا! -- _مقامی اور آباد کار، وہ پرانا تنازعہ، اب ان بھیگی گلیوں میں، الٹ زمروں کے ساتھ جاری ہے۔ اسے اب یہ محسوس ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے دشمن کے ساتھ شامل ہو گیا تھا، ان کے بازو ایک دوسرے کے جسم کے گرد بند تھے، منہ سے منہ، سر سے دم، جیسے وہ زمین پر گرے تھے: جب وہ آباد ہو گئے۔ -جیسے جیسے چیزیں شروع ہوتی ہیں وہ جاری رہتی ہیں۔ -ہاں، وہ قریب آ رہا تھا۔ --چیچی؟ ساسا؟ --_میرا دوسرا، میرا پیار_ .

. .

. . .نہیں! --وہ پارک لینڈ پر تیرا اور پرندوں کو ڈراتے ہوئے چیخا۔ --ان انگلستان کی حوصلہ افزائی ابہاموں میں سے مزید نہیں، یہ بائبلی --شیطانی الجھنیں! --وضاحت، وضاحت، ہر قیمت پر وضاحت! یہ شیطان کوئی گرا ہوا فرشتہ نہیں تھا۔ --بھول جاؤ وہ صبح کے افسانے؛ یہ کوئی اچھا لڑکا برا نہیں تھا بلکہ خالص برائی تھی۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ بالکل فرشتہ نہیں تھا! "وہ جنّوں میں سے تھا اس لیے اس نے زیادتی کی۔" ،Quran 18:50 --وہاں دن کی طرح صاف تھا۔ --یہ ورژن کتنا زیادہ سیدھا تھا! کتنا زیادہ عملی، نیچے سے زمین، قابل فہم! ابلیس/شیطان تاریکی کے لیے کھڑا ہے، جبرئیل روشنی کے لیے۔ --باہر، ان جذبات کے ساتھ باہر: _جوائن کرنا، ایک ساتھ بند ہونا، محبت_۔ تلاش کریں اور تباہ کریں: بس اتنا ہی تھا۔

. . .اے سب سے پھسلنے والے، شہروں کے سب سے شیطان! -جس میں اس طرح کی سخت، لازمی مخالفتیں سرمئی رنگ کی نہ ختم ہونے والی بوندا باندی کے نیچے ڈوب گئیں۔ --مثال کے طور پر، وہ اپنے بارے میں ان شیطانی-بائبلی شبہات کو دور کرنے کے لئے کتنا درست تھا، --جو خدا اپنے لیفٹیننٹس کے درمیان اختلاف کی اجازت دینے کے لئے تیار نہیں تھا --کیونکہ ابلیس/شیطان کوئی فرشتہ نہیں تھا، اس لئے وہاں موجود تھا۔ الوہیت کو دبانے کے لیے کوئی فرشتہ مخالف نہیں؛ --اور وہ ممنوع پھلوں کے بارے میں، اور خدا کی طرف سے اپنی تخلیقات کے لیے اخلاقی انتخاب سے انکار۔ -

-کیونکہ پوری تلاوت میں کہیں بھی وہ درخت نہیں تھا (جیسا کہ بائبل میں ہے) اچھے اور برے کے علم کی جڑ ہے۔ _یہ صرف ایک مختلف درخت تھا! _شیطان نے ایڈنیک جوڑے کو لالچ دیتے ہوئے اسے صرف "امریت کا درخت" کہا --اور جیسا کہ وہ جھوٹا تھا، اس لیے سچائی (الٹی سے دریافت ہوئی)

Machine Translated by Google

یہ تھا کہ ممنوعہ پھل (سیب کی وضاحت نہیں کی گئی تھی) موت کے درخت پر لٹکا ہوا تھا، کم نہیں، مردوں کی روحوں کا قاتل۔ - خدا سے ڈرنے والے اس اخلاق میں اب کیا رہ گیا؟ وہ کہاں ملنا تھا؟ --صرف نیچے، انگریزی دلوں میں۔ جسے وہ، جبریل، تبدیل کرنے آیا تھا۔

ابراکاڈابرا!
Hocus Pocus!

لیکن وہ کہاں سے شروع کرے؟ -ٹھیک ہے، پھر، انگریزوں کے ساتھ مصیبت ان کی تھی: ان کا: _ایک لفظ میں_، جبریل نے سنجیدگی سے کہا، _ان کا موسم_۔

جبریل فرشتہ نے اپنے بادل پر تیرتے ہوئے یہ رائے قائم کی کہ انگریزوں کی اخلاقی دھندلاپن موسمیاتی طور پر پیدا ہوئی تھی۔ "جب دن رات سے زیادہ گرم نہیں ہوتا ہے،" اس نے استدلال کیا، "جب روشنی اندھیرے سے زیادہ روشن نہ ہو، جب خشکی سمندر سے زیادہ خشک نہ ہو، تو ظاہر ہے کہ لوگ فرق کرنے کی طاقت کھو دیں گے، اور شروع ہو جائیں گے۔ ہر چیز کو دیکھنے کے لیے --سیاسی جماعتوں سے لے کر جنسی شراکت داروں سے لے کر مذہبی عقائد تک --زیادہ سے زیادہ --

ایک ہی، کچھ بھی نہیں چننا، دینا یا لینا۔ کیا حماقت! کیونکہ سچائی انتہا ہے، یہ _تو_ ہے اور _اس طرح_ نہیں، وہ _وہ_ ہے نہ کہ _اس کا ؛ ایک متعصب معاملہ، تماشائی کھیل نہیں۔ یہ، مختصراً، _گرم_ ہے۔ شہر،" اس نے پکارا، اور اس کی آواز شہر پر گرج کی طرح گھوم گئی، "میں تمہیں اشنکٹبندیی بنانے جا رہا ہوں۔"

جبریل نے لندن کے مجوزہ میٹامورفوسس کے فوائد کو ایک اشنکٹبندیی شہر میں شمار کیا: اخلاقی تعریف میں اضافہ، ایک قومی سیئسٹا کا ادارہ، عوام کے درمیان رویے کے وشد اور وسیع نمونوں کی ترقی، اعلیٰ معیار کی مقبول موسیقی، درختوں میں نئے پرندے (مکا، مور) ، cockatoos)،پرندوں کے نیچے نئے درخت (کوکو -کھجوریں، املی، لٹکی ہوئی داڑھی والے برگد)۔ بہتر گلیوں کی زندگی، اشتعال انگیز رنگ کے پھول (میجنٹا، سندور، نیین سبز)، بلوط میں مکڑی کے مانکی۔ گھریلو ایئر کنڈیشننگ یونٹس، چھت کے پنکھے، مچھر مخالف کوائلز اور اسپرے کے لیے ایک نئی مارکیٹ۔ کوئر اور کوپرا کی صنعت۔ کانفرنسوں وغیرہ کے مرکز کے طور پر لندن کی بڑھتی ہوئی اپیل؛ بہتر کرکٹرز؛ پیشہ ور فٹبالرز کے درمیان بال کنٹرول پر زیادہ زور، روایتی اور بے روح انگلش کی "ہائی ورکریٹ" کی وابستگی گرمی کی وجہ سے متروک ہو چکی ہے۔ مذہبی جوش، سیاسی ابال، دانشوروں میں دلچسپی کی تجدید۔ مزید برطانوی ریزرو نہیں؛ گرم پانی کی بوتلوں کو ہمیشہ کے لیے نکال دیا جائے گا، جن کی جگہ دھیمے اور بدبودار پیار سے بدبودار راتوں میں لے لی جائے گی۔

نئی سماجی اقدار کا ظہور: دوستوں کا ایک دوسرے سے ملاقاتیں کیے بغیر، پرانے لوگوں کے گھروں کی بندش، بڑھے ہوئے خاندان پر زور۔ مسالہ دار کھانا؛ انگریزی بیت الخلاء میں پانی کے ساتھ ساتھ کاغذ کا استعمال؛ مون سون کی پہلی بارشوں میں پوری طرح کپڑے پہن کر بھاگنے کی خوشی۔ نقصانات: ہیضہ، ٹائیفائیڈ، legionnairesکی بیماری، کاکروچ، دھول، شور، زیادتی کی ثقافت۔

افق پر کھڑے ہو کر، آسمان کو بھرنے کے لیے بازو پھیلاتے ہوئے، جبریل نے پکارا: "ہونے دو۔"

تین چیزیں ہوئیں، جلدی۔

Machine Translated by Google

پہلا یہ تھا کہ، جیسا کہ تبدیلی کے عمل کی ناقابل تصور حد تک زبردست، بنیادی قوتیں اس کے جسم سے باہر نکل گئیں (کیونکہ کیا وہ ان کا مجسم نہیں تھا؟)، وہ عارضی طور پر ایک گرم، گھومنے والے بھاری پن، ایک عجیب و غریب منتھن (ہرگز نہیں) پر قابو پا گیا تھا۔ ناخوشگوار) جس نے اسے صرف ایک لمحے کے لیے، اس کی آنکھیں بند کر دیں۔

دوسرا یہ کہ جب اس کی آنکھیں بند ہوئیں تو جناب صلاح الدین چمچا کے سینگوں والے اور بکرے والے خدوخال اس کے دماغ کے پردے پر نمودار ہوئے، جتنا تیز اور اچھی طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ، گویا اس کا ذیلی عنوان تھا، مخالف کے نام سے۔

اور تیسری بات یہ تھی کہ جبریل فرشتہ نے خود کو گرا ہوا پا کر آنکھیں کھولیں، ایک بار پھر ایلویا کون کی دہلیز پر، اس سے معافی مانگتے ہوئے، روتے ہوئے ـخدایا، ایسا ہی ہوا، واقعی پھر ہوا۔ـ

اوو

اس نے اسے بستر پر ڈال دیا؛ اس نے اپنے آپ کو نیند میں بھاگتے ہوئے، پرپر لندن سے دور اور جاہلیہ کی طرف اس میں غوطہ لگاتے ہوئے پایا، کیونکہ اصل دہشت ٹوٹی ہوئی دیوار کو عبور کر چکی تھی، اور اس کے جاگنے کے اوقات میں ڈنڈا بردار تھا۔

"گھر جانے کی جبلت: ایک پاگل دوسرے کی طرف بڑھ رہا ہے،" ایلیجا نے کہا جب اس کی بیٹی نے اس خبر کے ساتھ فون کیا۔
"آپ سگنل دے رہے ہوں گے، کچھ خون بہانے والی چیز۔" ہمیشہ کی طرح، اس نے اپنی پریشانی کو عقل کی پٹیوں کے نیچے چھپا لیا۔
آخر کار وہ اس کے ساتھ باہر آئی: "اس بار سمجھدار ہو، ایلویا، ٹھیک ہے؟ اس بار پناہ۔"

"دیکھیں گے ماں۔ وہ ابھی سو رہا ہے۔"
"تو کیا وہ نہیں اٹھے گا؟" ایلیجا نے وضاحت کی، پھر خود پر قابو پایا۔
"ٹھیک ہے، میں جانتا ہوں، یہ آپ کی زندگی ہے۔ سنو، کیا یہ موسم کچھ نہیں ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ یہ پچھلے مہینوں میں ہوسکتا ہے: 'بلاک پیٹرن'، میں نے ٹیلی ویژن پر سنا، ماسکو میں بارش، جب کہ یہاں ایک اشنکٹبندیی ہیٹ وے ہے۔ میں نے فون کیا۔
اسٹینفورڈ میں ہونییک نے اسے بتایا: اب ہمارے پاس لندن میں بھی موسم ہے۔

Machine Translated by Google

VIجاہلیہ کی طرف لوٹنا

جب بعل شاعر نے حجر اسود میں مجسمہ لات کی بائیں آنکھ کے کونے سے خون کا ایک آنسو نکلتا ہوا دیکھا تو اس نے سمجھا کہ حضرت مہوند ایک بار پھر جاہلیہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ایک چوتھائی صدی کی جلاوطنی۔ اس نے پرتشدد انداز میں ڈکار ماری -عمر کی ایک تکلیف، یہ، اس کا کھردرا پن برسوں کی وجہ سے عام گاڑھا ہونا، زبان کے ساتھ ساتھ جسم کا گاڑھا ہونا، خون کا ایک دھیما جمع ہونا، جس نے پچاس سال کی عمر میں بعل کو تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے تیز جوان نفس کے بالکل برعکس شکل میں۔ کبھی کبھی اسے محسوس ہوتا کہ ہوا خود ہی گاڑھی ہو گئی ہے، اس کے خلاف مزاحمت کر رہی ہے، یہاں تک کہ تھوڑی سی چہل قدمی بھی اسے ہانپتی چھوڑ سکتی ہے، اس کے بازو میں درد اور اس کے سینے میں بے ترتیبی ہے۔ . . اور مہاونڈ بھی بدل گیا ہوگا، جب وہ شان و شوکت کے ساتھ اس جگہ پر لوٹ رہا تھا جہاں سے وہ خالی ہاتھ بھاگا تھا، بغیر بیوی کے۔ پینسٹھ پر مہاؤنڈ۔ ہمارے نام ملتے ہیں، الگ ہوتے ہیں اور پھر ملتے ہیں، بعل نے سوچا، لیکن نام رکھنے والے ایک جیسے نہیں رہتے۔

اس نے چمکدار سورج کی روشنی میں ابھرنے کے لئے آل لاٹ کو چھوڑ دیا، اور اس کی پیٹھ کے پیچھے سے ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ وزنی طور پر مڑا۔ کوئی نہیں دیکھا جائے گا۔ ایک کونے کے ارد گرد غائب ہونے والی چادر کا ہیم۔ ان دنوں، نیچے بیل بال اکثر اجنبیوں کو گلی میں قہقہے لگانے پر مجبور کرتا ہے۔ "حرامزادہ!" اس نے اپنی آواز کے سب سے اوپر چیخ کر ایوان میں موجود دیگر نمازیوں کو بدنام کیا۔ بعل، زوال پذیر شاعر، دوبارہ برا سلوک کر رہا ہے۔ وہ کندھے اچکا کر گھر کی طرف چل دیا۔

جاہلیہ کا شہر اب ریت سے نہیں بنا تھا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ برسوں کے گزرنے، صحرائی ہواؤں کا جادو، مہکتا چاند، لوگوں کی بھول بھلیوں اور ترقی کی ناگزیریت نے اس شہر کو اس قدر سخت کر دیا تھا کہ اس نے اپنا پرانا، بدلتا ہوا، عارضی معیار کھو دیا تھا۔ ایک ایسا سراب جس میں مرد رہ سکتے ہیں، اور ایک منحوس جگہ بن سکتے ہیں، کوٹیڈین اور (اس کے شاعروں کی طرح) غریب۔ مہوند کا بازو لمبا ہو گیا تھا۔ اس کی طاقت نے جاہلیت کو گھیرے میں لے لیا تھا، اس کی زندگی کا خون، اس کے حاجیوں اور قافلوں کو کاٹ دیا تھا۔ ان دنوں جاہلیت کے میلے دیکھ کر ترس جاتے تھے۔ یہاں تک کہ خود گرانڈی نے بھی ایک ننگی شکل اختیار کر لی تھی، اس کے سفید بال اس کے دانتوں کی طرح خالی جگہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس کی لونڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے مر رہی تھیں، اور اس کے پاس توانائی کی کمی تھی --یا، اس لیے شہر کی بے ہودہ گلیوں میں افواہیں بکھر رہی تھیں، ان کی جگہ لینے کی ضرورت تھی۔

کچھ دن وہ شیو کرنا بھول گیا جس نے اس کی خستہ حالی اور شکست خوردگی میں اضافہ کیا۔ صرف ہند پہلے جیسی تھی۔

اس کے پاس ہمیشہ سے ایک چڑیل کے طور پر شہرت تھی، جو آپ پر بیماری کی خواہش کر سکتی تھی اگر آپ اس کے گزرتے وقت اس کے کوڑے کے سامنے جھکنے میں ناکام رہتے ہیں، ایک جادوگر جو مردوں کو صحرا کے سانپوں میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتی ہے جب اس نے ان سے پیٹ بھر لیا تھا۔ ، اور پھر انہیں دم سے پکڑ کر شام کے کھانے کے لیے ان کی کھالوں میں پکایا۔ اب جب کہ وہ ساٹھ کو پہنچ چکی تھی، اس کی غیر معمولی اور غیر فطری ناکامی اس کی عمر کے لحاظ سے اس کی خرافات کے افسانے کو نئی توثیق دے رہی تھی۔ جبکہ اس کے چاروں طرف سختی ہو گئی۔

Machine Translated by Google

جمود میں، جب شارک کے پرانے گروہ ادھیڑ عمر کے بڑھتے گئے اور گلی کے کونوں پر تاش کھیل رہے تھے اور ڈائس گھوم رہے تھے، جبکہ پرانی گرہیں-
چڑیلیں اور بدمعاش لوگ گلیوں میں بھوک سے مر گئے، جب کہ ایک ایسی نسل پروان چڑھی جس کی قدامت پسندی اور مادی دنیا کی بلا شک و شبہ پرستش ان کی بے روزگاری اور تنگدستی کے امکان کے علم سے پیدا ہوئی، جب کہ عظیم شہر اپنا احساس کھو بیٹھا اور یہاں تک کہ مرنے والوں کا فرقہ جاہلیہ کے اونٹوں کی راحت کی وجہ سے مقبولیت میں کمی آ گیا، جن کو انسانی قبروں پر کٹے ہوئے جھولے چھوڑے جانے کی ناپسندیدگی کو سمجھنا آسان تھا۔ جب کہ جاہلیہ بوسیدہ ہو گئی، مختصراً، ہند بے شک رہی، اس کا جسم کسی بھی جوان عورت کی طرح مضبوط، اس کے بال کوے کے پروں کی طرح کالے، اس کی آنکھیں چھریوں کی طرح چمکتی، اس کی بیئرنگ اب بھی مغرور، اس کی آواز میں اب بھی کوئی مخالفت نہیں تھی۔ ہند، سمبل نہیں، اب شہر پر حکومت کرتا تھا۔ یا تو وہ بلا شبہ یقین کرتی تھی۔

جیسے جیسے گرانڈی ایک نرم اور نفیس بڑھاپے میں بڑھتا گیا، ہند نے شہر کے لوگوں کو نصیحت آمیز خطوط یا بیلوں کا ایک سلسلہ لکھنا شروع کیا۔
یہ شہر کی ہر گلی میں چسپاں تھے۔ چنانچہ یہ تھا کہ ہند اور ابو سمبل کو جاہلیوں نے اس شہر کا مجسمہ، اس کا زندہ اوتار سمجھا، کیونکہ انہوں نے اس کی جسمانی غیر متغیر ہونے اور اس کے اعلانات کے غیر متزلزل عزم میں خود کو اس سے کہیں زیادہ قابل تعریف پایا۔ وہ تصویر جو انہوں نے سمبل کے ٹوٹتے ہوئے چہرے کے آئینے میں دیکھی۔ ہند کے پوسٹر کسی بھی شاعر کے اشعار سے زیادہ متاثر کن تھے۔ وہ اب بھی جنسی طور پر بہت شوقین تھی، اور شہر کے ہر مصنف کے ساتھ سو چکی تھی (حالانکہ بعل کو اپنے بستر پر جانے کی اجازت کافی عرصہ ہو چکا تھا)؛ اب لکھنے والوں کو استعمال کیا گیا، ضائع کر دیا گیا، اور وہ تیزی سے پھیل رہی تھی۔ قلم کے ساتھ ساتھ تلوار بھی۔

وہ ہند تھی، جو ایک آدمی کے بھیس میں جاہلی فوج میں شامل ہوئی تھی، جادو کے ذریعے تمام نیزوں اور تلواروں کو ہٹانے کے لیے، اپنے بھائیوں کے قاتل کو جنگ کے طوفان میں ڈھونڈتی تھی۔ ہند جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو قتل کیا اور بوڑھے حمزہ کا جگر اور دل کھایا۔

کون اس کا مقابلہ کر سکتا تھا؟ اس کی ابدی جوانی کے لیے جو ان کی بھی تھی۔ اس کی درندگی کے لیے جس نے انہیں ناقابل تسخیر ہونے کا وہم دیا۔ اور اس کے بیلوں کے لیے، جو وقت، تاریخ، عمر کے انکاری تھے، جنہوں نے شہر کی بے مثال عظمت کے گیت گائے اور گلیوں کے کچرے اور خستہ حالی کا مقابلہ کیا، جس نے عظمت، قیادت، لافانی، جاہلیت کی حیثیت پر اصرار کیا۔ الہی کے محافظین . . ان تحریروں کی وجہ سے لوگوں نے اس کی بے وفائی کو معاف کر دیا، انہوں نے ہند کی ان کی سالگرہ کے موقع پر زمرد میں تولے جانے کی کہانیوں پر آنکھیں بند کر لیں، انہوں نے ناچ گانے کی افواہوں کو نظر انداز کر دیا، جب اس کی
الماری کا سائز پانچ سو کا بتایا گیا تو وہ ہنس پڑے۔ ... نائٹ گاؤن اور پورے چاولوں کے چار سو ...
جوار۔ جاہلیہ کے شہریوں نے اپنے آپ کو اپنی خطرناک گلیوں میں گھسیٹ لیا، جس میں چھوٹی چھوٹی تبدیلی کے لیے قتل عام ہو رہا تھا، جس میں بوڑھی عورتوں کی عصمت دری کی جا رہی تھی اور رسمی طور پر ذبح کیا جا رہا تھا، جس میں فاقہ کشی کے فسادات کو ہند کی ذاتی پولیس فورس نے بے دردی سے ڈھایا، ؛Manticorpsاور کے باوجود

Machine Translated by Google

ان کی آنکھوں، پیٹ اور بٹوے کے ثبوت، وہ مانتے تھے جو ہند نے ان کے کانوں میں سرگوشی کی: حکمرانی، جاہلیہ، دنیا کی شان۔

ان میں سے سب نہیں، یقیناً۔ نہیں، مثال کے طور پر، بعل۔ جس نے عوامی معاملات سے ہٹ کر بے مثال محبت کی نظمیں لکھیں۔
ایک سفید مولی چباتے ہوئے، وہ گھر پہنچا، ایک خستہ حال دیوار کے نیچے سے گزرتا ہوا۔ یہاں ایک چھوٹا سا پیشاب کا صحن تھا جو پروں، سبزیوں کے چھلکوں، خون سے بھرا ہوا تھا۔ انسانی زندگی کا کوئی نشان نہیں تھا: صرف مکھیاں، سائے، خوف۔ ان دنوں کسی کی حفاظت کرنا ضروری تھا۔ قاتل حششینوں کا ایک فرقہ شہر میں گھوم رہا تھا۔ متمول افراد کو مشورہ دیا گیا کہ وہ سڑک کے مخالف سمت میں واقع اپنے گھروں سے رجوع کریں، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ گھر پر نظر نہیں رکھی جا رہی ہے۔ جب ساحل صاف ہو جاتا تو وہ دروازے کی طرف بھاگتے اور اسے اپنے پیچھے بند کر دیتے اس سے پہلے کہ کوئی چھپا ہوا مجرم اندر داخل ہو جائے۔ ایک بار وہ امیر تھا، لیکن یہ ایک چوتھائی صدی پہلے تھا. اب طنز کی کوئی مانگ نہیں تھی --مہوند کے عمومی خوف نے توہین اور عقل کا بازار تباہ کر دیا تھا۔ اور مرنے والوں کے فرقے کے زوال کے ساتھ ہی بدلہ لینے کے اختصار اور فاتحانہ نصیحتوں کے احکامات میں تیزی سے کمی واقع ہوئی تھی۔ چاروں طرف وقت مشکل تھا۔

طویل کھوئی ہوئی ضیافتوں کا خواب دیکھتے ہوئے، بعل اپنے چھوٹے سے اوپر والے کمرے میں لکڑی کی ایک غیر مستحکم سیڑھی پر چڑھ گیا۔ اس نے کیا چوری کرنی تھی؟ وہ چاقو کے قابل نہیں تھا۔ اپنا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہونے لگا، جب ایک دھکے نے اسے دور دیوار کے ساتھ اپنی ناک سے خون آلود کر دیا۔ ”مجھے مت مارو۔“ اس نے آنکھیں بند کرکے چیخا۔

"اے خدا، رحم کی خاطر مجھے قتل نہ کرنا، اے۔"
دوسرے ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔ بعل جانتا تھا کہ چاہے وہ کتنی ہی اونچی آواز میں چیخے وہ اس بے پرواہ کمرے میں دنیا سے الگ ہو کر اکیلے ہی رہیں گے۔ کوئی نہیں آئے گا؛ وہ خود، اپنے پڑوسی کی چیخ سن کر، اپنی چارپائی کو دروازے پر دھکیل دیتا۔

گھسنے والے کے ڈھیلے چادر نے اپنا چہرہ پوری طرح چھپا رکھا تھا۔ بعل نے گھٹنے ٹیکتے ہوئے اپنی خون بہنے والی ناک کو مٹا دیا، بے قابو ہو کر ہل رہا تھا۔ ”میرے پاس پیسے نہیں ہیں،“ اس نے منت کی۔ "میرے پاس کچھ نہیں ہے۔" اب اجنبی بولا: "اگر بھوکا کتا کھانا تلاش کرتا ہے، تو وہ کتے کے گھر میں نہیں دیکھتا۔" اور پھر، ایک توقف کے بعد: "بعل۔

آپ کے پاس بہت کچھ باقی نہیں ہے۔ مجھے مزید کی امید تھی۔"
اب بعل عجیب طور پر پریشان ہونے کے ساتھ ساتھ گھبراہٹ بھی محسوس کر رہا تھا۔ کیا یہ کسی قسم کا دیوانہ پرستار تھا، جو اسے مار ڈالے گا کیونکہ وہ اب اپنے پرانے کام کی طاقت کے مطابق نہیں رہا؟ پھر بھی کانپتے ہوئے، اس نے خود سے محرومی کی کوشش کی۔ "کسی مصنف سے ملنا، عام طور پر، مایوس ہونا ہے،" انہوں نے پیشکش کی۔ دوسرے نے اس تبصرہ کو نظر انداز کیا۔ "مہوند آ رہا ہے،" اس نے کہا۔

اس فلیٹ بیان نے بعل کو انتہائی گہری دہشت سے بھر دیا۔ "اس کا مجھ سے کیا تعلق؟" وہ رویا. "وہ کیا چاہتا ہے؟ یہ بہت پہلے کی بات تھی --زندگی بھر --زندگی بھر سے زیادہ۔ وہ کیا چاہتا ہے؟ کیا تم یہاں سے ہو، کیا تمہیں اس نے بھیجا ہے؟"

"اس کی یادداشت اس کے چہرے کی طرح لمبی ہے،" گھسنے والے نے اپنے ہڈ کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔
"نہیں، میں اس کا رسول نہیں ہوں۔ تم میں اور مجھ میں کچھ مشترک ہے۔ ہم دونوں اس سے ڈرتے ہیں۔" "میں تمہیں جانتا ہوں،" بعل نے کہا۔

Machine Translated by Google

"جی ہاں."

"تم جس طرح بولتے ہو۔ تم غیر ملکی ہو۔"
"'پانی کا ایک انقلاب -برداروں، تارکین وطن اور غلاموں،'" اجنبی نے کہا۔ "تمہاری باتیں۔"

"تم مہاجر ہو،" بعل نے یاد کیا۔ "فارسی۔ سلیمان۔" فارس نے اپنی ٹیڑھی مسکراہٹ کو دیکھا۔ "سلمان۔" اس نے تصحیح کی۔
"عقل مند نہیں، لیکن امن پسند."

"تم اس کے قریب ترین لوگوں میں سے تھے،" بعل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
سلمان نے تلخی سے جواب دیا، "آپ جادوگر کے جتنے قریب ہوں گے، چال کو تلاش کرنا اتنا ہی آسان ہے۔"

اور جبرئیل نے یہ خواب دیکھا: یثرب کے نخلستان میں نئے عقیدے کے پیروکاروں نے خود کو بے زمین اور غریب پایا۔ کئی سالوں تک وہ جاہلیہ جانے اور جانے والے امیر اونٹوں کی ریل گاڑیوں پر حملہ کرتے ہوئے بریگینڈیج کے ذریعے مالی امداد کرتے رہے۔ مہاونڈ کے پاس رنجشوں کے لیے وقت نہیں تھا، سلمان نے بعل سے کہا، سرے اور ذرائع کے بارے میں کوئی پریشانی نہیں۔ وفاداروں نے لاقانونیت سے زندگی گزاری، لیکن ان سالوں میں مہاؤنڈ --یا کسی کو مہاراج جبریل کہنا چاہئے؟ کیا اللہ کہے؟ --قانون کی طرف سے پاگل ہو گیا. نخلستان کے کھجور کے درختوں کے درمیان جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئے اور خود کو اصول، قاعدے، قاعدے بیان کرتے ہوئے پایا، یہاں تک کہ مومن کسی اور وحی کا امکان کم ہی برداشت کر سکتے تھے، سلمان نے کہا، ہر لعنتی چیز کے بارے میں حکم ہے، اگر کوئی آدمی پادنے کی اجازت دیتا ہے۔ وہ اپنا چہرہ ہوا کی طرف موڑتا ہے، اس کے بارے میں ایک اصول ہے کہ اپنے پیچھے کی صفائی کے لیے کون سا ہاتھ استعمال کرنا ہے۔ گویا انسانی وجود کے کسی بھی پہلو کو غیر منظم، آزاد نہیں چھوڑا جانا تھا۔ وحی -_تلاوت_ -نے وفاداروں کو بتایا کہ کتنا کھانا چاہئے، انہیں کتنی گہری نیند کرنی چاہئے، اور کن جنسی پوزیشنوں کو خدائی منظوری ملی ہے، تاکہ وہ جان گئے کہ بدمعاشی اور مشنری پوزیشن کو فرشتہ نے منظور کیا ہے، جبکہ ممنوع کرنسیوں میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جن میں عورت سب سے اوپر تھی۔ جبریل نے مزید گفتگو کے جائز اور ممنوع مضامین کو درج کیا، اور جسم کے ان حصوں کو نشان زد کیا جن پر خارش نہیں ہوسکتی خواہ وہ کتنی ہی ناقابل برداشت حد تک خارش کیوں نہ کریں۔ اس نے جھینگوں کے استعمال کو ویٹو کر دیا، وہ عجیب و غریب دوسری دنیاوی مخلوق جنہیں کسی بھی وفادار نے کبھی نہیں دیکھا تھا، اور جانوروں کو خون بہا کر آہستہ آہستہ قتل کرنے کی ضرورت تھی، تاکہ ان کی موت کا مکمل تجربہ کر کے وہ اس بات کو سمجھ سکیں۔ ان کی زندگی کے معنی، کیونکہ یہ صرف موت کے لمحے ہی ہے کہ جاندار سمجھتے ہیں کہ زندگی حقیقی ہے، نہ کہ کسی قسم کا خواب۔ اور جبریل علیہ السلام نے آدمی کو دفن کرنے کا طریقہ بتا دیا اور اس کی جائیداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے تو سلمان فارسی سوچنے لگے کہ یہ خدا کا کون سا طریقہ ہے جو ایک تاجر کی طرح لگتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب اسے خیال آیا جس نے اس کے ایمان کو تباہ کر دیا، کیونکہ اسے یاد آیا کہ یقیناً مہاونڈ خود ایک تاجر تھا، اور اس میں ایک کامیاب شخص، ایک ایسا شخص جس کے لیے تنظیم اور اصول فطری طور پر آتے تھے، تو یہ کتنا آسان تھا۔ اسے اس طرح کے ایک بہت ہی کاروباری جیسی مہادت کے ساتھ آنا چاہئے تھا ، جو

Machine Translated by Google

اس انتہائی کارپوریٹ کے انتظامی فیصلوں کو، اگر غیر جسمانی، خدا نے سونپ دیا۔

اس کے بعد سلمان نے یہ دیکھنا شروع کیا کہ فرشتے کے انکشافات کتنے مفید اور مناسب وقت پر ہوتے تھے، تاکہ جب وفادار خلائی سفر کے امکان سے لے کر جہنم کے مستقل ہونے تک کسی بھی موضوع پر مہوند کے خیالات سے اختلاف کر رہے ہوں، تو فرشتہ اس کے ساتھ آیا۔ جواب دیا، اور اس نے ہمیشہ مہاونڈ کی حمایت کی، کسی بھی شک کے سائے سے باہر یہ کہتے ہوئے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی انسان کبھی چاند پر چلے، اور عذاب کی عارضی نوعیت کے بارے میں اتنا ہی مثبت ہے: حتیٰ کہ بد ترین کام کرنے والے بھی آخر کار پاک ہو جائیں گے۔ جہنم کی آگ سے اور خوشبودار باغات گلستان اور بوستان میں اپنا راستہ تلاش کریں۔ یہ مختلف ہوتا، سلمان نے بعل سے شکایت کی، اگر مہوند جبریل سے وحی ملنے کے بعد اپنے عہدوں پر فائز ہو جاتے۔ لیکن نہیں، اس نے صرف قانون وضع کیا اور فرشتہ بعد میں اس کی تصدیق کرے گا۔ تو میری ناک میں بدبو آنے لگی، اور میں نے سوچا، یہ ان من گھڑت اور افسانوی ناپاک مخلوق کی بدبو ہو گی، ان کا نام کیا ہے، جھینگے؟

مچھلی کی بو نے سلمان کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا، جو فارس میں پیش کردہ اعلیٰ تعلیمی نظام کی وجہ سے مہوند کے قریبی لوگوں میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا۔ اس کی علمی ترقی کی وجہ سے سلمان کو مہاؤنڈ کا آفیشل اسکرپٹ بنا دیا گیا، تاکہ یہ ان کے ہاتھ میں آ گیا کہ وہ لامتناہی پھیلنے والے قوانین کو لکھیں۔ سہولت کے وہ تمام انکشافات، اس نے بعل کو بتایا، اور میں نے جتنا زیادہ کام کیا، اتنا ہی برا ہوتا گیا۔ --تاہم، اس کے شبہات کو ایک وقت کے لیے ٹھکانے لگانا پڑا، کیونکہ جاہلیہ کی فوجوں نے یثرب پر چڑھائی کی، ان مکھیوں کو مارنے کا عزم کیا جو ان کے اونٹوں کو مار رہی تھیں- ٹرینوں اور کاروبار میں مداخلت کر رہی تھیں۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب کو معلوم ہے، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں، سلمان نے کہا، لیکن پھر اس کی بے حیائی اس سے پھٹ گئی اور اسے بعل کو یہ بتانے پر مجبور کر دیا کہ اس نے کس طرح ذاتی طور پر یثرب کو تباہی سے بچایا تھا، اس نے اپنے خیال سے مہوند کی گردن کو کس طرح محفوظ رکھا تھا۔ ایک کھائی

سلمان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ نخلستان کی غیر فصیل بستی کے چاروں طرف ایک بہت بڑی خندق کھودی جائے، جس سے یہ بہت زیادہ چوڑی ہو جائے، یہاں تک کہ مشہور جاہلی گھڑ سواروں کے عرب گھوڑوں کے لیے بھی چھلانگ لگا سکے۔ ایک کھائی: نچلے حصے میں تیز داؤ کے ساتھ۔ جب جاہلیوں نے اس گندے کھیل کو کھودتے ہوئے دیکھا تو ان کی بہادری اور غیرت کے احساس نے انہیں ایسا برتاؤ کرنے پر مجبور کر دیا جیسے کھائی کھودی ہی نہ ہو اور اس پر اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر پوری طرح جھک جائیں۔ جاہلیہ کی فوج کا پھول، انسان کے ساتھ ساتھ گھوڑے بھی، سلمان کی فارسی شیطانیت کی نوک دار لاٹھیوں پر پھنس گئے، ایک تارک وطن پر بھروسہ کریں کہ وہ کھیل نہ کھیلے۔ اور جاہلیت کی شکست کے بعد؟ سلمان نے بعل پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: تم نے سوچا ہوگا کہ میں ہیرو ہوتا، میں بیکار آدمی نہیں ہوں لیکن عوامی عزتیں کہاں تھیں، مہوند کی شکرگزاری کہاں تھی، مہاراج نے بھیجے گئے پیغامات میں _me_کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ کچھ بھی نہیں، ایک حرف نہیں، یہ ایسا ہی تھا جیسے وفادار نے میری کھائی کو ایک سستی چال سمجھا، یہ بھی ایک اجنبی چیز، بے عزتی، غیر منصفانہ؛ گویا اس چیز سے ان کی مردانگی کو نقصان پہنچا ہے، گویا میں ان کی کھالیں بچا کر ان کے غرور کو ٹھیس پہنچاؤں گا۔ میں

Machine Translated by Google

اپنا منہ بند رکھا اور کچھ نہیں کہا، لیکن اس کے بعد میں نے بہت سے دوستوں کو کھو دیا، میں آپ کو بتا سکتا ہوں، لوگ آپ سے نفرت کرتے ہیں کہ ان کو اچھا موڑ دیں۔
یثرب کی خندق کے باوجود جاہلیت کے خلاف جنگ میں وفاداروں نے بہت سے آدمیوں کو کھو دیا۔ ان کی چھاپہ مار کارروائیوں میں انہوں نے اتنی ہی جانیں گنوائیں جتنی انہوں نے دعویٰ کی تھیں۔ اور جنگ کے خاتمے کے بعد، ارے پریسٹو، وہاں پر مہادوت جبریل زندہ بچ جانے والے مردوں کو بیوہ عورتوں سے شادی کرنے کی ہدایت کر رہا تھا، ایسا نہ ہو کہ عقیدے سے باہر دوبارہ شادی کر کے وہ تابعداری سے محروم ہو جائیں۔ اوہ، ایسا عملی فرشتہ، سلمان نے بعل کو طنز کیا۔ اب تک اس نے اپنی چادر کی تہوں سے تاڈی کی بوتل نکالی تھی اور وہ دونوں آدمی دھیمی روشنی میں مسلسل پی رہے تھے۔ بوتل میں پیلے رنگ کے مائع کے نیچے جانے کے ساتھ ہی سلمان مزید گڑبڑ ہو گیا۔ بعل کو یاد نہیں تھا کہ اس نے آخری بار کب کسی کو اس طرح کے طوفان کی بات کرتے ہوئے سنا تھا۔ اوہ، حقیقت سے متعلق انکشافات، سلمان رو پڑے، ہمیں یہاں تک کہہ دیا گیا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم پہلے سے شادی شدہ ہیں، اگر ہم اس کی استطاعت رکھتے ہیں تو ہم چار شادیاں کر سکتے ہیں، ٹھیک ہے، آپ تصور کر سکتے ہیں، لڑکے واقعی اس کے لئے گئے تھے۔

آخر کار سلمان نے مہوند کے ساتھ کیا کام ختم کیا: خواتین کا سوال۔ اور شیطانی آیات کا۔ سنو، میں کوئی گپ شپ نہیں کر رہا ہوں، سلمان نے نشے میں دھت ہو کر کہا، لیکن بیوی کی موت کے بعد مہوند کوئی فرشتہ نہیں تھا، تم میرا مطلب سمجھ رہے ہو۔
لیکن یثرب میں اس کا میچ تقریباً پورا ہو گیا۔ وہاں کی وہ خواتین: انہوں نے ایک سال میں اس کی داڑھی آدھی سفید کر دی۔ ہمارے نبی، میرے پیارے بعل، کے بارے میں بات یہ ہے کہ وہ اپنی عورتوں کا جواب دینا پسند نہیں کرتے تھے، وہ ماؤں اور بیٹیوں کے لیے گئے، اپنی پہلی بیوی اور پھر عائشہ کے بارے میں سوچیں: بہت بوڑھا اور بہت جوان، اس کے دو پیار۔ وہ کسی کو اپنے سائز کا انتخاب کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن یثرب میں عورتیں مختلف ہیں، آپ کو معلوم نہیں، یہاں آپ اپنی عورتوں کو حکم دینے کے عادی ہیں لیکن وہاں وہ اسے برداشت نہیں کریں گی۔ مرد جب شادی کرتا ہے تو وہ اپنی بیوی کے لوگوں کے ساتھ رہنے چلا جاتا ہے! تصور! چونکانے والا، ہے نا؟

اور پوری شادی میں بیوی اپنا ڈیرہ رکھتی ہے۔ اگر وہ اپنے شوہر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہے تو وہ خیمے کا رخ مخالف سمت میں کر دیتی ہے، تاکہ جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اسے کپڑا مل جاتا ہے کہ دروازہ کہاں ہونا چاہیے، اور وہ یہ ہے کہ وہ باہر ہے، طلاق ہو چکی ہے، کوئی چیز نہیں۔ اس کے بارے میں کر سکتے ہیں.

ٹھیک ہے، ہماری لڑکیاں اس قسم کی چیزوں کے لیے جانے لگی تھیں، یہ جاننا کہ ان کے دماغوں میں کس طرح کے آئیڈیاز ہیں، تو فوراً ہی، بینگ، قاعدہ کی کتاب سامنے آتی ہے، فرشتہ ان کے بارے میں اصول بتانا شروع کر دیتا ہے کہ عورتوں کو کیا نہیں کرنا چاہیے۔ ، وہ انہیں دوبارہ ان شائستہ رویوں کی طرف مجبور کرنا شروع کر دیتا ہے جو نبی کو ترجیح دیتے ہیں ، شائستہ یا زچگی ، تین قدم پیچھے چلنا یا گھر میں بیٹھ کر عقلمند ہونا اور ان کی تھوڑی موم کرنا۔ یثرب کی عورتیں وفاداروں پر کس طرح ہنستی تھیں، میں قسم کھاتا ہوں، لیکن وہ آدمی جادوگر ہے، کوئی بھی اس کے سحر کو روک نہیں سکتا۔ وفادار عورتوں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اس نے انہیں حکم دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: وہ انہیں جنت کی پیشکش کر رہا تھا۔

"بہرحال،" سلمان نے بوتل کے نچلے حصے کے قریب کہا، "آخر کار میں نے اس کا ٹیسٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔

ایک رات فارسی کاتب نے خواب دیکھا جس میں وہ کوہ کوہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں مہوند کی شکل کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ پہلے تو سلمان نے اسے جاہلیہ کے پرانے دنوں کی پرانی یادوں سے زیادہ نہیں سمجھا، لیکن

Machine Translated by Google

پھر اسے یہ بات محسوس ہوئی کہ خواب میں اس کا نقطہ نظر فرشتہ کی طرح تھا، اور اس وقت شیطانی آیات کے واقعے کی یاد اس کے ذہن میں اس طرح واضح طور پر واپس آگئی جیسے یہ واقعہ گزشتہ روز ہوا تھا۔ "شاید میں نے خواب میں اپنے آپ کو جبریل کے طور پر نہیں دیکھا تھا،" سلمان نے کہا۔ "شاید میں شیطان تھا۔" اس امکان کے احساس نے اسے اپنا شیطانی خیال دیا۔ اس کے بعد جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں بیٹھ کر قاعدے ضابطے لکھنے لگے تو چپکے سے چیزوں کو بدلنے لگے۔

"پہلے تو چھوٹی چیزیں۔ اگر مہوند نے ایک آیت کی تلاوت کی جس میں خدا کو _سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا_ کے طور پر بیان کیا گیا ہے، تو میں لکھوں گا، _سب جاننے والا، تمام حکیم_۔ میں دراصل کتاب لکھ رہا تھا، یا پھر لکھ رہا تھا، بہرحال، اپنی ہی ناپاک زبان سے خدا کے کلام کو آلودہ کر رہا تھا، لیکن اے آسمان، اگر میرے ناقص الفاظ کو خدا کے اپنے رسول کی وحی سے الگ نہیں کیا جا سکتا تھا، تو اس کا کیا مطلب تھا؟ اس نے الوہی شاعری کے معیار کے بارے میں کیا کہا؟ دیکھو، میں قسم کھا کر کہتا ہوں، میں اپنی روح کو ہلا کر رہ گیا تھا۔ ایک ہوشیار کمینے ہونا اور آدھا ہونا ایک چیز ہے -مضحکہ خیز کاروبار کے بارے میں شکوک و شبہات، لیکن تلاش کرنا بالکل دوسری چیز ہے۔ سنو: میں نے اس آدمی کے لیے اپنی زندگی بدل دی، میں نے اپنا ملک چھوڑا، دنیا کو پار کر لیا، ان لوگوں میں بس گیا جو مجھے اپنی جان بچانے کے لیے ایک پتلا غیر ملکی بزدل سمجھتے تھے، جنہوں نے کبھی میری بات کی تعریف نہیں کی، لیکن اس پر کوئی اعتراض نہیں سچ تو یہ ہے کہ کیا توقع تھی جب میں نے اس کی بجائے پہلی چھوٹی تبدیلی، _all-wise_کی تھی۔ _سب سننا_ -جو میں _چاہتا تھا_ اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنا دوں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے، سلمان، تمہیں کیا ہوا ہے، کیا تم بہرے ہو رہے ہو؟ اور میں کہوں گا، افوہ، اے خدا، تھوڑا سا پرچی، میں کیسے، اور اپنے آپ کو درست کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسا نہیں ہوا؛ اور اب میں مکاشفہ لکھ رہا تھا اور کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا، اور مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں خود کو سنبھالوں۔ میں پاگل ڈر گیا تھا، میں آپ کو بتا سکتا ہوں. نیز: میں پہلے سے کہیں زیادہ اداس تھا۔ تو مجھے یہ کرنا پڑا۔ شاید وہ صرف ایک بار چھوٹ گیا تھا، میں نے سوچا، کوئی بھی غلطی کر سکتا ہے۔ تو اگلی بار میں نے ایک بڑی چیز بدل دی۔ اس نے کہا _عیسائی_، میں نے _یہودی_لکھ دیا۔ اس نے ضرور دیکھا ہوگا کہ؛ وہ کیسے نہیں کر سکتا؟

لیکن جب میں نے اسے باب پڑھا تو اس نے سر ہلایا اور شائستگی سے میرا شکریہ ادا کیا، اور میں آنکھوں میں آنسو لیے اس کے خیمے سے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یثرب میں میرے دن گنے جا چکے ہیں۔ لیکن مجھے یہ کرنا پڑا۔ مجھے کرنا پڑا۔ ایسی کوئی تلخی نہیں ہے جیسے کسی آدمی کو پتہ چلے کہ وہ کسی بھوت پر یقین کر رہا ہے۔

میں گر جاؤں گا، میں جانتا تھا، لیکن وہ میرے ساتھ گرے گا۔ چنانچہ میں اپنے شیطانی انداز میں آیات بدلتا رہا، یہاں تک کہ ایک دن میں نے اسے اپنی سطریں پڑھ کر سنائی اور اسے دیکھا کہ اس کا دماغ صاف کرنا ہے اور اس کا سر ہلایا اور پھر آہستہ آہستہ، لیکن تھوڑا سا شک کے ساتھ اس کی منظوری کو سر ہلایا۔ میں جانتا تھا کہ میں کنارے پر پہنچ جاؤں گا، اور یہ کہ اگلی بار جب میں کتاب دوبارہ لکھوں گا تو اسے سب کچھ معلوم ہوگا۔ اس رات میں جاگتا رہا، اس کی تقدیر اپنے اور اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھی۔ اگر میں نے اپنے آپ کو تباہ ہونے دیا تو میں اسے بھی تباہ کر سکتا ہوں۔ مجھے اس خوفناک رات میں انتخاب کرنا تھا کہ آیا میں نے موت کو بدلہ لینے کے لیے زندگی پر ترجیح دوں؟ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے انتخاب کیا: زندگی۔ فجر سے پہلے میں نے اپنے اونٹ پر یثرب سے روانہ کیا اور کئی مصائب جھیل کر اپنا راستہ اختیار کیا، مجھے واپس آنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

Machine Translated by Google

توجاہلیہ اور اب مہاؤنڈ فتح کے ساتھ آرہا ہے۔ تو میں آخر کار اپنی جان گنوا دوں گا۔ اور اس کی طاقت میرے لیے اتنی بڑھ گئی ہے کہ اب اسے بے نقاب نہیں کر سکتا۔"

بعل نے پوچھا: "تمہیں کیوں یقین ہے کہ وہ تمہیں مار ڈالے گا؟"

سلمان فارسی نے جواب دیا: "یہ اس کا کلام میرے خلاف ہے۔"

اوو

جب سلمان فرش پر بے ہوشی کی حالت میں پھسل گیا تو بعل اپنے کھرچنے والے تنکے سے بھرے گدے پر لیٹ گیا، اپنے ماتھے کے گرد درد کی فولادی انگوٹھی، دل میں تنبیہ کی لہر محسوس کر رہا تھا۔ اکثر ان کی زندگی سے تھکاوٹ نے انہیں یہ خواہش دلائی تھی کہ وہ بوڑھا نہ ہوں، لیکن جیسا کہ سلمان نے کہا تھا، کسی چیز کا خواب دیکھنا اس کی حقیقت کا سامنا کرنے سے بہت مختلف ہے۔ ابھی کچھ عرصے سے اسے ہوش آیا تھا کہ دنیا اس کے ارد گرد سمٹ رہی ہے۔ وہ اب یہ دکھاوا نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی آنکھیں وہی تھیں جو انہیں ہونی چاہئیں، اور ان کی دھندلاپن نے اس کی زندگی کو مزید سایہ دار بنا دیا، جس کو سمجھنا مشکل ہو گیا۔ یہ سب دھندلا پن اور تفصیل کا نقصان: کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اس کی شاعری نالی میں چلی گئی تھی۔ اس کے کان بھی ناقابل اعتبار ہونے لگے تھے۔ اس شرح سے وہ جلد ہی اپنے حواس کھو کر ہر چیز سے بند ہو جائے گا۔ . . لیکن شاید اسے کبھی موقع نہ ملے۔ مہوند آ رہا تھا۔ شاید وہ کسی اور عورت کو کبھی بوسہ نہ دیتا۔

مہاونڈ، مہاونڈ۔ یہ چیٹر باکس میرے پاس کیوں آیا ہے، اس نے غصے سے سوچا۔ مجھے اس کی غداری سے کیا لینا دینا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ میں نے برسوں پہلے وہ طنز کیوں لکھے تھے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے. گرانڈی نے کس طرح دھمکی دی اور غنڈہ گردی کی۔ مجھے ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اور بہر حال: وہ کون ہے، وہ ہنسنے والا لڑکا، کاٹتی ہوئی زبان کا بعل؟ میں اسے نہیں پہچانتا۔ میری طرف دیکھو: بھاری، مدھم، قریب سے دیکھنے والا، جلد ہی بہرا ہونے والا۔ میں کس کو دھمکی دوں؟ روح نہیں۔ اس نے سلمان کو جھنجھوڑنا شروع کیا: اٹھو، میں تم سے تعلق نہیں رکھنا چاہتا، تم مجھے مصیبت میں ڈال دو گے۔

فارسی خراٹے لے رہا تھا، فرش پر اپنی پیٹھ دیوار کے ساتھ لگائے بیٹھا تھا، اس کا سر گڑیا کی طرح ایک طرف لٹکا ہوا تھا؛ با!، سر میں درد سے بے حال، اپنی چارپائی پر گر پڑا، اس کی آیات، اس نے سوچا، کیا؟ یہ کیسا خیال تھا؟

مہاؤنڈ، کسی بھی نئے آئیڈیا سے دو سوال پوچھے جاتے ہیں۔ جب یہ کمزور ہے: کیا یہ سمجھوتہ کرے گا؟ ہم اس کا جواب جانتے ہیں۔ اور اب، مہوند، آپ کی جاہلیہ واپسی پر، دوسرے سوال کا وقت ہے: جب آپ جیت جاتے ہیں تو آپ کیسا سلوک کرتے ہیں؟ جب آپ کے دشمن آپ کے رحم و کرم پر ہوں اور آپ کی طاقت مطلق العنان ہو جائے تو پھر کیا ہوگا؟ ہم سب بدل چکے ہیں: ہند کے علاوہ ہم سب۔ اس شرابی کے کہنے سے کون جاہلیہ سے زیادہ یثرب کی عورت لگتا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ آپ دونوں نے اسے نہیں مارا: وہ آپ کی ماں یا آپ کا بچہ نہیں ہوگا۔

جیسے ہی وہ نیند کی طرف بڑھا، بابا! اس کی اپنی بے کاری، اس کے ناکام فن کا جائزہ لیا۔ اب جب کہ وہ تمام عوامی پلیٹ فارمز سے دستبردار ہو چکے تھے، ان کی آیات بھری ہوئی تھیں۔

Machine Translated by Google

نقصان: جوانی، خوبصورتی، محبت، صحت، معصومیت، مقصد، توانائی، یقین، امید۔ علم کی کمی۔ پیسے کا نقصان۔ ہند کا نقصان۔ اعداد و شمار اس سے دور ہوتے چلے گئے اور وہ جتنی تیزی سے آگے بڑھتے گئے اس نے زیادہ جذباتی انداز میں انہیں پکارا۔ ان کی شاعری کا منظر اب بھی صحرا تھا، سفید ریت کے ڈھیروں کے ساتھ بدلتے ٹیلے اپنی چوٹیوں سے اُڑ رہے تھے۔ نرم پہاڑ، نامکمل سفر، خیموں کی عدم استحکام۔ ایک ایسے ملک کا نقشہ کیسے بنایا جو ہر روز ایک نئی شکل میں اڑاتا ہے؟ اس طرح کے سوالات نے اس کی زبان کو بہت خلاصہ، اس کی منظر کشی کو بہت سیال، اس کا میٹر بھی متضاد بنا دیا۔ اس کی وجہ سے اس نے شکل کے chimeras پیدا کیے، شیر کے سر والے بکرے کے جسم والے ناگ کے ٹیلوں والی ناممکنات جن کی شکلیں ان کے سیٹ ہونے کے لمحے کو تبدیل کرنے کے لیے مجبور محسوس کرتی ہیں، تاکہ ڈیموٹک کلاسیکی پاکیزگی کی لکیروں میں جانے پر مجبور ہو جائے اور محبت کی تصاویر کے عناصر کی مداخلت سے مسلسل تنزلی ہوتی رہی۔ طنز کوئی بھی اس چیز کے لیے نہیں جاتا، اس نے ہزار اور پہلی بار سوچا، اور جیسے ہی بے ہوشی پہنچی، اس نے تسلی کے ساتھ نتیجہ اخذ کیا: کوئی مجھے یاد نہیں کرتا۔ فراموشی حفاظت ہے۔ پھر اس کے دل کی دھڑکن چھوٹ گئی اور وہ خوفزدہ، ٹھنڈا ہو کر بیدار ہو گیا۔ مہاونڈ، شاید میں تمہیں تمہارے بدلے کا دھوکہ دوں گا۔ اس نے ساری رات جاگ کر سلمان کی رولنگ سنتے ہوئے گزاری۔

خراٹے

جبریل نے کیمپ فائر کا خواب دیکھا: ایک مشہور اور غیر متوقع شخصیت، ایک رات، مہاؤنڈ کی فوج کے کیمپ فائر کے درمیان چل رہی ہے۔ شاید اندھیرے کی وجہ سے، یا اس کی یہاں موجودگی کا امکان نہ ہونے کی وجہ سے، ایسا لگتا ہے کہ عظیم الشان جاہلیت نے اپنی طاقت کے اس آخری لمحے میں، اپنے پہلے دنوں کی طاقت کا کچھ حصہ دوبارہ حاصل کر لیا ہے۔ . وہ اکیلا آیا ہے۔ اور اس کی قیادت خالد سابقہ پانی کی ترسیل کرنے والے اور سابق غلام بلال کے ذریعہ مہوند کے کوارٹرز میں ہے۔

اگلا، جبریل نے گرانڈی کی گھر واپسی کا خواب دیکھا: قصبہ افواہوں سے بھرا ہوا ہے اور گھر کے سامنے ایک ہجوم ہے۔ کچھ دیر بعد غصے میں بلند ہوئی ہند کی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ پھر ایک بالکونی میں ہند خود کو ظاہر کرتی ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ بھیڑ اس کے شوہر کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں پھاڑ دے۔ گرانڈی اس کے پاس نمودار ہوتی ہے۔ اور اپنی پیاری بیوی کی طرف سے دونوں گالوں پر اونچی آواز میں ذلت آمیز تھپڑ رسید کرتا ہے۔ ہند نے دریافت کیا کہ تمام تر کوششوں کے باوجود وہ گرانڈی کو شہر کو مہاونڈ کے حوالے کرنے سے نہیں روک سکی۔

مزید یہ کہ ابو سمبل نے ایمان قبول کیا ہے۔
سمبل اپنی شکست میں اپنی حالیہ ذہانت سے محروم ہو گیا ہے۔ وہ ہند کو اس پر حملہ کرنے کی اجازت دیتا ہے، اور پھر ہجوم سے سکون سے بات کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں: مہاؤنڈ نے وعدہ کیا ہے کہ گرانڈی کی دیواروں کے اندر موجود کسی کو بھی بخشا جائے گا۔ "تو تم سب اندر آؤ، اور اپنے گھر والوں کو بھی لے آؤ۔"

ہند ناراض ہجوم کے لیے بولتی ہے۔ "اے بوڑھے احمق۔ ایک گھر میں کتنے شہری بیٹھ سکتے ہیں، یہ بھی؟ تم نے اپنی گردن بچانے کا سودا کیا ہے۔ وہ تمہیں پھاڑ کر چیونٹیوں کو کھلا دیں۔"

پھر بھی گرانڈی ہلکا ہے۔ "ماہاؤنڈ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ جو لوگ گھر میں، بند دروازوں کے پیچھے پائے جائیں گے، وہ محفوظ رہیں گے۔ اگر تم میرے گھر نہیں آؤ گے تو اپنے گھر جاؤ۔ اور انتظار کرو۔"

Machine Translated by Google

تیسری بار اس کی بیوی نے بھیڑ کو اس کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔ یہ محبت کی بجائے نفرت کا ایک بالکونی منظر ہے۔ مہاونڈ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا، وہ چلّاتی ہے، اس پر بھروسہ نہیں کیا جانا چاہیے، لوگوں کو ابو سمبل سے انکار کرنا چاہیے اور آخری مرد، آخری عورت سے لڑنے کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ وہ خود ان کے شانہ بشانہ لڑنے اور جاہلیت کی آزادی کے لیے مرنے کے لیے تیار ہے۔ "کیا تم اس جھوٹے نبی، اس دجال کے سامنے محض لیٹ جاؤ گے؟ کیا اس آدمی سے عزت کی امید کی جا سکتی ہے جو اپنی پیدائش کے شہر پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہو؟ کیا غیر سمجھوتہ کرنے والے سے، بے رحم سے رحم کی امید کی جا سکتی ہے؟

ہم جاہلیت کے قوی ہیں اور ہماری دیویاں، جو جنگ میں شاندار ہیں، غالب آئیں گی۔" وہ انہیں لات کے نام سے لڑنے کا حکم دیتی ہے، لیکن لوگ وہاں سے جانے لگے۔

شوہر اور بیوی اپنی بالکونی میں کھڑے ہیں، اور لوگ انہیں صاف نظر آتے ہیں۔ اتنے عرصے سے شہر نے ان دونوں کو اپنے آئینے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اور چونکہ، دیر سے، جاہلیوں نے ہند کی تصویروں کو گرے ہوئے گرانڈی پر ترجیح دی ہے، اس لیے وہ اب گہرے صدمے سے دوچار ہیں۔ وہ قوم جو اس کی عظمت اور ناقابل تسخیر ہونے کے قائل رہے، جس نے تمام شواہد کے باوجود اس طرح کے افسانے پر یقین کرنے کا انتخاب کیا، وہ لوگ ایک قسم کی نیند یا جنون کی گرفت میں ہیں۔ اب گرانڈی نے انہیں اس نیند سے جگایا ہے۔ وہ پریشان کھڑے ہیں، آنکھیں رگڑتے ہیں، پہلے تو یقین ہی نہیں آتا -اگر ہم اتنے طاقتور ہیں تو پھر اتنی تیزی سے، اتنی تیزی سے کیسے گر گئے؟ -اور پھر یقین آتا ہے، اور انہیں دکھاتا ہے کہ ان کا اعتماد بادلوں پر، ہند کے اعلانات کے جذبے پر اور بہت کم چیزوں پر کیا گیا ہے۔ وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں، اور اس کے ساتھ، امید۔ جاہلیت کے لوگ مایوسی میں ڈوب کر گھروں کے دروازے بند کرنے چلے جاتے ہیں۔

وہ ان پر چیختی ہے، التجا کرتی ہے، اپنے بال کھولتی ہے۔ "حجر اسود کے گھر آؤ! آؤ اور لات کی قربانی کرو!" لیکن وہ جا چکے ہیں۔ اور ہند اور گرانڈی اپنی بالکونی میں اکیلے ہیں، جبکہ پورے جاہلیہ میں ایک زبردست خاموشی چھا جاتی ہے، ایک زبردست خاموشی شروع ہو جاتی ہے، اور ہند اپنے محل کی دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیتی ہے۔

یہ آخر ہے. گرانڈی آہستہ سے بڑبڑاتا ہے: "ہم میں سے بہت سے لوگوں کے پاس مہاونڈ سے خوفزدہ ہونے کی اتنی وجہ نہیں ہے جتنا آپ۔ ، بدلے میں، گوشت کی طرح۔" پھر وہ اسے چھوڑ کر ان گلیوں میں چلا گیا جہاں سے کتے بھی غائب ہو گئے تھے، تاکہ شہر کے دروازے کھول دے۔

جبریل نے ایک مندر کا خواب دیکھا: جاہلیہ کے کھلے دروازوں کے پاس عزہ کا مندر کھڑا تھا۔ اور مہاونڈ نے خالد سے کہا جو پہلے پانی لے جانے والا تھا، اور اب زیادہ وزن اٹھا رہا ہے: "تم جاؤ اور اس جگہ کو صاف کرو۔" چنانچہ خالد مردوں کی ایک طاقت کے ساتھ ہیکل پر اترا، کیونکہ مہوند کو شہر میں داخل ہونے کے لیے کافی وقت تھا جب کہ اس کے دروازے پر اس طرح کے مکروہات کھڑے تھے۔

جب ہیکل کے محافظ نے، جو قبیلہ شارک سے تھا، خالد کو جنگجوؤں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ آتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنی تلوار اٹھائی اور دیوی کے بت کے پاس گیا۔ اپنی آخری دعا کرنے کے بعد اس نے اپنی تلوار اس کی گردن میں لٹکا دی اور کہا: "اگر تم واقعی دیوی عزہ ہو تو دفاع کرو۔

Machine Translated by Google

آپ اور آپ کے خادم مہوند کے آنے کے خلاف ہیں۔" پھر خالد مندر میں داخل ہوا، اور جب دیوی نے حرکت نہ کی تو محافظ نے کہا، "اب واقعی میں جانتا ہوں کہ مہوند کا خدا ہی سچا خدا ہے، اور یہ پتھر صرف ایک پتھر ہے۔ پھر خالد نے بیت المال اور بت توڑ دیے اور اپنے خیمے میں مہوند واپس آگئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تم نے کیا دیکھا؟"

خالد نے بازو پھیلائے۔ "کچھ نہیں،" اس نے کہا۔ "پھر تم نے اسے ہلاک نہیں کیا،" نبی نے پکارا۔ "دوبارہ جاؤ، اور اپنا کام مکمل کرو۔" چنانچہ خالد گرے ہوئے مندر میں واپس آیا، اور وہاں ایک بہت بڑی عورت، جو تمام کالی تھی لیکن اس کی لمبی سرخ رنگ کی زبان تھی، سر سے پاؤں تک برہنہ، اس کے سیاہ بال اس کے سر سے ٹخنوں تک بہتے ہوئے دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ اس کے قریب، وہ رک گئی، اور اپنی خوفناک آواز میں گندھک اور جہنم کی آگ کی تلاوت کی: "کیا تم نے لات، منات، اور عزہ، تیسرے، دوسرے کے بارے میں سنا ہے؟ وہ اعلیٰ پرندے ہیں۔

.لیکن خالد نے اسے روکتے ہوئے کہا: "عزہ، یہ شیطان کی آیات ہیں، اور تم شیطان کی بیٹی ہو، ایسی مخلوق جس کی عبادت نہیں کی جاتی، بلکہ انکار کیا جاتا ہے۔" چنانچہ اس نے اپنی تلوار نکالی اور اسے کاٹ دیا۔

اور وہ اپنے خیمے میں مہوند واپس آیا اور کہا جو اس نے دیکھا تھا۔ اور نبی نے کہا، "اب ہم جاہلیہ میں داخل ہوں" اور وہ اٹھے اور شہر میں آئے اور اس پر قبضہ کر لیا اللہ تعالیٰ کے نام سے جو انسانوں کو تباہ کرنے والا ہے۔

اوو

حجر اسود میں کتنے بت ہیں؟ مت بھولنا: تین سو ساٹھ۔ سورج دیوتا، عقاب، اندردخش۔ ہبل کا کولاس۔ تین سو ساٹھ مہاونڈ کا انتظار کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ انہیں بخشا نہیں جائے گا۔ اور نہیں ہیں: لیکن آئیے وہاں وقت ضائع نہ کریں۔ مورتیاں گرنا؛ پتھر ٹوٹ جاتا ہے؛ جو کرنا ہے وہ ہو گیا۔

مہاونڈ، گھر کی صفائی کے بعد، اپنا خیمہ یا پرانے میلے کا میدان لگاتا ہے۔ لوگ خیمہ کے گرد ہجوم کرتے ہیں، فاتح ایمان کو گلے لگاتے ہیں۔
جاہلیت کی سربلندی: یہ بھی ناگزیر ہے اور اس میں تاخیر کی ضرورت نہیں۔

ختم

جب جاہلی اس کے سامنے جھکتے ہیں، اپنی جان بچانے والے جملوں کو بڑبڑاتے ہوئے، _اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، مہوند نے خالد سے سرگوشی کی۔ کوئی اس کے آگے گھٹنے ٹیکنے نہیں آیا۔ کسی کا طویل انتظار تھا۔ "سلمان،" نبی جاننا چاہتے ہیں۔ "کیا وہ مل گیا ہے؟"

"ابھی تک نہیں۔ وہ چھپا ہوا ہے؛ لیکن یہ زیادہ دیر نہیں ہوگی۔"
ایک خلفشار ہے۔ ایک پردہ دار عورت اس کے سامنے گھٹنے ٹیکتی ہے، اس کے قدم چومتی ہے۔
"آپ کو رکنا چاہیے،" وہ حکم دیتا ہے۔ ”صرف اللہ ہی کی عبادت کرنی چاہیے۔“ لیکن یہ کیا پاؤں کا بوسہ ہے! پاؤں سے پیر، جوڑ سے جوڑ، عورت چاٹتی، چومتی، چوستی ہے۔ اور مہاونڈ، بے چین، دہراتا ہے: "رک جاؤ، یہ غلط ہے۔" تاہم، اب عورت اس کے پیروں کے تلووں کی طرف دیکھ رہی ہے، اس کے ہاتھ اس کی ایڑی کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ . . وہ اپنی الجھن میں باہر لات مارتا ہے، اور اسے گلے میں پکڑ لیتا ہے۔ وہ گرتی ہے، کھانستی ہے، پھر اس کے سامنے سجدہ کرتی ہے، اور مضبوطی سے کہتی ہے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،" اور مہوند اس کا یقین دلاتا ہے۔ مہاونڈ خود کو پرسکون کرتا ہے، معافی مانگتا ہے، ہاتھ بڑھاتا ہے "تمہیں کوئی نقصان
نہیں پہنچے گا۔" اس نے اسے یقین دلایا۔ "جو بھی جمع کرائے ہیں وہ بچ جاتے ہیں۔" لیکن اس کے اندر ایک عجیب الجھن ہے

Machine Translated by Google

اور اب وہ سمجھتا ہے کہ کیوں، غصے کو سمجھتا ہے، اس کے پیروں کی حد سے زیادہ، حد سے زیادہ، جنسی پرستش میں تلخ ستم ظریفی۔ عورت اپنا نقاب اتار دیتی ہے: ہند۔ "ابو سمبل کی بیوی،" وہ واضح طور پر اعلان کرتی ہے، اور ایک خاموشی چھا جاتی ہے۔ "ہند،" مہاؤنڈ کہتے ہیں۔ "میں بھولا نہیں تھا۔"

لیکن، ایک طویل لمحے کے بعد، اس نے سر ہلایا۔ "آپ نے عرض کیا ہے۔ اور میرے خیموں میں خوش آمدید۔"

اگلے دن، مسلسل تبدیلیوں کے درمیان، سلمان فارسی کو پیغمبر کی موجودگی میں گھسیٹا جاتا ہے۔ خالد، اسے کان سے پکڑ کر، گلے میں چھری رکھ کر، تارکین وطن کو چیختا اور سرگوشیاں کرتا ہوا تخت پر لاتا ہے۔ "میں نے اسے، اور کہاں، ایک کسبی کے ساتھ پایا، جو اسے اس لیے چیخ رہی تھی کیونکہ اس کے پاس اسے ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں تھے۔ اس سے شراب کی بدبو آتی ہے۔"

"سلمان فارسی،" نبی صلی اللہ علیہ وسلم سزائے موت سنانے لگتے ہیں، لیکن قیدی کلمہ کہنے لگتا ہے: "لا الہ الا اللہ! لا الہ الا اللہ!"
مہوند نے سر ہلایا۔ "تمہاری توہین، سلمان، معاف نہیں کیا جا سکتا۔ کیا تم نے سوچا تھا کہ میں اس پر عمل نہیں کروں گا؟ خدا کے الفاظ کے خلاف تمہاری باتوں کو قائم کرنے کے لیے۔"

لکھنے والا، کھائی کھودنے والا، ملامت کرنے والا آدمی: وقار کا سب سے چھوٹا ٹکڑا جمع کرنے سے قاصر، وہ سرگوشی کرتا ہے، التجا کرتا ہے اپنی چھاتیوں کو پیٹتا ہے خود توبہ کرتا ہے۔ خالد کہتے ہیں: "یہ شور ناقابل برداشت ہے، رسول کیا میں اس کا سر نہیں کاٹ سکتا؟" جس پر شور تیزی سے بڑھتا ہے۔ سلمان تجدید وفاداری کی قسم کھاتا ہے، کچھ اور بھیک مانگتا ہے، اور پھر، مایوس امید کی کرن کے ساتھ، پیشکش کرتا ہے۔ "میں تمہیں دکھا سکتا ہوں کہ تمہارے حقیقی دشمن کہاں ہیں۔" اس سے اسے چند سیکنڈ ملتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر جھکاتے ہیں۔ خالد گھٹنے ٹیکتے ہوئے سلمان کے سر کو بالوں سے پیچھے کھینچتا ہے: "کون سے دشمن؟" اور سلمان ایک نام بتاتا ہے۔

یادداشت لوٹتے ہی مہاونڈ اپنے کشن میں گہرائی میں ڈوب جاتا ہے۔
"بعل،" وہ کہتا ہے، اور دو بار دہراتا ہے: "بعل، بعل۔"
خالد کی مایوسی کی وجہ سے سلمان فارسی کو موت کی سزا نہیں سنائی گئی۔ بلال نے اس کی شفاعت کی، اور نبی، اس کا دماغ دوسری جگہ، مانتا ہے: ہاں، ہاں، اس بدبخت کو زندہ رہنے دو۔ اے عرض کرنے کی سخاوت!

ہند کو بچایا گیا ہے۔ اور سلمان؛ اور سارے جاہلیت میں کوئی دروازہ نہیں توڑا گیا، نہ کوئی پرانا دشمن گھسیٹ کر باہر نکالا گیا ہے کہ اس کا گیزر اس طرح چیر کر خاک میں ملا ہو۔ یہ دوسرے سوال کا مہاؤنڈ کا جواب ہے: _جب آپ جیت جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ _لیکن ایک نام مہاونڈ کو ستاتا ہے، اس کے ارد گرد چھلانگ لگاتا ہے، جوان، تیز، ایک لمبی پینٹ انگلی سے اشارہ کرتا ہے، آیات گاتا ہے جس کی ظالمانہ چمک ان کی تکلیف کو یقینی بناتی ہے۔ اس رات، جب دعا کرنے والے چلے گئے، خالد نے مہوند سے پوچھا: "تم ابھی تک اس کے بارے میں سوچ رہے ہو؟" رسول سر ہلاتا ہے، لیکن بات نہیں کرے گا۔ خالد کہتے ہیں: "میں نے سلمان کو اپنے کمرے میں لے جانے کے لیے کہا، لیکن وہ وہاں نہیں ہے، وہ چھپا ہوا ہے۔" ایک بار پھر، سر ہلایا، لیکن کوئی تقریر نہیں. خالد دباؤ ڈالتا ہے: "آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے کھود دوں؟

زیادہ کرنے میں نہیں لگے گا۔ تم اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ یہ؟ یہ؟"
خالد کی انگلی پہلے اس کی گردن کے پار اور پھر تیز دھار سے اس کی ناف میں گھومتی ہے۔ مہاونڈ اپنا غصہ کھو دیتا ہے۔ "تم احمق ہو،" وہ سابق واٹر کیریئر پر چیختا ہے جو اب اس کا ملٹری چیف آف اسٹاف ہے۔ "کیا تم کبھی میری مدد کے بغیر کام نہیں کر سکتے؟"

Machine Translated by Google

خالد جھک کر چلا گیا۔ مہاؤنڈ سو جاتا ہے: اس کا پرانا تحفہ، خراب موڈ سے نمٹنے کا اس کا طریقہ۔

اوو

لیکن مہوند کے جنرل خالد کو بعل نہیں مل سکا۔ گھر گھر تلاشی، اعلانات، پتھراؤ کے باوجود، شاعر کو پکڑنا ناممکن ثابت ہوا۔ اور مہاونڈ کے ہونٹ بند رہے، اس کی خواہشات کو ابھرنے کی اجازت دینے کے لیے الگ نہیں ہوں گے۔ آخرکار، اور بغیر غصے کے، خالد نے تلاش ترک کر دی۔

"بس اس کمینے کو اپنا چہرہ دکھانے دو، صرف ایک بار، کسی بھی وقت،" اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے میں نرمی اور سائے میں قسم کھائی۔ "میں اسے اتنا پتلا کاٹ دوں گا کہ آپ ہر ایک ٹکڑے کو دیکھ سکیں گے۔"

خالد کو ایسا لگتا تھا کہ مہوند مایوس دکھائی دے رہا ہے۔ لیکن خیمے کی کم روشنی میں اس بات کا یقین کرنا ناممکن تھا۔

اوو

جاہلیہ اپنی نئی زندگی میں بس گئی: دن میں پانچ وقت کی اذان، شراب نوشی، بیویوں کو بند کرنا۔ ہند خود اپنے کوارٹر میں ریٹائر ہوگئیں۔ . . لیکن بعل کہاں تھا؟

جبریل نے ایک پردے کا خواب دیکھا: پردہ، _حجاب_، جاہلیہ کے سب سے مشہور کوٹھے کا نام تھا، جو کھجور کا ایک بہت بڑا پلازو تھا -پانی میں کھجوریں -ٹہنتے ہوئے صحن، ان کوٹھریوں سے گھرا ہوا تھا جو حیرت انگیز موزیک کے نمونوں سے جڑے ہوئے تھے، جو بھولبلییا سے پھیلے ہوئے تھے۔ جسے جان بوجھ کر یکساں نظر آنے کے لیے سجایا گیا تھا، ان میں سے ہر ایک پر محبت کے لیے ایک جیسی خطاطی کی دعائیں تھیں، ہر ایک پر ایک جیسے قالین لگے ہوئے تھے، ہر ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑا پتھر کا کلش لگا ہوا تھا۔ دی کرٹین کے کلائنٹس میں سے کوئی بھی مدد کے بغیر، یا تو اپنے پسندیدہ درباری کے کمروں میں یا پھر سڑک پر واپس نہ جا سکا۔ اس طرح لڑکیاں ناپسندیدہ مہمانوں سے محفوظ رہیں اور کاروبار نے روانگی سے قبل ادائیگی کو یقینی بنایا۔ بڑے سرکیسیئن خواجہ سرا، لیمپ کے مضحکہ خیز فیشن کے بعد ملبوس -جینز، زائرین کو اپنے اہداف تک لے گئے اور کبھی کبھی تار کی گیندوں کی مدد سے دوبارہ واپس چلے گئے۔ یہ پردے کی ایک نرم کھڑکی کے بغیر کائنات تھی، جس پر پردے کی قدیم اور بے نام میڈم کی حکمرانی تھی جس کے کالے پردوں میں لپٹی کرسی کی رازداری سے گٹار الفاظ نے برسوں کے دوران، کچھ سنائی دینے والی چیز حاصل کر لی تھی۔ نہ ہی اس کا عملہ اور نہ ہی اس کے مؤکل اس سبیل لائن آواز کی نافرمانی کرنے کے قابل تھے جو کہ ایک طرح سے، ایک بڑے، زیادہ آسانی سے گھسنے کے قابل خیمے میں مہاونڈ کے مقدس کلام کی ناپاک مخالفت تھی۔ تاکہ جب شاعر بعل نے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو کر مدد کی بھیک مانگی تو اسے چھپانے اور اس کی جان بچانے کے اس خوبصورت، زندہ دل اور شریر نوجوانوں کے لیے پرانی یادوں کے طور پر اس کے فیصلے کو بغیر کسی سوال کے قبول کر لیا گیا۔ اور جب خالد کے محافظ احاطے کی تلاشی لینے پہنچے تو خواجہ سراؤں نے ان کو تضادات اور ناقابل مصالحت راستوں کے اس زیر زمین گڑھے کے گرد چکر کاٹتے ہوئے سفر کیا، یہاں تک کہ سپاہیوں کے سر گھوم رہے تھے، اور انتیس پتھروں کے برتنوں کے اندر جھانکنے کے بعد بھی کچھ نہیں ملا اور سوائے بدمعاشوں اور اچار انہوں نے چھوڑ دیا، بہت زیادہ لعنت بھیجتے ہوئے، کبھی شک نہیں کیا کہ نیچے ایک چالیسواں راہداری ہے جسے وہ کبھی نہیں لے گئے تھے، ایک

Machine Translated by Google

چالیسواں کلش جس کے اندر چور کی طرح چھپا ہوا تھا، کپکپاتا پاجامہ گیلا شاعر جسے وہ ڈھونڈ رہے تھے۔

اس کے بعد میڈم نے خواجہ سراؤں کو شاعر کی جلد پر رنگ دیا یہاں تک کہ وہ نیلا سیاہ ہو گیا، اور اس کے بال بھی، اور اسے ایک جن کے پینٹالونز اور پگڑی میں ملبوس کرایا، اس نے اسے باڈی بلڈنگ کا کورس شروع کرنے کا حکم دیا، کیونکہ اس کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ یقینی طور پر شکوک و شبہات کو جنم دے گا اگر وہ تیزی سے ٹون اپ نہیں کرتا ہے۔

اوو

بعل کے "پردے کے پیچھے" قیام نے اسے باہر کے واقعات کے بارے میں معلومات سے محروم نہیں کیا۔ حقیقت میں اس کے بالکل الٹ، کیوں کہ اپنے خواجہ سرا کے فرائض کے دوران وہ خوشی کے ایوانوں کے باہر پہرے دار کھڑے تھے اور گاہکوں کی گپیں سنتے تھے۔ ان کی زبانوں کی مکمل بے اعتنائی، ہم جنس پرستوں کی شہوتوں کو ترک کر دینے اور گاہکوں کے اس علم سے کہ ان کے راز کو محفوظ رکھا جائے گا، نے اس شاعر کو عصری معاملات کی ایک بہتر بصیرت فراہم کی، جو کہ ان کی مانند اور سننے میں مشکل ہے۔ اس سے کہیں زیادہ وہ حاصل کر سکتا تھا اگر وہ اب بھی قصبے کی نئی پیوریٹینیکل گلیوں میں گھومنے کے لئے آزاد ہوتا۔ کبھی کبھی بہرا پن ایک مسئلہ تھا؛ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے علم میں خلاء تھا، کیونکہ گاہک اکثر اپنی آوازیں نیچی کرتے اور سرگوشی کرتے تھے۔ لیکن اس نے اس کی سننے میں پرہیزگار عنصر کو بھی کم کر دیا -چونکہ وہ زنا کے ساتھ ہونے والی بڑبڑاہٹ کو سننے سے قاصر تھا، سوائے اس کے کہ ایسے لمحات میں جن میں پرجوش گاہکوں یا فریب کاری کرنے والے کارکنوں نے حقیقی یا مصنوعی کے رونے میں اپنی آوازیں بلند کیں۔ خوشی

دی کرٹین میں بعل نے کیا سیکھا: ناراض قصاب ابراہیم کی طرف سے خبر آئی کہ سور کے گوشت پر نئی پابندی کے باوجود جاہلیہ کے چمڑے والے اس کے پچھلے دروازے پر چھپ چھپ کر حرام گوشت خریدنے کے لیے آرہے ہیں، "فروخت ہو گئی ہے، اس نے اپنی منتخب خاتون کو چڑھاتے ہوئے بڑبڑایا، "کالے سور کے گوشت کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں؛ لیکن افسوس، ان نئے اصولوں نے میرا کام مشکل بنا دیا ہے۔ سور کو بغیر شور کے چھپ کر ذبح کرنا آسان جانور نہیں ہے،" اور اس کے بعد اس نے کچھ شروع کیا۔ اس کی اپنی چیخیں، وجوہات کی بناء پر، اسے درد کی بجائے خوشی کا سمجھا جانا چاہیے۔ -اور گروسر، موسی نے پردے کے ایک اور افقی عملے کے سامنے اعتراف کیا کہ پرانی عادات کو توڑنا مشکل تھا، اور جب اسے یقین تھا کہ کوئی نہیں سن رہا ہے تو اس نے پھر بھی "میرے زندگی بھر کے پسندیدہ، منات، اور بعض اوقات ایک یا دو دعائیں کہیں۔ کیا کریں، الات بھی، آپ کسی دیوی کو برا نہیں سکتے، ان میں ایسی صفات ہیں جو لڑکوں سے مماثل نہیں ہیں،" جس کے بعد وہ بھی وصیت کے ساتھ ان صفات کی دنیاوی تقلید پر گر پڑا۔ . تو یہ وہ تھا جو دھندلا ہوا، دھندلا ہوتا ہوا بعل نے اپنی تلخی سے سیکھا کہ کوئی سلطنت مطلق نہیں ہے، کوئی فتح مکمل نہیں ہے۔ اور، آہستہ آہستہ، مہاونڈ پر تنقید شروع ہوگئی۔

بعل بدلنا شروع ہو گیا تھا۔ طائف کے عظیم معبد اللات کی تباہی کی خبر، جو اس کے کانوں میں چھپے ہوئے سور اسٹیکر ابراہیم کی آوازوں سے سنائی دیتی تھی، اس نے اسے گہرے غم میں ڈوب کر رکھ دیا تھا، کیونکہ اس کی جوانی کے اونچے دنوں میں بھی۔ دیوی سے اس کی محبت سچی تھی، شاید اس کا واحد حقیقی جذبہ، اور اس کے زوال نے اس پر ایک ایسی زندگی کا کھوکھلا پن ظاہر کیا جس میں صرف ایک حقیقی محبت کو محسوس کیا گیا تھا۔

Machine Translated by Google

پتھر جو واپس نہیں لڑ سکتا۔ جب غم کی پہلی، تیز دھار ختم ہو گئی تو بعل کو یقین ہو گیا کہ اللات کے زوال کا مطلب ہے کہ اس کا اپنا خاتمہ زیادہ دور نہیں ہے۔ وہ حفاظت کا وہ عجیب احساس کھو بیٹھا تھا کہ دی کرٹین کی زندگی نے مختصر طور پر اس میں متاثر کیا تھا۔ لیکن اس کے غیر مستقل ہونے کے بارے میں واپسی کا علم، جس کے بعد اتنی ہی یقینی موت واقع ہوئی، نے اسے خوفزدہ نہیں کیا۔ زندگی بھر کی سرشار بزدلی کے بعد اسے حیرت ہوئی کہ موت کے قریب آنے کے اثر نے واقعی اسے زندگی کی مٹھاس چکھنے کے قابل بنا دیا ہے اور وہ اس تضاد پر حیران ہوا کہ اس گھر میں اس کی آنکھیں ایسی سچائی پر کھل گئیں۔ مہنگا جھوٹ. اور حقیقت کیا تھی؟ یہ تھا کہ ال لات مر چکا تھا --کبھی زندہ نہیں تھا --لیکن اس نے مہوند کو نبی نہیں بنایا۔ مجموعی طور پر، بعل ہے دینی پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے ٹھوکریں کھاتے ہوئے، دیوتاؤں اور لیڈروں اور اصولوں کے خیال سے آگے بڑھنا شروع کیا، اور یہ سمجھنا شروع کیا کہ اس کی کہانی مہاؤنڈ کے ساتھ اس قدر گھل مل گئی ہے کہ کچھ عظیم حل ضروری تھا۔ کہ اس قرار داد کا تمام امکان یہ ہوگا کہ اس کی موت کو نہ تو صدمہ پہنچا اور نہ ہی اسے بہت زیادہ پریشان کیا۔ اور جب موسیٰ نے ایک دن رسول اللہ کی بارہ بیویوں کے بارے میں بڑبڑائی کہ ایک اصول اس کے لیے اور ہمارے لیے دوسرا_، بعل نے سمجھ لیا کہ اس کے سپردگی کے ساتھ آخری تصادم کیا جانا ہے۔

دی کرٹین کی لڑکیاں --یہ صرف کنونشن کے ذریعہ ہی تھا کہ انہیں "لڑکیاں" کہا جاتا تھا، کیونکہ سب سے بڑی اپنی پچاس سال کی عورت تھی، جبکہ سب سے چھوٹی، پندرہ سال کی، کئی پچاس سالہ بوڑھوں سے زیادہ تجربہ کار تھی۔ --اس شرمناک بعل کا شوق بڑھ گیا تھا، اور درحقیقت وہ ایک خواجہ سرا کے ساتھ لطف اندوز ہوتے تھے جو کہ نہیں تھا، تاکہ کام کے اوقات میں وہ اسے لذیذ طریقے سے چھیڑتے، اس کے سامنے اپنے جسموں کو جھنجھوڑتے، اپنے سینوں کو اس کے ہونٹوں پر رکھتے، اپنی ٹانگوں کو اس کی کمر کے گرد جوڑتے ہوئے، اس کے چہرے سے صرف ایک انچ کے فاصلے پر ایک دوسرے کو جذباتی طور پر چومتے رہے، یہاں تک کہ راکھ مصنف مایوسی سے بیدار ہو گیا۔ جس پر وہ اس کی سختی پر ہنسیں گے اور اس کا مذاق اڑائیں گے اور شرمندہ ہو جائیں گے۔ یا، کبھی کبھار، اور جب وہ ایسی کسی چیز کی تمام توقعات ترک کر دیتا، تو وہ اپنے نمبروں میں سے ایک کو بلا معاوضہ، اس ہوس کو پورا کرنے کے لیے تعینات کر دیتے جو ان میں بیدار ہوئی تھی۔ اس طرح، ایک مایا، پلک جھپکتے، دھیمے بیل کی طرح، شاعر نے اپنے دن عورتوں کی گود میں سر رکھ کر، موت اور انتقام کی فکر میں، یہ کہنے سے قاصر رہے کہ وہ زندہ سب سے زیادہ مطمئن آدمی ہے یا بدحال۔

کام کے دن کے اختتام پر ان چنچل سیشنوں میں سے ایک کے دوران، جب لڑکیاں اپنے خواجہ سراؤں اور شراب کے ساتھ اکیلی تھیں، بعل نے سب سے کم عمر کو اپنے مؤکل، گروسر، موسیٰ کے بارے میں بات کرتے سنا۔ "وہ والا!" کہتی تھی۔

"اس کے ہونٹ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں ایک مکھی لگی ہوئی ہے۔ وہ ان کے بارے میں اتنا ناراض ہے کہ وہ صرف ان کے ناموں کا ذکر کرتے ہوئے پرجوش ہو جاتا ہے۔ وہ مجھے بتاتا ہے کہ میں ذاتی طور پر عائشہ کی تھوکنے والی تصویر ہوں، اور وہ سب کی طرح ان کی نبس کی پسندیدہ ہیں۔ آگاہ ہیں۔ تو وہاں۔"

پچاس سالہ درباری اندر سے بولی۔ "سنو، اس حرم میں وہ عورتیں، مرد آج کل کسی اور چیز کے بارے میں بات نہیں کرتے۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مہاونڈ نے انہیں الگ کر دیا، لیکن اس نے حالات کو مزید خراب کر دیا۔ نہیں دیکھ سکتا۔"

Machine Translated by Google

خاص طور پر اس شہر میں، بعل نے سوچا۔ سب سے بڑھ کر ہماری جاہلیہ میں بے ہودہ طریقوں سے، جہاں مہوند اپنی قاعدہ کتاب کے ساتھ آنے تک عورتیں چمکدار لباس میں ملبوس تھیں، اور تمام باتیں چدائی اور پیسے، پیسے اور جنسی تعلقات کی تھیں، نہ کہ صرف بات کی۔

اس نے سب سے چھوٹی کسبی سے کہا: تم اس کے لیے ڈرامہ کیوں نہیں کرتے؟

"ڈبلیو ایچ او"

"موسٰی... اگر عائشہ اسے اتنا تھرل دیتی ہے تو اس کی پرائیویٹ اور پرسنل عائشہ کیوں نہیں بن جاتی؟"

"خدا" لڑکی نے کہا۔ "اگر انہوں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ وہ آپ کی گیندوں کو مکھن میں ابالیں گے۔"

کتنی بیویاں ہیں؟ بارہ، اور ایک بوڑھی عورت، طویل عرصے سے مردہ. پردے کے پیچھے کتنی کون ہیں؟ بارہ پھر؛ اور، اس کے سیاہ خیمے والے تخت پر راز، قدیم میڈم، اب بھی موت کو ٹال رہی ہے۔ جہاں عقیدہ نہ ہو وہاں توہین رسالت نہ ہو۔ بعل نے میڈم کو اپنا خیال بتایا۔ اس نے ایک laryngiticمینڈک کی آواز میں معاملات طے کیے۔ "یہ بہت خطرناک ہے،" اس نے کہا، "لیکن یہ کاروبار کے لیے بہت اچھا ہو سکتا ہے۔ ہم احتیاط سے جائیں گے؛ لیکن ہم جائیں گے۔"

پندرہ سالہ نے پنساری کے کان میں کچھ سرگوشی کی۔ ایک دم اس کی آنکھوں میں روشنی چمکنے لگی۔ "مجھے سب کچھ بتاؤ" اس نے منت کی۔ "تمہارا بچپن، تمہارے پسندیدہ کھلونے، سلیمان کے گھوڑے اور باقی، مجھے یہ بتاؤ کہ تم دف کیسے بجاتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے آئے تھے۔ اس نے اسے بتایا، اور اس کے بعد اس نے عام فیس سے دگنی رقم ادا کی، کیونکہ "یہ میری زندگی کا بہترین وقت ہے۔" "ہمیں دل کی حالتوں سے محتاط رہنا پڑے گا،" میڈم نے با سے کہا!

اوو

جب جاہلیہ کے ارد گرد یہ خبر پہنچی کہ پردے کی کسبیوں نے مہوند کی بیویوں میں سے ہر ایک کی شناخت کر لی ہے، تو شہر کے مردوں کا خفیہ جوش شدید تھا۔ پھر بھی، وہ دریافت سے بہت خوفزدہ تھے، دونوں اس لیے کہ اگر مہاؤنڈ یا اس کے لیفٹیننٹ کو کبھی پتہ چلا کہ وہ اس طرح کی بے عزتی میں ملوث ہیں، اور ان کی خواہش کی وجہ سے کہ دی کرٹین میں نئی سروس کو برقرار رکھا جائے، تو وہ یقینی طور پر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ یہ راز حکام سے پوشیدہ تھا۔ ان دنوں مہوند اپنی بیویوں کے ساتھ یثرب واپس آیا تھا، اس نے جاہلیہ کی گرمی پر شمال کی ٹھنڈی نخلستانی آب و ہوا کو ترجیح دی۔ شہر کو جنرل خالد کے سپرد کر دیا گیا تھا جس سے چیزیں آسانی سے چھپائی جا سکتی تھیں۔ ایک وقت کے لیے مہوند نے خالد کو جاہلیہ کے تمام کوٹھے بند کرنے کے لیے کہا تھا، لیکن ابو سمبل نے انھیں اس طرح کی حرکت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ "جاہلی نئے مذہب تبدیل کرنے والے ہیں،" اس نے اشارہ کیا۔ "چیزوں کو آہستہ سے لو۔" مہاونڈ، جو انبیاء میں سے سب سے زیادہ عملی ہیں، منتقلی کے دور سے اتفاق کر چکے تھے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں جاہلیت کے لوگ پردے کی طرف بڑھے جس سے کاروبار میں تین سو فیصد اضافہ ہوا۔ واضح وجوہات کی بناء پر گلی میں قطار بنانا سیاسی نہیں تھا، اور اسی طرح کئی دنوں سے مردوں کی ایک قطار کوٹھے کے اندرونی صحن کے گرد گھومتی رہتی تھی، جو اس کے مرکزی مقام پر واقع محبت کے چشمے کے گرد گھومتی رہتی تھی، جس طرح زائرین دوسری وجوہات کی بنا پر کوٹھے کے گرد گھومتے تھے۔

Machine Translated by Google

قدیم سیاہ پتھر. دی کرٹین کے تمام صارفین کو ماسک کے ساتھ جاری کیا گیا تھا، اور ہال، ایک اونچی بالکونی سے نقاب پوش شخصیات کے چکر لگاتے ہوئے، مطمئن تھا۔ جمع کرنے سے انکار کرنے کے ایک سے زیادہ طریقے تھے۔

اس کے بعد کے مہینوں میں، دی کرٹین کے عملے نے نئے کام کے لیے گرم جوشی اختیار کی۔ پندرہ سالہ کسبی "عائشہ" ادائیگی کرنے والوں میں سب سے زیادہ مقبول تھی، جیسا کہ اس کا نام مہوند کے ساتھ تھا، اور عائشہ کی طرح جو یثرب کی عظیم مسجد کے حرم کوارٹرز میں اپنے اپارٹمنٹ میں پاکیزگی سے رہ رہی تھی۔ جاہلیان عائشہ اپنے محبوب ترین مقام پر رشک کرنے لگیں۔ اس نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا جب اس کی "بہنوں" میں سے کسی کو دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یا غیر معمولی فراخدلی سے مشورے ملتے ہیں۔ سب سے پرانی، سب سے موٹی کسبی، جس نے "سودہ" کا نام لیا تھا، اپنے آنے والوں کو بتاتی تھی اور اس کے پاس بہت کچھ تھا، جاہلیہ کے بہت سے مرد اسے اپنی زچگی اور شکر گزاری کے لیے تلاش کرتے تھے --اس کی کہانی کہ مہوند نے کیسے شادی کی تھی۔ اس کا اور عائشہ، ایک ہی دن، جب عائشہ ابھی چھوٹی تھی۔ "ہم دونوں میں،" وہ کہے گی، بہت پرجوش آدمی، "اسے اپنی مردہ پہلی بیوی کے دو حصے ملے: بچہ اور ماں بھی۔" کسبی "حفصہ" اس کے نام کی طرح گرم مزاج ہوتی گئی، اور جیسے ہی بارہ اپنے کردار کی روح میں داخل ہوئے، کوٹھے میں اتحاد یثرب کی مسجد میں سیاسی گروہوں کی عکس بندی کرنے آئے۔ "عائشہ" اور "حفصہ"، مثال کے طور پر، دو متکبر ترین کسبیوں کے خلاف مسلسل، چھوٹی موٹی رقابتوں میں مصروف رہتی ہیں، جن کے بارے میں ہمیشہ دوسروں کا خیال رہتا تھا اور جنہوں نے اپنے لیے سب سے زیادہ اشرافیہ کی شناخت کا انتخاب کیا تھا، وہ "ام" بن گئیں۔ سلامہ مخزومیت" اور سب سے زیادہ ناگوار، "رملہ"، جس کا نام، مہوند کی گیارہویں بیوی، ابو سمبل اور ہند کی بیٹی تھی۔ اور ایک "زینب بنت جحش" اور ایک "جویریہ" تھی، جس کا نام ایک فوجی مہم میں پکڑی گئی دلہن کے نام پر رکھا گیا تھا، اور ایک "ریحانہ یہودی"، ایک "صفیہ" اور ایک "میمونہ"، اور سب سے زیادہ شہوانی، شہوت انگیز وہ کسبی، جو چالیں جانتی تھیں اس نے مسابقتی "عائشہ" کو سکھانے سے انکار کر دیا: مسحور کن مصری، "مریم دی کاپٹ"۔ سب سے عجیب وہ کسبی تھی جس نے زینب بنت خزیمہ کا نام لیا تھا، یہ جانتے ہوئے کہ مہوند کی اس بیوی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اس کے چاہنے والوں کا نیکروفیلیا، جس نے اسے کسی قسم کی حرکت کرنے سے منع کیا تھا، دی کرٹین میں نئی حکومت کے زیادہ ناگوار پہلوؤں میں سے ایک تھا۔ لیکن کاروبار کاروبار تھا اور یہ بھی ایک ضرورت تھی جسے درباریوں نے پورا کیا۔

پہلے سال کے اختتام تک بارہ اپنے کردار میں اتنے ہنر مند ہو گئے تھے کہ ان کی سابقہ ذاتیں ختم ہونے لگیں۔ بعل نے، جو مہینے کے ساتھ ساتھ زیادہ مایوپیک اور بہرا ہوتا ہے، دیکھا کہ لڑکیوں کی شکلیں اس کے پاس سے گزرتی ہیں، ان کے کنارے دھندلے ہوتے ہیں، ان کی تصویریں کسی نہ کسی طرح دگنی ہو جاتی ہیں، جیسے سائے پر چھائی ہوئی چھائیاں۔

لڑکیوں نے بھی بعل کے بارے میں نئے تصورات کا دل بہلانا شروع کیا۔ اس زمانے میں ایک کسبی کے لیے یہ رواج تھا کہ وہ اپنے پیشے میں داخل ہونے پر اس قسم کا شوہر لے جو اسے کوئی تکلیف نہ دے -پہاڑ، شاید، یا چشمہ، یا جھاڑی -تاکہ وہ اپنا لے۔ شکل کی خاطر، شادی شدہ عورت کا لقب۔ پردے میں یہ قاعدہ تھا کہ تمام لڑکیاں مرکزی صحن میں محبت کے سپوت سے شادی کرتی تھیں، لیکن اب ایک طرح کی بغاوت پھوٹ رہی تھی،

Machine Translated by Google

اور وہ دن بھی آ گیا جب طوائفیں میڈم کے پاس یہ اعلان کرنے کے لیے اکٹھی ہوئیں کہ اب جب وہ خود کو نبی کی بیویاں سمجھنے لگیں ہیں تو انہیں کسی پھٹے پتھر سے بہتر شوہر کی ضرورت ہے، جو کہ تقریباً بت پرست تھا۔ اور یہ کہنا کہ انہوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سب بعل کی دلہنیں بنیں گی۔ پہلے تو میڈم نے ان سے بات کرنے کی کوشش کی، لیکن جب اس نے دیکھا کہ لڑکیوں کا مطلب کاروبار ہے تو اس نے بات مان لی، اور ان سے کہا کہ مصنف کو اس سے ملنے کے لیے اندر بھیج دیں۔ بہت سے قہقہوں اور قہقہوں کے ساتھ بارہ درباریوں نے لرزتے ہوئے شاعر کو تخت کے کمرے میں لے گئے۔ جب بعل نے یہ منصوبہ سنا تو اس کا دل اس قدر بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا کہ وہ اپنا توازن کھو بیٹھا اور گر پڑا، اور "عائشہ" اپنے خوف میں چیخ اٹھی: "اے خدا، ہم اس کی بیویاں بننے سے پہلے ہی اس کی بیوہ ہونے والی ہیں۔ "

لیکن وہ صحت یاب ہو گیا: اس کے دل نے دوبارہ سکون حاصل کر لیا۔ اور، کوئی چارہ نہ ہونے پر، اس نے بارہ گنا تجویز پر اتفاق کیا۔ اس کے بعد میڈم نے خود سے ان سب سے شادی کر لی، اور انحطاط کے اس اڈے میں، وہ مسجد مخالف، اس بے حیائی کی بھولبلییا میں، بعل سابق تاجر مہوند کی بیویوں کا شوہر بن گیا۔

اس کی بیویوں نے اب اس پر واضح کردیا کہ وہ اس سے ہر خاص و عام میں اپنے شوہر کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توقع رکھتے ہیں، اور ایک روٹا سسٹم بنایا جس کے تحت وہ ہر ایک لڑکی کے ساتھ ایک دن گزار سکتا ہے رات کاروبار کے لیے اور دن آرام کے لیے)۔ جیسے ہی اس نے اس مشکل پروگرام کا آغاز کیا تھا کہ انہوں نے ایک میٹنگ بلائی جس میں اسے بتایا گیا کہ اسے "حقیقی" شوہر یعنی مہاونڈ جیسا سلوک کرنا شروع کر دینا چاہیے۔ "آپ ہم باقی لوگوں کی طرح اپنا نام کیوں نہیں بدل سکتے؟" بدمزاج "حفصہ" نے مطالبہ کیا، لیکن اس پر بعل نے لکیر کھینچ دی۔ اس نے اصرار کیا، "اس پر فخر کرنے کی کوئی بڑی بات نہیں ہے، لیکن یہ میرا نام ہے۔ مزید یہ کہ میں یہاں کے گاہکوں کے ساتھ کام نہیں کرتا۔ ایسی تبدیلی کی کوئی کاروباری وجہ نہیں ہے۔" "ٹھیک ہے، کسی بھی طرح،" پرجوش "مریم دی کاپٹ" نے کندھے اچکا دیے، "نام ہو یا کوئی نام نہیں، ہم چاہتے ہیں کہ تم بھی اس کی طرح کام کرنا شروع کرو۔"

"میں زیادہ نہیں جانتا،" بال نے احتجاج کرنا شروع کیا، لیکن "عائشہ"، جو واقعی ان سب میں سب سے زیادہ پرکشش تھی، یا اس لیے اسے دیر سے محسوس ہونے لگا تھا، اس نے ایک لذت بھری بات کی۔ "ایمانداری سے، شوہر،" اس نے اسے تسلی دی. "یہ اتنا مشکل نہیں ہے۔ ہم صرف آپ چاہتے ہیں، آپ جانتے ہیں۔ باس بنیں۔"

معلوم ہوا کہ پردے کی کسبی جاہلیہ کی سب سے پرانے زمانے کی اور روایتی عورتیں تھیں۔ ان کا کام، جو انہیں اتنی آسانی سے مضطرب اور مایوسی کا شکار بنا سکتا تھا (اور وہ یقیناً اپنے آنے والوں کے بارے میں زبردست خیالات کا دل بہلانے کے قابل تھے)، اس کے بجائے انہیں خواب دیکھنے والوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ بیرونی دنیا سے الگ ہو کر، انہوں نے "عام زندگی" کا تصور پیش کیا تھا جس میں وہ فرمانبردار بننے کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتے تھے، اور --ہاں --ایک ایسے شخص کی فرمانبردار مدد گاہیں جو عقلمند، محبت کرنے والا اور مضبوط تھا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ: مردوں کے فنتاسیوں کو نافذ کرنے کے سالوں نے آخر کار ان کے خوابوں کو خراب کر دیا تھا، یہاں تک کہ ان کے دلوں میں بھی وہ اپنے آپ کو سب سے قدیم مردانہ تصور میں تبدیل کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ شامل کیا گیا۔

Machine Translated by Google

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کی اداکاری کے مسالے نے ان سب کو انتہائی جوش و خروش کی کیفیت میں مبتلا کر دیا تھا، اور حیران بعل نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے کہ بارہ خواتین آپ کے احسانات کے لیے، آپ کی مسکراہٹ کے فائدے کے لیے آپ کے قدموں کو دھو رہی تھیں۔ اور انہیں اپنے بالوں سے خشک کیا، جیسا کہ انہوں نے اس کے جسم پر تیل لگایا اور اس کے لیے رقص کیا، اور ہزار طریقوں سے اس خواب کو عملی جامہ پہنایا -شادی جو انہوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

یہ ناقابل تلافی تھا۔ وہ ان کے بارے میں حکم دینے، ان کے درمیان فیصلہ کرنے، جب وہ غصے میں تھا تو انہیں سزا دینے کا اعتماد تلاش کرنے لگا۔ ایک بار جب ان کے جھگڑے نے اسے ناراض کیا تو اس نے ایک ماہ کے لیے ان سب کو چھوڑ دیا۔ جب وہ انتیس راتوں کے بعد "عائشہ" سے ملنے گیا تو اس نے اسے تنگ کیا کہ وہ دور نہیں رہ پا رہی تھی۔ ”وہ مہینہ صرف انتیس دن کا تھا۔“ اس نے جواب دیا۔ ایک بار وہ "مریم دی قبطی" کے ساتھ "حفصہ" کے ہاتھوں پکڑے گئے، "حفصہ کے" کوارٹرز میں اور "عائشہ" کے دن۔ اس نے "حفصہ" سے منت کی کہ وہ "عائشہ" کو نہ بتائے، جس سے اسے محبت ہوئی تھی۔ لیکن اس نے بہرحال اسے بتایا اور بعل کو اس کے بعد کافی دیر تک گوری جلد اور گھنگریالے بالوں والی "مریم" سے دور رہنا پڑا۔ مختصراً، وہ مہاونڈ کا خفیہ، ناپاک آئینہ بننے کے بہکاوے کا شکار ہو گیا تھا۔ اور اس نے ایک بار پھر لکھنا شروع کر دیا تھا۔

جو شاعری آئی وہ سب سے پیاری تھی جو اس نے لکھی تھی۔ کبھی کبھی جب وہ عائشہ کے ساتھ ہوتا تو اسے محسوس ہوتا کہ اس پر ایک سستی آ گئی ہے، ایک بھاری پن، اور اسے لیٹنا پڑا۔ "یہ عجیب ہے،" اس نے اسے بتایا۔ "یہ ایسا ہے جیسے میں اپنے آپ کو اپنے پاس کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ اور میں اسے کھڑا کر سکتا ہوں، بول سکتا ہوں؛ پھر میں اٹھ کر اس کی آیات لکھتا ہوں۔" بعل کی ان فنکارانہ سست رویوں کو اس کی بیویاں بہت پسند کرتی تھیں۔ ایک بار تھک کر وہ "ام سلمہ مخزومی" کے حجروں میں ایک کرسی پر سو گیا۔ گھنٹوں بعد جب وہ بیدار ہوا تو اس کے جسم میں درد تھا، اس کی گردن اور کندھے گرہوں سے بھرے ہوئے تھے، اور اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم نے مجھے کیوں نہیں جگایا؟ اس نے جواب دیا: "میں ڈرتی تھی، اگر آیات آپ کے پاس آئیں۔" اس نے سر ہلایا۔ "اس کی فکر نہ کرو۔ وہ واحد عورت جس کی صحبت میں آیات آتی ہیں وہ عائشہ ہیں، تم نہیں۔"

اوو

دی کرٹین میں بعل نے اپنی زندگی شروع کرنے کے دو سال اور ایک دن بعد، عائشہ کے ایک گاہک نے رنگے ہوئے جلد، پینٹالونز اور باڈی بلڈنگ کی مشقوں کے باوجود اسے پہچان لیا۔ بعل عائشہ کے کمرے کے باہر کھڑا تھا جب مؤکل باہر آیا، اس کی طرف اشارہ کیا اور چلایا: "تو یہ وہ جگہ ہے جہاں تم پہنچی ہو!"

عائشہ بھاگتی ہوئی آئی، اس کی آنکھیں خوف سے جل رہی تھیں۔ لیکن بعل

Machine Translated by Google

بولا، "سب ٹھیک ہے۔ وہ کوئی پریشانی نہیں کرے گا۔" اس نے سلمان فارسی کو اپنے کوارٹر میں بلایا اور کچلے ہوئے انگوروں سے بنی میٹھی شراب کی ایک بوتل کھول دی جسے جاہلیوں نے اس وقت بنانا شروع کر دیا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حرام نہیں ہے جس کی وجہ سے انہوں نے قاعدے کی کتاب کی بے عزتی شروع کر دی تھی۔

سلمان نے کہا، "میں اس لیے آیا تھا کہ آخرکار میں اس جہنم شہر کو چھوڑ رہا ہوں، اور میں تمام سالوں کی گندگی کے بعد اس میں سے ایک لمحہ کی خوشی چاہتا تھا۔" بلال نے ان کی پرانی دوستی کے نام پر اس کی شفاعت کرنے کے بعد تارکین وطن کو مالیاتی ضلع کی مرکزی گلی میں سڑک کے کنارے ٹانگیں لگائے بیٹھے خط لکھنے والے اور ہمہ گیر مصنف کے طور پر کام مل گیا۔ اس کی خباثت اور مایوسی کو سورج نے جلا دیا تھا۔ "لوگ جھوٹ بولنے کے لیے لکھتے ہیں،" اس نے جلدی سے پیتے ہوئے کہا۔ "لہذا ایک پیشہ ور جھوٹا ایک بہترین زندگی گزارتا ہے۔ میرے محبت کے خطوط اور کاروباری خط و کتابت شہر میں سب سے بہترین کے طور پر مشہور ہوئے کیونکہ خوبصورت جھوٹ ایجاد کرنے کے لئے میرے تحفے کی وجہ سے جس میں حقائق سے صرف سب سے چھوٹی روانگی شامل تھی۔ صرف دو سال میں اپنے گھر کے سفر کے لیے۔ گھر! پرانا ملک! میں کل روانہ ہوں، اور ایک منٹ بھی جلد نہیں۔"

بوتل خالی کرتے ہی سلمان ایک بار پھر بات کرنے لگے، جیسے با! جانتا تھا کہ وہ اپنی تمام برائیوں کے منبع رسول اور اس کے پیغام کے بارے میں بتائے گا۔ اس نے بعل کو مہوند اور عائشہ کے درمیان جھگڑے کے بارے میں بتایا، اس افواہ کو اس طرح بیان کیا جیسے یہ ناقابل تردید حقیقت ہو۔ اس نے کہا، "وہ لڑکی یہ پیٹ نہیں سکتی تھی کہ اس کا شوہر اتنی دوسری عورتوں کو چاہتا ہے۔" "اس نے ضرورت، سیاسی اتحاد وغیرہ کے بارے میں بات کی، لیکن وہ بے وقوف نہیں بنی۔ اسے کون موردِ الزام ٹھہرا سکتا ہے؟ آخر میں وہ اندر گیا --اور کیا؟ --اس کا ایک ٹرانس، اور وہ مہاراج فرشتہ کا پیغام لے کر آیا۔ جبرئیل نے آیات کی تلاوت کی تھی جس سے اس کی مکمل تائید ہوتی تھی۔ خدا کی اپنی اجازت ہے کہ وہ جتنی خواتین چاہیں نصیب کرے۔

تم جانتے ہو اس نے کیا کہا؟ یہ: 'آپ کا خدا یقینی طور پر اس پر کودتا ہے جب آپ کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ آپ کے لئے چیزیں ٹھیک کرے۔' خیر! اگر عائشہ نہ ہوتی تو کون جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہوتا، لیکن باقیوں میں سے کوئی بھی پہلے ہمت نہ کرتا۔" بعل نے اسے بغیر کسی روک ٹوک کے چلنے دیا۔ : "غیر صحت مند،" اس نے کہا۔

"یہ سب علیحدگی۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔"
آخر میں بال نے بحث شروع کر دی، اور سلمان یہ سن کر حیران رہ گیا کہ شاعر نے مہوند کا ساتھ دیا: "آپ اس کا نقطہ نظر دیکھ سکتے ہیں،" بال نے استدلال کیا۔
"اگر گھر والے اسے دلہن کی پیشکش کرتے ہیں اور وہ انکار کر دیتا ہے تو وہ دشمن پیدا کرتا ہے، اور اس کے علاوہ، وہ ایک خاص آدمی ہے اور کوئی خصوصی انتظامات کی دلیل دیکھ سکتا ہے، اور جہاں تک انہیں بند کرنے کا تعلق ہے، تو یہ کتنی بے عزتی ہوگی۔ ان میں سے ایک کے ساتھ کچھ بھی برا ہوا! سنو، اگر آپ یہاں رہتے تو آپ کو یہ نہیں لگتا کہ جنسی آزادی اتنی بری چیز ہے، --عام لوگوں کے لیے، میرا مطلب ہے۔"

"تمہارا دماغ چل گیا ہے،" سلمان نے صاف کہا۔ "تم دھوپ سے باہر بہت لمبے عرصے تک رہے ہو۔
یا شاید وہ لباس آپ کو مسخرے کی طرح بات کرنے پر مجبور کرتا ہے۔"

Machine Translated by Google

اس وقت تک بال کافی چست تھا، اور اس نے کچھ گرم ردعمل شروع کیا، لیکن سلمان نے غیر مستحکم ہاتھ اٹھایا۔ "لڑنا نہیں چاہتے،" انہوں نے کہا۔ "اس کے بجائے لیم آپ کو بتاتا ہوں۔ شہر کی سب سے مشہور کہانی۔ واہ! اور یہ آپ کے کہنے سے متعلق ہے۔"

سلمان کا قصہ: عائشہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دور دراز گاؤں کی مہم پر گئے تھے اور یثرب کی طرف واپسی پر ان کی جماعت نے رات کو ٹیلوں میں ڈیرے ڈال لیے تھے۔ صبح سے پہلے کیمپ اندھیرے میں ڈوب گیا۔ آخری لمحات میں عائشہ کو قدرت کی پکار نے مجبور کیا کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو کر ایک کھوکھلے میں جا گرے۔ جب وہ دور تھی تو اس کے کوڑے اٹھانے والوں نے اس کی پالکی اٹھائی اور روانہ ہوگئے۔ وہ ایک ہلکی پھلکی عورت تھی، اور اس بھاری پالکی کے وزن میں زیادہ فرق محسوس کرنے میں ناکام رہتے ہوئے، انہوں نے سمجھا کہ وہ اندر ہے۔ عائشہ اپنے آپ کو تنہا پانے کے لیے فارغ ہونے کے بعد واپس آئی، اور کون جانتا ہے کہ اگر ایک نوجوان، ایک مخصوص صفوان، کے اونٹ پر گزرنے کا موقع نہ ملتا تو ان پر کیا گزرتی۔ .

.صفوان عائشہ کو صحیح سلامت یثرب واپس لے آیا۔ جس مقام پر
زبانیں ہلنے لگیں، کم از کم حرم میں ہی نہیں، جہاں عائشہ کی طاقت کو کمزور کرنے کے مواقع ان کے مخالفین نے بے تابی سے چھین لیے۔ یہ دونوں نوجوان کئی گھنٹوں تک صحرا میں اکیلے رہے اور زیادہ سے زیادہ زور سے اشارہ کیا گیا کہ صفوان ایک خوبصورت آدمی ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نوجوان عورت سے بہت بڑے تھے، اور شاید وہ ایسا نہ کرے۔ اس لیے اپنی عمر سے زیادہ کسی کی طرف متوجہ ہوئے ہیں؟ "کافی سکینڈل،" سلمان نے خوشی سے تبصرہ کیا۔

"مہوند کیا کرے گا؟" بعل جاننا چاہتا تھا۔
سلمان نے جواب دیا۔ "ہمیشہ کی طرح۔ اس نے اپنے پالتو جانور، مہاراج کو دیکھا، اور پھر سب کو بتایا کہ جبریل نے عائشہ کو بری کر دیا ہے۔"
سلمان نے دنیاوی استعفیٰ میں بازو پھیلائے۔ "اور اس بار، جناب، خاتون نے آیات کی سہولت کے بارے میں کوئی شکایت نہیں کی۔"

اوو

سلمان فارسی اگلی صبح شمال کی طرف اونٹوں والی ٹرین کے ساتھ روانہ ہوا۔
جب اس نے بعل کو دی کرٹین پر چھوڑا تو اس نے شاعر کو گلے لگایا، اس کے دونوں گالوں پر بوسہ دیا اور کہا: "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شاید دن کی روشنی سے بچنا ہی بہتر ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ قائم رہے گا۔" ہا! جواب دیا: "اور مجھے امید ہے کہ آپ کو گھر مل جائے گا، اور یہ کہ وہاں محبت کرنے کے لیے کچھ ہے۔" سلمان کا چہرہ خالی ہوگیا۔ اس نے اپنا منہ کھولا، دوبارہ بند کیا اور چلا گیا۔

"عائشہ" یقین دہانی کے لیے بعل کے کمرے میں آئی۔ "جب وہ نشے میں ہو گا تو وہ راز نہیں کھولے گا؟" اس نے بعل کے بالوں کو سہلاتے ہوئے پوچھا۔ "وہ بہت زیادہ شراب پیتا ہے۔"

بعل نے کہا: "کبھی کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہوگا۔" سلمان کے دورے نے انہیں اس خواب سے بیدار کر دیا تھا جس میں وہ دی کرٹین میں اپنے سالوں کے دوران آہستہ آہستہ ڈوب گیا تھا، اور وہ واپس سو نہیں سکتا تھا۔

"یقیناً ہو جائے گا،" عائشہ نے زور دیا۔ "یہ ہو جائے گا. آپ دیکھیں گے."
بعل نے اپنا سر ہلایا اور اپنی زندگی کا واحد پیشن گوئی بیان کیا۔
"کچھ بڑا ہونے والا ہے،" اس نے پیشین گوئی کی۔ "ایک آدمی ہمیشہ سکرٹ کے پیچھے نہیں چھپ سکتا۔"

Machine Translated by Google

اگلے دن مہوند جابلیہ واپس آیا اور سپاہی پردے کی میڈم کو اطلاع دینے آئے کہ انتقال کی مدت ختم ہو رہی ہے۔ کوٹھے فوری طور پر بند کیے جانے تھے۔ بہت ہو گیا۔

اپنے پردوں کے پیچھے سے، میڈم نے مہمانوں کو جانے کے قابل بنانے کے لیے ایک گھنٹہ کے لیے سپاہیوں سے دستبردار ہونے کی درخواست کی، اور نائب دستے کے انچارج افسر کی ناتجربہ کاری تھی کہ اس نے اتفاق کیا۔ میڈم نے اپنے خواجہ سراؤں کو لڑکیوں کو مطلع کرنے اور گاہکوں کو پچھلے دروازے سے باہر لے جانے کے لیے بھیجا۔ "براہ کرم رکاوٹ کے لیے ان سے معافی مانگیں،" اس نے خواجہ سراؤں کو حکم دیا، "اور کہیں کہ حالات میں کوئی الزام نہیں لگایا جائے گا۔"

وہ اس کے آخری الفاظ تھے۔ جب خوف زدہ لڑکیاں، سب ایک ساتھ باتیں کرتے ہوئے، یہ دیکھنے کے لیے تخت کے کمرے میں جمع ہو گئیں کہ کیا بدترین سچ ہے، اس نے ان کے خوفزدہ سوالوں کا کوئی جواب نہیں دیا، کیا ہم کام سے باہر ہیں، ہم کیسے کھاتے ہیں، کیا ہم جیل جائیں گے، ہمارا کیا بنے گا، --یہاں تک کہ "عائشہ" نے اپنی ہمت بند کر دی اور وہ کر دکھایا جو ان میں سے کسی نے بھی کرنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ جب اس نے سیاہ پھانسیاں واپس پھینکیں تو انہوں نے ایک مردہ عورت کو دیکھا جس کی عمر پچاس یا ڈیڑھ سو پچیس سال ہو گی، تین فٹ سے زیادہ اونچی نہیں تھی، جو ایک بڑی گڑیا کی طرح دکھائی دے رہی تھی، کشن سے لدی ویکر ورک کرسی پر جھکی ہوئی تھی، اس کی مٹھی میں زہر کی خالی بوتل۔

"اب جب کہ تم نے شروع کر دیا ہے،" بعل نے کمرے میں آتے ہوئے کہا، "آپ تمام پردے بھی نیچے اتار سکتے ہیں۔ اب سورج کو باہر رکھنے کی کوشش کا کوئی فائدہ نہیں۔"

اوو

نوجوان نائب اسکواڈ افسر، عمر نے، جب اسے کوٹھے کے رکھوالے کی خودکشی کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے خود کو بدمزاجی کا مظاہرہ کرنے کی اجازت دی۔ "ٹھیک ہے، اگر ہم باس کو پھانسی نہیں دے سکتے ہیں، تو ہمیں صرف کارکنوں کے ساتھ کام کرنا پڑے گا،" اس نے چیخ کر کہا، اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ "ٹارٹس" کو قریبی گرفتاری میں رکھیں، یہ کام مردوں نے جوش و خروش سے انجام دیا۔ خواتین نے شور مچایا اور اپنے اغوا کاروں کو باہر نکال دیا، لیکن خواجہ سراؤں نے بغیر کسی پٹھے کو مروڑنے کے کھڑے کھڑے دیکھے، کیونکہ عمر نے ان سے کہا تھا: "وہ چاہتے ہیں کہ چھوٹوں پر مقدمہ چلایا جائے، لیکن مجھے تمہارے بارے میں کوئی ہدایت نہیں ہے۔ لہذا اگر آپ اپنے سروں کے ساتھ ساتھ اپنی گیندوں کو بھی نہیں کھونا چاہتے ہیں تو اس سے دور رہیں۔" خواجہ سرا پردے کی خواتین کا دفاع کرنے میں ناکام رہے جب کہ سپاہیوں نے انہیں زمین پر لڑایا۔ اور خواجہ سراؤں میں با!، رنگی ہوئی جلد اور شاعری تھی۔ سب سے چھوٹی "چونٹی" یا "چیرے" سے پہلے، اس نے چیخ کر کہا: "شوہر، خدا کے لیے، اگر تم مرد ہو تو ہماری مدد کرو۔" نائب اسکواڈ کا کپتان خوش ہو گیا۔

"تم میں سے کون اس کا شوہر ہے؟" اس نے پگڑی والے ہر چہرے کو غور سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ "چلو، اپنے اوپر۔ اپنی بیوی کے ساتھ دنیا دیکھنا کیسا ہے؟"

بعل نے "عائشہ" کی چمک کے ساتھ ساتھ عمر کی تنگ نظروں سے بچنے کے لیے اپنی نگاہیں انفینٹی پر جمائیں۔ افسر اس کے سامنے رک گیا۔ "کیا یہ آپ ہیں؟"
"جناب، آپ سمجھتے ہیں، یہ صرف ایک اصطلاح ہے،" بعل نے جھوٹ بولا۔ "وہ مذاق کرنا پسند کرتے ہیں، لڑکیاں۔
وہ ہمیں اپنے شوہر کہتے ہیں کیونکہ ہم، ہم۔ .

Machine Translated by Google

عمر رضی اللہ عنہ نے بغیر انتباہ کے اسے جنسی اعضاء سے پکڑ کر نچوڑا۔ "کیونکہ تم نہیں ہو سکتے،" اس نے کہا۔ "شوہر، اہ۔ برا نہیں ہے۔"
جب درد کم ہوا تو بعل نے دیکھا کہ عورتیں جا چکی ہیں۔ عمر نے خواجہ سراؤں کو نکلتے وقت ایک نصیحت کی۔ "کھو جاؤ،" اس نے مشورہ دیا۔
"کل مجھے آپ کے بارے میں آرڈر مل سکتے ہیں۔ دو دن بھاگ کر بہت سے لوگوں کو نصیب نہیں ہوتا۔"

جب پردے کی لڑکیاں اٹھا لی گئیں تو خواجہ سرا بیٹھ گئے اور محبت کے چشمے کے پاس بے اختیار رونے لگے۔ لیکن بعل، شرم سے بھرا ہوا، نہیں رویا۔

اوو

جبریل نے بعل کی موت کا خواب دیکھا: ان کی گرفتاری کے فوراً بعد بارہ کسبیوں کو احساس ہوا کہ وہ اپنے نئے ناموں کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ انہیں پرانے نام یاد نہیں رہے۔

وہ "اپنے جیلروں کو ان کے فرض کردہ عنوانات دینے سے بہت خوفزدہ تھے"، اور اس کے نتیجے میں وہ کوئی نام بتانے سے قاصر تھے۔ نمبر ،1پردہ نمبر 2وغیرہ۔ ان کے سابقہ کلائنٹ، کسبیوں کے اس راز کو پھسلنے دینے کے انجام سے گھبرا کر بھی خاموش رہے، تاکہ ممکن ہے کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ شاعر بعل نے اپنے اشعار شہر کی جیل کی دیواروں پر چسپاں کرنا شروع نہیں کیے تھے۔

گرفتاریوں کے دو دن بعد، جیل طوائفوں اور دلالوں سے بھری پڑی تھی، جن کی تعداد دو سالوں کے دوران کافی بڑھ گئی تھی جس میں سبمشن نے جاہلیہ سے جنسی علیحدگی متعارف کروائی تھی۔ ایسا ہوا کہ بہت سے جاہلی مرد قصبے کے رف راف کے طنز کا سامنا کرنے کے لیے، نئے غیر اخلاقی قوانین کے تحت ممکنہ قانونی چارہ جوئی کے بارے میں کچھ نہ کہنے کے لیے تیار تھے، تاکہ وہ جیل کی کھڑکیوں کے نیچے کھڑے ہو کر ان پینٹ شدہ خواتین کو سیرینڈ کریں جن کے پاس وہ بڑے ہوئے تھے۔ محبت. اندر کی خواتین ان عقیدتوں سے مکمل طور پر متاثر نہیں ہوئیں، اور انہوں نے اپنے بند دروازوں پر لڑنے والوں کو کوئی حوصلہ نہیں دیا۔ تاہم، تیسرے دن، ان احمقوں کے درمیان ایک عجیب و غریب ساتھی نظر آیا جس کی پگڑی اور پینٹیلون تھی، جس کی جلد سیاہ نظر آنے لگی تھی۔

بہت سے راہگیر اس کی طرف دیکھ کر ہنسے لیکن جب اس نے اپنی نظمیں گانا شروع کیں تو ہنسی یک دم رک گئی۔ جاہلی لوگ ہمیشہ سے شاعری کے فن کے ماہر رہے ہیں، اور عجیب و غریب آدمیوں کے گائے جانے والے نعتوں کی خوبصورتی نے انہیں اپنے ٹریک میں روک دیا۔ بعل نے اپنی محبت کے اشعار گائے، اور ان میں ہونے والی تکلیف نے دوسرے تصدیق کرنے والوں کو خاموش کر دیا، جنہوں نے بعل کو ان سب کے لیے بولنے کی اجازت دی۔ جیل کی کھڑکیوں سے پہلی بار اس کو دیکھنا ممکن تھا۔

Machine Translated by Google

الگ الگ کسبیوں کے چہرے، جو وہاں لکیروں کے جادو سے کھینچے گئے تھے۔ جب اس نے اپنی تلاوت ختم کی تو وہ اپنی شاعری کو دیوار سے لگانے کے لیے آگے بڑھا۔ دروازے پر پہرے دار، ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، اسے روکنے کے لیے کوئی حرکت نہ کی۔

اس کے بعد ہر شام وہ اجنبی ساتھی دوبارہ نمودار ہوتا اور ایک نئی نظم سناتا اور ہر مصرعہ آخری سے زیادہ پیارا لگتا۔ شائد یہ پیار کی یہ سرتوڑ ہی تھی جس نے بارہویں شام تک کسی کو یہ خیال کرنے سے روکا کہ جب اس نے اپنی بارہویں اور آخری آیات کو مکمل کیا، جن میں سے ہر ایک دوسری عورت کے لیے وقف تھی، کہ اس کی بارہ "بیویوں" کے نام یہ تھے۔ بارہ کے دوسرے گروپ کی طرح۔

لیکن بارہویں دن یہ دیکھا گیا، اور ایک ہی وقت میں ایک بڑا ہجوم جو بعل کی تلاوت سننے کے لیے جمع ہوا تھا، اس کا مزاج بدل گیا۔ غصے کے جذبات نے سربلندی کی جگہ لے لی، اور بعل کو غصے والے آدمیوں نے گھیر لیا تھا جو اس ترچھے کی وجوہات جاننے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس موقع پر بعل نے اپنی بے ہودہ پگڑی اتار دی۔ "میں بعل ہوں،" اس نے اعلان کیا۔ "میں اپنے میوزیم کے علاوہ کسی بھی دائرہ اختیار کو نہیں پہچانتا؛ یا، درست کہا جائے تو، میرے درجن موسیٰ۔"

گارڈز نے اسے پکڑ لیا۔

جنرل، خالد، باغ کی خواہش رکھتے تھے! فوری طور پر پھانسی دی گئی، لیکن مہاونڈ نے کہا کہ شاعر کو فوری طور پر کسبیوں کے بعد مقدمے میں لایا جائے۔ چنانچہ جب بعل کی بارہ بیویوں کو، جنہوں نے اس سے شادی کرنے کے لیے پتھر کو طلاق دی تھی، کو ان کی زندگی کی بے حیائی کی سزا دینے کے لیے سنگسار کرکے موت کی سزا سنائی گئی، بعل پیغمبر کے روبرو، عکس کی طرف تصویر، اندھیرے کا سامنا روشنی کے سامنے کھڑا ہوا۔ خالد نے مہوند کے داہنے ہاتھ پر بیٹھ کر با کی پیشکش کی! اس کے مکروہ اعمال کی وضاحت کا آخری موقع۔ شاعر نے دی کرٹین میں اپنے قیام کی کہانی آسان ترین زبان کا استعمال کرتے ہوئے سنائی، کچھ بھی نہیں چھپایا، حتیٰ کہ اپنی آخری بزدلی بھی نہیں، جس کے لیے اس نے جو کچھ کیا تھا، اس کی تلافی کی کوشش تھی۔ لیکن اب ایک غیر معمولی واقعہ ہوا۔ ہجوم عدالت کے اس خیمے میں جمع ہو گیا، یہ جانتے ہوئے کہ یہ سب سے مشہور طنز نگار با!، اپنے زمانے میں تیز زبان اور جاہلیت میں گہری عقل کے مالک تھے، ہنسنا شروع کر دیا (خواہ کتنی ہی کوشش نہ کی جائے)۔ بعل نے جتنی دیانتداری اور سادہ لوحی کے ساتھ اپنی بارہ "بیویوں" سے اپنی شادیوں کو بیان کیا، سامعین کا اتنا ہی بے قابو ہو گیا۔ اس کی تقریر کے اختتام تک جاہلیت کے اچھے لوگ لفظی طور پر ہنسی کے ساتھ رو رہے تھے، یہاں تک کہ اپنے آپ کو روکنے میں ناکام رہے یہاں تک کہ سپاہیوں نے انہیں فوری موت کی دھمکی دی۔

"میں مذاق نہیں کر رہا ہوں!" بعل نے ہجوم پر چیخ ماری، جس نے چیخ چیخ کر جواب میں اس کی رانیں تھپڑ ماریں۔ "یہ کوئی مذاق نہیں ہے!" ہا ہا ہا۔ یہاں تک کہ آخر کار خاموشی لوٹ آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں پر اٹھے تھے۔

"پرانے دنوں میں تم تلاوت کا مذاق اڑاتے تھے،" مہوند نے خاموشی سے کہا۔
"پھر ان لوگوں کو بھی تمہارے طنز کا مزہ آیا۔ اب تم میرے گھر کی بے عزتی کرنے کے لیے لوٹتے ہو اور لگتا ہے کہ تم ایک بار پھر لوگوں کے بد ترین کو نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہو۔"

بعل نے کہا، "میں ختم کر چکا ہوں۔ جو چاہو کرو۔"

Machine Translated by Google

لہذا اسے ایک گھنٹے کے اندر سر قلم کرنے کی سزا سنائی گئی، اور جب فوجیوں نے اسے خیمے سے باہر قتل گاہ کی طرف بڑھایا، تو اس نے اپنے کندھے پر چیخ کر کہا: "کسے اور ادیب، مہاونڈ۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہیں تم معاف نہیں کر سکتے۔"

مہوند نے جواب دیا، "مصنف اور کسبی۔ مجھے یہاں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔"

اوو

ایک زمانے میں ایک عورت تھی جو بدلی نہیں تھی۔
ابو سمبل کی غداری کے بعد جاہلیہ کو ایک پلیٹ میں مہوند کے حوالے کر دیا اور شہر کی عظمت کے تصور کو مہوند کی حقیقت سے بدل دیا، ہند نے انگلیاں چوسیں، لا الہی کا ورد کیا اور پھر اپنے محل کے ایک اونچے مینار کی طرف پیچھے ہٹ گئی، جہاں خبریں اسے طائف میں اللات ہیکل کی تباہی اور دیوی کے ان تمام مجسموں کے بارے میں بتایا جو موجود تھے۔ اس نے اپنے آپ کو اپنے ٹاور روم میں بند کر لیا جس میں اسکرپٹ میں لکھی گئی قدیم کتابوں کے مجموعے تھے جنہیں کوئی دوسرا انسان انجاہلیا سمجھ نہیں سکتا تھا۔ اور دو سال اور دو مہینے تک وہ وہاں رہی، چھپ چھپ کر اس کی جادوئی تحریروں کا مطالعہ کرتی رہی، کہتی تھی کہ سادہ کھانے کی ایک پلیٹ دن میں ایک بار اس کے دروازے کے باہر رہ جائے اور اسی وقت اس کی کوٹھی خالی کر دی جائے۔ دو سال اور دو ماہ تک اس نے کوئی اور جاندار نہیں دیکھا۔ پھر وہ فجر کے وقت اپنے شوہر کے سونے کے کمرے میں داخل ہوئی، اپنی تمام خوبصورتی میں ملبوس، اس کی کلائیوں، ٹخنوں، پیروں، کانوں اور گلے میں جواہرات چمک رہے تھے۔ "اٹھو،" اس نے اپنے پردے پیچھے ہٹاتے ہوئے حکم دیا۔ "یہ جشن منانے کا دن ہے۔" اس نے دیکھا کہ جب سے اس نے اسے آخری بار دیکھا تھا اس کی عمر ایک دن بھی نہیں ہوئی تھی۔ اگر کچھ بھی ہے تو، وہ پہلے سے کہیں زیادہ کم عمر نظر آرہی تھی، جس نے ان افواہوں کو تقویت بخشی جس میں بتایا گیا کہ اس کے جادو ٹونے نے اس کے ٹاور روم کی حدود میں اس کے لیے پیچھے کی طرف بھاگنے کے لیے وقت پر آمادہ کیا تھا۔ "ہمارے پاس منانے کو کیا ہے؟" جاہلیہ کے سابق گرانڈی نے صبح کا معمول کھانستے ہوئے پوچھا۔ ہند نے جواب دیا: "ہو سکتا ہے کہ میں تاریخ کے بہاؤ کو پلٹ نہ سکوں، لیکن بدلہ، کم از کم، میٹھا ہے۔"

ایک گھنٹہ کے اندر یہ خبر پہنچی کہ نبی مہوند ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ وہ عائشہ کے بستر پر اپنا سر پیٹتے ہوئے لیٹ گئے جیسے وہ شیاطین سے بھر گیا ہو۔ ہند ایک ضیافت کی پر سکون تیاریاں کرتا رہا، مہمانوں کو بلانے کے لیے شہر کے کونے کونے میں نوکر بھیجتا رہا۔ لیکن یقیناً اس دن کوئی بھی پارٹی میں نہیں آئے گا۔ شام کو ہند اپنے گھر کے عظیم ہال میں سنہری پلیٹوں اور اپنے بدلے کے کرسٹل شیشوں کے درمیان اکیلی بیٹھی، ہر طرح کی چمکدار، بھاپتی، خوشبودار پکوانوں سے گھری ہوئی کُوسکس کی سادہ پلیٹ کھا رہی تھی۔ ابو سمبل نے اس کے کھانے کو فحاشی قرار دیتے ہوئے اس کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کردیا تھا۔ "تم نے اس کے چچا کا دل کھا لیا،" سمبل نے روتے ہوئے کہا، "اور اب تم اس کا کھاؤ گے۔" وہ اس کے چہرے پر ہنسی۔ جب نوکر رونے لگے تو اس نے انہیں بھی رخصت کر دیا، اور تنہائی میں خوش ہو کر بیٹھ گئی جب کہ موم بتیاں اس کے مطلق، غیر سمجھوتہ چہرے پر عجیب سایہ بھیج رہی تھیں۔

جبریل نے مہوند کی موت کا خواب دیکھا: کیونکہ جب رسول کا سر درد ہونے لگا جیسا کہ پہلے کبھی نہیں تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ وقت آ گیا ہے جب اسے انتخاب پیش کیا جائے گا:

Machine Translated by Google

چونکہ کوئی نبی اس سے پہلے مر نہیں سکتا کہ اسے جنت دکھائی جائے، اور اس کے بعد اسے دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کو کہا گیا: تاکہ جب وہ اپنی محبوبہ عائشہ کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں، اور زندگی ان سے دور ہوتی نظر آئی۔ ; لیکن تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا: اور اس نے عائشہ سے کہا، "مجھے پیشکش کی گئی ہے اور میں نے اپنا انتخاب کیا ہے، اور میں نے خدا کی بادشاہی کو منتخب کیا ہے۔"

پھر وہ رو پڑی، یہ جان کر کہ وہ اس کی موت کی بات کر رہا تھا۔ جب اس کی نظریں اس کے پاس سے گزر گئیں، اور کمرے میں موجود کسی اور شخصیت پر نظریں جما رہی تھیں، حالانکہ جب عائشہ نے مڑ کر دیکھا تو اسے وہاں صرف ایک چراغ جلتا ہوا نظر آیا، "وہاں کون ہے؟" اس نے پکارا. "کیا یہ تم ہو عزرائیل؟"

لیکن عائشہ نے ایک خوفناک، پیاری آواز سنی، جو ایک عورت کی تھی، جواب دیں: "نہیں، رسول اللہ، یہ عزرائیل نہیں ہے۔"

اور چراغ بجھ گیا۔ اور اندھیرے میں مہاونڈ نے پوچھا: "اے اللات، کیا یہ بیماری ہے؟"

اور اس نے کہا: "یہ میرا بدلہ تم سے ہے، اور میں مطمئن ہوں، وہ اونٹ کے بال کاٹ کر تمہاری قبر پر رکھ دیں۔"

پھر وہ چلی گئیں، اور جو چراغ بجھ گیا تھا وہ ایک بار پھر ایک عظیم اور نرم روشنی میں پھٹ گیا، اور رسول نے بڑبڑایا، "پھر بھی، میں اس تحفے کے لیے، اللات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

کچھ ہی دیر بعد وہ مر گیا۔ عائشہ باہر ساتھ والے کمرے میں چلی گئیں، جہاں دوسری بیویاں اور شاگرد بھاری دل کے ساتھ انتظار کر رہے تھے، اور وہ زور سے ماتم کرنے لگے: لیکن عائشہ نے اپنی آنکھیں پونچھیں، اور کہا: "اگر یہاں کوئی رسول کی عبادت کرنے والا ہے تو وہ غمگین ہوں۔ کیونکہ مہوند مر گیا ہے، لیکن اگر یہاں کوئی ہے جو خدا کی عبادت کرتا ہے، تو وہ خوش ہوں، کیونکہ وہ یقیناً زندہ ہے۔"

یہ خواب کی انتہا تھی۔

Machine Translated by Google

فرشتہ عزرائیلVII

1

یہ سب محبت میں ابل پڑا، صلاح الدین چمچا نے اپنے ماند میں جھلکایا: محبت، میلہاک کا ریفریکٹری پرندہ اور _Carmen_کے لیے -- Halévy's librettoانعامی نمونوں میں سے ایک، یہ، Allegorical Aviaryمیں اس نے ہلکے دنوں میں جمع کیا تھا، اور جو اس کے پروں والے استعاروں میں میٹھا (جوانی کا)، پیلا (مجھ سے زیادہ خوش قسمت)، خیام -فٹزجیرالڈ کا بے صفت برڈ آف ٹائم (جس کے پاس اڑنے کا تھوڑا سا راستہ ہے، اور لو! ونگ پر ہے)، اور فحش; ہنری جیمز، سینئر کے اپنے بیٹوں کو لکھے گئے خط سے یہ آخری۔ .

.

"ہر آدمی جو اپنی عقلی نوعمری تک پہنچ چکا ہے، یہ شک کرنے لگتا ہے کہ زندگی کوئی فسانہ نہیں ہے؛ یہ کہ یہ کوئی مزاحیہ کامیڈی بھی نہیں ہے؛ کہ یہ اس ضروری کمی کی انتہائی المناک گہرائیوں میں سے پھولتی اور پھلتی پھولتی ہے جس میں اس کے موضوع کی جڑیں ہیں۔ ہر اس شخص کی فطری وراثت ہے جو روحانی زندگی کے قابل ہے ایک بے قابو جنگل ہے جہاں بھیڑیا چیختا ہے اور رات کو چہچہانے والا فحش پرندہ۔" _یہ_ لے لو بچو۔ --اور ایک الگ لیکن قریب کے گدا ڈسپلے میں --چھوٹے، خوش کن چمچا کی پسندیدگی نے ہٹ پریڈ بلگم میوزک کے ایک ٹکڑے سے ایک اسیر کو پھڑپھڑا دیا، برائٹ ایلوسیو بٹر فلائی، جس نے _oiseau rebelle_کے ساتھ _amour"l_کا اشتراک کیا تھا۔ .

محبت، ایک ایسا خطہ جس میں کوئی بھی انسان کو مرتب کرنے کا خواہشمند نہیں ہے (روبوٹک، سکنیرین-اینڈرائیڈ کے برخلاف) تجربہ کاروں کو بند کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا، کیا آپ نے اس کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا، اور شاید آپ نے بھی اس میں کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کو پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ "محبت بوہیمیا کا بچہ ہے،" کارمین گاتی ہے، جو خود محبوب کا آئیڈیا ہے، اس کا کامل نمونہ، ابدی اور الہی، "اور اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو، تو اپنے لیے دیکھو۔" آپ انصاف کے لیے نہیں پوچھ سکتے تھے۔ اپنی طرف سے، صلاح الدین اپنے زمانے میں بڑے پیمانے پر محبت کرتا تھا، اور اب (وہ یقین کر چکا تھا) احمق عاشق سے محبت کا انتقام برداشت کر رہا تھا۔ دماغ کی چیزوں میں سے، وہ انگریزی بولنے والے لوگوں کی پروٹین، ناقابل برداشت ثقافت سے سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ پامیلا کو عدالت میں پیش کرتے وقت کہا تھا کہ ،_Othello_"صرف وہ ایک ڈرامہ"، کسی بھی دوسری زبان میں کسی بھی دوسرے ڈرامہ نگار کے کل آؤٹ پٹ کے قابل تھا، اور اگرچہ وہ ہائپربول کے بارے میں شعور رکھتا تھا، لیکن وہ مبالغہ آرائی کو بہت اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ (یقیناً پامیلا نے اپنے طبقے اور نسل کو دھوکہ دینے کی مسلسل کوششیں کیں، اور یوں، پیشین گوئی کے مطابق، خود کو خوفزدہ ہونے کا دعویٰ کیا، اوتھیلو کو شائلاک کے ساتھ بریکٹ کیا اور نسل پرست شیکسپیئر کو ان کے تسمہ سے سر پر مارا۔) وہ کوشش کر رہا تھا، جیسے بنگالی مصنف، نیرد چودھری، ان سے پہلے --اگرچہ اس میں سے کسی بھی ناپاک کے بغیر، نوآبادیاتی انٹیلی جنس کی خواہش کو ایک خوفناک خوفناک کے طور پر دیکھا جائے --اس چیلنج کے قابل ہونے کے لئے جس کی نمائندگی جملہ _Civis Britannicus sum_کے ذریعہ کی گئی ہے۔ سلطنت اب نہیں رہی تھی، لیکن پھر بھی وہ جانتا تھا کہ "وہ سب کچھ جو اس کے اندر اچھا تھا اور رہتا تھا" کے ذریعے "بنایا، شکل و صورت اور تیز" کیا گیا تھا۔

Machine Translated by Google

سمندر کے ٹھنڈے احساس سے گھرا ہوا اس حساسیت کے جزیرے سے اس کا سامنا۔ مادی چیزوں میں، اس نے اپنی محبت اس شہر لندن کو دی تھی، اسے اپنی پیدائش کے شہر پر ترجیح دی تھی یا کسی اور پر۔ اس پر رینگ رہا تھا، چپکے سے، بڑھتے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ، ایک مجسمے میں جم جاتا تھا جب وہ اس کی سمت دیکھتا تھا، اس کے مالک ہونے کا خواب دیکھتا تھا اور ایک لحاظ سے، وہ بن جاتا تھا، جیسے دادی کے قدموں کے کھیل میں۔ وہ بچہ جو اس کو چھوتا ہے جو _it_ہے ("اس پر"، آج کے لندن والے کہیں گے) اس پیاری شناخت کو سنبھال لیتا ہے۔ جیسا کہ، گولڈن ہو کے افسانے میں بھی۔

لندن، اس کی اجتماعی فطرت اس کی اپنی آئینہ دار ہے، اس کی تحمل بھی اس کی؛ اس کے گارگوئلز، رومن پیروں کی اس کی گلیوں میں بھوت بھرے قدم، اس کے روانہ ہونے والے مہاجر گیز کے ہانکس۔ اس کی مہمان نوازی --ہاں! --امیگریشن قوانین کے باوجود، اور اس کے اپنے حالیہ تجربے کے باوجود، اس نے اب بھی اس کی سچائی پر اصرار کیا: ایک نامکمل استقبال، سچا، جو تعصب کے قابل، لیکن ایک حقیقی چیز، اس کے باوجود، جیسا کہ جنوب میں موجود ہونے سے ثابت ہے۔ ایک پب کا لندن بورو جس میں یوکرائنی کے علاوہ کوئی زبان نہیں سنی جا سکتی تھی، اور سالانہ ری یونین کے ذریعے، ویمبلے میں، شاہی بازگشت سے گھرے عظیم اسٹیڈیم سے ایک پتھر پھینکا گیا --ایمپائر وے، ایمپائر پول --سو سے زیادہ مندوبین، سبھی اپنے آباؤ اجداد کو ایک چھوٹے سے گوان گاؤں میں واپس لے رہے ہیں۔ اس نے پامیلا کو بتایا کہ "ہم لندن والوں کو اپنی مہمان نوازی پر فخر ہو سکتا ہے،" اور وہ بے بسی سے ہنستے ہوئے اسے اس نام کی بسٹر کیٹن فلم دیکھنے لے گئی، جس میں کامیڈین، ایک مضحکہ خیز ریلوے کے اختتام پر پہنچ رہا تھا۔ لائن، ایک قاتلانہ استقبال ہو جاتا ہے. ان دنوں وہ اس طرح کی مخالفتوں سے لطف اندوز ہو چکے تھے، اور گرما گرم جھگڑے کے بعد بستر پر ہی ختم ہو چکے تھے۔ اس نے اپنے آوارہ خیالات کو شہر کے موضوع کی طرف لوٹایا۔ اس کی -- اس نے ضد کے ساتھ اپنے آپ کو دہرایا --ایک پناہ گاہ کے طور پر طویل تاریخ، ایک ایسا کردار جو اس نے پناہ گزینوں کے بچوں کی ناشکری کے باوجود برقرار رکھا۔ اور سمندر کے اس پار "تارکین وطن کی قوم" کے بارے میں خود کو مبارکباد دینے والے عوام کے بیانات میں سے کسی کے بغیر، خود بالکل کھلے ہتھیاروں سے دور۔ کیا ریاست ہائے متحدہ، اس کے ساتھ جو اب آپ ہیں، ہو چی منہ کو اپنے ہوٹل کے کچن میں کھانا پکانے کی اجازت دیتا؟ اس کا میک کارن -والٹر ایکٹ ایک بعد کے دن کے بارے میں کیا کہے گا -کارل مارکس، جھاڑیوں میں کھڑا -اپنے دروازوں پر داڑھی رکھے، اپنی پیلی لکیروں کو عبور کرنے کا انتظار کر رہا ہے؟ اے مناسب لندن! کیا واقعی وہ روح کا ہو گا جس نے اس کی دھندلی شانوں، اس کی نئی ہچکچاہٹوں کو اس ٹرانس اٹلانٹک نیو روم کی اس کے نازیفائیڈ آرکیٹیکچرل دیو کے ساتھ گرم یقینوں پر ترجیح نہیں دی، جس نے اپنے انسانی مکینوں کو کیڑے کی طرح محسوس کرنے کے لیے سائز کے جبر کو استعمال کیا۔ . . لندن، نیٹ ویسٹ ٹاور جیسی بے حیائی میں اضافے کے باوجود --ایک کارپوریٹ لوگو جو تیسری جہت میں نکالا گیا --نے انسانی پیمانے کو محفوظ رکھا۔ _جیو! زندہ باد! _پامیلا نے ہمیشہ اس طرح کی بدتمیزیوں کے بارے میں کاسٹک نظریہ اپنایا تھا۔ "یہ میوزیم کی قیمتیں ہیں،" وہ اسے بتاتی تھی۔ "مقدس، باعزت دیواروں پر سنہری فریموں میں لٹکا ہوا ہے۔" اسے برداشت کرنے کے لیے کبھی وقت نہیں ملا تھا۔ سب کچھ بدل دیں! اسے پھاڑ دیجیے! اس نے کہا: "اگر آپ کامیاب ہو گئے تو آپ اسے بنا لیں گے۔

Machine Translated by Google

آپ جیسے کسی کے لیے، ایک یا دو نسلوں کے وقت میں، ساتھ آنا ناممکن ہے۔" اس نے اپنے متروک ہونے کے اس وژن کا جشن منایا۔ اگر وہ ڈوڈو کی طرح ختم ہو جاتی ہے --ایک بھرے ہوئے آثار، -- _Class Traitor، 1980s_یہ، اس نے کہا، یقیناً دنیا میں بہتری کا مشورہ دو، اس نے اختلاف کرنے کی منت کی، لیکن اس وقت تک وہ گلے لگانا شروع کر چکے تھے: جو یقیناً ایک بہتری تھی، اس لیے اس نے دوسری بات مان لی۔

(ایک سال، حکومت نے عجائب گھروں میں داخلہ چارج متعارف کرایا تھا، اور مشتعل آرٹ سے محبت کرنے والوں کے گروپوں نے ثقافت کے مندروں کو دھر لیا تھا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو چمچا نے اپنا ایک پلے کارڈ اٹھا کر ایک آدمی کے خلاف احتجاج کرنا چاہا۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اندر کی چیز کی قیمت کیا ہے؟ _وہ وہاں موجود تھے، وہ اپنے پھیپھڑوں کو سگریٹ کے ساتھ سڑ رہے تھے جن کے خلاف وہ احتجاج کر رہے تھے، ان الزامات سے کہیں زیادہ قیمت کا سگریٹ تھا، جس کا وہ دنیا کے سامنے مظاہرہ کر رہے تھے کہ ان کی رکھی گئی کم قیمت تھی۔ ان کے ثقافتی ورثے پر... پامیلا نے اپنا پاؤں نیچے رکھا۔ "کیا تم میں ہمت نہیں ہے،" اس نے کہا۔ اس نے اس وقت -درست نظریہ رکھا: کہ عجائب گھر _بہت قیمتی_ تھے جن کا معاوضہ لینا تھا۔ اور حیرت سے اسے معلوم ہوا کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس کا وہ مطلب نہیں تھا جو اس کا مطلب لگتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ شاید صحیح حالات میں اپنی _زندگی_ ان عجائب گھروں میں موجود چیزوں کے لیے دے دیتا۔ اس لیے وہ چند پینس کے الزام پر ان اعتراضات کو سنجیدگی سے نہیں لے سکتا تھا۔ تاہم، کہ یہ ایک غیر واضح اور غلط دفاعی پوزیشن تھی۔)

---اور انسانوں میں سے، پامیلا، میں نے تم سے محبت کی۔ ثقافت، شہر، بیوی؛ اور چوتھی اور آخری محبت، جس کے بارے میں اس نے کسی سے بات نہیں کی تھی: ایک خواب کی محبت۔ پرانے دنوں میں خواب مہینے میں ایک بار دہرایا جاتا تھا۔ ایک سادہ سا خواب، شہر کے ایک پارک میں، پختہ ایلمز کے راستے کے ساتھ، جس کی اونچی شاخوں نے اس راستے کو ایک سبز سرنگ میں تبدیل کر دیا جس میں آسمان اور سورج کی روشنی ٹپک رہی تھی، پتوں کی چھتری میں کامل خامیوں کے ذریعے۔ . اس سلیوان رازداری میں، صلاح الدین نے خود کو دیکھا، اس کے ساتھ تقریباً پانچ سال کا ایک چھوٹا لڑکا تھا، جسے وہ سائیکل چلانا سکھا رہا تھا۔ لڑکا، پہلے تو خوفناک حد تک ڈگمگاتا تھا، اپنے توازن کو حاصل کرنے اور اسے برقرار رکھنے کی بہادری سے کوشش کرتا تھا، اس بے رحمی کے ساتھ جو اس کے والد کو اس پر فخر کرنا چاہتا تھا۔ خواب-چمچا اپنے تصوراتی بیٹے کے پیچھے پیچھے بھاگتا ہوا پارسل ریک کو پیچھے کے پہیے سے پکڑ کر موٹر سائیکل کو سیدھا کرتا رہا۔ پھر اس نے اسے چھوڑ دیا، اور لڑکا (اپنے آپ کو غیر سہارا نہ جانتے ہوئے) چلتا رہا: توازن پرواز کے تحفے کی طرح آیا، اور وہ دونوں ایونیو سے نیچے کی طرف لپک رہے تھے، چمچا دوڑ رہا تھا، لڑکا مشکل سے مشکل سے پیدل چلا رہا تھا۔ "تم نے یہ کیا!" صلاح الدین نے خوشی منائی، اور اتنے ہی خوش بچے نے واپس چلایا: "میری طرف دیکھو! دیکھو میں نے کتنی جلدی سیکھ لی! کیا تم مجھ سے خوش نہیں ہو؟ کیا تم خوش نہیں ہو؟" رونا خواب تھا کیونکہ جب وہ بیدار ہوا تو وہاں نہ کوئی سائیکل تھا اور نہ کوئی بچہ۔

"اب آپ کیا کریں گے؟" مشال نے ہاٹ ویکس نائٹ کلب کے ملبے کے درمیان اس سے پوچھا تھا، اور اس نے بہت ہلکے سے جواب دیا تھا: "میں؟ مجھے لگتا ہے کہ میں دوبارہ زندہ ہو جاؤں گا۔" کہنا آسان کرنا مشکل؛ یہ زندگی تھی، آخر کار، جس نے اس کے خواب کی محبت کا بدلہ دیا تھا -بے اولادی۔ ایک عورت سے اس کی محبت، اس کے ساتھ

Machine Translated by Google

اس سے علیحدگی اور اس کے پرانے کالج کے دوست کے ذریعہ اس کا حمل؛ ایک شہر سے اس کی محبت، اسے ہمالیہ کی بلندیوں سے نیچے پھینک کر۔ اور ایک تہذیب سے اس کی محبت، اس کے پہیے پر اس کی بے عزتی، تذلیل، ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر۔ بالکل ٹوٹا نہیں، اس نے خود کو یاد دلایا۔ وہ پھر سے تندرست ہو گیا، اور نکولو میکیاولی کی مثال بھی قابل غور تھی (ایک ظالم آدمی، اس کا نام، جیسا کہ محمد-ماہون-ماہاؤنڈ، برائی کا مترادف؛ جبکہ درحقیقت اس کی کٹر جمہوریہ نے اسے حاصل کیا تھا۔ ریک، جس پر وہ بچ گیا، کیا یہ پہیے کے تین موڑ تھے؟ --کسی بھی قیمت پر، زیادہ تر مردوں کو اپنی دادیوں کے ساتھ زیادتی کا اعتراف کرنے کے لیے، یا کسی اور چیز کا، صرف درد کو دور کرنے کے لیے؛ --پھر بھی اس کے پاس تھا فلورنٹائن ریپبلک کی خدمت کرتے ہوئے کوئی جرم نہیں کیا، اس نے کچھ بھی نہ کرنے کا اعتراف کیا، کہ میڈیکی خاندان کی طاقت میں بہت مختصر رکاوٹ)؛ اگر نکولو اس طرح کے فتنے سے بچ سکتا ہے اور لکھنے کے لئے زندہ رہ سکتا ہے کہ شاید sycophantic mirror--of-princes لٹریچر کی طنزیہ پیروڈی ہو، تو پھر اس قدر مقبول، _Il Principe_ مجسٹریل _Discorsi_ کے ساتھ اس کی پیروی کرتا ہے، تو اسے، چمچا، کی ضرورت ہے۔ یقینی طور پر خود کو شکست کی عیش و آرام کی اجازت نہیں دیتا۔

قیامت تو تھی، غار کے اندھیرے منہ سے اس چٹان کو واپس لو، اور لیگا کے ساتھ جہنم میں! مسائل.

مشال، حنیف جانسن اور پنک والا --جن کی نظروں میں چمچا کے میٹامورفوسس نے اداکار کو ہیرو بنا دیا تھا، جن کے ذریعے خصوصی اثرات کی فنتاسی فلموں (_Labyrinth_، _Legend_، _Howard the Duck_) کا جادو ریئل میں داخل ہوا --نے صلاح الدین کو پامیلا کے حوالے کر دیا۔ DJ کی وین میں جگہ؛ اس بار، اگرچہ، اس نے خود کو دیگر تینوں کے ساتھ ٹیکسی میں گھس لیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ Jumpy اب بھی کھیلوں کے مرکز میں ہوگا۔ "گڈ لک" مشال نے اسے چومتے ہوئے کہا اور پنک والا نے پوچھا کہ کیا انہیں انتظار کرنا چاہیے۔ ”نہیں، شکریہ۔“ صلاح الدین نے جواب دیا۔ "جب آپ آسمان سے گرے، آپ کے دوست کی طرف سے چھوڑ دیا گیا، پولیس کی بربریت کا سامنا کرنا پڑا، ایک بکری میں تبدیل ہو گیا، آپ کے کام کے ساتھ ساتھ آپ کی بیوی سے بھی محروم ہو گئے، نفرت کی طاقت کو سیکھ لیا اور دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی، تو آپ کے پاس کیا کرنا باقی رہ گیا ہے؟ لیکن، جیسا کہ آپ اس میں کوئی شک نہیں، اپنے حقوق مانگیں گے؟" اس نے ہاتھ ہلا کر الوداع کیا۔ "تمہارا اچھا ہے" مشال نے کہا اور وہ چلے گئے۔ گلی کے کونے پر محلے کے عام بچے، جن کے ساتھ اس کے تعلقات کبھی اچھے نہیں رہے تھے، ایک لیمپ پوسٹ پر فٹ بال اچھال رہے تھے۔ ان میں سے ایک، نو یا دس میں سے ایک بُری نظر آنے والی خنزیر آنکھوں والے، نے چمچہ کی طرف ایک خیالی ویڈیو ریموٹ کنٹرول کی طرف اشارہ کیا اور چیخا: "تیزی سے آگے!" ان کی ایک ایسی نسل تھی جو زندگی کے بورنگ، پریشان کن، ناپسندیدہ بٹس کو چھوڑ کر ایک ایکشن سے بھرے کلائمکس سے دوسرے پر تیزی سے آگے بڑھنے میں یقین رکھتی تھی۔ _ویلکم ہوم_، صلاح الدین نے سوچا اور دروازے کی گھنٹی بجائی۔

پامیلا، جب اس نے اسے دیکھا، دراصل اس کے گلے میں پھنس گیا۔ "مجھے نہیں لگتا تھا کہ لوگوں نے مزید ایسا کیا،" انہوں نے کہا۔ "ڈاکٹر اسٹرینج لو کے بعد سے نہیں۔" اس کا حمل ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے اس کے بعد دریافت کیا، اور وہ شرما گئی، لیکن تصدیق کی کہ یہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ "اب تک تو بہت اچھا۔" وہ قدرتی طور پر توازن سے دور تھی۔ کچن میں کافی کی آفر کئی دھڑکنوں میں بہت دیر سے آئی (وہ اپنی وہسکی کے ساتھ "پھنس گئی"، بچے کے باوجود تیزی سے پی رہی تھی)؛ لیکن نقطہ میں

Machine Translated by Google

حقیقت یہ ہے کہ چمچا نے اس تصادم کے دوران ایک نیچے محسوس کیا (ایک ایسا دور تھا جس میں وہ اسٹیفن پوٹر کی دل لگی چھوٹی کتابوں کے شوقین تھے)۔ پامیلا نے واضح طور پر محسوس کیا کہ اسے بری پوزیشن میں ہونا چاہیے۔ وہ وہی تھی جو شادی توڑنا چاہتی تھی، جس نے اسے کم از کم تین بار انکار کیا تھا۔ لیکن وہ اس کی طرح لڑکھڑاتا اور شرمندہ تھا، تاکہ ایسا لگتا تھا کہ وہ کتے کے گھر پر قبضے کے حق کے لیے مقابلہ کر رہے ہیں۔ چمچا کی بے چینی کی وجہ --اور یاد ہے کہ وہ اس عجیب و غریب جذبے میں نہیں پہنچا تھا، لیکن مضحکہ خیز مزاج میں --یہ تھا کہ پامیلا کو دیکھ کر اس نے محسوس کیا تھا، اس کے ساتھ -چمکدار چمک، اس کا چہرہ ایک مقدس نقاب جس کے پیچھے کون جانتا ہے کہ سڑے ہوئے گوشت پر کیا کیڑے کھا رہے ہیں (وہ اپنے بے ہوش سے اٹھنے والی تصویروں کے مخالفانہ تشدد سے گھبرا گیا تھا)، اس کی بے ہودہ پگڑی کے نیچے اس کا منڈا ہوا سر، اس کی وہسکی کی سانس، اور وہ سخت چیز جو اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کے منہ کے گرد چھوٹی سی لکیریں، کہ وہ بالکل سادگی سے محبت سے باہر ہو گیا تھا، اور وہ اس کی واپسی نہیں چاہے گا چاہے وہ چاہے (جو کہ ناممکن تھا لیکن ناقابل فہم تھا)۔

جیسے ہی اسے اس کا علم ہوا، اس نے کسی وجہ سے اپنے آپ کو مجرم محسوس کرنا شروع کر دیا، اور اس کے نتیجے میں، بات چیت کے نقصان میں۔ سفید بالوں والا کتا بھی اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے یاد کیا کہ اس نے کبھی پالتو جانوروں کی پرواہ نہیں کی۔

"مجھے لگتا ہے،" اس نے کشادہ باورچی خانے میں دیودار کی پرانی میز پر بیٹھی اپنے شیشے سے مخاطب ہو کر کہا، "میں نے جو کیا وہ ناقابل معافی تھا، ہہ؟" وہ چھوٹی سی امریکنائزنگ _ہو_ نئی تھی: اس کی افزائش کے خلاف اس کا ایک اور لامحدود سلسلہ؟ یا اس نے اسے جمپی سے پکڑا تھا، یا اس کے کسی ہپ چھوٹے سے جاننے والے، جیسے کسی بیماری کی طرح؟ (تشدد پھر سے: اس کے ساتھ نیچے۔ اب جب کہ وہ اسے مزید نہیں چاہتا تھا، یہ صورتحال کے لیے بالکل نامناسب تھا۔) "مجھے نہیں لگتا کہ میں وہ کہہ سکتا ہوں جو میں معاف کرنے کے قابل ہوں،" اس نے جواب دیا۔

"یہ خاص جواب میرے اختیار سے باہر لگتا ہے؛ یہ یا تو چلتا ہے یا نہیں کرتا اور مجھے مناسب وقت پر پتہ چل جاتا ہے۔ تو آئیے، اس لمحے کے لیے، کہ جیوری ختم ہو چکی ہے۔" اسے یہ پسند نہیں تھا، وہ چاہتی تھی کہ وہ اس صورت حال کو کم کرے تاکہ وہ اپنی پھٹی ہوئی کافی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ پامیلا نے ہمیشہ گھٹیا کافی بنائی تھی: پھر بھی، اب یہ اس کا مسئلہ نہیں تھا۔ "میں واپس جا رہا ہوں،" اس نے کہا۔ "یہ ایک بڑا گھر ہے اور اس میں کافی جگہ ہے۔ میں اڈے کو لے لوں گا، اور نیچے فرش کے کمرے، بشمول فالتو باتھ روم، تو میں کافی خود مختار رہوں گا۔ میں یہ فرض کر رہا ہوں کہ، جیسا کہ میری لاش کبھی نہیں ملی، میں اب بھی باضابطہ طور پر لاپتہ ہوں-مردہ ہوں، کہ آپ مجھے سلیٹ مٹانے کے لیے عدالت نہیں گئے، ایسی صورت میں مجھے دوبارہ زندہ کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگنی چاہیے، ایک بار جب میں بینٹائن، ملیگن اور سیلرز کو الرٹ کرتا ہوں۔"

(بالترتیب، ان کا وکیل، ان کا اکاؤنٹنٹ اور چمچا کا ایجنٹ۔) پامیلا نے خاموشی سے بات سنی، اس کی کرنسی نے اسے بتایا کہ وہ کوئی جوابی دلائل پیش نہیں کرے گی، کہ وہ جو چاہے وہ ٹھیک ہے: باڈی لینگویج کے ساتھ ترمیم کرنا۔ "اس کے بعد،" اس نے نتیجہ اخذ کیا، "ہم بیچ دیتے ہیں اور آپ کو طلاق مل جاتی ہے۔" وہ جھاڑ پھونک سے باہر نکلا، اس سے پہلے کہ اسے ہلایا جائے، اور اس سے پہلے کہ وہ اسے ٹکر ماریں اپنی ماند تک پہنچا۔ پامیلا، نیچے، رو رہی ہوگی؛

Machine Translated by Google

اس نے کبھی رونا آسان نہیں پایا، لیکن وہ ایک چیمپیئن شیکر تھا۔ اور اب اس کا دل بھی تھا: بوم بدوم ڈوڈوم۔

_دوبارہ پیدا ہونے کے لیے پہلے مرنا پڑتا ہے۔

اوو

اکیلے، اسے ایک ہی وقت میں یاد آیا کہ وہ اور پامیلا نے ایک بار اختلاف کیا تھا، جیسا کہ وہ ہر چیز پر متفق تھے، ایک مختصر کہانی پر وہ دونوں پڑھتے تھے، جس کا موضوع بالکل ناقابل معافی کی نوعیت تھا۔ عنوان اور مصنف اس سے بچ گئے، لیکن کہانی واضح طور پر واپس آئی۔ ایک مرد اور ایک عورت اپنی تمام بالغ زندگی کے لیے گہرے دوست رہے تھے (کبھی محبت کرنے والے نہیں)۔ اس کی اکیسویں سالگرہ پر (وہ دونوں اس وقت غریب تھے) اس نے اسے مذاق کے طور پر دیا تھا، سب سے زیادہ خوفناک، سستا شیشے کا گلدان جو اسے مل سکتا تھا، اس کے رنگ وینیشین خوش مزاجی کا ایک دلکش پیروڈی تھے۔ بیس سال بعد، جب وہ دونوں کامیاب اور سرمئی تھے، تو وہ اس کے گھر گئی اور اس کے ساتھ اس کے ایک دوست کے ساتھ سلوک پر جھگڑا۔ جھگڑے کے دوران اس کی نظر پرانے گلدان پر پڑی جسے اس نے ابھی تک اپنے بیٹھے کمرے کے مینٹل پیس پر فخر کے ساتھ رکھا ہوا تھا، اور اس نے اس کی تڑپ میں توقف کیے بغیر اسے فرش پر جھاڑ دیا اور اسے مرمت کی امید سے باہر کر دیا۔ . اس نے پھر کبھی اس سے بات نہیں کی۔ جب وہ مر گئی، نصف صدی بعد، اس نے بستر مرگ پر جانے یا اس کے جنازے میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا، حالانکہ قاصد اسے یہ بتانے کے لیے بھیجے گئے تھے کہ یہ اس کی عزیز ترین خواہشات ہیں۔ "اسے بتاؤ،" اس نے سفیروں سے کہا، "وہ کبھی نہیں جانتی تھی کہ اس نے جو توڑا ہے میں اس کی کتنی قدر کرتا ہوں۔" سفیروں نے بحث کی، التجا کی، غصہ کیا۔ اگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے اس چھوٹی سی چیز میں کتنا معنی لگایا ہے، تو وہ پوری انصاف کے ساتھ کیسے الزام لگا سکتی تھی؟ اور کیا اس نے کئی سالوں میں معافی مانگنے اور کفارہ ادا کرنے کی ان گنت کوششیں نہیں کیں؟ اور وہ جنت کی خاطر مر رہی تھی۔ کیا اس قدیم، بچگانہ دراڑ کو آخرکار ٹھیک نہیں کیا جا سکتا؟ وہ زندگی بھر کی دوستی کھو چکے تھے۔ کیا وہ الوداع بھی نہیں کہہ سکتے تھے؟ ”نہیں،“ معاف نہ کرنے والے آدمی نے کہا۔

--"واقعی گلدان کی وجہ سے؟ یا آپ کوئی اور، گہرا معاملہ چھپا رہے ہیں؟" -"یہ گلدان تھا،" اس نے جواب دیا، "گلدان، اور کچھ نہیں۔"

پامیلا نے اس شخص کو چھوٹا اور ظالم سمجھا، لیکن چمچا نے اس وقت بھی متجسس پرائیویسی، اس مسئلے کے ناقابل فہم باطن کی تعریف کی۔

"کوئی بھی اندرونی چوٹ کا فیصلہ نہیں کر سکتا،" انہوں نے کہا تھا، "سطحی زخم کے سائز، سوراخ کے۔"

،_Sunt lacrimae rerum_جیسا کہ سابق استاد سفیان نے کہا ہوگا، اور صلاح الدین کے پاس اگلے کئی دنوں میں باتوں میں آنسوؤں پر غور کرنے کا کافی موقع تھا۔ وہ پہلے تو اپنی ماند میں عملی طور پر غیر متحرک رہا، جس نے اسے اپنی رفتار سے اپنے ارد گرد دوبارہ بڑھنے دیا، اس انتظار میں کہ وہ اپنے پرانے نفس کی ٹھوس راحت بخش خوبی کو دوبارہ حاصل کرے، جیسا کہ یہ کائنات کی تبدیلی سے پہلے تھا۔ اُس نے آدھی آنکھ سے ٹیلی ویژن کو خوب دیکھا، مجبوری سے چینلز کو اُچھالنا، کیونکہ وہ موجودہ دور کے ریموٹ کنٹرول کلچر کا اتنا ہی رکن تھا جتنا کہ گلی کے کونے میں بسنے والے پگی لڑکے کا۔ وہ، بھی، سمجھ سکتا تھا، یا کم از کم سمجھنے کے وہم میں داخل ہو سکتا تھا، اس کے بٹن کو دبانے سے وجود میں آنے والا جامع ویڈیو عفریت... یہ ریموٹ کنٹرول گیزمو کتنا لیولر تھا، بیسویں صدی کا ایک پروکرسٹین بیڈ؛ اس نے بیوی ویٹ کو کاٹ کر باہر بڑھایا

Machine Translated by Google

اس وقت تک تھوڑا سا جب تک کہ سیٹ کے تمام اخراج، اشتہارات، قتل، گیم شوز، حقیقی اور تصوراتی کی ہزار اور ایک مختلف خوشیاں اور خوف، برابر وزن حاصل کر لیں۔ --اور جہاں اصل پروکرسٹس، جسے اب "ہینڈ آن" کلچر کہا جا سکتا ہے، کے شہری کو دماغی اور بھوری دونوں طرح کی ورزش کرنی پڑتی تھی، وہ چمچا اپنی پارکر میں واپس بیٹھ سکتا تھا۔ کاٹنا کرو. اسے ایسا لگتا تھا، جب وہ چینلز پر بیکار ہو رہا تھا، کہ باکس شیطانوں سے بھرا ہوا تھا: Dr_پر -- "Mutts" -- mutantsتھے۔ کون_، عجیب و غریب مخلوق جو مختلف قسم کی صنعتی مشینری کے ساتھ کراس نسل کی ہوئی نظر آتی ہیں: چارہ کاٹنے والے، پکڑنے والے، گدھے، جیک ہتھوڑے، آرے، اور جن کے ظالم پادری سرداروں کو _متلاشیان_ کہا جاتا تھا؛ بچوں کا ٹیلی ویژن خاص طور پر انسان نما روبوٹس اور میٹامورفک جسموں والی مخلوقات سے آباد دکھائی دیتا ہے، جب کہ بالغوں کے پروگراموں میں جدید طب کے جدید ترین تصورات، اور اس کے ساتھیوں، جدید بیماری اور جنگ کے بارے میں غلط انسانی ضمنی مصنوعات کی مسلسل پریڈ پیش کی گئی۔ گیانا کے ایک ہسپتال نے بظاہر ایک مکمل طور پر بنی ہوئی مرمن کی لاش کو محفوظ کر رکھا تھا، جو گلوں اور ترازو سے مکمل تھا۔

سکاٹش ہائی لینڈز میں Lycanthropyمیں اضافہ ہو رہا تھا۔ سینٹورس کے جینیاتی امکان پر سنجیدگی سے بحث کی جا رہی تھی۔ جنس کی تبدیلی کا آپریشن دکھایا گیا۔ --انہیں شاعری کا ایک شاندار ٹکڑا یاد آیا جو جمپی جوشی نے انہیں شاندار ہی اور ہی میں ہچکچاتے ہوئے دکھایا تھا۔ اس کا نام، "میں باڈی ایکلیکٹک گاتا ہوں" پوری طرح سے نمائندہ تھا۔ لیکن ساتھی کا پورا جسم ہے، آخر صلاح الدین نے تلخی سے سوچا۔ اس نے پامیلا کے بچے کو بغیر کسی پریشانی کے بنایا: اس کے کروموزوم پر کوئی ٹوٹی ہوئی لاٹھی نہیں۔ . . اس نے ایک پرانے _ایلین شو_ "کلاسک" کے دوبارہ دوڑ میں خود کو دیکھا۔ (تیز رفتار سے آگے بڑھنے والے کلچر میں، کلاسیکی حیثیت چھ ماہ سے بھی کم وقت میں حاصل کی جا سکتی تھی؛ بعض اوقات راتوں رات بھی۔) اس سارے باکس دیکھنے کا اثر اس بات پر شدید دھچکا لگا کہ جو اس کے معمول کے خیال میں رہ گیا تھا، اصلی کا اوسط معیار؛ لیکن کام پر جوابی افواج بھی موجود تھیں۔

_Gardeners' World_پر اسے دکھایا گیا کہ کس طرح ایک "chimeran Graft"نامی چیز حاصل کی جاتی ہے (بالکل وہی، جیسا کہ موقع ملے گا، جو اوٹو کون کے باغ کا فخر تھا)؛ اور اگرچہ اس کی لاپرواہی کی وجہ سے اسے دو درختوں کے نام یاد نہیں آئے جو ایک میں پیدا ہوئے تھے -شہتوت؟

لیبرنم؟ جھاڑو؟ درخت نے خود ہی اسے بٹھایا اور نوٹس لیا۔ وہاں یہ واضح طور پر، جڑوں کے ساتھ ایک chimeraتھا، جو انگریزی زمین کے ایک ٹکڑے میں مضبوطی سے لگایا گیا تھا اور بھرپور طریقے سے بڑھ رہا تھا: ایک درخت، اس نے سوچا، اس کی استعاراتی جگہ لینے کے قابل ہے جسے اس کے والد نے ایک دور دراز باغ میں دوسرے میں کاٹ دیا تھا۔ ، غیر مطابقت پذیر دنیا۔ اگر ایسا درخت ممکن تھا تو وہ بھی ایسا ہی تھا۔ وہ، بھی، جڑ سکتا ہے، جڑیں اُتار سکتا ہے، زندہ رہ سکتا ہے۔ ہائبرڈ سانحات کی تمام ٹیلی ویژن تصویروں کے درمیان --مرمین کی بے کاری، پلاسٹک سرجری کی ناکامیاں، بہت زیادہ جدید فن کا ایسپرانٹو جیسا خلا، سیارے کی کوکا کالونائزیشن --اسے یہ ایک تحفہ دیا گیا۔ کافی تھا۔ اس نے سیٹ کا سوئچ آف کر دیا۔

رفتہ رفتہ جبریل سے اس کی دشمنی کم ہوتی گئی۔ اور نہ ہی سینگ، بکری-

Machine Translated by Google

کھر وغیرہ اپنے آپ کو نئے سرے سے ظاہر ہونے کی کوئی علامت ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا لگتا تھا کہ علاج جاری ہے۔ درحقیقت دن گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف جبریل بلکہ ہر وہ چیز جو مرحوم صلاح الدین پر پڑی تھی جو کہ روزمرہ کی زندگی کی خوش فہمی سے مطابقت نہیں رکھتی تھی، کسی نہ کسی طرح غیر متعلق معلوم ہونے لگی، کیونکہ سب سے زیادہ ڈراؤنے خواب بھی ایک بار آپ کو دیکھ لیں گے۔ آپ کے چہرے پر چھڑکاؤ کیا، اپنے دانت صاف کیے اور ایک مضبوط، گرم مشروب پیا۔ اس نے بیرونی دنیا میں سفر کرنا شروع کیا -ان پیشہ ور مشیروں، وکیل اکاؤنٹنٹ ایجنٹ، جن کو پامیلا "گونز" کہتی تھی، اور جب ان دفاتر کے پینل، کتابی اور لیجر لائن میں بیٹھ کر ان دفاتر کا استحکام تھا جہاں معجزات واضح طور پر ہو سکتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ اس نے اپنی "بریک ڈاؤن"، --"حادثے کا جھٹکا"، --اور اسی طرح اپنی گمشدگی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ گویا وہ کبھی آسمان سے گرا ہی نہیں، "رول، برٹانیہ" گاتے ہوئے جبریل نے چیخ ماری۔ فلم _شری _420سے ایک ہوا۔ اس نے اپنی نازک حساسیت کی پرانی زندگی کو دوبارہ شروع کرنے کی شعوری کوشش کی، اپنے آپ کو کنسرٹس اور آرٹ گیلریوں اور ڈراموں میں لے جایا، اور اگر اس کے جوابات کافی مدھم تھے؛ --اگر یہ تعاقب اس کو بلندی کی حالت میں گھر بھیجنے میں ناکام رہے جس کی واپسی اسے تمام اعلیٰ فن سے توقع تھی۔ --پھر اس نے اپنے آپ سے اصرار کیا کہ سنسنی جلد ہی واپس آئے گی۔ اسے "خراب تجربہ" ہوا تھا، اور اسے تھوڑا وقت درکار تھا۔

اپنی ماند میں، پارکر-نول کی آرم چیئر پر بیٹھا، اس کی مانوس چیزوں سے گھرا ہوا تھا --چائنا پیئرٹس، ایک کارٹونسٹ کے دل کی شکل کا آئینہ، ایروز نے قدیم چراغ کا گلوب اٹھا رکھا ہے --اس نے خود کو مبارکباد دی ایک ایسا شخص جس نے نفرت کو زیادہ دیر تک برقرار رکھنا ناممکن پایا۔

شاید، سب کے بعد، محبت نفرت سے زیادہ پائیدار تھی؛ محبت بدل بھی گئی تو اس کے کچھ سائے، کچھ دیرپا شکل، قائم رہے۔ پامیلا کی طرف، مثال کے طور پر، اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ اسے سب سے زیادہ پرہیزگاری کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوتا۔

نفرت شاید حساس روح کے ہموار شیشے پر انگلی کے نشان کی طرح تھی۔ محض چکنائی کا نشان، جو اکیلے رہ جانے پر غائب ہو جاتا ہے۔ جبریل؟ پوہ! وہ بھول گیا تھا۔ وہ اب موجود نہیں تھا. وہاں؛ دشمنی کو ہتھیار ڈالنا آزاد ہونا تھا۔

صلاح الدین کی امید پروان چڑھی، لیکن اس کی زندگی میں واپسی کے بارے میں سرخ فیتہ اس کی توقع سے زیادہ رکاوٹ ثابت ہوا۔ بینک اس کے کھاتوں کو غیر مسدود کرنے میں اپنا وقت لے رہے تھے۔ وہ پامیلا سے قرض لینے کا پابند تھا۔ اور نہ ہی کام آسان تھا۔ اس کے ایجنٹ، چارلی سیلرز نے فون پر وضاحت کی: "کلائنٹ مضحکہ خیز ہو جاتے ہیں، وہ زومبی کے بارے میں بات کرنا شروع کر دیتے ہیں، وہ ایک طرح سے ناپاک محسوس کرتے ہیں: جیسے "وہ کسی قبر کو لوٹ رہے ہوں۔" چارلی، جو اپنی پچاس کی دہائی کے اوائل میں بھی ایک غیر منظم کی طرح لگ رہا تھا۔ اور کاؤنٹی کے بہترین اسٹاک کی کسی حد تک ناقص نوجوان چیز نے یہ تاثر دیا کہ وہ گاہکوں کے نقطہ نظر سے ہمدردی رکھتی ہے۔ "اس کا انتظار کرو،" اس نے مشورہ دیا۔ "وہ آئیں گے۔ بہر حال، ایسا نہیں ہے کہ آپ جنت کی خاطر ڈریکولا ہیں۔" آپ کا شکریہ، چارلی۔

ہاں: جبریل سے اس کی جنونی نفرت، کچھ ظالمانہ اور مناسب انتقام لینے کا اس کا خواب، -یہ ماضی کی باتیں تھیں، ایک حقیقت کے پہلو جو اس کی عام زندگی کو دوبارہ قائم کرنے کی پرجوش خواہش سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ٹیلی ویژن کی فتنہ انگیز، تخریبی تصویریں بھی اس کو منحرف نہیں کر سکتی تھیں۔

Machine Translated by Google

وہ جس چیز کو رد کر رہا تھا وہ اپنی اور جبریل کی _monstrous_کی تصویر تھی۔
راکشس، واقعی: خیالات کا سب سے مضحکہ خیز۔ دنیا میں حقیقی راکشس تھے --بڑے پیمانے پر --قتل کرنے والے آمر، بچوں سے زیادتی کرنے والے۔ نانی ریپر۔
(یہاں اسے یہ تسلیم کرنے پر مجبور کیا گیا کہ میٹروپولیٹن پولیس کے اپنے پرانے، اعلیٰ اندازے کے باوجود، اوہورو سمبا کی گرفتاری بالکل صاف ستھری تھی۔)
آپ کو ہفتے کے کسی بھی دن ٹیبلوئڈز کو کھولنا پڑتا تھا تاکہ پاگل ہم جنس پرست آئرش مین بچوں کے منہ کو زمین سے بھر رہے ہوں۔ پامیلا، قدرتی طور پر، کا خیال تھا کہ "عفریت" بھی تھا --کیا؟ ایسے افراد کے لیے فیصلہ کن اصطلاح؛ اس نے کہا، ہمدردی کا تقاضا ہے کہ ہم انہیں عمر کے زخمیوں کے طور پر دیکھیں۔ ہمدردی، اس نے جواب دیا، مطالبہ کیا کہ ہم ان کے متاثرین کو ہلاکتوں کے طور پر دیکھیں۔ "تمہارے ساتھ کرنے کو کچھ نہیں ہے۔" اس نے اپنی سب سے پیاری آواز میں کہا تھا۔ "آپ اصل میں سستے بحث کے نکات میں سوچتے ہیں۔"

اور دوسرے راکشس بھی، ٹیبلوئڈ فائنڈز سے کم حقیقی نہیں ہیں: پیسہ، طاقت، جنس، موت، محبت۔ فرشتے اور شیطان -- کس کو ان کی ضرورت تھی؟ "شیطان کیوں، جب انسان خود شیطان ہے؟" نوبل انعام یافتہ گلوکار کے "آخری شیطان" نے Tishevitzمیں اپنے اٹاری سے پوچھا۔ جس پر چمچا کے توازن کا احساس، اس کے بہت زیادہ کہے جانے والے اور اضطراری اضطراری کے خلاف، یہ شامل کرنا چاہتا تھا: "اور فرشتے کیوں، جب انسان بھی فرشتہ ہے؟" (اگر یہ سچ نہیں تھا تو، مثال کے طور پر، لیونارڈو کارٹون کی وضاحت کیسے کی جائے؟ کیا موزارٹ واقعی ایک پاؤڈر وگ میں بیل زیبب تھا؟) --لیکن، اسے تسلیم کرنا پڑا، اور یہ اس کا اصل نکتہ تھا، کہ حالات عمر کو کوئی شیطانی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

اوو

میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں۔ مجھ سے چیزوں کو کسی نہ کسی طرح صاف کرنے کے لیے مت کہو۔ انکشافات کا وقت بہت گزر چکا ہے۔ تخلیق کے اصول بالکل واضح ہیں: آپ چیزوں کو ترتیب دیتے ہیں، آپ انہیں اس طرح بناتے ہیں، اور پھر آپ انہیں رولنے دیتے ہیں۔
اگر آپ ہمیشہ اشارے دینے، اصول بدلنے، لڑائیاں ٹھیک کرنے میں مداخلت کر رہے ہیں تو خوشی کہاں کی ہے؟ ٹھیک ہے، میں اس وقت تک کافی خود پر قابو پا چکا ہوں اور میں اب چیزوں کو خراب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ یہ مت سمجھو کہ میں اس میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا۔ میرے پاس، کافی بار. اور ایک بار، یہ سچ ہے، میں نے کیا. میں Alleluia Coneکے بستر پر بیٹھا اور سپر اسٹار جبریل سے بات کی۔ _اوپروالا یا نیچائی والا_، وہ جاننا چاہتا تھا، اور میں نے اسے روشن نہیں کیا۔ میں یقینی طور پر اس کے بجائے اس الجھے ہوئے چمچے کو گالیاں دینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

میں اب جا رہا ہوں۔ آدمی سونے جا رہا ہے۔

اوو

اس کا پنرپیم، نوخیز، ساکن -غلط امید رات کو برقرار رکھنا مشکل تھا۔ کیونکہ رات کے وقت سینگوں اور کھروں کی دوسری دنیا اتنی آسانی سے انکاری نہیں تھی۔
معاملہ ان دو عورتوں کا بھی تھا جنہوں نے اس کے خوابوں کو ستانا شروع کر دیا تھا۔ پہلی -یہ تسلیم کرنا مشکل تھا، یہاں تک کہ اپنے آپ کو بھی -وہ کوئی اور نہیں بلکہ شاندار کی بچہ عورت تھی، جو اس ڈراؤنے خواب کے وقت میں اس کی وفادار ساتھی تھی جسے وہ اب اس قدر زور سے چھپانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ بدتمیزی اور دھند کے پیچھے چھپ جائے۔ مارشل آرٹس کا شوقین، حنیف جانسن کا عاشق، مشال سفیان۔

Machine Translated by Google

دوسرا -جسے وہ بمبئی میں چھوڑ کر رخصت ہوا تھا اور اس کے دل میں چھری چپکی ہوئی تھی، اور جسے اب بھی اسے مردہ سمجھنا چاہیے تھا، زینی وکیل تھا۔

اوو

جمپی جوشی کی اچھل کود جب اسے معلوم ہوا کہ صلاح الدین چمچا انسانی شکل میں، نوٹنگ ہل میں مکان کی بالائی منزلوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے واپس آیا ہے، دیکھنے میں خوفناک تھا، اور پامیلا کو اس سے کہیں زیادہ غصہ آیا جو وہ کہہ سکتی تھی۔ پہلی رات -اس نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک وہ بستر پر محفوظ نہ ہو جائیں تب تک وہ اسے نہیں بتائے گی -وہ یہ خبر سنتے ہی بستر سے تین فٹ کے فاصلے پر اچھل پڑا اور ہلکے نیلے قالین پر کھڑا ہو گیا، بالکل برہنہ اور کانپ رہا تھا۔ اس کا انگوٹھا اس کے منہ میں پھنس گیا۔

"یہاں واپس آؤ اور بے وقوف بننا بند کرو،" اس نے حکم دیا، لیکن اس نے اپنا سر بے حیائی سے ہلایا، اور اپنا انگوٹھا اتنا لمبا ہٹا دیا کہ وہ گڑبڑ کر سکتا ہے: "لیکن اگر وہ یہاں ہے! --جس کے ساتھ اس نے اس کے کپڑے ایک گندے بنڈل میں چھین لیے، اور اس کی موجودگی سے فرار ہو گئے۔ اس نے تھپڑوں اور کریشوں کی آوازیں سنیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اس کے جوتے، ممکنہ طور پر خود اپنے ساتھ تھے، سیڑھیوں سے نیچے گر گئے تھے۔ "اچھا" وہ اس کے پیچھے چلائی۔

"مرغی، اپنی گردن توڑ دو۔"
تاہم، کچھ لمحوں بعد، صلاح الدین کو اس کی اجنبی اور برہنہ سر بیوی کی جامنی چہرے والی شخصیت نے دیکھا، جو دانتوں سے چپکے ہوئے بولتی تھی۔ "جے جے باہر گلی میں کھڑا ہے۔ بے وقوف کہتا ہے کہ وہ اندر نہیں آ سکتا جب تک تم یہ نہ کہو کہ تمہارے ساتھ ٹھیک ہے۔" وہ ہمیشہ کی طرح پی رہی تھی۔ چمچا، بہت حیران، کم و بیش دھندلا ہوا بولا: "تمہارا کیا ہے، تم چاہتے ہو کہ وہ اندر آئے؟" جسے پامیلا نے زخم پر نمک چھڑکنے کے اپنے طریقے سے تعبیر کیا۔ جامنی رنگ کے اور بھی گہرے سایہ کو موڑتے ہوئے اس نے ذلت آمیز بے رحمی سے سر ہلایا۔ _جی ہاں_.

تو یوں ہوا کہ اپنی پہلی رات گھر سے، صلاح الدین چمچہ باہر گیا --"ارے، ہومبرے! تم واقعی ٹھیک ہو! "_جمپی نے خوف سے اس کا استقبال کیا، جیسے اپنے خوف کو چھپانے کے لیے ہتھیلیوں پر تھپڑ مار رہا ہو --اور قائل کیا اس کی بیوی کا عاشق اس کا بستر بانٹنے کے لیے۔ پھر وہ اوپر کی طرف پیچھے ہٹ گیا، کیوں کہ جمپی کی موت نے اسے گھر میں داخل ہونے سے اس وقت تک روک دیا جب تک چمچا محفوظ طریقے سے راستے سے باہر نہ ہو جائے۔

"کیا آدمی ہے!" پامیلا کو دیکھ کر اچھل پڑا۔ "وہ ایک _شہزادہ_ ہے، ایک _سینٹ!"_
"اگر آپ نے اسے پیک نہیں کیا تو،" پامیلا چمچا نے افسوسناک انداز میں متنبہ کیا، "میں تم پر کتے کو مسلط کر دوں گی۔"

اوو

جمپی چمچا کی موجودگی کو پریشان کن پاتا رہا، اس کا تصور کرتا رہا (یا اس کے رویے سے یہ ظاہر ہوا) ایک چھوٹے سایہ کے طور پر جسے مسلسل تسکین دینے کی ضرورت تھی۔ جب اس نے پامیلا کو کھانا پکایا (وہ حیرانی اور راحت کے لیے نکلا تھا، وہ کافی مغلائی شیف تھا) اس نے چمچا کو ان کے ساتھ شامل ہونے کے لیے کہا، اور جب صلاح الدین نے انکار کیا، پامیلا کو سمجھاتے ہوئے اسے ایک ٹرے اٹھا لیا۔ کہ دوسری صورت میں کرنا بدتمیزی بھی ہوگی اور اشتعال انگیز بھی۔ "دیکھو وہ اپنی چھت کے نیچے کیا اجازت دیتا ہے! وہ ایک _دیو_ ہے؛ کم از کم ہم اچھے اخلاق تو کر سکتے ہیں۔" پامیلا، بڑھتے ہوئے غیظ و غضب کے ساتھ، اس طرح کی کارروائیوں اور ان کے ساتھ ہونے والی عصمتوں کی ایک سیریز کو برداشت کرنے پر مجبور تھی۔
"میں کروں گا۔

Machine Translated by Google

کبھی یقین نہیں کیا کہ آپ اتنے روایتی ہیں،" وہ غصے سے بولی، اور جمپی نے جواب دیا: "یہ صرف احترام کا سوال ہے۔"

عزت کے نام پر، جمپی چمچے کے کپ چائے، اخبارات اور ڈاک لے کر گیا۔ وہ کبھی ناکام نہیں ہوا، بڑے گھر پر پہنچ کر، کم از کم بیس منٹ کے دورے کے لیے اوپر جانے میں، کم از کم وقت اس کی شائستگی کے احساس کے مطابق تھا، جب کہ پامیلا نے اپنی ایڑیوں کو ٹھنڈا کیا اور بوربن کو تین منزلوں سے نیچے گرادیا۔ وہ صلاح الدین کے لیے چھوٹے تحائف لائے: کتابوں کی کفارہ، پرانے تھیٹر کے ہینڈ بل، ماسک۔ جب پامیلا نے اپنا پاؤں نیچے کرنے کی کوشش کی، تو اس نے اس کے خلاف ایک معصوم، بلکہ جذباتی جذبے کے ساتھ بحث کی: "ہم ایسا برتاؤ نہیں کر سکتے جیسے وہ آدمی پوشیدہ ہے۔ وہ یہاں ہے، کیا وہ نہیں؟ پھر ہمیں اسے اپنی زندگیوں میں شامل کرنا چاہیے۔ "پامیلا نے ترستے ہوئے جواب دیا: "آپ اسے نیچے آنے اور بستر پر ہمارے ساتھ شامل ہونے کو کیوں نہیں کہتے؟" جس پر جمپی نے سنجیدگی سے جواب دیا: "مجھے نہیں لگتا تھا کہ آپ منظور کریں گے۔"

آرام کرنے اور چمچا کی رہائش کو اوپر کی منزل پر قبول کرنے میں ان کی نااہلی کے باوجود، جمپی جوشی کو اس غیر معمولی طریقے سے اپنے پیشرو کی آشیرباد حاصل کرنے سے کچھ آسانی ہوئی۔ محبت اور دوستی کے تقاضوں کو ہم آہنگ کرنے کے قابل، اس نے ایک اچھی ڈیل کی حوصلہ افزائی کی، اور اس پر باپ کا خیال بڑھتا ہوا پایا۔ ایک رات اس نے ایک خواب دیکھا جس نے اسے رونا دیا، اگلی صبح، خوشی کی امید میں: ایک سادہ سا خواب، جس میں وہ ایک چھوٹے سے لڑکے کو سائیکل چلانے میں مدد کرتے ہوئے درختوں کے ایک راستے سے نیچے بھاگ رہا تھا۔ "کیا تم مجھ سے خوش نہیں ہو؟" لڑکا خوشی سے رو پڑا۔ "دیکھو: کیا تم خوش نہیں ہو؟"

اوو

پامیلا اور جمپی دونوں نام نہاد گرینی ریپر قتل کے الزام میں ڈاکٹر اوہورو سمبا کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے لیے چلائی گئی مہم میں شامل ہو گئے تھے۔ یہ بھی، جمپی صلاح الدین سے بات کرنے کے لیے اوپر چلا گیا۔ "حالات کے شواہد اور اشارے کی بنیاد پر یہ سارا معاملہ مکمل طور پر ختم ہو گیا ہے۔ حنیف کا خیال ہے کہ وہ استغاثہ کے مقدمے کے سوراخوں سے ٹرک چلا سکتا ہے۔ یہ صرف ایک سیدھا سیدھا بدنیتی پر مبنی ہے؛ صرف سوال یہ ہے کہ وہ کہاں تک پہنچیں گے۔ جاؤ۔ وہ یقینی طور پر اسے زبانی طور پر بیان کریں گے۔ شاید وہاں گواہ بھی ہوں گے کہ انہوں نے اسے کاٹتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر منحصر ہے کہ وہ اسے کتنی بری طرح سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بہت بری طرح سے، میں کہوں گا؛ وہ کچھ عرصے سے شہر کے ارد گرد ایک بلند آواز رہا ہے۔ جبکہ." چرنچا نے احتیاط کی سفارش کی۔ مشال سفیان کی سمبا سے نفرت کو یاد کرتے ہوئے، انہوں نے کہا: "ساتھی کے پاس -- کیا اس کے پاس نہیں ہے --عورتوں کے خلاف تشدد کا ریکارڈ ..." جمپی نے اپنی ہتھیلیاں باہر کی طرف موڑ دیں۔ "اپنی ذاتی زندگی میں،" اس کے مالک تھے، "لڑکا صاف طور پر گندگی کا ایک ٹکڑا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بزرگ شہریوں کی دل آزاری کرتا ہے؛ آپ کو بے قصور ہونے کے لیے فرشتہ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ کالے ہیں۔" چمچا اسے گزرنے دو۔ "بات یہ ہے کہ یہ ذاتی نہیں ہے، یہ سیاسی ہے،" جمپی نے زور دیتے ہوئے کہا، جیسے ہی وہ وہاں سے نکلنے کے لیے اٹھے، "ارن، کل اس بارے میں ایک عوامی میٹنگ ہے۔ پامیلا اور مجھے جانا ہے؛ براہ کرم، میرا مطلب ہے کہ اگر آپ چاہیں گے، اگر آپ کو دلچسپی ہو، یعنی اگر آپ چاہیں تو ساتھ آئیں۔"

"تم نے اسے ہمارے ساتھ جانے کو کہا؟" پامیلا ناقابل یقین تھا۔ وہ اکثر متلی محسوس کرنے لگی تھی، اور اس نے اس کے مزاج کے لیے کچھ نہیں کیا۔ "تم

Machine Translated by Google

اصل میں یہ مجھ سے مشورہ کیے بغیر کیا؟" جومپی نے مایوسی سے دیکھا۔ "کوئی فرق نہیں پڑتا، بہرحال،" اس نے اسے بک اتار دیا۔

تاہم، صبح ہوتے ہی، صلاح الدین نے اپنے آپ کو ہال میں پیش کیا، اس نے ایک سمارٹ براؤن سوٹ، ایک ریشمی کالر والا اونٹ کا کوٹ، اور براؤن ہومبرگ ہیٹ پہنا ہوا تھا۔ "کہاں جا رہے ہو؟" پامیلا، پگڑی میں، آرمی --فاضل چمڑے کی جیکٹ اور ٹریک سوٹ بوٹمز جس سے اس کے درمیان کے ابتدائی موٹے ہونے کا پتہ چلتا ہے، جاننا چاہتی تھی۔ "بلڈی اسکوٹ؟" "مجھے یقین ہے کہ مجھے ایک میٹنگ میں مدعو کیا گیا تھا،" صلاح الدین نے اپنے کم سے کم جنگی انداز میں جواب دیا، اور پامیلا گھبرا گئی۔ "تم ہوشیار رہنا چاہتے ہو،" اس نے اسے خبردار کیا۔ "جس طرح سے آپ نظر آتے ہیں، شاید آپ کو چوری چھوٹ جائے گی۔"

اوو

کس چیز نے اسے دوسری دنیا میں واپس کھینچ لیا، اس زیریں شہر میں جس کے وجود سے وہ اتنے عرصے سے انکاری تھا۔ کیا، یا بلکہ کس نے، اس کے (اس کے) وجود کی سادہ سی حقیقت سے اسے مجبور کیا کہ وہ اس کوکون مانند سے نکلے جس میں وہ تھا --یا اس طرح وہ مانتا تھا --اپنے سابقہ نفس پر بحال ہوا، اور ایک بار ڈوب گیا۔ دنیا اور اپنے آپ کے خطرناک پانیوں میں مزید؟ "میں میٹنگ میں فٹ ہونے کے قابل ہو جاؤں گا،" جمپی جوشی نے صلاح الدین سے کہا تھا، "میری کراٹے کلاس سے پہلے۔" --جہاں اس کا اسٹار شاگرد انتظار کر رہا تھا: لمبے، قوس قزح کے بالوں والے اور، جمپی نے مزید کہا، ابھی اس کی اٹھارویں سالگرہ گزری۔ --یہ نہ جانتے ہوئے کہ جمپی بھی اسی طرح کی ناجائز خواہشوں میں مبتلا تھا، صلاح الدین نے شہر کو عبور کیا تاکہ مشال سفیان کے قریب پہنچ سکے۔

اوو

اس نے توقع کی تھی کہ میٹنگ چھوٹی ہو گی، جس میں ایک پچھلا کمرہ تصور کیا جائے گا جہاں مشکوک قسموں سے بھرا ہو اور میلکم ایکس کے کلون کی طرح نظر آ رہا ہو اور بات کر رہا ہو (چمچا کو ایک ٹی وی کامک کا مضحکہ خیز لطیفہ ملنا یاد ہو گا --"پھر اس سیاہ فام آدمی کے بارے میں کوئی ہے جس نے اپنا کام بدل لیا۔ مسٹر ایکس کا نام لیا اور _نیوز آف دی ورلڈ_ پر توہین کا مقدمہ دائر کیا" --اور اس کی شادی کے بدترین جھگڑوں میں سے ایک کو بھڑکانا)، شاید کچھ ناراض نظر آنے والی خواتین کے ساتھ بھی؛ اس نے بہت زیادہ مٹھی بند کرنے اور راستبازی کی تصویر کشی کی تھی۔ اس نے جو دیکھا وہ ایک بڑا ہال تھا، برک ہال فرینڈز میٹنگ ہاؤس، دیوار سے دیوار ہر طرح کے لوگوں سے بھرا ہوا تھا -بوڑھے، چوڑی خواتین اور وردی والے اسکول کے بچے، رستا اور ریستوراں کے کارکن، پلاسی کی چھوٹی چینی سپر مارکیٹ کا عملہ۔ سٹریٹ، نرم لباس پہنے ہوئے مردوں کے ساتھ ساتھ جنگلی لڑکے، گورے اور کالے؛ ہجوم کا موڈ اس قسم کی انجیلی بشارت سے بہت دور تھا جس کا اس نے تصور کیا تھا۔ یہ خاموش تھا، پریشان تھا، جاننا چاہتا تھا کہ کیا کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پاس ایک نوجوان سیاہ فام عورت کھڑی تھی جس نے اس کے لباس کو ایک بار پھر خوش کر دیا تھا۔ اس نے واپس اس کی طرف دیکھا، اور وہ ہنس پڑی: "ٹھیک ہے، معذرت، کوئی جرم نہیں۔" اس نے ایک لینٹیکولر بیج پہنا ہوا تھا، جس طرح سے آپ کے منتقل ہوتے ہی اس کا پیغام بدل گیا۔ کچھ زاویوں پر یہ پڑھتا ہے، سمبا کے لیے ؛Uhuru_دوسروں پر، _شیر کے لیے آزادی۔ "یہ اس کے منتخب کردہ نام کے معنی کی وجہ سے ہے،" اس نے بے کار طریقے سے وضاحت کی۔ "افریقی میں۔" کونسی زبان؟ صلاح الدین جاننا چاہتا تھا۔ اس نے کندھے اچکائے، اور بولنے والوں کو سننے کے لیے منہ موڑ لیا۔ یہ افریقی تھا: پیدا ہوا، کی آواز سے

Machine Translated by Google

اسے، لیوشام یا ڈیپٹفورڈ یا نیو کراس میں، بس اتنا ہی جاننے کی ضرورت تھی۔ . . پامیلا نے اس کے کان میں قہقہہ لگایا۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو آخر کار کوئی ایسا شخص مل گیا جو اپنے سے برتر محسوس کرے۔" وہ اب بھی اسے کتاب کی طرح پڑھ سکتی تھی۔
ستر کی دہائی کے وسط میں ایک منٹ کی عورت کو اولے کے آخری سرے پر ایک تاریک آدمی نے اسٹیج پر لے جایا، جس کا مشاہدہ کرنے کے لیے چمچا کو تقریباً یقین ہو گیا، وہ واقعی ایک امریکی بلیک پاور لیڈر، نوجوان سٹوکلی کارمائیکل کی طرح لگ رہا تھا۔ حقیقت --وہی شدید تماشے --اور جو ایک طرح سے کام کر رہا تھا۔ وہ ڈاکٹر سمبا کا بچہ بھائی والکوٹ رابرٹس نکلا، اور چھوٹی سی خاتون ان کی ماں، اینٹونیٹ تھیں۔ "خدا جانتا ہے کہ سمبا جیسی بڑی چیز اس کے اندر سے کیسے نکلی ہے،" جمپی نے سرگوشی کی، اور پامیلا نے ماضی اور حال کی حاملہ خواتین کے ساتھ یکجہتی کے ایک نئے احساس کی وجہ سے غصے سے جھکایا۔ جب اینٹونیٹ رابرٹس نے بات کی، تاہم، اس کی آواز اتنی بڑی تھی کہ اکیلے پھیپھڑوں کی طاقت سے کمرے کو بھر سکتا تھا۔ وہ عدالت میں اپنے بیٹے کے دن کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی، عدالتی کارروائی میں، اور وہ کافی اداکار تھی۔ چمچا نے اسے پڑھی لکھی آواز سمجھا۔ اس نے بی بی سی کے لہجے میں ایک ایسے شخص کے لہجے میں بات کی جس نے ورلڈ سروس سے اپنی انگلش ڈکشن سیکھی تھی، لیکن وہاں بھی خوشخبری تھی، اور جہنم کی آگ کا خطبہ بھی۔ "میرے بیٹے نے وہ گودی بھر دی،" اس نے خاموش کمرے سے کہا۔ "رب، اس نے اسے بھر دیا. سلویسٹر -اگر میں نے اسے دیا ہوا نام استعمال کیا تو آپ مجھے معاف کر دیں گے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس جنگجو کا نام جو اس نے اپنے لئے لیا تھا، لیکن صرف پختہ عادت کی وجہ سے --سلویسٹر، وہ اوپر کی طرف پھٹ گیا۔ وہ لہروں سے لیویتھن کی طرح گودی۔ میں آپ کو جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کیسے بولا: وہ اونچی آواز میں بولا، اور وہ صاف بولا، وہ اپنے مخالف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا، اور کیا وہ پراسیکیوٹر اسے گھور سکتا ہے؟ اتوار کے مہینے میں کبھی نہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آپ جانیں کہ اس نے کیا کہا: 'میں یہاں کھڑا ہوں،' میرے بیٹے نے اعلان کیا، 'کیونکہ میں نے اپٹی نیگر کے پرانے اور معزز کردار پر قبضہ کرنے کا انتخاب کیا ہے۔ میں اپنی ناشکری کے لیے حاضر ہوں۔' وہ بونوں کے درمیان ایک کولسس تھا، 'کوئی غلطی نہ کریں،' اس نے عدالت میں کہا، 'ہم یہاں چیزیں بدلنے کے لیے آئے ہیں، میں فوراً تسلیم کرتا ہوں کہ ہم خود بدل جائیں گے؛ افریقی، کیریبین، ہندوستانی، پاکستانی، بنگلہ دیشی، قبرصی چینی، ہم اس کے علاوہ ہیں کہ ہم کیا ہوتے اگر ہم سمندر پار نہ کرتے، اگر ہماری مائیں اور باپ اپنے بچوں کے لیے کام اور عزت اور بہتر زندگی کی تلاش میں آسمانوں کو نہ عبور کرتے، ہم دوبارہ بنائے گئے ہیں: لیکن میں کہتا ہوں کہ ہم اس معاشرے کو دوبارہ بنانے والے بھی ہوں گے، اسے نیچے سے اوپر تک ڈھالیں گے، ہم مردہ لکڑی کے کاٹنے والے اور نئے کے باغبان ہوں گے۔ اب ہماری باری ہے۔' میری خواہش ہے کہ آپ سوچیں کہ میرے بیٹے، سلویسٹر رابرٹس، ڈاکٹر اوہورو سمبا نے انصاف کی جگہ کیا کہا۔ اس پر سوچیں جب تک ہم فیصلہ کریں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

اس کے بیٹے والکاٹ نے خوشیوں اور نعروں کے درمیان اسٹیج چھوڑنے میں اس کی مدد کی۔ اس نے سنجیدگی سے شور کی سمت سر ہلایا۔ اس کے بعد کم کرشماتی تقریریں ہوئیں۔ سمبا کے وکیل حنیف جانسن نے کئی تجاویز پیش کیں --زائرین کی گیلری کھچا کھچ بھری ہونی چاہیے، انصاف فراہم کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے۔ عدالت کو دھرنا دیا جانا چاہیے، اور روٹا کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔ مالیاتی اپیل کی ضرورت تھی۔ چمچہ بڑبڑایا

Machine Translated by Google

Jumpy:"کوئی بھی اس کی جنسی جارحیت کی تاریخ کا ذکر نہیں کرتا ہے۔" جمپ نے کندھے اچکائے۔ "کچھ خواتین جن پر اس نے حملہ کیا ہے وہ اس کمرے میں ہیں۔ مثال کے طور پر مشال وہاں پر ہے، دیکھو، اسٹیج کے کونے میں۔ لیکن یہ اس کا وقت یا جگہ نہیں ہے۔ سمبا کا بیل پاگل پن ہے، آپ کہہ سکتے ہیں۔ ، خاندان میں ایک پریشانی۔ ہمارے یہاں جو پریشانی ہے وہ آدمی کے ساتھ ہے۔" دوسرے حالات میں، صلاح الدین کو اس قسم کے بیان کے جواب میں کہنا اچھا لگتا تھا۔ اس نے اعتراض کیا ہوگا، ایک بات کے لیے، کہ جب کسی آدمی پر قتل کا الزام لگایا گیا تو اس کے تشدد کے ریکارڈ کو اتنی آسانی سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ --نیز یہ کہ وہ بالکل مختلف برطانوی حالات میں "دی مین" جیسی امریکی اصطلاحات کا استعمال پسند نہیں کرتے تھے، جہاں غلامی کی کوئی تاریخ نہیں تھی۔ یہ دوسری، زیادہ خطرناک جدوجہد کے گلیمر کو مستعار لینے کی کوشش کی طرح لگ رہا تھا، ایک چیز جو اس نے منتظمین کے تقاریر کو اس طرح کے معنی کے ساتھ وقف کرنے کے فیصلے کے بارے میں بھی محسوس کیا _We Shall Overcome_ -جیسے بھاری بھرکم گانے، اور یہاں تک کہ، پیٹ کی خاطر، Sikelel"iAfrika_.

Nkosi_گویا تمام وجوہات ایک جیسی ہیں، تمام تاریخیں بدلی جا سکتی ہیں۔ --لیکن اس نے ان میں سے کوئی بات نہیں کہی، کیونکہ اس کا سر گھومنا شروع ہو گیا تھا اور اس کے حواس گھومنے لگے تھے، کیونکہ اسے پہلی بار دیا گیا تھا۔ اس کی زندگی میں، اس کی موت کی ایک حیران کن پیشگوئی۔

حنیف جانسن اپنی تقریر ختم کر رہے تھے۔ _جیسا کہ ڈاکٹر سمبا نے لکھا ہے کہ اس معاشرے میں نیا پن انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی عمل سے داخل ہوگا۔ وہ اس بات کا حوالہ دے رہے تھے جسے چمچا نے کیموس کے سب سے مشہور نعروں میں سے ایک کے طور پر پہچانا تھا۔
حنیف کہہ رہے تھے کہ تقریر سے اخلاقی عمل تک کا ایک نام ہے: انسان بننا --اور اب ایک خوبصورت نوجوان برطانوی ایشیائی خاتون جس کی ناک تھوڑی سی دبیز ناک اور ایک گندی، بلیری آواز تھی، باب ڈیلن کے گانے، _the Poor Migrant I Pity_میں شروع ہو رہی تھی۔ ایک اور غلط اور امپورٹڈ نوٹ، یہ: یہ گانا دراصل تارکین وطن کے خلاف مخالفانہ لگ رہا تھا، حالانکہ ایسی لکیریں تھیں جو تاروں سے ٹکراتی تھیں، تارکین وطن کے شیشے کی طرح بکھرنے والے نظاروں کے بارے میں، کہ وہ کس طرح "خون سے اپنا شہر بنانے" پر مجبور تھا۔ جمپی، خون کی ندیوں کی پرانی نسل پرستی کی تصویر کو نئے سرے سے متعین کرنے کی اپنی تصدیقی کوششوں کے ساتھ، اس کی تعریف کرے گا۔ یہ سب چیزیں صلاح الدین نے بہت دور سے محسوس کیں اور سوچیں۔ --کیا ہوا تھا؟ یہ: جب جمپی جوشی نے فرینڈز میٹنگ ہاؤس میں مشال سفیان کی موجودگی کی نشاندہی کی تو صلاح الدین چمچہ نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے دیکھا کہ اس کی پیشانی کے بیچ میں ایک بھڑکتی ہوئی آگ جل رہی ہے۔ اور ایک ہی لمحے میں، دھڑکتے ہوئے، اور برفیلے سائے کو، بہت بڑے پروں کے جوڑے کا محسوس کیا۔ --اس نے دوہری وژن سے وابستہ دھندلا پن کا تجربہ کیا، ایسا لگتا ہے کہ وہ ایک ساتھ دو جہانوں کو دیکھتا ہے۔ ایک روشن روشنی والا، سگریٹ نوشی کی اجازت نہ دینے والا میٹنگ ہال تھا، لیکن دوسرا پریتوں کی دنیا تھی، جس میں عزرائیل، تباہ کن فرشتہ، اس کی طرف جھپٹ رہا تھا، اور ایک لڑکی کی پیشانی خوفناک شعلوں سے جل سکتی تھی۔ --_وہ میرے لیے موت ہے، اس کا یہی مطلب ہے_، چمچا نے ایک دو جہانوں میں سوچا، جب کہ دوسری میں اس نے خود سے کہا کہ بے وقوف نہ بنو؛ کمرہ ان بے وقوف قبائلی بیجز پہنے ہوئے لوگوں سے بھرا ہوا تھا جو بعد میں بہت مشہور ہو گئے تھے، سبز نیون ہالوز، فلوروسینٹ پینٹ سے پینٹ کیے گئے شیطان کے سینگ۔ مشال کے پاس شاید اسپیس ایج کے ردی کا کوئی حصہ تھا۔

Machine Translated by Google

زیورات لیکن اس کے دوسرے نفس نے پھر سے قبضہ کر لیا، _وہ آپ کے لیے حد سے باہر ہے_، اس نے کہا، _ہمارے لیے تمام امکانات کھلے نہیں ہیں۔ دنیا محدود ہے؛ ہماری امیدیں اس کے کنارے پر پھیل جاتی ہیں۔ --جس پر اس کا دل ایکٹ پر آ گیا، باب بوم، بومبا، دبدوم۔

اب وہ باہر تھا، جمپی نے اس پر جھنجھلاہٹ کر رکھی تھی اور پامیلا نے بھی تشویش ظاہر کی۔ "میں وہ ہوں جس کے ساتھ تندور میں روٹا ہوتا ہے،" اس نے پیار کی بدمزاجی کے ساتھ کہا۔ "تمہارے پاس کون سا کاروبار ہے؟" جمپی نے اصرار کیا: "بہتر ہے کہ آپ میرے ساتھ میری کلاس میں آئیں؛ بس خاموشی سے بیٹھیں، اور اس کے بعد میں آپ کو گھر لے جاؤں گا۔" لیکن پامیلا جاننا چاہتی تھی کہ کیا ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ _نہیں، نہیں، میں جمپی کے ساتھ جاؤں گا، میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ وہاں صرف گرمی تھی۔

یے ہوا میرے کپڑے بہت گرم ہیں۔ ایک احمقانہ بات۔ کچھ بھی نہیں_
فرینڈز ہاؤس کے ساتھ ہی ایک آرٹ سینما تھا، اور وہ ایک فلم کے پوسٹر کے ساتھ جھکا ہوا تھا۔ یہ فلم _Mephisto_ تھی، ایک اداکار کی کہانی تھی جسے نازی ازم کے ساتھ تعاون میں مائل کیا گیا تھا۔ پوسٹر میں، اداکار -جرمن اسٹار کلاؤس ماریا برانڈاؤر نے ادا کیا ہے -میفسٹوفیلس کا لباس پہنا ہوا تھا، چہرہ سفید، جسم سیاہ میں لپٹا ہوا تھا، بازو اونچے تھے۔ _Faust_ کی لکیریں اس کے سر کے اوپر کھڑی تھیں: ---پھر تم کون ہو؟ _ _ _اس طاقت کا حصہ، جو سمجھ میں نہیں آتا_، _جو ہمیشہ برے کی مرضی کرتا ہے، اور ہمیشہ اچھے کام کرتا ہے۔

اوو

کھیلوں کے مرکز میں: وہ مشال کی سمت میں خود کو کم ہی دیکھ سکتا تھا۔ (وہ بھی وقت پر سمبا میٹنگ چھوڑ کر کلاس میں چلی گئی تھی۔) --حالانکہ وہ اس پر پوری طرح چھائی ہوئی تھی، _تم واپس آگئے، میں شرط لگاتا ہوں کہ مجھے ملنا ہے، کیا اتنا اچھا نہیں_، وہ شاید ہی کوئی سول لفظ بول سکتا تھا۔ , بہت کم پوچھیں _کیا آپ نے اپنے درمیان میں کوئی چمکیلی چیز پہن رکھی تھی_، کیونکہ وہ اب نہیں تھی، اس کی ٹانگوں کو لات مار رہی تھی اور اس کے لمبے جسم کو موڑ رہی تھی، جو اس کے کالے تیندوے میں چمکتی تھی۔ --یہاں تک کہ، اس میں سرد پن کو محسوس کرتے ہوئے، وہ پیچھے ہٹ گئی، تمام الجھنیں اور زخمی فخر۔

"ہمارا دوسرا ستارہ آج نہیں آیا،" جمپی نے مشقوں میں وقفے کے دوران صلاح الدین سے کہا۔ "مس الیلویا کون، جو ایورسٹ پر چڑھی تھی۔ میرا مطلب آپ دونوں کا تعارف کروانا تھا۔ وہ جانتی ہیں، میرا مطلب ہے، وہ بظاہر جبریل کے ساتھ ہے۔ جبریل فرشتہ، اداکار، آپ کی ساتھی- حادثے میں بچ جانے والی۔"

چیزیں مجھ پر بند ہو رہی ہیں جبریل ہندوستان کی طرح اس کی طرف بڑھ رہا تھا جب، گونڈوانا لینڈ پروٹو براعظم سے غیر پھسل کر لاریشیا کی طرف تیرنے لگا۔ (اس کے دماغ کے عمل، اس نے غائبانہ طور پر پہچان لیا، کچھ عجیب و غریب انجمنوں کے ساتھ آ رہے تھے۔) جب وہ آپس میں ٹکراتے ہیں، تو قوت ہمالیہ کو پھینک دیتی ہے۔ --پہاڑ کیا ہے؟ ایک رکاوٹ؛ ایک ماورائی سب سے بڑھ کر، ایک _.effect_"تم کہاں جا رہے ہو؟" جمپی بلا رہا تھا۔ "میں نے سوچا کہ میں تمہیں لفٹ دے رہا ہوں۔ تم ٹھیک ہو؟"

_میں ٹھیک ہوں. مجھے پیدل چلنا ہے، بس۔
"ٹھیک ہے، لیکن صرف اس صورت میں جب آپ کو یقین ہو۔"
ضرور مشال کی غصہ بھری نظروں کو پکڑے بغیر تیزی سے چلے۔

Machine Translated by Google

. . .گلی میں. جلدی سے چلو، اس غلط جگہ سے، اس پاتال سے۔ --خدا: کوئی فرار نہیں۔ یہاں ایک دکان کے سامنے ہے، ایک دکان ہے جو موسیقی کے آلات فروخت کرتی ہے، ٹرمپیٹس سیکسوفون اوبو، کیا نام ہے؟ --_فیئر ونڈز_، اور یہاں ونڈو میں ایک سستا پرنٹ شدہ بینڈ بل ہے۔ عظیم فرشتہ جبریل کی جلد واپسی کا اعلان کرنا، یہ ٹھیک ہے۔ اس کی واپسی اور زمین کی نجات۔

چلنا۔ جلدی سے چلو
. . .اس ٹیکسی کو سلام۔ (اس کے کپڑے ڈرائیور میں احترام کی ترغیب دیتے ہیں۔) اسکوائر میں چڑھیں کیا آپ کو ریڈیو پر اعتراض ہے۔ کچھ سائنسدان جو اس ہائی جیکنگ میں پھنس گئے اور اپنی آدھی زبان کھو بیٹھے۔ امریکی انھوں نے اسے دوبارہ بنایا، وہ کہتے ہیں، اس کے پچھلے حصے سے گوشت لے کر، میرے فرانسیسی کو معاف کر دو۔ میں خود اپنے کولھوں کے گوشت کا ایک منہ بھی پسند نہیں کروں گا لیکن بیچارے بگر کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔ مضحکہ خیز کمینے۔ کچھ مضحکہ خیز خیالات ملے۔

ریڈیو پر یوجین ڈمس ڈے نے اپنی نئی، بٹکی زبان کے ساتھ فوسل ریکارڈ میں موجود خلاء پر تبادلہ خیال کیا۔ _شیطان نے مجھے خاموش کرنے کی کوشش کی لیکن گڈ لارڈ اور امریکی جراحی کی تکنیک بہتر جانتے تھے۔ یہ خلاء تخلیق کار کی بنیادی فروخت تھے -نکتہ: اگر قدرتی انتخاب سچ تھا، تو وہ تمام بے ترتیب تغیرات کہاں تھے جو غیر منتخب ہو گئے؟ کہاں تھے عفریت -بچے، ارتقاء کے بگڑے ہوئے بچے؟ فوسل خاموش تھے۔

وہاں تین ٹانگوں والے گھوڑے نہیں ہیں۔ ان گیزروں سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیبی نے کہا۔ _میں خود خدا کے ساتھ نہیں رکھتا_ کوئی بات نہیں، چمچا کے شعور کا ایک چھوٹا سا حصہ اس سے متفق تھا۔ یہ تجویز کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ "فوسیل ریکارڈ" کسی قسم کی کامل فائلنگ کابینہ نہیں تھی۔ اور نظریہ ارتقاء ڈارون کے بعد بہت طویل سفر طے کر چکا تھا۔ اب یہ دلیل دی جا رہی تھی کہ انواع میں بڑی تبدیلیاں اس ٹھوکر سے نہیں ہوئیں، جس کا پہلے تصور کیا گیا تھا، بلکہ زبردست، بنیاد پرست چھلانگوں میں ہوا۔ زندگی کی تاریخ دھڑکتی ہوئی پیش رفت نہیں تھی --بالکل انگلش مڈل کلاس کی ترقی --وکٹورین سوچ چاہتی تھی کہ یہ ہو، لیکن پرتشدد، ڈرامائی، مجموعی تبدیلیوں کی چیز: پرانی تشکیل میں، ارتقاء سے زیادہ انقلاب۔ --میں نے کافی سنا ہے، کیبی نے کہا۔ یوجین ڈمس ڈے ایتھر سے غائب ہو گیا، جس کی جگہ ڈسکو میوزک لے لے گا۔ ._Ave atque Vale_

اس دن صلاح الدین چمچہ نے جو بات سمجھی وہ یہ تھی کہ وہ خاموشی کی حالت میں زندگی بسر کر رہا تھا کہ اس میں تبدیلی ناقابل واپسی تھی۔ ایک نئی، تاریک دنیا اس کے لیے کھل گئی تھی (یا: اس کے اندر) جب وہ آسمان سے گرا تھا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ اس نے اپنے پرانے وجود کو دوبارہ بنانے کی کتنی ہی کوشش کی، یہ ایک ایسی حقیقت تھی جو اب اس نے دیکھی تھی، جسے بے ساختہ نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ اسے اپنے سامنے ایک سڑک نظر آ رہی ہے، جو دائیں بائیں کانٹا جاتا ہے۔ اپنی آنکھیں بند کر کے، ٹیکسی کی اپولسٹری کے خلاف واپس آ کر، اس نے بائیں ہاتھ کا راستہ چنا۔

2

درجہ حرارت میں اضافہ جاری ہے؛ اور جب گرمی کی لہر اپنے بلند ترین مقام پر پہنچ گئی، اور وہاں اتنی دیر ٹھہری کہ پورا شہر، اس کی عمارتیں، اس کی آبی گزرگاہیں، اس کے باشندے، خطرناک طور پر پھوڑے کے قریب آگئے، --تب مسٹر۔

بلی بٹوٹا اور اس کی ساتھی ممی مامولیان، حال ہی میں نیویارک کے پینل اتھارٹی کے مہمانوں کے طور پر ایک مدت کے بعد شہر واپس آئے،

Machine Translated by Google

اپنی "گرینڈ کمنگ آؤٹ" پارٹی کا اعلان کیا۔ شہر کے مرکز میں بلی کے کاروباری رابطوں نے اس کے کیس کی سماعت ایک اچھے فیصلے کرنے والے جج کے ذریعے کرنے کا انتظام کیا تھا۔ اس کی ذاتی دلکشی نے ہر اس دولت مند خاتون کو "نشانات" پر آمادہ کیا تھا جن سے اس نے اپنی روح کو شیطان سے دوبارہ خریدنے کے مقصد کے لیے (بشمول مسز سٹرویلپیٹر) معافی کی درخواست پر دستخط کرنے پر آمادہ کیا تھا، جس میں میٹرنز نے اپنے یقین کا اظہار کیا کہ مسٹر

بطوطہ نے ایمانداری کے ساتھ اپنی غلطی سے توبہ کی تھی، اور کہا تھا کہ وہ اب سے اپنے شاندار کاروباری کیریئر پر توجہ مرکوز کرنے کے عزم کی روشنی میں (جس کی سماجی افادیت دولت کی تخلیق اور بہت سے لوگوں کو روزگار کی فراہمی کے حوالے سے ہے، انہوں نے مشورہ دیا کہ یہ بھی ضروری ہے۔ اس کے جرائم کی تخفیف میں عدالت کے ذریعہ غور کیا جائے گا)، اور اس کا مزید عزم کہ وہ مجرمانہ کیپرز کے لیے اپنی کمزوری پر قابو پانے میں اس کی مدد کرنے کے لیے نفسیاتی علاج کے مکمل کورس سے گزرے گا، -کہ قابل جج جیل کی سزا سے کچھ ہلکی سزا پر تصفیہ کرے، خواتین کی رائے میں، "ایک زیادہ مسیحی قسم کے فیصلے کے ذریعے"، "اس طرح کی قید کا بنیادی مقصد یہاں بہتر طریقے سے پورا کیا جا رہا ہے۔" ممی، جو بلی کی محبت میں دھوکہ دہی سے زیادہ نہیں ہے، کو معطل سزا سنائی گئی تھی۔ بلی کے لیے یہ ملک بدری تھا، اور ایک سخت جرمانہ، لیکن یہاں تک کہ جج کی جانب سے بلی کے وکیل کی اس درخواست پر رضامندی سے یہ کافی کم ہو گیا کہ اس کے مؤکل کو رضاکارانہ طور پر ملک چھوڑنے کی اجازت دی جائے، بغیر اس کے پاسپورٹ پر ملک بدری کے حکم کی مہر لگائی جائے۔ ایک ایسی چیز جس سے اس کے بہت سے کاروباری مفادات کو بہت نقصان پہنچے گا۔ فیصلے کے چوبیس گھنٹے بعد بلی اور ممی واپس لندن میں تھے، کراکفورڈ میں اس کا ذکر کیا، اور اس عجیب و غریب موسم کی پارٹی بننے کا وعدہ کرنے والے فینسی دعوتی کارڈ بھیجے۔ ان میں سے ایک کارڈ مسٹر ایس ایس سیسوڈیا کی مدد سے ایللویا کون اور جبریل فرشتہ کی رہائش گاہ تک پہنچا۔ ایک اور شخص، تھوڑی دیر سے، صلاح الدین چمچا کے اڈے پر پہنچا، پرجوش جمپی کے دروازے کے نیچے سے پھسل گیا۔ (ممی نے پاملا کو مدعو کرنے کے لیے بلایا تھا، اپنی معمول کی سیدھی بات کے ساتھ مزید کہا: "کوئی خیال ہے کہ آپ کا وہ شوہر کہاں تک پہنچ گیا ہے؟" -جس کا پاملا نے انگریزی میں عجیب و غریب جواب دیا، -_yes er but_ممی نے پوری کہانی سنائی۔ اس نے آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں، جو کہ برا نہیں تھا، اور فاتحانہ انداز میں یہ نتیجہ اخذ کیا: "ایسا لگتا ہے کہ آپ کی زندگی نظر آ رہی ہے، پام۔ ان دونوں کو لے آؤ؛ کسی کو بھی لے آؤ۔ یہ کافی سرکس ہونے والا ہے۔")

پارٹی کا مقام سسودیا کی ناقابل فہم کامیابیوں میں سے ایک تھا: شیپرٹن فلم اسٹوڈیوز میں دیو ہیکل ساؤنڈ اسٹیج خریدا گیا تھا، بظاہر بغیر کسی قیمت کے، اور مہمان اس قابل ہو جائیں گے، اس لیے، اس کی دوبارہ تخلیق میں اپنی خوشی سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔ Dickensianلندن جو اندر کھڑا تھا۔ عظیم مصنف کے آخری مکمل ہونے والے ناول کا میوزیکل موافقت، جس کا نام _!Friend_رکھا گیا، جس میں موسیقی کے اسٹیج کے مشہور جینئس مسٹر جیریمی بینتھم کی کتاب اور دھن کے ساتھ، ویسٹ اینڈ اور براڈوے پر ایک بہت بڑا ہٹ ثابت ہوا، اس کے باوجود اس کے کچھ مناظر کی مکروہ نوعیت؛ اب، اس کے مطابق، ،_The Chums_جیسا کہ یہ کاروبار میں جانا جاتا تھا، ایک بڑے بجٹ کی فلم پروڈکشن کا اعزاز حاصل کر رہا تھا۔ "پیپی پی آر لوگ،"

Machine Translated by Google

سسودیا نے فون پر جبریل سے کہا، "سوچئے کہ ایسا فُفُک، ،_function_جو سب سے زیادہ اسٹا اسٹا اسٹا اسٹا اسٹا اسٹا اسٹا اسٹا اسٹوڈڈ ہونا ہے، ان کی مہم جوئی کے لیے اچھا ہوگا۔"

مقررہ رات آگئی: خوفناک گرمی کی رات۔

اوو

شیپرٹن! --پامیلا اور جمپی پہلے ہی یہاں موجود ہیں، پامیلا کے ایم جی کے پروں پر پیدا ہوئے، جب چمچا، اپنی کمپنی کو حقیر سمجھتے ہوئے، ان کوچز کے بیڑے میں سے ایک میں پہنچے جو شام کے میزبانوں نے ان مہمانوں کے لیے دستیاب کرائے تھے جو کسی بھی وجہ سے چلانے کی خواہش رکھتے تھے۔ چلانے کے مقابلے میں. --اور کوئی اور بھی --وہ جس کے ساتھ ہمارا صلاح الدین زمین پر گرا --آ گیا ہے ۔ اندر گھوم رہا ہے. --چمچہ میدان میں داخل اور حیران ہے. --یہاں لندن کو تبدیل کر دیا گیا ہے -- نہیں، _کنڈینسڈ_، --فلم کی ضروریات کے مطابق۔ --کیوں، یہاں سٹوکونیا آف دی وینیرنگز ہیں، وہ چوکر نئے، اسپِک اور اسپین والے نئے لوگ، جو پورٹ مین اسکوائر سے متصل حیران کن طور پر پڑے ہیں، اور سایہ دار زاویہ جس میں مختلف پوڈ اسنیپ ہیں۔ --اور بدتر: دیکھو بوفنز بوور کے ڈسٹ مین کے ٹیلے، قیاس ہے کہ ہولوے کے قریب کے علاقے میں، البانی میں، ویسٹ اینڈ کے بہت ہی دل میں واقع فیسینیشن فلیجبی کے کمروں پر اس مختصر شہر میں پھیل رہے ہیں! --لیکن مہمانوں کو بڑبڑانا نہیں آتا۔ دوبارہ پیدا ہونے والا شہر، یہاں تک کہ دوبارہ ترتیب دیا گیا، پھر بھی سانس لیتا ہے۔ خاص طور پر اس وسیع اسٹوڈیو کے اس حصے میں جہاں سے دریا کی ہوائیں چلتی ہیں، دریا جس میں دھند اور گیفر ہیکسام کی کشتی، دو پلوں کے نیچے سے بہتی ہوئی ٹیمز، ایک لوہے کا، ایک پتھر کا۔ --اس کے کناروں پر مہمانوں کے ہم جنس پرستوں کے قدم پڑتے ہیں۔ اور وہاں سوگوار، دھندلی، بدصورت نوٹ کے قدموں کی آوازیں آتی ہیں۔ ایک خشک آئس مٹر سوپر سیٹ پر اٹھتا ہے۔

معاشرے کے عظیم افراد، فیشن ماڈلز، فلمی ستارے، کارپوریشن کے بڑے بڑے، معمولی شاہی شخصیات، کارآمد سیاست دان اور اس طرح کے لوگ ان جعلی گلیوں میں گھل مل جاتے ہیں اور "حقیقی" مہمانوں کی طرح پسینے سے لبریز مرد و خواتین کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ شہر کے طور پر جعلی: مدت کے لباس میں ایکسٹرا کرایہ کے ساتھ ساتھ فلم کے سرکردہ کھلاڑیوں کا انتخاب۔ چمچا، جو اسے دیکھتے ہی سمجھتا ہے کہ یہ ملاقات اس کے سفر کا پورا مقصد ہے، جس حقیقت کو وہ اس لمحے تک اپنے آپ سے دور رکھنے میں کامیاب رہا ہے، -جبریل کو بڑھتے ہوئے ہجوم میں دیکھتا ہے۔

ہاں: وہاں، لندن برج پر جو پتھر کا ہے، بلا شبہ جبریل! --اور یہ اس کا الیلویا، اس کا آئس کوئین کون ہونا چاہیے! --کتنا دور کا اظہار اس نے پہنا ہوا ہے، وہ کس طرح بائیں طرف چند ڈگریوں کی فہرست دیتا ہے؛ اور وہ اس پر کیسا پیار کرتی نظر آتی ہے -- کس طرح ہر کوئی اسے پسند کرتا ہے: کیونکہ وہ پارٹی میں سب سے بڑے لوگوں میں سے ہے، بٹوٹا اس کے بائیں طرف، سسودیا ایلی کے دائیں طرف، اور یہ سب کچھ ایسے چہروں کے بارے میں ہے جو پیرو سے لے کر اب تک پہچانے جائیں گے۔ ٹمبکٹو! -- چمچا ہجوم کے درمیان جدوجہد کرتا ہے، جو پل کے قریب پہنچتے ہی گھنے ہوتا جاتا ہے۔ لیکن وہ پرعزم ہے -جبریل، وہ جبریل تک پہنچے گا! --جب جھانجھ کے تصادم کے ساتھ اونچی آواز میں میوزک بجتا ہے تو مسٹر میں سے ایک۔

بینتھم کی لافانی، شو اسٹاپنگ دھنیں، اور ہجوم کے حصے سرخ جیسے

Machine Translated by Google

بنی اسرائیل کے سامنے سمندر۔ --چمچہ، توازن سے باہر، لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتا ہے، ایک جعلی آدھی لکڑی کی عمارت کے خلاف جدا ہونے والے ہجوم سے کچل دیا جاتا ہے --اور کیا؟ -تجسس کی دکان؛ اور، اپنے آپ کو بچانے کے لیے، اندر ہی پیچھے ہٹ جاتا ہے، جب کہ موب کیپس اور فریلی بلاؤز میں ملبوس خواتین کا ایک بہت بڑا گانا گاتا ہے، جس کے ساتھ چولہے والے ٹوپی والے مردوں کی کافی مقدار ہوتی ہے، دریا کے کنارے گلیوں میں گھومتی ہوئی آتی ہے، ان سب کے لیے گانا گاتی ہے جس کے لیے ان کی قیمت ہوتی ہے۔

_ہمارا باہمی دوست کیسا ساتھی ہے؟ __اس کا کیا ارادہ ہے؟ __کیا وہ اس قسم کا ساتھی ہے جس پر ہم انحصار کرسکتے ہیں؟ _ _وغیرہ۔ "یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے،" اس کے پیچھے ایک عورت کی آواز آئی، "لیکن جب ہم --Cتھیٹر میں شو کر رہے تھے، تو کاسٹ کے درمیان ہوس کی آگ بھڑک اٹھی؛ میرے تجربے میں یہ بالکل بے مثال ہے۔ . لوگوں نے پروں میں شہنائیوں کی وجہ سے اپنے اشارے کھونے شروع کر دیے۔"

اس کا مشاہدہ کرنے والا، جوان، چھوٹا، بکسوم، ناخوشگوار، گرمی سے نم، شراب سے لتھڑا ہوا، اور ظاہر ہے کہ وہ اس لذیذ بخار کی گرفت میں ہے جس کے بارے میں وہ بولتی ہے۔ --"کمرے" میں روشنی بہت کم ہے، لیکن وہ اس کی آنکھ میں چمک پیدا کر سکتا ہے۔ "ہمارے پاس وقت ہے،" اس نے بات جاری رکھی--

کے --حقیقت میں "اس لاٹ ختم ہونے کے بعد مسٹر پوڈسنیپ کا سولو ہے۔" اس کے بعد، خود کو میرین انشورنس ایجنٹ کے ایک ماہرانہ پیروڈی میں ترتیب دیتے ہوئے، وہ خود کو طے شدہ میوزیکل پوڈسناپری کے اپنے ورژن میں شروع کرتی ہے: _ہماری ایک بھرپور زبان ہے_، _ایک زبان جو اجنبیوں کے لیے کوشش کر رہی ہے_؛ _ہماری پسندیدہ قوم ہے_، _بہترین، اور خطرات سے محفوظ_ ہے۔

. .

اب، Rex-Harrisonianتقریری گانے میں، وہ ایک غیر مرئی غیر ملکی کو مخاطب کرتی ہے۔
"اور آپ کو لندن کیسے پسند ہے؟ --'امین امیر؟' --بہت زیادہ امیر، ہم کہتے ہیں۔ ہمارے انگریزی فعل مونگ میں ختم نہیں ہوتے۔ --اور سر، کیا آپ کو ہمارے برطانوی آئین کے بہت سے شواہد دنیا کے شہر لندن، لندن، لندن کی گلیوں میں ملتے ہیں؟ --میں چاہوں گا وہ کہتی ہیں، پھر بھی پوڈسناپنگ، "کہ انگریزوں میں خوبیوں، شائستگی، ایک آزادی، ایک ذمہ داری، ایک آرام کا مجموعہ ہے، جسے کوئی زمین کی قوموں میں بے کار تلاش کرے گا۔"

مخلوق ان سطروں میں سے اپنے آپ کو پہنچاتے ہوئے چمچا کے قریب آ رہی ہے۔ ،unfastening --جبکہ، اس کے بلاؤز؛ -اور وہ، منگوز اپنے کوبرا کے پاس، وہیں کھڑا ہے؛ جب وہ، ایک سڈول دائیں چھاتی کو بے نقاب کرتے ہوئے، اور اسے پیش کرتے ہوئے، اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس نے اس پر -شہری فخر کے ایک عمل کے طور پر، -لندن کا نقشہ، کم نہیں، سرخ جادوئی نشان میں، دریا تمام نیلے رنگ میں. شہر نے اسے طلب کیا؛ --لیکن وہ، مکمل طور پر ڈکینسیئن روتے ہوئے، کیوریوسٹی شاپ سے باہر نکل کر گلی کے پاگل پن کی طرف دھکیل دیتا ہے۔

جبریل اسے لندن برج سے براہ راست دیکھ رہا ہے۔ ان کی آنکھیں --یا ایسا لگتا ہے کہ چمچا --ملیں۔ جی ہاں: جبریل اٹھاتا ہے، اور لہراتا ہے، ایک غیر پرجوش بازو۔

Machine Translated by Google

اوو

اس کے بعد کیا المیہ ہے۔ --یا، کم از کم المیے کی بازگشت، مکمل خونی اصلیت جدید مردوں اور عورتوں کے لیے دستیاب نہیں، اس لیے کہا جاتا ہے۔ -
-ہمارے انحطاط پذیر، تقلید کے اوقات کے لیے ایک برلیسک، جس میں مسخرے وہی کام دوبارہ کرتے ہیں جو پہلے ہیروز اور بادشاہوں نے کیا تھا۔ --ٹھیک ہے، پھر، ایسا ہی ہو۔ -جو سوال یہاں پوچھا گیا ہے وہ اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ پہلے تھا: جو ہے، برائی کی نوعیت، یہ کیسے پیدا ہوتی ہے، کیوں بڑھتی ہے، یہ کس طرح ایک طرفہ انسانی روح پر یکطرفہ قبضہ کر لیتی ہے۔ یا، ہم کہتے ہیں: Iagoکا معمہ۔

ادب کے لیے یہ نامعلوم نہیں ہے -تھیٹر کے ماہرین، کردار سے شکست کھا کر، اپنے اعمال کو "بے مقصد بدتمیزی" سے منسوب کرنا۔ برائی برائی ہے اور برائی کرے گا، اور بس۔ سانپ کا زہر اس کی تعریف ہے۔ -ٹھیک ہے، اس طرح کے جھکاؤ یہاں جمع نہیں ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ میرا چمچہ وینس کا قدیم نہ ہو، میرا حلیف ڈیسڈیمونا نہ ہو، فرشتہ مور کے لیے کوئی مقابلہ نہ ہو، لیکن وہ کم از کم ایسی وضاحتوں میں ملبوس ہوں گے جس کی میری سمجھ سے اجازت ہو گی۔ --اور اس طرح، اب جبریل سلام میں لہراتے ہیں۔ چمچہ قریب آتا ہے؛ پردہ تاریک ہونے کے مرحلے پر اٹھتا ہے۔

اوو

آئیے پہلے دیکھیں کہ یہ صلاح الدین کتنا الگ تھلگ ہے۔ اس کا واحد رضامند ساتھی ایک نشے میں دھت اور نقش نگاری کے لحاظ سے بوسیدہ اجنبی ہے، وہ پارٹی کے اس ہجوم کے ذریعے تنہا جدوجہد کرتا ہے جس میں تمام افراد ایک دوسرے کے دوست نظر آتے ہیں (اور نہیں ہیں)؛ --جب کہ لندن برج پر فرشتہ کھڑا ہے، جو مداحوں سے گھیرے ہوئے ہے، ہجوم کے بالکل مرکز میں؛ اور، اگلا، آئیے چمچا پر اثر کی تعریف کرتے ہیں، جس نے انگلستان کو اپنی کھوئی ہوئی انگریز بیوی کی شکل میں پیار کیا، --فریشتا کی طرف سے ایلیلیویا کون کی طرف سے سنہری، پیلا اور برفانی موجودگی؛ وہ گزرتے ہوئے ویٹر کی ٹرے سے گلاس چھینتا ہے، شراب تیزی سے پیتا ہے، دوسرا لیتا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ، دور ایلی میں، اس کا پورا نقصان۔ اور دوسرے طریقوں سے، جبریل تیزی سے صلاح الدین کی شکستوں کا مجموعہ بنتا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس وقت، ایک اور غدار ہے۔ میمنے کی طرح ملبوس، ففٹی پلس اور اٹھارہ سالہ بوڑھے کی طرح اپنی پلکوں کو بلے ہوئے، چمچا کا ایجنٹ ہے، چارلی سیلرز کا شکوہ۔ --آپ اسے ٹرانسلوینیائی خون چوسنے والے سے تشبیہ نہیں دیں گے، کیا آپ، چارلی، غصے سے دیکھنے والا اندر سے روتا ہے؛ --اور دوسرا گلاس پکڑ لیا؛ --اور دیکھتا ہے، اس کے نچلے حصے میں، اس کی اپنی گمنامی، دوسرے کے برابر کی مشہور شخصیت، اور تقسیم کی عظیم ناانصافی؛ خاص طور پر --وہ تلخی سے عکاسی کرتا ہے --کیونکہ جبریل، لندن کا فاتح، دنیا میں اب اپنے قدموں پر گرتا ہوا نہیں دیکھ سکتا! --کیوں، کمینے نے ہمیشہ اس جگہ پر طنز کیا، مناسب لندن، ولایت، انگریز، سپونو، یہ کیسی ٹھنڈی مچھلیاں ہیں، قسم کھاتا ہوں؛ -چمچہ، ہجوم میں سے بے ساختہ اس کی طرف بڑھ رہا ہے، ایسا لگتا ہے، _ابھی_، فرشتہ کے چہرے پر وہی طنز، وہ الٹے پوڈس نیپ کا طعنہ، جس کے لیے ہر چیز انگریزی تعریف کے بجائے طنز کے لائق ہے۔ اے خدا، اس کا ظلم کہ وہ صلاح الدین، جس کا مقصد اور صلیبی جنگ اس بستی کو اپنا بنانا تھا، اسے اپنے حقیر حریف کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے دیکھنا پڑے۔ -تو وہاں ہے

Machine Translated by Google

یہ بھی: چمچہ فرشتہ کے جوتوں میں کھڑا ہونا چاہتا ہے، جب کہ اس کے اپنے جوتے جبریل کے لیے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے۔

ناقابل معافی کیا ہے؟
چمچہ، روزا ڈائمنڈ کے اولوں میں ان کی کھردری جدائی کے بعد پہلی بار فرشتہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا، دوسرے کی آنکھوں میں عجیب خالی پن دیکھ کر، پہلے والی خالی پن کو زبردست قوت سے یاد کرتا تھا، جبریل سیڑھیوں پر کھڑا تھا اور کچھ نہیں کر رہا تھا جب وہ، چمچا، سینگ بجا رہا تھا۔ اور اسیر، رات میں گھسیٹا گیا۔ اور نفرت کی واپسی کو محسوس کرتا ہے، محسوس کرتا ہے کہ یہ اسے نیچے سے اوپر تک تازہ سبز پتوں سے بھرتا ہے، _بہانوں کی کوئی پرواہ نہ کریں_، یہ روتا ہے، _تخفیف کے ساتھ جہنم میں جاتا ہے اور اس نے کیا کیا ہے؛ جو معافی سے بالاتر ہے وہ اس سے آگے ہے۔ آپ سوراخ کے سائز سے اندرونی چوٹ کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔

تو: جبریل فرشتہ، جسے چمچہ نے مقدمے میں ڈالا، نیویارک میں ممی اور بلی کے مقابلے میں زیادہ مشکل سفر حاصل کرتا ہے، اور اسے ناقابل معافی چیز کے لیے، ہمیشہ کے لیے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ جس سے جو ہوتا ہے، پیروی کرتا ہے۔ --لیکن ہم خود کو اس حتمی، اس ناقابل معافی جرم کی اصل نوعیت کے بارے میں کچھ دیر قیاس کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ -کیا واقعی یہ ہو سکتا ہے، روزا کی سیڑھیوں پر اس کی خاموشی؟ --یا کیا یہاں گہری ناراضگی، گرفتیں ہیں جن کے لیے یہ نام نہاد بنیادی وجہ، حقیقت میں، ایک متبادل، ایک محاذ سے زیادہ نہیں ہے؟ -کیونکہ کیا وہ متضاد نہیں ہیں، یہ دونوں، ایک دوسرے کا سایہ ہیں؟

-ایک اجنبیت میں تبدیل ہونے کی کوشش کرتا ہے جس کی وہ تعریف کرتا ہے، دوسرا حقارت کے ساتھ، تبدیلی کو ترجیح دیتا ہے۔ ایک، ایک بدقسمت ساتھی جو لگتا ہے کہ مسلسل غیر ارتکاب جرم کی سزا پاتا ہے، دوسرا، ایک اور سب کے ذریعہ فرشتہ کہلاتا ہے، انسان کی قسم جو ہر چیز سے بچ جاتا ہے۔ --ہم چمچا کو زندگی سے کچھ کم ہونے کے طور پر بیان کر سکتے ہیں --سائز لیکن بلند آواز، بے ہودہ جبریل، بغیر کسی سوال کے، زندگی سے بڑا ایک اچھا سودا ہے، ایک ایسا تفاوت جو چمچہ میں آسانی سے نو پروکرسٹین خواہشات کو متاثر کر سکتا ہے: فرشتہ کو سائز تک کاٹ کر خود کو پھیلانا۔

ناقابل معافی کیا ہے؟
اگر کسی شخص پر بھروسہ نہ ہو تو _مکمل طور پر جانے_ جانے کی لرزہ خیز ننگی پن نہیں تو کیا ہوگا؟ اور کیا جبرئیل نے صلاح الدین چمچہ کو ان حالات میں نہیں دیکھا -ہائی جیک، گرنا، گرفتاری -جس میں نفس کے راز کھلے کھلے کھلے تھے؟

تو پھر. -کیا ہم اس کے قریب آ رہے ہیں؟ کیا ہمیں یہ بھی کہنا چاہئے کہ یہ دونوں بنیادی طور پر "خود کی مختلف _قسم_ ہیں؟ کیا ہم اس بات سے اتفاق نہیں کریں گے کہ جبرئیل نے اپنے تمام اسٹیج -نام اور پرفارمنس کے لیے؛ اور نئے سرے سے پیدا ہونے والے نعروں کے باوجود، نئی شروعات، -- ؛nnetamorphosesکی خواہش کی ہے؟ رہنے کے لیے، بڑی حد تک، _مسلسل_ -یعنی اپنے ماضی سے جڑا اور پیدا ہوا؛ -کہ اس نے نہ قریب ترین بیماری کا انتخاب کیا اور نہ ہی زوال کو منتقل؛ کہ حقیقت میں، وہ ہر چیز سے بڑھ کر ڈرتا ہے۔ بدلی ہوئی حالتوں میں جس میں اس کے خواب آتے ہیں، اور اس کے جاگتے ہوئے نفس کو مغلوب کر دیتے ہیں، اسے وہ فرشتہ جبریل بنا دیتے ہیں کہ اس کی کوئی خواہش نہیں ہے؛ --تاکہ وہ اب بھی ایک نفس ہے۔

Machine Translated by Google

تسلسل ہمارے موجودہ مقابلہ کے لیے تاریخ کے خلاف طور پر پیش کر سکتے ہیں. کیا ہے جو صلاح الدین چمچہ کو مختلف متصادم "جھوٹا" بناتی ہے؟ اور کیا ہم یہ نہ کہیں کہ یہ خود کی جھوٹی ہے جو چمچہ میں ایک بدتر اور گہری جھوٹ کو ممکن بناتی ہے -- اس کو "برائی" کہو --اور یہ سچائی ہے، دروازہ جو اس میں کھلا تھا۔ اس کے زوال سے؟ --جب کہ جبریل کو، ہماری قائم کردہ اصطلاحات کی منطق کی پیروی کرنے کے لیے، اپنے تمام تر اتار چڑھاؤ کے لیے، ایک غیر ترجمہ شدہ آدمی کے لیے _رہنے کی خواہش کی وجہ سے "اچھا" سمجھا جانا چاہیے۔

--لیکن، اور پھر لیکن: ایسا لگتا ہے، کیا یہ خطرناک طور پر ایک جان بوجھ کر غلط فہمی کی طرح نہیں لگتا؟ -اس طرح کے امتیازات، جیسا کہ وہ خود کے خیال پر آرام کرتے ہیں (مثالی طور پر) یکساں، غیر ہائبرڈ، "خالص"، -ایک بالکل شاندار تصورا! - نہیں کر سکتا، نہیں ہونا چاہیے، کافی ہے۔ نہیں! آئیے اس کے بجائے ایک اور بھی مشکل بات کہتے ہیں: کہ برائی ہماری سطح کے نیچے اتنی دور نہیں ہوسکتی ہے جتنی ہم اسے کہنا چاہتے ہیں۔ --کہ، درحقیقت، ہم اس کی طرف _قدرتی طور پر_ گرتے ہیں، یعنی اپنی فطرت کے خلاف نہیں_ --اور وہ صلاح الدین چمچہ جبریل فرشتہ کو تباہ کرنے کے لیے نکلا کیونکہ آخر کار یہ کرنا بہت آسان ثابت ہوا۔ برائی کی اصل اپیل وہ موہک آسانی ہے جس کے ساتھ کوئی اس راستے پر چل سکتا ہے۔ (اور، ہم آخر میں، واپسی کے بعد کے ناممکنات کو شامل کرتے ہیں۔)

تاہم، صلاح الدین چمچہ ایک آسان لائن پر اصرار کرتے ہیں۔ "روزا ڈائمنڈ کے گھر پر یہ اس کی غداری تھی؛ اس کی خاموشی، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"
اس نے جعلی لندن برج پر قدم رکھا۔ قریبی سرخ اور سفید دھاری والے کٹھ پتلیوں کے بوتھ سے، مسٹر پنچ --جوڈی کو مارتے ہوئے --اسے پکارتے ہیں: _یہ کرنے کا طریقہ یہی ہے! _جس کے بعد جبریل نے بھی سلام کہا، الفاظ کا جوش ختم ہو گیا۔ آواز کی متضاد بے ترتیبی سے: "اسپونو، یہ تم ہو؟ تم خونی شیطان ہو، تم وہاں ہو، زندگی سے بڑا، یہاں آؤ، تم سالاد بابا، بوڑھے چمچ۔"

اوو

ایسا ہوا: جس لمحے صلاح الدین چمچہ ایلی کون کے کافی قریب پہنچا اور اس کی آنکھوں سے کچھ ٹھنڈا ہوا، اس نے محسوس کیا کہ جبریل سے اس کی پیدائشی عداوت اس کی طرف بڑھ رہی ہے، اس کے درجے کے صفر سے جہنم میں نظر آنے کے ساتھ۔ کائنات کے کچھ عظیم، خفیہ اسرار سے پرہیز کرنے کی ہوا؛ نیز، اس کے اس معیار کے بارے میں جسے وہ بعد میں _wilderness_ کے بارے میں سوچے گا، ایک سخت، ویرل چیز، غیر سماجی، خود ساختہ، ایک جوہر۔ اسے اتنا پریشان کیوں کیا؟ کیوں، اس سے پہلے کہ وہ اپنا منہ کھولتی، کیا اس نے اسے دشمن کا حصہ قرار دیا تھا؟

شاید اس لیے کہ وہ اسے چاہتا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ خواہش کی، جو اس نے اس کی اندرونی یقین کے لیے لی۔ جس کی کمی، اس نے اس سے حسد کیا، اور جس چیز سے وہ حسد کرتا تھا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اگر محبت محبوب جیسا بننے کی تڑپ ہے، تو نفرت، یہ کہا جانا چاہیے، اسی خواہش سے جنم لے سکتا ہے، جب یہ پورا نہیں ہو سکتا۔

یہ ہوا: چمچا نے ایک ایلی ایجاد کیا، اور اس کے افسانے کا مخالف بن گیا۔ . . اس نے اس میں سے کچھ نہیں دکھایا۔ وہ مسکرایا، ہاتھ ملایا، خوش ہوا۔

Machine Translated by Google

اس سے ملنے کے لیے؛ اور جبریل کو گلے لگا لیا۔ _میں اس کی پیروی کرتا ہوں تاکہ اس پر اپنی باری کی خدمت کروں_ ایلی، کچھ بھی شک نہیں، خود کو معاف کر دیا. ان دونوں کے پاس پکڑنے کے لیے بہت کچھ ہونا چاہیے، اس نے کہا۔ اور، جلد واپسی کا وعدہ کرتے ہوئے، روانہ ہو گیا: بند، جیسا کہ اس نے کہا، دریافت کرنا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک یا دو قدم کے لیے ہلکی سی ہٹ گئی تھی۔ پھر رکا، اور زور سے چل دیا۔ ان چیزوں میں سے جو وہ اس کے بارے میں نہیں جانتا تھا اس کا درد تھا۔

یہ نہ جانتے ہوئے کہ جبریل علیہ السلام اس کے سامنے کھڑے تھے، آنکھوں سے دور اور ان کے سلام میں بے تکلفی، انتہائی دھیان سے طبی نگرانی میں تھے۔ --یا یہ کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر، کچھ ایسی دوائیں لینے پر مجبور تھا جو اس کے حواس کو کمزور کر دیتی ہیں، کیونکہ اس کی بے نام بیماری کے دوبارہ ہونے کے حقیقی امکان کی وجہ سے، یعنی پیرانائیڈ شیزوفرینیا؛ --یا یہ کہ اسے ایلی کے مکمل اصرار پر، فلمی لوگوں سے دور رکھا گیا تھا جن پر وہ اپنے آخری ہنگامے کے بعد سے سختی سے اعتماد میں آئی تھی۔ --یا یہ کہ بطوطہ --مامولین پارٹی میں ان کی موجودگی ایک ایسی چیز تھی جس کی وہ دل و جان سے مخالفت کر رہی تھی، صرف اس خوفناک منظر کے بعد قبول ہو گئی تھی جس میں جبریل نے گرج کر کہا تھا کہ اسے مزید قیدی نہیں رکھا جائے گا، اور وہ اپنی "حقیقی زندگی" میں دوبارہ داخل ہونے کے لیے مزید کوشش کرنے کے لیے پرعزم تھا۔ --یا یہ کہ ایک پریشان عاشق کی دیکھ بھال کرنے کی کوشش جو ریفریجریٹر میں الٹا لٹکتے ہوئے چھوٹے چمگادڑوں کی طرح دیکھنے کے قابل تھی، نے ایلی کو ایک پتلی قمیض پہنا دی تھی، جس نے اسے نرس، قربانی کا بکرا اور بیساکھی کے کرداروں پر مجبور کیا تھا۔ -اس سے، مجموعی طور پر، اس کی اپنی پیچیدہ اور پریشان کن فطرت کے خلاف کام کرنے کا مطالبہ؛ -اس میں سے کچھ بھی نہ جانتے ہوئے، یہ سمجھنے میں ناکام رہے کہ جبریل جس کی طرف وہ دیکھ رہا تھا، اور یقین کرتا تھا کہ اس نے دیکھا ہے، جبریل ان تمام خوش نصیبی کا مجسمہ ہے جس کا فقدان چمچہ کے پاس تھا، اتنا ہی اس کی مخلوق تھی۔ فینی، اتنا ہی ایک افسانہ، جتنا کہ اس نے ایجاد کیا تھا-- ناراض ایلی، وہ کلاسک ڈراپ-- مردہ سنہرے بالوں والی یا فیم فیٹل جو اس کے حسد زدہ، اذیت ناک، اوریسٹیئن تخیل سے پیدا ہوا، -صلاح الدین اپنی لاعلمی میں، اس کے باوجود، محض موقع سے گھس گیا، جبریل کے بکتر میں جھنجھلاہٹ (بالکل کسی حد تک ،quixoticاور یہ سمجھ گیا کہ اس کے نفرت انگیز دوسرے کس طرح تیزی سے بے ساختہ ہو سکتے ہیں۔

جبریل کے سوالیہ سوال نے آغاز کر دیا۔ سکون آور ادویات کے ذریعے چھوٹی چھوٹی باتوں تک محدود رہتے ہوئے، اس نے مبہم انداز میں پوچھا: "اور بتاؤ، تمہاری خیرخواہ کیسے ہے؟" جس پر چمچہ، اس کی زبان شراب سے ڈھیلی پڑی، باہر نکلا: "کیسے؟ دستک ہوئی۔
.Enceinteبہت اچھے بچے کے ساتھ۔" سوپوریفک جبریل نے اس تقریر میں تشدد کو یاد کیا، غائبانہ طور پر چمکتے ہوئے، صلاح الدین کے کندھوں کے گرد بازو رکھا۔
"شاباش، مبارک،" اس نے مبارکباد پیش کی۔ "اسپونو! تیز رفتار کام۔"

"اس کے پریمی کو مبارک ہو،" صلاح الدین نے غصے سے کہا۔ "میرا پرانا دوست، جمپی جوشی۔
اب وہاں، میں اسے تسلیم کرتا ہوں، ایک آدمی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ خواتین جنگلی ہو جاتی ہیں۔ خدا جانے کیوں۔
وہ اس کے خدا کے بچے چاہتے ہیں اور وہ اس سے رخصت مانگنے کا انتظار بھی نہیں کرتے ہیں۔"
"مثال کے طور پر کون؟" جبریل چیختا ہے، سر گھماتا ہے اور چمچہ حیرت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ "کون کون کون؟" اس نے چیخ ماری، ٹپسی ہنسی کی وجہ سے۔ صلاح الدین چمچہ بھی ہنسا: لیکن خوشی کے بغیر۔ "میں آپ کو بتاؤں گا کہ کون ہے؟

Machine Translated by Google

میری بیوی مثال کے طور پر، وہ کون ہے۔ وہ کوئی خاتون نہیں، فرشتہ، جبریل صاحب۔
پامیلا، میری نولاڈی بیوی۔"

اسی لمحے، جیسا کہ قسمت نے کیا، --جبکہ صلاح الدین اپنے کپوں میں اس کے الفاظ کا جبریل پر کیا اثر ہو رہا تھا، اس سے بالکل بے خبر تھا --جس کے لیے دو تصویریں دھماکہ خیز طریقے سے اکٹھی ہو گئی تھیں، پہلی ریکھا مرچنٹ کی اس کی اچانک یاد تھی۔ ایک اڑتے ہوئے قالین پر اسے علی کی خفیہ خواہش کے بارے میں متنبہ کیا گیا تھا کہ وہ باپ کو بتائے بغیر بچہ پیدا کرے، ـجو بیج سے پودے لگانے کی اجازت طلب کرتا ہےـ، اور دوسرا مارشل آرٹس کے انسٹرکٹر کے جسم کا تصور کرنا جس میں اعلیٰ کِکنگ کارنالٹی میں شامل تھا۔ وہی مس الیلویا کون، --جمپی جوشی کی شخصیت کو "ساؤتھ وارک برج" کو کچھ مشتعل حالت میں پار کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا، --درحقیقت پامیلا کا شکار کر رہی تھی، جس سے وہ ڈکنشین گانے کے اسی رش کے دوران الگ ہو گئی تھی۔ جس نے صلاح الدین کو کیوروسٹی شاپ میں نوجوان عورت کے میٹروپولیٹن سینوں کی طرف دھکیل دیا تھا۔ "شیطان کی بات،" صلاح الدین نے اشارہ کیا۔ "وہاں کمینے جاتا ہے۔" وہ جبرائیل کی طرف متوجہ ہوا لیکن جبرئیل جا چکے تھے۔ ایلی کون دوبارہ نمودار ہوا، غصے میں، جنونی۔ "وہ کہاں ہے؟ عیسیٰ! کیا میں اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں چھوڑ سکتا؟ کیا تم اس پر اپنی آنکھیں نہیں رکھ سکتے تھے؟"

"کیوں، کیا بات ہے؟" لیکن اب ایلی ہجوم میں ڈوب گئی تھی کہ جب چمچا نے جبریل کو "ساؤتھ وارک برج" کراس کرتے دیکھا تو وہ کانوں سے باہر تھی۔ --اور یہاں پامیلا تھی، مطالبہ کر رہی تھی: "کیا تم نے جمپی کو دیکھا ہے؟" -اور اس نے اشارہ کیا، "اس طرح،" جس پر وہ بھی بغیر کسی ادب کے غائب ہو گئی۔ اور اب جمپی کو مخالف سمت میں "ساؤتھ وارک برج" کراس کرتے ہوئے دیکھا گیا، گھوبگھرالی بال پہلے سے زیادہ جنگلی، کوتھینگر کندھے اس گریٹ کوٹ کے اندر جھک رہے تھے جسے اس نے ہٹانے سے انکار کر دیا تھا، آنکھیں تلاش کر رہی تھیں، انگوٹھا منہ میں گھس رہا تھا۔ --اور، تھوڑی دیر بعد، جبریل نے اس پل جو لوہے کا ہے، کے سمولکرم کو پار کیا، جس طرح جمپی گیا تھا۔

مختصراً، واقعات طنزیہ کی سرحدوں پر آنا شروع ہو چکے تھے۔ لیکن جب، کچھ منٹوں بعد، اداکار "گیفر بیکسام" کا کردار ادا کر رہا تھا، جو تیرتی ہوئی لاشوں کے لیے ڈکنسیئن ٹیمز کے اس حصے پر نظر رکھے ہوئے تھا، تاکہ انہیں پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے ان کا قیمتی سامان چھڑایا جا سکے۔ اسٹوڈیو کے دریا کے نیچے تیزی سے نیچے اترا اور اپنے مقررہ خستہ حال بالوں کے ساتھ سیدھے سرے پر کھڑے ہوئے، طنز کو فوری طور پر ختم کر دیا گیا۔ کیونکہ وہاں اس کی نامناسب کشتی میں جمپی جوشی کی بے حس لاش اس کے پانی بھرے عظیم کوٹ میں پڑی تھی۔ "ٹھنڈ پڑ گئی،" کشتی والے نے چیخ کر کہا، جمپی کی کھوپڑی کے پیچھے اٹھنے والے بڑے گانٹھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، "اور پانی میں بے ہوش ہونا یہ ایک معجزہ ہے کہ وہ کبھی نہیں ڈوبا۔"

اوو

اس کے ایک ہفتے بعد، ایلی کون کی ایک پرجوش ٹیلی فون کال کے جواب میں، جس نے اسے سسودیا، ہٹوٹا اور آخر میں ممی کے ذریعے ٹریک کیا تھا، اور جو کافی حد تک ٹھنڈا ہو گیا تھا، صلاح الدین چمچہ نے خود کو تین مسافروں کی سیٹ پر پایا۔ -- سال پرانی سلور Citroënسٹیشن ویگن جسے مستقبل کے Alicja Boniekنے کیلیفورنیا کے ایک توسیعی قیام کے لیے روانہ ہونے سے پہلے اپنی بیٹی کو پیش کیا تھا۔ ایلی نے اس سے کارلیسل اسٹیشن پر ملاقات کی تھی۔

Machine Translated by Google

اس کی پہلے کی ٹیلی فونک معذرت -"مجھے آپ سے اس طرح بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے؛ آپ کچھ نہیں جانتے تھے، میرا مطلب ہے اس کے بارے میں، ٹھیک ہے، آسمان کا شکر ہے کہ کسی نے حملہ نہیں دیکھا، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ خاموش ہو گیا ہے، لیکن وہ غریب آدمی۔ , پیچھے سے سر پر ایک اوڑ، یہ بہت برا ہے؛ بات یہ ہے کہ ہم نے شمال کی طرف ایک جگہ لے لی ہے، میرے دوست دور ہیں، انسانوں کے دائرے سے باہر نکلنا ہی بہتر لگتا ہے، اور، ٹھیک ہے، وہ آپ کے لیے پوچھ رہا تھا؛ آپ واقعی اس کی مدد کر سکتے ہیں، میرے خیال میں، اور سچ کہوں تو میں خود اس کی مدد کر سکتا ہوں،" جس نے صلاح الدین کو تھوڑا سمجھدار بنا دیا لیکن تجسس سے بھرا ہوا --اور اب سکاٹ لینڈ خطرناک حد تک Citroënکی کھڑکیوں سے گزر رہا تھا۔ رفتار: ہیڈرین کی دیوار کا ایک کنارہ، پرانے ایلپرز کی پناہ گاہ گریٹنا گرین، اور پھر اندرون ملک جنوبی اپ لینڈز کی طرف۔ .Elvanfoot Ecclefechan، Lockerbie، Beattock،چمچا تمام غیر میٹروپولیٹن مقامات کو تاریکی خلاء کی گہرائیوں کے طور پر سوچنے کا رجحان رکھتا تھا، اور ان میں سفر کو خطرات سے بھرا ہوا سمجھتا تھا: کیوں کہ اس طرح کے خالی پن میں ٹوٹ جانا یقیناً اکیلے اور غیر دریافت شدہ مرنا ہوگا۔ اس نے محتاط انداز میں نوٹ کیا تھا کہ Citroënکا ایک ہیڈ لیمپ ٹوٹ گیا تھا، کہ ایندھن کا گیج سرخ رنگ میں تھا (یہ بھی ٹوٹ گیا تھا)، دن کی روشنی فیل ہو رہی تھی، اور ایلی اس طرح گاڑی چلا رہی تھی جیسے A74 سلورسٹون کا ٹریک ہو۔ دھوپ والے دن پر۔

"وہ نقل و حمل کے بغیر زیادہ دور نہیں جا سکتا، لیکن آپ کبھی نہیں جانتے،" اس نے سختی سے وضاحت کی۔ "تین دن پہلے اس نے کار کی چابیاں چرا لی تھیں اور انھوں نے اسے ایم او پر ایک ایگزٹ روڈ کی طرف غلط راستے پر جاتے ہوئے پایا، جو لعنت کا نعرہ لگا رہا تھا۔

رب کے انتقام کے لیے تیار رہو اس نے موٹر وے پولیس والوں سے کہا_ میں جلد ہی اپنے لیفٹیننٹ عزرائیل کو طلب کروں گا۔ انہوں نے یہ سب اپنی چھوٹی کتابوں میں لکھا۔" چمچا، اس کا دل ابھی بھی اپنی انتقامی خواہشات سے بھرا ہوا ہے، ہمدردی اور صدمے سے متاثر ہے۔ "اور جمپی؟" اس نے استفسار کیا۔ ایلی نے دونوں ہاتھ وہیل سے اتار کر ایک میں پھیلا دیا۔ دستبردار ہونے کا اشارہ، جب کہ گاڑی خوفناک طور پر جھکتی ہوئی سڑک پر گھوم رہی تھی۔" ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ حسد بھی اسی چیز کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کم از کم، یہ ایک فیوز کی طرح جنون کو دور کر سکتا ہے۔"

وہ بات کرنے کے موقع سے خوش تھی۔ اور چمچا نے رضامندی سے اسے کان دیا۔ اگر وہ اس پر بھروسہ کرتی تھی تو اس کی وجہ جبریل نے بھی کیا تھا۔ اس کا اس اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ _ایک بار اس نے میری امانت میں خیانت کی۔ اب اسے، ایک وقت کے لیے، مجھ پر بھروسہ کرنے دو۔ وہ ایک ٹائرو کٹھ پتلی تھا۔ تاروں کا مطالعہ کرنا ضروری تھا، یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کس چیز سے کیا تعلق ہے۔ . . "میں اس کی مدد نہیں کر سکتا،" ایلی کہہ رہی تھی۔ "میں اس پر الزام لگانے کے لئے کچھ غیر واضح طریقے سے محسوس کرتا ہوں۔ ہماری زندگی کام نہیں کر رہی ہے اور یہ میری غلطی ہے۔ جب میں اس طرح کی بات کرتا ہوں تو میری والدہ ناراض ہوجاتی ہیں۔"

الیکجا، مغرب کی طرف طیارہ پکڑنے کے راستے پر، ٹرمینل تھری پر اپنی بیٹی کو مارا۔ "مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ کو یہ تصورات کہاں سے آتے ہیں،" وہ بیک پیکرز، بریف کیسز اور روتی ہوئی ایشیائی ماؤں کے درمیان رو پڑی۔ "آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے والد کی زندگی منصوبہ بندی کے مطابق نہیں گزری، اس لیے انہیں کیمپوں کے لیے مورد الزام ٹھہرایا جانا چاہیے؟ تاریخ کا مطالعہ کریں، الیلویا۔ اس صدی میں تاریخ نے حقیقت کے پرانے نفسیاتی رجحان پر توجہ دینا چھوڑ دی۔ میرا مطلب ہے، یہ دن، کردار اب مقدر نہیں رہا، معاشیات تقدیر ہے، نظریہ تقدیر ہے۔

ہم مقدر ہیں۔ قحط، گیس چیمبر، دستی بم سے کیا فرق پڑتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟

Machine Translated by Google

بحران آتا ہے، موت آتی ہے، اور آپ کے قابل رحم فرد کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، صرف اثرات کو بھگتنا ہے۔ آپ کا یہ جبریل: شاید آپ کے ساتھ تاریخ ایسی ہی ہوتی ہے۔" وہ بغیر کسی انتباہ کے، اوٹو کون کی پسند کردہ الماری کے شاندار انداز کی طرف لوٹ آئی تھی، اور ایسا لگتا تھا کہ بڑی کالی ٹوپیوں اور فریلی سوٹوں کے مطابق تقریری انداز میں۔ "کیلیفورنیا کا لطف اٹھائیں، ماں،" ایلی نے تیزی سے کہا۔ "ہم میں سے ایک خوش ہے،" ایلیجا نے کہا۔ "یہ مجھے کیوں نہیں ہونا چاہئے؟" اور اس سے پہلے کہ اس کی بیٹی جواب دیتی، وہ مسافروں کے پاس سے گزر گئی -صرف رکاوٹ۔ , پھلتا پھولتا پاسپورٹ، بورڈنگ پاس، ٹکٹ، افیون اور گورڈنز جن کی ڈیوٹی فری بوتلوں کی طرف جانا، جو ایک روشن نشان کے نیچے فروخت پر تھیں جن پر لکھا تھا کہ اچھے خریداروں کو ہیلو۔

آخری روشنی میں، سڑک بے درخت، ہیدر سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں کے ڈھیر میں گھوم رہی تھی۔
بہت پہلے، ایک اور ملک میں، ایک اور دھندلاہٹ، چمچا نے ایسی ہی ایک اور حوصلہ افزائی کی تھی اور پرسیپولیس کی باقیات کی نظر میں آ گیا تھا۔ تاہم، اب وہ انسانی بربادی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تعریف نہ کرنا، اور ہو سکتا ہے کہ (برائی کرنے کا فیصلہ آخر کار اس وقت تک نہیں لیا جاتا جب تک کہ عمل کے بالکل فوراً بعد نہ ہو؛ پیچھے ہٹنے کا ہمیشہ آخری موقع ہوتا ہے) توڑ پھوڑ کرنے کا۔ جبریل کے گوشت میں اس کا نام لکھنا: _صلاح الدین ووز کان۔_ "اس کے ساتھ کیوں رہنا؟" اس نے ایلی سے پوچھا، اور اس کی حیرت سے وہ شرما گئی۔ "کیوں نہ اپنے آپ کو درد سے بچائیں؟"

"میں واقعی میں آپ کو نہیں جانتی، بالکل بھی نہیں، واقعی،" وہ شروع ہوئی، پھر رکی اور ایک انتخاب کیا۔ "مجھے جواب پر فخر نہیں ہے، لیکن یہ سچ ہے،" انہوں نے کہا۔
"یہ جنس ہے۔ ہم ایک ساتھ ناقابل یقین ہیں، کامل، جیسا کہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔
خوابوں سے محبت کرنے والے۔ وہ صرف _جاننے_ کے لیے لگتا ہے۔ مجھے_جاننے کے لیے۔" وہ خاموش ہو گئی، رات نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ چمچہ کی تلخی پھر سے بڑھ گئی۔ خوابوں کے چاہنے والے اس کے چاروں طرف تھے؛ وہ، بے خواب، صرف دیکھ سکتا تھا۔ اس نے غصے سے دانت پیس لیے؛ اور غلطی سے اس کی زبان کاٹ لی۔

جبریل اور ایلی نے دوریسڈیر میں قیام کیا تھا، ایک گاؤں اتنا چھوٹا تھا کہ اس کا کوئی پب نہیں تھا، اور وہ ایک بے حرمتی فری کرک میں رہ رہے تھے جسے تبدیل کر دیا گیا تھا --نیم مذہبی اصطلاح چمچا کو عجیب لگ رہی تھی --جس نے ایلی کے ایک معمار دوست کو بنایا تھا۔ مقدس کے اس طرح کے میٹامورفوسس میں سے ایک خوش قسمتی بے حرمتی میں۔ اس نے صلاح الدین کو ایک اداس جگہ کے طور پر مارا، اس کی تمام سفید دیواروں، اسپاٹ لائٹس اور دیوار سے دیوار کے شیگ -ڈھیر قالین کے لیے۔ باغ میں قبریں تھیں۔ ایک آدمی کے لیے پسپائی کے طور پر جو کہ خدا کے چیف فرشتہ ہونے کے فریب میں مبتلا ہے، چمچا نے سوچا، یہ اس کا اپنا پہلا انتخاب نہیں ہوتا۔ فری کرک کو درجن بھر یا اس طرح کے دیگر پتھروں اور ٹائلوں کے مکانات سے تھوڑا سا الگ رکھا گیا تھا جو کمیونٹی کو بناتے تھے: اس تنہائی کے اندر بھی الگ تھلگ۔ جبریل دروازے پر کھڑا تھا، روشن دالان کے سامنے ایک سایہ، جب گاڑی اوپر آئی۔ "تم یہاں آ گئے،" وہ چلایا۔ "یار بہت اچھا۔ خونی جیل میں خوش آمدید۔"

دوائیوں نے جبریل کو اناڑی بنا دیا۔ جب وہ تینوں پچ پائن کچن ٹیبل کے گرد ہلکی ہلکی ہلکی روشنی کے نیچے بیٹھ گئے، اس نے دو بار اپنے کافی کے کپ پر دستک دی (وہ ظاہری طور پر شراب بند کر رہا تھا؛ ایلی نے اسکاچ کے دو بڑے شاٹس ڈالے، چمچا کمپنی کو رکھا) ، اور، کوستے ہوئے، گندگی کو صاف کرنے کے لیے کاغذ کے تولیوں کے لیے کچن میں ٹھوکر کھائی۔

"جب میں اس طرح سے بیمار ہو جاتا ہوں تو میں اسے بتائے بغیر کاٹ دیتا ہوں،" وہ

Machine Translated by Google

اعتراف کیا "اور پھر گندگی ہونے لگتی ہے۔ میں تم سے قسم کھاتا ہوں، سپونو، میں یہ خونی خیال برداشت نہیں کر سکتا کہ یہ کبھی نہیں رکے گا، کہ واحد انتخاب منشیات یا دماغ میں کیڑے ہیں۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ قسم، یار، اگر میں نے سوچا کہ ایسا ہی تھا، تو بس، مجھے نہیں معلوم، میں، میں نہیں جانتا کہ کیا ہے۔"

"اپنا چہرہ بند کرو،" علی نے آہستہ سے کہا. لیکن اس نے چیخ کر کہا: "اسپونو، میں نے اسے مارا بھی، کیا تم جانتے ہو؟ خونی جہنم۔ ایک دن میں نے سوچا کہ وہ راکشس قسم کا شیطان ہے اور میں اس کے لیے چلا گیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتنی مضبوط ہے، جنون کی طاقت؟ ؟"

"خوش قسمتی سے میرے لیے میں جا رہا تھا --افوہ، ایک --وہ سیلف ڈیفنس کلاسز،" ایلی نے مسکرا کر کہا۔ "وہ چہرہ بچانے کے لیے مبالغہ آرائی کر رہا ہے۔ اصل میں وہ وہی تھا جس نے اپنا سر فرش پر مارا تھا۔" --"یہیں،" جبریل نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ باورچی خانے کا فرش بڑے بڑے جھنڈوں سے بنا تھا۔

"تکلیف دہ،" چمچا نے خطرے سے کہا۔ "ٹھیک ہے،" جبریل نے گرج کر کہا، اب عجیب طرح سے خوش ہے۔ "مجھے بلکل سردی نے دستک دی۔"

فری کرک کے اندرونی حصے کو ایک بڑے دو منزلہ (اسٹیٹ ایجنٹ کے لفظ میں، "ڈبل والیوم") استقبالیہ کمرے میں تقسیم کیا گیا تھا --سابقہ ہال آف کنگریگیشن --اور ایک زیادہ روایتی آدھا، جس میں کچن اور یوٹیلیٹیز نیچے اور بیڈ رومز اور اوپر باتھ روم تھے۔ کسی وجہ سے سونے سے قاصر، چمچا آدھی رات کو زبردست (اور سردی میں: گرمی کی لہر شاید انگلینڈ کے جنوب میں جاری ہے، لیکن یہاں اس کی لہر نہیں تھی، جہاں موسم خزاں اور ٹھنڈا تھا) رہتا تھا۔ کمرہ، اور جلاوطن مبلغین کی بھوت آوازوں کے درمیان گھومتے رہے جبکہ جبریل اور ایلی نے بہت زیادہ پیار کیا۔ پامیلا۔ کی طرح اس نے مشال کے بارے میں، زینی وکیل کے بارے میں سوچنے کی کوشش کی، لیکن یہ کام نہیں ہوا۔ اپنے کانوں میں انگلیاں بھر کر اس نے فرشتہ اور الیلویا کون کے صحبت کے صوتی اثرات کا مقابلہ کیا۔

ان کا شروع سے ہی ایک اعلی خطرہ تھا، اس نے عکاسی کی: سب سے پہلے، جبریل کا کیریئر کو ڈرامائی طور پر ترک کر دینا اور زمین پر بھاگنا، اور اب، ایلی کا اس کے ذریعے دیکھنے کا غیر سمجھوتہ عزم، اس پاگل، فرشتہ الوہیت کو شکست دینے اور اسے بحال کرنے کا۔ انسانیت جس سے وہ پیار کرتی تھی۔ ان کے لیے کوئی سمجھوتہ نہیں۔ وہ توڑنے کے لئے جا رہے تھے. جب کہ اس نے، صلاح الدین نے اپنے آپ کو اپنی بیوی اور اس کے پریمی لڑکے کی طرح ایک ہی چھت کے نیچے رہنے پر راضی قرار دیا تھا۔ کون سا طریقہ بہتر تھا؟ کیپٹن احاب ڈوب گیا، اس نے خود کو یاد دلایا۔ یہ ٹرمر تھا، اسماعیل، جو بچ گیا۔

اوو

صبح جبریل نے مقامی "ٹاپ" پر چڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن ایلی نے انکار کر دیا، حالانکہ چمچا کے لیے یہ بات بالکل واضح تھی کہ دیہی علاقوں میں اس کی واپسی سے وہ خوشی سے چمک اٹھی تھی۔ "بلڈی فلیٹ فٹ میم،"

جبریل نے اسے پیار سے لعنت بھیجی۔ "آؤ، سلاد، ہمارے شہر کے slickersایورسٹ کے فاتح کو چڑھنے کا طریقہ دکھا سکتے ہیں، کیا خونی الٹا زندگی ہے، یار۔

ہم پہاڑ پر چڑھنے جاتے ہیں جب وہ یہاں بیٹھ کر کاروباری کال کرتی ہے۔"

صلاح الدین کے خیالات دوڑ رہے تھے: وہ سمجھ گیا، اب، شیپرٹن کی اس عجیب و غریب حرکت کو۔ یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ویران پناہ گاہ عارضی ہونا پڑے گی -کہ ایلی، یہاں آ کر، اپنی جان قربان کر رہی ہے، اور غیر معینہ مدت تک ایسا کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ اسے کیا کرنا چاہیے؟ کچھ بھی؟

Machine Translated by Google

کچھ نہیں؟ اگر بدلہ لینا تھا تو کب اور کیسے؟ "یہ جوتے پہن لو،" جبریل نے حکم دیا۔ "تمہیں لگتا ہے کہ سارا دن بارش رک جائے گی؟"
ایسا نہیں ہوا۔ جب وہ جبریل کی منتخب چڑھائی کی چوٹی پر پتھر کین تک پہنچے تو وہ ایک باریک بوندا باندی میں لپٹے ہوئے تھے۔ "بہت اچھا شو"
جبریل نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "دیکھو: وہ وہاں ہے، نیچے، گرینڈ پنجندرم کی طرح پیچھے بیٹھی ہے۔" اس نے فریکرک کی طرف اشارہ کیا۔ چمچہ، اس کا دل دھڑک رہا تھا، بے وقوف محسوس کر رہا تھا۔ اسے ٹکر کی پریشانی والے آدمی کی طرح برتاؤ کرنا شروع کرنا چاہئے۔
بارش میں اس کچھ نہیں، بغیر کچھ کے، ہارٹ فیل ہو کر مر جانا کہاں کی شان تھی۔ اس کے بعد جبریل نے اپنا میدانی چشمہ نکالا اور وادی کو سکین کرنا شروع کیا۔ شاید ہی کوئی ہلتی ہوئی شخصیت نظر آ رہی تھی --دو یا تین آدمی اور کتے، کچھ بھیڑیں، اور کوئی نہیں۔ جبریل نے اپنی دوربین سے مردوں کو ٹریک کیا۔ "اب جب کہ ہم اکیلے ہیں،" اس نے اچانک کہا، "میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ہم واقعی اس خالی سوراخ میں کیوں آئے ہیں؟ یہ اس کی وجہ سے ہے۔ ہاں، ہاں؛ میرے اس عمل سے بیوقوف مت بنو! یہ سب اس کا ہے۔ خونی خوبصورتی، مرد، سپونو: وہ اس کا پیچھا کرتے ہیں جیسے مکھی مکھی۔ میں قسم کھاتا ہوں!

یہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ بہت پرائیویٹ پرسن ہے، دنیا کی سب سے پرائیویٹ پرسن۔ ہمیں اسے ہوس سے بچانا ہے۔"

اس تقریر نے صلاح الدین کو حیرت میں ڈال دیا۔ تم غریب کمینے، اس نے سوچا، تم واقعی گرہوں کی شرح سے اپنے بدبخت سر سے اتر رہے ہو۔ اور، اس سوچ کی ایڑیوں پر، ایک دوسرا جملہ نمودار ہوا، گویا جادو سے، اس کے سر میں: _تصور مت کرنا اس کا مطلب ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا_۔

اوو

کارلیسل ریلوے اسٹیشن واپسی پر، چمچا نے دیہی علاقوں کی آبادی کا ذکر کیا۔ "کوئی کام نہیں ہے،" ایلی نے کہا۔ "تو یہ خالی ہے۔
جبریل کا کہنا ہے کہ وہ اس خیال کے عادی نہیں ہو سکتے کہ یہ ساری جگہ غربت کی نشاندہی کرتی ہے: کہتے ہیں کہ یہ ہندوستان کے ہجوم کے بعد اسے عیش و آرام کی طرح لگتا ہے۔ اس پر، برف -لڑکی کا اگواڑا بہت دیر سے چلا گیا۔ "آپ پوچھنے کے لیے اچھے آدمی ہیں۔ میں سوچتا رہتا ہوں، ایک دن یہ میری زندگی درمیان میں ہوگی، پہلی جگہ لے کر۔ یا، ٹھیک ہے، اگرچہ مجھے پہلا شخص جمع استعمال کرنا مشکل لگتا ہے: ہماری زندگی۔ یہ بہتر لگتا ہے، ٹھیک ہے؟"

صلاح الدین نے مشورہ دیا، "اسے آپ کو کاٹنے نہ دیں۔" "کود سے، اپنی دنیا سے، جو بھی ہو۔" یہ وہ لمحہ تھا جب اس کی مہم کا صحیح معنوں میں آغاز کہا جا سکتا تھا۔ جب اُس نے اُس آسان، موبک سڑک پر قدم رکھا جس پر جانے کا ایک ہی راستہ تھا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو" علی کہہ رہا تھا۔

"خدا، کاش اسے معلوم ہوتا۔ اس کا قیمتی سسوڈیا، مثال کے طور پر: یہ صرف سات فٹ ستارے نہیں ہیں، حالانکہ اسے یقین ہے کہ جہنم ان کو پسند کرتا ہے۔" --"اس نے پاس بنایا،" چمچا نے اندازہ لگایا۔ اور، ساتھ ہی، معلومات کو بعد میں ممکنہ استعمال کے لیے فائل کر دیں۔ "وہ بالکل بے شرم ہے۔" ایلی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ جبریل کی ناک کے نیچے تھا۔ اسے مسترد ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے، حالانکہ: وہ صرف جھکتا ہے، اور بڑبڑاتا ہے _کوئی آفافنس_ نہیں، اور بس۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر میں جبریل کو بتاؤں؟"

ریلوے اسٹیشن پر چمچہ نے علی کی قسمت کی خواہش کی۔ "ہمیں چند ہفتے لندن میں رہنا پڑے گا،" اس نے کار کی کھڑکی سے کہا۔ "میری ملاقاتیں ہیں۔

Machine Translated by Google

ہو سکتا ہے کہ آپ اور جبریل اس وقت اکٹھے ہو جائیں۔ اس نے اسے واقعی اچھا کیا ہے۔"

"کسی بھی وقت کال کریں،" اس نے الوداع کیا، اور سائٹروئن کو اس وقت تک دیکھا جب تک کہ یہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے۔

اوو

وہ ایلی کون، افسانوں کے مثلث کا تیسرا نکتہ --کیونکہ جبریل اور ایلی اپنی ضرورتوں سے، ایک "ایلی" اور ایک "جبریل" کا تصور کرتے ہوئے بہت بڑے پیمانے پر اکٹھے نہ ہوتے جن سے ہر ایک محبت کر سکتا تھا۔ اور کیا اب چمچہ اپنے ہی پریشان اور مایوس دل کے تقاضے ان پر مسلط نہیں کر رہا تھا؟ -چمچہ کے انتقام کا نادانستہ، معصوم ایجنٹ ہونا تھا، سازش کرنے والے صلاح الدین کے لیے اور بھی صاف ستھرا ہو گیا، جب اس نے محسوس کیا کہ جبریل، جس کے ساتھ اس نے لندن کی ایک استوائی دوپہر گزارنے کا بندوبست کیا تھا، وہ کچھ بھی نہیں چاہتا تھا جسے شرمناک انداز میں بیان کیا جائے۔ ایلی کے بستر کو بانٹنے کی جسمانی خوشی کی تفصیل۔ یہ کس قسم کے لوگ تھے، صلاح الدین نے ناگواری کے ساتھ حیرت سے پوچھا، جنہیں غیر شریک دوسروں پر اپنی قربتیں پہنچانے میں مزہ آتا ہے۔ جیسا کہ جبریل (لش جیسی چیز کے ساتھ) نے پوزیشنز، محبت کے کاٹنے، خواہش کے خفیہ الفاظ کو بیان کیا، وہ اسکول کی لڑکیوں اور رولر کے درمیان برک ہال فیلڈز میں ٹہلتے ہوئے- اسکیٹنگ کرتے شیر خوار بچوں اور باپوں نے بدتمیز بیٹوں پر بومرینگ اور فریسبیز کو نااہلی سے پھینکا، اور اپنا راستہ چن لیا۔ افقی سیکرٹری گوشت کو برائل کرنے کے ذریعے؛ اور جبریل نے اپنی شہوانی، شہوت انگیز باتوں کو روک کر دیوانہ وار ذکر کیا کہ "میں کبھی کبھی ان گلابی لوگوں کو دیکھتا ہوں اور چمڑے کے بجائے، سپونو، میں جو دیکھتا ہوں وہ سڑا ہوا گوشت ہے؛ مجھے یہاں ان کی گندگی کی بو آتی ہے،" اس نے اپنے نتھنوں کو زور سے تھپتھپا دیا، گویا یہ انکشاف کر رہا ہو۔ ایک معمہ، "میری ناک میں۔" پھر ایک بار پھر ایلی کی اندرونی رانوں کی طرف، اس کی ابر آلود آنکھیں، اس کی کمر کے نچلے حصے کی کامل وادی، وہ چھوٹی چھوٹی چیخیں جو اسے بنانا پسند تھیں۔ یہ ایک ایسا آدمی تھا جس کے قریب آنے کا خطرہ تھا۔

جنگلی توانائی، اس کی وضاحتوں کی پاگل خصوصیت نے چمچا کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی خوراکیں دوبارہ کم کر رہا ہے، کہ وہ اوپر کی طرف لپکتا ہوا اونچی چوٹی کی طرف بڑھ رہا ہے، جوش و خروش کی وہ حالت جو ایک اندھے نشے کی طرح تھی۔ احترام (ایلی کے مطابق)، یعنی جبریل کو کچھ بھی یاد نہیں تھا کہ اس نے کیا کہا یا کیا جب، جیسا کہ ناگزیر تھا، وہ زمین پر آیا۔ --اس کے نپلوں کی غیر معمولی لمبائی، اس کی ناف کے ساتھ مداخلت کرنے کی اس کی ناپسندیدگی، اس کی انگلیوں کی حساسیت کی وضاحتیں ہوتی رہی۔ چمچا نے اپنے آپ کو بتایا کہ پاگل پن یا پاگل پن، اس ساری سیکس ٹاک نے جو کچھ ظاہر کیا (کیونکہ سیٹروئن میں بھی ایلی موجود تھا) ان کے نام نہاد "عظیم جذبہ" کی _کمزوری_ تھی --ایک اصطلاح جس کا ایلی کے پاس صرف آدھا حصہ تھا۔ -مذاق کے ساتھ ملازمت -کیونکہ، ایک جملے میں، اس کے بارے میں کوئی اور چیز اچھی نہیں تھی؛ ان کی یکجہتی کا کوئی دوسرا پہلو نہیں تھا جس کے بارے میں بحث کرنے کے لئے۔ تاہم، اس کے ساتھ ہی اس نے خود کو بیدار ہوتے محسوس کیا۔ وہ اپنے آپ کو اس کی کھڑکی کے باہر کھڑا دیکھنے لگا، جب کہ وہ اسکرین پر کسی اداکارہ کی طرح برہنہ کھڑی تھی، اور ایک آدمی کے ہاتھوں نے اسے ہزار طرح سے پیار کیا، اسے خوشی کے قریب سے قریب لایا۔ وہ اپنے آپ کو ہاتھوں کے اس جوڑے کے طور پر دیکھنے آیا، وہ تقریباً اس کی ٹھنڈک محسوس کر سکتا تھا، اس کے جوابات، اسے تقریباً سن سکتا تھا۔

Machine Translated by Google

روتا ہے -اس نے خود پر قابو رکھا۔ اس کی خواہش نے اسے بیزار کردیا۔ وہ ناقابلِ حصول تھی۔ یہ خالص voyeuurismتھا، اور وہ اس کے سامنے نہیں جھکیں گے۔ لیکن جبریل کے انکشافات نے جو خواہش پیدا کی تھی وہ ختم نہ ہو گی۔

جبریل کے جنسی جنون، چمچا نے خود کو یاد دلایا، حقیقت میں چیزوں کو آسان بنا دیا۔ "وہ یقیناً ایک بہت پرکشش عورت ہے،" اس نے ایک تجربے کے ذریعے بڑبڑایا، اور بدلے میں غصے سے بھری ہوئی چمک حاصل کرنے پر خوش ہوا۔ اس کے بعد جبریل نے اپنے آپ پر قابو پانے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا بازو صلاح الدین کے گرد رکھا اور بولا: "معذرت، سپونو، میں ایک بدمزاج آدمی ہوں جہاں وہ فکر مند ہے۔ لیکن آپ اور میں! ہم بھائی بھائی ہیں! بدترین حالات سے گزرے ہیں۔ اور مسکراتے ہوئے باہر آؤ؛ چلو، اب اس چھوٹے سے پارک کے لیے کافی ہے۔ چلو شہر کو مارتے ہیں۔"

برائی سے پہلے لمحہ ہے؛ پھر کا لمحہ؛ پھر اس کے بعد کا وقت، جب قدم اٹھایا جاتا ہے، اور اس کے بعد ہر ایک قدم آہستہ آہستہ آسان ہوتا جاتا ہے۔ "میرے ساتھ ٹھیک ہے،" چمچا نے جواب دیا۔ "آپ کو بہت اچھے لگ رہے ہیں یہ دیکھ کر اچھا لگا۔"

چھ یا سات سال کا ایک لڑکا BMXموٹر سائیکل پر ان کے پاس سے گزرا۔ چمچہ نے اپنا سر موڑ کر لڑکے کی پیشرفت کی پیروی کی، دیکھا کہ وہ بڑے درختوں کی ایک راہداری سے نیچے کی طرف بڑھ رہا تھا، جہاں سے سورج کی تیز روشنی یہاں اور وہاں ٹپکنے میں کامیاب تھی۔ اس کے خواب کی جگہ دریافت کرنے کے صدمے نے چمچا کو تھوڑی دیر کے لیے پریشان کر دیا، اور اس کے منہ میں ایک برا ذائقہ لے کر رہ گیا: غالباً کھٹا ذائقہ۔ جبریل نے ٹیکسی کا استقبال کیا۔ اور Trafalgar Squareکی درخواست کی۔

اوہ، وہ اس دن بہت اچھے مزاج میں تھا، لندن اور انگریزوں کو اپنی پرانی باتوں سے رگڑا رہا تھا۔ جہاں چمچہ نے پرکشش طور پر دھندلی شان و شوکت دیکھی، جبریل نے ایک تباہی دیکھی، ایک کروسو شہر، جو اپنے ماضی کے جزیرے پر محیط تھا، اور ایک مین-فرائیڈے انڈر کلاس کی مدد سے، ظاہری شکل کو برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پتھر کے شیروں کی نظروں کے نیچے اس نے کبوتروں کا پیچھا کیا، چیختے ہوئے کہا: "میں قسم کھاتا ہوں، سپونو، گھر واپس آکر یہ فربہ ایک دن نہیں چلے گا، چلو رات کے کھانے کے لیے ایک گھر لے جاتے ہیں۔" چمچہ کی انگریز کی روح شرم سے تڑپ اٹھی۔ بعد میں، کوونٹ گارڈن میں، اس نے جبریل کے فائدے کے لیے بیان کیا جس دن پرانی پھل اور سبزی منڈی نائن ایلمز میں منتقل ہوئی۔ چوہوں سے پریشان حکام نے گٹروں کو سیل کر دیا تھا اور ہزاروں افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ لیکن سینکڑوں مزید بچ گئے. "اس دن، بھوکے چوہے فٹ پاتھوں پر نکل آئے تھے،" اس نے یاد کیا۔ "اسٹرینڈ کے نیچے اور واٹر لو پل کے اوپر، دکانوں کے اندر اور باہر، کھانے کے لیے بے چین۔" جبریل نے کہا۔ "اب میں جانتا ہوں کہ یہ ایک ڈوبتا ہوا جہاز ہے،" اس نے پکارا، اور چمچا نے اسے کھولنے پر غصہ محسوس کیا۔ "یہاں تک کہ خونی چوہے بند ہیں۔" اور، ایک وقفے کے بعد: "انہیں جس چیز کی ضرورت تھی وہ ایک پائیڈ پائپر تھا، نہیں؟ ایک دھن کے ساتھ انہیں تباہی کی طرف لے جا رہا تھا۔"

جب وہ انگریزوں کی توہین نہیں کر رہا تھا یا ایلی کے جسم کو اس کے بالوں کی جڑوں سے لے کر "عشق کی جگہ، دی گڈڈم یونی" کے نرم مثلث تک بیان نہیں کر رہا تھا، تو وہ فہرستیں بنانا چاہتا تھا: سپونو کی دس پسندیدہ کتابیں کون سی تھیں، وہ چاہتا تھا۔ جانتے ہیں فلمیں، خواتین فلمی ستارے، کھانا بھی۔ چمچا نے روایتی کاسموپولیٹن جوابات پیش کیے۔ ان کی فلموں کی فہرست میں _El Angel_، _Alphaville_، _The Seven Samurai_، _Otto e Mezzo_، _Kane_، _Potemkin_شامل ہیں۔

Machine Translated by Google

Exterm inador_."تمہارا برین واش کیا گیا ہے،" جبریل نے طنز کیا۔ "یہ سب مغربی آرٹ ہاؤس گھٹیا پن۔" اس کی سب سے اوپر کی دس چیزیں "گھر واپس" سے آئیں، اور جارحانہ طور پر نیچی تھیں۔ _مدر انڈیا_، _مسٹر انڈیا_، _شری چارسوبیس_: کوئی رے، کوئی مرنل سین، کوئی اروبندن یا گھٹک۔ اس نے صلاح الدین کو مشورہ دیا، "تمہارا سر بہت فضول سے بھرا ہوا ہے، تم وہ سب کچھ بھول گئے جو جاننے کے قابل ہے۔"

اس کا بڑھتا ہوا جوش، دنیا کو ہٹ پریڈ کے جھرمٹ میں بدلنے کا اس کا بڑبڑاتا عزم، اس کی تیز چلنے کی رفتار --وہ اپنے سفر کے اختتام تک بیس میل چل چکے ہوں گے --نے چمچا کو مشورہ دیا کہ اب اس میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ ، اسے کنارے پر دھکیلنے کے لئے۔ _لگتا ہے میں بھی پراعتماد آدمی نکلا ہوں، ممی۔ قاتل کا فن شکار کو قریب کرنا ہے۔ اسے _knjfeکرنا آسان بناتا ہے۔ "مجھے بھوک لگ رہی ہے،" جبریل نے بے صبری سے اعلان کیا۔ "مجھے اپنے دس بہترین کھانے پینے والوں میں سے ایک پر لے چلو۔"

ٹیکسی میں جبریل کو چمچا کی ضرورت پڑی جس نے اسے منزل کی اطلاع نہیں دی تھی۔ "کچھ فرانسیسی جوائنٹ، نا؟ یا جاپانی، کچی مچھلیوں اور آکٹوپس کے ساتھ۔ خدا، مجھے آپ کے ذائقے پر کیوں بھروسہ ہے۔"

وہ شاندار کیفے پہنچے۔

اوو

جمپی وہاں نہیں تھا۔ اور نہ ہی بظاہر، مشال سفیان نے اپنی والدہ کے ساتھ باتیں کی تھیں۔ مشال اور حنیف غائب تھے، اور نہ ہی اناہیتا اور نہ ہی اس کی ماں نے چمچا کو کوئی سلام پیش کیا جسے گرمجوشی سے بیان کیا جا سکتا تھا۔ صرف حاجی سفیان استقبال کر رہا تھا: "آؤ، آؤ، بیٹھو، تم اچھے لگ رہے ہو۔" کیفے عجیب طور پر خالی تھا، اور یہاں تک کہ جبریل کی موجودگی بھی زیادہ ہلچل پیدا کرنے میں ناکام رہی۔

چمچا کو یہ سمجھنے میں چند سیکنڈ لگے کہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر اس نے دیکھا کہ سفید فام نوجوانوں کی چوکڑی ایک کونے کی میز پر بیٹھی ہوئی ہے، جو لڑائی کے لیے خراب ہو رہی ہے۔
نوجوان بنگالی ویٹر (جسے اپنی بڑی بیٹی کے جانے کے بعد ہند کو ملازمت دینے پر مجبور کیا گیا تھا) آیا اور ان کا آرڈر لے لیا -- اوبرمز، سکھ کباب، چاول --غصے سے پریشان کن چوکڑی کی طرف دیکھتے ہوئے، جو صلاح الدین کی طرح تھے۔ اب سمجھا، واقعی بہت نشے میں. ویٹر امین سفیان سے اتنا ہی ناراض تھا جتنا نشے میں۔ "انہیں کبھی بیٹھنے نہیں دینا چاہیے تھا،" وہ چمچہ اور جبریل سے بڑبڑایا۔ "اب میں خدمت کرنے کا پابند ہوں۔

یہ سیٹھ کے لئے ٹھیک ہے؛ وہ فرنٹ لائن نہیں ہے، دیکھو۔"
شرابیوں کو چمچہ اور جبریل کی طرح کھانا ملا۔ جب وہ کھانا پکانے کے بارے میں شکایت کرنے لگے تو کمرے کا ماحول اور بھی زیادہ چارج ہو گیا۔ آخر وہ کھڑے ہو گئے۔ "ہم یہ گندگی نہیں کھا رہے ہیں، آپ کاٹ،" لیڈر نے چیخ کر کہا، ریتیلے بالوں کے ساتھ ایک چھوٹا، رنٹی ساتھی، ایک پیلا پتلا چہرہ، اور دھبوں والا۔ "یہ گندگی ہے. تم اپنے آپ کو بھاڑ میں جاؤ، اتارنا ".fucking cuntsاس کے تین ساتھی، ہنستے ہوئے اور قسم کھاتے ہوئے، کیفے سے نکل گئے۔ لیڈر ایک لمحے کے لیے رکا۔ "اپنے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے ہو؟" اس نے چمچہ اور جبریل کو پکارا۔ "یہ بکواس ہے، کیا یہ آپ گھر میں کھاتے ہیں، کیا یہ ہے؟

کُنٹس۔" جبریل نے ایک ایسا اظہار پہنا ہوا تھا جس میں کہا گیا تھا، بلند اور واضح: تو آخر کار انگریزوں، فاتحوں کی وہ عظیم قوم، یہی ہو گئی ہے۔
اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ چھوٹا چوہا -چہرے والا اسپیکر آیا۔ "میں نے تم سے ایک عجیب سوال پوچھا تھا،" اس نے کہا۔ "میں نے کہا۔ کیا تم اپنے چدائی کے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے ہو؟" اور صلاح الدین چمچہ، شاید اس کی ناراضگی کی وجہ سے

Machine Translated by Google

جبریل کا سامنا اس آدمی سے نہیں ہوا تھا جس کو وہ مار ڈالے گا لیکن اسے پیچھے سے پکڑ کر بزدلانہ انداز میں -خود کو جواب دیتے ہوئے پایا: "اگر یہ آپ کے لیے نہ ہوتا تو ہم ہوتے۔" ریٹ بوائے نے اپنے پیروں پر جھولتے ہوئے یہ معلومات ہضم کر لی۔ اور پھر ایک بہت ہی حیران کن کام کیا۔ ایک گہرا سانس لے کر اس نے خود کو اپنے پورے پانچ فٹ پانچ تک کھینچ لیا۔ پھر آگے جھک گیا، اور پورے کھانے پر پرتشدد اور کثرت سے تھوکا۔

"بابا، اگر یہ آپ کے ٹاپ ٹین میں ہے،" جبریل نے ٹیکسی والے گھر میں کہا، "مجھے ان جگہوں پر مت لے جانا جو آپ کو زیادہ پسند نہیں ہیں۔" "'منامن، گٹ ماگ الکان، پرن دورستان،'' چمچہ نے جواب دیا۔ "اس کا مطلب ہے، 'میرے پیارے، خدا بھوکا بناتا ہے، شیطان کو پیاسا کرتا ہے۔' نابوکوف۔"

"وہ دوبارہ،" جبریل نے شکایت کی۔ "کونسی خونی زبان؟"
"اس نے اسے بنایا ہے۔ یہ وہی ہے جو کنبوٹ کی زیمبلان نرس اسے بچپن میں کہتی ہے۔ _پیل فائر_ میں۔"

"_پرندرستان_" فرشتہ نے دہرایا۔ "ایک ملک کی طرح لگتا ہے: جہنم، ہو سکتا ہے۔ میں ہار مان لیتا ہوں، ویسے بھی۔ آپ کو ایک ایسے آدمی کو کیسے پڑھنا چاہیے جو اپنی ہی بنائی ہوئی زبان میں لکھتا ہے؟"

وہ ایلی کے فلیٹ میں تقریباً واپس آ چکے تھے جو برک ہال فیلڈز کو دیکھ رہا تھا۔ "ڈرامہ نگار اسٹرینڈ برگ،" چمچا نے غائبانہ طور پر، گویا سوچ کی کسی گہری ٹرین کی پیروی کرتے ہوئے کہا، "دو ناخوش شادیوں کے بعد، ہیریئٹ بوس نامی ایک مشہور اور خوبصورت بیس سالہ اداکارہ سے شادی کی۔ _Dream_میں وہ ایک عظیم پک تھی۔ اس نے اس کے لیے بھی لکھا: _Easter_ میں Eleanoraکا حصہ۔

ایک 'امن کا فرشتہ'۔ نوجوان اس کے لیے دیوانے ہو گئے، اور ،Strindbergٹھیک ہے، وہ اتنا غیرت مند ہو گیا کہ وہ تقریباً اپنا دماغ کھو بیٹھا۔ اس نے اسے مردوں کی نظروں سے دور گھر میں بند رکھنے کی کوشش کی۔ وہ سفر کرنا چاہتی تھی۔ وہ اس کی سفری کتابیں لے آیا۔ یہ کلف رچرڈ کے پرانے گانے کی طرح تھا: _اسے ٹرنک میں بند کر دوں گا/تاکہ کوئی بڑا ہنک/اسے مجھ سے چھین نہ سکے_"

فرشتہ کا بھاری سر تسلیم میں ہلایا۔ وہ ایک طرح کی تڑپ میں پڑ گیا تھا۔ "کیا ہوا؟" جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو اس نے دریافت کیا۔
"اس نے اسے چھوڑ دیا۔" چمچا نے معصومیت سے اعلان کیا۔ "اس نے کہا کہ وہ اسے انسانی نسل کے ساتھ صلح نہیں کر سکتی۔"

اوو

ایلیلویا کون نے ٹیوب سے گھر جاتے ہوئے پڑھا، اسٹینفورڈ، کیلیفورنیا سے اس کی والدہ کا خوش کن خط۔ "اگر لوگ آپ کو بتائیں کہ خوشی ناقابل حصول ہے،" ایلیجا نے بڑے، لوپنگ، پیچھے جھکاؤ، بائیں ہاتھ والے خطوط میں لکھا، "مہربانی میری طرف اشارہ کریں، میں انہیں سیدھا کر دوں گا، میں نے اسے دو بار پایا، پہلی بار آپ کے والد کے ساتھ، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، دوسری بار اس قسم کے، چوڑے آدمی کے ساتھ، جس کے چہرے کا رنگ سنتریوں کا بالکل ٹھیک ہے جو ہر طرف اُگتا ہے۔ یہ حصے۔ قناعت، ایلی۔ یہ جوش کو ہرا دیتا ہے۔ اسے آزمائیں، آپ کو یہ پسند آئے گا۔" جب اس نے اوپر دیکھا، تو ایلی نے دیکھا کہ موریس ولسن کا بھوت تانبے کے ایک بڑے درخت کے اوپر اپنے معمول کے اونی لباس میں بیٹھا ہے --"tam-o-- شنٹر، ڈائمنڈ-- پیٹرن پرنگل جرسی، پلس--فورز --غیر آرام دہ کپڑے پہنے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ گرمی میں

"میرے پاس اب تمہارے لیے وقت نہیں ہے۔" اس نے اسے بتایا اور اس نے کندھے اچکائے۔ _میں انتظار کر سکتا ہوں_ اس کے پاؤں پھر خراب ہو گئے۔ اس نے اپنا جبڑا لگایا اور آگے بڑھ گئی۔

Machine Translated by Google

صلاح الدین چمچہ، تانبے کے اس بیچ کے پیچھے چھپا ہوا تھا جہاں سے مورس ولسن کا بھوت ایلی کی تکلیف دہ پیش رفت کا جائزہ لے رہا تھا، جبریل فرشتہ کو فلیٹ کے بلاک کے سامنے والے دروازے سے پھٹتے ہوئے دیکھا جس میں وہ اس کی واپسی کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔ سرخ آنکھوں اور بڑبڑاتے ہوئے اسے دیکھا۔ حسد کے عفریت اس کے کندھوں پر بیٹھے ہوئے تھے، اور وہ وہی پرانا گانا چیخ رہا تھا، جہاں وہ کیا نہیں سوچتا، تم کس طرح ڈھول سکتے ہو۔ ایسا لگتا ہے کہ اسٹرنڈبرگ کامیاب ہو گیا تھا جہاں جمپی (کیونکہ غیر حاضر) ناکام ہوا تھا۔

اوپری شاخوں میں نگہبان ڈیمٹیریلائزڈ۔ دوسرا، مطمئن سر ہلا کر، سایہ دار، پھیلے ہوئے درختوں کے ایک راستے سے نیچے ٹہل گیا۔

اوو

وہ ٹیلی فون کالز جو اب موصول ہونے لگیں، پہلے ان کی لندن کی رہائش گاہ پر اور اس کے بعد ڈمفریز اور گیلووے کے ایک دور دراز کے پتے پر، ایلی اور جبریل دونوں کی طرف سے، زیادہ متواتر نہیں تھیں۔ پھر، انہیں غیر معمولی قرار نہیں دیا جا سکتا. اور نہ ہی اتنی زیادہ آوازیں تھیں جو قابل فہم تھیں۔ پھر، وہاں کافی کافی تھے. یہ مختصر کالیں نہیں تھیں، جیسے کہ بھاری سانس لینے والوں اور ٹیلی فون نیٹ ورک کا غلط استعمال کرنے والوں کی طرف سے کی گئی تھیں، لیکن، اس کے برعکس، وہ پولیس کے لیے، چھپ چھپ کر، ان کا سراغ لگانے کے لیے کافی دیر تک نہیں چلیں۔ اور نہ ہی یہ سارا ناگوار واقعہ زیادہ دیر تک جاری رہا –محض ساڑھے تین ہفتوں کا معاملہ، جس کے بعد کال کرنے والے ہمیشہ کے لیے باز آ گئے۔ لیکن یہ بھی ذکر کیا جا سکتا ہے کہ یہ اس وقت تک جاری رہا جب تک اس کی ضرورت تھی، یعنی جب تک اس نے جبریل فرشتہ کو ایلی کون کے ساتھ وہی کچھ کرنے پر مجبور نہیں کیا جو اس نے پہلے صلاح الدین کے ساتھ کیا تھا --یعنی ناقابل معافی چیز۔

یہ کہا جانا چاہئے کہ کسی نے بھی، ایلی نہیں، جبریل نہیں، یہاں تک کہ پیشہ ورانہ فون ٹیپر بھی نہیں جو وہ لائے تھے، کبھی بھی کسی ایک آدمی کے کام ہونے کی کالوں پر شبہ نہیں کیا۔ لیکن صلاح الدین چمچہ کے لیے، جو ایک زمانے میں (اگر صرف کسی حد تک ماہر حلقوں میں) ایک ہزار آوازوں کے آدمی کے طور پر مشہور تھے، اس طرح کا دھوکہ ایک سادہ سا معاملہ تھا، جس میں پوری طرح سے کوشش یا خطرے کی کمی تھی۔ مجموعی طور پر، وہ (اپنی ہزار آوازوں اور ایک آواز میں سے) انتیس سے زیادہ کا انتخاب کرنے کا پابند تھا۔

جب ایلی نے جواب دیا تو اس نے اپنے کان میں نامعلوم افراد کو مباشرت کے راز بڑبڑاتے ہوئے سنا، اجنبی لوگ جو اس کے جسم کے سب سے دور دراز مقامات کو جانتے تھے، بے چہرہ مخلوق جنہوں نے تجربہ کے ذریعے محبت کی بے شمار اقسام میں سے اپنی پسند کی ترجیحات سیکھنے کا ثبوت دیا۔ اور ایک بار جب کالز ٹریس کرنے کی کوششیں شروع ہوئیں تو اس کی تذلیل بڑھ گئی، کیونکہ اب وہ صرف ریسیور کو تبدیل کرنے سے قاصر تھی، لیکن اسے کھڑے ہو کر سننا پڑا، چہرے پر گرم اور ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ٹھنڈا، کوششیں کرنا پڑیں (جو کام نہیں کرتی تھیں۔) دراصل کالوں کو طول دینے کے لیے۔

جبریل نے اپنی آوازیں بھی حاصل کیں: شاندار بائرونک اشرافیہ جو "ایورسٹ فتح کرنے" پر فخر کرتے ہیں، طنزیہ گٹر سنائپز، بدتمیز بہترین دوست کی آوازیں انتباہ اور طنزیہ آمیزش، _عقلمند کے لیے ایک لفظ، آپ کتنے احمق ہوسکتے ہیں، کیا آپ ابھی تک نہیں جانتے وہ، پتلون میں کچھ بھی ہے، تم غریب احمق، اسے کسی دوست سے لے لو۔ لیکن ایک آواز باقیوں سے الگ تھی۔

Machine Translated by Google

ایک شاعر کی بلند روح پرور آواز، جبریل علیہ السلام کی پہلی آوازوں میں سے ایک آواز جو ان کی جلد کے نیچے گہری ہو گئی۔ ایک آواز جو خصوصی طور پر شاعری میں بولتی تھی، ایک چھوٹی سی بے ہودگی، حتیٰ کہ معصومیت کی ڈوگرل آیات کی تلاوت کرتی تھی، جو کہ دوسرے کال کرنے والوں کی مشت زنی سے اس قدر متصادم تھی کہ جبریل جلد ہی اسے سب سے زیادہ خطرناک طور پر خطرناک تصور کرنے لگے۔

مجھے کافی پسند ہے، مجھے چائے پسند ہے، _مجھے وہ چیزیں پسند ہیں جو تم میرے ساتھ کرتے ہو۔

اسے بتاؤ، آواز گونجی اور بج گئی۔ ایک اور دن یہ ایک اور گیت کے ساتھ واپس آیا: _مجھے مکھن پسند ہے، مجھے ٹوسٹ پسند ہے_، _آپ وہ ہیں جو مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں_۔

اسے بھی یہ پیغام دو اگر آپ اتنے مہربان ہوتے_ کچھ شیطانی تھا، جبریل نے فیصلہ کیا، اس مبارکبادی میں بدعنوانی کا لبادہ اوڑھنے کے بارے میں ایک بہت ہی غیر اخلاقی چیز تھی- کارڈ تم-تی-تم۔

گلابی سیب، لیموں کا ٹارٹ، _میرے پیارے کا نام یہ ہے۔
... ا ... ا ... Aجبرائیل نے بیزاری اور خوف میں ریسیور نیچے کر دیا۔ اور کانپ گیا۔ اس کے بعد versifierنے تھوڑی دیر کے لیے فون کرنا بند کر دیا۔ لیکن جبرئیل اس کی آواز کا انتظار کرنے لگا، اس کے دوبارہ ظہور سے ڈرتے ہوئے، شاید ہوش سے کہیں زیادہ گہرائی میں قبول کر لیا، کہ یہ وحشیانہ، بچوں جیسی برائی ہی اسے بھلائی کے لیے ختم کر دے گی۔

اوو

لیکن اے یہ سب کتنا آسان نکلا! ان کومل، لامحدود لچکدار آواز کی ڈوریوں، ان کٹھ پتلی ماسٹر کے تاروں میں کتنی آرام سے برائی داخل ہے! یہ یقینی طور پر ٹیلی فون سسٹم کی اونچی تاروں کے ساتھ باہر نکلا، ایک ننگے پاؤں ایکروبیٹ کے طور پر تیار؛ یہ متاثرین کی موجودگی میں کتنے اعتماد کے ساتھ داخل ہوا، جیسا کہ اس کا اثر بالکل درست سوٹ میں ایک خوبصورت آدمی کے طور پر تھا! اور اس نے اپنے وقت کی کتنی احتیاط سے پابندی کی، ہر آواز کو آگے بھیج دیا مگر وہ آواز جو بغاوت کو جنم دے گی --کیوں کہ صلاح الدین نے بھی ڈوگرل کی خاص طاقت کو سمجھ لیا تھا --گہری آوازیں اور دھیمی آوازیں، دھیمی آوازیں، تیز، اداس اور خوش مزاج، جارحانہ -بھری ہوئی اور شرمیلی۔ ایک ایک کر کے وہ جبریل کے کانوں میں ٹپکنے لگے، حقیقی دنیا پر اس کی گرفت کو کمزور کرتے ہوئے، اسے آہستہ آہستہ اپنے فریب کے جال میں کھینچتے چلے گئے، تاکہ آہستہ آہستہ ان کی فحش، ایجاد شدہ عورتیں اصلی عورت کو ایک چپچپا، سبز فلم کی طرح لپیٹنے لگیں۔ اور اس کے احتجاج کے باوجود وہ اس سے دور ہونے لگا۔ اور پھر یہ چھوٹی سی شیطانی آیات کی واپسی کا وقت تھا جس نے اسے دیوانہ بنا دیا۔

اوو

گلاب سرخ ہیں، بنفشی نیلے ہیں، _چینی نے کبھی آپ کی طرح میٹھا نہیں چکھا۔

اسے آگے بڑھائیں. جبریل کے پیٹ میں تتلیوں کے ہنگامے کو جنم دیتے ہوئے وہ ہمیشہ کی طرح معصوم واپس لوٹا۔ اس کے بعد نظمیں موٹی اور تیز آئیں۔ وہ اسکول کے کھیل کے میدان کی دھندلاپن کر سکتے ہیں: _جب وہ واٹر لو میں نیچے ہے_ _وہ نہیں پہنتی ہے ہاں وہ کرتی ہے_

Machine Translated by Google

جب وہ لیسٹر اسکوائر پر ہوتی ہے _وہ کوئی زیر جامہ نہیں پہنتی_؛ یا، ایک یا دو بار، چیئر لیڈر کے نعرے کی تال۔

نیکر ناکر، پٹاخے، _سیز! بوم! باہ! __الیلویا! الیلویا! __راہ! راہ! راہ! _اور آخر میں، جب وہ لندن واپس آئے تھے، اور ایلی ہانسلو میں ایک فریزر فوڈ مارٹ کے رسمی افتتاح کے موقع پر غائب تھی، یہ آخری شاعری تھی۔

وائلٹس نیلے ہیں، گلاب سرخ ہیں، _میں نے اسے یہیں اپنے بستر پر رکھا ہے۔

الوداع، چوسنے والا
ڈائلنگ ٹون۔

اوو

الیلویا کون جبریل کو غائب پا کر واپس آئی، اور اپنے اپارٹمنٹ کی توڑ پھوڑ کی خاموشی میں اس نے عزم کیا کہ اس بار وہ اسے واپس نہیں لائے گی، خواہ وہ کسی بھی افسوسناک حالت میں ہو یا کتنے ہی چکروں سے اس کے پاس رینگتا ہوا آیا، معافی اور محبت کی التجا کرتا رہا۔ کیونکہ اس کے جانے سے پہلے اس نے اس سے ایک خوفناک انتقام لیا تھا، اس نے برسوں کے دوران جمع کیے ہوئے ہر ایک کو تباہ کر دیا تھا، اس نے اپنے فریزر میں رکھے ہوئے آئس ایورسٹ کو پگھلا کر نیچے کھینچا تھا اور پیراشوٹ ریشم کی چوٹیوں کو چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ اس کا بستر، اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا (اس نے جھاڑو کی الماری میں آگ بجھانے کے لیے رکھی ہوئی چھوٹی کلہاڑی کا استعمال کیا تھا) چومولنگما پر اس کی فتح کا انمول یادگار، جو اسے پیمبا شیرپا نے دیا تھا، ایک انتباہ کے ساتھ ساتھ یادگاری _علی بی بی کو۔

ہم خوش قسمت ہیں دوبارہ کوشش نہیں کرنا_
وہ کھلی سیش کھڑکیوں کو پھینکتی ہے اور نیچے کے معصوم کھیتوں پر بدسلوکی کرتی ہے۔ "آہستہ مرو! جہنم میں جلو!"

پھر روتے ہوئے اس نے صلاح الدین چمچا کو فون کر کے اسے بری خبر سنائی۔

اوو

مسٹر جان مسلاما، ہاٹ ویکس نائٹ کلب کے مالک، اسی نام کی ریکارڈ زنجیر، اور "فیئر ونڈز"، ایک افسانوی اسٹور جہاں آپ اپنے آپ کو بہترین ہارن --کلیرینیٹ، سیکسوفونز، ٹرومبونز --حاصل کر سکتے ہیں --کہ ایک شخص پورے لندن کے قصبے میں پھونک مارنے کو مل سکتا تھا، ایک مصروف آدمی تھا، اس لیے وہ ہمیشہ الٰہی پرووِیڈنس کی مداخلت کو اس خوش کن موقع کا ذمہ دار ٹھہراتا تھا جس کی وجہ سے وہ صور کی دکان میں موجود تھا جب خدا کا مہاراج گرج کے ساتھ اندر چلا گیا اور بجلی اس کے نوبل پیشانی پر نامور کی طرح بیٹھی ہے۔ ایک عملی تاجر ہونے کے ناطے، جناب مسلمہ نے اس وقت تک اپنے ملازمین سے اپنے غیر نصابی کام کو واپس آنے والے آسمانی اور نیم خدا نما وجود کے چیف ہیرالڈ کے طور پر چھپا رکھا تھا، اپنی دکان کی کھڑکیوں میں پوسٹر صرف اس وقت چسپاں کیے جب انہیں یقین تھا کہ وہ غیر مشاہدہ کر رہے ہیں، نظر انداز کر رہے ہیں۔ ان ڈسپلے اشتہارات پر دستخط کریں جو اس نے اخبارات اور رسالوں میں کافی ذاتی خرچ پر خریدے تھے، جو خداوند کی آمد کے قریب آنے والے جلال کا اعلان کرتے تھے۔ یہ بات انہوں نے پبلک ریلیز کے ذریعے جاری کی۔

Machine Translated by Google

والینس ایجنسی کی ذیلی کمپنی، یہ کہہ رہی ہے کہ اس کی اپنی شناخت ظاہر نہ کرنے کی احتیاط سے حفاظت کی جائے۔ "ہمارا کلائنٹ بیان کرنے کی پوزیشن میں ہے،" یہ ریلیز --جس نے لطف اٹھایا، ایک وقت کے لیے، Fleet Street diaristsکے درمیان ایک پرجوش رجحان --خفیہ طور پر اعلان کیا، "کہ اس کی آنکھوں نے اوپر بیان کردہ گلوری کو دیکھا ہے۔

جبرئیل اس وقت ہمارے درمیان ہیں، اندرون شہر لندن میں۔
-شاید کیمڈن، برک ہال، ٹاور ہیملیٹس یا بیکنی میں --اور وہ جلد ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دے گا، شاید دنوں یا ہفتوں میں۔
یہاں خواتین سیلز اسسٹنٹ کو ملازمت دینے سے انکار کر دیا؛ "میرا نعرہ،" وہ یہ کہنے کا شوق رکھتے تھے، "کیا کوئی بھی عورت پر بھروسہ نہیں کرتا کہ وہ اپنے ہارن سے اس کی مدد کرے")؛ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے کسی کو بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا جب ان کی ناک آجر کی شخصیت میں اچانک ایک مکمل تبدیلی آگئی، اور وہ اس جنگلی، غیر منڈوا اجنبی کے پاس اس طرح چلا گیا جیسے وہ خدا تعالیٰ ہو۔

-اپنے دو ٹون پیٹنٹ چمڑے کے جوتے، ارمانی سوٹ اور ابرو کے اوپر سے کٹے ہوئے رابرٹ ڈی نیرو کے بالوں کے ساتھ، مسلمہ رینگنے والی قسم کی نظر نہیں آتی تھی، لیکن وہ یہی کر رہا تھا، ٹھیک ہے، اپنے سٹاف کو ایک طرف دھکیلتے ہوئے ،_میں خود اس شریف آدمی کے پاس حاضری دوں گا_، جھک کر کھرچتا ہوا، پیچھے کی طرف چلنا، کیا آپ یقین کریں گے؟ --ویسے بھی، اجنبی نے اپنی قمیض کے نیچے یہ _موٹی منی بیلٹ_ رکھی تھی اور اس نے بڑی تعداد کے نوٹ نکالنا شروع کر دیے۔ اس نے ایک اونچی شیلف پر ایک صور کی طرف اشارہ کیا، _یہ وہی ہے_، بس اسی طرح، مشکل سے اس کی طرف دیکھا، اور مسلمہ سیڑھی پر چڑھ رہے تھے، میں نے کہا- میں اسے حاصل کروں گا، اور اب واقعی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس نے ادائیگی سے انکار کرنے کی کوشش کی، مسلمہ!، یہ کوئی _سر_ کوئی چارج نہیں تھا _سر_، لیکن اجنبی نے بہرحال ادائیگی کی، اور مسلمہ کی اوپری جیکٹ کی جیب میں نوٹ بھرتے ہوئے گویا وہ کسی قسم کا _bellhop_تھا، آپ کو وہاں ہونا تھا، اور سب سے آخر میں گاہک پورے اسٹور کا رخ کرتا ہے اور اپنی آواز کے سب سے اوپر چیختا ہے، _میں خدا کا دائیں ہاتھ ہوں_۔ -سیدھے سیدھے ، آپ اسے کریڈٹ نہیں کریں گے ، فیصلے کا خونی دن قریب تھا۔ -اس کے بعد مسلمہ بالکل باہر نکلا، وہ اچھی طرح سے ہل گیا، وہ واقعی اپنے گھٹنوں کے بل گر گیا۔ --پھر اجنبی نے صور کو اپنے سر پر اٹھایا اور چلایا _میں اس ترہی کا نام عزرائیل کہتا ہوں، آخری ٹرمپ، مردوں کا خاتمہ کرنے والا! -- _اور ہم صرف وہیں کھڑے تھے، میں آپ کو بتاتا ہوں، پتھر کی طرف مڑ گیا، کیونکہ چاروں طرف پاگل، _certifiable_کمینے کے سر پر یہ چمکتی ہوئی چمک تھی، آپ جانتے ہیں؟، اس کے سر کے پیچھے ایک نقطہ سے باہر نکل رہا تھا۔

اور ہیلو۔
کہو کہ تمہیں کیا پسند ہے، بعد میں تینوں دکانداروں نے جو بھی سننا ہے اسے دہرایا، _کہو جو تمہیں پسند ہے، لیکن ہم نے وہی دیکھا جو ہم نے دیکھا_ 3

ڈاکٹر اوہورو سمبا کی موت، جو پہلے سلویسٹر رابرٹس تھے، مقدمے کی سماعت کے دوران حراست میں تھے، برک ہال کانسٹیبلری کے کمیونٹی رابطہ افسر، ایک مخصوص انسپکٹر سٹیفن کنچ نے "ایک ملین سے ایک گولی" کے طور پر بیان کیا۔
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈاکٹر سمبا ایک ڈراؤنا خواب دیکھ رہا تھا جو اس قدر خوفناک تھا کہ اس کی وجہ سے وہ نیند میں چیخنے لگا، دونوں ڈیوٹی افسران کی فوری توجہ مبذول ہوئی۔ یہ حضرات، جلدی میں

Machine Translated by Google

اس کے سیل میں، وقت پر پہنچا- اس بڑے آدمی کی نیند کی شکل کو دیکھنے کے لیے، اس نے لفظی طور پر خواب کے خوفناک اثر کے تحت اس کا ٹکڑا اٹھایا اور فرش پر گر گیا۔ دونوں افسران نے ایک اونچی آواز سنی۔ یہ ڈاکٹر کی آواز تھی۔

Uhuru Simbaکی گردن ٹوٹ رہی ہے۔ موت فوراً آ چکی تھی۔ مردہ آدمی کی نابالغ ماں، اینٹونیٹ رابرٹس، اپنے چھوٹے بیٹے کے پک اپ ٹرک کے پچھلے حصے پر کالی ٹوپی اور لباس میں کھڑی تھی، ماتم کا پردہ اس کے چہرے سے پیچھے ہٹ گیا تھا، انسپکٹر کینچ کے الفاظ پر قابو پانے میں سست نہیں تھی اور انہیں واپس اس کے پھولے ہوئے، ڈھیلے ٹھوڑی والے، نامرد چہرے پر پھینک دیں، جس کے بینگ ڈاگ کے تاثرات نے اس ذلت کی گواہی دی ہے کہ اس کے بھائی افسروں نے اسے _niggerjimmy_اور بدتر، _mushroom_کہا، یعنی اسے مستقل طور پر اندھیرے میں رکھا گیا تھا، اور وقتاً فوقتاً --مثال کے طور پر موجودہ افسوسناک حالات میں --لوگوں نے اس پر گندگی پھینکی۔ "میں چاہتا ہوں کہ آپ سمجھیں،" مسز رابرٹس نے ہائی سٹریٹ پولیس اسٹیشن کے باہر غصے سے جمع ہونے والے بڑے ہجوم سے اعلان کیا، "یہ لوگ ہماری زندگیوں سے جوا کھیل رہے ہیں۔ وہ ہمارے زندہ رہنے کے امکانات کو روک رہے ہیں۔ سب اس بات پر غور کریں کہ بحیثیت انسان ان کے احترام کے لحاظ سے اس کا کیا مطلب ہے۔" اور حنیف جانسن، Uhuru Simbaکے وکیل کے طور پر، والکوٹ رابرٹس کے پک اپ ٹرک سے اپنی وضاحت شامل کرتے ہوئے، اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے کہ اس کے مؤکل کا مبینہ طور پر مہلک پلنگ اس کے سیل کے دو بنکس کے نیچے سے ہوا تھا۔ کہ ملک کے لاک اپ میں بہت زیادہ ہجوم کے دور میں یہ غیر معمولی بات تھی، کم از کم، کہ دوسرے بنک کو خالی رکھا جانا چاہیے تھا، اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ جیل کے افسران کے علاوہ موت کا کوئی گواہ موجود نہ ہو۔ اور یہ کہ ایک ڈراؤنا خواب کسی بھی طرح سے حراستی حکام کے ہاتھوں میں ایک سیاہ فام آدمی کی چیخوں کی واحد ممکنہ وضاحت نہیں تھی۔ اپنے اختتامی کلمات میں، بعد میں انسپکٹر کنچ کے ذریعہ "اشتعال انگیز اور غیر پیشہ ورانہ" قرار دیا گیا، حنیف نے کمیونٹی رابطہ افسر کے الفاظ کو بدنام زمانہ نسل پرست جان کنگسلے ریڈ کے الفاظ سے جوڑ دیا، جنہوں نے ایک بار ایک سیاہ فام آدمی کی موت کی خبر پر اس نعرے کے ساتھ جواب دیا تھا، "ایک۔ نیچے؛ ایک ملین جانا ہے۔ بھیڑ بڑبڑائی اور بلبلا اٹھی۔ یہ ایک گرم اور بدنیتی والا دن تھا۔ "گرم رہو،" سمبا کے بھائی والکاٹ نے اسمبلی میں پکارا۔ "کسی کو ٹھنڈا نہ کرو۔ اپنا غصہ برقرار رکھو۔"

جیسا کہ سمبا پر پہلے ہی مقدمہ چلایا جا چکا تھا اور اسے سزا سنائی جا چکی تھی جسے اس نے کبھی "رینبو پریس --چیتھڑوں کی طرح سرخ، پیلے رنگ کی لکیروں کے طور پر، نیلے کو فلموں کے طور پر، سبز کو کیچڑ کے طور پر" کہا تھا، اس کا انجام بہت سے سفید فام لوگوں کو سخت انصاف کے طور پر پہنچا، ایک قاتل عفریت کا انتقامی زوال۔ لیکن ایک اور عدالت میں، خاموش اور سیاہ، اسے مکمل طور پر زیادہ سازگار فیصلہ ملا تھا، اور متوفی کے یہ مختلف اندازے، اس کی موت کے بعد، شہر کی سڑکوں پر چلے گئے، اور نہ ختم ہونے والی اشنکٹبندیی گرمی میں خمیر ہو گئے۔ "رینبو پریس" سمبا کی قذافی، خمینی، لوئس فراقان کی حمایت سے بھرا ہوا تھا۔ برک ہال کی گلیوں میں، نوجوان مردوں اور عورتوں نے اپنے غصے کی دھیمی شعلہ، ایک سایہ دار شعلہ، لیکن روشنی کو بجھانے کی صلاحیت کو برقرار رکھا، اور ہوا دی۔

Machine Translated by Google

دو راتوں کے بعد، ٹاور ہیملیٹس میں چارنگٹن بریوری کے پیچھے، "گرینی ریپر" پھر سے ٹکرایا۔ اور اس کے بعد کی رات وکٹوریہ پارک، ہیکنی میں ایڈونچر کھیل کے میدان کے قریب ایک بوڑھی عورت کو قتل کر دیا گیا تھا۔ ایک بار پھر، ریپر کے گھناؤنے "دستخط" -متاثرہ کے جسم کے ارد گرد کے اندرونی اعضاء کی رسمی ترتیب، جس کی قطعی ترتیب کبھی عام نہیں کی گئی تھی -کو جرم میں شامل کر دیا گیا تھا۔ جب انسپکٹر کنچ، کناروں پر کچھ کھردرا نظر آرہا تھا، ٹیلی ویژن پر یہ غیر معمولی نظریہ پیش کرنے کے لیے نمودار ہوا کہ ایک "کاپی کیٹ قاتل" نے کسی نہ کسی طرح وہ ٹریڈ مارک دریافت کر لیا تھا جو اتنے عرصے سے اتنی احتیاط سے چھپایا گیا تھا، اور اس لیے وہ چادر اٹھا لی تھی جسے دیر سے Uhuru Simbaکو چھوڑ دیا تھا، -- پھر پولیس کمشنر نے بھی احتیاطی تدابیر کے طور پر، برک ہال کی سڑکوں پر پولیس کی موجودگی کو چار گنا بڑھا دینا، اور اتنی بڑی تعداد میں پولیس کو ریزرو میں رکھنا کہ اسے منسوخ کرنا ضروری ثابت ہوا۔ ہفتے کے آخر میں دارالحکومت کا فٹ بال پروگرام۔ اور، سچ میں، غصہ پورے Uhuru Simbaکے پرانے پیچ پر بھڑک رہا تھا۔ حنیف جانسن نے اس اثر کے لیے ایک بیان جاری کیا کہ پولیس کی بڑھتی ہوئی موجودگی "اشتعال انگیز اور آگ بھڑکانے والی" تھی، اور شاندار اور پاگل خانہ میں نوجوان سیاہ فاموں اور ایشیائی باشندوں کے گروپوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا جو کروزنگ پانڈا کاروں کا مقابلہ کرنے کے لیے پرعزم تھے۔ ہاٹ ویکس میں، _meltdown_کے لیے منتخب کیا گیا مجسمہ کوئی اور نہیں بلکہ کمیونٹی لائزن آفیسر کی پسینہ بھرنے والی اور پہلے سے ہی ڈیلیکیسنٹ شخصیت کا تھا۔ اور درجہ حرارت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا

پرتشدد واقعات کثرت سے ہونے لگے: کونسل اسٹیٹس پر سیاہ فام خاندانوں پر حملے، گھر جاتے ہوئے سیاہ فام بچوں کو ہراساں کرنا، پبوں میں جھگڑے۔ پاگل خانہ میں ایک چوہے کے چہرے والا نوجوان اور اس کے تین ساتھی بہت سے لوگوں کے کھانے پر تھوکتے تھے۔ آنے والے جھگڑے کے نتیجے میں تین بنگالی ویٹروں پر حملہ کرنے اور حقیقی جسمانی نقصان پہنچانے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ Expectoratingکوآرٹیٹ، تاہم، حراست میں نہیں لیا گیا تھا. پولیس کی بربریت کی کہانیاں، سیاہ فام نوجوانوں کی خصوصی گشتی گروپوں سے تعلق رکھنے والی غیر نشان زدہ کاروں اور وینوں میں تیزی سے لے گئے اور اتنی ہی احتیاط سے، کٹوں اور زخموں سے ڈھکے ہوئے، پوری کمیونٹی میں پھیل گئے۔ نوجوان سکھ، بنگالی اور افریقی-کیریبیئن مردوں کے سیلف ڈیفنس گشت --جنہیں ان کے سیاسی مخالفین نے _vigilante group_کے طور پر بیان کیا ہے --نے بورو، پیدل اور پرانے فورڈ زوڈیکس اور کورٹینا میں گھومنا شروع کر دیا، اس عزم کا اظہار کیا کہ "اسے لیٹ کر نہیں لیں گے۔ "

حنیف جانسن نے اپنے لیو ان پریمی مشال سفیان کو بتایا کہ ان کی رائے میں ایک اور ریپر قتل فیوز کو روشن کر دے گا۔ "وہ قاتل صرف آزاد ہونے کی بات نہیں کر رہا ہے،" انہوں نے کہا۔ "وہ سمبا کی موت پر بھی ہنس رہا ہے، اور یہ وہی ہے جو لوگ پیٹ نہیں سکتے۔"

Machine Translated by Google

ان ابلتی گلیوں میں، ایک غیر موسمی مرطوب رات، جبریل فرشتہ اپنے سنہری بارن کو پھونکتے ہوئے آیا۔

اوو

اس ہفتے کی شام آٹھ بجے، پامیلا چمچا جمپی جوشی کے ساتھ کھڑی تھی --جس نے اسے بغیر کسی ساتھ جانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا Euston --سٹیشن کے مرکزی اجتماع کے ایک کونے میں Photo-Meمشین کے پاس، مضحکہ خیز سازشی محسوس کر رہی تھی۔ آٹھ پندرہ بجے اس کے پاس ایک تاریک نوجوان تھا جو اسے یاد کرنے سے زیادہ لمبا لگ رہا تھا؛ بغیر کسی لفظ کے اس کا پیچھا کرتے ہوئے، وہ اور جمپی اس کے ٹوٹے ہوئے نیلے رنگ کے پک اپ ٹرک میں سوار ہو گئے اور اسے ایک چھوٹے سے فلیٹ کی طرف لے گئے ریلٹن روڈ، برکسٹن میں لائسنس، جہاں والکوٹ رابرٹس نے ان کا تعارف اپنی والدہ اینٹونیٹ سے کرایا۔ وہ تین آدمی جن کے بارے میں پامیلا نے بعد میں بیٹی کے بارے میں سوچا جس کی وجہ سے اس نے دقیانوسی وجوہات کو تسلیم کیا تھا۔ رابرٹس نے حکم دیا، "بچے کے لیے بھی اچھا ہے۔"

جب والکاٹ نے اعزاز دیا تو مسز رابرٹس، ایک بڑی اور دھاگے والی کرسی (اس کی حیرت انگیز طور پر پیلی ٹانگیں، ماچس کی چھڑی) میں کھوئی ہوئی نظر آرہی تھیں۔
دبلی پتلی، اپنے سیاہ لباس کے نیچے سے بغاوتی، گلابی ٹخنوں میں ختم ہونے کے لیے ابھرتی ہوئی -موزے اور سمجھدار لیس - اپ، فرش تک پہنچنے میں کچھ فاصلے سے ناکام ہو گئی)، کاروبار کرنے لگی۔ "یہ حضرات میرے لڑکے کے ساتھی تھے،" اس نے کہا۔ "یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کے قتل کی ممکنہ وجہ وہ کام تھا جو وہ ایک ایسے موضوع پر کر رہا تھا جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ بھی آپ کے لیے دلچسپی کا باعث ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ جن چینلز کی نمائندگی کر رہے ہیں، زیادہ رسمی طور پر کام کریں۔" یہاں تین خاموش "بیٹیوں" میں سے ایک نے پامیلا کو ایک سرخ پلاسٹک کا بریف کیس دیا۔ "اس پر مشتمل ہے،" مسز رابرٹس نے ہلکے سے وضاحت کی، "میٹرو پولیٹن پولیس میں چڑیلوں کے عہدوں کی موجودگی کے وسیع ثبوت۔"

والکاٹ اٹھ کھڑا ہوا۔ "ہمیں اب جانا چاہیے۔" اس نے سختی سے کہا۔ "برائے مہربانی." پامیلا اور جمپی گلاب ہو گئے۔ مسز رابرٹس نے مبہم طور پر سر ہلایا، غیر حاضری سے، اپنے ڈھیلے چمڑے والے ہاتھوں کے جوڑ توڑ کر۔ "الوداع،" پامیلا نے کہا، اور روایتی پچھتاوا پیش کیا۔ "لڑکی، سانس ضائع مت کرو،" مسز رابرٹس اندر داخل ہوئیں۔ "بس مجھے ان جنگجوؤں کو کیلوں سے کیل دو۔ انہیں دل میں کیل لگا دو۔"

اوو

والکوٹ رابرٹس نے انہیں نوٹنگ ہل میں دس بجے گرا دیا۔ جمپی بری طرح کھانس رہا تھا اور سر میں درد کی شکایت کر رہا تھا جو شیپرٹن میں اس کی چوٹوں کے بعد سے کئی بار دہرایا گیا تھا، لیکن جب پامیلا نے پلاسٹک کے بریف کیس میں دھماکہ خیز دستاویزات کی واحد کاپی رکھنے سے گھبراہٹ کا اعتراف کیا تو جمپی نے ایک بار پھر اصرار کیا۔ برک ہال کمیونٹی ریلیشنز کونسل کے دفاتر میں اس کے ساتھ جانے پر، جہاں اس نے متعدد قابل اعتماد دوستوں اور ساتھیوں کو تقسیم کرنے کے لیے فوٹو کاپیاں بنانے کا منصوبہ بنایا۔ تو یہ تھا کہ دس-پندرہ بجے وہ پامیلا کے پیارے ایم جی میں تھے، جو پورے شہر کے مشرق کی طرف جا رہے تھے، اجتماعی طوفان میں۔ ایک پرانی، نیلے رنگ کی مرسڈیز پینل وین نے ان کا پیچھا کیا، جیسا کہ اس نے والکوٹ کے پک اپ ٹرک کا پیچھا کیا تھا۔ یعنی، بغیر کسی توجہ کے۔

Machine Translated by Google

پندرہ منٹ پہلے، سات بڑے نوجوان سکھوں کا ایک گشتی گروپ ووکس ہال کیولیئر میں گھس گیا، جنوبی برک ہال میں ملایا کریسنٹ نہر کے پل پر گاڑی چلا رہا تھا۔ پل کے نیچے ٹوپاتھ سے رونے کی آواز سن کر، اور جائے وقوعہ کی طرف تیزی سے پہنچنے پر، انہیں ایک ہلکا پھلکا، درمیانے قد اور ساخت کا آدمی ملا، سفید بال بیزل کی آنکھوں پر آگے جھک رہے تھے، پاؤں کی طرف لپک رہے تھے، ہاتھ میں سکیلپل، اور تیزی سے بھاگ رہے تھے۔ ایک بوڑھی عورت کی لاش جس کی نیلی وگ گر گئی تھی اور نہر میں جیلی فش کی طرح تیر رہی تھی۔ نوجوان سکھ آسانی سے دوڑتے ہوئے آدمی کو پکڑ لیا اور اس پر قابو پا لیا۔

گیارہ بجے تک اجتماعی قاتل کے پکڑے جانے کی خبر بورو کے ہر حلقے میں گھس چکی تھی، اس کے ساتھ افواہوں کا ایک سلسلہ بھی تھا: پولیس پاگل پر الزام لگانے سے گریزاں تھی، گشتی ارکان کو پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لے لیا گیا تھا، چھپنے کا منصوبہ بنایا جا رہا تھا۔ گلیوں کے کونوں پر ہجوم جمع ہونا شروع ہو گیا، اور پب خالی ہوتے ہی لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ املاک کو کچھ نقصان پہنچا: تین کاروں کی کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے، ایک ویڈیو اسٹور لوٹ لیا گیا، چند اینٹیں پھینکی گئیں۔ یہ اس وقت تھا، ہفتے کی رات ساڑھے گیارہ بجے، کلبوں اور ڈانس ہالوں نے اپنی پرجوش، بہت زیادہ چارج شدہ آبادیوں کو حاصل کرنا شروع کر دیا تھا، کہ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے اعلیٰ حکام کی مشاورت سے اعلان کیا کہ فسادات سنٹرل برک ہال میں اب حالات موجود تھے، اور میٹروپولیٹن پولیس کی پوری طاقت کو "فسادوں" کے خلاف اتار دیا تھا۔

اس کے علاوہ، صلاح الدین چمچہ، جو اپنے اپارٹمنٹ میں ایلی کون کے ساتھ برک ہال فیلڈز کو دیکھ کر کھانا کھا رہے تھے، پیشی کو برقرار رکھتے ہوئے، ہمدردی کا اظہار کر رہے تھے، بڑبڑا رہے تھے، رات میں نمودار ہوئے۔ پلاسٹک کی ڈھالوں کے ساتھ ہیلمٹ والے مردوں کا ایک _ٹیسٹوڈو_ مل گیا جو فیلڈز کے اس پار اس کی طرف ایک مستحکم، ناقابل تسخیر ٹروٹ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ٹڈی دل کے بڑے ہیلی کاپٹروں کی آمد کا مشاہدہ کیا جہاں سے روشنی تیز بارش کی طرح گر رہی تھی۔ پانی کی توپوں کی پیش قدمی دیکھی۔ اور، ایک ناقابل تلافی ابتدائی اضطراری بات کو مانتے ہوئے، دم موڑ کر بھاگا، یہ نہ جانتے ہوئے کہ وہ غلط راستے پر جا رہا ہے، شاندار کی سمت پوری رفتار سے دوڑ رہا ہے۔

اوو

کلب ہاٹ ویکس پر چھاپے کے لیے ٹیلی ویژن کیمرے عین وقت پر پہنچ گئے۔

یہ وہی ہے جو ایک ٹیلی ویژن کیمرہ دیکھتا ہے: انسانی آنکھ سے کم تحفے میں، اس کی رات کی بینائی اس تک محدود ہے کہ کلیگ لائٹس کیا دکھائے گی۔ ایک ہیلی کاپٹر نائٹ کلب پر منڈلا رہا ہے، لمبی سنہری ندیوں میں روشنی پیشاب کر رہا ہے۔ کیمرہ اس تصویر کو سمجھتا ہے۔ ریاست کی مشین اپنے دشمنوں کو برداشت کرتی ہے۔ --اور اب آسمان میں ایک کیمرہ ہے۔ ایک نیوز ایڈیٹر نے کہیں فضائی فوٹو گرافی کے اخراجات کی منظوری دی ہے، اور دوسرے ہیلی کاپٹر سے ایک نیوز ٹیم _شوٹنگ_ڈاون_کر رہی ہے۔ اس ہیلی کاپٹر کو بھگانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ روٹر بلیڈ کا شور بھیڑ کے شور کو غرق کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں، ایک بار پھر، ویڈیو ریکارڈنگ کا سامان، اس معاملے میں، انسانی کان کے مقابلے میں کم حساس ہے۔

--کاٹنا --سورج کی بندوق سے روشن ہونے والا آدمی تیزی سے مائیکروفون میں بولتا ہے۔ اس کے پیچھے سائے کی بے ترتیبی ہے۔ لیکن رپورٹر اور بے ترتیب سائے کے درمیان -زمین پر ایک دیوار کھڑی ہے: فسادی ہیلمٹ پہنے مرد، اٹھائے ہوئے

Machine Translated by Google

ڈھال رپورٹر سنجیدگی سے بولتا ہے؛ پیٹرول بم پلاسٹک کی گولیاں پولیس کو زخمی کرتی ہیں-- توپوں سے لوٹ مار، خود کو، یقیناً، حقائق تک محدود رکھنا۔
لیکن کیمرہ وہ دیکھتا ہے جو وہ نہیں کہتا۔ کیمرہ ایک ایسی چیز ہے جسے آسانی سے ٹوٹا یا صاف کیا جاتا ہے۔ اس کی نزاکت اسے تیز تر بناتی ہے۔ ایک کیمرے کو قانون، نظم، پتلی نیلی لکیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش میں، یہ ڈھال والی دیوار کے پیچھے رہتا ہے، دور سے سایہ دار زمینوں کا مشاہدہ کرتا ہے، اور یقیناً اوپر سے: یعنی اطراف کا انتخاب کرتا ہے۔

--کاٹنا --سورج کی بندوقیں ایک نئے چہرے کو روشن کرتی ہیں، جھرجھریوں سے بھرے ہوئے، جھلسائے ہوئے ہیں۔ اس چہرے کا نام رکھا گیا ہے: ذیلی عنوان والے الفاظ اس کے انگارے پر ظاہر ہوتے ہیں۔ _انسپکٹر اسٹیفن کنچ_ کیمرہ اسے دیکھتا ہے کہ وہ کیا ہے: ایک ناممکن کام میں ایک اچھا آدمی۔ ایک باپ، ایک آدمی جو اپنے پنٹ کو پسند کرتا ہے۔ وہ بولتا ہے: نہیں-برداشت کر سکتے ہیں-نہ جانے والے علاقوں میں بہتر-تحفظ-ضروری ہے-پولیس والوں کو---پلاسٹک--فساد-

ڈھال -پکڑنے -آگ. اس سے مراد منظم جرائم، سیاسی مشتعل، بم فیکٹریاں، منشیات ہیں۔ "ہم سمجھتے ہیں کہ ان میں سے کچھ بچے محسوس کر سکتے ہیں کہ انہیں شکایات ہیں لیکن ہم معاشرے کے کوڑے مارنے والے لڑکے نہیں بن سکتے اور نہ ہی بن سکتے ہیں۔"
روشنیوں اور مریض، خاموش عینک سے حوصلہ پا کر وہ مزید آگے بڑھتا ہے۔
وہ بتاتے ہیں کہ یہ بچے نہیں جانتے کہ وہ کتنے خوش قسمت ہیں۔ انہیں اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کرنا چاہیے۔ افریقہ، ایشیا، کیریبین: اب وہ جگہیں ہیں جہاں حقیقی مسائل ہیں۔ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں لوگوں کو احترام کے لائق شکایات ہو سکتی ہیں۔
یہاں حالات اتنے خراب نہیں ہیں، لمبے چاک سے نہیں۔ یہاں کوئی قتل و غارت نہیں، کوئی تشدد نہیں، کوئی فوجی بغاوت نہیں۔ لوگوں کو اس کی قدر کرنی چاہیے جو ان کے پاس ہے اسے کھونے سے پہلے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زمین ہمیشہ پرامن رہی۔ ہماری محنتی جزیرے کی دوڑ۔ --اس کے پیچھے، کیمرہ اسٹریچر، ایمبولینس، درد دیکھتا ہے۔ --یہ کلب ہاٹ ویکس کی آنتوں سے عجیب ہیومنائڈ شکلیں اٹھائے ہوئے دیکھتا ہے، اور طاقتوروں کے مجسموں کو پہچانتا ہے۔

انسپکٹر کینچ نے وضاحت کی۔ وہ انہیں وہاں تندور میں پکاتے ہیں، وہ اسے مزہ کہتے ہیں، میں خود اسے نہیں کہوں گا۔ --کیمرہ موم کے ماڈلز کو ناپسندیدگی کے ساتھ دیکھتا ہے۔ -کیا ان کے بارے میں کچھ _witchy_ نہیں ہے، کچھ نافرمانی، غیر صحت بخش ہو ہے؟ کیا یہاں بلیک آرٹس کی مشق ہوئی ہے؟

--کیمرہ ٹوٹی ہوئی کھڑکیاں دیکھتا ہے۔ یہ درمیانی فاصلے پر کچھ جلتا ہوا دیکھتا ہے: ایک کار، ایک دکان۔ یہ سمجھ نہیں سکتا، یا ظاہر نہیں کر سکتا کہ اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنی گلیوں کو جلا رہے ہیں۔

--کاٹنا --یہاں ایک چمکیلی روشنی والی ویڈیو اسٹور ہے۔ کھڑکیوں میں کئی سیٹ باقی رہ گئے ہیں۔ کیمرہ، سب سے زیادہ نشہ آور، ٹی وی دیکھتا ہے، ایک لمحے کے لیے، ٹیلی ویژن سیٹوں کی لامحدود کساد بازاری پیدا کرتا ہے، ایک نقطہ تک کم ہوتا جا رہا ہے۔

--کاٹنا --یہاں روشنی میں نہا ہوا ایک سنجیدہ سر ہے: ایک اسٹوڈیو ڈسکشن۔ سربراہ _آؤٹ لاز_کی بات کر رہا ہے۔ بلی دی کڈ، نیڈ کیلی: یہ وہ مرد تھے جو _کے خلاف_ کے ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ جدید اجتماعی قتل کرنے والے، جن میں اس بہادرانہ جہت کا فقدان ہے، وہ بیمار، تباہ شدہ مخلوق سے زیادہ نہیں ہیں، شخصیت کے طور پر بالکل خالی ہیں، ان کے جرائم کو طریقہ کار، طریقہ کار پر توجہ دینے سے ممتاز کیا گیا ہے --آئیے کہتے ہیں _رسم_ --کارفرما، شاید، عدم کی خواہش سے محسوس کیا جائے، سے باہر اٹھنا. ایک لمحے کے لیے، ایک ستارہ بن جاؤ۔ -یا ایک قسم کی موت کی خواہش سے: محبوب کو قتل کرنا اور اسی طرح نفس کو تباہ کرنا۔ _ --نانی ریپر کون سی ہے؟ _ایک سائل پوچھتا ہے۔ _اور

Machine Translated by Google

جیک کے بارے میں کیا خیال ہے؟ -- _سچا ڈاکو، سر اصرار کرتا ہے، ہیرو کی سیاہ عکس ہے۔ --_یہ فسادی، شاید؟ _چیلنج آتا ہے۔

_کیا آپ کو گلیمرائز کرنے، "جائزیت" کے خطرے میں نہیں ہے؟ -- _سر ہلاتا ہے، جدید نوجوانوں کی مادیت پر افسوس ہے۔ ویڈیو اسٹورز کو لوٹنا وہ نہیں ہے جس کے بارے میں سر کی بات کی گئی ہے۔ --_لیکن پھر پرانے وقت والوں کا کیا ہوگا؟

بوچ کیسڈی، جیمز برادران، کیپٹن مون لائٹ، کیلی گینگ۔ سب نے لوٹ لیا -کیا انہوں نے نہیں؟ --بینک_ --کاٹنا --اس رات کے بعد، کیمرہ اس دکان کی کھڑکی پر واپس آجائے گا۔ ٹیلی ویژن سیٹ غائب ہوں گے۔

--ہوا سے، کیمرہ کلب ہاٹ ویکس کے داخلی راستے کو دیکھتا ہے۔ اب پولیس نے موم کے مجسمے ختم کر دیے ہیں اور اصلی انسانوں کو سامنے لا رہے ہیں۔ کیمرہ گرفتار افراد پر ہے: ایک لمبا البینو آدمی؛ ارمانی سوٹ میں ایک آدمی، ڈی نیرو کی سیاہ عکس کی طرح نظر آرہا ہے۔ ایک نوجوان لڑکی --کیا؟ --چودہ، پندرہ؟ -بیس یا اس کے آس پاس کا ایک افسردہ نوجوان۔ کسی نام کا عنوان نہیں ہے۔ کیمرہ ان چہروں کو نہیں جانتا۔

تاہم آہستہ آہستہ حقائق سامنے آتے ہیں۔ کلب ڈی جے، سیونسنکر رام، جسے "پنک والا" کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس کے مالک، مسٹر جان مسلاما، پر بڑے پیمانے پر منشیات کی کارروائی چلانے کا الزام عائد کیا جائے گا --کریک، براؤن شوگر، چرس، کوکین۔ ان کے ساتھ گرفتار ہونے والا شخص، مسلمہ کے قریبی "فیئر ونڈز" میوزک اسٹور کا ملازم، ایک وین کا رجسٹرڈ مالک ہے جس میں "ہارڈ ڈرگز" کی غیر متعینہ مقدار دریافت ہوئی ہے۔ "ہاٹ" ویڈیو ریکارڈرز کی بھی تعداد۔ نوجوان لڑکی کا نام اناہیتا سفیان ہے۔ وہ کم عمر ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ شراب پی رہی تھی، اور، اس کا اشارہ ہے، گرفتار کیے گئے تین مردوں میں سے کم از کم ایک کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنا۔ اس کے بارے میں مزید بتایا جاتا ہے کہ اس کی مجرمانہ قسموں کے ساتھ بے وفائی اور وابستگی کی تاریخ ہے: ایک مجرم، واضح طور پر۔ --ایک روشن خیال صحافی تقریب کے کئی گھنٹے بعد قوم کو یہ ٹائٹ بٹس پیش کرے گا، لیکن خبریں پہلے ہی گلیوں میں چل رہی ہیں: پنک والا! --اور _ویکس_: انہوں نے اس جگہ کو توڑ دیا --اسے مکمل کر دیا! --اب یہ _جنگ_ ہے۔

تاہم ایسا ہوتا ہے --جیسا کہ بہت کچھ ہوتا ہے --ایسی جگہوں پر جہاں کیمرہ نہیں دیکھ سکتا۔

اوو

جبریل: اس طرح حرکت کرتا ہے جیسے خواب میں، کیونکہ کئی دن تک بغیر کھائے یا سوئے شہر میں گھومنے کے بعد، عزرائیل نامی صور اپنے عظیم کوٹ کی جیب میں محفوظ طریقے سے ٹکا ہوا تھا، اب وہ جاگنے اور خواب دیکھنے والی حالتوں کے درمیان فرق کو نہیں پہچانتا ہے۔ --وہ اب کچھ سمجھتا ہے کہ ہمہ گیریت کیسی ہونی چاہیے، کیونکہ وہ ایک ساتھ کئی کہانیوں سے گزر رہا ہے، وہاں ایک جبریل ہے جو الیلویا کون کے ہاتھوں اپنی دھوکہ دہی پر ماتم کر رہا ہے، اور ایک

جبریل علیہ السلام بسترِ مرگ پر منڈلا رہے ہیں اور ایک جبرائیل چھپ کر ایک نبی کی ترقی کو دیکھ رہے ہیں

Machine Translated by Google

سمندر کی زیارت، اس لمحے کا انتظار جس میں وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے گا، اور ایک جبریل جو محسوس کرتا ہے، ہر روز زیادہ طاقتور، مخالف کی مرضی، اسے اپنے قریب لاتا ہے، اسے اپنے آخری گلے کی طرف لے جاتا ہے: لطیف، دھوکہ دینے والا مخالف جس نے اپنے سب سے سچے دوست صلاح الدین کا چہرہ اپنے محافظوں کو کم کرنے کے لیے لیا ہے۔ اور ایک جبریل ہے جو لندن کی سڑکوں پر چل رہا ہے، خدا کی مرضی کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔

کیا وہ خدا کے غضب کا ایجنٹ ہے؟
یا اس کی محبت کا؟

کیا وہ انتقام ہے یا معافی؟ کیا مہلک صور اس کی جیب میں رہنا چاہیے یا اسے نکال کر پھونکنا چاہیے؟

(میں اسے کوئی ہدایات نہیں دے رہا ہوں۔ میں بھی اس کے انتخاب میں دلچسپی رکھتا ہوں --اس کے ریسلنگ میچ کے نتیجے میں۔ کردار بمقابلہ تقدیر: ایک فری اسٹائل مقابلہ۔ دو فالس، دو جمع کرانے یا ناک آؤٹ فیصلہ کریں گے۔)

کشتی، اپنی بہت سی کہانیوں کے ذریعے، وہ آگے بڑھتا ہے۔
ایسے اوقات ہوتے ہیں جب وہ اس کے لیے درد محسوس کرتا ہے، الیلویا، اس کا نام ایک سربلندی ہے۔ لیکن پھر وہ شیطانی آیات کو یاد کرتا ہے، اور اپنے خیالات کو پھیر لیتا ہے۔
اس کی جیب میں ہارن پھونکنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ لیکن وہ خود کو روکتا ہے۔ اب وہ وقت نہیں ہے۔ سراگ تلاش کر رہے ہیں --_کیا کرنا ہے؟ -- _وہ شہر کی سڑکوں پر ڈنڈا مارتا ہے۔

کہیں وہ شام کی کھڑکی سے ٹیلی ویژن سیٹ دیکھتا ہے۔ اسکرین پر ایک عورت کا سر ہے، ایک مشہور "پیشکار"، جس کا انٹرویو اتنا ہی مشہور، چمکتے ہوئے آئرش "میزبان" نے کیا ہے۔ -سب سے بری چیز کیا ہوگی جس کا آپ تصور کر سکتے ہیں؟ --اوہ، مجھے لگتا ہے، مجھے یقین ہے، یہ ہو گا، اوہ، _ہاں_: کرسمس کے موقع پر اکیلے رہنا۔ آپ کو واقعی اپنے آپ کا سامنا کرنا پڑے گا، کیا آپ نہیں، آپ ایک سخت آئینے میں دیکھیں گے اور اپنے آپ سے پوچھیں گے، _کیا یہ سب کچھ ہے؟ - _جبریل، اکیلے، تاریخ کا علم نہیں، چلتا ہے۔ آئینے میں، مخالف اسی رفتار سے قریب آتا ہے جس رفتار سے اس کا اپنا، اشارہ کرتا ہے، اپنے بازو پھیلاتا ہے۔

شہر اسے پیغامات بھیجتا ہے۔ یہاں، یہ کہتا ہے، وہ جگہ ہے جہاں تین صدیاں پہلے ڈچ بادشاہ نے رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان دنوں یہ شہر سے باہر ایک گاؤں تھا، جو انگریزی کے سبز کھیتوں میں آباد تھا۔ لیکن جب بادشاہ گھر بنانے کے لیے پہنچا تو کھیتوں کے درمیان لندن کے چوکے پھیل گئے، سرخ اینٹوں کی عمارتیں جس میں ڈچ کرینلیشنز آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں، تاکہ اس کے درباریوں کے پاس رہنے کی جگہ ہو۔ تمام تارکین وطن بے اختیار نہیں ہیں، اب بھی کھڑی عمارتیں سرگوشیاں کرتی ہیں۔ وہ اپنی ضروریات کو اپنی نئی زمین پر مسلط کرتے ہیں، نئی پائی جانے والی زمین پر اپنا ہم آہنگی لاتے ہیں، اس کا نئے سرے سے تصور کرتے ہیں۔ لیکن باہر دیکھو، شہر نے خبردار کیا۔ بے ربطی کا بھی دن ہونا چاہیے۔ اس پارک لینڈ میں سواری کرتے ہوئے جس میں اس نے رہنے کا انتخاب کیا تھا --جسے اس نے _تہذیب بنایا تھا --ولیم IIIکو اس کے گھوڑے نے پھینکا تھا، سخت گرے ہوئے زمین پر گرا اور اس کی شاہی گردن توڑ دی۔

کچھ دنوں میں وہ اپنے آپ کو چلتی ہوئی لاشوں کے درمیان پاتا ہے، مرنے والوں کا بڑا ہجوم، وہ سب یہ تسلیم کرنے سے انکاری ہیں کہ ان کے لیے کیا گیا ہے، لاشیں آپس میں زندہ لوگوں کی طرح برتاؤ کرتی رہتی ہیں، شاپنگ کرنا، بسیں پکڑنا، چھیڑ چھاڑ کرنا، پیار کرنے گھر جانا، سگریٹ نوشی کرنا۔ سگریٹ _لیکن تم مر چکے ہو_، وہ چیختا ہے۔

Machine Translated by Google

ان پر. زومبی، اپنی قبروں میں داخل ہو جاؤ۔ وہ اسے نظر انداز کرتے ہیں، یا ہنستے ہیں، یا شرمندہ نظر آتے ہیں، یا اسے اپنی مٹھی سے ڈراتے ہیں۔ وہ خاموش ہو جاتا ہے، اور جلدی کرتا ہے۔
پر

شہر مبہم، بے ترتیب ہو جاتا ہے۔ دنیا کو بیان کرنا ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ حج، نبی، مخالف ضم، دھند میں دھندلا، ابھرنا.

جیسا کہ وہ کرتی ہے: ایلی، ال-لاط۔ _وہ اعلیٰ پرندہ ہے۔ بہت زیادہ مطلوب ہونا_
اسے اب یاد ہے: اس نے اسے جمپی کی شاعری کے بارے میں بہت پہلے بتایا تھا۔ _وہ ایک مجموعہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک کتاب_۔ انگوٹھا -چوسنے والا فنکار اپنے وحشیانہ خیالات کے ساتھ۔ ایک کتاب شیطان کے ساتھ ایک معاہدے کی پیداوار ہے جو فوسٹین معاہدے کو الٹ دیتی ہے، اس نے ایلی کو بتایا۔ ڈاکٹر فاسٹس نے دو درجن سال اقتدار کے بدلے میں ابدیت کی قربانی دی۔ مصنف اپنی زندگی کی بربادی سے اتفاق کرتا ہے، اور حاصل کرتا ہے (لیکن صرف اس صورت میں جب وہ خوش قسمت ہو) شاید ابدیت نہیں، بلکہ نسل، کم از کم۔

کسی بھی طرح سے (یہ جمپی کا نقطہ تھا) یہ شیطان ہے جو جیتتا ہے۔
شاعر کیا لکھتا ہے؟ آیات جبریل کے دماغ میں کون سی جھنکار ہے؟
آیات اس کا دل کیا توڑا؟ آیات اور پھر آیات۔
صور، عزرائیل، کوٹ کی جیب سے پکارتا ہے: مجھے اٹھاؤ!
جی ہاں: ٹرمپ۔ اس سب کے ساتھ جہنم میں، پوری افسوسناک گڑبڑ: بس اپنے گالوں کو پھونک دو اور جڑ .y-toot-tootچلو، یہ پارٹی کا وقت ہے۔
یہ کتنا گرم ہے: بھاپ دار، قریب، ناقابل برداشت۔ یہ کوئی مناسب لندن نہیں ہے: یہ نامناسب شہر نہیں۔ ایئر اسٹرپ ون، مہاگونی، الفا ویل۔ وہ زبانوں کی الجھنوں میں گھومتا ہے۔ بابل: آشوری "بابیلو" کا ایک سکڑاؤ۔ "خدا کا دروازہ۔" بابل۔

یہ کہاں ہے؟
--جی ہاں. --وہ ایک رات، صنعتی انقلاب کے کیتھیڈرلز کے پیچھے، شمالی لندن کی ریلوے ٹرمینی کے پیچھے گھوم رہا ہے۔ گمنام کنگز کراس، سینٹ پینکراس ٹاور کی چمگادڑ کی طرح خطرہ، سرخ اور سیاہ گیس ہولڈرز لوہے کے بڑے پھیپھڑوں کی طرح پھڑپھڑاتے اور پھٹتے ہیں۔ جہاں ایک بار جنگ میں ملکہ بوڈیکا گر گئی تھی، جبریل فرشتہ نے خود سے کشتی لڑی۔

دی گڈز وے: --لیکن اے کونسا رسیلا سامان دروازوں میں اور ٹنگسٹن لیمپ کے نیچے بیٹھا ہے، اس طرح سے کیا پکوان پیش کیے جا رہے ہیں! --جھولتے ہینڈ بیگ، پکارنا، سلور سکرٹڈ، فش نیٹ ٹائٹس پہننا: یہ نہ صرف نوجوان سامان ہیں (اوسط عمر تیرہ سے پندرہ) بلکہ سستے بھی ہیں۔ ان کی مختصر، یکساں تاریخیں ہیں: سبھی کے بچے کہیں چھپا دیئے گئے ہیں، سب کو غصے میں، پرہیزگار والدین نے گھروں سے باہر پھینک دیا ہے، ان میں سے کوئی بھی سفید فام نہیں ہے۔ چھریوں والے دلال اپنی کمائی کا نوے فیصد لے لیتے ہیں۔

سامان صرف سامان ہوتا ہے، آخر کار، خاص طور پر جب وہ ردی کی ٹوکری میں ہوں۔
--گڈز وے میں جبریل فرشتہ کو سائے اور چراغوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور تیز، سب سے پہلے، اس کی رفتار. _یہ میرے ساتھ کیا ہے؟ خونی _. pussies galoreلیکن پھر وہ دھیمے اور رک جاتا ہے، لیمپ اور سائے سے اسے کچھ اور پکارتے ہوئے سنتا ہے، کچھ ضرورت، کچھ بے لفظ التجا، صرف دس پاؤنڈ ٹارٹس کی چھوٹی آوازوں کے نیچے چھپی ہوئی ہے۔ اس کے قدم آہستہ ہوتے ہیں، پھر رک جاتے ہیں۔ وہ ان کی خواہشات کے تابع ہے۔ _کس لیے؟ _وہ اب اس کی طرف بڑھ رہے ہیں، ان دیکھے کانٹے پر مچھلیوں کی طرح اس کی طرف کھینچے ہوئے ہیں۔ اس کے قریب آتے ہی ان کی چہل قدمی بدل جاتی ہے، ان کے کولھوں کا اکھڑنا ختم ہو جاتا ہے، ان کے چہرے ان کی عمر نظر آنے لگتے ہیں۔

Machine Translated by Google

سنگھار. جب وہ اس کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ _تم کہتے ہو کہ میں کون ہوں؟ _وہ پوچھتا ہے، اور شامل کرنا چاہتا ہے: _میں تمہارے نام جانتا ہوں۔ میں آپ سے پہلے، کہیں اور، پردے کے پیچھے ملا تھا: آپ میں سے بارہ پھر جیسا کہ اب ہے۔ عائشہ، حفصہ، رملہ، سودہ، زینب، زینب، میمونہ، صفیہ، جویریہ، ام سلمہ مخزومی، ریحانہ یہودی، اور خوبصورت مریم قبطی۔ خاموشی سے وہ گھٹنوں کے بل پڑے رہتے ہیں۔ اُن کی خواہشات اُسے الفاظ کے بغیر بتائی جاتی ہیں۔ _ایک کٹھ پتلی کے علاوہ مہاراج کیا ہے؟ کٹھ پوتلی، میریونیٹ۔ وفادار ہمیں اپنی مرضی کے مطابق جھکاتے ہیں۔ ہم فطرت کی قوتیں ہیں اور وہ ہمارے آقا ہیں۔ مالکن بھی_ اس کے اعضاء میں بھاری پن، گرمی اور اس کے کانوں میں گرمی کی دوپہروں میں شہد کی مکھیوں کی طرح گونجتی ہے۔ بیہوش ہونا آسان ہوگا۔

وہ بیہوش نہیں ہوتا۔
وہ گھٹنے ٹیکنے والے بچوں کے درمیان کھڑا ہے، دلالوں کا انتظار کر رہا ہے۔
اور جب وہ آتے ہیں، وہ آخر کار باہر نکالتا ہے، اور اپنے ہونٹوں سے دباتا ہے، اس کا بے چین سینگ: تباہ کن، عزرائیل۔

اوو

جب اس کے سنہری صور کے منہ سے آگ کا دھارا نکلا اور قریب آنے والے آدمیوں کو بھسم کر دیا، انہیں شعلے کے کوکون میں لپیٹ کر، انہیں اس طرح مکمل طور پر بے نقاب کر دیا کہ فٹ پاتھ پر ان کے جوتے تک نہ چمکیں، جبریل سمجھتا ہے۔

وہ پھر سے چل رہا ہے، اپنے پیچھے کسبیوں کا شکر ادا کرتے ہوئے، عزرائیل ایک بار پھر اپنی وسیع جیب میں برک ہال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ چیزیں واضح ہو رہی ہیں۔

وہ فرشتہ جبریل ہے، تلاوت کا فرشتہ، جس کے ہاتھ میں وحی کی طاقت ہے۔ وہ مردوں اور عورتوں کے سینوں تک پہنچ سکتا ہے، ان کے دلوں کی خواہشات کو نکال سکتا ہے اور انہیں حقیقی بنا سکتا ہے۔ وہ خواہشات کو بجھانے والا، خواہشات کا مارنے والا، خوابوں کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ چراغ کا جن ہے، اور اس کا مالک راک ہے۔

آدھی رات کی ہوا میں کیا خواہشات، کیا ضروری ہیں؟ وہ ان میں سانس لیتا ہے۔
--اور سر ہلاتے ہیں، ایسا ہی ہو، ہاں۔ -اسے آگ لگنے دو۔ یہ وہ شہر ہے جس نے اپنے آپ کو شعلے سے صاف کیا ہے، اپنے آپ کو زمین پر جل کر صاف کیا ہے۔
آگ، گرنے والی آگ۔ "یہ اس کے غضب میں خدا کا فیصلہ ہے،" جبریل فرشتہ نے فسادی رات کے بارے میں اعلان کیا، "کہ لوگوں کو ان کے دل کی خواہشات کو پورا کیا جائے، اور وہ ان کے ذریعہ فنا ہو جائیں۔"

کم لاگت والے اونچے مکانات نے اسے گھیر لیا۔ _نیگر سفید آدمی کی گندگی کھاتے ہیں_، غیر حقیقی دیواروں کا مشورہ دیتے ہیں۔ عمارتوں کے نام ہیں: "Isandhlwana"، "Rorke's Drift". "لیکن ایک نظر ثانی کا ادارہ جاری ہے، کیونکہ چار میں سے دو ٹاورز کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے، اور اب، "منڈیلا" اور "ٹاؤسینٹل" اوورچر کے نام رکھ دیے گئے ہیں۔ --ٹاورز کنکریٹ پر کھڑے ہیں، اور نیچے کنکریٹ کی بے ساختگی میں۔ ان کے درمیان دائمی ہوا کی چیخیں، اور ملبے کا ڈھیر ہے: کچن کے اجڑے ہوئے یونٹ، سائیکل کے ٹائر، ٹوٹے ہوئے دروازوں کے ٹکڑے، گڑیا کی ٹانگیں، بھوکی بلیوں اور کتوں کے پلاسٹک کے تھیلوں سے نکالی گئی سبزیوں کا کچرا، فاسٹ فوڈ کے پیکٹ، رولنگ کین، بکھرے ہوئے کام کے امکانات، ترک شدہ امیدیں، کھوئے ہوئے وہم، غصے میں اضافہ،

Machine Translated by Google

جمع کڑواہٹ، قے کا خوف، اور زنگ آلود غسل۔ وہ بے حرکت کھڑا ہے جبکہ رہائشیوں کے چھوٹے گروہ مختلف سمتوں میں گزرتے ہیں۔
کچھ (سب نہیں) ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں۔ کلب، بوتلیں، چاقو۔ تمام گروپوں میں سفید فام نوجوان اور سیاہ فام بھی شامل ہیں۔
وہ اپنے صور کو اپنے ہونٹوں تک اٹھاتا ہے اور بجانا شروع کر دیتا ہے۔

شعلے کی چھوٹی کلیاں کنکریٹ پر پھوٹ پڑتی ہیں، جن کو اثاثوں اور خوابوں کے ضائع شدہ ڈھیروں سے ایندھن ملتا ہے۔ حسد کا ایک چھوٹا سا سڑا ہوا ڈھیر ہے: یہ رات کو ہرے بھرے جلتے ہیں۔ آگ قوس قزح کا ہر رنگ ہے، اور ان سب کو ایندھن کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنے سینگ سے آگ کے چھوٹے چھوٹے پھول اڑاتا ہے اور وہ کنکریٹ پر ناچتے ہیں، انہیں نہ تو آتش گیر مواد کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی جڑوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں، ایک گلابی! وہاں، کیا اچھا ہوگا؟، میں جانتا ہوں: ایک چاندی کا گلاب۔ --اور اب کلیاں جھاڑیوں میں کھل رہی ہیں، وہ ٹاورز کے اطراف میں رینگنے والوں کی طرح چڑھ رہی ہیں، وہ اپنے پڑوسیوں کی طرف بڑھ رہی ہیں، رنگین شعلے کے باڑے بنا رہے ہیں۔ یہ ایک روشن باغ کو دیکھنے کے مترادف ہے، اس کی نشوونما ہزاروں گنا تیز ہوئی، ایک باغ کھلتا، پھلتا پھولتا، بہت زیادہ بڑھتا، الجھتا، ناقابل تسخیر بنتا، گھنے آپس میں جڑے ہوئے چمیروں کا باغ، اپنے ہی تاپدیپت انداز میں اس کانٹے دار لکڑی کا مقابلہ کرتا ہے جو اس کے ارد گرد اگتا ہے۔ ایک اور پریوں کی کہانی میں سونے کی خوبصورتی کا محل، بہت پہلے۔

لیکن یہاں، کوئی خوبصورتی نہیں ہے، اندر سو رہا ہے. جبریل فرشتہ ہے، آگ کی دنیا میں چل رہا ہے۔ ہائی سٹریٹ میں وہ شعلے سے بنے مکانات، آگ کی دیواروں کے ساتھ، اور کھڑکیوں پر لٹکے ہوئے پردوں کی طرح شعلے دیکھتا ہے۔

-اور آگ کی کھال والے مرد اور عورتیں آگ کی چادروں میں ملبوس اس کے ارد گرد ٹہلتے، دوڑتے، گھومتے پھرتے ہیں۔ گلی سرخ گرم، پگھلی ہوئی، خون کا دریا بن گئی ہے۔ سب کچھ بھڑک رہا ہے جب وہ اپنے خوش کن سینگ پھونک رہا ہے، _لوگوں کو جو چاہیں دے رہا ہے_، شہریوں کے بال اور دانت تمباکو نوشی سے سرخ ہو رہے ہیں، شیشے جل رہے ہیں، اور پرندے دہکتے پروں پر اڑ رہے ہیں۔

مخالف بہت قریب ہے۔ مخالف ایک مقناطیس ہے، ایک بھنور کی آنکھ ہے، ایک بلیک ہول کا ناقابلِ مزاحمت مرکز ہے، اس کی کشش ثقل ایک ایسا واقعہ افق بناتی ہے جس سے نہ جبریل بچ سکتا ہے اور نہ ہی روشنی۔ _اس طرح_، مخالف پکارتا ہے۔ _میں یہاں ہوں_

ایک محل نہیں، لیکن صرف ایک کیفے. اور اوپر والے کمروں میں، ایک بیڈ اور ناشتے کا جوائنٹ۔ کوئی سوتی ہوئی شہزادی نہیں، بلکہ ایک مایوس عورت، دھوئیں سے مغلوب، یہاں بے ہوش پڑی ہے۔ اور اس کے ساتھ، ان کے بستر کے ساتھ فرش پر، اور اسی طرح بے ہوش، اس کا شوہر، مکہ سے واپس آنے والا سابق اسکول ٹیچر، سفیان۔ --جب کہ، جلتے ہوئے شاندار میں، بے چہرہ لوگ کھڑکیوں پر کھڑے مدد کے لیے ترستے ہوئے، چیخنے سے قاصر ہیں (منہ نہیں)۔

مخالف: وہاں وہ اڑا رہا ہے!
جلے ہوئے شاندار کیفے کے پس منظر میں سلیوٹ کیا گیا، دیکھو، یہ وہی ہے!

عزرائیل بغیر بلائے فرشتہ کے ہاتھ میں چھلانگ لگاتا ہے۔
یہاں تک کہ ایک فرشتہ بھی ایک وحی کا تجربہ کر سکتا ہے، اور جب جبریل پکڑتا ہے، سب سے زیادہ لمحہ فکریہ کے لیے، صلاح الدین چمچہ کی آنکھ، --پھر اس میں

Machine Translated by Google

جزوی اور لامحدود لمحے اس کی نظروں سے پردے پھٹ جاتے ہیں، --وہ خود کو برک ہال فیلڈز میں چمچا کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھتا ہے، ایک جھنجھلاہٹ میں کھو جاتا ہے، اور ایلیلویا کون کے ساتھ اپنی محبت کے انتہائی گہرے رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے، --وہی راز جو بعد میں کھلے تھے۔ بہت سی بری آوازوں کے ذریعے ٹیلی فون پر سرگوشی کی گئی، --ان سب کے نیچے جبریل اب مخالف کی یکجا کرنے والی صلاحیتوں کو پہچانتا ہے، جو گٹار اور اعلیٰ ہو سکتا ہے، جس نے توہین اور بے عزتی کی، جو ضد کرنے والا اور شرمیلا تھا، جو بے ہودہ تھا، - -جی ہاں! --اور تصدیق کرنا بھی۔ --اور اب، آخر کار، جبریل فرشتہ نے پہلی بار تسلیم کیا کہ مخالف نے چمچہ کی خصوصیات کو محض ایک بھیس کے طور پر نہیں اپنایا ہے۔ --اور نہ ہی یہ غیر معمولی قبضے کا کوئی معاملہ ہے، جہنم سے حملہ آور کے ذریعہ جسم چھیننے کا۔ مختصر یہ کہ برائی صلاح الدین کے لیے خارجی نہیں ہے، بلکہ اس کی اپنی اصلی فطرت کے کسی وقفے سے پھوٹتی ہے، کہ یہ اس کے نفس کے ذریعے کینسر کی طرح پھیلتی جا رہی ہے، اس میں جو اچھائی تھی اسے مٹا رہی ہے، اس کی روح کو مٹا رہی ہے۔ اور بہت سے دھوکہ دہی اور چکماوں کے ساتھ ایسا کرنا، ایسا لگتا ہے کہ بعض اوقات پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جب کہ، حقیقت میں، معافی کے بھرم کے دوران، اس کی آڑ میں، تو بات کرنے کے لیے، یہ خطرناک طور پر پھیلتا رہا۔ -اور اب، کوئی شک نہیں، اس نے اسے بھر دیا ہے؛ اب صلاح الدین کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں بچا ہے، اس کی روح میں برائی کی سیاہ آگ، اسے بالکل دوسری آگ کی طرح بھسم کر رہی ہے، رنگین اور لپیٹے ہوئے، چیختے ہوئے شہر کو کھا رہی ہے۔ واقعی یہ "انتہائی خوفناک، بدنیتی پر مبنی، خونی شعلے ہیں، ایک عام آگ کے شعلے کی طرح نہیں"۔

آگ آسمان پر ایک محراب ہے۔ صلاح الدین چمچہ، مخالف، جو _اسپونو، میرا پرانا چمچ_ بھی ہے، شاندار کیفے کے دروازے میں غائب ہو گیا ہے۔ یہ بلیک ہول کا ماؤ ہے؛ افق اس کے گرد بند ہو جاتا ہے، باقی تمام امکانات معدوم ہو جاتے ہیں، کائنات سکڑ کر اس تنہا اور ناقابل تلافی نقطہ پر آ جاتی ہے۔ جبریل اپنے صور پر زبردست پھونک مارتے ہوئے کھلے دروازے سے ڈوب جاتا ہے۔

او و

برک ہال کمیونٹی ریلیشنز کونسل کے زیر قبضہ عمارت بلٹ پروف کھڑکیوں کے ساتھ ارغوانی اینٹوں میں ایک واحد منزلہ عفریت تھی، یہ بنکر 1960 کی دہائی کی طرح تھا، جب اس طرح کی لکیروں کو چیکنا سمجھا جاتا تھا۔ یہ عمارت میں داخل ہونا آسان نہیں تھا۔ دروازہ ایک انٹری فون کے ساتھ لگایا گیا تھا اور عمارت کے ایک طرف نیچے ایک تنگ گلی میں کھولا گیا تھا جو ایک سیکنڈ پر ختم ہوتا تھا، دروازہ بھی سیکیورٹی سے بند تھا۔ چوری کا الارم بھی تھا۔

یہ الارم، جو اس کے بعد ہوا، اسے بند کر دیا گیا تھا، غالباً دو افراد، ایک مرد، ایک عورت، جنہوں نے چابی کی مدد سے اندراج کیا تھا۔ سرکاری طور پر یہ تجویز کیا گیا تھا کہ یہ افراد تخریب کاری کے ایک فعل پر تلے ہوئے تھے، ایک "اندرونی کام"، کیونکہ ان میں سے ایک، مردہ خاتون، درحقیقت اس تنظیم کی ملازم تھی جس کے یہ دفاتر تھے۔ جرم کی وجوہات مبہم رہیں، اور چونکہ شرپسند آگ میں ہلاک ہوچکے تھے، اس لیے ان کے سامنے آنے کا امکان نہیں تھا۔ ایک "اپنا مقصد" رہا، تاہم، سب سے زیادہ ممکنہ وضاحت۔

ایک المناک معاملہ؛ مردہ عورت بہت زیادہ حاملہ تھی۔

Machine Translated by Google

انسپکٹر سٹیفن کنچ نے بیان جاری کرتے ہوئے جس میں یہ حقائق بیان کیے گئے تھے، نے برک بال سی آر سی میں لگنے والی آگ اور شاندار کیفے کے درمیان ایک تعلق قائم کیا، جہاں دوسرا مرنے والا مرد، نیم مستقل رہائشی تھا۔ . یہ ممکن تھا کہ وہ آدمی اصلی آگ بگولہ تھا اور عورت، جو اس کی مالکن تھی، حالانکہ اس کی شادی کسی دوسرے مرد سے تھی اور اب بھی اس کے ساتھ رہتی تھی، اس کے دھوکے سے زیادہ نہیں تھی۔ سیاسی محرکات --دونوں جماعتیں اپنے بنیاد پرست نظریات کے لئے مشہور تھیں --کو رعایت نہیں دی جا سکتی تھی، حالانکہ انتہائی بائیں بازو کے گروہوں میں پانی کی کیچڑ ایسی تھی جس کے بارے میں وہ اکثر کہتے تھے کہ اس کی واضح تصویر حاصل کرنا مشکل ہو گا۔ محرکات ہو سکتے ہیں. یہ بھی ممکن تھا کہ دونوں جرائم، خواہ ایک ہی آدمی سے کیے جائیں، ان کے محرکات مختلف ہو سکتے تھے۔ ممکنہ طور پر وہ شخص محض کرائے کا مجرم تھا، جو اب متوفی مالکان کے کہنے پر بیمہ کی رقم کے لیے شاندار کو جلا رہا تھا، اور اپنے عاشق کے کہنے پر سی آر سی کو نذر آتش کر رہا تھا، شاید کسی انٹرا آفس انتقام کی وجہ سے؟

یہ کہ سی آر سی کو جلانا آتش زنی کی کارروائی تھی شک سے بالاتر ہے۔
میزوں، کاغذوں، پردوں پر پٹرول کی مقدار ڈال دی گئی۔ "بہت سے لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ پٹرول کی آگ کتنی تیزی سے پھیلتی ہے،" انسپکٹر کنچ نے صحافیوں کو لکھا۔ لاشیں، جو اتنی بری طرح جل چکی تھیں کہ شناخت کے لیے دانتوں کے ریکارڈ کی ضرورت تھی، فوٹو کاپی کرنے والے کمرے سے ملی تھی۔ "ہمارے پاس بس اتنا ہی ہے۔" ختم شد.

میرے پاس اور ہے.
میرے پاس کچھ سوالات ہیں، ویسے بھی۔ --مثال کے طور پر، ایک غیر نشان زدہ نیلے رنگ کی مرسڈیز پینل وین کے بارے میں، جو والکوٹ رابرٹس کے پک اپ ٹرک اور پھر پامیلا چمچا کے ایم جی کا پیچھا کرتی تھی۔ --ان مردوں کے بارے میں جو اس وین سے نکلے تھے، ان کے چہرے ہالووین ماسک کے پیچھے تھے، اور CRC کے دفاتر میں زبردستی داخل ہوئے جس طرح پامیلا نے بیرونی دروازہ کھولا تھا۔ --ان دفاتر کے اندر واقعی کیا ہوا اس کے بارے میں، کیونکہ جامنی اینٹ اور بلٹ پروف شیشے کو انسانی آنکھ آسانی سے گھس نہیں سکتی۔ --اور آخر میں، ایک سرخ پلاسٹک کے بریف کیس کے بارے میں، اور اس میں موجود دستاویزات کے بارے میں۔

انسپکٹر کنچ۔ کیا آپ وہاں ہیں؟
نہیں وہ چلا گیا ہے۔ اس کے پاس میرے لیے کوئی جواب نہیں ہے۔

اوو

یہ ہیں مسٹر صلاح الدین چمچہ، اونٹ کوٹ میں ریشمی کالر کے ساتھ، کسی سستے بدمعاش کی طرح ہائی سٹریٹ سے نیچے بھاگ رہے ہیں۔ -وہی، خوفناک مسٹر.
چمچا جس نے ابھی اپنی شام ایک پریشان حال ایللویا کون کی صحبت میں گزاری ہے، بغیر کسی پچھتاوے کے۔ -"میں نیچے اس کے پیروں کی طرف دیکھتا ہوں،" اوتھیلو نے آئیگو کے بارے میں کہا، "لیکن یہ ایک افسانہ ہے۔" اور نہ ہی چمچہ مزید شاندار ہے۔ اس کی انسانیت اس کے عمل کے لیے کافی شکل اور وضاحت ہے۔ اُس نے اُس چیز کو تباہ کر دیا جو وہ نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ بدلہ لے لیا ہے، غداری کے بدلے غداری کی واپسی اور اپنے دشمن کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس کی غیر محفوظ ایڑی کو کچل کر ایسا کیا ہے۔ -اس میں اطمینان ہے۔ --پھر بھی، یہاں مسٹر چمچا، بھاگ رہے ہیں۔ دنیا غصے اور واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ چیزیں توازن میں لٹک جاتی ہیں۔ ایک عمارت جل رہی ہے۔

Machine Translated by Google

بومبا، اس کا دل دھڑکتا ہے۔ _دومبا، بومبا، دادوم_
اب وہ شاندار کو جلتا ہوا دیکھتا ہے۔ اور پھسلتے ہوئے رک جاتا ہے۔ اس کا سینہ تنگ ہے۔ --_بدومبا! -- _اور اس کے بائیں بازو میں درد ہے۔ وہ نوٹس نہیں کرتا؛ جلتی ہوئی عمارت کو دیکھ رہا ہے۔

اور جبریل فرشتہ کو دیکھتا ہے۔

اور موڑ؛ اور اندر بھاگتا ہے.
"مشال! سفیان! ہند!" برائی مسٹر چمچا روتا ہے. گراؤنڈ فلور ابھی تک نہیں جلا۔ وہ سیڑھیوں کا دروازہ کھولتا ہے، اور ایک تیز، مہلک ہوا اسے واپس لے جاتی ہے۔ _ڈریگن کی سانس_، وہ سوچتا ہے۔ لینڈنگ آگ پر ہے; شعلے فرش سے چھت تک چادروں میں پہنچتے ہیں۔ پیش قدمی کا کوئی امکان نہیں۔

"کوئی؟" صلاح الدین چمچہ چیختا ہے۔ "کیا کوئی وہاں ہے؟" لیکن ڈریگن اس سے زیادہ زور سے گرجتا ہے جتنا وہ چیخ سکتا ہے۔

کوئی نادیدہ چیز اس کے سینے میں لات مارتی ہے، اسے خالی میزوں کے درمیان، کیفے کے فرش پر پیچھے کی طرف بھیج دیتی ہے۔ _عذاب_، اس کا دل گاتا ہے۔ _یہ لے لو. اور یہ_.

اس کے سر کے اوپر ایک ایسا شور ہے جیسے ایک ارب چوہوں کی بھڑک رہی ہو، بھوتنی پائپر کے پیچھے چلنے والے چوہا۔ وہ اوپر دیکھتا ہے: چھت میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جیسے ہی وہ دیکھتا ہے، چھت کا ایک حصہ خود سے الگ ہو جاتا ہے، اور وہ شہتیر کے حصے کو اپنی طرف گرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ کمزور اپنے دفاع میں اپنے بازوؤں کو عبور کرتا ہے۔

شہتیر اسے فرش پر لٹکا کر اس کے دونوں بازو توڑ دیتا ہے۔ اس کا سینہ درد سے بھرا ہوا ہے۔ دنیا پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ سانس لینا مشکل ہے۔ وہ بول نہیں سکتا۔ وہ ہزار آوازوں کا آدمی ہے، اور ایک بھی نہیں بچا ہے۔

جبریل فرشتہ، عزرائیل کو تھامے، شاندار کیفے میں داخل ہوا۔

اوو

جب آپ جیت جاتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ سمجھوتہ کمزوروں کا فتنہ ہے۔ یہ مضبوط_ کا امتحان ہے۔ --"اسپونو،" جبریل نے گرے ہوئے آدمی کی طرف سر ہلایا۔ "آپ نے واقعی مجھے بے وقوف بنایا، مسٹر؛ سنجیدگی سے، آپ کافی آدمی ہیں۔" -اور چمچہ، جبریل کی آنکھوں میں جو کچھ ہے اسے دیکھ کر، اس علم سے انکار نہیں کر سکتا جو وہ وہاں دیکھتا ہے۔ "واہ،" وہ شروع کرتا ہے، اور چھوڑ دیتا ہے۔ _تم کیا کرنے جا رہے ہو؟ _اب ان کے چاروں طرف آگ برس رہی ہے: سنہری بارش کی بوندا باندی۔ "تم نے ایسا کیوں کیا؟" جبریل پوچھتا ہے، پھر ہاتھ کی لہر کے ساتھ سوال کو رد کر دیتا ہے۔ "بے وقوف چیز پوچھ رہی ہو، پوچھ بھی لو، تمہیں یہاں جلدی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ بے وقوف کام کرنے کے لیے۔ لوگ، اوہ، سپونو؟ پاگل کمینے، بس۔"

اب ان کے چاروں طرف آگ کے تالاب ہیں۔ جلد ہی وہ اس مہلک سمندر کے درمیان ایک عارضی جزیرے میں گھیرے ہوئے ہوں گے۔ چمچا کو دوسری بار سینے پر لات ماری جاتی ہے، اور زوردار جھٹکے لگتے ہیں۔ تین اموات کا سامنا کرنا پڑتا ہے --آگ سے، "قدرتی وجوہات" سے، اور جبریل کے ذریعہ --وہ شدت سے دباؤ ڈالتا ہے، بولنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن صرف بدمعاش نکلتے ہیں۔ "فا۔ گور۔ مم۔" _مجھے معاف کریں_۔ "ہا پا۔" _رحم کرو_ کیفے کی میزیں جل رہی ہیں۔ اوپر سے مزید بیم گرتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جبریل ایک ٹرانس میں گر گیا ہے۔ اس نے مبہم طور پر دہرایا: "خونی بے وقوف چیزیں۔"

Machine Translated by Google

کیا یہ ممکن ہے کہ برائی کبھی مکمل نہ ہو، کہ اس کی فتح چاہے کتنی ہی غالب کیوں نہ ہو، کبھی بھی مطلق نہیں ہوتی؟
اس گرے ہوئے آدمی پر غور کریں۔ اس نے بغیر کسی پچھتاوے کے ایک ساتھی انسان کے دماغ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کی۔ اور ایسا کرنے کے لیے، ایک مکمل طور پر بے قصور عورت کا استحصال کیا گیا، کم از کم جزوی طور پر اس کے لیے اس کی اپنی ناممکن اور voyeuristicخواہش کی وجہ سے۔ پھر بھی اسی آدمی نے بچاؤ کی احمقانہ کوشش میں، شاید ہی کسی ہچکچاہٹ کے ساتھ، موت کا خطرہ مول لیا ہے۔

اس کا کیا مطلب ہے؟

دونوں آدمیوں کے گرد آگ بند ہو گئی ہے اور ہر طرف دھواں ہے۔ ان پر قابو پانے سے پہلے یہ صرف سیکنڈوں کا معاملہ ہوسکتا ہے۔ اوپر والے _damnfool_کے مقابلے میں جواب دینے کے لیے زیادہ ضروری سوالات ہیں۔

فرشتہ کیا انتخاب کرے گی؟

کیا اس کے پاس کوئی انتخاب ہے؟

جبریل اپنا صور گرنے دیتا ہے۔ جھک جانا گرے ہوئے شہتیر کی قید سے صلاح الدین کو رہا کرتا ہے۔ اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا ہے۔ چمچا، ٹوٹی ہوئی پسلیوں کے ساتھ ساتھ بازوؤں کے ساتھ، کمزوری سے کراہ رہا ہے، تخلیقی ڈمس ڈے کی طرح آواز دے رہا ہے، اس سے پہلے کہ اسے ایک نئی زبان پسند ہو۔ "ٹا لا۔" _یہ بہت دیر ہو چکی ہے_. آگ کی تھوڑی سی چاٹ اس کے کوٹ کے ہیم کو پکڑتی ہے۔ تیز سیاہ دھواں تمام دستیاب جگہ کو بھر دیتا ہے، اس کی آنکھوں کے پیچھے رینگتا ہے، اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں، اس کی ناک اور پھیپھڑے بند ہو جاتے ہیں۔ --تاہم، اب جبریل فرشتہ آہستہ سے سانس چھوڑنا شروع کر دیتا ہے، ایک طویل، غیر معمولی مدت کی مسلسل سانس، اور جیسے ہی اس کی سانس دروازے کی طرف اُڑتی ہے، یہ چھری کی طرح دھویں اور آگ سے ٹکرا جاتی ہے۔ --اور صلاح الدین چمچہ، ہانپتا اور بے ہوش ہو رہا ہے، اس کے سینے کے اندر ایک خچر ہے، نظر آ رہا ہے -- لیکن بعد میں کبھی یقین نہیں آئے گا کہ کیا واقعی ایسا تھا --آگ ان کے سامنے بچھڑ رہی ہے جیسے بحر احمر بن گیا ہو، اور دھواں بھی تقسیم کرنا، جیسے پردے یا پردے کی طرح۔ یہاں تک کہ ان کے سامنے دروازے تک جانے کا ایک واضح راستہ موجود ہے۔ -جب جبریل فرشتہ تیزی سے آگے بڑھتا ہے، صلاح الدین کو رات کی گرم ہوا میں بخشش کے راستے پر لے جاتا ہے۔ تاکہ ایک رات جب شہر میں جنگ ہو، دشمنی اور غصے سے بھری رات، محبت کے لیے یہ چھوٹی سی چھٹکارا حاصل کرنے والی فتح ہے۔

اوو

نتائج

مشال سفیان شاندار سے باہر ہے جب وہ نمودار ہوتی ہیں، اپنے والدین کے لیے رو رہی ہوتی ہیں، حنیف کی طرف سے تسلی ہوتی ہے۔ --اب جبریل کی باری ہے گرنے کی؛ صلاح الدین کو لے کر وہ مشال کے قدموں سے نکل جاتا ہے۔

اب مشال اور حنیف دو بے ہوش آدمیوں کے ساتھ ایمبولینس میں ہیں، اور جب چمچہ نے اپنی ناک اور منہ پر آکسیجن ماسک لگا رکھا ہے، جبریل، تھکن سے زیادہ بدتر کچھ نہیں، اپنی نیند میں باتیں کر رہا ہے: جادوئی بگل اور آگ کے بارے میں ایک مضحکہ خیز بات کہ اس نے موسیقی کی طرح اس کے منہ سے پھونکا۔ --اور مشال، جو چمچا کو شیطان کے طور پر یاد کرتا ہے، اور بہت سی چیزوں کے امکان کو قبول کرنے آیا ہے، حیرت سے کہتا ہے: "کیا تم سوچتے ہو -- "؟--لیکن حنیف یقینی، پختہ ہے۔ "کوئی موقع نہیں ہے۔ یہ جبریل فرشتہ ہے، اداکار، کیا آپ نہیں پہچانتے؟ غریب آدمی ابھی فلم کا کوئی سین چلا رہا ہے۔" مشال اسے جانے نہیں دے گی۔ "لیکن، حنیف،" --اور وہ زور دار ہو جاتا ہے۔ نرمی سے بولا،

Machine Translated by Google

کیونکہ وہ ابھی یتیم ہوئی ہے، آخرکار، وہ بالکل اصرار کرتا ہے۔ "آج رات یہاں برک ہال میں جو کچھ ہوا ہے وہ ایک سماجی - سیاسی رجحان ہے۔
آئیے کسی لعنتی تصوف کے جال میں نہ پڑیں۔ ہم تاریخ کے بارے میں بات کر رہے ہیں: برطانیہ کی تاریخ کا ایک واقعہ۔ تبدیلی کے عمل کے بارے میں۔" فوراً جبریل کی آواز بدل جاتی ہے، اور اس کا موضوع بھی۔ اس نے _حجاج_، اور ایک _مردہ بچے_ کا ذکر کیا، اور "دس احکام" میں _جیسے، اور ایک _بوسیدہ حویلی_ اور ایک _درخت کا ذکر کیا؛ کیونکہ پاک کرنے والی آگ کے بعد، وہ آخری بار خواب دیکھ رہا ہے، اس کا ایک سلسلہ وار خواب؛ --اور حنیف کہتے ہیں: "سنو مشو، پیاری۔ بس یقین رکھو، بس۔" اس نے اپنا بازو اس کے گرد رکھا، اس کے گال کو بوسہ دیا، اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ _میرے ساتھ رہو۔

دنیا حقیقی ہے۔ ہمیں اس میں رہنا ہے۔ ہمیں یہاں رہنا ہے، زندہ رہنا ہے۔
تب ہی جبریل فرشتہ، جو ابھی تک سوئے ہوئے ہیں، اپنی آواز کے سب سے اوپر چیختے ہیں۔
"مشال! واپس آجاؤ! کچھ نہیں ہو رہا! مشال، ترس کھا کر، پلٹ آؤ، واپس آؤ، واپس آؤ۔"

Machine Translated by Google

ہشتم بحیرہ عرب کا جدا ہونا

کھلونوں کے سوداگر سری نواس کی عادت تھی کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کو وقتاً فوقتاً دھمکاتا رہتا تھا کہ ایک دن جب مادی دنیا کا ذائقہ ختم ہو گیا تو وہ اپنے نام سمیت سب کچھ چھوڑ دے گا اور سنیاسی ہو جائے گا۔ بھیک مانگنے کے پیالے اور چھڑی کے ساتھ گاؤں گاؤں گاؤں۔ مسز.

سری نواس نے ان دھمکیوں کو برداشت کے ساتھ پیش کیا، یہ جانتے ہوئے کہ اس کے خوش مزاج اور خوش مزاج شوہر کو ایک دیندار آدمی کے طور پر سوچا جانا پسند ہے، بلکہ تھوڑا سا ایڈونچر بھی ہے (اگر اس نے امریکا کے سالوں میں گرینڈ وادی میں اس مضحکہ خیز اور خوفناک پرواز پر اصرار نہیں کیا تھا) پہلے؟)؛ ایک مقدس آدمی بننے کے خیال نے دونوں ضروریات کو پورا کیا۔ اس کے باوجود، جب اس نے اپنے سامنے والے پورچ پر ایک کرسی پر اس قدر آرام سے بیٹھے ہوئے، تاروں کے مضبوط جال کے ذریعے دنیا کو دیکھتے ہوئے دیکھا، یا جب اس نے اسے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی، پانچ سالہ مینو، کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کی بھوک، بھیک مانگنے کے پیالے کے تناسب سے کم ہونے سے کہیں زیادہ، گزرتے سالوں کے ساتھ اطمینان سے بڑھ رہی ہے --تب مسز سری نواس نے اپنے ہونٹوں کو نچوڑ لیا، فلمی خوبصورتی کے بے معنی اظہار کو اپنایا (حالانکہ وہ اتنی ہی بولڈ اور لڑکھڑا رہی تھی۔ اپنے شریک حیات کے طور پر) اور سیٹی بجاتے ہوئے گھر کے اندر چلی گئی۔ نتیجے کے طور پر، جب اس نے اس کی کرسی کو خالی پایا، اس کے ایک بازو پر اس کے چونے کے رس کا گلاس ادھورا تھا، تو اس نے اسے پوری طرح سے حیرت میں ڈال دیا۔ سچ بتانے کے لیے، سرینواس خود کبھی بھی ٹھیک سے وضاحت نہیں کر سکے کہ کس چیز نے انھیں صبح کے پورچ کا آرام چھوڑ کر ٹٹلی پور کے گاؤں والوں کی آمد کو دیکھنے کے لیے ٹہلنے پر مجبور کیا۔ ارچن لڑکے جو اس کے ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے سب کچھ جانتے تھے، گلی میں چیخ رہے تھے کہ لوگوں کے ایک ناممکن جلوس کے بارے میں جو تھیلوں اور سامانوں کے ساتھ آلو کی پٹڑی سے نیچے گرینڈ ٹرنک روڈ کی طرف آرہے تھے، جس کی قیادت چاندی کے بالوں والی ایک لڑکی کر رہی تھی، بڑے صدمات کے ساتھ۔ ان کے سروں پر تتلیاں، اور عقبی حصے کو اوپر لاتے ہوئے، مرزا سعید اختر اپنی زیتون کی سبز مرسڈیز-بینز اسٹیشن ویگن میں، ایسے لگ رہے تھے جیسے ان کے گلے میں آم کا پتھر پھنس گیا ہو۔

اس کے تمام آلو کے سائلو اور کھلونوں کے مشہور کارخانوں کے لیے چٹنا پٹنہ اتنی بڑی جگہ نہیں تھی کہ ڈیڑھ سو افراد کی آمد کا دھیان نہ ہو سکے۔ جلوس کے پہنچنے سے عین قبل سرینواس کو اپنے کارخانے کے کارکنوں کی طرف سے ایک وفد موصول ہوا تھا، جس میں دو گھنٹے کے لیے آپریشن بند کرنے کی اجازت طلب کی گئی تھی تاکہ وہ اس عظیم واقعہ کا مشاہدہ کر سکیں۔

یہ جانتے ہوئے کہ وہ شاید ویسے بھی وقت نکالیں گے، اس نے اتفاق کیا۔ لیکن وہ خود کچھ دیر کے لیے ضدی طور پر اپنے برآمدے میں لگا رہا، دکھاوا کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ کہ جوش کی تتلیوں نے اس کے کشادہ پیٹ میں ہلچل شروع نہیں کی تھی۔ بعد میں، وہ مشال اختر کو بتاتے: "یہ ایک پریزنٹمنٹ تھا، کیا کہوں؟ میں جانتا تھا کہ آپ سب یہاں صرف ریفریشمنٹ کے لیے نہیں ہیں، وہ میرے لیے آئی تھیں۔"

تتلی پور چٹنا پٹنہ میں بچوں کے چیخنے چلانے، بچوں کے چیخنے چلانے، بوڑھوں کے چیخنے اور بوم کے عثمان کے کھٹے لطیفوں کے درمیان پہنچا۔

Machine Translated by Google

بوم بیل جس کے لیے سری نواس نے ایک بھی بات کی پرواہ نہیں کی۔ پھر ارچنوں نے کھلونا بادشاہ کو اطلاع دی کہ مسافروں میں بیوی اور ماں بھی شامل ہیں۔
زمیندار مرزا سعید کے سسر، اور وہ کسانوں کی طرح پیدل چل رہے تھے، سادہ کُرتا-پاجامہ پہنے ہوئے تھے اور زیورات نہیں تھے۔ یہ وہ مقام تھا جس پر سرینواس سڑک کے کنارے کینٹین کی طرف لپکا جس کے ارد گرد تتلی پور کے یاتریوں کا ہجوم تھا جب آلو کے بھورتے اور پراٹھے دیے جا رہے تھے۔ وہ اسی وقت چٹنا پٹنہ پولیس کی جیپ کے ساتھ پہنچا۔

انسپکٹر مسافروں کی نشست پر کھڑا تھا، ایک میگا فون کے ذریعے چیخ رہا تھا کہ وہ اس "فرقہ وارانہ" مارچ کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر اسے فوراً منتشر نہ کیا گیا۔ ہندو--مسلم کاروبار، سری نواس کا خیال؛ برا، برا۔

پولیس یاترا کو کسی فرقہ وارانہ مظاہرے کے طور پر دیکھ رہی تھی، لیکن جب مرزا سعید اختر نے آگے بڑھ کر انسپکٹر کو سچ بتایا تو افسر پریشان ہو گیا۔ سری سری نواس، ایک برہمن، ظاہر ہے کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جس نے کبھی مکہ کی زیارت کرنے پر غور کیا ہو، لیکن اس کے باوجود وہ متاثر ہوا۔ وہ زمیندار کی بات سننے کے لیے ہجوم میں سے آگے بڑھا: "اور یہ ان اچھے لوگوں کا مقصد ہے کہ وہ بحیرہ عرب کی طرف چلیں، یہ یقین رکھتے ہوئے کہ پانی ان کے لیے الگ ہو جائے گا۔" مرزا سعید کی آواز کمزور لگ رہی تھی، اور چٹنا پٹنہ کے سٹیشن ہیڈ آفیسر انسپکٹر کو یقین نہیں آیا۔ "کیا آپ سنجیدہ ہیں جی؟"

مرزا سعید نے کہا: "میں نہیں، وہ، لیکن، جہنم کی طرح سنجیدہ ہیں۔ میں ان کی سوچ بدلنے کا ارادہ کر رہا ہوں اس سے پہلے کہ کوئی پاگل پن ہو جائے۔" ایس ایچ او، تمام پٹے، مونچھوں اور خودی نے سر ہلایا۔ "لیکن، یہاں دیکھیں، جناب، میں اتنے لوگوں کو سڑک پر جمع ہونے کی اجازت کیسے دے سکتا ہوں؟ غصہ بھڑک سکتا ہے؛ واقعہ ممکن ہے۔" تبھی یاتریوں کا ہجوم الگ ہو گیا اور سری نواس نے پہلی بار لڑکی کی شاندار شخصیت کو دیکھا جو مکمل طور پر تتلیوں میں ملبوس تھی، جس کے برفیلے بال اس کے ٹخنوں تک بہتے ہوئے تھے۔ "ارے دیو،" وہ چلایا، "عائشہ، کیا تم ہو؟" اور بے وقوفانہ انداز میں مزید کہا: "پھر میری فیملی پلاننگ گڑیا کہاں ہیں؟"

اس کے غصے کو نظر انداز کر دیا گیا۔ سب لوگ عائشہ کو دیکھ رہے تھے جب وہ چھاتی والے ایس ایچ او کے قریب پہنچی۔ اس نے کچھ نہیں کہا، لیکن مسکرایا اور سر ہلایا، اور ساتھی بیس سال چھوٹا لگ رہا تھا، یہاں تک کہ دس یا گیارہ سال کے لڑکے کے انداز میں اس نے کہا، "ٹھیک ہے، موشی، معذرت، ماں، کوئی جرم نہیں، میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ ، برائے مہربانی." یہ پولیس کی پریشانی کی انتہا تھی۔ اس دن کے بعد، دوپہر کی گرمی میں، قصبے کے نوجوانوں کا ایک گروپ جس کا تعلق آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد سے ہے، قریبی چھتوں سے پتھر پھینکنے لگے۔ جس پر سٹیشن ہیڈ آفیسر نے انہیں گرفتار کر کے دو منٹ کے فلیٹ میں جیل بھیج دیا۔

"عائشہ، بیٹی،" سری نواس نے خالی ہوا سے بلند آواز میں کہا، "کیا ہوا تمہیں؟"

دن کی گرمی کے دوران زائرین جس سایہ میں بھی آرام کرتے تھے۔ سرینواس ان کے درمیان ایک طرح کے چکرا کر، جذبات سے بھرے ہوئے، یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اس کی زندگی میں ایک بہت بڑا موڑ آ گیا ہے۔

اس کی نگاہیں عائشہ کی بدلی ہوئی شکل کو تلاش کرتی رہیں، جو

Machine Translated by Google

مشال اختر، اس کی والدہ مسز قریشی اور پیارے عثمان اپنے بیل کے ساتھ پیپل کے درخت کے سائے میں آرام کر رہی تھی۔ آخر کار سرینواس زمیندار مرزا سعید سے ٹکرا گیا، جو اپنی مرسڈیز کی پچھلی سیٹ پر پھیلا ہوا تھا- بینز، سوئے ہوئے، عذاب میں مبتلا آدمی۔ سرینواس نے اس سے اس کے تعجب سے پیدا ہونے والی عاجزی کے ساتھ بات کی۔ "سیٹھ جی آپ لڑکی پر یقین نہیں کرتے؟" "سرینواس،" مرزا سعید جواب دینے کے لیے اٹھ کر بیٹھ گئے، "ہم جدید آدمی ہیں، مثال کے طور پر، ہم جانتے ہیں کہ بوڑھے لوگ لمبے سفر میں مر جاتے ہیں، کہ خدا کینسر کا علاج نہیں کرتا، اور سمندر الگ نہیں ہوتے۔ ہمیں اسے روکنا ہوگا۔" احمقانہ۔ میرے ساتھ چلو۔ گاڑی میں کافی جگہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم ان سے بات کرنے میں مدد کرسکو، عائشہ، وہ تمہاری شکر گزار ہے، شاید وہ سن لے۔"

"گاڑی میں آنا ہے؟" سری نواس نے بے بس محسوس کیا، جیسے طاقتور ہاتھ اس کے اعضاء کو جکڑ رہے ہوں۔ "میرا کام ہے لیکن..."

"یہ ہمارے بہت سے لوگوں کے لیے ایک خودکش مشن ہے،" مرزا سعید نے ان پر زور دیا۔ "مجھے مدد کی ضرورت ہے۔ قدرتی طور پر میں ادائیگی کر سکتا ہوں۔"
"پیسہ کوئی چیز نہیں ہے،" سرینواس پیچھے ہٹ گئے، تضحیک کی۔ "معاف کیجئے گا سیٹھ جی۔ مجھے ضرور غور کرنا چاہیے۔"
"دیکھتے نہیں؟" مرزا سعید اس کے پیچھے چلایا۔ "ہم فرقہ پرست لوگ نہیں ہیں، آپ اور میں۔ ہندو-مسلم بھائی بھائی! ہم اس ممبو جمبو کے خلاف ایک سیکولر محاذ کھول سکتے ہیں۔"

سرینواس واپس مڑ گیا۔ ”لیکن میں کافر نہیں ہوں،“ اس نے احتجاج کیا۔ "میری دیوار پر ہمیشہ لکشمی کی تصویر لگی رہتی ہے۔"

مرزا سعید نے کہا کہ دولت ایک تاجر کے لیے ایک بہترین دیوی ہے۔
"اور میرے دل میں،" سری نواس نے مزید کہا۔ مرزا سعید اپنا غصہ کھو بیٹھا۔ "لیکن دیوی، میں قسم کھاتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ کے اپنے فلسفی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ صرف تجریدی تصورات ہیں۔ شکتی کے مجسمے جو بذات خود ایک تجریدی تصور ہے: دیوتاؤں کی متحرک طاقت۔"

کھلونوں کا سوداگر عائشہ کی طرف دیکھ رہا تھا جب وہ تتلیوں کے لحاف کے نیچے سو رہی تھی۔ ”میں کوئی فلسفی نہیں ہوں، سیٹھ جی،“ اس نے کہا۔ اور یہ نہیں کہا کہ اس کا دل اس کے منہ میں چھلانگ لگا گیا تھا کیونکہ اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کی فیکٹری کی دیوار پر کیلنڈر میں سوئی ہوئی لڑکی اور دیوی کا چہرہ ایک جیسا ہے۔

اوو

جب یاترا شہر سے نکلی تو سرینواس اس کے ساتھ گیا، اپنی جنگلی بالوں والی بیوی کی التجا پر کان نہیں دھرے جس نے منو کو اٹھایا اور اسے اپنے شوہر کے چہرے پر ہلایا۔ اس نے عائشہ کو سمجھایا کہ جب وہ مکہ جانا نہیں چاہتا تھا تو وہ اس کے ساتھ تھوڑی دیر چلنے کی خواہش میں گرفتار ہو گیا تھا، شاید سمندر تک۔

جب اس نے تتلی پور کے دیہاتیوں کے درمیان اپنی جگہ لی اور اپنے ساتھ والے آدمی کے ساتھ قدم رکھا تو اس نے سمجھ اور خوف کے امتزاج کے ساتھ دیکھا کہ ان کے سروں پر لامحدود تتلی کا غول ہے، جیسے ایک بہت بڑی چھتری سورج سے زائرین پر سایہ کر رہی ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے تتلی پور کی تتلیوں نے عظیم درخت کا کام سنبھال لیا ہو۔ اس کے بعد اس نے خوف، حیرت اور خوشی کی ہلکی سی چیخ ماری، کیونکہ گرگٹ کے پروں والے چند درجن جانور اس کے کندھوں پر جمے ہوئے تھے اور فوراً پلٹ گئے۔

Machine Translated by Google

اس کی قمیض کے سرخ رنگ کا عین سایہ۔ اب اس نے اپنے پہلو میں موجود شخص کو سرپنچ محمد دین کے طور پر پہچان لیا جس نے سامنے سے نہ چلنے کا انتخاب کیا تھا۔
وہ اور اس کی بیوی خدیجہ اپنی عمر بڑھنے کے باوجود اطمینان سے آگے بڑھے، اور جب اس نے کھلونوں کے سوداگر پر نازل ہونے والی لیپیڈوپٹرل نعمت کو دیکھا تو محمد دین نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

اوو

واضح ہو رہا تھا کہ بارشیں ناکام ہو جائیں گی۔ بونی مویشیوں کی لکیریں زمین کی تزئین کی طرف ہجرت کر گئیں، ایک مشروب کی تلاش میں۔ _محبت پانی ہے_ کسی نے سکوٹر فیکٹری کی اینٹوں کی دیوار پر سفیدی میں لکھا تھا۔ سڑک پر وہ دوسرے خاندانوں سے ملے جو اپنی جانیں مرتے ہوئے گدھوں کی پشت پر باندھے جنوب کی طرف جا رہے تھے، اور یہ بھی امید کے ساتھ پانی کی طرف جا رہے تھے۔ "لیکن خونی نمکین پانی نہیں،" مرزا سعید نے تتلی پور کے یاتریوں پر چلایا۔ "اور اسے خود کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے نہیں دیکھنا! وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں، لیکن تم پاگل مرنا چاہتے ہو۔" گدھ سڑک کے کنارے ایک ساتھ گھوم رہے تھے اور حاجیوں کو گزرتے ہوئے دیکھتے تھے۔

مرزا سعید نے بحیرۂ عرب کی زیارت کے پہلے ہفتے مستقل، پراسرار کشمکش کی حالت میں گزارے۔ زیادہ تر چہل قدمی صبح اور دوپہر کے آخر میں کی جاتی تھی، اور ان اوقات میں سعید اکثر اپنی مرنے والی بیوی کی التجا کرنے کے لیے اپنی سٹیشن ویگن سے چھلانگ لگا دیتا تھا۔ "ہوش میں آؤ مشو۔ تم بیمار عورت ہو، آؤ اور کم از کم لیٹ جاؤ، میں کچھ دیر تمہارے پاؤں دبانے دو۔" لیکن اس نے انکار کر دیا، اور اس کی ماں نے اسے بھگا دیا۔ "دیکھو سعید تم اتنے منفی موڈ میں ہو، افسردہ ہو جاتا ہے۔ جاؤ اور اپنی اے سی گاڑی میں کوک شاک پیو اور ہمیں یاتریوں کو سکون سے چھوڑ دو۔" پہلے ہفتے کے بعد ایئر کنڈیشنڈ گاڑی اپنے ڈرائیور سے محروم ہوگئی۔ مرزا سعید کا ڈرائیور مستعفی ہو کر پیدل زائرین میں شامل ہو گیا۔ زمیندار خود پہیے کے پیچھے جانے کا پابند تھا۔ اس کے بعد جب اس کی پریشانی اس پر غالب آگئی تو گاڑی کو روکنا، پارک کرنا اور پھر دیوانہ وار حجاج کے درمیان دوڑنا، دھمکیاں دینا، منتیں کرنا، رشوت دینا۔ دن میں کم از کم ایک بار اس نے عائشہ کو اس کے چہرے پر لعنت بھیجی کہ اس کی زندگی برباد کر دی، لیکن وہ کبھی بھی اس گالی کو برقرار نہ رکھ سکا کیونکہ جب بھی اس کی طرف دیکھتا تھا وہ اسے اتنا چاہتا تھا کہ اسے شرم آتی تھی۔ کینسر نے مشال کی جلد کو خاکستر کرنا شروع کر دیا تھا، اور مسز۔

قریشی بھی کناروں پر لڑکھڑانے لگے تھے۔ اس کی سوسائٹی کی چپلیں بکھر چکی تھیں اور وہ پاؤں کے خوفناک چھالوں میں مبتلا تھی جو چھوٹے پانی یعنی غبارے کی طرح نظر آتے تھے۔ جب سعید نے اسے گاڑی میں آرام کی پیشکش کی، تاہم، وہ بالکل صاف انکار کرتی رہی۔ عائشہ نے حجاج پر جو جادو کیا تھا وہ ابھی تک مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ اور ان چکروں کے اختتام پر مرزا سعید کے دل میں، گرمی اور اس کی بڑھتی ہوئی مایوسی سے پسینے سے بہہ رہے تھے، انہیں احساس ہو گا کہ مارچ کرنے والوں نے اس کی گاڑی کو کچھ پیچھے چھوڑ دیا ہے، اور اسے واپس پلٹنا پڑے گا۔ یہ خود ہی اداسی میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایک دن وہ اسٹیشن ویگن پر واپس آیا اور دیکھا کہ گزرتی ہوئی بس کی کھڑکی سے پھینکے گئے ناریل کے خالی خول نے اس کی پرت دار ونڈ اسکرین کو توڑ دیا ہے، جو اب مکڑی کے جالے کی طرح نظر آرہا ہے جو ہیرے کی مکھیوں سے بھرا ہو۔ اسے تمام ٹکڑوں کو کھٹکھٹانا پڑا، اور شیشے کے ہیرے سڑک پر گرتے ہی اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔

Machine Translated by Google

کار، وہ زمینی مال کی عارضی اور بے وقعتی کی بات کرتے نظر آتے تھے، لیکن ایک سیکولر آدمی چیزوں کی دنیا میں رہتا ہے اور مرزا سعید کا ارادہ ونڈ اسکرین کی طرح آسانی سے ٹوٹنے کا نہیں تھا۔ رات کو وہ اپنی بیوی کے پاس گرانڈ ٹرنک روڈ کے کنارے ستاروں کے نیچے بستر پر لیٹنے جاتا۔ جب اس نے اسے حادثے کے بارے میں بتایا تو اس نے اسے ٹھنڈا تسلی دی۔ "یہ ایک نشانی ہے،" اس نے کہا۔ "اسٹیشن ویگن کو چھوڑ دو اور آخر کار ہم میں شامل ہو جاؤ۔"

"مرسیڈیز بینز کو چھوڑ دو؟" سعید نے حقیقی خوف سے چیخا۔
"تو کیا؟" مشال نے اپنی سرمئی، تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "تم بربادی کی باتیں کرتے رہو پھر مرسڈیز سے کیا فرق پڑے گا؟"
"تم سمجھے نہیں" سعید رو پڑا۔ "مجھے کوئی نہیں سمجھتا۔"
جبریل نے خشک سالی کا خواب دیکھا: بارش کے بغیر آسمان کے نیچے زمین بھوری ہو گئی۔ فصلوں کے ساتھ والے کھیتوں میں بسوں کی لاشیں اور قدیم یادگاریں سڑ رہی ہیں۔ مرزا سعید نے اپنی ٹوٹی پھوٹی ونڈ اسکرین کے ذریعے آفت کے آغاز کو دیکھا: جنگلی گدھے تھک ہار کر مرتے ہوئے گر رہے ہیں، جبکہ سڑک کے بیچوں بیچ جڑوں پر کھڑے درخت مٹی کے کٹاؤ سے کھلے اور لکڑی کے بڑے بڑے پنجوں کی طرح کھرچ رہے ہیں۔ زمین میں پانی کے لیے، بے سہارا کسانوں کو ریاست کے لیے دستی مزدور کے طور پر کام کرنے کا پابند کیا جا رہا ہے، ٹرنک روڈ کے کنارے ایک حوض کھودنا، بارش کے لیے ایک خالی کنٹینر جو گرے گا۔ سڑک کے کنارے کی بدحال زندگی: ایک عورت جس کے ساتھ چھڑی اور چیتھڑے کے خیمے کی طرف جا رہی ہے، ایک لڑکی جس کو ہر روز، اس برتن، یہ پین، اس کی گندی دھول میں ڈانٹنے کی مذمت کی گئی ہے۔ "کیا واقعی ایسی زندگیوں کی اتنی ہی قیمت ہے جتنی ہماری؟" مرزا سعید اختر نے خود سے سوال کیا۔ "جتنا میرا؟ جتنا مشال کا؟" انہوں نے کتنا کم تجربہ کیا ہے، ان کے پاس روح کو کھانا کھلانے کے لیے کتنا کم ہے۔" دھوتی اور ڈھیلے پیلے رنگ کی پگڑی میں ملبوس ایک آدمی سنگ میل کی چوٹی پر پرندے کی طرح کھڑا تھا، وہیں ایک پاؤں مخالف گھٹنے پر، ایک ہاتھ نیچے رکھے ہوئے تھا۔ الٹی کہنی، سگریٹ پیتے ہوئے، جیسے ہی مرزا سعید اختر اس کے پاس سے گزرے، اس نے تھوکا، اور زمیندار کو منہ پر پکڑ لیا۔

یاترا دھیرے دھیرے آگے بڑھی، صبح کے وقت تین گھنٹے کی پیدل چلنا، گرمی کے بعد مزید تین گھنٹے، سب سے سست حاجی کی رفتار سے چلنا، لامحدود تاخیر سے مشروط، بچوں کی بیماری، حکام کی ہراسانی، ایک پہیہ اترنا۔ بیل گاڑیاں؛ دن میں دو میل بہترین، ایک سو پچاس میل سمندر تک، تقریباً گیارہ ہفتوں کا سفر۔

پہلی موت اٹھارہویں دن ہوئی۔ خدیجہ، وہ بے تدبیر بوڑھی خاتون جو نصف صدی سے سرپنچ محمد دین کی مطمئن اور مطمئن شریک حیات تھیں، نے خواب میں ایک فرشتہ دیکھا۔ "جبریل،" اس نے سرگوشی کی، "کیا تم ہو؟"

”نہیں۔“ ظریف نے جواب دیا۔ "یہ میں ہوں، عزرائیل، جس کے پاس ناقص کام ہے۔
مایوسی سے معذرت۔"
اگلی صبح اس نے زیارت جاری رکھی، اپنے شوہر سے اس کی بینائی کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ دو گھنٹے کے بعد وہ مغل میلپوسٹ سرائیوں میں سے ایک کے کھنڈر کے قریب پہنچ گئے جو کہ طویل عرصے میں شاہراہ کے ساتھ پانچ میل کے وقفے پر تعمیر کی گئی تھی۔ خدیجہ نے جب تباہی دیکھی تو اسے کچھ معلوم نہ تھا۔

Machine Translated by Google

اس کا ماضی، مسافروں کا نیند میں لوٹ لیا وغیرہ، لیکن وہ اس کے حال کو اچھی طرح سمجھتی تھی۔ "مجھے وہاں جا کر لیٹنا ہے،" اس نے احتجاج کرنے والے سرپنچ سے کہا: "لیکن، مارچ!" "کوئی بات نہیں" اس نے نرمی سے کہا۔ "آپ انہیں بعد میں پکڑ سکتے ہیں۔"

وہ پرانے کھنڈر کے ملبے میں ایک ہموار پتھر پر سر رکھ کر لیٹ گئی جسے سرپنچ نے اس کے لیے تلاش کیا۔ بوڑھا رویا، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور وہ ایک منٹ میں مر گئی۔ وہ واپس مارچ کی طرف بھاگا اور غصے سے عائشہ کا سامنا کیا۔ "مجھے آپ کی بات کبھی نہیں سننی چاہیے تھی،" اس نے اسے بتایا۔

"اور اب تم نے میری بیوی کو مار ڈالا ہے۔"
مارچ رک گیا۔ مرزا سعید اختر نے موقع پاتے ہوئے زور سے اصرار کیا کہ خدیجہ کو کسی مناسب مسلم قبرستان میں لے جایا جائے۔
لیکن عائشہ نے اعتراض کیا۔ "ہمیں مہاراج کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے کہ واپسی یا راستے کے بغیر براہ راست سمندر میں جائیں۔"
مرزا سعید نے حجاج کرام سے اپیل کی۔ "وہ آپ کے سرپنچ کی پیاری بیوی ہے،" وہ چلایا۔ "کیا تم اسے سڑک کے کنارے کسی گڑھے میں پھینک دو گے؟"

جب تتلی پور گاؤں والوں نے اتفاق کیا کہ خدیجہ کو فوراً دفن کر دیا جائے تو سعید کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ اس نے محسوس کیا کہ ان کا عزم اس سے بھی بڑھ کر تھا جس کے بارے میں اس نے شبہ کیا تھا: یہاں تک کہ سوگوار سرپنچ نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ خدیجہ کو ماضی کے تباہ شدہ وے اسٹیشن کے پیچھے ایک بنجر کھیت کے کونے میں دفن کیا گیا تھا۔

تاہم، اگلے دن، مرزا سعید نے دیکھا کہ سرپنچ یاترا سے بے روک ٹوک آ گیا ہے، اور بوگین ویلیا کی جھاڑیوں کو سونگھتے ہوئے، باقیوں سے تھوڑا سا فاصلہ پر بے سکونی کے ساتھ ہنس رہا ہے۔ سعید مرسڈیز سے چھلانگ لگا کر عائشہ کے پاس ایک اور منظر بنانے کے لیے بھاگا۔ "تم شیطان!" اس نے چلایا۔ "دل کے بغیر عفریت! تم بوڑھی عورت کو مرنے کے لیے یہاں کیوں لائے ہو؟" اس نے اسے نظر انداز کیا، لیکن اسٹیشن ویگن پر واپس جاتے ہوئے سرپنچ نے آکر کہا: "ہم غریب لوگ تھے۔

ہم جانتے تھے کہ ہم مکہ شریف جانے کی امید نہیں کر سکتے، جب تک وہ راضی نہ ہو جائیں۔
اس نے قائل کیا، اور اب اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھیں۔"
عائشہ کاہین نے سرپنچ سے بات کرنے کو کہا، لیکن اسے تسلی کا ایک لفظ بھی نہ دیا۔ "اپنے ایمان کو سخت کرو" اس نے اسے ڈانٹا۔ "جو عظیم حج پر فوت ہو جائے اس کے لیے جنت میں گھر یقینی ہے، تمہاری بیوی اب فرشتوں اور پھولوں کے درمیان بیٹھی ہے، تمہیں افسوس کرنے کی کیا ضرورت ہے؟"

اس شام سرپنچ محمد دین مرزا سعید کے پاس پہنچا جب وہ ایک چھوٹے کیمپ فائر کے پاس بیٹھا تھا۔ "معاف کرنا، سیٹھ جی،" اس نے کہا، "لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ میں آپ کی موٹر کار میں، جیسا کہ آپ نے ایک بار پیشکش کی تھی، سواری کروں؟"

اس منصوبے کو مکمل طور پر ترک کرنے کے لیے تیار نہیں جس کے لیے اس کی اہلیہ کی موت ہوئی تھی، اور اس مکمل یقین کو برقرار رکھنے سے قاصر تھا جس کی انٹرپرائز کو ضرورت تھی، محمد دین شکوک و شبہات کی اسٹیشن ویگن میں داخل ہوا۔
"میرا پہلا کنورٹ،"
مرزا سعید نے خوشی کا اظہار کیا۔

اوو

چوتھے ہفتے تک سرپنچ محمد دین کے انحراف کا اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ وہ مرسڈیز کی پچھلی سیٹ پر یوں بیٹھ گیا جیسے وہ زمیندار ہو اور مرزا سعید ڈرائیور ہو، اور آہستہ آہستہ چمڑا۔

Machine Translated by Google

upholsteryاور ائر کنڈیشنگ یونٹ اور whisky-soda cabinetاور برقی طور پر چلنے والی آئینہ شیشے کی کھڑکیاں اسے hauteurسکھانے لگیں۔ اس کی ناک ہوا میں جھک گئی اور اس نے ایک ایسے آدمی کا شاندار اظہار حاصل کر لیا جو دیکھے بغیر دیکھ سکتا ہے۔ ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھے مرزا سعید کو اپنی آنکھیں اور ناک اس سوراخ سے اندر آتی دھول سے بھرتی محسوس ہوئی جہاں ونڈ اسکرین ہوا کرتی تھی لیکن اتنی تکلیف کے باوجود وہ پہلے سے بہتر محسوس کر رہے تھے۔ اب، ہر دن کے اختتام پر، زائرین کا ایک جھرمٹ مرسڈیز بینز کے گرد اس کے چمکتے ستارے کے ساتھ جمع ہو جاتا، اور مرزا سعید سرپنچ محمد دین کو عقبی شیشے کی کھڑکیوں کو اوپر اور نیچے کرتے ہوئے دیکھتے ہوئے ان میں احساس پیدا کرنے کی کوشش کرتے۔ کہ انہوں نے باری باری اس کی خصوصیات اور اپنی خصوصیات کو دیکھا۔ مرسڈیز میں سرپنچ کی موجودگی نے مرزا سعید کے الفاظ کو نیا اختیار دے دیا۔

عائشہ نے گاؤں والوں کو بلانے کی کوشش نہیں کی، اور اب تک اس کا اعتماد درست ثابت ہوا تھا۔ بے ایمانوں کے کیمپ میں مزید انحراف نہیں ہوا تھا۔ لیکن سعید نے اسے اپنی طرف متعدد نظریں ڈالتے ہوئے دیکھا اور آیا وہ بصیرت ہے یا نہیں مرزا سعید نے اچھی خاصی شرط لگائی ہوگی کہ یہ ایک نوجوان لڑکی کی بدمزاج نظریں تھیں جسے اب اپنے راستے پر آنے کا یقین نہیں تھا۔

پھر وہ غائب ہو گیا۔
وہ ایک سہ پہر کے تہوار کے دوران چلی گئی اور ڈیڑھ دن تک دوبارہ نظر نہیں آئی، اس وقت تک زائرین میں افراتفری مچ گئی تھی --وہ ہمیشہ سامعین کے جذبات کو بھڑکانا جانتی تھی، سعید نے اعتراف کیا۔ پھر وہ دھول سے بھرے بادلوں کے اس پار ان کے پاس واپس آئی، اور اس بار اس کے چاندی کے بال سونے سے ڈھکے ہوئے تھے، اور اس کی بھنویں بھی سنہری تھیں۔ اس نے گاؤں والوں کو اپنے پاس بلایا اور بتایا کہ مہاراج فرشتہ ناراض ہے کہ تتلی پور کے لوگ صرف ایک شہید کے جنت میں چڑھنے کی وجہ سے شکوک و شبہات سے بھر گئے ہیں۔ اس نے متنبہ کیا کہ وہ پانی کو الگ کرنے کی اپنی پیشکش کو واپس لینے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہا ہے، "تاکہ آپ کو بحیرہ عرب میں نمکین پانی کا غسل ملے گا، اور پھر یہ آپ کے ویران آلو کے کھیتوں میں واپس آ جائے گا جہاں بارش نہیں ہوگی۔ کبھی دوبارہ گرنا۔" گاؤں والے گھبرا گئے۔ ”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔“ انہوں نے عرض کیا۔ "بی بی جی ہمیں معاف کر دیں۔" یہ پہلی بار تھا کہ انہوں نے لونگاگو سینٹ کا نام اس لڑکی کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا تھا جو انہیں ایک مطلق العنانیت کے ساتھ لے جا رہی تھی جس نے انہیں اتنا ہی خوفزدہ کرنا شروع کر دیا تھا جتنا اس نے متاثر کیا تھا۔ اس کی تقریر کے بعد سرپنچ اور مرزا سعید اسٹیشن ویگن میں اکیلے رہ گئے۔ مرزا سعید نے سوچا۔

اوو

پانچویں ہفتے تک زیادہ تر معمر حاجیوں کی صحت تیزی سے بگڑ چکی تھی، کھانے پینے کی اشیاء کم پڑ رہی تھیں، پانی تلاش کرنا مشکل تھا، اور بچوں کے آنسوؤں کی نالیاں خشک ہو چکی تھیں۔ گدھ کے ریوڑ کبھی دور نہیں تھے۔

جیسے جیسے عازمین دیہی علاقوں کو چھوڑ کر زیادہ گنجان آباد علاقوں کی طرف آئے، ہراساں کرنے کی سطح میں اضافہ ہوا۔ لمبی دوری کی بسیں اور ٹرک اکثر منحرف ہونے سے انکار کر دیتے تھے اور پیدل چلنے والوں کو اپنے راستے سے ہٹ کر ایک دوسرے پر چھلانگ لگانا، چیخنا اور گرنا پڑتا تھا۔ سائیکل سوار، خاندان

Machine Translated by Google

راجدوت موٹر پر چھ میں سے -اسکوٹر، چھوٹی دکان کے رکھوالوں نے بدسلوکی کی۔
"پاگل! بکس! مسلمان!" اکثر انہیں پوری رات مارچ کرتے رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا کیونکہ اس یا اس چھوٹے سے قصبے کے حکام نہیں چاہتے تھے کہ اس طرح کے رافضی اپنے فٹ پاتھ پر سوئے۔ مزید اموات ناگزیر ہوگئیں۔

تب بدلنے والے کا بیل، عثمان، ایک بے نام چھوٹے سے قصبے کی سائیکلوں اور اونٹوں کے گوبر کے درمیان گھٹنوں کے بل گر گیا۔
"اٹھو بیوقوف" اس نے بے چارگی سے کہا۔ "تمہارا کیا خیال ہے تم کیا کر رہے ہو، پھلوں کے سامنے اجنبیوں کے سٹالوں کے سامنے مجھ پر مر رہے ہو؟" بیل نے سر ہلایا، دو بار ہاں میں، اور ختم ہو گیا۔

تتلیوں نے لاش کو ڈھانپ لیا، اس کی سرمئی رنگ کی کھال، اس کے ہارن کونز اور گھنٹیاں۔ ناقابل تسخیر عثمان دوڑتا ہوا عائشہ کے پاس گیا (جنہوں نے ایک گندی ساڑھی پہن رکھی تھی جو شہری بدکاری کی رعایت کے طور پر تھی، حالانکہ تتلی کے بادل اب بھی اس کی شان کی طرح پیچھے ہٹ رہے ہیں)۔ "کیا بیل جنت میں جاتے ہیں؟" اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ اس نے کندھے اچکائے۔ "بیلوں کی کوئی روح نہیں ہوتی،" اس نے ٹھنڈے انداز میں کہا، "اور یہ وہ روحیں ہیں جنہیں ہم بچانے کے لیے مارچ کرتے ہیں۔" عثمان نے اس کی طرف دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ اب اس سے محبت نہیں کرتا۔ "تم شیطان بن گئے ہو" اس نے بیزاری سے اسے کہا۔

"میں کچھ بھی نہیں ہوں" عائشہ نے کہا۔ "میں ایک رسول ہوں۔"
”تو پھر بتاؤ تمہارا خدا بے گناہوں کو تباہ کرنے کے لیے اتنا بے چین کیوں ہے؟“ عثمان غصے سے بولا۔ "اسے کس بات کا ڈر ہے؟ کیا وہ اتنا بے اعتماد ہے کہ اسے اپنی محبت ثابت کرنے کے لیے ہم سے مرنے کی ضرورت ہے؟"

گویا اس طرح کی توہین کے جواب میں، عائشہ نے اور بھی سخت تادیبی اقدامات نافذ کیے، تمام حجاج کرام کو پانچوں نمازیں پڑھنے پر اصرار کیا، اور یہ حکم دیا کہ جمعہ کے دن روزے کے دن ہوں گے۔ چھٹے ہفتے کے اختتام تک اس نے مارچ کرنے والوں کو چار اور لاشیں چھوڑنے پر مجبور کیا جہاں وہ گرے تھے: دو بوڑھے مرد، ایک بوڑھی عورت اور ایک چھ سالہ بچی۔ زائرین مرنے والوں کی طرف پیٹھ پھیرتے ہوئے چل پڑے۔ تاہم، ان کے پیچھے مرزا سعید اختر نے لاشیں اکٹھی کیں اور اس بات کو یقینی بنایا کہ ان کی تدفین مناسب طریقے سے کی جائے۔ اس میں اس کی مدد سرپنچ محمد دین اور سابق اچھوت عثمان نے کی۔ ایسے دنوں میں وہ مارچ سے کافی پیچھے ہو جاتے، لیکن مرسڈیز بینز سٹیشن ویگن کو ایک سو چالیس سے زیادہ مردوں، عورتوں اور بچوں کو سمندر کی طرف تھک کر چلتے ہوئے پکڑنے میں دیر نہیں لگتی۔

اوو

مرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا، اور مرسڈیز کے ارد گرد غیر آباد حاجیوں کے گروپ راتوں رات بڑے ہوتے گئے۔ مرزا سعید انہیں کہانیاں سنانے لگے۔
اس نے انہیں لیمنگس کے بارے میں بتایا، اور کس طرح جادوگرنی سرس نے مردوں کو سور میں تبدیل کیا۔ اس نے پائپ بجانے والے کی کہانی بھی سنائی جس نے ایک قصبے کے بچوں کو پہاڑی شگاف میں ڈال دیا۔ جب اس نے یہ کہانی ان کی اپنی زبان میں سنائی تو اس نے انگریزی میں اشعار سنائے، تاکہ الفاظ نہ سمجھنے کے باوجود وہ شاعری کی موسیقی سن سکیں۔
"ہیملن ٹاؤن برنسوک میں ہے،" اس نے شروع کیا۔ "مشہور ہینوور شہر کے قریب۔ دریائے ویسر، گہرا اور چوڑا، جنوبی جانب اپنی دیواروں کو دھوتا ہے۔"

اب اسے اطمینان ہوا کہ عائشہ کو لڑکی آگے بڑھ رہی ہے، غصے سے نظر آرہی ہے، جب کہ تتلیاں اس کے پیچھے کیمپ فائر کی طرح چمک رہی تھیں، ایسا لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے شعلے نکل رہے ہوں۔

Machine Translated by Google

"وہ لوگ جو شیطان کی آیات کو سنتے ہیں، جو شیطان کی زبان میں بولی جاتی ہیں،" اس نے پکار کر کہا، "آخر میں شیطان کے پاس جائیں گے۔"
مرزا سعید نے اسے جواب دیا، "تو پھر یہ ایک انتخاب ہے،" شیطان اور گہرے نیلے سمندر کے درمیان۔

اوو

آٹھ ہفتے گزر چکے تھے اور مرزا سعید اور ان کی اہلیہ مشال کے تعلقات اس قدر بگڑ چکے تھے کہ وہ اب بات کرنے کے قابل نہیں رہے۔ اب تک، اور کینسر کے باوجود جس نے اسے جنازے کی راکھ کی طرح خاکستر کر دیا تھا، مشال عائشہ کی چیف لیفٹیننٹ اور سب سے زیادہ عقیدت مند شاگرد بن چکی تھی۔ دوسرے مارچ کرنے والوں کے شکوک و شبہات نے صرف اس کے اپنے عقیدے کو مضبوط کیا تھا، اور ان شکوک و شبہات کے لیے اس نے اپنے شوہر پر الزام لگایا۔

"اس کے علاوہ،" اس نے اپنی آخری گفتگو میں اسے ڈانٹا تھا، "تم میں اب کوئی گرمجوشی نہیں رہی۔ مجھے قریب آنے سے ڈر لگتا ہے۔"
"کوئی گرمی نہیں؟" اس نے چلایا. "تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟ کوئی گرمجوشی نہیں؟ میں کس کے لیے اس بے وقوف یاترا پر دوڑ کر آیا ہوں؟ کس کی دیکھ بھال کے لیے؟ کیوں کہ میں کس سے محبت کرتا ہوں؟ کیوں کہ میں کس کے بارے میں بہت پریشان ہوں، اتنا غمگین ہوں، کس کے بارے میں غم سے بھرا ہوا ہوں؟ نہیں؟ گرمجوشی؟ کیا تم اجنبی ہو؟ تم ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"اپنی بات سنو،" اس نے ایک آواز میں کہا جو ایک قسم کی دھواں دھندلی، دھندلاپن میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی تھی۔
"ہمیشہ غصہ۔ ٹھنڈا غصہ، برفیلا، قلعہ جیسا۔"
"یہ غصہ نہیں ہے،" اس نے جھنجھلا کر کہا۔ "یہ اضطراب، ناخوشی، بدمزگی، چوٹ، درد ہے، تم غصہ کہاں سے سن سکتے ہو؟"

"میں اسے سن رہا ہوں،" اس نے کہا۔ "ہر کوئی سن سکتا ہے، آس پاس کے میلوں تک۔"
"میرے ساتھ آؤ" اس نے اس سے منت کی۔ "میں آپ کو یورپ، کینیڈا، امریکہ کے اعلیٰ ترین کلینکس میں لے جاؤں گا۔ مغربی ٹیکنالوجی پر بھروسہ رکھیں۔ وہ کمال کر سکتے ہیں۔ آپ کو ہمیشہ گیجٹس بھی پسند تھے۔"

"میں مکہ کی زیارت پر جا رہی ہوں۔" اس نے کہا اور منہ پھیر لیا۔
"تم پر لعنت ہو. بیوقوف کتیا،" وہ اس کی پیٹھ پر گرجنے لگا۔ "صرف اس وجہ سے کہ آپ مرنے والے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو ان تمام لوگوں کو اپنے ساتھ لے جانا پڑے گا۔" لیکن وہ سڑک کے کنارے کیمپ کے پار چلی گئی -سائٹ، کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اور اب جب کہ اس نے کنٹرول کھو کر اور ناقابل بیان بات کرکے اپنی بات کو ثابت کیا تھا وہ گھٹنوں کے بل گر کر رو پڑا۔ اس جھگڑے کے بعد مشال نے مزید اس کے پاس سونے سے انکار کر دیا۔ وہ اور اس کی والدہ نے مکہ کی تلاش کی تتلی کے کفن والی نبیہ کے پاس اپنا بستر لپیٹ دیا۔

دن کے وقت، مشال نے حجاج کے درمیان مسلسل کام کیا، انہیں یقین دلایا، ان کے ایمان کو تقویت دی، انہیں اپنی نرمی کے بازو کے نیچے اکٹھا کیا۔ عائشہ خاموشی کی گہرائیوں سے پیچھے ہٹنا شروع ہو گئی تھی اور مشال اختر تمام ارادوں اور مقاصد کے لیے حجاج کی رہنما بن گئی تھی۔ لیکن ایک حاجی تھی جس پر وہ اپنی گرفت کھو چکی تھی: مسز۔

قریشی، اس کی والدہ، اسٹیٹ بینک کے ڈائریکٹر کی اہلیہ۔
مشال کے والد قریشی صاحب کی آمد کافی تقریب تھی۔ حجاج ہوائی جہاز کے درختوں کی ایک قطار کے سائے میں رک گئے تھے اور جب موٹرسائیکل نظر آئی تو وہ برش کی لکڑیاں جمع کرنے اور برتنوں کو رگڑنے میں مصروف تھے۔ فوراً ہی مسز قریشی، جو اس وقت سے پچیس پاؤنڈ ہلکی تھیں۔

Machine Translated by Google

چہل قدمی کے آغاز میں، اس کے پیروں کی طرف لپکی اور اپنے کپڑوں کی گندگی کو صاف کرنے اور اپنے بالوں کو ترتیب دینے کی کوشش کی۔ مشال نے اپنی ماں کو پگھلی ہوئی لپ اسٹک کے ساتھ کمزوری سے بڑبڑاتے ہوئے دیکھا اور پوچھا، "آپ کو کیا تکلیف ہو رہی ہے، ماں؟ آرام کرو، نا۔"

اس کی ماں نے کمزوری سے قریب آنے والی کاروں کی طرف اشارہ کیا۔ کچھ ہی لمحوں بعد عظیم بینکر کی لمبی، سخت شخصیت ان کے اوپر کھڑی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں نے اسے نہ دیکھا ہوتا تو میں یقین نہ کرتا۔ "انہوں نے مجھے بتایا ، لیکن میں نے پوہ کیا۔
اس لیے مجھے یہ معلوم کرنے میں اتنا وقت لگا۔ بغیر کسی لفظ کے پیرستان سے مٹ جانا: اب کیا تضحیک؟

مسز قریشی اپنے شوہر کی آنکھوں کے نیچے بے بسی سے لرز اٹھیں، رونے لگیں، اپنے پیروں کی کالس اور جسم کے ہر سوراخ میں دھنسی ہوئی تھکاوٹ کو محسوس کر کے رونے لگیں۔ "اے خدا، میں نہیں جانتی، مجھے افسوس ہے،" اس نے کہا۔ ”خدا جانے کیا ہوا“۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ میں ایک نازک عہدے پر ہوں؟" قریشی صاحب رو پڑے۔ "عوام کا اعتماد ضروری ہے۔ پھر یہ کیسا لگتا ہے کہ میری بیوی بھنگیوں کے ساتھ بدتمیزی کرتی ہے؟"

مشال نے اپنی ماں کو گلے لگاتے ہوئے اپنے والد سے کہا کہ وہ غنڈہ گردی بند کر دیں۔ مسٹر اختر نے پہلی بار دیکھا کہ ان کی بیٹی کے ماتھے پر موت کا نشان تھا اور وہ ایک اندرونی ٹیوب کی طرح فوراً پھٹ گئی۔ مشعل نے اسے کینسر کے بارے میں بتایا، اور سیدہ عائشہ کے اس وعدے کے بارے میں کہ مکہ میں ایک معجزہ ہو گا، اور وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو جائیں گی۔

اس کے والد نے التجا کی، ”تو پھر میں تمہیں مکہ تک پہنچا دوں۔ "اگر آپ ایئربس سے جا سکتے ہیں تو کیوں چلیں؟"

مگر مشال اپنی بات پر ڈٹی رہی۔ "آپ کو چلے جانا چاہیے،" اس نے اپنے والد سے کہا۔ "یہ بات صرف وفادار ہی کر سکتے ہیں۔ ممی میرا خیال رکھیں گی۔"
قریشی صاحب اپنی لیموزین میں بے بسی کے ساتھ جلوس کے عقب میں مرزا سعید کے ساتھ شامل ہو گئے اور ان دو خادموں میں سے ایک کو جو ان کے ساتھ موٹر سکوٹر پر آئے ہوئے تھے مشال سے پوچھنے کے لیے بھیج رہے تھے کہ کیا اسے کھانا، دوائی، تھمس اپ، کچھ بھی چاہیے۔ مشال نے ان کی تمام پیشکشوں کو ٹھکرا دیا، اور تین دن کے بعد --کیونکہ بینکنگ بینکنگ ہے -- مسٹر قریشی خواتین کی خدمت کے لئے ایک موٹر-سکوٹر چپراسی چھوڑ کر شہر کے لئے روانہ ہو گئے۔ "وہ آپ کا حکم دینا ہے،" اس نے ان سے کہا۔ "اب بیوقوف مت بنو۔

اسے جتنا آسان بنا سکتے ہو اسے بنائیں۔"
مسٹر قریشی کے جانے کے اگلے ہی دن چپراسی گل محمد نے اپنا سکوٹر چھوڑا اور پیدل زائرین میں شامل ہو گئے اور اپنے سر کے گرد رومال باندھ کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔ عائشہ نے کچھ نہیں کہا، لیکن جب اسکوٹر والا کو زیارت میں شامل ہوتے دیکھا تو وہ ایک ایسی مسحور کن مسکراہٹ تھی جس نے مرزا سعید کو یاد دلایا کہ وہ خواب میں نہیں بلکہ ایک خونخوار نوجوان ہیں۔ لڑکی

مسز قریشی شکایتیں کرنے لگیں۔ اس کی پرانی زندگی سے مختصر رابطے نے اس کے عزم کو توڑ دیا تھا، اور اب جب کہ بہت دیر ہو چکی تھی، وہ پارٹیوں اور نرم کشن اور برفیلے تازہ چونے کے سوڈا کے گلاسوں کے بارے میں مسلسل سوچنے لگی تھی۔ یہ اچانک اسے بالکل غیر معقول معلوم ہوا کہ اس کا ایک شخص

Machine Translated by Google

افزائش نسل کو ایک عام سوپیر کی طرح ننگے پاؤں جانے کے لیے کہا جانا چاہیے۔ اس نے اپنے آپ کو مرزا سعید کے سامنے پیش کیا جس کے چہرے پر بھیڑ بھرے تاثرات تھے۔
"سعید بیٹا کیا تم مجھ سے پوری طرح نفرت کرتے ہو؟" وہ گھومتی ہے، اس کی بولڈ خصوصیات خود کو ملنساری کی پیروڈی میں ترتیب دیتی ہیں۔
سعید اس کی کراہت سے گھبرا گیا۔ ”بالکل نہیں،“ وہ کہنے میں کامیاب ہوگیا۔
"لیکن تم کرتے ہو، تم مجھ سے نفرت کرتے ہو، اور میری وجہ ناامید ہے،" اس نے چھیڑ چھاڑ کی۔
"اماں جی،" سعید نے گلہ لگایا، "کیا کہہ رہے ہو؟"
"کیونکہ میں نے وقتاً فوقتاً آپ سے بات کی ہے۔"
"براہ کرم اسے بھول جائیں،" سعید نے اس کی کارکردگی سے خوش ہوتے ہوئے کہا، لیکن وہ نہیں مانی۔ "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ محبت کے لیے تھا، ہے نا؟ محبت،" مسز قریشی نے کہا، "یہ ایک بہت ہی شاندار چیز ہے۔"

"دنیا کو چکرا دیتا ہے،" مرزا سعید نے بات چیت کی روح میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہوئے اتفاق کیا۔

"محبت سب کو فتح کر لیتی ہے،" مسز قریشی نے تصدیق کی۔ "اس نے میرے غصے پر قابو پالیا ہے۔
یہ مجھے آپ کے ساتھ آپ کی موٹر میں سوار ہو کر آپ کے سامنے ظاہر کرنا ہے۔"
مرزا سعید جھک گیا۔ "یہ آپ کا ہے اماں جی۔"
"پھر تم ان دو گاؤں کے آدمیوں کو اپنے ساتھ بیٹھنے کو کہو گے۔ عورتوں کی حفاظت ہونی چاہیے، ہے نا؟"

"یہ ہے،" اس نے جواب دیا۔

اوو

سمندر کی طرف چلنے والے گاؤں کی کہانی پورے ملک میں پھیل چکی تھی، اور نویں ہفتے میں یاتریوں کو صحافیوں، ووٹوں کی تلاش میں مقامی سیاستدانوں، تاجروں کے ذریعے تنگ کیا جا رہا تھا، جنہوں نے مارچ کو سپانسر کرنے کی پیشکش کی تھی اگر یاتری صرف کریں گے۔ مختلف اشیا اور خدمات کی تشہیر کرنے والے سینڈوچ بورڈز پہننے کی رضامندی، مشرق کے اسرار تلاش کرنے والے غیر ملکی سیاح، پرانی یادوں میں مبتلا گاندھیائی، اور اس قسم کے انسانی گدھ جو موٹر کار ریس میں جاتے ہیں، کریش دیکھنے کے لیے۔ جب انہوں نے گرگٹ کی تتلیوں کی میزبانی کو دیکھا اور جس طرح سے ان دونوں نے لڑکی عائشہ کو کپڑے پہنائے اور اسے اس کا واحد ٹھوس کھانا فراہم کیا تو یہ دیکھنے والے حیران رہ گئے اور مایوسی کی امیدوں کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے، یعنی ان کی دنیا کی تصویروں میں ایک سوراخ تھا۔ کہ وہ پیپر نہیں کر سکتے۔ تمام کاغذات میں عائشہ کی تصویریں آ رہی تھیں اور زائرین نے اشتہاری بورڈنگز بھی پاس کیے جن پر لیپیڈوپٹرل خوبصورتی کو زندگی سے تین گنا زیادہ پینٹ کیا گیا تھا، اس کے علاوہ نعرے درج تھے کہ ہمارے کپڑے بھی تتلی کے پروں کی طرح نازک ہیں، یا ایسے ہی۔ پھر مزید تشویشناک خبریں ان تک پہنچیں۔

بعض مذہبی انتہا پسند گروہوں نے "عائشہ حج" کو عوامی توجہ کو "ہائی جیک" کرنے اور "فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکانے" کی کوشش قرار دیتے ہوئے بیانات جاری کیے تھے۔ کتابچے تقسیم کیے جا رہے تھے --مشال نے انہیں سڑک سے اٹھا لیا --جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ "پد یاترا، یا پیدل یاترا، قومی ثقافت کی ایک قدیم، قبل از اسلام روایت ہے، مغل تارکین وطن کی امپورٹڈ پراپرٹی نہیں۔ "نیز: "اس روایت کو اس طرح سے چھیڑنا-

عائشہ بی بی جی کہلاتی ہیں جو پہلے سے حساس صورتحال کی واضح اور جان بوجھ کر سوزش ہے۔"

"کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔" کاہن نے اپنی خاموشی توڑتے ہوئے اعلان کیا۔

Machine Translated by Google

اوو

جبریل نے ایک مضافاتی علاقے کا خواب دیکھا: جیسے ہی عائشہ حج سارنگ کے قریب پہنچی، بحیرہ عرب پر عظیم شہر کا سب سے بیرونی مضافاتی علاقہ جس کی طرف بصیرت والی لڑکی ان کی رہنمائی کر رہی تھی، صحافیوں، سیاست دانوں اور پولیس افسران نے اپنے دوروں کو دوگنا کر دیا۔ پہلے تو پولیس والوں نے زبردستی مارچ ختم کرنے کی دھمکی دی۔ تاہم، سیاست دانوں نے مشورہ دیا کہ یہ ایک فرقہ وارانہ فعل کی طرح نظر آئے گا اور اس سے ملک کے اوپر سے نیچے تک فرقہ وارانہ تشدد پھیل سکتا ہے۔

بالآخر پولیس سربراہان مارچ کی اجازت دینے پر راضی ہوگئے، لیکن حجاج کے لیے "محفوظ راستوں کی ضمانت دینے سے قاصر" ہونے پر خوفناک طور پر ناراض ہوئے۔
مشال اختر نے کہا: "ہم چل رہے ہیں۔"
سارنگ کا مضافاتی علاقہ قریب ہی کوئلے کے کافی ذخائر کی موجودگی کی وجہ سے اپنی نسبتاً دولت کا مقروض ہے۔ پتہ چلا کہ سارنگ کے کوئلے کے کان کنوں نے، جن کی زندگیاں زمین پر تھکا دینے والے راستوں میں گزری ہیں --اسے "جدا" کرنا، کوئی کہہ سکتا ہے --اس تصور کو پیٹ نہیں سکتا تھا کہ ایک لڑکی ہاتھ کی لہر کے ساتھ ایسا کر سکتی ہے ، سمندر کے لئے. کچھ فرقہ پرست گروہوں کے کیڈر کام کر رہے تھے، کان کنوں کو تشدد پر اکسا رہے تھے، اور ان ایجنٹوں کی سرگرمیوں کے نتیجے میں اشتعال انگیزی کرنے والوں کا ایک ہجوم بن رہا تھا، جس نے بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن پر یہ مطالبہ کیا گیا تھا: کوئی اسلامی پدیاترا نہیں! تتلی چڑیل، گھر جاؤ۔

جس رات وہ سارنگ میں داخل ہونے والے تھے، مرزا سعید نے زائرین سے ایک اور فضول اپیل کی۔ "ہار چھوڑو۔" اس نے بے کار انداز میں التجا کی۔
"کل ہم سب مارے جائیں گے۔" عائشہ نے مشال کے کان میں سرگوشی کی اور وہ بولی: "بزدل سے شہید بہتر ہے۔ کیا یہاں کوئی بزدل ہے؟"
ایک تھا۔ سری سری نواس، گرینڈ کینین کے ایکسپلورر، ایک کھلونا یونیوس کے مالک، جن کا مقصد تخلیقی صلاحیت اور خلوص تھا، مرزا سعید کا ساتھ دیا۔ دیوی لکشمی کے ایک عقیدت مند پیروکار کے طور پر، جس کا چہرہ بھی عائشہ کا بہت پریشان کن تھا، اس نے محسوس کیا کہ وہ دونوں طرف سے آنے والی دشمنیوں میں حصہ لینے سے قاصر ہے۔ "میں ایک کمزور آدمی ہوں،" اس نے سعید کے سامنے اعتراف کیا۔ "میں نے مس عائشہ سے محبت کی ہے، اور آدمی کو اس کے لیے لڑنا چاہیے جس سے وہ پیار کرتا ہے، لیکن کیا کروں، مجھے غیر جانبدار حیثیت کی ضرورت ہے۔" سری نواس مرسڈیز بینز میں باغی معاشرے کا پانچواں رکن تھا، اور اب مسز قریشی کے پاس ایک عام آدمی کے ساتھ پچھلی سیٹ شیئر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ سری نواس نے ناخوشی سے اس کا استقبال کیا، اور اسے اپنے سے دور سیٹ پر بدمزاجی سے اچھالتے ہوئے دیکھ کر تسلی دینے کی کوشش کی۔
"براہ کرم میری عزت کا نشان قبول کریں۔" --اور اندر کی جیب سے ایک فیملی پلاننگ گڑیا تیار کی گئی۔

اس رات صحرائی اسٹیشن ویگن میں رہے جبکہ وفادار کھلی فضا میں نماز ادا کر رہے تھے۔ انہیں ایک غیر استعمال شدہ مال ٹرین مارشلنگ یارڈ میں کیمپ لگانے کی اجازت دی گئی تھی جس کی حفاظت ملٹری پولیس کرتی تھی۔ مرزا سعید سو نہ سکے۔ وہ اس بات کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کے بارے میں سری نواس نے اس سے کہا تھا، ایک گاندھیائی ہونے کے بارے میں، "لیکن میں اس طرح کے تصورات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے بہت کمزور ہوں۔ معاف کیجیے گا، لیکن یہ سچ ہے۔ سیٹھ جی، میں تکلیف کے لیے نہیں کٹا تھا۔ مجھے بیوی اور بچوں کے ساتھ رہنا چاہئے تھا اور اس مہم جوئی کی بیماری کو ختم کرنا چاہئے تھا جس نے مجھے ایسی جگہ پر پہنچا دیا ہے۔

Machine Translated by Google

میرے خاندان میں بھی، مرزا سعید نے نیند کی حالت میں کھلونوں کے سوداگر کو جواب دیا، ہم ایک قسم کی بیماری میں مبتلا ہیں: ایک لاتعلقی، چیزوں، واقعات، احساسات سے اپنے آپ کو جوڑنے سے قاصر ہونا۔ زیادہ تر لوگ اپنی تعریف اپنے کام سے کرتے ہیں، یا وہ کہاں سے آئے ہیں، یا اس طرح کے۔ ہم اپنے سروں کے اندر بہت دور رہ چکے ہیں۔ یہ حقیقت کو سنبھالنا مشکل بنا دیتا ہے۔

جس کا مطلب یہ تھا کہ اسے یقین کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ سب واقعی ہو رہا ہے۔ لیکن یوں تھا.

اوو

جب عائشہ زائرین اگلی صبح روانہ ہونے کے لیے تیار تھے، تتلیوں کے بڑے بڑے بادل جو تتلی پور سے ان کے ساتھ سفر کر رہے تھے، اچانک ٹوٹ گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے، جس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ آسمان دوسرے، مزید پراسرار بادلوں سے بھر رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مخلوق جو عائشہ کو لباس پہنا رہی تھی --اشرافیہ کے دستے، تو بات کریں --ڈیمپ ہو گئے، اور انہیں پتوں کے بلاک پرنٹ شدہ ہیم کے ساتھ ایک پرانی سوتی ساڑھی میں ملبوس جلوس کی قیادت کرنی پڑی۔ اس معجزے کی گمشدگی نے جو ان کی زیارت کو درست ثابت کر رہا تھا تمام مارچ کرنے والوں کو افسردہ کر دیا۔ تاکہ مشال اختر کی تمام تر نصیحتوں کے باوجود وہ اپنی قسمت کو پورا کرنے کے لیے تتلیوں کے آشیرواد سے محروم، آگے بڑھتے ہوئے گانا نہ گا سکیں۔

اوو

نو اسلامک پد یاترا گلیوں کے ہجوم نے عائشہ کے استقبال کے لیے دونوں طرف سائیکلوں کی مرمت کرنے والوں کے جھنڈوں کے ساتھ قطار میں کھڑی گلی میں تیار کیا تھا۔ انہوں نے زائرین کے راستے مردہ سائیکلوں سے بند کر رکھے تھے، اور عائشہ حج گلی کے شمالی سیکٹر میں داخل ہوتے ہی ٹوٹے ہوئے پہیوں، جھکے ہوئے ہینڈل بار اور خاموش گھنٹیوں کے پیچھے انتظار کر رہے تھے۔ عائشہ ہجوم کی طرف اس طرح چل پڑی جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہ ہو اور جب وہ آخری چوراہے پر پہنچی جس سے آگے دشمن کے لاٹھیاں اور چھریاں اس کا انتظار کر رہی تھیں تو عذاب کے صور کی طرح ایک کڑک سی آواز آئی اور آسمان سے ایک سمندر گر پڑا۔ . فصلوں کو بچانے کے لیے خشک سالی بہت دیر سے ٹوٹی تھی۔ اس کے بعد حجاج میں سے بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ خدا صرف اسی مقصد کے لیے پانی کو بچا رہا ہے، اسے آسمان پر کھڑا ہونے دے رہا ہے یہاں تک کہ یہ سمندر کی طرح لامتناہی ہے، اپنی نبی اور اس کی قوم کو بچانے کے لیے سال کی فصل کو قربان کر دیا۔

بارش کی زبردست طاقت نے حاجیوں اور حملہ آوروں دونوں کو بے چین کر دیا۔
سیلاب کی الجھن میں ایک دوسری قیامت کی آواز سنائی دی۔ درحقیقت یہ مرزا سعید کی مرسڈیز بینز سٹیشن ویگن کا ہارن تھا، جسے اس نے مضافاتی علاقے کی دم گھٹنے والی گلیوں میں سے تیز رفتاری سے چلایا تھا، جس سے ریلوں پر لٹکتی قمیضوں کے ریک، کدو کے بیرو، اور ٹرے نیچے لے آئے تھے۔ سستے پلاسٹک کے تصورات کے، یہاں تک کہ وہ ٹوکری کی گلی میں پہنچ گیا۔

وہ کارکن جنہوں نے بیریکیڈ کے بالکل شمال میں سائیکل مرمت کرنے والوں کی گلی کو ایک دوسرے سے ملایا۔ یہاں اس نے جتنی سختی سے ہو سکتا تھا تیز کیا اور چوراہے کی طرف چارج کیا، پیدل چلنے والوں اور ویکر ورک پاخانہ کو چاروں سمتوں میں بکھیر دیا۔
وہ سمندر کے آسمان سے گرنے کے فوراً بعد چوراہے پر پہنچا، اور زور سے بریک لگائی۔ سری سری نواس اور عثمان نے چھلانگ لگا دی، مشال اختر کو پکڑ لیا۔

Machine Translated by Google

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو ٹانگوں، تھوک اور بدسلوکی کے ساتھ مرسڈیز میں لے گیا۔ سعید تیزی سے جائے وقوعہ سے دور چلا گیا اس سے پہلے کہ کوئی ان کی آنکھوں سے پانی نکالنے میں کامیاب ہوتا۔

کار کے اندر: غصے سے بھری لاشوں کے ڈھیر۔ مشال اختر نے ڈھیر کے نیچے سے اپنے شوہر کو گالیاں دیتے ہوئے کہا: "تخریب کرنے والا! غدار! کہیں سے گندا! خچر!" جس پر سعید نے طنزیہ انداز میں جواب دیا، "شہادت بہت آسان ہے مشال، کیا تم سمندر کو پھول کی طرح کھلا نہیں دیکھنا چاہتے؟"

اور مسز قریشی نے، عثمان کی الٹی ہوئی ٹانگوں سے اپنا سر باہر نکالتے ہوئے، گلابی چہرے والے ہانپتے ہوئے کہا: "ٹھیک ہے، چلو، مشو، چھوڑو، ہمارا مطلب اچھا تھا۔"

اوو

جبریل نے سیلاب کا خواب دیکھا: جب بارش ہوئی تو سارنگ کے کان کن ہاتھوں میں اٹھائے اٹھائے زائرین کا انتظار کر رہے تھے، لیکن جب سائیکل کی رکاوٹیں بہہ گئیں تو وہ اس خیال سے بچ نہ سکے کہ خدا نے عائشہ کی طرف لے لیا ہے۔ شہر کے نکاسی آب کے نظام نے فوری طور پر پانی کے زبردست حملے کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، اور کان کن جلد ہی کیچڑ کے سیلاب میں کھڑے ہو گئے جو ان کی کمر تک پہنچ گیا۔ ان میں سے کچھ نے حجاج کی طرف بڑھنے کی کوشش کی، وہ بھی آگے بڑھنے کی کوششیں کرتے رہے۔ لیکن اب بارش کے طوفان نے اپنی قوت کو دوگنا کر دیا، اور پھر اسے دوبارہ دوگنا کر دیا، آسمان سے موٹی سلیبوں میں گر رہا تھا جس سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا، گویا زمین کو لپیٹ میں لیا جا رہا تھا، اور اوپر کا آسمان نیچے کے آسمان سے مل رہا تھا۔

جبریل، خواب دیکھتے ہوئے، پانی کی وجہ سے اس کی بینائی کو دھندلا ہوا پایا۔

اوو

بارش رک گئی، اور وینس کے تباہی کے منظر پر پانی بھرا سورج چمکا۔ سارنگ کی سڑکیں اب نہریں تھیں، جن کے ساتھ ساتھ ہر طرح کا فلوٹسم سفر کرتا تھا۔ جہاں ابھی حال ہی میں سکوٹر، رکشہ، اونٹ، گاڑیاں اور مرمت شدہ سائیکلیں چلی تھیں، وہاں اب اخبار، پھول، چوڑیاں، تربوز، چھتری، چپل، چشمہ، ٹوکریاں، ملبوسات، دوائیوں کی بوتلیں، تاش، دوپٹہ، پکوان، چراغ تیر رہے ہیں۔ . پانی میں ایک عجیب، سرخی مائل رنگت تھی جس نے پسے ہوئے لوگوں کو یہ تصور کیا کہ گلی خون سے بہہ رہی ہے۔ بدمعاش لڑکے کان کنوں یا عائشہ حجاج کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ ایک کتا ٹوٹی ہوئی سائیکل کی رکاوٹ سے چوراہے پر تیرا، اور وہاں چاروں طرف سیلاب کی نم خاموشی چھا گئی، جس کا پانی خستہ حال بسوں پر گرا، جب کہ بچے ڈھیلے گلیوں کی چھتوں سے گھورتے رہے، باہر آکر کھیلنے کے لیے بھی چونک گئے۔

پھر تتلیاں واپس آگئیں۔

کہیں سے، جیسے وہ سورج کے پیچھے چھپ گئے ہوں؛ اور بارش کے اختتام کا جشن منانے کے لیے ان سب نے سورج کی روشنی کا رنگ لیا تھا۔ دی

Machine Translated by Google

آسمان پر روشنی کے اس بے پناہ قالین کی آمد نے سارنگ کے لوگوں کو بالکل حیران کر دیا، جو پہلے ہی طوفان کے نتیجے میں جھیل رہے تھے۔ قیامت کے خوف سے، وہ گھر کے اندر چھپ گئے اور اپنے شٹر بند کر لیے۔ تاہم، ایک قریبی پہاڑی پر، مرزا سعید اختر اور ان کی جماعت نے معجزہ کی واپسی کا مشاہدہ کیا اور وہ سب، یہاں تک کہ زمیندار، ایک قسم کی حیرت سے بھر گئے۔

مرزا سعید نے جہنم کے لیے چمڑے کی گاڑی چلائی تھی، باوجود اس کے کہ وہ بارش سے آدھا اندھا ہو گیا تھا جو ٹوٹی ہوئی ونڈ اسکرین سے برس رہی تھی، یہاں تک کہ ایک سڑک پر جا کر پہاڑی کے موڑ پر آ کر رک گیا۔ نمبر 1سارنگ کول فیلڈ کے دروازے۔ بارش کی وجہ سے گڑھے مدھم نظر آرہے تھے۔

"برین باکس،" مشال اختر نے کمزوری سے اسے گالی دی۔ "وہ بومس وہاں واپس ہمارا انتظار کر رہے ہیں، اور آپ ہمیں ان کے ساتھیوں کو دیکھنے کے لیے یہاں لے گئے۔ ٹپ ٹاپ خیال، سعید۔ اضافی ٹھیک ہے۔"

لیکن انہیں کان کنوں سے مزید کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ یہ کان کنی کی تباہی کا دن تھا جس نے سارنگی پہاڑی کے نیچے پندرہ ہزار پٹ مین زندہ دفن ہو گئے۔ سعید، مشال، سرپنچ، عثمان، مسز قریشی، سرینواس اور عائشہ تھکے ہارے سڑک کے کنارے کھڑے تھے جیسے ایمبولینس، فائر انجن، سالویج آپریٹرز اور گڑھے کے مالک بڑی تعداد میں پہنچے اور بہت بعد میں لرزتے ہوئے چلے گئے۔ ان کے سر سرپنچ نے انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں کے درمیان کان کی لوپ پکڑ لی۔ "زندگی درد ہے،" انہوں نے کہا۔ "زندگی درد اور نقصان ہے؛ یہ ایک ایسا سکہ ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، اس کی قیمت ایک کوڑی یا بند سے بھی کم ہے۔"

مردہ بیل کا عثمان، جس نے سرپنچ کی طرح یاترا کے دوران اپنے ایک عزیز ساتھی کو کھو دیا تھا، بھی رو پڑا۔ مسز قریشی نے روشن پہلو کو دیکھنے کی کوشش کی: "اہم بات یہ ہے کہ ہم ٹھیک ہیں،" لیکن اس کا کوئی جواب نہیں ملا۔

پھر عائشہ نے اپنی آنکھیں بند کیں اور گانا -پیشن گوئی کی آواز میں پڑھا، "یہ ان پر ان کی بری کوشش کی سزا ہے۔"

مرزا سعید ناراض ہو گئے۔ "وہ خونی بیریکیڈ پر نہیں تھے،" اس نے چلایا۔
"وہ تباہ شدہ زمین کے نیچے کام کر رہے تھے۔"
"انہوں نے اپنی قبریں خود کھودی ہیں۔" عائشہ نے جواب دیا۔
اوو

یہ تب تھا جب انہوں نے واپس آنے والی تتلیوں کو دیکھا۔ سعید نے سنہری بادل کو بے اعتباری سے دیکھا، جیسا کہ وہ پہلے جمع ہوا اور پھر ہر طرف پروں والی روشنی کی دھاریں بھیجتا رہا۔ عائشہ چوراہے پر لوٹنا چاہتی تھی۔

سعید نے اعتراض کیا: "وہاں سیلاب آگیا ہے۔ ہمارے پاس ایک ہی موقع ہے کہ ہم اس پہاڑی کے مخالف سمت سے نیچے اتریں اور شہر کے دوسری طرف نکل آئیں۔" لیکن عائشہ اور مشال پہلے ہی واپسی شروع کر چکے تھے۔ نبیہ دوسری، راکھ عورت کو سہارا دے رہی تھی، اسے کمر سے پکڑے ہوئے تھی۔

"مشال، خدا کے لیے،" مرزا سعید نے اپنی بیوی کو پکارا۔ "خدا کی محبت کے لیے۔ میں موٹر کار کا کیا کروں گا؟"

لیکن وہ پہاڑی سے نیچے سیلاب کی طرف چلی گئی، عائشہ پر بہت زیادہ ٹیک لگائے بغیر چاروں طرف دیکھا۔

اس طرح مرزا سعید اختر اپنی پیاری مرسڈیز بینز اسٹیشن ویگن کو سارنگ کی ڈوبی ہوئی کانوں کے دروازے کے پاس چھوڑ کر بحیرہ عرب کی پیدل زیارت میں شامل ہونے آئے۔

Machine Translated by Google

سوار سات مسافر سائیکلوں کی مرمت کرنے والوں کی گلی اور ٹوکری بنانے والوں کی گلی کے چوراہے پر پانی میں گھرے ران پر کھڑے تھے۔ دھیرے دھیرے پانی کم ہونا شروع ہو گیا تھا۔ "اس کا سامنا کرو،" مرزا سعید نے دلیل دی۔ "زیارت ختم ہو گئی ہے۔ گاؤں والے کون جانتے ہیں کہ کہاں ڈوب گئے، ممکنہ طور پر قتل ہو گئے، یقیناً گم ہو گئے۔ ہمارے سوا آپ کے پیچھے چلنے والا کوئی نہیں ہے۔" اس نے اپنا چہرہ عائشہ کی طرف موڑ لیا۔ "تو بھول جاؤ بہن، تم ڈوب گئی ہو۔"

"دیکھو" مشال نے کہا۔
ہر طرف سے، چھوٹی چھوٹی ٹنکروں کی گلیوں میں سے، تتلی پور کے گاؤں والے اپنی منتشر جگہ پر لوٹ رہے تھے۔ وہ سب سنہری تتلیوں میں گردن سے ٹخنوں تک لپٹے ہوئے تھے، اور چھوٹی مخلوقات کی لمبی قطاریں ان کے آگے چلی جاتی تھیں، جیسے رسیاں انہیں کنویں سے باہر نکالتی ہیں۔ سارنگ کے لوگ اپنی کھڑکیوں سے دہشت کے عالم میں دیکھتے رہے اور انتقام کا پانی کم ہوتے ہی عائشہ کا حج سڑک کے بیچوں بیچ دوبارہ بن گیا۔

مرزا سعید نے کہا کہ میں اس پر یقین نہیں کرتا۔
لیکن یہ سچ تھا۔ یاترا کے ہر ایک رکن کو تتلیوں نے ٹریک کیا تھا اور واپس THFمین روڈ پر لایا گیا تھا۔ اور بعد میں اجنبی دعوے کیے گئے: کہ جب مخلوق ٹوٹے ہوئے ٹخنے پر بیٹھ گئی تھی تو چوٹ ٹھیک ہوگئی تھی، یا یہ کہ کھلا زخم بند ہوگیا تھا گویا جادو سے۔ بہت سے مارچ کرنے والوں کا کہنا تھا کہ وہ بے ہوشی سے بیدار ہوئے تھے کہ تتلیاں اپنے ہونٹوں پر پھڑپھڑا رہی تھیں۔ بعض نے تو یہ بھی مان لیا کہ وہ مر چکے ہیں، ڈوب گئے ہیں، اور تتلیوں نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

"بے وقوف نہ بنو۔" مرزا سعید نے پکارا۔ "طوفان نے آپ کو بچایا؛ اس نے آپ کے دشمنوں کو بہا دیا، اس لیے یہ تعجب کی بات نہیں کہ آپ میں سے کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ آئیے سائنسی بنیں، برائے مہربانی۔"

"سعید، اپنی آنکھیں استعمال کرو،" مشال نے ان کے سامنے سو سے زائد مردوں، عورتوں اور بچوں کی چمکتی ہوئی تتلیوں کی موجودگی کا اشارہ دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کی سائنس اس بارے میں کیا کہتی ہے؟"

او و

یاترا کے آخری ایام میں شہر ان کے چاروں طرف تھا۔ میونسپل کارپوریشن کے افسران نے مشال اور عائشہ سے ملاقات کی اور میٹرو پولس کے راستے کا منصوبہ بنایا۔ اس راستے پر مسجدیں بنی ہوئی تھیں جن میں زائرین سڑکوں پر رکے بغیر سو سکتے تھے۔ شہر میں جوش و خروش شدید تھا: ہر روز، جب حجاج اپنی اگلی آرام کی طرف روانہ ہوتے تھے۔

جگہ جگہ، انہیں بہت زیادہ ہجوم نے دیکھا، کچھ طنزیہ اور دشمنی، لیکن بہت سے لوگ میٹھے، ادویات اور کھانے کے تحائف لے کر آئے۔
مرزا سعید، خستہ حال اور غلیظ، مٹھی بھر حاجیوں کو یہ باور کرانے میں ناکامی کی وجہ سے شدید مایوسی کا شکار تھا کہ معجزات سے زیادہ عقل پر بھروسہ کرنا بہتر ہے۔ ٹٹلی پور کے دیہاتیوں نے اشارہ کیا کہ معجزات ان کے لیے بہت اچھے کام کر رہے تھے۔ سعید نے سرپنچ سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ان کے بغیر، ہمیں ایک موقع ملے گا."
"لیکن وہ شروع سے ہمارے ساتھ ہیں،" سرپنچ نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

Machine Translated by Google

مشال اختر واضح طور پر موت کے قریب تھے۔ اسے اس کی خوشبو آنے لگی تھی اور اس کا رنگ ایک چاک دار سفید ہو گیا تھا جس نے سعید کو بری طرح خوفزدہ کر دیا تھا۔ مگر مشال اسے اپنے قریب نہیں آنے دیتی تھی۔ اس نے اپنی ماں کو بھی بے دخل کر دیا تھا، اور جب اس کے والد نے بینکنگ سے وقت نکال کر شہر کی ایک مسجد میں حج کی پہلی رات اس سے ملنے کے لیے گئے، تو اس نے اسے آواز دینے کو کہا۔ "چیزیں اس مقام پر آگئی ہیں،" اس نے اعلان کیا، "جہاں صرف پاکیزہ ہی خالص کے ساتھ ہو سکتا ہے۔"

جب مرزا سعید نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اپنی بیوی کے منہ سے نکلا سنا تو وہ امید کے چھوٹے سے ذرے کے سوا سب کھو بیٹھے۔
جمعہ آیا، اور عائشہ نے اتفاق کیا کہ نماز جمعہ میں شرکت کے لیے زیارت ایک دن کے لیے رک سکتی ہے۔ مرزا سعید جو کہ تقریباً تمام عربی آیات کو بھول چکے تھے جو کبھی اس کے اندر روٹ کر بھری ہوئی تھیں اور انہیں یہ یاد نہیں تھا کہ کب کتاب کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہوں، کب جنفیکٹ کرنا ہے، کب پیشانی دبانی ہے۔ زمین، بڑھتی ہوئی خود بیزاری کے ساتھ تقریب کے ذریعے ٹھوکر کھائی۔ تاہم نماز کے اختتام پر کچھ ایسا ہوا جس نے عائشہ کے حج کو اپنی پٹریوں میں روک دیا۔

جیسے ہی حجاج نے مسجد کے صحن سے جماعت کو نکلتے ہوئے دیکھا تو مرکزی دروازے کے باہر ہنگامہ شروع ہو گیا۔ مرزا سعید تحقیقات کے لیے گئے۔ "کیا بات ہے باباہا؟" اس نے مسجد کی سیڑھیوں پر بھیڑ سے لڑتے ہوئے پوچھا۔ پھر اس نے ٹوکری کو نیچے کی سیڑھی پر بیٹھے دیکھا۔ --اور ٹوکری سے اٹھتے ہوئے بچے کے رونے کی آواز سنی۔

فاؤنڈلنگ شاید دو ہفتے پرانی تھی، واضح طور پر ناجائز، اور یہ اتنا ہی واضح تھا کہ زندگی میں اس کے اختیارات محدود تھے۔
ہجوم ایک مشکوک، الجھن کے موڈ میں تھا۔ پھر مسجد کے امام قدموں کی اڑان کے سرے پر نمودار ہوئے اور ان کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کی شہرت پورے شہر میں پھیل گئی تھی۔

ہجوم سمندر کی طرح الگ ہو گیا، اور عائشہ اور امام ٹوکری پر اتر آئے۔ امام نے مختصراً بچے کا جائزہ لیا۔ گلاب اور مجمع سے خطاب کرنے کے لیے مڑا۔

انہوں نے کہا کہ یہ بچہ شیطانیت میں پیدا ہوا تھا۔ "یہ شیطان کا بچہ ہے۔" وہ ایک نوجوان تھا۔

مجمع کا موڈ غصے کی طرف مڑ گیا۔ مرزا سعید اختر نے چیخ کر کہا: تم عائشہ، کہوں، کیا کہتے ہو؟

"ہم سے سب کچھ پوچھا جائے گا،" اس نے جواب دیا۔
ہجوم نے، کسی واضح دعوت کی ضرورت کے بغیر، بچے کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا۔

اوو

جس کے بعد عائشہ حجاج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ فاؤنڈلنگ کی موت نے تھکے ہوئے دیہاتیوں میں بغاوت کا ماحول پیدا کر دیا تھا، جن میں سے کسی نے پتھر نہیں اٹھایا تھا اور نہ ہی پھینکا تھا۔ مشال، جو اب برف سے سفید ہو چکی تھی، اپنی بیماری کی وجہ سے مارچ کرنے والوں کو نکالنے کے لیے بہت عاجز تھی۔ عائشہ نے ہمیشہ کی طرح اختلاف کرنے سے انکار کر دیا۔ "اگر تم خدا سے منہ موڑتے ہو،" اس نے گاؤں والوں کو خبردار کیا، "جب وہ تمہارے ساتھ ایسا کرے تو حیران نہ ہوں۔"

حجاج بڑی مسجد کے ایک کونے میں ایک گروہ کے ساتھ بیٹھ رہے تھے، جس کے باہر چونے سے سبز اور اندر چمکدار نیلے رنگ سے پینٹ کیا گیا تھا،

Machine Translated by Google

ضرورت پڑنے پر، رنگین نیون "ٹیوب لائٹس" کے ذریعے۔ عائشہ کے انتباہ کے بعد انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا اور ایک دوسرے کے قریب ہو گئے، حالانکہ موسم کافی گرم اور مرطوب تھا۔ مرزا سعید نے موقع پاتے ہوئے عائشہ کو ایک بار پھر براہ راست چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا۔ "مجھے بتاؤ،" اس نے پیارے انداز میں پوچھا، "فرشتہ آپ کو یہ ساری معلومات کیسے دیتا ہے؟ آپ ہمیں کبھی بھی اس کے قطعی الفاظ نہیں بتاتے، صرف ان کی آپ کی تشریحات۔ ایسی بے رخی کیوں؟

صرف حوالہ کیوں نہیں دیتے؟"
"وہ مجھ سے بات کرتا ہے،" عائشہ نے جواب دیا، "واضح اور یادگار شکلوں میں۔"
مرزا سعید، اس کے لیے اپنی خواہش کی تلخ توانائی، اور اپنی مرتی ہوئی بیوی سے علیحدگی کا درد، اور مارچ کے فتنوں کی یاد سے بھرا ہوا، اس کی کمزوری کی بو آ رہی تھی جس کی وہ تحقیق کر رہا تھا۔

"براہ کرم زیادہ مخصوص ہو،" اس نے اصرار کیا۔ "یا کوئی کیوں مانے؟ یہ شکلیں کیا ہیں؟"

اس نے اعتراف کیا، "مشہور ہٹ گانوں کی دھنوں پر، مہاراج میرے لیے گاتا ہے۔"

مرزا سعید اختر نے خوشی سے تالی بجائی اور انتقام کے قہقہے گونجتے ہوئے اونچی آواز میں ہنسنا شروع کر دیا، اور عثمان بھی شامل ہو گیا، اپنی ڈھولکی پر مارتا اور دیہاتی دیہاتی کے اردگرد قہقہے لگاتا، تازہ ترین فلمی گانا گاتا اور نوچنے لگا۔ آنکھیں "ہوجی!" اس نے کہا. "جبریل یوں پڑھتا ہے، ہو جی! ہو جی!"

اور یکے بعد دیگرے حجاج اٹھتے چلے گئے اور ڈھولک کے چکر لگانے والے کے رقص میں شامل ہو کر مسجد کے صحن میں اپنی مایوسی اور بیزاری کا رقص کرتے رہے، یہاں تک کہ امام ان کے کرتوتوں کی بے دینی پر چیختے چلاتے دوڑتے ہوئے آئے۔

اوو

رات ہو گئی۔ تتلی پور کے دیہاتی اپنے سرپنچ محمد دین کے گرد جمع تھے اور تتلی پور واپسی کی سنجیدہ بات چیت چل رہی تھی۔

شاید تھوڑی سی فصل بچ جائے۔ مشال اختر اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر دم توڑ رہی تھی، درد سے لرزتی ہوئی، بائیں آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔ اور سبز نیلی مسجد کے صحن کے ایک کونے میں اس کی ٹیکنیکلر ٹیوب لائٹنگ کے ساتھ بصیرت اور زمیندار اکیلے بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ ایک چاند --نیا، سینگ والا، ٹھنڈا --چمکا۔

عائشہ نے کہا کہ تم ہوشیار آدمی ہو۔ "آپ جانتے تھے کہ اپنا موقع کیسے لینا ہے۔"
یہ وہ وقت تھا جب مرزا سعید نے سمجھوتے کی پیشکش کی۔ "میری بیوی مر رہی ہے،" اس نے کہا۔ "اور وہ مکہ شریف جانا بہت چاہتی ہے۔ اس لیے ہمارے اور آپ کے مفادات مشترک ہیں۔"

عائشہ نے بات سنی۔ سعید نے اس پر زور دیا: "عائشہ، میں برا آدمی نہیں ہوں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں، میں اس واک میں بہت سی چیزوں سے بہت متاثر ہوا ہوں، بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے ان لوگوں کو ایک گہرا روحانی تجربہ دیا ہے، کوئی سوال نہیں۔ یہ نہیں لگتا کہ ہم جدید اقسام میں روحانی جہت کی کمی ہے۔"

عائشہ نے کہا کہ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔
"لوگ الجھن میں ہیں،" سعید نے جواب دیا۔ "بات یہ ہے کہ اگر تم واقعی انہیں سمندر میں لے جاؤ اور پھر کچھ نہیں ہو گا، میرے خدا، وہ واقعی تمہارے خلاف ہو سکتے ہیں۔ تو یہ رہی ڈیل۔ میں نے مشال کے پاپا کو جھنجھوڑ کر کہا اور وہ مان گئے۔

Machine Translated by Google

نصف لاگت کو انڈر رائٹ کریں۔ ہم نے آپ کو اور مشال کو اڑانے کی تجویز پیش کی، اور چلیں دس --بارہ کہتے ہیں! --دیہاتیوں کا، مکہ، اڑتالیس گھنٹوں کے اندر، ذاتی طور پر۔
ریزرویشن دستیاب ہیں۔ ہم آپ پر چھوڑتے ہیں کہ سفر کے لیے موزوں ترین افراد کا انتخاب کریں۔ پھر، واقعی، آپ نے کسی کے لیے نہیں کے بجائے کچھ لوگوں کے لیے ایک معجزہ دکھایا ہوگا۔ اور میری نظر میں یہ زیارت بذات خود ایک طرح سے معجزہ رہی ہے۔ تو تم نے بہت کچھ کیا ہو گا۔"

اس نے سانس روک لی۔

"مجھے سوچنا چاہیے۔" عائشہ نے کہا۔ "سوچ لو، سوچو" سعید نے خوشی سے اسے حوصلہ دیا۔
"اپنے مہتمم سے پوچھو۔ اگر وہ راضی ہے تو یہ درست ہونا چاہیے۔"

اوو

مرزا سعید اختر کو معلوم تھا کہ جب عائشہ نے اعلان کیا کہ جبریل نے ان کی پیشکش قبول کر لی ہے تو ان کی طاقت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی، کیونکہ گاؤں والے بھی اس کی دھوکہ دہی اور اس کی مایوسی کو جان لیں گے۔ لیکن وہ اسے کیسے ٹھکرا سکتی تھی؟ --اس کے پاس واقعی کیا انتخاب تھا؟

"بدلہ میٹھا ہوتا ہے،" اس نے خود سے کہا۔ ایک بار جب عورت کی بدنامی ہوئی تو وہ ضرور مشعل کو مکہ لے جائے گا، اگر یہ اب بھی اس کی خواہش ہوتی۔
تتلی پور کی تتلیاں مسجد میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس کی بیرونی دیواروں اور پیاز کے گنبد کو قطار میں کھڑا کیا، جو اندھیرے میں سبز چمک رہے تھے۔
رات میں عائشہ: سائے کا پیچھا کرنا، لیٹ جانا، دوبارہ چکر لگانے کے لیے اٹھنا۔ اس کے بارے میں ایک غیر یقینی صورتحال تھی۔ پھر سستی آ گئی اور وہ مسجد کے سائے میں گھلتی دکھائی دی۔ وہ فجر کے وقت واپس آیا۔

صبح کی نماز کے بعد اس نے حاجیوں سے پوچھا کہ کیا وہ ان سے خطاب کر سکتی ہیں؟ اور وہ، بلاشبہ، متفق ہو گئے.

"گزشتہ رات فرشتہ نے گانا نہیں گایا،" اس نے کہا۔ "اس نے مجھے شک کے بارے میں بتایا، اور شیطان اسے کیسے استعمال کرتا ہے۔ میں نے کہا، لیکن وہ مجھ پر شک کرتے ہیں، میں کیا کر سکتا ہوں؟ اس نے جواب دیا: صرف ثبوت شک کو خاموش کر سکتا ہے۔"
اس کی پوری توجہ تھی۔ پھر اس نے انہیں بتایا کہ رات کو مرزا سعید نے کیا مشورہ دیا تھا۔ "اس نے مجھے کہا کہ جا کر اپنے فرشتے سے پوچھو، لیکن میں بہتر جانتی ہوں،" وہ روئی۔ "میں آپ کے درمیان کیسے انتخاب کرسکتا ہوں؟ یہ ہم سب ہیں، یا کوئی نہیں۔"

"ہم آپ کے پیچھے کیوں چلیں،" سرپنچ نے پوچھا، "بچہ، اور سب مرنے کے بعد؟"

"کیونکہ جب پانی الگ ہو جائے گا، تو آپ بچ جائیں گے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے جلال میں داخل ہو جائیں گے۔"

"کون سا پانی؟" مرزا سعید نے چیخ کر کہا۔ "وہ کیسے تقسیم ہوں گے؟"
"میرے ساتھ چلو،" عائشہ نے اختتام کیا، "اور ان کی جدائی سے میرا فیصلہ کرو۔"
اس کی پیشکش میں ایک پرانا سوال تھا: _تمہارا کیسا خیال ہے؟ _اور اس نے بدلے میں اسے ایک پرانا جواب پیش کیا تھا۔ _میں آزمایا گیا، لیکن میں تجدید ہوا؛ میں سمجھوتہ نہیں کرتا؛ مطلق خالص_

اوو

یہ لہر اس وقت تھی جب عائشہ زیارت ہالیڈے ان کے ساتھ والی ایک گلی سے نیچے چلی گئیں، جس کی کھڑکیاں اپنے نئے پولرائیڈ کیمروں کا استعمال کرتے ہوئے فلمی ستاروں کی مالکن سے بھری ہوئی تھیں۔

Machine Translated by Google

سخت اور نرم ہو کر ریت میں تبدیل ہو جائیں، --جب انہوں نے اپنے آپ کو سڑے ہوئے ناریل کے ایک موٹے ملچ میں سے گزرتے ہوئے پایا تو سگریٹ کے پیکٹ چھوڑے ہوئے سگریٹ کے پیکٹ پونی ٹرڈس نان ڈیگریڈ ایبل بوتلیں پھلوں کے چھلکے جیلی فش اور کاغذ، --درمیانی بھوری ریت پر جو اونچے جھکے ہوئے کوکوپلموں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور لگژری سی ویو اپارٹمنٹ بلاکس کی بالکونیاں، -ان نوجوانوں کی ٹیموں سے گزرے جن کے پٹھے اتنے اچھے تھے کہ وہ خرابی کی طرح لگ رہے تھے، اور جو ایک قاتل فوج کی طرح متحد ہو کر ہر طرح کے جمناسٹک کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ بیلے ڈانسرز، --اور ساحل سمندر پر آنے والوں، کلب مینوں اور خاندانوں کے ذریعے جو ہوا لینے یا کاروباری رابطے کرنے یا ریت سے زندگی گزارنے کے لئے آئے تھے --اور اپنی زندگی میں پہلی بار بحیرہ عرب کی طرف دیکھا۔

مرزا سعید نے مشال کو دیکھا، جسے گاؤں کے دو آدمی سپورٹ کر رہے تھے، کیونکہ وہ اب اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ خود سے کھڑی ہو سکے۔ عائشہ اس کے پاس تھی اور سعید کو خیال آیا کہ یہ نبیہ کسی طرح مرتی ہوئی عورت سے باہر نکل گئی ہے کہ مشعل کی ساری چمک اس کے جسم سے نکل کر یہ افسانوی شکل اختیار کر گئی ہے اور مرنے کے لیے ایک بھوسی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ پھر وہ عائشہ کی مافوق الفطرت پرستی کو بھی متاثر کرنے کی اجازت دینے پر اپنے آپ سے ناراض تھا۔

تتلی پور کے گاؤں والوں نے طویل بحث کے بعد عائشہ کی پیروی پر رضامندی ظاہر کی تھی جس میں انہوں نے اسے حصہ نہ لینے کو کہا تھا۔ ان کی عقل نے انہیں بتایا کہ جب وہ اتنی دور آ چکے ہیں اور اپنا پہلا مقصد دیکھ رہے ہیں تو پیچھے ہٹنا بے وقوفی ہو گی۔ لیکن ان کے ذہنوں میں نئے شکوک و شبہات نے ان کی طاقت کو ختم کر دیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ عائشہ کے بنائے ہوئے کسی شنگری لا سے ابھر رہے تھے، کیونکہ اب وہ حقیقی معنوں میں اس کے پیچھے چلنے کی بجائے صرف اس کے پیچھے چل رہے تھے، وہ اپنے ہر قدم سے بوڑھے اور بیمار لگ رہے تھے۔ جب تک انہوں نے سمندر کو دیکھا وہ ایک لنگڑے، لرزتے، ریمی، بخار میں مبتلا، سرخ آنکھوں والے گچھے تھے، اور مرزا سعید حیران تھے کہ ان میں سے کتنے آخری چند گز پانی کے کنارے تک پہنچ جائیں گے۔

تتلیاں ان کے ساتھ تھیں، ان کے سروں پر اونچی تھی۔
"اب کیا عائشہ؟" سعید نے اس خوفناک تصور سے بھرے ہوئے اسے پکارا کہ شاید اس کی پیاری بیوی یہاں کرائے کے ٹٹوؤں کے نیچے اور گنے کا رس بیچنے والوں کی نظروں کے نیچے مر جائے۔ "آپ نے ہم سب کو معدومیت کے کناروں پر پہنچا دیا ہے، لیکن یہاں ایک ناقابل تردید حقیقت ہے: سمندر۔ اب آپ کا فرشتہ کہاں ہے؟"

وہ گاؤں والوں کی مدد سے، ایک سافٹ ڈرنک اسٹال کے پاس پڑے ایک غیر استعمال شدہ تھیلا پر چڑھ گئی، اور سعید کو اس وقت تک کوئی جواب نہیں دیا جب تک کہ وہ اسے اپنی نئی بستی سے نیچے نہ دیکھ لے۔ جبریل کہتے ہیں کہ سمندر ہماری روحوں کی مانند ہے۔ جب ہم اسے کھولتے ہیں تو ہم حکمت کی طرف بڑھ سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے دلوں کو کھول سکتے ہیں تو ہم سمندر کو کھول سکتے ہیں۔

"تقسیم یہاں زمین پر کافی تباہی تھی،" اس نے اسے طنز کیا۔ "کچھ لوگ مر گئے، آپ کو یاد ہو گا۔ آپ کو لگتا ہے کہ یہ پانی میں مختلف ہو گا؟"
"ش" عائشہ نے اچانک کہا۔ "فرشتہ قریب آ گیا ہے۔"
یہ اس کے چہرے پر حیرت انگیز تھا کہ تمام توجہ کے بعد مارچ نے ساحل سمندر پر ہجوم حاصل کیا تھا وہ اعتدال سے بہتر نہیں تھا۔ لیکن

Machine Translated by Google

حکام نے بہت سی احتیاطی تدابیر اختیار کی تھیں، سڑکیں بند کر دی تھیں، ٹریفک کا رخ موڑ دیا تھا۔ اس لیے ساحل سمندر پر شاید دو سو گؤپر تھے۔ فکر کرنے کی کوئی بات نہیں۔

کیا_عجیب_تھا کہ تماشائیوں کو تتلیاں نظر نہ آئیں، یا پھر کیا کیا؟ لیکن مرزا سعید نے واضح طور پر بڑے چمکتے بادل کو سمندر پر اڑتے ہوئے دیکھا۔ توقف ہوور اور اپنے آپ کو ایک بڑے وجود کی شکل میں ڈھال لیتا ہے، ایک روشن دیو جو مکمل طور پر چھوٹے دھڑکتے پروں سے بنا ہوا ہے، افق سے افق تک پھیلا ہوا ہے، آسمان کو بھر رہا ہے۔

"فرشتہ!" عائشہ نے حجاج کو بلایا۔ "اب تم نے دیکھا! وہ سارے راستے ہمارے ساتھ رہا ہے۔ کیا تم اب مجھ پر یقین کرتے ہو؟" مرزا سعید نے حاجیوں کی طرف مکمل ایمان کی واپسی دیکھی۔ "ہاں،" وہ روتے ہوئے اس سے معافی مانگ رہے تھے۔ "جبریل! جبریل!

یا اللہ۔"

مرزا سعید نے آخری کوشش کی۔ "بادل کئی شکلیں لیتے ہیں،" اس نے چلایا۔
"ہاتھی، فلمی ستارے، کچھ بھی۔ دیکھو، یہ اب بھی بدل رہا ہے۔" لیکن کسی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ وہ حیرانی سے دیکھ رہے تھے، جیسے تتلیوں نے سمندر میں غوطہ لگایا۔

دیہاتی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے اور ناچ رہے تھے۔ "جدائی! جدائی!" وہ روئے. راہگیروں نے مرزا سعید کو پکارا: "ارے، جناب، یہ کس بات پر اتنے بھڑک رہے ہیں؟ ہمیں کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔"

عائشہ پانی کی طرف چلنے لگی تھی اور مشال کو اس کے دو مددگار گھسیٹ کر لے جا رہے تھے۔ سعید بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور گاؤں کے مردوں سے جھگڑنے لگا۔ "میری بیوی کو جانے دو۔ ایک دم! تم پر لعنت ہو! میں تمہارا زمیندار ہوں۔

اسے رہا کرو؛ اپنے گندے ہاتھ ہٹاؤ!" لیکن مشال نے سرگوشی کی: "وہ نہیں کریں گے۔
چلے جاؤ سعید۔ آپ بند ہیں۔ سمندر صرف ان کے لیے کھلتا ہے جو کھلے ہیں۔"

"مشال!" وہ چیخا، لیکن اس کے پاؤں پہلے ہی گیلے تھے۔
عائشہ جب پانی میں داخل ہوئی تو گاؤں والے بھاگنے لگے۔ جو کر سکتے تھے ان کی پیٹھ پر چھلانگ نہ لگا سکے۔ تتلی پور کی مائیں اپنے بچوں کو پکڑ کر سمندر میں ڈوب گئیں۔ پوتے اپنی دادیوں کو کندھوں پر اٹھائے لہروں میں لپکے۔ چند منٹوں میں پورا گاؤں پانی میں ڈوب گیا، چھلک رہا تھا، گر رہا تھا، اٹھ رہا تھا، ثابت قدمی سے آگے بڑھ رہا تھا، افق کی طرف، کبھی پیچھے مڑ کر ساحل کی طرف نہیں دیکھا۔ مرزا سعید بھی پانی میں تھے۔ "واپس آجاؤ" اس نے اپنی بیوی سے التجا کی۔ "کچھ نہیں ہو رہا، واپس آجاؤ۔"

پانی کے کنارے پر مسز قریشی، عثمان، سرپنچ، سری سری نواس کھڑی تھیں۔
مشال کی ماں آپی سے رو رہی تھی: "اے میرے بچے، میرے بچے، کیا بنے گا؟" عثمان نے کہا: "جب یہ واضح ہو جائے گا کہ معجزے نہیں ہوتے تو وہ پلٹ جاتے ہیں۔" "اور تتلیاں؟" سرینواس نے غصے سے پوچھا۔

"وہ کیا تھے؟ ایک حادثہ؟"
ان پر یہ سحر ہوا کہ گاؤں والے واپس نہیں آرہے ہیں۔ سرپنچ نے کہا، "وہ اپنی گہرائی سے تقریباً باہر ہوں گے۔" "ان میں سے کتنے تیر سکتے ہیں؟" مسز قریشی سے بڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔ "تیراکی؟" سرینواس چلایا۔ "گاؤں کے لوگ کب سے تیر سکتے ہیں؟" وہ سب ایک دوسرے سے یوں چیخ رہے تھے جیسے وہ میلوں کے فاصلے پر ہوں، پاؤں سے پاؤں تک چھلانگ لگا رہے ہوں، ان کے جسم ان کے لیے تیار ہوں۔

Machine Translated by Google

پانی میں داخل ہونا، کچھ کرنے کے لیے۔ وہ ایسے لگ رہے تھے جیسے وہ آگ پر ناچ رہے ہوں۔ پولیس اسکواڈ کا انچارج جسے ہجوم پر قابو پانے کے مقاصد کے لیے بھیجا گیا تھا جب سعید پانی سے باہر بھاگا تو سامنے آیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" افسر نے پوچھا۔ "ایجیٹیشن کیا ہے؟"
"انہیں روکو" مرزا سعید نے سمندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"کیا وہ بدمعاش ہیں؟" پولیس والے نے پوچھا۔
"وہ مرنے والے ہیں،" سعید نے جواب دیا۔
یہ کافی دیر ہو چکی تھی. دیہاتی، جن کے سروں کو دور سے دیکھا جا سکتا تھا، پانی کے اندر شیلف کے کنارے پہنچ چکے تھے۔
تقریباً سبھی مل کر، اپنے آپ کو بچانے کی کوئی واضح کوشش نہ کرتے ہوئے، وہ پانی کی سطح کے نیچے گر گئے۔ لمحوں میں عائشہ حاجیوں میں سے ہر ایک نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

ان میں سے کوئی بھی دوبارہ ظاہر نہیں ہوا۔ ایک بھی ہانپتا ہوا سر یا پیٹنے والا بازو نہیں۔
سعید، عثمان، سرینواس، سرپنچ، اور یہاں تک کہ موٹی مسز قریشی چیختے ہوئے پانی میں بھاگی: "خدا رحم کرے، آؤ، سب مدد کریں۔"
ڈوبنے کے خطرے سے دوچار انسان پانی کے خلاف جدوجہد کرتے ہیں۔ یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے کہ جب تک سمندر آپ کو نگل نہ لے، عاجزی سے آگے بڑھنا۔
لیکن عائشہ، مشال اختر اور تتلی پور کے دیہاتی سطح سمندر سے نیچے گر گئے۔ اور دوبارہ کبھی نہیں دیکھا گیا.

مسز قریشی کو پولیس والوں نے کنارے پر کھینچ لیا، اس کا چہرہ نیلا، اس کے پھیپھڑے پانی سے بھرے ہوئے تھے، اور انہیں زندگی کے بوسے کی ضرورت تھی۔ اس کے فوراً بعد عثمان، سرینواس اور سرپنچ کو گھسیٹ کر باہر لے جایا گیا۔ صرف مرزا سعید اختر ہی غوطہ لگاتے رہے، مزید اور آگے سمندر میں، طویل اور طویل مدت تک نیچے رہے۔ یہاں تک کہ وہ بھی بحیرہ عرب سے بچایا گیا، بیمار اور بیہوش ہو کر گزارا۔ زیارت ختم ہو چکی تھی۔

مرزا سعید ہسپتال کے ایک وارڈ میں بیدار ہوئے تاکہ اپنے پلنگ کے پاس ایک سی آئی ڈی آدمی کو تلاش کریں۔ حکام عائشہ مہم کے زندہ بچ جانے والوں پر غیر قانونی ہجرت کی کوشش کے الزام میں چارج کرنے کی فزیبلٹی پر غور کر رہے تھے، اور جاسوسوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اس سے پہلے کہ ان کو بات کرنے کا موقع ملے، اپنی کہانیاں نیچے اتار لیں۔ یہ تتلی پور کے سرپنچ محمد دین کی گواہی تھی: "جب میری طاقت ختم ہو گئی اور میں نے سوچا کہ میں وہاں پانی میں ضرور مر جاؤں گا، میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا، میں نے سمندر کو تقسیم ہوتے دیکھا، جیسے بالوں میں کنگھی کی جاتی ہے۔ اور وہ سب وہاں موجود تھے، بہت دور، مجھ سے دور چل رہے تھے، وہ بھی وہاں تھی، میری بیوی، خدیجہ، جس سے میں پیار کرتا تھا۔"

یہ بات عثمان بیل بوائے نے جاسوسوں کو بتائی، جو سرپنچ کے بیان سے بری طرح ہلے ہوئے تھے: "پہلے تو میں اپنے آپ کے ڈوبنے سے بہت خوفزدہ تھا، پھر بھی، میں تلاش کر رہا تھا، خاص طور پر اس کی، عائشہ کی، جسے میں جانتا تھا۔ اس کی تبدیلی سے پہلے۔ اور بالکل آخر میں، میں نے دیکھا کہ یہ حیرت انگیز چیز ہے۔

سری سری نواس نے بھی لکشمی دیوی کی قسم کھائی کہ اس نے بحیرہ عرب کو جدا ہوتے دیکھا ہے۔ اور جب جاسوس مسز تک پہنچ گئے۔
قریشی، وہ بالکل بے چین تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مردوں کے لیے مل کر کہانی بنانا ناممکن ہے۔ مشال کا

Machine Translated by Google

عظیم بینکر کی بیوی ماں نے بھی یہی کہانی اپنے الفاظ میں کہی۔
"یقین نہ مانو،" اس نے زور سے بات ختم کی، "لیکن جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے وہ میری زبان دہراتی ہے۔"

Goosepimply CIDوالوں نے تھرڈ ڈگری کی کوشش کی: "سنو، سرپنچ، اپنے منہ سے بکواس مت کرو، وہاں بہت سے تھے، کسی نے یہ چیزیں نہیں دیکھی تھیں۔
پہلے ہی ڈوبی ہوئی لاشیں ساحل پر تیر رہی ہیں، غباروں کی طرح پھولی ہوئی ہیں اور جہنم کی طرح بدبودار ہیں۔ اگر تم جھوٹ بولتے رہو گے تو ہم تمہیں پکڑ لیں گے اور سچ میں تمہاری ناک چپکا دیں گے۔"

"آپ جو چاہیں مجھے دکھا سکتے ہیں،" سرپنچ محمد دین نے اپنے سوال کرنے والوں سے کہا۔ "لیکن میں نے پھر بھی وہی دیکھا جو میں نے دیکھا۔"
"اور آپ؟" جب وہ بیدار ہوا تو سی آئی ڈی کے لوگ مرزا سعید اختر سے پوچھنے کے لیے جمع ہوئے۔ "آپ نے ساحل پر کیا دیکھا؟"

"تم کیسے پوچھ سکتے ہو؟" اس نے احتجاج کیا. "میری بیوی ڈوب گئی ہے۔ اپنے سوالوں پر ہتھوڑے مت آؤ۔"

جب اسے پتہ چلا کہ وہ عائشہ حج کا واحد زندہ بچ جانے والا شخص تھا جس نے لہروں کی جدائی کا مشاہدہ نہیں کیا تھا -سری سری نواس ہی تھے جنہوں نے اسے بتایا کہ دوسروں نے کیا دیکھا، انہوں نے افسوس کے ساتھ مزید کہا: "یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے کہ ہم نہیں تھے۔ ہم پر، سیٹھ جی، پانی بند ہو گیا، وہ جنت کے دروازوں کی طرح ہمارے چہروں پر ٹکرا گئے"- مرزا سعید ٹوٹ پڑے اور ایک ہفتہ دن تک روتے رہے، خشک سسکیاں کافی دیر بعد ان کے جسم کو لرزتی رہیں۔ اس کے آنسو نالیوں میں نمک ختم ہو چکا تھا۔

پھر وہ گھر چلا گیا۔

اوو

پیرستان کے پنکھوں کو پتنگوں نے کھا لیا اور لائبریری کو ایک ارب بھوکے کیڑے کھا گئے۔ جب اس نے نلکوں کو آن کیا تو پانی کے بجائے سانپ نکلنے لگے اور رینگنے والوں نے اپنے آپ کو چار پوسٹر بیڈ کے ارد گرد جڑا ہوا تھا جس میں وائسرائے کبھی سوئے تھے۔ گویا اس کی غیر موجودگی میں وقت کی رفتار تیز ہو گئی تھی اور مہینوں کے بجائے صدیاں کسی نہ کسی طرح گزر گئی تھیں کہ جب اس نے بال روم میں لپٹے دیو ہیکل فارسی قالین کو چھوا تو وہ اس کے ہاتھ کے نیچے گر گیا اور حمام سرخ آنکھوں والے مینڈکوں سے بھرے ہوئے تھے۔ . رات کو ہوا میں گیدڑ چیخ رہے تھے۔ بڑا درخت مر چکا تھا، یا موت کے قریب تھا، اور کھیت ویران کی طرح بنجر تھے۔ پیرستان کے باغات، جن میں بہت پہلے اس نے پہلی بار ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کو دیکھا تھا، بہت پہلے بدصورت ہو چکا تھا۔ آسمان پر صرف گدھ ہی پرندے تھے۔

اس نے ایک راکنگ کرسی کھینچ کر اپنے برآمدے میں ڈالی، بیٹھ گیا، اور خود کو ہلکے سے ہلا کر سو گیا۔

ایک بار، صرف ایک بار، اس نے درخت کا دورہ کیا. گاؤں خاک میں مل گیا تھا۔ بے زمین کسانوں اور لٹیروں نے چھوڑی ہوئی زمین پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن خشک سالی نے انہیں بھگا دیا تھا۔ یہاں بارش نہیں ہوئی تھی۔ مرزا سعید پیرستان واپس آیا اور زنگ آلود دروازوں کو تالے لگا دیئے۔ اسے اپنے ساتھی زندہ بچ جانے والوں کی قسمت میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ٹیلی فون کے پاس گیا اور اسے دیوار سے پھاڑ دیا۔

دنوں کے بے شمار گزرنے کے بعد اسے یہ محسوس ہوا کہ وہ بھوک سے مر رہا ہے، کیونکہ وہ اس کے جسم سے کیل وارنش ہٹانے والی بو سونگھ رہا تھا۔

Machine Translated by Google

لیکن چونکہ اسے نہ بھوک لگ رہی تھی اور نہ ہی پیاس، اس لیے اس نے فیصلہ کیا کہ کھانا تلاش کرنے کی زحمت کا کوئی فائدہ نہیں۔ کس لیے؟ بہت بہتر ہے کہ اس کرسی پر بیٹھ جائیں، اور نہ سوچیں، نہ سوچیں، نہ سوچیں۔

اپنی زندگی کی آخری رات کو اس نے ایک ایسا شور سنا جیسے کوئی دیو اپنے پیروں تلے جنگل کو کچل رہا ہے، اور اس نے دیو کے پادنے جیسی بدبو سونگھی، اور اسے احساس ہوا کہ درخت جل رہا ہے۔ وہ اپنی کرسی سے اُٹھا اور چکرا کر باغ کی طرف آگ کو دیکھنے لگا، جس کے شعلے تاریخوں، یادوں، نسبوں کو بھسم کر رہے تھے، زمین کو پاک کر رہے تھے، اور اسے آزاد کرنے کے لیے اس کی طرف آ رہے تھے۔ کیونکہ ہوا آگ کو حویلی کے میدان کی طرف اڑا رہی تھی، اس لیے بہت جلد، جلد ہی، اس کی باری آئے گی۔ اس نے درخت کو ایک ہزار ٹکڑوں میں پھٹتے دیکھا، اور تنے کو ایک دل کی طرح پھٹا۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گیا اور باغ میں اس جگہ کی طرف لپکا جہاں عائشہ نے پہلی بار اس کی آنکھ لگائی تھی۔ -اور اب اس نے محسوس کیا کہ اس پر ایک سست روی آتی ہے، ایک بہت بڑا بوجھ، اور وہ مرجھائی ہوئی مٹی پر لیٹ گیا۔ اس سے پہلے کہ اس کی آنکھیں بند ہوتی اس نے اپنے ہونٹوں پر کچھ برش کرتے ہوئے محسوس کیا، اور تتلیوں کے چھوٹے جھرمٹ کو اس کے منہ میں داخل ہونے کے لیے جدوجہد کرتے دیکھا۔ پھر سمندر اس پر انڈیل دیا، اور وہ عائشہ کے پاس پانی میں تھا، جو اپنی بیوی کے جسم سے معجزانہ طور پر باہر نکلی تھی۔ .. "کھول" وہ رو رہی تھی. "چوڑ کھولیں!" اس کی ناف سے روشنی کے خیمے بہہ رہے تھے اور اس نے اپنے ہاتھ کی طرف کاٹتے ہوئے ان کو کاٹ لیا۔ "کھولیں" وہ چیخا۔ "تم یہاں تک آ گئے ہو، اب باقی کام کرو۔" وہ اس کی آواز کیسے سن سکتا تھا؟ -وہ پانی کے نیچے تھے، سمندر کی گرج میں کھو گئے تھے، لیکن وہ اسے صاف سن سکتا تھا، وہ سب اسے سن سکتے تھے، وہ آواز گھنٹی جیسی تھی۔ "کھولیں،" اس نے کہا۔ اس نے بند کر دیا۔

وہ ایک قلعہ تھا جس کے دروازے بج رہے تھے۔ --وہ ڈوب رہا تھا۔ --وہ بھی ڈوب رہی تھی۔ اس نے اس کے منہ میں پانی بھرتے دیکھا، سنا کہ اس کے پھیپھڑوں میں گھسنا شروع ہو گیا۔ پھر اس کے اندر کی کسی چیز نے اس سے انکار کیا، ایک مختلف انتخاب کیا، اور اس وقت جب اس کا دل ٹوٹ گیا، وہ کھل گیا۔

اس کا جسم اس کے آدم کے سیب سے الگ ہو کر اس کی کمر تک پھٹ گیا، تاکہ وہ اس کے اندر کی گہرائی تک پہنچ جائے، اور اب وہ کھلی ہوئی تھی، وہ سب تھے، اور ان کے کھلتے ہی پانی الگ ہو گیا، اور وہ مکہ کی طرف چل پڑے۔ بحیرہ عرب کے بستر کے پار۔

Machine Translated by Google

IXایک حیرت انگیز لیمپ

1

دل کا دورہ پڑنے کے اٹھارہ ماہ بعد، صلاح الدین چمچہ نے ٹیلی گراف کی خبر کے جواب میں ایک بار پھر نشر کیا کہ ان کے والد ایک سے زیادہ مائیلوما کے آخری مراحل میں تھے، جو بون میرو کا ایک نظاماتی کینسر تھا جو "سو فیصد مہلک" تھا۔ جب چمچا کے جی پی نے اسے چیک کرنے کے لیے ٹیلی فون کیا تو اسے غیر جذباتی طور پر ڈال دیا۔ باپ اور بیٹے کے درمیان اس وقت سے کوئی رابطہ نہیں تھا جب سے چنگیز چمچا والا نے صلاح الدین کو اپنے کٹے ہوئے اخروٹ کے درخت سے حاصل ہونے والی رقم بھیجی تھی۔ صلاح الدین نے ایک مختصر نوٹ بھیجا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ وہ _بوستان_ آفت سے بچ گئے تھے، اور اس کے بدلے میں اسے ایک چھوٹا سا پیغام بھیجا گیا تھا: "ریکارڈ سال مواصلات۔ یہ معلومات پہلے ہی موجود ہیں۔" جب بری خبر کا ٹیلی گرام پہنچا، تاہم --دستخط کنندہ نامعلوم دوسری بیوی، نسرین دوئم تھی، اور لہجہ بالکل بے رنگ تھا: فادر گوئنگ فاسٹ +اگر بہتر دیکھنے کے خواہشمند ہیں تو آگے بڑھیں +این چمچا والا (ایم آر ایس) --اس نے دریافت کیا۔ اس کی حیرت اس بات پر تھی کہ اپنے والد کے ساتھ زندگی بھر کے الجھے ہوئے رشتوں کے بعد، طویل برسوں کی تاروں کو عبور کرنے اور "اٹل سینڈرنگ" کے بعد، وہ ایک بار پھر ایک غیر پیچیدہ ردعمل کے قابل ہو گیا تھا۔ بس، بہت زیادہ، یہ ضروری تھا کہ وہ بمبئی پہنچ جائے اس سے پہلے کہ چنگیز اسے خیریت سے چھوڑ دیں۔

اس نے دن کا بہترین حصہ پہلے انڈیا ہاؤس کے قونصلر سیکشن میں ویزا کی قطار میں کھڑے ہو کر گزارا، اور پھر ایک افسردہ افسر کو اپنی درخواست کی فوری ضرورت پر قائل کرنے کی کوشش کی۔ وہ بے وقوفی سے ٹیلیگرام لانا بھول گیا تھا، اور اس کے نتیجے میں اسے بتایا گیا کہ "یہ ثبوت کا مسئلہ ہے۔ آپ دیکھیں، کوئی بھی آ کر بتا سکتا ہے کہ اس کا باپ مر رہا ہے، ہے نا؟ جلدی کرنے کے لیے۔" چمچا اپنے غصے کو روکنے کے لیے لڑا، لیکن آخر کار پھٹ گیا۔ "کیا میں آپ کو خالصتان کے پرجوش لگ رہا ہوں؟" اہلکار نے کندھے اچکائے۔ "میں تمہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں"

چمچہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا، "میں وہ غریب کمینے ہوں جو دہشت گردوں کے ہاتھوں اڑا ہوا، دہشت گردوں کی وجہ سے آسمان سے تیس ہزار فٹ نیچے گر گیا، اور اب انہی دہشت گردوں کی وجہ سے مجھے قلم اٹھانے والوں کی توہین کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ کی طرح۔" اس کی ویزے کی درخواست، جو اس کے مخالف نے مضبوطی سے ایک بڑے ڈھیر کے نیچے رکھی تھی، تین دن بعد تک منظور نہیں کی گئی۔ پہلی دستیاب پرواز اس کے چھتیس گھنٹے بعد تھی: اور یہ ایئر انڈیا 747تھی، اور اس کا نام _گلستان_ تھا۔

گلستان اور بوستان، جنت کے جڑواں باغات --ایک پھٹ گیا، اور پھر ایک تھا... چمچہ، ایک نالے سے نیچے کی طرف بڑھتے ہوئے جس کے ذریعے ٹرمینل تھری نے مسافروں کو ہوائی جہاز میں ٹپکایا، 747کے کھلے دروازے کے آگے پینٹ کیا ہوا نام دیکھا ، اور رنگوں کے ایک جوڑے کو ہلکا کر دیا۔

پھر اس نے ساڑھی میں ملبوس ہندوستانی اسٹیوارڈس کو غیر واضح طور پر کینیڈین لہجے میں اسے سلام کرتے ہوئے سنا، اور اپنے اعصاب کھو بیٹھا، سیدھی سادی دہشت کے اضطراری انداز میں ہوائی جہاز سے دور گھوم گیا۔ جب وہ وہاں کھڑا تھا، سوار ہونے کے منتظر مسافروں کے چڑچڑے ہجوم کا سامنا کرتے ہوئے، اسے ہوش آیا کہ کیسے۔

Machine Translated by Google

اسے مضحکہ خیز نظر آنا چاہیے، ایک ہاتھ میں اپنے بھورے چمڑے کا ہولڈال، دوسرے میں دو زپ والے سوٹ ہینگر بیگ، اور اس کی آنکھیں ڈنڈوں پر۔ لیکن ایک طویل لمحے کے لئے وہ مکمل طور پر ہلنے کے قابل نہیں تھا. ہجوم بے چین ہو گیا۔ _اگر یہ شریان ہے_، تو اس نے خود کو سوچتے ہوئے پایا، _تو میں پھٹا ہوا جمنا ہوں_ "میں بھی چیچی چکن باہر کھایا کرتا تھا" ایک خوش آواز نے کہا۔ "لیکن اب مجھے ٹِٹرک مل گئی ہے۔ میں ٹاٹیک آف کے دوران اپنے ہاتھ پھیپھڑاتا ہوں اور جہاز ہمیشہ ماما اسے اسک اسک اسکائی میں بناتا ہے۔"

اوو

"آج سب سے اوپر کی گوگو دیوی بالکل لکشمی ہے،" سسودیا نے وہسکی پر اعتماد کیا جب وہ محفوظ طریقے سے اوپر ہو گئے۔ (وہ اپنی بات کی طرح اچھا تھا، اپنے بازوؤں کو وحشیانہ طریقے سے پھڑپھڑاتا ہوا _گلستان_ رن وے سے نیچے اترا، اور بعد میں اطمینان سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا، معمولی سی چمکدار انداز میں۔

"ہر بار ".Wowoworksوہ دونوں 747 کے اوپری ڈیک میں سفر کر رہے تھے، جو بزنس کلاس کے تمباکو نوشی نہ کرنے والوں کے لیے مخصوص تھا، اور سیسوڈیا چمچا کے ساتھ والی خالی سیٹ پر اس طرح چلا گیا تھا جیسے ہوا خلا کو بھر رہی ہو۔ "مجھے وہسکی بلاؤ،" اس نے اصرار کیا۔ "تم کس جھوٹ کی لکیر میں ہو؟ ماں تم کتنا کماتی ہو؟ بی بی تم کتنے دن سے باہر ہو؟ تم شہر میں کسی عورت کو جانتی ہو، یا تمہیں مدد چاہیے؟" چمچا نے آنکھیں بند کیں اور اپنے خیالات اپنے باپ پر جمائے۔ .

سب سے افسوسناک بات، اس نے محسوس کیا، کہ وہ بطور آدمی اپنی پوری زندگی میں چینج کے ساتھ ایک بھی خوشی کا دن یاد نہیں رکھ سکا۔ اور سب سے خوش کن بات یہ دریافت ہوئی کہ کسی کے باپ ہونے کے ناقابل معافی جرم کو بھی آخر کار معاف کیا جا سکتا ہے۔ _رکو_، اس نے خاموشی سے التجا کی۔

میں جتنی جلدی کر سکتا ہوں آ رہا ہوں "اس انتہائی مادی اوقات میں،" سسوڈیا نے وضاحت کی، "دولت کی دیوی کے سوا اور کون ہے؟ بمبئی میں نوجوان تاجر رات بھر پوپو پوجا پارٹیوں کا انعقاد کر رہے ہیں۔ لکشمی کا مجسمہ صدارت کر رہا ہے، ہاتھ پھیرے ہوئے ہیں، اور لائٹ بلب اپنی انگلیوں سے نیچے چل رہے ہیں۔ , ترتیب میں روشنی، آپ مجھے حاصل کرتے ہیں، جیسے دولت اس کی ہتھیلیوں کو نیچے ڈال رہی ہے "کیبن کی فلم اسکرین پر ایک سٹیورڈیس مختلف حفاظتی طریقہ کار کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اسکرین کے ایک کونے میں ایک انسیٹ مرد شخصیت نے اس کا اشاروں کی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ ترقی تھی، چمچا نے تسلیم کیا۔ انسانوں کی بجائے فلم، نفاست (سائننگ) میں معمولی اضافہ اور لاگت میں بڑا اضافہ۔ سروس میں اعلی ٹیکنالوجی، ظاہری طور پر، حفاظت کی؛ جبکہ حقیقت میں ہوائی سفر روز بروز خطرناک ہوتا جا رہا تھا، دنیا بھر میں طیاروں کا ذخیرہ پرانا ہو رہا تھا اور کوئی بھی اس کی تجدید کا متحمل نہیں تھا۔ ہر روز جہازوں سے بٹس گرتے تھے، یا ایسا لگتا تھا، اور تصادم اور قریب -مسز بھی بڑھ رہے تھے۔ لہذا یہ فلم ایک قسم کا جھوٹ تھا، کیونکہ موجودہ طور پر اس میں کہا گیا تھا: _آپ کی حفاظت کے لیے ہم کتنی طوالت پر جائیں گے۔ ہم آپ کو اس کے بارے میں ایک فلم بھی بنائیں گے۔ مادہ کے بجائے انداز، حقیقت کے بجائے تصویر۔ .

".میں اس کے بارے میں ایک بڑی بجٹ تصویر بنانے کا منصوبہ بنا رہا ہوں،" سسودیا نے کہا۔ "یہ سخت ترین کوکو اعتماد میں ہے۔ شاید سری دیوی کی ویوی وہیکل ہو، مجھے امید ہے۔ اب جب کہ جبریل کی واپسی فلا فل فلاپ ہے، وہ نمبر ایک سپریم ہے۔"

چمچہ نے سنا تھا کہ جبریل فرشتہ نے واپسی کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان کی پہلی فلم، _The Parting of the Arabian Sea_نے بری طرح سے بمباری کی تھی۔ خصوصی

Machine Translated by Google

اثرات گھریلو ساختہ لگ رہے تھے، مرکزی عائشہ کے کردار میں لڑکی، ایک مخصوص پمپل بلیموریا، بری طرح سے ناکافی تھی، اور جبریل کی اپنی مہاراج فرشتہ کی تصویر کشی نے بہت سے ناقدین کو نرگسیت پسند اور میگالومانیا کے طور پر متاثر کیا تھا۔

وہ دن گئے جب وہ کوئی غلط کام نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی دوسری خصوصیت، _مہاؤنڈ_، ہر تصوراتی مذہبی چٹان سے ٹکرا گئی تھی، اور بغیر کسی نشان کے ڈوب گئی تھی۔
"آپ نے دیکھا، اس نے دوسرے پروڈیوسروں کے ساتھ جانے کا انتخاب کیا،" سسودیا نے افسوس کا اظہار کیا۔ "استا استا استر کا لالچ۔ میرے ساتھ اگر اثرات ہمیشہ کام کرتے ہیں اور اچھے ذائقے کو بھی آپ گگ، گرنٹ، گرانٹڈ لے سکتے ہیں۔" صلاح الدین چمچہ نے آنکھیں بند کیں اور واپس اپنی سیٹ پر ٹیک لگالیا۔ اڑنے کے خوف کی وجہ سے اس نے اپنی وہسکی بہت تیزی سے پی لی تھی اور اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ سسودیا فرشتہ کے ساتھ اپنے ماضی کے تعلق کو یاد نہیں کرتے، جو کہ ٹھیک تھا۔
وہیں سے تعلق تھا: ماضی میں۔ "ش شش سری دیوی بطور لکشمی،" سسودیا نے گایا، بہت رازداری سے نہیں۔ "اب یہ ٹھوس سونا ہے۔

آپ ایک اچھوتے اداکار ہیں۔ آپ کو گھر واپس کام کرنا چاہئے۔ مجھے فون کرنا. شاید ہم کاروبار کر سکتے ہیں۔ یہ تصویر: ٹھوس پیپ پیپ _پلاٹینم_۔"
چمچہ کا سر چکرایا۔ الفاظ کتنے عجیب معنی اختیار کر رہے تھے۔
صرف چند دن پہلے کہ _واپس_گھر_ کی آواز جھوٹی ہوگی۔ لیکن اب اس کا باپ مر رہا تھا اور پرانے جذبات اسے پکڑنے کے لیے خیمے بھیج رہے تھے۔
شاید اس کی زبان پھر سے مروڑ رہی تھی، اس کے لہجے کو اس کے باقی کے ساتھ مشرق بھیج رہی تھی۔ اس نے بمشکل منہ کھولنے کی ہمت کی۔
تقریباً بیس سال پہلے، جب نوجوان اور نیا نام بدلا ہوا صلاح الدین اپنے والد سے محفوظ فاصلہ برقرار رکھنے کے لیے، لندن کے تھیٹر کے حاشیے پر زندگی گزار رہا تھا۔ اور جب چنگیز دوسرے طریقوں سے پیچھے ہٹ رہا تھا، الگ الگ اور مذہبی دونوں طرح سے۔ پھر، ایک دن، نیلے رنگ سے، باپ نے بیٹے کو ایک گھر کی پیشکش کرتے ہوئے لکھا تھا۔ یہ پراپرٹی سولان کے پہاڑی علاقے میں ایک حویلی تھی۔ "پہلی جائیداد جس کی میری ملکیت تھی،" چینج نے لکھا، "اور اس لیے یہ پہلی جائیداد ہے جو میں آپ کو تحفے میں دے رہا ہوں۔" صلاح الدین کا فوری ردعمل یہ تھا کہ اس پیشکش کو ایک پھندے کے طور پر دیکھا جائے، اسے اپنے والد کی طاقت کے جالوں میں گھر جانے کا ایک طریقہ۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ سولن کی جائیداد بہت پہلے ہندوستانی حکومت نے کالی مرچ کے کرائے کے بدلے مانگی تھی، اور یہ کہ کئی سالوں سے اس پر لڑکوں کے اسکول کا قبضہ تھا، تو یہ تحفہ بھی ایک فریب کے طور پر سامنے آیا۔ چمچا کو کیا پرواہ تھی کہ اگر اسکول اس کے ساتھ سلوک کرنے کو تیار تھا، کسی بھی دورے پر جو اس نے ایک دورہ کرنے والے سربراہ مملکت کے طور پر، مارچ پر جانا تھا--

pastsاور جمناسٹک ڈسپلے؟ اس قسم کی چیز نے چنگیز کی بہت بڑی باطل کو پسند کیا، لیکن چمچا اس میں سے کچھ نہیں چاہتا تھا۔ بات یہ تھی کہ سکول نہیں بڑھ رہا تھا۔ تحفہ بیکار تھا، اور شاید ایک انتظامی سر درد بھی۔ اس نے اپنے والد کو اس پیشکش سے انکار کرتے ہوئے لکھا۔ یہ آخری بار تھا جب چنگیز چمچا والا نے اسے کچھ دینے کی کوشش کی۔ _گھر_ اجنبی بیٹے سے چھوٹ گیا۔

"میں ایک چہرہ کبھی نہیں بھولتا،" سسودیا کہہ رہا تھا۔ "تم ممی ممی کی دوست ہو، بوستان کا زندہ بچ جانے والا۔ یہ اس وقت معلوم ہوا جب میں نے تمہیں گاگا گیٹ پر پاپا کو گھبراہٹ میں دیکھا۔ امید ہے بابا آپ کو برا نہیں لگے گا۔" اس کا دل ڈوبتے ہوئے صلاح الدین نے سر ہلایا، نہیں، میں ٹھیک ہوں، ایمانداری سے۔ سسودیا، چمکتا ہوا، گھٹنے جیسا، آنکھ مارتا ہوا

Machine Translated by Google

خفیہ طور پر ایک گزرنے والی بنڈاری پر اور مزید وہسکی طلب کی۔ "جبریل اور اس کی خاتون کے بارے میں ایسی شرمناک بات،" سسودیا نے آگے کہا۔ "اتنا اچھا نام جو اس کا تھا، اللہ اللہ الیلیویا۔ اس لڑکے کا کیا مزاج ہے، کیا عجیب ٹاٹا قسم ہے۔ ایک ماڈرن گاگا لڑکی کے لیے مشکل ہے۔ وہ بس بکسٹ اپ۔" صلاح الدین ایک بار پھر نیند کے بہانے پیچھے ہٹ گیا۔ _میں صرف ماضی سے صحت یاب ہوا ہوں۔ جاؤ، چلے جاؤ_

انہوں نے صرف پانچ ہفتے قبل مشال سفیان اور حنیف جانسن کی شادی کے موقع پر اپنی صحت یابی مکمل ہونے کا باقاعدہ اعلان کیا تھا۔ شاندار آگ میں اپنے والدین کی موت کے بعد مشال پر ایک خوفناک، غیر منطقی جرم کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے اس کی ماں اسے خوابوں میں دکھائی دیتی تھی اور اسے نصیحت کرتی تھی: "کاش تم آگ بجھانے والے سے گزر جاتی جب میں نے پوچھا۔ تم ذرا زور سے پھونکتے لیکن تم میری باتوں پر کبھی کان نہیں دھرتے اور تمھارے پھیپھڑے سگریٹ سے اتنے بوسیدہ ہیں کہ جلتے گھر کے علاوہ تم ایک موم بتی بھی نہیں بجھا سکتے۔" اپنی ماں کے بھوت کی شدید نظروں میں مشال حنیف کے اپارٹمنٹ سے باہر چلی گئی، تین دیگر خواتین کے ساتھ ایک جگہ ایک کمرہ لیا، کھیلوں کے مرکز میں جمپی جوشی کی پرانی ملازمت کے لیے درخواست دی، اور انشورنس کمپنیوں سے اس وقت تک لڑتی رہی جب تک کہ وہ ادائیگی نہ کر دیں۔ صرف اس وقت جب شاندار اس کے انتظام کے تحت دوبارہ کھولنے کے لئے تیار تھا ہند سفیان کے بھوت نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اب زندگی کے بعد جانے کا وقت ہے۔ جس پر مشال نے حنیف کو ٹیلی فون کیا اور اس سے شادی کرنے کو کہا۔ جواب دینے پر وہ بہت حیران ہوا، اور اسے ایک ساتھی کو ٹیلیفون کرنا پڑا جس نے وضاحت کی کہ بلی کو مسٹر جانسن کی زبان مل گئی ہے، اور اس نے گونگے وکیل کی جانب سے مشال کی پیشکش قبول کر لی۔ تو ہر کوئی اس سانحے سے صحت یاب ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ اناہیتا، جو کہ ایک پرانے زمانے کی خالہ کے ساتھ رہنے پر مجبور تھی، شادی پر خوش نظر آنے میں کامیاب ہو گئی، شاید اس لیے کہ مشال نے تجدید شدہ شاندار ہوٹل میں اسے اپنے کمرے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مشال نے اپنے والدین کی جان بچانے کی کوشش کے اعتراف میں صلاح الدین سے اس کا اہم گواہ بننے کو کہا تھا، اور پنک والا کی وین میں رجسٹری آفس جاتے ہوئے (ڈی جے اور اس کے باس، جان مسلمہ کے خلاف تمام الزامات کو کمی کی وجہ سے خارج کر دیا گیا تھا۔ ثبوت کے طور پر) چمچا نے دلہن سے کہا: "آج کا دن میرے لیے بھی ایک نئی شروعات کی طرح محسوس ہوتا ہے؛ شاید ہم سب کے لیے۔" اس کے اپنے معاملے میں بائی پاس سرجری ہوئی تھی، اور بہت ساری اموات کے ساتھ شرائط پر آنے میں دشواری، اور ایک بار پھر کسی قسم کے سوفیور، لونگ ہوف شیطان میں تبدیل ہونے کے ڈراؤنے خواب۔

وہ ایک وقت کے لیے پیشہ ورانہ طور پر اس قدر گہرا شرمندگی سے معذور بھی تھا کہ آخر کار جب گاہکوں نے اسے ایک بار پھر بک کرنا شروع کر دیا اور اس کی آوازوں میں سے ایک کی آواز مانگی، مثال کے طور پر منجمد مٹر کی آواز یا دستانے کے کٹھ پتلی کے پیکٹ۔ ساسیجز، اس نے محسوس کیا کہ اس کے ٹیلی فونک جرائم کی یاد اس کے گلے میں اتر رہی ہے اور پیدائش کے وقت نقالی کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ مشال کی شادی میں، تاہم، وہ اچانک آزاد محسوس کیا۔ یہ کافی تقریب تھی، جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ نوجوان جوڑے پورے طریقہ کار کے دوران ایک دوسرے کو چومنے سے گریز نہیں کر سکتے تھے، اور رجسٹرار (ایک خوشگوار نوجوان عورت جس نے مہمانوں کو بھی اس دن زیادہ شراب نہ پینے کی تاکید کی تھی اگر وہ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ گاڑی چلانے کے لیے) جلدی کرو اور شادی کی اگلی پارٹی کے آنے کا وقت آنے سے پہلے الفاظ کو سمجھو۔ اس کے بعد شاندار میں بوسہ

Machine Translated by Google

بوسے بتدریج لمبے اور واضح ہوتے گئے، یہاں تک کہ آخر کار مہمانوں کو احساس ہوا کہ وہ کسی پرائیویٹ لمحے میں گھس رہے ہیں، اور حنیف اور مشال کو چھوڑ کر خاموشی سے وہاں سے چلے گئے تاکہ ایک ایسے جذبے سے لطف اندوز ہو سکیں کہ انہیں اپنے دوستوں کی خبر تک نہ ہوئی۔ روانگی؛ وہ بچوں کے اس چھوٹے سے ہجوم سے بھی غافل رہے جو انہیں دیکھنے کے لیے شاندار کیفے کی کھڑکیوں کے باہر جمع تھے۔ چمچا، رخصت ہونے والا آخری مہمان، نوبیاہتا جوڑے نے پردہ ہٹانے کا حق کیا، بچوں کی جھنجھلاہٹ کے لیے بہت زیادہ؛ اور دوبارہ تعمیر شدہ ہائی اسٹریٹ کے نیچے ٹہلتے ہوئے اپنے پیروں پر اتنا ہلکا محسوس کیا کہ اس نے حقیقت میں ایک قسم کی شرمناک سکپ دی۔

کچھ بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتا، اس نے بند پلکوں سے پرے ایشیا مائنر پر کہیں سوچا۔ شائد ناخوشی وہ تسلسل ہے جس کے ذریعے انسانی زندگی چلتی ہے، اور خوشی صرف دھارے میں جزیروں کا ایک سلسلہ ہے۔ یا اگر ناخوشی نہیں تو کم از کم اداسی... اس کے ساتھ والی سیٹ سے ایک بوس بھرے خراٹے نے اسے روکا تھا۔ مسٹر سسودیا، ہاتھ میں وہسکی گلاس، سو رہے تھے۔

پروڈیوسر واضح طور پر اسٹیوارڈیسس کے ساتھ ایک ہٹ تھا۔ انہوں نے اس کے سوئے ہوئے شخص کے گرد ہلچل مچا دی، گلاس کو اس کی انگلیوں سے الگ کر کے اسے محفوظ جگہ پر ہٹا دیا، اس کے نچلے حصے پر کمبل بچھا دیا، اور اس کے خراٹوں والے سر پر تعریفی انداز میں کہا: "کیا وہ پوچی نہیں لگتا؟ بس تھوڑا سا پیارا لگتا ہے۔ ، میں قسم کھاتا ہوں!" چمچا کو غیر متوقع طور پر بمبئی کی سوسائٹی کی خواتین کی یاد دلائی گئی جو اس کی ماں کی چھوٹی سی شادیوں کے دوران اس کے سر پر تھپتھپاتی تھیں، اور حیرت کے آنسوؤں کا مقابلہ کرتی تھیں۔ سسوڈیا دراصل بے ہودہ فحش نظر آتے تھے۔ اس نے سونے سے پہلے اپنی عینکیں ہٹا دی تھیں، اور ان کی غیر موجودگی نے اسے ایک عجیب و غریب شکل دی تھی۔ چمچا کی نظروں میں وہ کسی بڑے شیو لنگم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ خواتین میں اس کی مقبولیت کا سبب بنے۔

ان رسالوں اور اخبارات میں جھانکتے ہوئے جو اسے نگرانوں کی طرف سے پیش کیے گئے تھے، صلاح الدین نے ایک پرانے جاننے والے کو مشکل میں دیکھا۔ ہال ویلنس کا سینیٹائزڈ _ایلین شو_ ریاستہائے متحدہ میں بری طرح سے فلاپ ہوگیا تھا اور اسے ہوا سے اتارا جارہا تھا۔ اس سے بھی بدتر بات یہ ہے کہ اس کی ایڈورٹائزنگ ایجنسی اور اس کے ذیلی اداروں کو ایک امریکی لیویتھن نے نگل لیا تھا، اور یہ امکان تھا کہ ہال باہر نکلنے کے راستے پر تھا، جس کو ٹرانزٹلانٹک ڈریگن نے فتح کیا تھا جسے وہ قابو کرنے کے لیے نکلا تھا۔ ویلنس، بے روزگار اور اپنے آخری چند ملینوں تک، جو اس کی محبوبہ مسز ٹارچر اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ترک کر دیے گئے تھے، ان کے لیے ندامت محسوس کرنا مشکل تھا، اس کے ساتھ ساتھ گرے ہوئے پسندیدہ افراد کے لیے مختص کیے گئے لمبو کی طرف لے جایا گیا، اس کے ساتھ پردہ دار کاروباری، بوفنز اور اندرونی معاملات کرنے والے فنانسرز اور منحرف ہو گئے۔ سابق وزراء لیکن چمچا، اپنے والد کے بستر مرگ پر اڑتا ہوا، جذباتی حالت میں اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اس نے شریر ہال کے لیے بھی گلے میں ایک گانٹھ کا انتظام کر لیا۔ _جس کے پول ٹیبل پر_، اس نے مبہم انداز میں سوچا، _کیا بچہ اب کھیل رہا ہے؟ _ہندوستان میں، مردوں اور عورتوں کے درمیان جنگ ختم ہونے کے آثار نظر نہیں آئے۔ _انڈین ایکسپریس_ میں اس نے تازہ ترین "دلہن کی خودکشی" کا احوال پڑھا۔ شوہر پرجاپتی مفرور ہے۔ اگلے صفحے پر، ہفتہ وار چھوٹے میں--

Machine Translated by Google

شادی کے بازار میں، نوجوان مردوں کے والدین اب بھی مطالبہ کرتے ہیں، اور نوجوان خواتین کے والدین نے فخر کے ساتھ، "گندم" رنگ کی دلہنیں پیش کیں۔
چمچہ کو زینی کے دوست شاعر بھوپین گاندھی یاد آ گئے، جو اس طرح کی باتیں پرجوش تلخی سے کرتے تھے۔ "جب ہمارے اپنے ہاتھ اتنے گندے ہیں تو دوسروں پر تعصب کا الزام کیسے لگائیں؟" اس نے اعلان کیا تھا۔ "برطانیہ میں آپ میں سے بہت سے لوگ شکار کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں وہاں نہیں گیا ہوں، مجھے آپ کی صورتحال کا علم نہیں ہے، لیکن اپنے ذاتی تجربے میں میں نے کبھی بھی ایک شکار کے طور پر بیان کیے جانے میں سکون محسوس نہیں کیا۔ طبقاتی لحاظ سے، ظاہر ہے، میں نہیں۔ پوزیشن."

زینی نے ریمارکس دیے تھے، "بھوپین کی بنیاد پرست تنقیدوں سے پریشانی ہے،" کیا یہاں سلاد بابا جیسے رجعت پسندوں کو صرف ان کی گود میں لینا پسند ہے۔"
اسلحے کا اسکینڈل چل رہا تھا۔ کیا ہندوستانی حکومت نے دلالوں کو کک بیکس ادا کیں، اور پھر چھپنے کے لیے چلی گئیں؟ بے تحاشہ پیسہ ملوث تھا، وزیر اعظم کی ساکھ کمزور پڑ چکی تھی، لیکن چمچہ کو اس میں سے کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔
وہ اندر کے صفحے پر، دریا میں بہتی ہوئی غیر واضح، پھولی ہوئی شکلوں کی دھندلی تصویر کو گھور رہا تھا۔ شمالی ہندوستان کے ایک قصبے میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا تھا، اور ان کی لاشوں کو پانی میں پھینک دیا گیا تھا، جہاں وہ بیسویں صدی کے گافر بیکسام کی وزارتوں کے منتظر تھے۔ سینکڑوں لاشیں تھیں، سوجی ہوئی اور سڑی ہوئی؛ صفحہ سے بدبو اٹھتی دکھائی دے رہی تھی۔ اور کشمیر میں ایک زمانے کے مقبول وزیر اعلیٰ جنہوں نے کانگریس کے ساتھ "رہائش کی" تھی --میں نے عید کی نماز کے دوران اسلامی بنیاد پرستوں کے مشتعل گروہوں کی طرف سے ان پر جوتے پھینکے تھے۔ فرقہ واریت، فرقہ وارانہ کشیدگی، ہمہ گیر تھی: گویا دیوتا جنگ میں جا رہے ہیں۔ دنیا کی خوبصورتی اور اس کے ظلم کے درمیان دائمی کشمکش میں، ظلم روز بروز زور پکڑتا جا رہا تھا۔ سسودیا کی آواز ان بے وقوفانہ سوچوں میں گھس گئی۔ پروڈیوسر یہ دیکھنے کے لیے بیدار ہوا تھا کہ میرٹھ کی تصویر چمچا کے فولڈ آؤٹ ٹیبل سے اٹھ رہی ہے۔ "حقیقت یہ ہے کہ،" اس نے اپنی معمول کی کوئی بات کیے بغیر کہا، "مذہبی عقیدہ، جو کہ نسل انسانی کی اعلیٰ ترین خواہشات کا احاطہ کرتا ہے، اب ہمارے ملک میں، ادنیٰ ترین جبلت کا بندہ ہے، اور گوگو خدا برائی کی مخلوق ہے۔ "

حکومتی ترجمان نے الزام لگایا کہ معلوم تاریخ کے شیٹر قتل کے ذمہ دار ہیں، لیکن "ترقی پسند عناصر" نے اس تجزیے کو مسترد کر دیا۔ شہر کا کانسٹیبلری فرقہ وارانہ مشتعل افراد سے آلودہ ہوا، جوابی دلیل نے تجویز کیا۔ ہندو قوم پرست امک چلا رہے ہیں۔
ایک سیاسی پندرہ روزہ میں پرانی دہلی کی جامع مسجد کے باہر لگے سائن بورڈز کی تصویر تھی۔ امام، ایک ڈھیلے پیٹ والا آدمی، جس کی نظروں سے ان کے "باغ" -مسجد کے سائے میں ایک سرخ مٹی اور ملبے کی بنجر زمین -وفاداروں کی طرف سے دیے گئے روپوں کو گنتے ہوئے اکثر صبح کے وقت پایا جا سکتا تھا۔ ہر ایک نوٹ کو انفرادی طور پر اوپر کیا، تاکہ لگتا تھا کہ وہ ایک مٹھی بھر پتلی بیڑی نما سگریٹ پکڑے ہوئے ہے --اور کون

Machine Translated by Google

وہ خود فرقہ پرست سیاست کے لیے کوئی اجنبی نہیں تھے، بظاہر اس بات پر بضد تھے کہ میرٹھ کی ہولناکی کو اچھے کھاتے میں بدل دیا جائے۔
ہماری چھاتی کے نیچے آگ بجھاؤ_، سائن بورڈ پکار رہے تھے۔ پولس کی گولیوں سے جام شہادت نوش کرنے والوں کو عقیدت کے ساتھ سلام۔ نیز: _افسوس! کاش! کاش! وزیر اعظم جاگو! _اور آخر میں، کال ٹو ایکشن: _بند منایا جائے گا_، اور ہڑتال کی تاریخ۔

"برے دن،" سسودیا نے آگے بڑھا۔ "مومو فلموں کے لیے بھی ٹی وی اور معاشیات کے دہلی دہلی کے مضر اثرات ہوتے ہیں۔" پھر اس نے خوشی کا اظہار کیا جیسے ہی سٹیورڈیسز کے قریب آیا۔ "میں میل ہائی کلک کلک کلب کا ممبر ہونے کا اعتراف کروں گا،" اس نے حاضرین کی سماعت کے اندر خوشی سے کہا۔ "اور تم؟ مجھے دیکھنا چاہیے کہ میں کیا ٹھیک کر سکتا ہوں؟"

اے، ان انحرافات جن کے لیے انسانی ذہن قابل ہے، صلاح الدین نے اداسی سے حیران کیا۔ ،Oجلد کے ان تھیلوں کے اندر متصادم خود بڑبڑاتے اور ٹہلتے ہیں۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہم کسی بھی چیز پر زیادہ دیر تک توجہ مرکوز رکھنے سے قاصر ہیں۔ کوئی تعجب نہیں کہ ہم نے ریموٹ کنٹرول چینل ہاپنگ ڈیوائسز ایجاد کیں۔ اگر ہم ان آلات کو اپنے اوپر موڑ دیتے ہیں تو ہم اس سے زیادہ چینلز دریافت کریں گے جس کا خواب کسی کیبل یا سیٹلائٹ مغل نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ . . مس زینت وکیل کے سوال کی طرف اس نے خود اپنے خیالات کو بھٹکا ہوا پایا تھا، چاہے اس نے انہیں اپنے والد پر ٹھیک کرنے کی کتنی ہی کوشش کی ہو۔ اس نے اسے اپنی آمد کی اطلاع دے کر آگے بڑھائی تھی۔ کیا وہ فلائٹ سے ملے گی؟ ان کے درمیان کیا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اُس نے اُسے چھوڑ کر، واپس نہ آنے سے، ایک وقت کے لیے رابطہ کھو کر، ناقابلِ معافی کام کیا تھا؟ کیا وہ -اس نے سوچا، اور اس احساس سے چونک گیا کہ یہ اس سے پہلے نہیں ہوا تھا -شادی شدہ؟ پیار میں؟ ملوث؟ اور خود کے طور پر: وہ واقعی کیا چاہتا تھا؟ اس نے سوچا جب میں اسے دیکھوں گا تو پتہ چل جائے گا۔ مستقبل، یہاں تک کہ جب یہ صرف ایک سوال ہی تھا جس کی چمک دمکتی ہے، ماضی سے گرہن نہیں لگے گا۔ یہاں تک کہ جب موت اسٹیج کے مرکز کی طرف بڑھی تو زندگی برابری کے حقوق کے لیے لڑتی چلی گئی۔

پرواز بغیر کسی واقعے کے گزر گئی۔
زینت وکیل ایئرپورٹ پر انتظار نہیں کر رہی تھیں۔
"ساتھ چلو،" سسودیا نے ہاتھ ہلایا۔ "میری گاڑی پیپی لینے آئی ہے، اس لیے پلیز مجھے چھوڑ دیں۔"

اوو

پینتیس منٹ بعد صلاح الدین چمچہ اسکینڈل پوائنٹ پر تھا، بچپن کے دروازے پر ہولڈال اور سوٹ بیگ کے ساتھ کھڑا، امپورٹڈ ویڈیو کنٹرولڈ انٹری سسٹم کو دیکھ رہا تھا۔ دیوار کی دیوار پر اینٹی نارکوٹکس کے نعرے پینٹ کیے گئے تھے: خواب سب ڈوبتے ہیں/جب شوگر بھوری ہوتی ہے۔ اور: مستقبل کالا ہے/جب شوگر بھوری ہو جائے گی۔ ہمت، میرے بوڑھے، اس نے خود کو سنبھال لیا۔ اور ہدایت کے مطابق، ایک بار، مضبوطی سے، توجہ کے لیے بجائی۔

اوو

پرتعیش باغیچے میں کٹے ہوئے اخروٹ کے درخت کے تنکے نے اس کی بے چین نظر پکڑ لی۔ وہ شاید اب اسے پکنک ٹیبل کے طور پر استعمال کرتے تھے، اس نے تلخی سے کہا۔
اس کے والد کے پاس ہمیشہ سے ہی مدھر ڈرامائی، خود پر رحم کرنے والے اشارے کا تحفہ تھا، اور اس کا دوپہر کا کھانا ایسی سطح سے کھایا جاتا تھا جو اس طرح کے جذباتی دیواروں سے بھرا ہوا تھا -اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑے منہ کے درمیان بہت سی گہری آہیں آتی تھیں۔

Machine Translated by Google

کردار میں صحیح ہو. کیا وہ اپنی موت کو بھی ڈیرے ڈالنے والا تھا، صلاح الدین نے حیرت سے پوچھا۔ بوڑھا کمینے اب ہمدردی کے لیے کیا شاندار کھیل بنا سکتا ہے! مرتے ہوئے آدمی کے آس پاس کوئی بھی شخص اس کے رحم و کرم پر تھا۔ بستر مرگ سے نکالے گئے گھونسوں نے ایسے زخم چھوڑے جو کبھی ختم نہیں ہوتے تھے۔

اس کی سوتیلی ماں مرتے ہوئے آدمی کی سنگ مرمر والی حویلی سے بغیر کسی اشارے کے چمچا کا استقبال کرنے نکلی۔ "صلاح الدین، اچھا تم آگئے، یہ اس کی روح کو بلند کر دے گا، اور اب یہ اس کی روح ہے جس سے اسے لڑنا ہوگا، کیونکہ اس کا جسم کم و بیش کپوت ہے۔" وہ شاید صلاح الدین کی ماں سے چھ یا سات سال چھوٹی تھی، لیکن پرندوں کی طرح ایک ہی سانچے سے باہر تھی۔ اس کے بڑے، وسیع و عریض والد کم از کم ان معاملات میں نمایاں طور پر مستقل مزاج تھے۔ "اس کے پاس کتنی دیر ہے؟" صلاح الدین نے پوچھا۔ نسرین اتنی ہی دھوکہ میں تھی جیسا کہ اس کے ٹیلی گرام نے تجویز کیا تھا۔ "یہ کسی بھی دن ہو سکتا ہے۔" مائیلوما پورے چینج کی "لمبی ہڈیوں" میں موجود تھا --کینسر گھر میں اس کی اپنی ذخیرہ الفاظ لے آیا تھا۔ کوئی اب بازوؤں اور ٹانگوں کی بات نہیں کرتا تھا --اور اس کی کھوپڑی میں۔ ہڈیوں کے ارد گرد خون میں کینسر کے خلیات کا بھی پتہ چلا تھا۔ نسرین نے کہا، "ہمیں اسے دیکھنا چاہیے تھا،" اور صلاح الدین کو بوڑھی عورت کی طاقت، قوت ارادی کا احساس ہونے لگا جس سے وہ اپنے جذبات پر لگام ڈال رہی تھی۔ "پچھلے دو سالوں میں اس کا وزن میں واضح کمی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے درد اور درد کی شکایت کی ہے، مثال کے طور پر گھٹنوں میں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیسا ہے۔

ایک بوڑھے آدمی کے ساتھ، آپ اس کی عمر کا الزام لگاتے ہیں، آپ تصور نہیں کرتے کہ یہ ایک گھٹیا، گھناؤنی بیماری ہے۔" وہ رک گئی، اپنی آواز پر قابو پانے کی ضرورت تھی۔ کستوربا، سابقہ آیاہ، باغ میں ان کے ساتھ شامل ہونے کے لیے باہر آئی تھیں۔ معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ولبھ تقریباً ایک سال پہلے بڑھاپے کی نیند میں مر گیا تھا: اس موت سے بھی زیادہ مہربان موت جو اب اپنے آجر کے جسم سے باہر نکلنے کا راستہ کھا رہی ہے، اس کی بیوی کو بہکانے والا۔ کستوربا ابھی تک کپڑے پہن رہی تھی۔ نسرین میں میری پرانی، اونچی ساڑھی ہے: آج اس نے اوپی-آرٹ بلیک اینڈ وائٹ پرنٹس میں سے ایک چکرا کر منتخب کیا تھا۔ اس نے بھی صلاح الدین کو گرمجوشی سے سلام کیا: گلے لگا کر آنسوؤں کو بوسہ دیا۔ "میرے لیے" وہ رو پڑی۔ , "میں کسی معجزے کی دعا کرنا کبھی نہیں چھوڑوں گا جب کہ اس کے غریب پھیپھڑوں میں ایک سانس باقی ہے۔"

نسرین دوم نے کستوربا کو گلے لگایا۔ ہر عورت نے دوسرے کے کندھے پر سر رکھا۔ دونوں خواتین کے درمیان قربت بے ساختہ اور ناراضگیوں سے پاک تھی۔ گویا موت کی قربت نے زندگی کے جھگڑے اور حسد دھو ڈالے۔ دو بوڑھی خواتین نے باغ میں ایک دوسرے کو تسلی دی، ہر ایک دوسرے کو انتہائی قیمتی چیزوں کے نقصان پر تسلی دے رہی تھی: محبت۔ یا، بلکہ: محبوب۔ "چلو۔" نسرین نے بالآخر صلاح الدین سے کہا۔ "اسے تم سے ملنا چاہیے، جلدی۔"

"کیا وہ جانتا ہے؟" صلاح الدین نے پوچھا۔ نسرین نے ٹال مٹول سے جواب دیا۔ "وہ ایک ذہین آدمی ہے۔ پوچھتا رہتا ہے کہ سارا خون کہاں گیا؟ وہ کہتا ہے، دو ہی بیماریاں ہیں جن میں خون اس طرح ختم ہو جاتا ہے۔ ایک تپ دق۔" لیکن، صلاح الدین نے دبایا، وہ حقیقت میں کبھی لفظ نہیں بولتا؟

نسرین نے سر جھکا لیا۔ یہ لفظ نہ تو چنگیز نے بولا تھا نہ اس کی موجودگی میں۔ "کیا اسے معلوم نہیں ہونا چاہیے؟" چمچا نے پوچھا۔ "کیا انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی موت کی تیاری کرے؟" اس نے دیکھا کہ نسرین کی آنکھیں ایک پل کے لیے نم ہو گئیں۔ _تمہیں کون لگتا ہے ہمارا فرض بتانا آپ کے پاس ہے

Machine Translated by Google

تمام حقوق قربان کر دیے۔ پھر وہ مٹ گئے، اور جب وہ بولی تو اس کی آواز سطحی، غیر جذباتی، پست تھی۔ "شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" لیکن کستوربا نے روتے ہوئے کہا: "نہیں!
اسے کیسے بتاؤں بیچاری؟ اس سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔"
کینسر نے چنگیز کے خون کو اس حد تک گاڑھا کر دیا تھا کہ اس کے دل کو اسے اپنے جسم کے گرد پمپ کرنے میں سب سے زیادہ دشواری ہو رہی تھی۔ اس نے خون کے دھارے کو اجنبی جسموں، پلیٹلیٹس سے بھی آلودہ کر دیا تھا، جو کسی بھی ایسے خون پر حملہ کرے گا جس سے اسے منتقل کیا گیا ہو، یہاں تک کہ اس کی اپنی قسم کا خون بھی۔ ۔تو اس چھوٹے سے طریقے سے بھی میں اس کی مدد نہیں کر سکتا۔، صلاح الدین سمجھ گیا۔ چینجز آسانی سے ان ضمنی اثرات سے مر سکتا تھا اس سے پہلے کہ کینسر اس کے لیے ہو۔ اگر اس کی موت کینسر سے ہوئی تو اس کا انجام نمونیا یا گردے کی خرابی کی شکل اختیار کرے گا۔
ڈاکٹروں نے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے، اسے انتظار کرنے کے لیے گھر بھیج دیا تھا۔ "چونکہ مائیلوما سیسٹیمیٹک ہے، اس لیے کیموتھراپی اور تابکاری کا علاج استعمال نہیں کیا جاتا،" نسرین نے وضاحت کی۔ "صرف دوا میلفالان ہے، جو بعض صورتوں میں زندگی کو بڑھا سکتی ہے، یہاں تک کہ سالوں تک۔

تاہم، ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ وہ اس زمرے میں ہے جو میلفلان کی گولیوں کا جواب نہیں دے گا۔" ۔لیکن اسے نہیں بتایا گیا۔، صلاح الدین کی اندرونی آوازوں نے اصرار کیا۔ ۔اور یہ غلط ہے، غلط، غلط۔ "پھر بھی، ایک معجزہ ہوا ہے،"

کستوربا رو پڑی۔ "ڈاکٹروں نے بتایا کہ عام طور پر یہ سب سے زیادہ تکلیف دہ کینسر ہے؛ لیکن آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اگر کوئی دعا کرے تو کبھی کبھی مہربانی ہو جاتی ہے۔" یہ درد کی عجیب غیر موجودگی کی وجہ سے تھا کہ کینسر کی تشخیص میں اتنا وقت لگا تھا۔ یہ کم از کم دو سال سے چنگیز کے جسم میں پھیل رہا تھا۔ "مجھے اب اسے دیکھنا چاہیے۔" صلاح الدین نے آہستہ سے پوچھا۔ جب وہ بول رہے تھے تو ایک اٹھانے والا اپنا ہولڈال اور سوٹ بیگ گھر کے اندر لے گیا تھا۔ اب، آخر کار، اس نے گھر کے اندر اپنے کپڑوں کا پیچھا کیا۔

گھر کے اندرونی حصے میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی تھی -پہلی کی یاد کے لئے دوسری نسرین کی سخاوت بے حد لگ رہی تھی، کم از کم ان دنوں میں، ان کے باہمی شریک حیات کی زمین پر آخری -سوائے اس کے کہ نسرین دوم اپنے مجموعہ میں منتقل ہوگئی تھی۔ بھرے ہوئے پرندے (شیشے کے بیل جار کے نیچے ہوپوز اور نایاب طوطے، ماربل اور موزیک ہال میں ایک مکمل بالغ کنگ پینگوئن، اس کی چونچ چھوٹی سرخ چیونٹیوں کے ساتھ گھوم رہی ہے) اور اس کی تتلیوں کے کیسز۔

صلاح الدین مردہ پنکھوں کی اس رنگین گیلری سے گزر کر اپنے والد کے مطالعہ کی طرف بڑھا -چنگیز نے اپنا بیڈ روم خالی کرنے پر اصرار کیا تھا اور ایک بیڈ نیچے لکڑیوں کے تختوں والی اس بوسیدہ کتابوں سے بھری اعتکاف میں منتقل کر دیا تھا، تاکہ لوگوں کو بھاگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ سارا دن نیچے اس کی دیکھ بھال کے لیے --اور آخر کار موت کے دروازے پر پہنچا۔

زندگی کے اوائل میں چنگیز چمچاوالا نے اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر سونے کی پریشان کن مہارت حاصل کر لی تھی، "محفوظ رہنا"، جیسا کہ وہ کہنا پسند کرتے تھے۔
اب جب صلاح الدین خاموشی سے کمرے میں داخل ہوا تو چھت کو آنکھیں بند کیے گھورنے والی ان کھلی سرمئی آنکھوں کا اثر مثبت طور پر پریشان کن تھا۔ ایک لمحے کے لیے صلاح الدین نے سوچا کہ وہ بہت دیر کر چکا ہے۔ کہ چنگیز اس وقت مر گیا تھا جب وہ باغ میں باتیں کر رہا تھا۔ پھر بستر پر موجود آدمی نے چھوٹی کھانسیوں کا ایک سلسلہ خارج کیا، اپنا سر موڑا، اور ایک غیر یقینی بازو بڑھایا۔ صلاح الدین چمچہ اپنے باپ کی طرف بڑھا اور بوڑھے کی ہتھیلی کے نیچے اپنا سر جھکا لیا۔

Machine Translated by Google

اوو

طویل ناراض دہائیوں کے بعد اپنے والد سے پیار کرنا ایک پر سکون اور خوبصورت احساس تھا۔ ایک تجدید، زندگی بخش چیز، صلاح الدین کہنا چاہتا تھا، لیکن ایسا نہیں کیا، کیونکہ یہ ویمپیرش لگ رہا تھا۔ گویا اس نئی زندگی کو اپنے باپ سے چوس کر وہ چنگیز کے جسم میں موت کے لیے جگہ بنا رہا ہے۔ اگرچہ اس نے اسے خاموش رکھا، تاہم، صلاح الدین کو کئی پرانے، مسترد شدہ خود، بہت سے متبادل صلاح الدینوں --یا یوں کہئے کہ صلاح الدین --سے قریب تر محسوس ہوا جو زندگی کے مختلف انتخاب کرتے ہوئے خود سے الگ ہو گئے تھے، لیکن جو بظاہر برقرار تھے۔ ، شاید کوانٹم تھیوری کی متوازی کائناتوں میں۔

کینسر نے چنگیز چمچا والا کو لفظی طور پر ہڈی تک چھین لی تھی۔ اس کے گال کھوپڑی کے کھوکھلیوں میں گر چکے تھے، اور اسے اپنے کولہوں کے نیچے جھاگ ربڑ کا تکیہ رکھنا پڑا کیونکہ اس کے گوشت کی کھجلی کی وجہ سے۔ لیکن اس نے اس سے اس کی تمام خامیوں کو بھی چھین لیا تھا، جو اس میں غالب، جابر اور ظالمانہ تھے، تاکہ اس کے نیچے پڑا شرارتی، محبت کرنے والا اور شاندار آدمی ایک بار پھر سب کے سامنے آ جائے۔ _کاش وہ ساری زندگی یہی شخص ہوتا_، صلاح الدین (جس نے بیس سالوں میں پہلی بار اپنے مکمل، غیر انگریزی نام کی آواز اچھی لگنی شروع کر دی تھی) خود کو متمنی پایا۔ اپنے والد کو تلاش کرنا کتنا مشکل تھا جب کسی کے پاس الوداع کہنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

واپسی کی صبح صلاح الدین چمچہ والا کو ان کے والد نے کہا کہ وہ اسے شیو کروا دیں۔ "میری یہ بوڑھی عورتیں نہیں جانتیں کہ فلیشیو کا کون سا رخ کاروبار کا اختتام ہے۔" چنگیز کی جلد نرم، چمڑے کے جوالوں میں اس کے چہرے سے لٹکی ہوئی تھی، اور اس کے بال (جب صلاح الدین نے مشین کو خالی کیا) راکھ کی طرح لگ رہے تھے۔ صلاح الدین کو یاد نہیں رہا کہ اس نے آخری بار اپنے والد کے چہرے کو اس طرح کب چھوا تھا، جیسے ہی کورڈ لیس شیور اس کے اس پار منتقل ہوا تو اس کی جلد کو نرمی سے کھینچ لیا، اور پھر اس پر ہاتھ مار کر اس بات کو یقینی بنایا کہ یہ ہموار ہے۔ جب وہ فارغ ہوا تو چند لمحے کے لیے چنگیز کے گالوں پر انگلیاں چلاتا رہا۔ "بوڑھے کو دیکھو،" نسرین نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کستوربا سے کہا، "وہ اپنے لڑکے سے نظریں نہیں ہٹا سکتا۔" چنگیز چمچہ والا نے ایک تھکی ہوئی مسکراہٹ کو دیکھا، جس میں منہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے، تھوک اور ٹکڑوں سے بھرا ہوا تھا۔

جب اس کے والد دوبارہ سو گئے، کستوربا اور نسرین کی طرف سے تھوڑے سے پانی پینے کے لیے مجبور کیے جانے کے بعد، اور نظریں اٹھا کر دیکھا -کیا؟ اس کی کھلی، خوابیدہ آنکھوں سے، جو ایک ساتھ تین جہانوں کو دیکھ سکتی تھی، اس کے مطالعے کی حقیقی دنیا، خوابوں کی بصیرت کی دنیا، اور ساتھ ہی قریب آنے والی زندگی (یا تو صلاح الدین، ایک خیالی لمحے میں، مل گیا۔ خود کا تصور کرنا) پھر بیٹا آرام کے لیے چنگیز کے پرانے بیڈ روم میں چلا گیا۔

پینٹ ٹیراکوٹا میں عجیب و غریب سر دیواروں سے نیچے اس کی طرف چمک رہے تھے: ایک سینگ والا شیطان؛ کندھے پر فالکن رکھنے والا عرب ایک گنجا آدمی اپنی آنکھوں کو اوپر کی طرف گھما رہا ہے اور گھبراہٹ میں اپنی زبان باہر نکال رہا ہے جیسے ایک بڑی کالی مکھی اس کی بھنویں پر جمی ہوئی ہے۔ ان اعداد و شمار کے نیچے سونے سے قاصر تھا، جنہیں وہ ساری زندگی جانتا تھا اور نفرت بھی کرتا تھا، کیونکہ وہ انہیں چنگیز کے پورٹریٹ کے طور پر دیکھنے آیا تھا، آخر کار وہ ایک الگ، غیر جانبدار کمرے میں چلا گیا۔

شام کو اٹھ کر وہ دونوں بوڑھے کو ڈھونڈنے نیچے گیا۔

Machine Translated by Google

چنگیز کے کمرے کے باہر خواتین، اس کی دوائیوں کی تفصیلات جاننے کی کوشش کر رہی ہیں۔ روزانہ میلفالن گولی کے علاوہ، اسے کینسر کے مضر اثرات سے نمٹنے کی کوشش میں دوائیوں کی پوری بیٹری تجویز کی گئی تھی: خون کی کمی، دل پر دباؤ وغیرہ۔ Isosorbide dinitrate، دو گولیاں، دن میں چار بار؛ Furosemide، ایک گولی، تین بار؛ Prednisolone، چھ گولیاں، دن میں دو بار۔

"میں یہ کروں گا،" اس نے حاجت مند بوڑھی عورتوں سے ·
کہا۔ "کم از کم یہ ایک چیز ہے جو میں کر سکتا ہوں۔" اپنے قبض کے لیے اگرول، نیکی کے لیے اسپیرونولاکٹون کیا جانتا تھا، اور ایک زیلورک، ایلوپورینول: اسے اچانک، دیوانہ وار، ایک قدیم تھیٹر کا جائزہ یاد آیا جس میں انگریز نقاد، کینتھ ٹائنن نے مارلو کی "Tamburine_asyla_میں پولی سلیبک کرداروں کا تصور کیا تھا۔ گولیوں اور حیرت انگیز دوائیوں کا ایک دوسرے کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے": _کیا تم مجھے یہاں داڑھی دے رہے ہو، تم بولڈ باربیٹیوریٹ؟

چمکدار ستارے نمبوتل کے لیے روئیں گے۔ · ·
_کیا بادشاہ بننا بہادر نہیں ہے، _آریومائسن اور فارملڈہائیڈ_،_کیا بادشاہ بننا بہادری سے گزرنا نہیں ہے_ _اور ایمفیٹامین کے ذریعے فتح حاصل کرنا؟ _وہ چیزیں جو کسی کی یادداشت کو جھنجھوڑ دیتی ہیں! لیکن شاید یہ دوا ساز _Tamburlaine_اس گرے ہوئے بادشاہ کے لیے اتنی بری تعریف نہیں تھی جو یہاں اپنے کتابی کیڑے کے مطالعہ میں، تین جہانوں میں گھورتے ہوئے، انجام کا انتظار کر رہے تھے۔

"چلو ابا،" وہ خوش دلی سے حاضری میں چلا گیا۔ "اپنی جان بچانے کا وقت آگیا ہے۔"

اب بھی اپنی جگہ پر، چینج کے مطالعہ میں ایک شیلف پر: ایک مخصوص تانبے اور پیتل کا لیمپ، جو خواہشات کو پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے، لیکن ابھی تک (کیونکہ کبھی رگڑا نہیں گیا) بغیر جانچ کے۔ اب کسی حد تک داغدار، اس نے اپنے مرتے ہوئے مالک کو نیچا دیکھا۔ اور اس کی باری میں، اس کے اکلوتے بیٹے نے دیکھا۔ جس کو ایک لمحے کے لیے سخت آزمائش میں ڈالا گیا تھا، اسے نیچے اتارنے کے لیے، تین بار رگڑیں، اور پگڑی والے جنی سے جادوئی منتر مانگیں۔ . . تاہم صلاح الدین نے چراغ کو وہیں چھوڑ دیا۔ یہاں جنوں یا بھوتوں یا عفریتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ کسی قسم کی دھوکہ دہی کی اجازت نہیں دی جا [illegible] گانا گایا، چھوٹی بوتلیں ہلاتے

اوو

اس رات صلاح الدین نے نسرین اور کستوربا کو اپنے اپنے بستروں پر آرام سے سونے پر مجبور کیا جب کہ وہ فرش پر گدے سے چنگیز کی نگرانی کرتا رہا۔ آدھی رات کو Isosorbide کی خوراک لینے کے بعد، مرنے والا آدمی تین گھنٹے تک سوتا رہا، اور پھر اسے بیت الخلا جانا پڑا۔ صلاح الدین نے عملی طور پر اسے اپنے قدموں پر اٹھایا، اور چنگیز کی ہلکی پھلکی پن پر حیران رہ گیا۔ یہ ہمیشہ سے ایک وزنی آدمی تھا، لیکن اب وہ کینسر کے بڑھتے خلیوں کے لیے زندہ دوپہر کا کھانا تھا۔ . . ٹوائلٹ میں، چینج نے ہر طرح کی مدد سے انکار کر دیا۔ "وہ تمہیں ایک کام نہیں کرنے دے گا۔" کستوربا نے پیار سے شکایت کی تھی۔ "ایسا شرمیلا آدمی کہ وہ ہے۔" پر

Machine Translated by Google

بستر پر واپس آتے ہوئے وہ صلاح الدین کے بازو پر ہلکے سے جھک گیا، اور پرانے، پہنی ہوئی بیڈ روم کی چپلوں میں چپٹے پاؤں کے ساتھ ہل گیا، اس کے باقی بال مزاحیہ زاویوں سے چپکے ہوئے تھے، اس کا سر اس کی کھردری، نازک گردن پر آگے بڑھ کر چپک گیا تھا۔ صلاح الدین اچانک بوڑھے کو اٹھانے، اسے اپنی بانہوں میں جھولنے اور نرم اور آرام دہ گانے گانا چاہا۔ اس کے بجائے، اس نے، کم از کم اس مناسب لمحات میں، مفاہمت کی اپیل کی۔ "ابا، میں اس لیے آیا ہوں کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ ہمارے درمیان مزید پریشانی ہو..."

_فکنگ ایڈیٹ۔ شیطان تم پر سیاہ، کریم چہرے والے لون۔ خونی رات کے بیچ میں! اور اگر اس نے اندازہ نہیں لگایا ہے کہ وہ مر رہا ہے، تو اس چھوٹی سی موت کی تقریر نے اسے یقینی طور پر بتا دیا ہوگا۔ Changezساتھ ساتھ ہلچل جاری; بیٹے کے بازو پر اس کی گرفت بہت ہلکی سی مضبوط ہو گئی۔ "اس سے مزید کوئی فرق نہیں پڑتا،" انہوں نے کہا۔ "یہ بھول گیا ہے، جو بھی تھا۔"

صبح، نسرین اور کستوربا صاف ستھری ساڑھیوں میں پہنچیں، پر سکون نظر آئیں اور شکایت کر رہی تھیں، "اس سے دور نیند اتنی خوفناک تھی کہ ہمیں ایک پل بھی نیند نہیں آئی۔" وہ چنگیز پر گر پڑے، اور ان کے دل میں اس قدر نرمی تھی کہ صلاح الدین کو ایک پرائیویٹ لمحے کی جاسوسی کا وہی احساس تھا جو اسے مشال سفیان کی شادی میں ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا جبکہ تینوں محبت کرنے والوں نے گلے لگایا، بوسہ دیا اور رویا۔

موت، ایک عظیم حقیقت، نے اسکینڈل پوائنٹ پر گھر کے ارد گرد اپنا جادو باندھ دیا۔
صلاح الدین نے سب کی طرح اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، یہاں تک کہ چنگیز نے، جو اس دوسرے دن اکثر اپنی پرانی ٹیڑھی مسکراہٹ کو مسکراتا تھا، وہ جو کہتا تھا کہ مجھے معلوم ہے کیا ہو رہا ہے، میں اس کے ساتھ چلوں گا، بس یہ مت سوچنا کہ میں ہوں بیوقوف بنایا کستوربا اور نسرین اس پر مسلسل الجھتی رہیں، اس کے بال برش کرتی رہیں، اسے کھانے پینے پر اکساتی رہیں۔ اس کی زبان اس کے منہ میں موٹی ہو گئی تھی، اس کی بات کو ہلکا سا دھندلا کر، اسے نگلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اس نے کسی بھی قسم کے ریشے دار یا تنکے سے انکار کیا، یہاں تک کہ چکن کے چھاتیوں سے بھی جو اس نے ساری زندگی پسند کی تھی۔
ایک منہ بھر سوپ، خالص آلو، کسٹرڈ کا ذائقہ۔ بچے کی خوراک. جب وہ بستر پر بیٹھا تو صلاح الدین اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔
چنگیز نے کھانا کھاتے ہوئے اپنے بیٹے کے جسم سے ٹیک لگا لی۔

"گھر کھولو،" چنگیز نے اس صبح حکم دیا۔ "میں آپ کے تین گلم مگ کے بجائے یہاں کچھ مسکراتے چہرے دیکھنا چاہتا ہوں۔"
چنانچہ، کافی عرصے بعد، لوگ آئے: جوان اور بوڑھے، آدھے بھولے کزن، چچا، چچی؛ قوم پرست تحریک کے پرانے دنوں کے چند ساتھی، پوکر کے حمایت یافتہ حضرات جن کے چاندی کے بال، اچکن جیکٹس اور مونوکلز تھے۔ مختلف فاؤنڈیشنز اور فلاحی اداروں کے ملازمین جو Changezنے برسوں پہلے قائم کیے تھے۔ زرعی سپرے اور مصنوعی گوبر کے حریف مینوفیکچررز۔ صلاح الدین نے سوچا۔ لیکن حیرت زدہ، یہ بھی، کہ مرنے والے آدمی کی موجودگی میں ہر ایک نے کس قدر خوبصورتی سے برتاؤ کیا: نوجوان نے اس سے ان کی زندگیوں کے بارے میں گہری بات کی، گویا اسے یقین دلایا کہ زندگی خود ہی ناقابل تسخیر ہے، اسے عظیم کا رکن ہونے کی بھرپور تسلی دے رہی ہے۔ نسل انسانی کا جلوس، --جبکہ پرانے نے ماضی کو جنم دیا، تاکہ وہ جانتا تھا کہ کچھ نہیں بھولا، کچھ کھویا نہیں گیا؛ کہ برسوں کی خود مسلط ضبطگی کے باوجود وہ دنیا سے جڑا رہا۔ موت نے لوگوں میں بہترین چیز نکالی یہ دکھانا اچھا تھا --صلاح الدین نے محسوس کیا --کہ یہ بھی انسان جیسا تھا: خیال رکھنے والا، محبت کرنے والا، یہاں تک کہ شریف بھی۔

Machine Translated by Google

ہم اب بھی سربلندی کے قابل ہیں، اس نے جشن کے موڈ میں سوچا۔ ہر چیز کے باوجود، ہم اب بھی عبور کر سکتے ہیں۔ ایک خوبصورت نوجوان عورت -صلاح الدین کو یہ معلوم ہوا کہ وہ شاید اس کی بھانجی ہے، اور اسے شرم محسوس ہوئی کہ وہ اس کا نام نہیں جانتا تھا -اپنے مہمانوں کے ساتھ چینج کے پولرائڈ اسنیپ شاٹس لے رہی تھی، اور بیمار آدمی خود سے بے حد لطف اندوز ہو رہا تھا، چہروں کو کھینچتے ہوئے، پھر اس کی آنکھوں میں روشنی کے ساتھ بہت سے پیش کردہ گالوں کو بوسہ دیا جسے صلاح الدین نے پرانی یادوں کے طور پر شناخت کیا۔ "یہ سالگرہ کی تقریب کی طرح ہے،" اس نے سوچا۔ یا: Finneganکے جاگ کی طرح۔ مردہ آدمی لیٹنے سے انکار کرتا ہے اور زندہ لوگوں کو تمام مزہ کرنے دیتا ہے۔

"ہمیں اسے بتانا ہے،" صلاح الدین نے اصرار کیا جب زائرین چلے گئے تھے۔
نسرین نے سر جھکا لیا۔ اور سر ہلایا۔ کستوربا کے آنسو چھلک پڑے۔
انہوں نے اگلی صبح اسے بتایا کہ ماہر سے کہا کہ وہ چینج کے کسی بھی سوال کا جواب دے سکے۔ ماہر، پنیکر (ایک نام جس کا انگریزی غلط تلفظ کرتے اور ہنستے ہیں، صلاح الدین نے سوچا، مسلمان "فخر" کی طرح)، خود اعتمادی سے چمکتا ہوا دس بجے پہنچا۔ ”مجھے اسے بتانا چاہیے۔“ اس نے قابو پاتے ہوئے کہا۔ "زیادہ تر مریض اپنے پیاروں کو ان کا خوف دیکھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔" "جہنم تم کرو گے،" صلاح الدین نے ایک جوش کے ساتھ کہا جس نے اسے حیرت میں ڈال دیا۔ "ٹھیک ہے، اس صورت میں،" پنیکر نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا جیسے چھوڑنا ہو؛ جس نے دلیل جیت لی، کیونکہ اب نسرین اور کستوربا نے صلاح الدین سے التجا کی: "براہ کرم، ہم لڑیں نہیں۔" صلاح الدین نے شکست کھا کر ڈاکٹر کو اپنے والد کی موجودگی میں لے جایا۔ اور مطالعہ کا دروازہ بند کر دیا۔

"مجھے کینسر ہے،" چنگیز چمچا والا نے پنیکر کے جانے کے بعد نسرین، کستوربا اور صلاح الدین سے کہا۔ اس نے واضح طور پر بات کی، لفظ کو منحرف، مبالغہ آرائی کے ساتھ بیان کیا۔ "یہ بہت ترقی یافتہ ہے۔ میں حیران نہیں ہوں۔ میں نے پنیکر سے کہا: 'یہ وہی ہے جو میں نے آپ کو پہلے دن ہی کہا تھا۔

اور سارا خون کہاں گیا ہوگا؟'' -مطالعہ کے باہر، کستوربا نے صلاح الدین سے کہا: ''جب سے تم آئے، اس کی آنکھ میں روشنی تھی۔ کل، تمام لوگوں کے ساتھ، وہ کتنا خوش تھا! لیکن اب اس کی آنکھ نم ہو گئی ہے۔ اب وہ نہیں لڑے گا۔"

اس دوپہر صلاح الدین نے خود کو اپنے والد کے ساتھ اکیلے پایا جب کہ دونوں خواتین سو رہی تھیں۔ اس نے دریافت کیا کہ وہ، جو اس بات کا پختہ ارادہ کر چکا تھا کہ ہر چیز کھلے عام لفظ کہے، اب وہ عجیب اور بے ساختہ تھا، بولنا نہیں جانتا تھا۔ لیکن چنگیز کو کچھ کہنا تھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم جانو،" اس نے اپنے بیٹے سے کہا، "مجھے اس چیز میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ آدمی کو کسی چیز سے مرنا چاہیے، اور ایسا نہیں ہے کہ میں جوانی میں مر رہا ہوں۔ مجھے کوئی وہم نہیں ہے۔ جانتی ہوں اس کے بعد میں کہیں نہیں جاؤں گا۔
یہ آخر ہے. یہ ٹھیک ہے. مجھے صرف درد سے ڈر لگتا ہے، کیونکہ جب درد ہوتا ہے تو انسان اپنی عزت کھو دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو۔"
صلاح الدین حیران رہ گیا۔ _پہلے ایک بار پھر اپنے باپ سے پیار ہوتا ہے، اور پھر اس کی طرف دیکھنا بھی سیکھ جاتا ہے۔ "ڈاکٹر کہتے ہیں کہ آپ کا کیس ایک ملین میں ہے،" اس نے سچائی سے جواب دیا۔ "ایسا لگتا ہے کہ آپ کو درد سے بچا لیا گیا ہے۔"
چنگیز میں کچھ اس پر سکون ہوا، اور صلاح الدین کو احساس ہوا کہ بوڑھا کتنا خوفزدہ تھا، اسے بتانے کی کتنی ضرورت تھی...
"بس،"

Machine Translated by Google

چنگیز چمچہ والا نے غصے سے کہا۔ "پھر میں تیار ہوں۔ اور ویسے: آپ کو چراغ مل جائے، آخر کار۔"

ایک گھنٹہ بعد اسہال شروع ہوا: ایک پتلی کالی دھار۔ نسرین کی بریچ کینڈی ہسپتال کے ایمرجنسی روم میں فون کالز نے ثابت کر دیا کہ پنیکر دستیاب نہیں ہے۔ ڈیوٹی ڈاکٹر نے حکم دیا اور اس کے بجائے اموڈیم تجویز کیا۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ شام سات بجے پانی کی کمی کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا، اور چنگیز اپنے کھانے کے لیے بیٹھنے کے لیے بہت کمزور تھا۔ اسے عملی طور پر کوئی بھوک نہیں تھی، لیکن کستوربا اسے چمچ کے ساتھ سوجی کے چند قطرے جلد والی خوبانی کے ساتھ کھلانے میں کامیاب ہو گئیں۔ "یم، یم۔" اس نے اپنی ٹیڑھی مسکراہٹ مسکراتے ہوئے ستم ظریفی سے کہا۔

وہ سو گیا، لیکن ایک بجے تک"تین بار اوپر اور نیچے ہو چکا تھا۔" خدا کے لیے، صلاح الدین نے ٹیلی فون نیچے چلا کر کہا، "مجھے پنیکر کے گھر کا نمبر دو۔" لیکن یہ ہسپتال کے طریقہ کار کے خلاف تھا۔ "آپ فیصلہ کریں، "ڈیوٹی ڈاکٹر نے کہا، "اگر اسے نیچے لانے کا وقت آگیا ہے۔" کتیا، صلاح الدین چمچہ والا نے منہ بنایا۔ "بہت شکریہ۔"

تین بجے "چنگیز اتنا کمزور تھا کہ صلاح الدین اسے کم و بیش بیت الخلاء لے گیا۔" اس نے نسرین اور کستوربہ کو پکارا۔

"ہم ہسپتال جا رہے ہیں۔ ابھی۔" چنگیز کے زوال کا ثبوت یہ تھا کہ آخری بار اس نے اپنے بیٹے کو اس کی مدد کرنے کی اجازت دی۔ "کالی گندگی بری ہے،" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کے پھیپھڑے خطرناک حد تک بھر گئے تھے۔ سانس گوند سے دھکیلنے والے بلبلوں کی طرح تھی۔ "کچھ کینسر سست ہوتے ہیں، لیکن میرے خیال میں یہ بہت تیز ہے۔ بگاڑ بہت تیزی سے ہوتا ہے۔" اور صلاح الدین، سچ کے رسول، نے تسلی بخش جھوٹ بولا: _ابا، فکر نہ کریں۔ آپ ٹھیک ہوجائیں گے_۔ چنگیز چمچہ والا نے سر ہلایا۔ ”میں جا رہا ہوں بیٹا۔“ اس نے کہا۔ اس کا سینہ ہل گیا؛ صلاح الدین نے پلاسٹک کا ایک بڑا پیالا پکڑا اور چنگیز کے منہ کے نیچے رکھا۔

مرنے والے شخص نے خون میں ملا ہوا بلغم کے ایک پنٹ سے زیادہ قے کی: اور اس کے بعد بات کرنے کے لئے بہت کمزور تھا۔ اس بار صلاح الدین کو اسے مرسڈیز کی پچھلی سیٹ پر لے جانا پڑا، جہاں وہ نسرین اور کستوربا کے درمیان بیٹھ گیا جب کہ صلاح الدین سڑک سے آدھا میل نیچے بریچ کینڈی ہسپتال کی طرف تیز رفتاری سے گاڑی چلاتا رہا۔ "ابا کیا میں کھڑکی کھول دوں؟" اس نے ایک موقع پر پوچھا، اور چنگیز نے سر ہلایا اور بلبلا کر بولا: "نہیں۔" کافی دیر بعد، صلاح الدین کو احساس ہوا کہ یہ اس کے والد کا آخری لفظ تھا۔

ایمرجنسی وارڈ۔ دوڑتے پاؤں، آرڈرلیز، وہیل چیئر، چنگیز کو بستر پر لٹکایا جا رہا ہے، پردے۔ ایک نوجوان ڈاکٹر، جو کرنا تھا وہ کر رہا ہے، بہت جلد لیکن رفتار کے بغیر۔ میں اسے پسند کرتا ہوں، صلاح الدین نے سوچا۔ پھر ڈاکٹر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور کہا: "مجھے نہیں لگتا کہ وہ ایسا کرنے والا ہے۔" پیٹ میں گھونسا مارنے کا احساس ہوا۔ صلاح الدین کو احساس ہوا کہ وہ ایک بیکار امید سے چمٹا ہوا ہے، وہ اسے ٹھیک کر دیں گے اور ہم اسے گھر لے جائیں گے۔ یہ "یہ" نہیں ہے، اور ڈاکٹر کے الفاظ پر اس کا فوری ردعمل غصے سے بھرا ہوا تھا۔ _تم مکینک ہو۔ مجھے مت بتانا کہ گاڑی سٹارٹ نہیں ہو گی۔ لعنتی چیز کو ٹھیک کرو_ چینج بالکل باہر تھا، اس کے پھیپھڑوں میں ڈوب رہا تھا۔ "ہم اس کُرتے میں اس کے سینے سے نہیں لگ سکتے، کیا ہم..." _اسے کاٹ دو جو کرنا ہے کرو_

ٹپکنا، اسکرین پر دل کی کمزور دھڑکن کا جھٹکا، بے بسی۔ نوجوان ڈاکٹر بڑبڑایا: "اب زیادہ دیر نہیں لگے گی، تو..." جس پر،

Machine Translated by Google

صلاح الدین چمچہ والا نے ایک گھٹیا کام کر دیا۔ وہ نسرین اور کستوربا کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "اب جلدی آؤ۔ آؤ اور الوداع کہو۔" "خدا کا واسطہ!" ڈاکٹر پھٹ گیا۔ . عورتیں روئی نہیں بلکہ چنگیز کے پاس آئیں اور ہر ایک کا ہاتھ پکڑ لیا۔ صلاح الدین شرم سے شرما گیا۔ وہ کبھی نہیں جان سکے گا کہ اس کے باپ نے اپنے بیٹے کے ہونٹوں ٭سے پھانسی کی سزا سن لی۔

اب صلاح الدین کو بہتر الفاظ مل گئے، اس کی اردو طویل غیر حاضری کے بعد اس کی طرف لوٹ رہی ہے۔ _ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ابا ہم سب آپ سے بہت پیار کرتے ہیں_ چنگیز بول نہیں سکتا تھا، لیکن یہ تھا، کیا یہ نہیں تھا؟ -ہاں، یہ ضرور ہوا ہوگا -پہچاننے کا ایک چھوٹا سا اشارہ۔ _اس نے میری بات سنی_ پھر اچانک چنگیز چمچہ والا نے اپنا چہرہ چھوڑ دیا۔ وہ ابھی تک زندہ تھا، لیکن وہ کہیں اور چلا گیا تھا، جو کچھ دیکھنا تھا اسے دیکھنے کے لیے اندر کی طرف مڑ گیا تھا۔ وہ مجھے مرنا سکھا رہا ہے، صلاح الدین نے سوچا۔ وہ نظریں نہیں ٹالتا بلکہ چہرے پر موت کو دیکھتا ہے۔ اپنی موت کے وقت کسی بھی موقع پر چنگیز چمچا والا نے خدا کا نام نہیں لیا۔

"براہ کرم،" ڈاکٹر نے کہا، "اب پردے سے باہر جاؤ اور ہمیں اپنی کوشش کرنے دو۔" صلاح الدین ان دونوں عورتوں کو چند قدم کے فاصلے پر لے گیا۔ اور اب جب ایک پردے نے چنگیز کو ان کی نظروں سے چھپا لیا تو وہ رو پڑے۔ "اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا،" نسرین نے روتے ہوئے کہا، آخر کار اس کا لوہے کا کنٹرول ٹوٹ گیا، "اور وہ چلا گیا۔" صلاح الدین پردے میں ایک شگاف دیکھ کر چلا گیا۔ --اور دیکھا کہ وولٹیج اپنے والد کے جسم میں پمپ کیا جا رہا ہے، مانیٹر کی سکرین پر نبض کی اچانک سبز دھندلاہٹ؛ ڈاکٹر اور نرسوں کو اپنے والد کے سینے پر ہاتھ مارتے دیکھا۔ شکست دیکھی.

آخری چیز جو اس نے اپنے والد کے چہرے پر دیکھی تھی، طبی عملے کی حتمی، بیکار کوشش سے عین پہلے، ایک دہشت کی صبح اتنی گہری تھی کہ اس نے صلاح الدین کی ہڈی کو ٹھنڈا کر دیا۔ اس نے کیا دیکھا تھا؟ وہ کون سی چیز تھی جو اس کا انتظار کر رہی تھی، ہم سب کے لیے، جس نے ایک بہادر آدمی کی آنکھوں میں ایسا خوف لایا؟ --اب، جب یہ ختم ہو گیا، وہ چنگیز کے پلنگ پر واپس آیا۔ اور اپنے باپ کا منہ اوپر کی طرف مڑے ہوئے دیکھا، مسکراہٹ میں۔

اس نے ان میٹھے گالوں کو سہلایا۔ _میں نے آج اس کا شیو نہیں کروایا۔ وہ ٹھوڑی پر کھونٹی سے مر گیا_ اس کا چہرہ پہلے ہی کتنا ٹھنڈا تھا۔ لیکن دماغ، دماغ نے تھوڑی گرمی برقرار رکھی۔ انہوں نے اس کے نتھنوں میں روئی بھر دی تھی۔ _لیکن فرض کریں کہ کوئی غلطی ہوئی ہے؟ وہ سانس لینا چاہے تو کیا ہوگا؟ _نسرین چمچہ والا اس کے پاس تھی۔ "آئیے آپ کے والد کو گھر لے چلیں۔" اس نے کہا۔

اوو

چنگیز چمچا والا ایمبولینس میں گھر واپس آیا، فرش پر ایلومینیم کی ٹرے میں ان دو عورتوں کے درمیان پڑا جو اس سے پیار کرتی تھیں، جب کہ صلاح الدین کار میں پیچھے چلا گیا۔ ایمبولینس والوں نے اسے اپنے مطالعہ میں سپرد خاک کر دیا۔ نسرین نے ایئر کنڈیشنر اوپر کر دیا۔ یہ، آخرکار، ایک اشنکٹبندیی موت تھی، اور سورج جلد ہی طلوع ہو جائے گا۔

_اس نے کیا دیکھا؟ _صلاح الدین سوچتا رہا۔ _وحشت کیوں؟ اور، وہ آخری مسکراہٹ کہاں سے؟ _لوگ پھر آئے۔ ماموں، کزن، دوستوں نے چارج سنبھال لیا، سب بندوبست کر دیا۔ نسرین اور کستوربا فرش پر سفید چادروں پر بیٹھ گئیں۔

Machine Translated by Google

وہ کمرہ جس میں ایک زمانے میں، صلاح الدین اور زینی اوگری، چنگیز سے ملنے گئے تھے۔ عورتیں ماتم کرنے کے لیے ان کے ساتھ بیٹھی تھیں، ان میں سے اکثر موتیوں کی گنتی کی مدد سے کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ اس پر صلاح الدین کو غصہ آیا۔ لیکن انہیں روکنے کے لئے کہنے کی خواہش کی کمی تھی۔ --پھر ملا نے آ کر چنگیز کی چادر سلائی، اور لاش کو دھونے کا وقت ہو گیا۔ اور اگرچہ وہاں بہت سے آدمی موجود تھے، اور اس کی مدد کرنے کی ضرورت نہیں تھی، صلاح الدین نے اصرار کیا۔ _اگر وہ اپنی موت کو آنکھ میں دیکھ سکتا ہے تو میں بھی کر سکتا ہوں_ اور جب اس کے والد کو نہلایا جا رہا تھا تو اس کا جسم اس طرح لڑھک گیا اور یہ کہ ملا کے حکم پر، اس کا گوشت ٹوٹا ہوا اور سلبی، اپینڈکس کا داغ لمبا اور بھورا، صلاح الدین کو اپنی زندگی میں وہ واحد موقع یاد آیا جب اس نے اسے دیکھا تھا۔ جسمانی طور پر کمزور باپ ننگا: وہ نو سال کا تھا، ایک باتھ روم میں جا رہا تھا جہاں چنگیز شاور لے رہا تھا، اور اپنے والد کے عضو تناسل کی نظر ایک ایسا صدمہ تھا جسے وہ کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ وہ موٹا squatعضو، ایک کلب کی طرح. اے اس کی طاقت؛ اور اس کی اپنی اہمیت . . "اس کی آنکھیں بند نہیں ہوں گی،" ملا نے شکایت کی۔ "تمہیں پہلے کرنا چاہیے تھا۔" وہ ایک سٹاک، عملیت پسند ساتھی تھا، یہ ملّا اپنی بغیر مونچھ والی داڑھی والا۔ اس نے مردہ جسم کو ایک عام چیز سمجھا، جس طرح گاڑی، یا کھڑکی، یا برتن دھونے کی ضرورت تھی۔ "آپ لندن سے ہیں؟ مناسب لندن؟ --میں وہاں کئی سالوں سے تھا۔ میں کلیریج کے ہوٹل میں ڈور مین تھا۔" _اوہ؟ واقعی؟ کتنا دلچسپ_. آدمی چھوٹی بات کرنا چاہتا تھا! صلاح الدین گھبرا گیا۔ _یہ میرے والد ہیں، کیا آپ نہیں سمجھتے؟ _"یہ کپڑے،" ملّا نے چنگیز کے آخری کُرتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا -پاجامہ لباس، جسے ہسپتال کے عملے نے اس کے سینے سے لگانے کے لیے کاٹا تھا۔ "تمہیں ان کی ضرورت ہے؟" _نہیں نہیں. انہیں لے لو۔ برائے مہربانی_. "آپ بہت مہربان ہیں." کالے کپڑے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے چنگیز کے منہ میں اور پلکوں کے نیچے بھرے جا رہے تھے۔ "یہ کپڑا مکہ گیا ہے،" ملا نے کہا۔

_اسے باہر نکالو! _"میں نہیں سمجھا۔ یہ مقدس کپڑا ہے۔" _تم نے مجھے سنا: باہر، باہر_ "خدا تمہاری روح پر رحم کرے۔"

اور: بیئر، پھولوں سے بھرا ہوا، جیسے بچے کی چارپائی۔

جسم، سفید میں لپٹا، چندن کی لکڑی کے شیونگ کے ساتھ، خوشبو کے لیے، اس کے ارد گرد بکھرے ہوئے تھے۔

مزید پھول، اور ایک سبز ریشمی غلاف جس پر قرآنی آیات کی کڑھائی ہوئی ہے۔

ایمبولینس، بیئر کے ساتھ اس میں آرام کر رہی ہے، بیواؤں کی روانگی کی اجازت کا انتظار کر رہی ہے۔

خواتین کی آخری الوداعی۔

قبرستان۔ مرد سوگوار اپنے کندھوں پر بیئر اٹھانے کے لیے دوڑتے ہوئے صلاح الدین کے پاؤں کو روند رہے ہیں، اور اس کے پیر کے بڑے انگوٹھے پر کیل کا ایک حصہ چیر رہے ہیں۔

سوگواروں کے درمیان، چنگیز کا ایک پرانے دوست، یہاں دوہری نمونیا کے باوجود؛ --اور ایک اور بوڑھا شریف آدمی، بہت رو رہا ہے، جو اگلے ہی دن خود مر جائے گا۔ --اور ہر طرح کے، ایک مردہ آدمی کی زندگی کے چلنے کے ریکارڈ۔

Machine Translated by Google

قبر. صلاح الدین اس میں نیچے چڑھتا ہے، سر کے سرے پر کھڑا ہے، قبر کھودنے والا پاؤں میں۔ چنگیز چمچہ والا نیچے گرا ہوا ہے۔ _میرے باپ کے سر کا وزن، میرے ہاتھ میں پڑا ہے۔ میں نے اسے نیچے رکھا۔ آرام کرنا_۔

دنیا، کسی نے لکھا، وہ جگہ ہے جہاں ہم مر کر حقیقی ثابت ہوتے ہیں۔

اوو

اس کے انتظار میں جب وہ قبرستان سے واپس آیا: ایک تانبے اور پیتل کا چراغ، اس کی تجدید شدہ میراث۔ وہ چنگیز کے اسٹڈی میں گیا اور دروازہ بند کر لیا۔ بستر کے پاس اس کی پرانی چپلیں تھیں: جیسا کہ اس نے پیشین گوئی کی تھی، "خالی جوتوں کا ایک جوڑا" بن گیا تھا۔ بستر کے کپڑوں پر اب بھی اس کے والد کے جسم کے نقوش ہیں۔ کمرہ بیمار خوشبو سے بھرا ہوا تھا: صندل، کافور، لونگ۔ اس نے شیلف سے لیمپ اٹھایا اور چنگیز کی میز پر بیٹھ گیا۔ جیب سے رومال نکال کر اس نے تیزی سے رگڑا: ایک بار، دو بار، تین بار۔

روشنیاں یک دم جل گئیں۔
زینت وکیل کمرے میں داخل ہوئی۔

"اے خدا، مجھے افسوس ہے، شاید آپ نے انہیں بند کرنا چاہا تھا، لیکن پردہ بند ہونے سے یہ بہت افسوسناک تھا۔" اپنے بازوؤں کو ہلاتے ہوئے، اپنی خوبصورت آواز میں اونچی آواز میں بولتے ہوئے، اس کے بالوں کو ایک بار کے لیے کمر کی لمبائی والی پونی ٹیل میں بُنا ہوا تھا، وہ یہاں تھی، اس کا اپنا جین۔ "مجھے بہت برا لگتا ہے کہ میں پہلے نہیں آیا، میں صرف تمہیں تکلیف پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا، کیا وقت چننا ہے، اتنا خونخوار، یار، تمہیں دیکھ کر اچھا لگا، تم غریب یتیم ہنس"۔

وہ ہمیشہ کی طرح ہی تھی، اپنی گردن تک زندگی میں ڈوبی ہوئی تھی، یونیورسٹی میں کبھی کبھار آرٹ کے لیکچرز کو اپنی میڈیکل پریکٹس اور اپنی سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ جوڑتی تھی۔ "جب تم آئے تو میں ہسپتال میں تھا، تم جانتے ہو؟

میں وہیں تھا، لیکن مجھے تمہارے پاپا کے بارے میں اس وقت تک معلوم نہیں تھا جب تک وہ ختم نہ ہو گیا، اور اس وقت بھی میں تمہیں گلے لگانے نہیں آیا، کیا کتیا ہے، اگر تم مجھے باہر پھینکنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ "یہ ایک سخی عورت تھی، سب سے زیادہ سخی تھی جسے وہ جانتا تھا۔ _جب تم اسے دیکھو گے، تمہیں معلوم ہو جائے گا_، اس نے خود سے وعدہ کیا تھا، اور یہ سچ بھی نکلا۔" میں تم سے محبت کرتا ہوں، اس نے خود کو روکتے ہوئے سنا۔ "ٹھیک ہے، میں آپ کو اس پر نہیں روکوں گا،" اس نے آخر میں بہت خوش نظر آتے ہوئے کہا۔ "آپ کے دماغ کا توازن واضح طور پر خراب ہے۔ آپ کے لیے خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمارے عظیم سرکاری ہسپتالوں میں سے ایک میں نہیں ہیں۔ وہ لونی کو ہیروئن کے عادی افراد کے پاس رکھ دیتے ہیں، اور وارڈوں میں منشیات کی اتنی زیادہ آمدورفت ہے کہ غریب شیزو بری عادتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ -بہرحال، اگر آپ چالیس دن کے بعد دوبارہ کہتے ہیں، تو دھیان سے، کیونکہ شاید تب میں اسے سنجیدگی سے لوں گا۔ بس اب یہ بیماری ہو سکتی ہے۔"

ناقابل شکست (اور، یہ ظاہر ہوا، غیر منسلک)، زینی کی اپنی زندگی میں دوبارہ داخلے نے تجدید، تخلیق نو کے عمل کو مکمل کیا، جو اس کے والد کی شدید بیماری کی سب سے حیران کن اور متضاد پیداوار تھی۔ اس کی پرانی انگریزی زندگی، اس کی عجیب و غریبیاں، اس کی برائیاں، اب بہت دور کی لگ رہی تھیں۔

Machine Translated by Google

یہاں تک کہ غیر متعلقہ بھی، جیسے اس کے کٹے ہوئے سٹیج نام۔ "وقت کے بارے میں،" زینی نے منظوری دی جب اس نے اسے _صلاح الدین_ کے پاس واپسی کے بارے میں بتایا۔ "اب تم آخر کار اداکاری بند کر سکتے ہو۔" ہاں، یہ ایک نئے مرحلے کے آغاز کی طرح لگ رہا تھا، جس میں دنیا ٹھوس اور حقیقی ہو گی، اور جس میں اپنے اور قبر کی ناگزیریت کے درمیان کھڑے والدین کی وسیع شخصیت باقی نہیں رہی تھی۔

ایک یتیم زندگی، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہر کسی کی طرح، ایک ایسی زندگی جو ایک عجیب چمکیلی موت سے روشن ہو، جو اس کے دماغ کی آنکھوں میں جادوئی چراغ کی طرح چمکتی رہی۔

مجھے اپنے بارے میں سوچنا چاہیے، اب سے، مستقبل کے پہلے لمحے میں ہمیشہ زندہ رہوں گا، اس نے کچھ دنوں بعد، صوفیہ کالج لین میں زینی کے اپارٹمنٹ میں، اپنے بستر پر اپنی محبت کے جوش و خروش سے صحت یاب ہوتے ہوئے حل کیا۔ (اس نے شرماتے ہوئے اسے گھر بلایا تھا، جیسے وہ طویل چھپنے کے بعد پردہ ہٹا رہی ہو۔) لیکن تاریخ اتنی آسانی سے نہیں جھٹکی جاتی۔ وہ بھی، آخر کار، ماضی کے _موجودہ لمحے میں_ جی رہا تھا، اور اس کی پرانی زندگی ایک بار پھر اس کے گرد گھومنے والی تھی، اپنے آخری عمل کو مکمل کرنے کے لیے۔

اوو

اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک امیر آدمی ہے۔ چنگیز کی وصیت کی شرائط کے تحت، مردہ ٹائیکون کی وسیع دولت اور بزاربا کاروباری مفادات کی نگرانی ممتاز ٹرسٹیز کے ایک گروپ کے ذریعے کی جانی تھی، آمدنی کو تین فریقوں میں مساوی طور پر تقسیم کیا جانا تھا: چنگیز کی دوسری بیوی نسرین، کستوربا، جن کا اس نے دستاویز میں حوالہ دیا تھا۔ جیسا کہ "ہر حقیقی معنوں میں، میرا تیسرا"، اور اس کے بیٹے، صلاح الدین۔ تاہم، دونوں خواتین کی موت کے بعد، جب بھی صلاح الدین نے انتخاب کیا تو اعتماد کو تحلیل کیا جا سکتا تھا: مختصراً، اسے وراثت میں ملا۔

"اس شرط پر،" چنگیز چمچا والا نے شرارت سے کہا تھا، "کہ بدمعاش وہ تحفہ قبول کرے گا جسے اس نے پہلے ٹھکرا دیا تھا، یعنی، سولن، ہماچل پردیش میں مطلوبہ اسکول ہاؤس۔" چنگیز نے اخروٹ کا درخت کاٹ دیا ہو گا، لیکن اس نے کبھی صلاح الدین کو اپنی مرضی سے کاٹنے کی کوشش نہیں کی۔ تاہم، پالی ہل اور سکینڈل پوائنٹ کے مکانات کو ان دفعات سے خارج کر دیا گیا تھا۔ سابقہ براہ راست نسرین چمچا والا کے پاس چلا گیا۔ مؤخر الذکر، فوری اثر کے ساتھ، کستوربابائی کی واحد جائیداد بن گئی، جس نے فوری طور پر پرانے گھر کو پراپرٹی ڈویلپرز کو فروخت کرنے کے اپنے ارادے کا اعلان کیا۔ اس سائٹ کی مالیت کروڑوں میں تھی، اور کستوربا رئیل اسٹیٹ کے بارے میں مکمل طور پر غیر جذباتی تھیں۔ صلاح الدین نے شدید احتجاج کیا، اور اسے زور سے تھپڑ مارا گیا۔ "میں نے اپنی پوری زندگی یہاں گزاری ہے،" اس نے اسے بتایا۔ "اس لیے یہ میرے لیے صرف کہنا ہے۔" نسرین چمچہ والا پرانی جگہ کی قسمت سے بالکل لاتعلق تھی۔ "ایک اور اونچا، پرانے بمبئی کا ایک کم ٹکڑا،" اس نے کندھے اچکائے۔ "کیا فرق ہے؟ شہر بدل جاتے ہیں۔" وہ پہلے سے ہی پالی ہل پر واپس جانے کی تیاری کر رہی تھی، دیواروں سے تتلیوں کے کیسز لے کر، اپنے بھرے پرندوں کو گیند میں جمع کر رہی تھی۔ ”جانے دو۔“ زینت وکیل نے کہا۔ "آپ اس میوزیم میں نہیں رہ سکتے، ویسے بھی۔"

وہ بالکل درست تھی؛ جیسے ہی اس نے اپنا چہرہ مستقبل کی طرف متوجہ کرنے کا عزم کیا تھا کہ اس نے چاروں طرف چاندنی شروع کردی اور بچپن کے خاتمے پر افسوس کرنا شروع کردیا۔

Machine Translated by Google

"میں جارج اور بھوپین سے ملنے جا رہی ہوں، تمہیں یاد ہے،" اس نے کہا۔ "آپ ساتھ کیوں نہیں آتے؟ آپ کو شہر میں پلگ لگانا شروع کرنے کی ضرورت ہے۔" جارج مرانڈا نے ابھی فرقہ واریت کے بارے میں ایک دستاویزی فلم مکمل کی تھی، جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تمام نظریات کے انٹرویوز کیے گئے تھے۔ دونوں مذاہب کے بنیاد پرستوں نے فوری طور پر اس فلم کو دکھانے پر پابندی لگانے کے لیے حکم امتناعی کی درخواست کی تھی، اور، اگرچہ بمبئی کی عدالتوں نے اس درخواست کو مسترد کر دیا تھا، لیکن یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں چلا گیا تھا۔ جارج، تھوڑی سے بھی زیادہ تھوڑی، بالوں کی لکیر اور پیٹ کے پھیلے ہوئے اس سے بھی زیادہ جو صلاح الدین کو یاد تھا، دھوبی تلاؤ کے شراب خانے میں رم پیا اور مایوسی کی مٹھیوں سے میز پر ہاتھ مارا۔ "یہ شاہ بانو شہرت کی سپریم کورٹ ہے،" انہوں نے اس بدنام زمانہ کیس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا، جس میں اسلامی انتہا پسندوں کے دباؤ میں، عدالت نے فیصلہ دیا تھا کہ بھتہ کی ادائیگی اللہ کی مرضی کے خلاف ہے، اس طرح ہندوستان کے قوانین اور بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان کے مقابلے میں رجعت پسند۔ "تو مجھے زیادہ امید نہیں ہے۔" اس نے اپنی مونچھوں کے مومی نقطوں کو، بے اطمینانی سے مروڑ دیا۔

اس کی نئی گرل فرینڈ، کٹے ہوئے بالوں والی ایک لمبا، پتلی بنگالی خاتون جس نے صلاح الدین کو مشال سفیان کی تھوڑی سی یاد دلائی، اس لمحے کو بھوپین گاندھی پر حملہ کرنے کے لیے منتخب کیا کہ اس نے گاگاری کے "چھوٹے مندر والے شہر" کے دورے کے بارے میں نظموں کا ایک مجموعہ شائع کیا تھا۔ مغربی گھاٹ۔ ان نظموں پر ہندو حق پرستوں نے تنقید کی تھی۔ جنوبی ہند کے ایک نامور پروفیسر نے اعلان کیا تھا کہ بھوپین نے "ہندوستانی شاعر کہلانے کا اپنا حق چھین لیا ہے"، لیکن نوجوان خاتون، سواتیلیکھا کی رائے میں، بھوپین کو مذہب نے ایک خطرناک ابہام میں ڈال دیا تھا۔ سرمئی بال بڑی سنجیدگی سے پھڑپھڑا رہے ہیں، چاند کا چہرہ چمک رہا ہے، بھوپین نے اپنا دفاع کیا۔ "میں نے کہا ہے کہ گگاری کی واحد فصل پہاڑیوں سے پتھر کے دیوتا نکالے جا رہے ہیں۔ میں نے داستانوں کے ریوڑ کی بات کی ہے، جن میں مقدس گائے کی گھنٹیاں بج رہی ہیں، پہاڑیوں پر چرتے ہیں۔

یہ مبہم تصاویر نہیں ہیں۔" سواتیلیکھا کو یقین نہیں آیا۔ "ان دنوں،" اس نے اصرار کیا، "ہماری پوزیشن واضح طور پر بیان کی جانی چاہیے۔ تمام استعارے غلط تشریح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔" اس نے اپنا نظریہ پیش کیا۔ معاشرہ اس کے ذریعے ترتیب دیا گیا تھا جسے وہ _عظیم بیانات_ کہتی ہیں: تاریخ، معاشیات، اخلاقیات۔ ہندوستان میں، ایک کرپٹ اور بند ریاستی نظام کی ترقی نے "عوام کے عوام کو اس سے باہر کر دیا تھا۔ اخلاقی منصوبہ"۔ نتیجے کے طور پر، انہوں نے عظیم ترین بیانیے میں سے قدیم ترین، یعنی مذہبی عقیدے میں اخلاقی اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کی۔" لیکن ان بیانیوں کو تھیوکریسی اور مختلف سیاسی عناصر مکمل طور پر رجعت پسندانہ انداز میں استعمال کر رہے ہیں۔" بھوپین نے کہا۔ : "ہم ایمان کی ہر جگہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اس طرح سے لکھتے ہیں کہ اس طرح کے عقیدے کا فیصلہ کرنے کے لئے کسی طرح سے دھوکہ دہی یا غلط ہے، تو کیا ہم اشرافیہ کے مجرم نہیں ہیں، عوام پر اپنا عالمی نظریہ مسلط کرنے کے؟" سواتیلیکھا نے طنز کیا۔

"آج ہندوستان میں جنگ کی لکیریں کھینچی جا رہی ہیں،" وہ رو پڑی۔ "سیکولر بمقابلہ عقلی، روشنی بمقابلہ اندھیرا۔ بہتر ہے کہ آپ انتخاب کریں کہ آپ کس طرف ہیں۔"
بھوپین غصے سے اٹھ کر جانے کے لیے نکلا۔ زینی نے اسے تسلی دی: "ہم اختلافات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔
کرنے کی منصوبہ بندی ہے۔" وہ دوبارہ بیٹھ گیا، اور سواتیلیکھا نے اس کے گال پر بوسہ دیا۔ "مجھے معاف کیجئے،" اس نے کہا۔
"بہت زیادہ کالج کی تعلیم، جارج ہمیشہ کہتا ہے۔ دراصل مجھے نظمیں بہت پسند تھیں۔ میں صرف ایک مقدمے پر بحث کر رہا تھا۔" بھوپین نے جھنجھلا کر اس کی ناک پر مکے مارنے کا بہانہ کیا؛ بحران گزر گیا۔

Machine Translated by Google

وہ ملاقات کر چکے تھے، صلاح الدین اب ایک قابل ذکر سیاسی مظاہرے میں اپنے حصے پر بات کرنے کے لیے جمع ہوئے: "قومی انضمام" کی حمایت میں، گیٹ وے آف انڈیا سے لے کر شہر کے سب سے بیرونی شمالی مضافات تک پھیلی ہوئی ایک انسانی زنجیر کی تشکیل۔ کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ) نے حال ہی میں کیرالہ میں ایسی ہی ایک انسانی زنجیر کا اہتمام کیا تھا، جس میں بڑی کامیابی تھی۔ "لیکن،" جارج مرانڈا نے دلیل دی، "یہاں بمبئی میں یہ بالکل اور معاملہ ہوگا۔ کیرالہ میں سی پی (ایم) اقتدار میں ہے۔ یہاں، شیوسینا کے ان کمینوں کے کنٹرول میں، ہم پولیس سے ہر طرح کی ہراسانی کی توقع کر سکتے ہیں۔ زنجیر کے حصوں پر ہجوم کی طرف سے حملوں کے لیے رکاوٹیں -خاص طور پر جب یہ گزرتا ہے، جیسا کہ اسے سینا کے قلعوں سے، مزگاؤں وغیرہ میں کرنا پڑے گا۔" ان خطرات کے باوجود، زینی نے صلاح الدین کو سمجھایا، اس طرح کے عوامی مظاہرے ضروری ہیں۔ جیسا کہ فرقہ وارانہ تشدد میں اضافہ ہوا --اور میرٹھ قاتلانہ واقعات کی ایک لمبی قطار میں صرف تازہ ترین واقعہ تھا --یہ ضروری تھا کہ تقسیم کرنے والی قوتوں کو ہر چیز کو اپنے طریقے سے کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ "ہمیں یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ کام پر بھی جوابی دستے موجود ہیں۔" صلاح الدین اس تیزی سے کچھ پریشان تھا جس کے ساتھ ایک بار پھر اس کی زندگی بدلنے لگی تھی۔ _میں، ایک CP(M) ایونٹ میں حصہ لے رہا ہوں۔ عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ مجھے واقعی محبت ہو گی۔

ایک بار جب انہوں نے معاملات طے کر لیے -ان میں سے ہر ایک کتنے دوستوں کو ساتھ لانے کا انتظام کر سکتا ہے، کہاں جمع ہونا ہے، کھانے پینے اور ابتدائی طبی امداد کا سامان لے جانے کے لیے کیا کرنا ہے -انھوں نے آرام کیا، سستی، سیاہ رم پی لی۔ ، اور بلاوجہ چہچہایا، اور یہ وہ وقت تھا جب صلاح الدین نے پہلی بار شہر میں فلم اسٹار جبریل فرشتہ کے عجیب و غریب رویے کے بارے میں افواہیں سنی تھیں، اور محسوس کیا کہ اس کی پرانی زندگی اسے چھپے ہوئے کانٹے کی طرح چبھتی ہے۔ -ماضی کو سنا، ایک دور صور کی طرح، اس کے کانوں میں بج رہا تھا۔

اوو

جبریل فرشتہ جو اپنے فلمی کیرئیر کے دھاگوں کو لینے کے لیے لندن سے بمبئی واپس آیا تھا، عام اتفاق رائے سے، پرانا، اٹل جبریل نہیں تھا۔ "لڑکا جہنم لگتا ہے -خودکشی کے راستے پر جھکا ہوا ہے،" جارج مرانڈا، جو تمام فلمی گپ شپ جانتا تھا، نے اعلان کیا۔ "کون جانتا ہے کیوں؟ وہ کہتے ہیں کیونکہ وہ محبت میں بدقسمت تھا وہ تھوڑا سا جنگلی ہو گیا ہے۔" صلاح الدین نے اپنا منہ بند رکھا لیکن محسوس کیا کہ اس کا چہرہ گرم ہو رہا ہے۔ ایلی کون نے برک ہال کی آگ کے بعد جبریل کو واپس لانے سے انکار کر دیا تھا۔ معافی کے معاملے میں، صلاح الدین نے غور کیا، کسی نے مکمل طور پر بے قصور اور شدید زخمی الیلویا سے مشورہ کرنے کا نہیں سوچا تھا۔ _ایک بار پھر، ہم نے اس کی زندگی کو اپنے لیے محیط بنا لیا۔ کوئی تعجب نہیں کہ وہ اب بھی پاگل ہو رہی ہے۔ جبریل نے صلاح الدین کو ایک آخری اور کسی حد تک تناؤ بھرے ٹیلی فون کال میں بتایا تھا کہ وہ بمبئی واپس آرہے ہیں "اس امید پر کہ میں اسے، یا آپ کو، یا اس سرد شہر کو، میری زندگی کے باقی حصوں میں دوبارہ کبھی نہیں دیکھنا پڑے گا"۔ اور اب وہ یہاں تھا، ہر لحاظ سے، خود کو دوبارہ جہاز تباہ کر رہا تھا، اور ہوم گراؤنڈ پر بھی۔ "وہ کچھ عجیب فلمیں بنا رہا ہے،" جارج نے کہا۔ "اور اس بار اسے اپنا پیسہ خود ہی ڈالنا پڑا۔ دو فلاپ ہونے کے بعد، پروڈیوسر تیزی سے باہر نکل رہے ہیں۔ تو اگر یہ ایک

Machine Translated by Google

نیچے جاتا ہے، وہ ٹوٹ گیا، _فنتوش_ کے لیے۔" جبریل نے جدید -رامائن کی کہانی کے لباس کا ریمیک شروع کیا تھا جس میں ہیرو اور ہیروئین خالص اور گناہ سے پاک ہونے کی بجائے بدعنوان اور برے ہو گئے تھے۔

یہاں ایک بدتمیز، شرابی رام اور ایک اڑتی سیتا تھی۔ جبکہ راون، راکشس بادشاہ، کو ایک راست باز اور ایماندار آدمی کے طور پر دکھایا گیا تھا۔ "جبریل راون کا کردار ادا کر رہا ہے،" جارج نے متوجہ خوف سے وضاحت کی۔ "ایسا لگتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر مذہبی فرقہ پرستوں کے ساتھ حتمی تصادم قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ وہ جیت نہیں سکتا، کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔" کاسٹ کے کئی ممبران پہلے ہی پروڈکشن چھوڑ چکے تھے، اور جبریل پر "توہین رسالت"، "شیطانیت" اور دیگر بداعمالیوں کا الزام لگاتے ہوئے دلکش انٹرویوز دیے۔ اس کی سب سے حالیہ مالکن، پمپل بلیموریا، کو _Ciné-Blitz_ کے سرورق پر دیکھا گیا، یہ کہتے ہوئے: "یہ شیطان کو چومنے جیسا تھا۔" جبریل کا پرانا ہیلیٹوسس کا پرانا مسئلہ واضح طور پر انتقام کے ساتھ لوٹ آیا تھا۔ اس کا بے ترتیب رویہ فلم کے موضوع کے انتخاب سے بھی زیادہ زبانیں ہلانے کا سبب بن رہا تھا۔

"کچھ دن وہ مٹھاس اور روشنی ہے،" جارج نے کہا۔ "دوسروں پر، وہ رب العالمین کی طرح کام کرنے کے لیے آتا ہے اور درحقیقت اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ لوگ گھٹنے ٹیک دیں۔ ذاتی طور پر مجھے یقین نہیں ہے کہ فلم اس وقت تک ختم نہیں ہو گی جب تک کہ وہ اپنی ذہنی صحت کو ٹھیک نہیں کر لیتا، جو میں حقیقی طور پر محسوس کرتا ہوں، متاثر ہوتا ہے۔ پہلے بیماری، پھر ہوائی جہاز کا حادثہ، پھر ناخوشگوار محبت کا معاملہ: آپ اس لڑکے کے مسائل کو سمجھ سکتے ہیں۔" اور بدتر افواہیں تھیں: اس کے ٹیکس کے معاملات زیر تفتیش تھے۔ پولیس افسران ریکھا مرچنٹ کی موت کے بارے میں سوالات پوچھنے کے لیے ان سے ملنے گئے تھے، اور ریکھا کے شوہر، بال بیرنگ کنگ، نے دھمکی دی تھی کہ "کمینے کے جسم کی ہر ہڈی توڑ دیں گے"، تاکہ کچھ دنوں کے لیے جبریل کو ان کے ساتھ رہنا پڑا۔ باڈی گارڈز جب اس نے ایورسٹ ولاس لفٹیں استعمال کیں۔ اور سب سے بری بات یہ تھی کہ شہر کے ریڈ لائٹ ڈسٹرکٹ میں اس کے رات کے دوروں کے مشورے تھے، جہاں اس کا اشارہ دیا گیا تھا، اس نے فورس روڈ کے بعض اداروں میں بار بار جانا تھا یہاں تک کہ دادا نے اسے باہر نکال دیا کیونکہ خواتین کو تکلیف ہو رہی تھی۔ "وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ کو بہت بری طرح نقصان پہنچا تھا،" جارج نے کہا۔ "اتنی بڑی رقم ادا کرنی پڑی۔ مجھے نہیں معلوم۔ لوگ کچھ بھی کہتے ہیں۔ وہ پمپل یقیناً بینڈ ویگن پر چھلانگ لگا دیتا ہے۔ _وہ آدمی جو خواتین سے نفرت کرتا ہے_۔ لیکن فرشتہ کے ساتھ کچھ خراب ہے، تم اس ساتھی کو جانتے ہو، میں سن رہا ہوں۔" جارج نے صلاح الدین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو شرما گیا۔

"بہت ٹھیک نہیں۔ بس جہاز کے کریش وغیرہ کی وجہ سے۔" وہ بوکھلاہٹ کا شکار تھا۔
ایسا لگتا تھا کہ جبریل اپنے اندرونی شیطانوں سے بچنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ وہ، صلاح الدین، یقین کر چکا تھا --نادانی سے، اب پتہ چلا --کہ برک ہال کی آگ کے واقعات نے، جب جبریل نے اپنی جان بچائی تھی، کسی نہ کسی طرح ان دونوں کو پاک کیا تھا، ان شیطانوں کو بھسم کرنے والے شعلوں میں بھگا دیا تھا۔ کہ، درحقیقت، محبت نے دکھایا تھا کہ یہ انسان سازی کی طاقت کو اتنی ہی بڑی طاقت کا استعمال کر سکتا ہے جتنا کہ نفرت کی ہے۔ کہ نیکی مردوں کے ساتھ ساتھ برائی کو بھی بدل سکتی ہے۔ لیکن کچھ بھی ہمیشہ کے لیے نہیں تھا۔ کوئی علاج نہیں، یہ ظاہر ہوا، مکمل تھا۔

"فلم انڈسٹری بے وقوفوں سے بھری پڑی ہے،" سواتیلیکھا پیار سے جارج سے کہہ رہی تھی۔ "ذرا آپ کو دیکھیں، مسٹر." لیکن بھوپین سنجیدہ ہو گیا۔ "میں ہمیشہ

Machine Translated by Google

انہوں نے کہا کہ جبریل کو ایک مثبت قوت کے طور پر دیکھا۔ "ایک اقلیت سے تعلق رکھنے والا ایک اداکار جو بہت سے مذاہب سے تعلق رکھتا ہے، اور اسے قبول کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ حق سے باہر ہو گیا ہے، تو یہ ایک بری علامت ہے۔"

دو دن بعد، صلاح الدین چمچہ والا نے اپنے اتوار کے اخبارات میں پڑھا کہ کوہ پیماؤں کی ایک بین الاقوامی ٹیم، پوشیدہ چوٹی پر چڑھنے کی کوشش کے لیے، بمبئی پہنچی ہے۔ اور جب اس نے دیکھا کہ اس ٹیم میں مشہور "کوئین آف ایورسٹ" مس ایللویا کون بھی ہیں، تو اسے ایک عجیب سا احساس ہوا کہ وہ پریشان ہے، یہ احساس کہ اس کے تخیل کی پرچھائیاں حقیقی دنیا میں داخل ہو رہی ہیں، وہ تقدیر حاصل کر رہی ہے۔ ایک خواب کی سست، مہلک منطق۔ ”اب میں جانتا ہوں کہ بھوت کیا ہوتا ہے،“ اس نے سوچا۔ "ادھورا کاروبار، بس۔"

اوو

ایلی کی بمبئی میں موجودگی، اگلے دو دنوں میں، اسے زیادہ سے زیادہ مشغول کرنے کے لیے آئی۔ مثال کے طور پر، اس کے پاؤں کی واضح بحالی اور جبریل کے ساتھ اس کے تعلقات کے خاتمے کے درمیان، اس کے دماغ نے عجیب و غریب روابط قائم کرنے پر اصرار کیا: جیسے وہ اسے اپنی غیرت مند محبت سے معذور کر رہا ہو۔ اس کا عقلی ذہن جانتا تھا کہ درحقیقت اس کی گرتی ہوئی محرابوں کا مسئلہ جبریل کے ساتھ اس کے تعلقات سے پہلے تھا، لیکن وہ عجیب طرح سے خوابیدہ موڈ میں داخل ہو گیا تھا، اور منطق سے بے نیاز لگ رہا تھا۔ وہ واقعی یہاں کیا کر رہی تھی؟ وہ واقعی کیوں آئی تھی؟ کوئی خوفناک عذاب، اسے یقین ہو گیا، ذخیرہ میں ہے۔

زینی، اس کی میڈیکل سرجری، کالج کے لیکچرز اور انسانی زنجیر کے مظاہرے کے لیے کام نے اس کے پاس وقت نہیں چھوڑا، فی الحال، صلاح الدین اور اس کے مزاج کے لیے، غلطی سے اس کی اندرونی خاموشی کو شکوک کے اظہار کے طور پر دیکھا --اس کی بمبئی واپسی، گھسیٹے جانے کے بارے میں۔ اس قسم کی سیاسی سرگرمی میں جو اس کے لیے ہمیشہ سے نفرت انگیز رہی تھی۔ اپنے خوف کو چھپانے کے لیے اس نے اس سے لیکچر کی صورت میں بات کی۔ "اگر آپ اپنے اجنبی پن کو ختم کرنے میں سنجیدہ ہیں، تو پھر اس کے بجائے کسی قسم کے بے بنیاد لمبو میں نہ پڑیں۔ ٹھیک ہے؟ ہم سب یہاں ہیں۔ ہم آپ کے سامنے ہیں۔ آپ کو واقعی کوشش کرنی چاہیے اور اس بار اس جگہ سے ایک بالغ سے واقف کرو۔ کوشش کریں اور اس شہر کو گلے لگائیں، جیسا کہ یہ ہے، بچپن کی کوئی یاد نہیں جو آپ کو پرانی اور بیمار بناتی ہے۔ اسے قریب کیجیے، اصل میں موجود جگہ، اس کی خامیوں کو اپنا بنائیں۔ اس کے بن جائیں مخلوق؛ تعلق ہے۔" اس نے غائبانہ طور پر سر ہلایا۔ اور وہ، یہ سوچ کر کہ وہ اسے ایک بار پھر چھوڑنے کی تیاری کر رہا ہے، غصے سے باہر نکلا جس نے اسے بالکل پریشان کر دیا۔

کیا اسے ایلی کو فون کرنا چاہئے؟ کیا جبریل نے اسے آوازوں کے بارے میں بتایا تھا؟
کیا وہ جبریل کو دیکھنے کی کوشش کرے؟
کچھ ہونے والا ہے، اس کے اندر کی آواز نے خبردار کیا۔ یہ ہونے والا ہے، اور آپ نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے، اور آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اوہ ہاں: یہ کچھ برا ہے۔

اوو

یہ مظاہرے کے دن ہوا، جو کہ تمام تر مشکلات کے باوجود، ایک بہت ہی منصفانہ کامیابی تھی۔ مزگاؤں ضلع سے چند معمولی جھڑپوں کی اطلاع ملی، لیکن یہ واقعہ عام طور پر ایک منظم تھا۔ سی پی آئی (ایم) کے مبصرین نے ہاتھ جوڑنے والے مردوں اور عورتوں کی ایک نہ ٹوٹنے والی زنجیر کی اطلاع دی۔

Machine Translated by Google

شہر کے اوپر سے نیچے تک، اور محمد علی روڈ پر زینی اور بھوپین کے درمیان کھڑے صلاح الدین، تصویر کی طاقت سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔
زنجیر میں بہت سے لوگ آنسو بہا رہے تھے۔ ہاتھ ملانے کا حکم منتظمین نے دیا تھا --سواتیلیکھا ان میں نمایاں تھیں، جیپ کے پیچھے سوار، ہاتھ میں میگا فون --ٹھیک آٹھ بجے؛ ایک گھنٹے بعد، جیسے ہی شہر کا رش -گھنٹے کی ٹریفک اپنے عروج پر پہنچ گئی، ہجوم منتشر ہونے لگا۔ تاہم، اس تقریب میں ہزاروں افراد کی شرکت کے باوجود، اس کی پرامن نوعیت اور مثبت پیغام کے باوجود، دوردرشن ٹیلی ویژن کی خبروں پر انسانی زنجیر کی تشکیل کی اطلاع نہیں دی گئی۔ اور نہ ہی آل انڈیا ریڈیو نے اس کہانی کو آگے بڑھایا۔ (حکومت کی حمایت کرنے والے) "زبان پریس" کی اکثریت نے بھی کوئی تذکرہ چھوڑ دیا۔ . . انگریزی زبان کا ایک روزنامہ، اور ایک اتوار کے اخبار میں، کہانی ہوتی تھی۔ یہ سب تھا۔ زینی نے کیرالہ چین کے علاج کو یاد کرتے ہوئے اس خاموشی کی پیشین گوئی کی تھی جب وہ اور صلاح الدین گھر جاتے تھے۔ "یہ ایک کمیونسٹ شو ہے،" اس نے وضاحت کی۔ "لہذا، سرکاری طور پر، یہ ایک غیر واقعہ ہے."

شام کے اخبار کی سرخیوں کو کس چیز نے پکڑا؟
کس چیز نے قارئین کو انچ -اونچے خطوط میں چیخا، جب کہ انسانی زنجیر کی اتنی اجازت نہیں تھی جتنی چھوٹی پرنٹ سرگوشی کی؟

ایورسٹ کوئین، فلم موگل پریش
ملابر بل جبریل فرشتہ پر دوہرا سانحہ
ایورسٹ ولاس کی لعنت پھر سے ختم ہو گئی۔

معروف فلم پروڈیوسر، ایس ایس سسودیا کی لاش گھریلو عملے نے دریافت کی تھی، جو معروف اداکار مسٹر جبریل فرشتہ کے اپارٹمنٹ میں رہنے والے کمرے کے قالین کے بیچ میں پڑی تھی، جس کے دل میں سوراخ تھا۔ مس الیلویا کون، جس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ "متعلقہ واقعہ"، فلک بوس عمارت کی چھت سے گر کر موت کے منہ میں چلا گیا تھا، جس سے چند سال پہلے، مسز ریکھا مرچنٹ نے اپنے بچوں اور خود کو کنکریٹ کی طرف پھینکا تھا۔ نیچے

صبح کے اخبارات فرشتہ کے تازہ ترین کردار کے بارے میں کم متضاد تھے۔
فرشتہ، شک کے تحت، فرار۔
"میں اسکینڈل پوائنٹ پر واپس جا رہا ہوں،" صلاح الدین نے زینی سے کہا، جو روح کے اندرونی کمرے میں اس واپسی کو غلط سمجھتا ہوا، بھڑک اٹھا، "مسٹر، بہتر ہے کہ آپ اپنا ذہن بنا لیں۔" چھوڑ کر، وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے یقین دلائے۔ اس کے _ذمہ داری_ کے احساس جرم کی وضاحت کیسے کی جائے: اسے کیسے بتاؤں کہ یہ قتل ان بیجوں کے سیاہ پھول تھے جو اس نے بہت پہلے بوئے تھے؟ "مجھے صرف سوچنے کی ضرورت ہے۔" اس نے اپنے شکوک کی تصدیق کرتے ہوئے کمزوری سے کہا۔ "بس ایک دو دن۔"

"سلاد بابا،" اس نے سختی سے کہا، "یار مجھے یہ آپ کے حوالے کرنا ہے۔ آپ کا ٹائمنگ: واقعی بہت اچھا۔"

اوو

انسانی زنجیر بنانے میں ان کی شرکت کے بعد کی رات،
صلاح الدین چمچہ والا اپنے بچپن کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

Machine Translated by Google

بحیرہ عرب کے رات کے پیٹرن پر سونے کا کمرہ، جب کستوربا نے فوری طور پر اس کے دروازے پر دستک دی۔ "ایک آدمی یہاں آپ کو دیکھنے آیا ہے،" اس نے تقریباً لفظوں کو ہچکیاں لیتے ہوئے، صاف ڈرتے ہوئے کہا۔ صلاح الدین نے گیٹ سے کسی کو آتے نہیں دیکھا تھا۔ "نوکروں کے دروازے سے،" کستوربا نے اپنے استفسار کے جواب میں کہا۔ "اور بابا، سنو، وہ جبریل ہے، جبریل فرشتہ، جسے کاغذات کہتے ہیں..." اس کی آواز بند ہو گئی اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ کے ناخن چبا کر، بے چینی سے چبائے۔

"وہ کدھر ہے؟"

”کیا کروں، میں ڈر گئی تھی،“ کستوربا نے روتے ہوئے کہا۔ "میں نے اس سے کہا، تمہارے پاپا کی پڑھائی میں، وہ وہیں انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن شاید بہتر ہے تم نہ جاؤ۔ کیا میں پولیس کو بلاؤں؟ باپو ری، ایسی بات ہے۔"

نہیں فون مت کرو۔ میں جا کر دیکھوں گا وہ کیا چاہتا ہے۔

جبریل چنگیز کے بستر پر پرانا لیمپ ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔ اس نے ایک گندا سفید کرتہ پاجامہ پہنا ہوا تھا اور کسی ایسے آدمی کی طرح لگ رہا تھا جو کھردرا سو رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بے توجہ، بے نور، مردہ تھیں۔ "اسپونو،" اس نے کرسی کی سمت لیمپ لہراتے ہوئے تھکے ہوئے انداز میں کہا۔ "اسے اپنا ہی گھر سمجھو."

"تم بہت خوفناک لگ رہے ہو،" صلاح الدین نے دوسرے آدمی کی طرف سے ایک دور کی، گھٹیا، غیر مانوس مسکراہٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "بیٹھو اور چپ کرو، سپونو،" جبریل فرشتہ نے کہا۔ "میں یہاں آپ کو ایک کہانی سنانے آیا ہوں۔"

یہ تم ہی تھے پھر، صلاح الدین سمجھ گیا۔ _تم نے واقعی یہ کیا: تم نے ان دونوں کو قتل کیا_ لیکن جبرئیل نے آنکھیں بند کر لیں، انگلیاں جوڑ کر اپنی کہانی شروع کر دی، جو کہ بہت سی کہانیوں کا اختتام بھی تھا، اس طرح: کان ما کان فی قدم الزمان۔ . .

اوو

یہ ایسا تھا کہ یہ ایک طویل وقت میں بھول نہیں گیا تھا
ویسے بھی کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔
مجھے یقین نہیں آتا کیونکہ جب وہ فون کرنے آئے تھے تو میں خود نہیں تھا یار خود بھی نہیں تھا کچھ دن مشکل ہوتے ہیں کیسے بتاؤں کہ ایسی کونسی بیماری ہے لیکن یقین نہیں آتا

ہمیشہ میرا ایک حصہ باہر کھڑا چیختا رہتا ہے کہ نہیں پلیز نہ کریں لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا جب بیماری آتی ہے تو دیکھو

میں فرشتہ ہوں خدا کا لعنتی فرشتہ اور ان دنوں بدلہ لینے والا فرشتہ جبریل انتقام لینے والا ہمیشہ انتقام کیوں لیتا ہے

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ انسان ہونے کے جرم میں خاص طور پر عورت کے لیے ایسا کچھ ہے لیکن خاص طور پر لوگوں کو ادا نہیں کرنا چاہیے۔

Machine Translated by Google

کچھ ایسا ہی ہے تو وہ اسے اپنے ساتھ لے آیا اس کا مطلب کوئی نقصان نہیں ہے میں جانتا ہوں کہ اب وہ صرف یہ چاہتا تھا کہ ہم ایک ساتھ رہیں کاکا کیا تم دیکھ سکتے ہو اس نے کہا کہ وہ تم پر اوہ نہیں ہے ایک لانگ شاٹ سے نہیں اور تم نے کہا پھر بھی اس کے لئے پاگل ہے ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ ہمارے لئے ہونا چاہتا تھا لیکن میں نے آیات سنی ہیں تم مجھے اسپونو وی erses گلابی سیب لیمن ٹارٹ سس بوم باہ مجھے کافی پسند ہے مجھے چائے پسند ہے وایلیٹ نیلے گلاب سرخ ہیں مجھے یاد رکھیں جب میں مر گیا ہوں ڈیڈ اس قسم کی چیز انہیں میرے نٹ سے باہر نہ نکال سکی اور وہ میری آنکھوں کے سامنے بدل گئی میں نے اس کے نام اس طرح سے پکارے اور اسے میں اس کے بارے میں جانتا تھا سسودیا لیچر کہیں سے مجھے معلوم تھا کہ وہ مجھ پر کس بات پر ہنس رہے ہیں میرا اپنا گھر کچھ ایسا ہے کہ مجھے مکھن پسند ہے مجھے ٹوسٹ ورسیس اسپونو آپ کے خیال میں کون ایسی لاتیں بناتا ہے تو میں نے خدا کے غضب کو پکارا میں نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا میں نے اسے دل پر گولی مار دی لیکن وہ کتیا میں نے کتیا کو برف کی طرح ٹھنڈا سمجھا کھڑا رہا اور انتظار کیا بس انتظار کیا اور پھر مجھے نہیں معلوم کہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہم اکیلے نہیں تھے کچھ اس طرح ریکھا اپنے قالین پر تیر رہی تھی تمہیں اس کا سپونو یاد ہے تمہیں یاد ہے ریکھا اس کے قالین پر جب ہم گرے اور کوئی اور پاگل نظر آنے والا سکاٹش گیٹ اپ _گورا_ قسم کا نام نہیں آیا اس نے انہیں دیکھا یا اس نے انہیں نہیں دیکھا مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ ابھی وہاں کھڑی تھی یہ ریکھا کا خیال تھا کہ وہ ایورسٹ کی چوٹی پر لے جائے جب آپ وہاں پہنچ جائیں تو صرف نیچے کا راستہ ہے میں نے اس کی طرف انگلی اٹھائی ہم اوپر چلے گئے میں نے اسے دھکا نہیں دیا ریکھا نے اسے دھکا دیا اس کے اسپونو کو دھکا نہیں دیا ہوگا مجھے سمجھو سپونو خونی جہنم میں اس لڑکی سے پیار کرتا تھا۔

اوو

صلاح الدین سوچ رہا تھا کہ سسوڈیا، موقع کے مقابلے کے لیے اپنے شاندار تحفے کے ساتھ (جبریل لندن کی ٹریفک کے سامنے باہر نکلتے ہوئے، صلاح الدین خود ایک کھلے ہوائی جہاز کے دروازے کے سامنے گھبرا رہا تھا، اور اب، ایسا لگتا تھا، اپنے ہوٹل کی لابی میں الیلویا کون) اتفاقی طور پر ٹکرا گیا تھا۔ موت میں؛ --اور ایلی کے بارے میں بھی سوچتے ہوئے، اپنے سے کم خوش قسمت ایک گرنے والا، جس نے (ایورسٹ کی سولو چڑھائی کی خواہش کی بجائے) یہ ذلت آمیز مہلک نزول بنایا، --اور

Machine Translated by Google

اس کے بارے میں کہ وہ اپنی آیات کے لئے کس طرح مرنے والا تھا، لیکن موت کی سزا کو غیر منصفانہ کہنے کے لئے اپنے آپ میں یہ نہیں پایا۔
دروازے پر دستک ہوئی۔ _کھولیں پلیز۔ پولیس_ آخر کستوربا نے انہیں بلایا تھا۔

جبریل نے چنگیز چمچہ والا کے شاندار لیمپ کا ڈھکن اتار دیا اور اسے فرش پر گرنے دیا۔

اس نے اندر بندوق چھپا رکھی ہے، صلاح الدین کو احساس ہوا۔ "خبردار،" وہ چلایا۔
"یہاں ایک مسلح آدمی ہے۔" دستک بند ہو گئی، اور اب جبریل نے جادو کے چراغ کے ساتھ اپنا ہاتھ رگڑا: ایک بار، دو بار، تین بار۔

ریوالور اچھل کر اس کے دوسرے ہاتھ میں آگیا۔
ایک خوفناک قد کا جنی نمودار ہوا صلاح الدین کو یاد آیا۔ _"تمہاری خواہش کیا ہے؟ میں اس کا غلام ہوں جس کے پاس چراغ ہے۔"_ ہتھیار کتنی محدود چیز ہے، صلاح الدین نے عجیب طرح سے واقعات سے لاتعلقی محسوس کرتے ہوئے سوچا۔ جبریل علیہ السلام کی طرح جب بیماری آئی۔ --ہاں یقینا؛ چیز کا سب سے محدود انداز۔ --انتخابات کتنے ہی کم تھے، اب جبرئیل _مسلح آدمی_ تھے اور وہ _غیر مسلح_؛ کائنات کیسے سکڑ گئی! قدیم زمانے کے حقیقی جنوں کے پاس لامحدود کے دروازے کھولنے، ہر چیز کو ممکن بنانے، تمام عجائبات کو حاصل کرنے کے قابل بنانے کی طاقت تھی۔ اس کے مقابلے میں، یہ جدید ڈرامہ، یہ طاقتور آباؤ اجداد کی یہ ذلیل اولاد، بیسویں کا یہ کمزور غلام تھا-

صدی چراغ.
جبریل فرشتہ نے خاموشی سے کہا، "میں نے آپ کو بہت پہلے بتایا تھا،" کہ اگر میں سمجھتا ہوں کہ بیماری مجھے کبھی نہیں چھوڑے گی، کہ یہ ہمیشہ لوٹ آئے گی، تو میں اسے برداشت نہیں کر پاؤں گا۔ پھر، بہت جلدی، اس سے پہلے کہ صلاح الدین ایک انگلی کو حرکت دے، جبریل نے بندوق کا بیرل اپنے منہ میں ڈال دیا۔ اور ٹرگر نکالا؛ اور آزاد تھا.

اس نے اپنے بچپن کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہو کر بحیرہ عرب کو دیکھا۔
چاند تقریباً پورا ہو چکا تھا۔ چاندنی، اسکینڈل پوائنٹ کی چٹانوں سے دور افق تک پھیلی ہوئی، چاندی کے راستے کا وہم پیدا کرتی ہے، جیسے پانی کے چمکتے بالوں میں جدائی، معجزاتی زمینوں کی طرف جانے والی سڑک کی طرح۔ اس نے سر ہلایا؛ پریوں کی کہانیوں پر مزید یقین نہیں کر سکتے تھے۔ بچپن ختم ہو چکا تھا اور اس کھڑکی سے نظر آنے والا منظر کسی پرانی اور جذباتی گونج سے زیادہ نہیں تھا۔ اس کے ساتھ شیطان کو! بلڈوزر آنے دو۔ پرانے نے مرنے سے انکار کر دیا تو نیا پیدا نہیں ہو سکتا۔

"تم ساتھ چلو۔" زینت وکیل کی آواز اس کے کندھے سے ٹکرائی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس کی تمام تر غلطیوں، کمزوری، جرم کے باوجود -- اپنی انسانیت کے باوجود --اسے ایک اور موقع مل رہا ہے۔ کسی کی خوش قسمتی کا کوئی حساب نہیں تھا، یہ سیدھا تھا۔ وہاں یہ محض اپنی کہنی کو ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ "میری جگہ،"

زینی نے پیشکش کی۔ "چلو جہنم کو یہاں سے نکالو۔"
”میں آرہا ہوں،“ اس نے اسے جواب دیا، اور منظر سے ہٹ گیا۔

Machine Translated by Google

اعترافات

اس کتاب میں قرآن کے اقتباسات پینگوئن ایڈیشن میں این جے داؤد کے انگریزی ورژن اور مولانا محمد علی (لاہور، (1973کے مجموعے ہیں، جن میں میرے اپنے کچھ اقتباسات ہیں۔ کہ فیض احمد فیض کا ترجمہ محمود جمال کی _Book of Modern Urdu Poetry Penguin_میں کیا گیا ہے۔ مینٹیکور کی تفصیل کے لیے، میں جارج لوئس بورجیس کی _Book of Imaginary Beings_کا مقروض ہوں، جب کہ ارجنٹینا پر مواد کچھ حد تک ڈبلیو ایچ ہڈسن کی تحریروں، خاص طور پر _Far Away and Long Ago_سے اخذ کیا گیا ہے۔ مجھے پاؤلین میلویل کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنے پلاٹوں کو اپنے ڈریڈ لاکس سے الگ کر دیا۔ اور یہ اعتراف کرنا کہ "بھوپین گاندھی" کی "گگاری" نظمیں درحقیقت ارون کولاٹکر کے مجموعے _جیجوری_ کی بازگشت ہیں۔ "Living Doll"کی آیات Music Co. Ltd. Lionel Bart (1959 Peter Mauriceکی ہیں، امریکہ اور کینیڈا کے تمام حقوق Colgems-EMI Music Inc.کے زیر انتظام ہیں) اور ناول کے آخری حصے میں کینتھ ٹائنن کی آیات کو لے لیا گیا ہے۔ _Tynan Right and Left_سے (کاپی رائٹ ۔Kenneth Tynan، 1967).

بہت سے مصنفین کی شناخت جن سے میں نے سیکھا ہے، مجھے امید ہے کہ متن سے واضح ہو جائیں گے۔ دوسروں کو گمنام رہنا چاہیے، لیکن میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔